بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

صلی اللہ علی حبیبہٖ محمد وآلہٖ وسلم

لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ

بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی میں تمہارے لیے بہترین نمونہ ہے

اسوۂ حسنہ

مصنف

انوار اللہ طیبی

پی ایچ ڈی اسکالر کراچی یونیورسٹی پاکستان

کرمانوالہ بک شاپ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی حَبِیْبِہٖ مُحَمَّدٍ وَّآلِہٖ وَسَلَّمْ

لَقَدْ کَانَ لَکُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ اُسْوَۃٌ حَسَنَۃٌ

بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی میں تمہارے لیے بہترین نمونہ ہے

اُسوۂ حسنہ

مصنف

اَنوار اللہ طِیّبی

پی ایچ ڈی اسکالر کراچی یونیورسٹی پاکستان

خادم شعبہ تبلیغ وتربیت

آستانہ عالیہ حضرت کرمانوالہ شریف

دوکان نمبر ۲،
دربار مارکیٹ
لاہور

کرمانوالہ بک شاپ



Voice: 042-7249515

نام کتاب ---------------------------- اسوۂ حسنہ

مصنف ---------------------------- انوار اللہ طیبی

تصحیح و پروف ریڈنگ ---------------- مفتی غلام یٰسین طیبی

پروف ریڈنگ قرآنی آیات ------------- سید کامران حسین طیبی

کمپوزنگ ---------------------------- زوجہ انوار اللہ طیبی

ٹائیٹل ڈیزائیننگ ------ ------------ سمیع اللہ برکت

ناشر ---------------------------- کرماں والا بک شاپ

سن اشاعت ------------------------ 2007ء

قیمت 300 روپے

زیر نگرانی

حاجی انعام اللہ طیبی نقشبندی برکاتی

...... ملنے کا پتہ ......

(1) دربارِ عالیہ آستانہ عالیہ حضرت کرماں والا شریف ضلع اوکاڑہ

فون نمبرز: 0321-2073864, 0412513317

(2) کرماں والا بک شاپ دکان نمبر ۲ دربار مارکیٹ لاہور

فون نمبر: 042-7249515

فہرست

......عرض ناشر......

بلا شک وشبہ یہ بات کہی جاسکتی ہے کہ ہمارے اسلاف نے دین کی تبلیغ وترویج محض زبانی وکلامی نہیں بلکہ اس کے لئے باقاعدہ مدارس اسلامیہ، مکاتب اور خانقاہیں قائم فرمائیں، جیسا کہ سپین، غرناطہ، سسلی، تیونس، الجزائر اور ترکستان وغیرہ میں اگرچہ ان علاقوں کی آبادی کلی طور پر مسلمان نہ تھی اور اسلامی دنیا میں بھی انہوں نے تبلیغ کو صرف خطاب کی حد تک محدود نہ کیا بلکہ دینی علوم کو کتابی شکل میں مدون کر کے آنے والی نسلوں کی رہنمائی کا عظیم الشان فریضہ سرانجام دیا۔

ہمارے پیرومرشد حضور قبلہ پیر سید میر طیب علی شاہ صاحب بخاری مدظلہ العالی ایک روشن اور اسلام کا درد رکھنے والی شخصیت ہیں۔ آپ نے جب مشاہدہ فرمایا اہل اسلام کی زبوں حالی کی وجہ کیا ہے تو اپنے عقیدت مندوں اور عام مسلمانوں کو دینی اور دنیاوی اصلاح کے حضور نبی کریم رؤف ورحیم کے مبارک طریقہ کے مطابق زندگی گزارنے کا حکم فرمایا اور اس کام کے لئے ایک تبلیغی نصاب کی تدوین کا حکم ارشاد فرمایا۔

اس عظیم الشان نصاب کی تالیف کرنے کے لئے مرشد خانہ سے جس علمی وادبی

شخصیت کی ڈیوٹی لگائی گئی وہ پی.ایچ.ڈی سکالر انوار اللہ طیبی خلیفہ مجاز آستانہ عالیہ حضرت کرماں والہ شریف کی شخصیت ہے ۔مرشد کریم کے حکم سے آپ نے نہایت جانفشانی سے ''اسوۂ حسنہ'' کے نام سے مطلوبہ نصاب تحریر فرمایا جس کی کمی ایک عرصہ سے محسوس کی جا رہی تھی ۔ہمیں امید ہے کہ یہ اہل اسلام کے لئے بہت مفید ثابت ہوگا۔زندگی کو درست انداز میں گزارنے کے لئے نظام زندگی کا شاید ہی کوئی ایسا شعبہ ہوگا کہ اس کتاب میں فاضل مصنف نے ذکر نہ کیا ہو شروع میں اس بات کی بھی وضاحت کر دی ہے کہ کس طرح ایک مبلغ یا معلم اس کتاب سے سامعین کو درس دے سکتا ہے۔

ادارہ کرماں والہ بک شاپ اس کتاب کی اشاعت پر بجا طور پر فخر کا اظہار کرتا ہے کہ یہ سعادت اسے حاصل ہو رہی ہے۔بلا شبہ یہ ہمارے مرشد کامل حضور قبلہ پیر سید میر طیب علی شاہ صاحب بخاری مدظلہ العالی کا فیضان نظر ہے اور ہمارے جد اعلیٰ ،حضرت صوفی برکت علی نقشبندی مرحوم ومغفور اور ہمارے والد گرامی پیر انعام اللہ طیبی خلیفہ مجاز آستانہ عالیہ حضرت کرماں والہ شریف کی دعاؤں کا نتیجہ ہے ۔اللہ کریم سے دعا ہے کہ صدقہ خیر الانام ہمارے گناہوں کو معاف فرما کر ہم پر اپنی عنایات جاری رکھے اور ہمارے اس کام کو اپنی بارگاہ میں قبول ومنظور فرمائے ۔(آمین)

تاثرات

ازحضرت استاذ العلماء مفتی غلام یاسین طیبی نقشبندی
انچارج: دارالافتاء دارالعلوم اشرف المدارس اوکاڑہ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ. وَالْعَاقِبَۃُ لِلْمُتَّقِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِالْاَنْبِیَآءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ

بعدالتحمیدوالتصلیۃ یہ فقیرعرض گزار ہے کہ آستانہ عالیہ نقشبندیہ حضرت کرماں والہ شریف کے موجودہ سجادہ نشین قطب وقت ہادی راہ خدا حضور صاحبزادہ پیر سید میر طیب علی شاہ بخاری دامت برکاتہم العالیہ نے الحمدللہ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ اور مذہب مہذب اہل سنت وجماعت کے لئے تقریباً 13 سال سے جس قدر جانفشانی، محنت اور دل جمعی کے ساتھ کام کیا ہے وہ اپنی مثال آپ ہے اور یہ بات اہل نظر سے بھی پوشیدہ نہیں آپ نے اپنی زندگی کا مقصد وحید صرف فروغ عشق مصطفیٰ ﷺ کو قرار دیا ہے جو کہ بارہا آپ کی زبان مبارک سے ہم نے سنا اور یہی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور اہل بیت رضی اللہ عنہم اور جمیع اولیاء اللہ کا مطمع نظر رہا ہے آپ اس پر متفق علیہ حدیث پاک بھی سناتے ہیں کہ:

ترجمہ: تم میں کامل کوئی مومن نہیں ہوسکتا حتیٰ کہ وہ سید دوعالم ﷺ کو اپنے باپ اور اولاد اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ سمجھے اسی بناء پر آپ سنن رسول اللہ ﷺ پر عمل کا سبق دیتے ہیں۔ الحمدللہ یہاں صرف زبانی نہیں بلکہ عملی طور پر بھی تربیت ہوتی ہے، بندہ ناچیز ایک مرتبہ لاہور کے سہ روزہ تربیتی پروگرام میں شریک ہو چکا ہے جہاں درس قرآن اور درس حدیث قرآن خوانی اور درس تصوف (جو کہ سراسر آپ ﷺ کا خلق عظیم ہے) نماز پنجگانہ باجماعت بلکہ درود پاک کی تسبیحات معین وقت میں شب بیداری تنظیم سازی اطاعت شیخ بڑوں کی تعظیم اور چھوٹوں پر شفقت مخالفین کی طعن و تشنیع پر تسلیم و رضائے الٰہی اور عفو و درگزر اہم موضوع تھے آپ نے رات کو جب محفل ایک بجے کے بعد اختتام پذیر ہوئی تو فرمایا نوافل تہجد بھی

ادا کرتے ہیں اور صبح نماز باجماعت بھی۔ اگر میں خود نماز فجر کی جماعت میں شامل نہ ہوا تو آپ مجھ سے پوچھ سکتے ہیں سبحان اللہ پھران گنہگار آنکھوں نے دیکھا کہ آپ تکبیر اولی سے ہی نماز فجر میں شریک ہوئے آستانہ عالیہ سے وابستہ افراد کی تعداد لاکھوں میں ہے آپ کے قلب میں مدت سے یہ آرزو تھی کہ وابستگان سلسلہ کے لئے (جنہیں بیلیوں کے نام سے یاد کیا جاتا ہے) ایک تبلیغی نصاب کی جامع کتاب ہو جس میں قرآن وحدیث کی روشنی میں اوامر ونواہی اخلاق وعادات نبوی اور اقوال وحکایات بزرگان بالخصوص سلسلہ نقشبندیہ کے دل نشین پیرایہ میں بیان کئے جائیں نیز وہ آداب شیخ ودیگر ضروریات سے مملوّ (پر ہونا) ہو، اس معاملہ میں متعدد حضرات نے کاوشیں کیں لیکن عزیز مکرم فاضل محتشم مفتی انوار اللہ طیبی کا تحریر کردہ نصابی مواد مجھ ناقص کے خیال میں قابل قدر ہے، یعنی میرے شیخ باباجی سرکار دام ظلکم علینا نے بھی اسکو شرف قبولیت کی سند سے نوازا ہے اور آپ کا پسندیدہ بھی ہے تو میں کون اور کس لائق ہوں؟ ہم سب جناب کے حلقہ بگوش ہیں، اپنا تو عقیدہ یہ ہے بلکہ ہر مرید کا یہی فیصلہ ہے۔

شنیدم کہ در روز امید وبیم بداں را کہ بہ نیکاں بخشد کریم
خدایا بحق بنی فاطمہ کہ برقول ایماں کنی خاتمہ
اگر دعوتم رد کنی ورقبول من ودست ودامان آل رسول

عَلِّمُوْا اَوْلَادَكُمْ مَّحَبَّةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَمَحَبَّةَ اَهْلِ بَيْتِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَاَزْوَاجِهٖ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى حَبِيْبِهٖ مُحَمَّدٍ وَّآلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ۔

کتبہ

یکے از خدام آستانہ عالیہ حضرت کرماں والہ شریف

لاشی غلام یاسین طیبی (اوکاڑہ)

۷ رمضان المبارک ۱۴۲۷ھ بمطابق یکم اکتوبر ۲۰۰۶ء

انتساب

فخر السادات زینت سادات

نور سادات شیخ المشائخ واقف اسرار حقیقت

غواص بحر معرفت عارف رموز شریعت

ہادیٔ راہ طریقت

بابا جی

پیر سید میر طیب علی شاہ بخاری دامت برکاتہم القدسیہ

کے نام

جن کی نگاہ مردہ دلوں کو جلاء بخشتی ہے

کی محمدﷺ سے وفا تونے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا سب لوح و قلم تیرے ہیں

......عرض مصنف......

یوں تو گزشتہ کئی سالوں سے آستانہ عالیہ حضرت کرمانوالہ شریف کے مبلغین کے لئے ایک تبلیغی نصاب کی ضرورت محسوس کی جا رہی تھی لیکن تبلیغی سلسلے کے تیزی سے پھیلتے ہوئے ظاہری اور باطنی مربوط نظام نے گزشتہ چند مہینے سے اس کمی کا شدت سے احساس دلایا چنانچہ راقم کو مرشد کریم نے تبلیغی نصاب کی تیاری کا حکم فرمایا اگرچہ آستانہ عالیہ حضرت کرماں والہ شریف کے خدام میں ایسے لوگوں کی کمی نہیں جو اعلیٰ تعلیم یافتہ ہونے کے ساتھ ساتھ عقل و دانش میں راقم سے کہیں بڑھ کر ہیں لیکن تبلیغی نصاب لکھنے کی سعادت جو راقم کے حصے میں آئی تو محض ان کا کرم ہے۔اس تبلیغی نصاب کا نام باباجی سید میر طیب علی شاہ صاحب بخاری (سجادہ نشین آستانہ عالیہ حضرت کرماں والہ شریف) نے بیلیوں (برادران طریقت) کی مشاورت اور اتفاق رائے سے اسوۂ حسنہ تجویز فرمایا اسوہ حسنہ کی ترکیب نبی کریم ﷺ کی ظاہری اتباع کے حوالے سے انتہایہ جامع ہے ۔راقم نے اس کتاب میں عقائد،عبادات،معاملات اور اخلاقیات کے حوالے سے قرآن مجیداور نبی کریم

ﷺ کی احادیث مبارکہ کے آسان مہم اردو ترجمہ کو پیش کرنے کی کوشش کی ہے کہیں کہیں وضاحت کے لئے اسلاف بزرگان دین کے فرمودات اور واقعات کو بھی نقل کیا ہے ۔راقم نے اپنے تیئں پوری کوشش کی ہے کہ اردو عبارت میں مشکل الفاظ کم سے کم ہوں اس لئے بعض جگہوں پر جہاں کہیں مشکل لفظ کا احساس ہوا وہاں بریکٹ میں اس کی وضاحت کردی ۔ پھر بھی قارئین اور سامعین سے درخواست ہے کہ جہاں کہیں بشری کمزوری کی وجہ سے اس طرح کی کوئی گنجائش باقی رہ گئی ہو اس کی نشاندہی کر کے راقم کو خبردار کردیں تاکہ آئندہ ایڈیشن میں اس کو درست کیا جاسکے راقم نے احادیث نقل کرتے ہوئے حتی الامکان امہات کتب سے دیکھ کر لکھنے کا اہتمام کیا ہے اور جو کتابیں میسر نہ تھیں ان کو دیکھنے کے لئے انٹرنیٹ کی سہولت سے استفادہ کیا ہے ۔بعض محدثین امت مسلمہ پر احسان فرماتے ہوئے اپنی کتب میں ایک عنوان کے تحت مختلف محدثین سے مروی بہت سی احادیث کو جمع کیا ہے ۔راقم ان محدثین کی ثقاہت کا اعتبار کرتے ہوئے ان کی کتب سے بھی استفادہ کیا ہے لیکن جہاں ضرورت محسوس کی وہاں اصل کتابوں سے بھی احادیث کو دیکھ لیا۔عربی عبارات کو ترجمہ کرتے ہوئے بامحاورہ ترجمہ کیا ہے اور دوسرے مترجمین کے تراجم کو بھی پیش نظر رکھا ہے ۔بایں ہمہ راقم ایک عام انسان ہے جس سے خطا کا سرزد ہو جانا عین ممکن ہے ۔امام مزنی بیان فرماتے ہیں کہ میں نے امام شافعی علیہ الرحمۃ کی کتاب ''الرسالہ'' ان کے سامنے اسی مرتبہ پڑھی اور ہر مرتبہ امام شافعی علیہ الرحمۃ اس میں کسی نہ کسی کمی پر مطلع ہوئے ۔آخر کار امام شافعی علیہ الرحمۃ نے فرمایا اب تصحیح کو چھوڑ دو کیونکہ اللہ تعالیٰ اس

بات سے انکار فرماتا ہے کہ اس اس کی کتاب کے سوا کوئی کتاب صحیح ہو یعنی غلطیوں سے پاک ہو۔ اگرچہ حضرت استاذ الاتذہ علامہ مفتی حافظ غلام یاسین طیبی نے اسوۂ حسنہ کی تصحیح کا کام بحسن خوبی انجام دیا اور جامع مسجد حضرت کرماں والہ شریف کے موجودہ امام حافظ قاری سید کامران حسین طیبی نے آیات قرآنی کی پروف ریڈنگ بہت ذمہ داری اور نہایت اچھے طریقے سے نبھائی۔ بایں ہمہ اس کتاب میں کہیں کوئی غلطی باقی رہ گئی ہو تو اسے راقم کے نادانستہ کوتاہی سمجھا جائے اللہ ﷻ اور رسول اللہ ﷺ اس سے یقیناً بری ہیں اور ایسی کوئی چیز آستانہ عالیہ حضرت کرماں والہ شریف کی تعلیمات کا حصہ جو شریعت مطہرہ کے خلاف ہو اسوۂ حسنہ کے ابواب کو حروف تہجی کے لحاظ سے ترتیب دای گیا ہے تاکہ قارئین کو مطلوبہ عنوان کی تلاش میں آسانی رہے اسوۂ حسنہ نبی کریم ﷺ کی صرف ظاہری اتباع کے لئے اور آپ کی باطنی اتباع کے لئے تو ایسے مرشد کامل کی ضرورت ہوتی جو باطنی نعمت سے سرفراز ہو اور نبی کریم ﷺ کی باطنی اتباع میں مشغول ہو ایسے مرشد کامل کی تلاش ہمہ وقت سچی طلب کے ساتھ جاری رکھنا چاہیے اور جب کوئی ایسا صاحب حال مل جائے تو فوراً اس کی غلامی اختیار کر کے اسے اپنی توجہ کا قبلہ بنا کر اپنا ظاہر و باطن اس کے سپرد کر دینا چاہیے۔ تزکیہ باطن کے لئے کسی مرد کامل کی نگاہ میسر آ جانا بہت بڑی سعادت ہے کیونکہ حضور نبی ﷺ کی کامل باطنی اتباع کامل تزکیہ کے بغیر ممکن نہیں۔ آخر میں راقم نبی کریم ﷺ کے وسیلے سے اللہ رب العالمین کے حضور دعا گو ہے کہ اے اللہ! اس کتاب اسوۂ حسنہ کو قبول فرما کر اسے اپنے بندوں کے لئے نافع بنا دے۔ اس کے الفاظ میں روحانی کشش پیدا فرما دے

۔اسکو پڑھنے اور سننے والوں کی اصلاح فرمادے اس کے ذریعے اپنا ظاہر درست کرنے والوں کا باطن بھی درست فرمادے اس کے وسیلے سے میری، میرے والدین کی اور تمام مسلمان مردوں عورتوں کی مغفرت فرمادے مجھے باطنی دولت سے سرفراز فرمااوراپنے شیخ طریقت کی ظاہری اور باطنی اتباع کی توفیق بخش دے ۔ مجھے ان کا روحانی قرب عطا فرما ان کو مجھ سے اور مجھے ان سے مکمل طور پرراضی فرمادے ۔میرے مرشدکامل کواپنا وہ قرب خاص عطافرما جوتو اپنے اخص الخواص بندوں میں بعض کوعطافرماتا ہے ۔انہیں مخالفوں حاسدوں اوردشمنوں کےشر سےمحفوظ فرما جس طرح وہ عالم اسلام کے لئے باطناً ہدایت کا مبدء ہیں اسی طرح انہیں ظاہراً بھی تمام مسلمانوں کے مبدہ ہدایت بنادے ان کی روحانی جسمانی اولاد کاحال واستقبال روشن فرما۔حضرت کرماں والہ اسلامک یونیورسٹی کوجلدازجلد پایۂ تکمیل تک پہنچا ۔آستانہ عالیہ حضرت کرماں والہ شریف کے تمام فلاحی اوراصلاحی منصوبوں کوکامیابی سے ہمکنارفرمادے ۔حضرت کرماں والہ شریف سے محبت کرنے والوں کے ایمان جان عزت وآبرواور مال اولادکواپنے حفظ امان میں رکھ اورآمین کہنے والوں کے حق میں یہ دعامقدرفرمادے۔

آمِیْنَ بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْنِ عَلَیْہِ اَفْضَلُ الصَّلٰوۃِ وَاَطْیَبُ التَّسْلِیْمِ

سراسرغفلت

انواراللہ طیبی

اسوہ حسنہ سے درس دینے کا طریقہ

اسوۂ حسنہ سے درس دیتے ہوئے مندرجہ ذیل باتوں کا خیال رکھیں:

☆ درس دینے کے لئے ایسی جگہ کا انتخاب کریں جہاں کچھ لوگ سننے کیلئے آمادہ ہوں ایسی جگہ مسجد مرکز محفل میلاد گھر چوک یا کوئی گراؤنڈ بھی ہوسکتا ہے۔

☆ عام طور پر کسی خاص وجہ کے بغیر دس منٹ سے زیادہ درس نہ دیں کہ لوگ اکتانے لگیں گے۔

☆ درس کا آغاز اس طرح کریں

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْن. وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِیْن. وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْن. وَعَلٰی آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَاَهْلِ بَیْتِهٖ اَجْمَعِیْن. بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

اس کے بعد اس طرح مخاطب ہوں: محترم سامعین کرام! یا یوں کہیں، حاضرین محترم! یا کہیں میرے پیارے بھائیو!

یا کہیں میرے پیارے بیلیو! (جیسا ماحول ہو اس کے مطابق مخاطب ہوں) اس کے بعد کہیں:

''اللہ تعالیٰ نے حضور نبی کریم کو ہماری رہنمائی کے لئے کامل نمونہ بنا کر بھیجا ہے۔ یقیناً ہماری دنیا کی کامیابی اور آخرت کی نجات صرف اس صورت میں ممکن ہے کہ ہم نبی کریم ﷺ کے اسوۂ حسنہ کے مطابق اپنی زندگیوں کو ڈھالیں۔ آج ہم اسوۂ حسنہ کے ایک عظیم پہلو پر چند منٹ گفتگو کریں گے۔ پہلے حضور نبی کریم ﷺ کی مقدس بارگاہ میں کم از کم ایک بار درود شریف کا نذرانہ پیش کرلیں''۔

☆ سب سے پہلے ''رسول اللہ سے محبت کریں'' کے باب سے چند منٹ پڑھ کر سنائیں اس کے بعد کہیں سے بھی چند منٹ پڑھ کر سنائیں۔

☆جہاں ایک بار درس دیں وہاں مستقل مزاجی سے روزانہ درس دیتے رہیں۔

☆ٹھہر ٹھہر کر پڑھیں اور اگر عربی عبارت بھی پڑھنا چاہیں تو درس سے پہلے اچھی طرح اس کو دہرالیں یا صرف اردو ترجمہ ہی سنادیں۔

☆درس کے اختتام پر سامعین کو آستانہ عالیہ حضرت کرماں والہ شریف کے تبلیغی سلسلے سے آگاہ کرتے ہوئے قریبی مرکز تبلیغ پر ہونے والی ہفتہ وار یا ماہانہ تربیتی نشست کی ان الفاظ میں دعوت دیں۔

''الحمدللہ آستانہ عالیہ حضرت کرمانوالہ خانقاہی نظام کا ایک عظیم الشان تسلسل ہے جہاں سے شریعت وطریقت کا فیضان جاری ہے ،شریعت وطریقت کی عملی تربیت کے لئے (1.................)میں آستانہ عالیہ حضرت کرمانوالہ شریف کی طرف سے مرکز تبلیغ قائم کردیا گیاہے۔اس ''مرکز تبلیغ'' پر ہر(2..........................) کو بعد نماز (3.........................)علم دین سیکھنے اور سکھانے کے لئے تربیتی نشست کا اہتمام کیا جاتا ہے۔آپ سے بھی درخواست ہے کہ اپنی اہم مصروفیات سے کچھ وقت نکال کر شمولیت فرمائیں ،ہوسکتا ہے اللہ رب العزت کو ہمارا یہی عمل پسند آجائے اور کل بروز قیامت ہماری نجات کا ذریعہ بن جائے''۔

☆درس کے بعد خشوع وخضوع کے ساتھ مختصر دعا مانگیں۔

☆دعا کے بعد تمام درس سننے والوں سے مصافحہ اور سلام کریں۔ان کی خیریت دریافت کریں اور جہاں تک ہوسکے انہیں تربیتی نشست کی انفرادی دعوت بھی پیش کریں اور کوشش کریں کہ وعدہ کرنے والوں کو تربیتی میں ساتھ لیکر جائیں۔

نوٹ:اوپر چھوڑی گئی خالی جگہوں کو درج ذیل نکات کے مطابق پُر کرلیں۔ا:علاقے اور مرکز تبلیغ کی جگہ کا نام لکھیں۔۲:ہفتہ یا اتوار یا جو بھی دن تربیتی نشست کے مقرر کیا گیا ہو وہ لکھ لیں۔۳:فجر یا ظہر یا عصر یا مغرب یا عشاء یا جو وقت مقرر ہو وہ لکھ لیں۔

آسان دین پر عمل کریں

فہرست

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَب الْعَالَمِيْن. وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْن.

وَالصَّلٰوةُ وَالسّلامُ عَلٰى سَيِّدِ الْاَنْبِيَا ءِ وَالْمُرْسَلِيْن.

وَعَلٰى آلهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَاَهْلِ بَيْتِهٖ اَجْمَعِيْن .

اَمّابَعْدُ

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْم ٥ بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم ٥

﴿ لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِمَنْ كَانَ يَرْجُوْاللهَ وَالْيَوْمَ الْاٰخِرَوَذَكَرَاللّٰهَ كَثِيْراً ﴾

ترجمہ: بے شک رسول اللہ ﷺ (کی زندگی) میں تمہارے لئے بہترین نمونہ ہے۔(یہ نمونہ) اس کے لئے ہے جو اللہ ﷻ (سے ملنے) اور قیامت کے دن کی امید رکھتا ہو اور اللہ ﷻ کو بہت یاد کرتا ہو۔

......اللہ تعالیٰ ﷻ نے حضرت انسان کو اپنی ساری مخلوق سے افضل بنایا ہے۔ اسے اچھائی اور برائی کا فرق سمجھنے کے لئے عقل عطا فرمائی ہے۔ نفع اور نقصان، کامل اور ناقص، کھرا اور کھوٹا پرکھنے کی صلاحیت دی ہے۔ اسی لئے ہر کوئی اپنا فائدہ سوچتا ہے اور کسی بھی طرح کے نقصان سے بچنے کی پوری کوشش کرتا ہے۔ لیکن بعض اوقات برائی ایسے خوبصورت اور خوشنما لباس میں سامنے آتی ہے کہ انسانی عقل دھوکہ کھا جاتی ہے اور نقصان کو نفع اور کھوٹے کو کھرا سمجھنے لگتی ہے۔ اس کی مثال ایسے ہے جیسے ایک چھوٹا بچہ جب سردی لگنے سے بیمار ہو جاتا ہے اور بیماری کی حالت میں ٹھنڈی بوتل یا آئس کریم مانگتا ہے تو اس کے والدین جو اس سے سچی محبت کرتے ہیں اسے ایسی چیزوں سے روکتے ہیں کیونکہ بیماری کی حالت میں اس کے لئے یہ چیزیں نقصان دہ ہیں حالانکہ اُسے وہ چیزیں اچھی لگ رہی ہوتی ہیں۔ اسی

طرح ہمیں اس دنیا میں کچھ چیزیں اچھی لگتی ہیں اور ہم سمجھتے ہیں کہ ان میں ہمارا فائدہ ہے جب کہ حقیقت میں وہ ہمارے لئے بہت نقصان دہ ہوتی ہیں۔ ہمارا خالق و مالک جو تمام جہانوں کو پالنے والا ہے ہمیں ان نقصان دہ چیزوں سے بچانا چاہتا ہے کیونکہ اس رحمٰن ورحیم کو ہم سے جو محبت ہے وہ والدین کی محبت سے کہیں بڑھ کر ہے۔

قرآن مجید میں ہے:

﴿وَعَسٰی اَنْ تَکْرَهُوْا شَیْئًا وَّهُوَ خَیْرٌ لَّکُمْ وَعَسٰی اَنْ تُحِبُّوْا شَیْئًا وَّهُوَ شَرٌّ لَّکُمْ وَاللّٰهُ یَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ﴾ (البقرہ:۲۱۶)

ترجمہ: ہوسکتا ہے کہ کسی چیز کو تم برا سمجھو حالانکہ وہ تمہارے حق میں بہتر ہو اور ہوسکتا ہے کہ تم کسی چیز کو پسند کرو حالانکہ وہ تمہارے حق میں بری ہو اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔

اللہ تعالیٰ کتنا مہربان ہے!

صحیح بخاری میں حضرت عمر فاروق ﷛ سے روایت ہے۔ آپ فرماتے ہیں:

''حضور نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں کچھ قیدی آئے ہوئے تھے ان قیدیوں میں ایک عورت گھبرائی گھبرائی پریشان سی پھر رہی تھی (شاید اس کا بچہ گم ہوگیا تھا) جب قیدیوں میں اسے کوئی بچہ دکھائی دیتا تو وہ اسے لپک کر اٹھا لیتی اور چھاتی سے لگا کر اسے دودھ پلانا شروع کردیتی (اس کی یہ کیفیت دیکھتے ہوئے) حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کیا تمہارے خیال میں یہ عورت اپنے بچے کو آگ میں ڈال سکتی ہے؟ ہم نے عرض کیا: اللہ کی قسم! وہ ہرگز ایسا نہیں کرسکتی تب آپ ﷺ نے فرمایا: ''جتنی یہ عورت اپنے بچے پر مہربان ہے اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر اس سے کہیں زیادہ مہربان ہے''۔

اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر کتنا مہربان ہے! صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی ایک

اور روایت ملاحظہ فرمائیے:

حضور نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ''اللہ کی سو رحمتیں ہیں ان میں سے ایک حصہ اس نے جنوں، انسانوں، جانوروں اور کیڑوں مکوڑوں کے لئے اتارا۔ یہ اس رحمت کے ایک حصے کا ہی اثر ہے کہ سب ایک دوسرے کے ساتھ نرمی سے پیش آتے ہیں اور ایک دوسرے پر مہربان ہوتے ہیں اور اسی کا اثر ہے کہ وحشی جانور بھی اپنے بچوں پر نرمی کرتے ہیں۔ ننانوے (99) رحمتیں اللہ تعالیٰ نے اپنے پاس رکھ چھوڑی ہیں۔ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ انہی رحمتوں کے ذریعے سے اپنے بندوں پر رحم فرمائے گا۔''

......خوب غور فرمائیے۔ وہ رحمٰن ورحیم جو تمام مہربانوں سے بڑھ کر مہربانی فرمانے والا ہے کب ہمارا نقصان چاہے گا وہ تو یہی چاہتا ہے کہ ہماری اِس دنیا کی زندگی بھی بہتر ہو جائے اور اِس دنیا سے چلے جانے کے بعد اُس دنیا کی زندگی بھی سنور جائے۔ اور ہم ہر طرح کے نقصان اور خسارے سے بچ جائیں۔ اس مقصد کے لئے اس نے ہمیں ایک ایسی کسوٹی عطا کی ہے جو حق و باطل، کامل و ناقص اور نفع و نقصان کو الگ الگ کرنے کی پوری صلاحیّت رکھتی ہے۔ وہ کسوٹی ایک ایسا پیمانہ ہے جس کی پیمائش اور جانچ، پرکھ کے نتائج سو فیصد صحیح ہوتے ہیں۔ وہ کسوٹی ایک ایسا قاعدہ ہے جو انسانی زندگی کے ہر شعبے پر لاگو ہوتا ہے۔ حالات کیسے ہی ناساز کیوں نہ ہوں اور دور کیسا ہی پُر فِتن کیوں نہ ہو، ہماری محدود عقل تو دنیا کی رنگینیوں میں کھو کر کوئی غلط فیصلہ کر سکتی ہے لیکن ایسا ممکن نہیں ہے کہ اس پیمانے کی عمدگی اور خوبی میں کوئی کمی آ جائے یا اس قاعدے کے لاگو ہونے میں کوئی کجی پائی جائے۔

......وہ پیمانہ اور کسوٹی رسول اللہ ﷺ کا اسوۂ حسنہ ہے۔ اگر ہم اس دنیا میں بھرپور اور

کامیاب زندگی گزارنا چاہتے ہیں تو اللہ رب العالمین نے اپنے کلامِ مجید میں آپ کے اسوۂ حسنہ کو ہی ایک معیار اور نمونہ قرار دیا ہے۔ارشاد باری تعالیٰ ہے:

بے شک رسول اللہ ﷺ(کی پاکیزہ اور مبارک زندگی) میں تمہارے لئے (زندگی گزارنے کا) بہترین نمونہ (موجود) ہے۔

(سورۃ الاحزاب آیت نمبر 21)

اللہ جل جلالہ اور اس کے رسول ﷺ آسانی چاہتے ہیں:

اللہ رب العالمین جو رحمٰن ورحیم ہے اور سب کریموں سے بڑھ کر کرم فرمانے والا ہے چاہتا ہے کہ میرے بندے تکلیفوں،تنگیوں اور مصیبتوں سے نکل کر راحتوں،آسانیوں اور کامیابیوں کی طرف آجائیں۔آفتوں سے بچ جائیں اور رأفتوں کو پالیں،شقاوتوں کو چھوڑ کر سعادتوں کو حاصل کرلیں۔اس کا تذکرہ اپنے پاک کلام میں اس طرح فرماتا ہے:

﴿یرید اللہ بکم الیسر ولا یرید بکم العسر﴾

’’بے شک اللہ تعالیٰ تمہارے لئے آسانی چاہتا ہے اور تنگی نہیں چاہتا‘‘

(سورۃ البقرہ آیت نمبر 185)

اس لئے جو بھی اس کی مخلوق کے ساتھ اچھا سلوک کرتا ہے اسے وہ پسند فرماتا ہے۔جو اس کی مخلوق پر مہربانی کرتا ہے وہ ربِ کائنات اس پر مہربانی فرماتا ہے۔حضور نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے:

’’تم زمین والوں پر رحم کرو آسمان والا تم پر رحم فرمائے گا‘‘

ایک اور جگہ ارشاد ہے:

''پوری مخلوق اللہ کا کنبہ ہے۔اللہ تعالیٰ کو اپنی مخلوق میں سے وہ شخص زیادہ پسند ہے جو اس کے کنبے کے ساتھ اچھا ہے۔''

اللہ رب العالمین کی اس شانِ کریمی اور صفتِ رحیمی کا اظہار حضور نبی اکرم ﷺ کی ذات کے واسطے اور ذریعے سے ہی ہوتا ہے۔اسی لئے خالقِ کائنات خود رب العالمین (تمام جہانوں کا پروردگار) ہے اور اپنے حبیب ﷺ کو رحمۃ للعالمین (تمام جہانوں کے لئے رحمت) بنایا ہے۔انسانی خیرخواہی اور مخلوقِ خدا کی بھلائی اور آسانی چاہنے کا جو جذبہ آپ ﷺ کے قلب انور میں اللہ تعالیٰ نے پیدا فرمایا وہ بے مثال ہے۔ذرا غور فرمایئے کہ آپ کو اللہ رب العالمین نے نبوت ورسالت کی عظیم روحانی قوت کے علاوہ بشری اور جسمانی طور پر جو بے پناہ طاقت عطا فرمائی تھی وہ چالیس جنتی مردوں کے برابر تھی۔اور ایک جنتی مرد کو دنیا کے سو مردوں جتنی طاقت حاصل ہوگی۔اس قدر قوت کے باوجود آپ ہمیشہ آسانی کو ترجیح دیتے۔امام بخاری اور دوسرے محدثین نے لکھا ہے کہ:

''رسول اللہ ﷺ کو جب بھی دو کاموں کا اختیار دیا گیا آپ نے اس میں سے آسان کام کو پسند فرما لیا جب تک کہ وہ گناہ نہ ہو اور اگر وہ آسان کام گناہ ہوتا تو آپ تمام لوگوں سے زیادہ اس سے دور رہنے والے ہوتے۔''

(صحیح البخاری، کتاب الادب، باب قول النبی یَسِّرُوا ولا تُعَسِّرُوا)

مشکل کاموں کو چھوڑ کر سہولت اور آسانی اختیار کرنے کی وجہ دراصل یہ ہے کہ آپ کو ہم جیسے کمزوروں کا بہت زیادہ خیال تھا۔بعض اوقات وہ کام جو آپ کو پسند ہوتے صرف اس وجہ سے چھوڑ دیتے کہ کہیں ان کاموں کو امت پر فرض نہ کر دیا جائے۔حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں:

''حضور نبی اکرم ﷺ ایک کام کو چھوڑ دیا کرتے تھے جب کہ آپ اس کام کے کرنے کو پسند بھی فرماتے تھے۔صرف اس اندیشہ کی وجہ سے کہ لوگ اس پر سختی سے عمل کرنا شروع کر دیں گے اور اس طرح وہ ان پر فرض کر دیا جائے گا''۔

(صحیح البخاری، کتاب التهجد، باب تحریض النبی علیٰ قیام اللیل)

مسواک کو ہر نماز کے لئے واجب قرار نہ دیا:

آپ ﷺ کا دہن مبارک اتنا پاکیزہ تھا کہ لب ہائے مبارک کھولتے تو سانس کی خوشبو فضاؤں کو معطر کر دیتی۔خود سوچئے! جن کا لعابِ دہن کھاری کنویں میٹھے کر دیتا ہو، دکھتی آنکھیں تندرست کر دیتا ہو، ہانڈی میں ڈالنے سے شوربے اور بوٹیوں کے چشمے بہا دیتا ہو، سانپ کی ڈسی ہوئی ایڑی پر لگ جائے تو تریاق کا کام دیتا ہو، نکلی ہوئی آنکھ کے ڈیلے پر لگ جائے تو نہ صرف تندرست کرتا ہو بلکہ بینائی میں بھی اضافہ کر دیتا ہو ان کے منہ کی طہارت و پاکیزگی اور صفائی کا کیا عالم ہوگا۔اس قدر صفائی اور پاکیزگی کے باوجود آپ مسواک کا بہت زیادہ اہتمام فرمایا کرتے تھے ۔ سو کر اٹھتے تو مسواک فرماتے ، ہر وضو سے پہلے مسواک فرماتے یہاں تک کہ حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنھا سے پوچھا گیا:

''بِاَیِّ شَیْءٍ کَانَ یَبْدَأُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا دَخَلَ بَیْتَه قَالَتْ بِالسِّوَاکِ''

(صحیح مسلم، کتاب الطهارة، باب السواک)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم جب گھر تشریف لاتے تو پہلے کیا کام کرتے تھے؟ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا:

'مسواک''۔

حضرت ابواُمامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

میرے پاس جب بھی حضرت جبریل علیہ السلام آئے تو مجھے مسواک کرنے کو کہا مجھے اندیشہ ہوا کہ کہیں (زیادہ مسواک کرنے سے) اپنے منہ کے اگلے حصہ کو چھیل نہ ڈالوں۔

(مسند احمد)

آپ نے مسواک کی فضیلت بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

جس نماز کے لئے مسواک کیا جائے وہ اس نماز پر ستر گنا زیادہ ہے جس پر مسواک نہ کیا جائے۔ [بیہقی شعب الایمان]

آپ کو مسواک سے کتنی محبت تھی اس کا اندازہ لگانے کے لئے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنھا کی وہ روایت کافی ہے جسے امام بخاری نے کتاب الجمعہ اور کتاب المغازی میں نقل کیا ہے۔ام المومنین رضی اللہ عنھا ارشاد فرماتی ہیں:

(حضور ﷺ کے وصال کے وقت) عبدالرحمٰن بن ابی بکر میرے پاس آئے۔ان کے ہاتھ میں مسواک تھی اور رسول اللہ ﷺ مجھ پر ٹیک لگائے ہوئے تھے۔میں نے دیکھا کہ حضور ﷺ عبدالرحمٰن کی طرف دیکھ رہے ہیں۔میں نے سمجھ لیا کہ حضور ﷺ مسواک کو پسند فرما رہے ہیں۔میں نے عرض کیا۔کیا آپ کے لئے مسواک لے لوں؟ آپ نے سر کے اشارے سے''ہاں''فرمایا تو میں نے (ان) سے مسواک لے لی (اور آپ کو دے دی) لیکن وہ آپ سے نرم نہ ہوئی۔میں نے عرض کیا۔میں آپ کے لئے اسے نرم کردوں؟ آپ نے سر کے اشارے سے''ہاں''فرمایا تو میں نے اس کو نرم کردیا پھر حضور ﷺ نے اسے اپنے مبارک منہ میں پھیرا۔آپ ﷺ کے سامنے ایک بڑا پیالہ تھا جس میں پانی تھا آپ اپنے ہاتھوں کو پانی میں ڈالتے پھر چہرۂ اقدس پر ملتے ہوئے فرماتے لاالہ الااللہ بے شک موت کیلئے سختیاں ہیں پھر حضور ﷺ نے اپنے ہاتھوں کو اٹھایا اور فرمانے لگے:

''رفیقِ اعلیٰ (کی بارگاہ) میں''۔

یہاں تک کہ آپ کی روح جسمِ انور سے نکال لی گئی اور آپ کا ہاتھ ڈھلک گیا۔

...... بخاری شریف کی یہ روایت مسواک کی اہمیت کو روزِ روشن کی طرح واضح کر رہی ہے۔ اندازہ لگائیے کہ مسواک حضور نبی کریم ﷺ کو کتنی محبوب ہوگی ۔ بیماری کی شدت ہے، وصال کا وقت قریب ہے اور مسواک طلب فرما رہے ہیں۔ ایسی محبوب چیز کو تو واقعی پوری امت کے لئے لازم قرار دینا چاہئے لیکن نگاہِ نبوت دیکھ رہی تھی کہ اگر اسے لازم کر دیا گیا تو امت کے بہت سارے لوگ اس پر پورا نہ اتر سکیں گے اور گناہ گار ٹھہریں گے اسی لئے اس رؤف ورحیم آقا ﷺ نے اپنے غلاموں کی سہولت دیکھتے ہوئے اسے لازم قرار نہ دیا۔ خود ارشاد فرماتے ہیں:

"لَوْلَااَنْ اَشُقَّ عَلیٰ اُمَّتِی. اولَوْلَااَنْ اَشُقَّ عَلیٰ النَّاسِ. لَاَمَرْتُھُمْ بِالسِّوَاکِ مَعَ کُلِّ صَلٰوۃٍ

(صحیح بخاری، کتاب الجمعه، باب السواک یوم الجمعة)

ترجمہ: اگر مجھے اپنی امت کے مشقت میں پڑنے کا اندیشہ نہ ہوتا (یا آپ نے فرمایا اگر مجھے لوگوں کے مشقت میں پڑنے کا خدشہ نہ ہوتا) تو میں ضرور انہیں ہر نماز (یعنی وضو جیسا کہ دوسری احادیث میں اس کی وضاحت ہے) کے ساتھ مسواک کرنے کا حکم دے دیتا۔

نمازِ تراویح کو تین دن سے زیادہ باجماعت ادا نہ فرمایا:

رمضان المبارک میں نمازِ تراویح باجماعت ادا کرنا حضور نبی کریم ﷺ کی نورانی سنت مبارکہ ہے۔ احادیث میں ہے کہ آپ ﷺ نے تین راتوں تک مسلسل مسجد میں تشریف لا کر باجماعت نمازِ تراویح ادا فرمائی اور چوتھے روز تشریف نہ لائے تا کہ امت پر کہیں نمازِ

تراویح فرض نہ ہو جائے۔سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنھا بیان فرماتی ہیں:

''رسول اللہ ﷺ آدھی رات کو تشریف لے گئے اور مسجد میں نماز ادا فرمائی۔ لوگوں نے بھی آپ کے پیچھے نماز پڑھنی شروع کر دی۔صبح لوگوں نے آپس میں اس واقعہ کا تذکرہ کیا اور (حضور ﷺ کے پیچھے نماز پڑھنے کے شوق میں) پہلی بار سے زیادہ لوگ جمع ہو گئے دوسری رات رسول اللہ ﷺ تشریف لے گئے اور لوگوں نے آپ کی اقتداء میں نماز ادا کی، پھر لوگوں نے صبح اس واقعہ کا ایک دوسرے سے تذکرہ کیا تیسری رات مسجد میں بہت زیادہ لوگ جمع ہو گئے، رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور لوگوں نے آپ کی اقتداء میں نماز پڑھی اور چوتھی رات کو (حضور ﷺ کے پیچھے نماز پڑھنے کے شوق میں) اس قدر کثرت سے صحابہ جمع ہوئے کہ مسجد تنگ پڑ گئی اور رسول اللہ ﷺ ان کے پاس تشریف نہ لائے۔لوگوں نے ''نماز! نماز!'' پکارنا شروع کر دیا (لیکن) آپ تشریف نہ لائے۔حتّٰی کہ صبح کی نماز کے وقت تشریف لائے۔ جب صبح کی نماز ہو گئی تو آپ لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے، کلمہء شہادت پڑھا اور اس کے بعد فرمایا:

''فَاِنَّهُ لَمْ يَخْفَ عَلَيَّ شَانُكُمُ اللَّيْلَةَ وَلٰكِنِّيْ خَشِيْتُ اَنْ تُفْرَضَ عَلَيْكُمْ صَلوٰةُ اللَيْلِ فَتَعْجِزُوْا عَنْهَا''۔

ترجمہ: پچھلی رات تمہارا حال مجھ پر پوشیدہ نہ تھا لیکن مجھے یہ ڈر تھا کہ تم پر رات کی نماز (تراویح) فرض کر دی جائے گی اور تم اس کی ادائیگی سے عاجز آ جاؤ گے۔

(صحیح مسلم، کتاب صلوٰۃ المسافرین)

......غور کیجئے! صحابہ کرام ﷺ کو عبادت کا بے حد شوق تھا اسی لئے تو چوتھی رات مسجد نبوی علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں تل دھرنے کو جگہ نہ تھی۔ وہ تو چاہتے تھے کہ اپنے محبوب آقا ﷺ کے پیچھے زیادہ سے زیادہ نمازیں ادا کریں اور اسے وہ اپنے لئے بہت بڑی سعادت سمجھتے تھے۔اگر نمازِ تراویح فرض ہو جاتی تو وہ اسے بصد شوق قبول کرتے لیکن

اس رحمتوں والے آقا کی نظرِ کرم تو ہم جیسوں کی طرف تھی۔آپ جانتے تھے کہ بعد میں آنے والے میرے کچھ امتی غفلت اور کمزوری کا شکار ہوں گے اور وہ اس فرض کو ادا نہ کرسکیں گے اس لئے آپ نے صرف ہماری خاطر صحابہ ﷺ کے شوقِ عبادت کو نظر انداز کر دیا اور بعض اوقات تو ایسے مواقع پر سختی اور ناراضگی کا اظہار بھی فرمایا۔امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی صحیح میں حضرت زید بن ثابت ؓ کی روایت نقل کی ہے۔آپ لکھتے ہیں:

''حضرت زید بن ثابت ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے کھجور کے پتوں یا چٹائی کا حجرہ بنایا پھر آپ اس میں نماز پڑھنے کے لئے تشریف لائے۔صحابہ ؓ نے بھی آکر آپ کے پیچھے نماز پڑھنا شروع کر دی۔حضرت زید ؓ کہتے ہیں کہ ایک دن بہت سے صحابہ آ گئے اور رسول اللہ ﷺ نے تشریف لانے میں دیر کر دی۔حضرت زید بن ثابت ؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ تشریف نہیں لائے،صحابہ بآواز بلند باتیں کرنے لگے اور (حضور ﷺ کے پیچھے نماز پڑھنے کی لذت حاصل کرنے اور شوقِ عبادت سے بے خود ہو کر) دروازے پر کنکریاں پھینکنا شروع کر دیں۔(تب) رسول اللہ ﷺ ناراضگی اور جلال کی حالت میں تشریف لائے اور فرمایا:

''مَازَالَ بِكُمْ صَنِيْعُكُمْ حَتّٰى ظَنَنْتُ اَنَّهُ سَيُكْتَبُ عَلَيْكُمْ فَعَلَيْكُمْ بِالصَّلٰوةِ فِيْ بُيُوْتِكُمْ فَاِنَّ خَيْرَ صَلٰوةِ الْمَرْءِ فِيْ بَيْتِهٖ اِلَّا الصَّلٰوةَ الْمَكْتُوْبَةَ.''

ترجمہ:(اگر) تم ایسا ہی کرتے رہے تو میرا گمان ہے کہ یہ نماز تم پر فرض کر دی جائے گی۔تم اپنے گھروں میں نماز پڑھا کرو کیونکہ فرائض کے بعد کسی شخص کی بہترین نماز وہ ہے جس کو وہ گھر میں ادا کرے۔

(صحیح مسلم، کتاب صلوٰۃ المسافرین،باب استحباب صلوٰۃ النافلۃ فی بیتہ)

بچے کے رونے کی آواز سنتے اور نماز مختصر کر دیتے:

نماز کو اسلامی عبادات میں بنیادی اہمیت حاصل ہے ۔اللہ رب العالمین نے قرآنِ مجید میں ستاسی بار نماز قائم کرنے کا حکم فرمایا ہے ۔حضور نبی کریم ﷺ نے نماز کو دین کا ستون، مؤمن کی معراج، ایمان کی علامت، جان کی راحت اور اپنی آنکھوں کی ٹھنڈک قرار دیا ہے ۔آپ فرائض کے علاوہ اتنی کثرت سے نماز ادا فرماتے کہ زیادہ دیر کھڑے رہنے سے آپ کے پاؤں مبارک سُوج جاتے ۔جب آپ سے عرض کیا جاتا کہ آپ تو بخشے ہوئے ہیں پھر اتنی مشقت کیوں اٹھاتے ہیں تو آپ فرماتے:

''کیا میں اپنے رب کا شکر گزار بندہ (خاص) نہ بنوں؟''

(صحیح بخاری، کتاب الرقاق، باب الصبر عن محارم الله)

محدثین نے لکھا ہے کہ آپ سفر سے واپس تشریف لاتے تو سب سے پہلے مسجد میں جاتے اور نماز ادا فرماتے ۔

(صحیح البخاری، کتاب الجهاد والسیر، باب الصلوٰة اذا قدم من سفر)

کفار کے طعنوں اور مسلسل ظلم وستم سے جب آپ کی طبیعت غمزدہ اور پُر ملال ہوتی تو نماز ادا فرماتے ۔

......حضور نبی کریم ﷺ کے نزدیک نماز کی جو اہمیت تھی اور آپ کو نماز سے جو محبت اور قلبی وابستگی تھی وہ آپ نے ملاحظہ فرمالی ۔اب اندازہ لگایئے کہ آپ کو انسانوں اور اپنے غلاموں سے کتنی محبت ہے اور آپ ان کی سہولت کا کتنا خیال رکھا ۔

......آنکھیں بند کر کے ذرا تصور کیجئے کہ سرور کائنات ﷺ جب بنفسِ نفیس امامت کے مصلّے پر کھڑے ہو کر جماعت کرواتے ہوں گے اور صحابہ رضی اللہ عنہم اخلاص کا پیکر بن کر پیچھے کھڑے ہوتے ہوں گے اس وقت کیا منظر ہوتا ہوگا ۔جب رسالت کی زبان

سے تلاوت ہوتی ہوگی تو کائنات کی گردش تھم جاتی ہوگی۔ ہوائیں اور فضائیں بھی ساکت ہو جاتی ہوں گی۔ سننے والے سب کچھ بھول کر تلاوت میں گم ہو جاتے ہوں گے۔ گھر بار کا ہوش کسے رہتا ہوگا؟ اس وقت بچوں کا خیال کسے آتا ہوگا؟ یہ سب باتیں اپنی جگہ درست ہیں لیکن حضرت رحمۃ للعالمین ﷺ کی شفقتوں اور مہربانیوں کو کون ہے جو شمار کر سکے؟۔ عین نماز کی حالت میں مخلوقِ خدا کی آسانی اور سہولت کی آپ کو اتنی فکر ہوتی کہ نماز کے دوران اگر کسی بچے کے رونے کی آواز سن لیتے تو نماز کو جلدی ختم کر دیتے اس وجہ سے کہ بچے کا رونا کہیں اس کی ماں کو بے چین نہ کر دے۔ آپ خود ارشاد فرماتے ہیں:

''اِنِّیْ لَاَدْخُلُ فِیْ الصَّلٰوۃِ اُرِیْدُ اِطَالَتَہَا فَاَسْمَعُ بُکَاءَ الصَّبِیِّ فَاُخَفِّفُ مِنْ شِدَّۃِ وَجْدِ اُمِّہٖ بِہٖ''

ترجمہ: ''میں نماز پڑھانا شروع کرتا ہوں اور ارادہ کرتا ہوں کہ اسے لمبا کروں، پھر کسی بچے کے رونے کی آواز آتی ہے تو اس خیال سے نماز کو مختصر کر دیتا ہوں کہ اس کی ماں کو اس کے رونے کی وجہ سے سخت تکلیف ہو رہی ہوگی۔''

(صحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ، باب امر الائمۃ بتخفیف الصلوۃ فی تمام)

مختصر نماز پڑھانے کا حکم دیا گیا:

نماز باجماعت کی فضیلت بیان کرتے ہوئے رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''باجماعت نماز ادا کرنا اکیلے نماز پڑھنے سے ستائیس گنا زیادہ افضل ہے''۔

(صحیح البخاری، کتاب الاذان، باب فضل صلاۃ الجماعۃ)

وہ حدیث شریف جسے امام ابوداؤد اور امام نسائی نے حضرت عبداللہ ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے نماز باجماعت کی اہمیت کو خوب ظاہر کرتی ہے۔

حضرت عبداللہ ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ نے رسول کریم ﷺ سے عرض کیا:
یا رسول اللہ (ﷺ)! مدینہ میں سانپ، بچھو بکثرت ہیں اور میں نابینا ہوں۔کیا میرے لئے جماعت چھوڑنے کی رخصت ہے؟
آپ نے ارشاد فرمایا: ''کیا تم حی علی الصلوٰۃ، حی علی الفلاح کی آواز سنتے ہو؟''
انہوں نے عرض کیا جی ہاں۔آپ نے فرمایا:
''تو پھر تمہیں مسجد میں آکر جماعت میں ہی شامل ہونا چاہئے''۔

بلا عذر جماعت چھوڑنے والوں سے رسول اللہ ﷺ نے شدید ناراضگی کا اظہار فرمایا۔امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے میں نے ارادہ کیا کہ کچھ لوگوں کو لکڑیاں جمع کرنے کا حکم دوں، پھر نماز کے لئے اذان کہنے کا حکم دوں، پھر کسی کو حکم دوں کہ وہ امامت کرے اس کے بعد انہیں چھوڑ کر ان لوگوں کی طرف جاؤں جو جماعت میں حاضر نہیں اور ان کے گھروں کو جلا ڈالوں۔قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے اگر ان لوگوں کو معلوم ہو جاتا کہ (مسجد میں با جماعت نماز پڑھنے سے) گوشت ملے گا تو ضرور عشاء میں شامل ہوتے۔

(کتاب الاذان، باب وجوب صلاۃ الجماعۃ)

......آپ نے دیکھا کہ حضور نبی کریم ﷺ رحمۃ للعالمین ہوکر جماعت میں شامل نہ ہونے والوں کے گھروں کو جلانے کا ارادہ فرمارہے ہیں۔یہ حدیث اس بات کو واضح کرتی ہے کہ جماعت میں شامل نہ ہونے والے بہت بڑے نقصان میں ہیں۔نماز با جماعت کے روحانی وجسمانی، ظاہری و باطنی اور دینی ودنیوی بے شمار فوائد ہیں۔سرکار دوعالم ﷺ رؤف ورحیم ہوکر کب چاہیں گے کہ ان کے غلام ان فوائد سے محروم رہیں۔اسی لئے تو آپ نے

با جماعت نماز کی اتنی سختی سے تاکید فرمائی ہے۔ بہر حال اس قدر تاکید کے باوجود آپ نے ہم جیسوں کی سہولت کا پورا خیال رکھا اور نماز پڑھانے والے ائمہ کرام کو خاص تاکید فرمائی ہے کہ بہت زیادہ لمبی لمبی نمازیں نہ پڑھائیں کیونکہ ہوسکتا ہے پیچھے نماز پڑھنے والوں میں کوئی بیمار، کمزور یا کوئی ضروری کام والا ہو اور اسے لمبی نماز پڑھنے میں مشکل ہو جائے۔ امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے:

حضرت ابو ہریرہ ﷜ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''جب تم میں سے کوئی نماز پڑھائے تو مختصر نماز پڑھائے کیونکہ پیچھے نماز پڑھنے والوں میں بچے، بوڑھے، کمزور اور بیمار (ہر طرح کے) لوگ ہوتے ہیں (لیکن) جب تنہا نماز پڑھے تو جتنی (لمبی) نماز پڑھنا چاہے پڑھے۔

(صحيح مسلم، كتاب الصلوٰة، باب أمر الائمة بتخفيف الصلوٰة)

لمبی نمازیں پڑھانے والوں پر سختی:

محنت کشوں اور حاجت مندوں پر خصوصی شفقت فرماتے ہوئے اور ان کی آسانی چاہتے ہوئے بعض اوقات آپ نے لمبی نمازیں پڑھانے والے اماموں پر سختی بھی فرمائی۔ اس حوالے سے یہاں حضرت معاذ ﷜ کا وہ واقعہ ایمان کی تازگی کا باعث ہوگا جسے محدثین نے حضرت جابر ﷜ سے روایت کیا ہے۔ حضرت جابر ﷜ فرماتے ہیں:

حضرت معاذ ﷜ حضور نبی اکرم ﷺ کے پیچھے نماز پڑھتے اور پھر ہمارے پاس آتے اور ہمیں نماز پڑھاتے۔ ایک بار حضور ﷺ نے عشاء کی نماز میں تاخیر فرمائی۔ حضرت معاذ ﷜ نے آپ کے ساتھ نماز ادا کی اور پھر اپنے قبیلے میں آئے اور انہیں نماز پڑھانے لگے۔ آپ نے جب سورۃ البقرہ شروع کی تو ایک شخص نے (سارا دن کی تھکان، اتنی رات گئے اور اتنی لمبی سورت شروع کرنے پر بہت زیادہ بوجھ محسوس

کرتے ہوئے) نماز کی نیت توڑی اور الگ ہوکر اکیلے نماز پڑھ لی۔لوگوں نے (ناراضگی کا اظہار کرتے ہوئے) کہا کیا تم منافق ہو گئے ہو؟۔اس نے کہا میں منافق نہیں ہوا ہوں ۔ میں اس معاملے کو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پیش کروں گا۔ پھر وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا یا رسول اللہ (ﷺ)! معاذ آپ کے ساتھ نماز پڑھتے ہیں پھر واپس آ کر ہمیں نماز پڑھاتے ہیں۔ یارسول اللہ (ﷺ)! ہم اونٹوں سے کھیتی باڑی کرنے والے اور محنت مشقت کرنے والے لوگ ہیں۔ یہ معاذ آتے ہیں اور نماز میں سورۃ بقرہ جیسی لمبی لمبی سورتیں پڑھنا شروع کر دیتے ہیں۔آپ نے (سختی سے سمجھاتے ہوئے اور ناراضگی کا اظہار کرتے ہوئے) تین مرتبہ فرمایا اے معاذ! کیا تم دین میں فتنہ کھڑا کرنا چاہتے ہو؟ جب لوگوں کو نماز پڑھایا کرو تو سَبِّحِ اسْمَ رَبِّکَ الْاَعْلٰیٰ ۔وَالشَّمْسِ وَضُحٰھَا اور وَالَّیْلِ اِذَا یَغْشٰیٰ جیسی چھوٹی سورتیں پڑھا کرو کیونکہ تمہارے پیچھے نماز پڑھنے والوں میں بوڑھے کمزور اور ضروری کام والے لوگ بھی ہوتے ہیں۔

(صحیح البخاری ،،باب من شکا امامه اذا طول، سنن ابی داؤد،،باب تخفیف الصلوٰۃ.سنن نسائی ،باب اختلاف نیة الامام والمأ موم)

حضور ﷺ خانہ کعبہ میں داخل ہوکر غم زُدہ ہو گئے:

دنیا میں آج تک ایسا کوئی قانون بنانے والا نہیں گزرا جسے لوگوں کے آرام کا اتنا خیال ہو جتنا اللہ ﷻ کے اس آخری اور محبوب رسول ﷺ کو ہے۔ان کا بنایا ہوا قانون دو چار سال کے لئے نہیں بلکہ قیامت تک کے لئے ہے، جو ہر زمانے کے تقاضوں پر پورا اتر رہا ہے اور جس کی اہمیت اور افادیت صدیاں گزرنے کے بعد بھی کم نہیں ہوئی ۔حق تو یہ ہے کہ ایسا سو فیصد درست قانون وہی ہستی بنا سکتی ہے جس کا تعلق براہ راست اس کائنات کے پیدا کرنے والے سے ہو اور جو معمولی سے معمولی حکم

کو ہر زاویے سے اس طرح مکمل کر دے کہ اگر زمانے اور علاقے کے بدلنے سے لوگوں کے مزاج اور ماحول تبدیل ہو جائیں تو پھر بھی اس کے حکم میں تبدیلی کی بالکل ضرورت نہ پڑے۔یقیناً وہ ہستی رسول اللہ ﷺ کی ذاتِ گرامی ہے۔اس لئے کہ آپ سینکڑوں سال بعد آنے والی مشکل کو دیکھتے ہیں اور اس مشکل کو حل فرمانے کے لئے پہلے سے ہی وضاحت کر دیتے ہیں۔ذرا توجہ فرمایئے!

رسول اللہ ﷺ نے سات ہجری میں عمرہ ادا فرمایا تھا۔اس وقت کفر کا غلبہ تھا اور خانہ کعبہ بتوں سے بھرا ہوا تھا شاید اسی لئے آپ خانہ کعبہ میں داخل نہ ہوئے۔اس کا ذکر صحیح بخاری، کتاب الحج میں موجود ہے۔دس ہجری میں آپ نے حجۃ الوداع فرمایا تو خانہ کعبہ بتوں کی نجاست سے مکمل طور پر پاک ہو چکا تھا۔آپ چاہتے تھے کہ خانہ کعبہ جو عبادتِ الٰہی کا سب سے پہلا مرکز ہے اس کے اندر داخل ہوں۔آپ اس کے اندر تشریف لے گئے۔حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنھا بیان فرماتی ہیں:

نبی کریم ﷺ میرے پاس سے تشریف لے گئے تو بہت خوش اور مسرور تھے۔پھر جب واپس آئے تو پریشان تھے۔میں نے (پریشانی کا سبب) پوچھا تو فرمایا میں خانہ کعبہ میں داخل ہوا اور میں نے دل میں سوچا کہ نہ داخل ہوتا تو اچھا تھا (کیونکہ) مجھے ڈر ہے کہ میرے بعد میری امت مشقت میں نہ پڑ جائے۔امام ترمذی فرماتے ہیں یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

[جامع ترمذی،ابواب الحج،باب ما جاء فی دخول الکعبۃ]

......کروڑوں بار قربان اس رؤف ورحیم ذات پر جو امت کی سہولت کی خاطر بعض نیک اور پسندیدہ کاموں کو بھی چھوڑ دیتے ہیں۔خانہ کعبہ اللہ کا گھر ہے اور ظاہر ہے کہ اللہ کے گھر میں داخل ہونا ایک مستحب اور نیک کام ہے۔آپ خانہ کعبہ میں داخل ہوئے تو خانہ کعبہ میں داخل ہونا پوری امت کے لئے نیکی اور ثواب کا کام بن گیا۔

پھر آپ کو امت کی کثرت کا خیال آیا ہوگا۔۔۔۔۔اتنے زیادہ لوگ کیسے خانہ کعبہ میں داخل ہو

سکیں گے۔۔۔۔۔جب کہ امت کو آپ کی پیروی کا حکم بھی دیا گیا ہے۔۔۔کہیں ایسا نہ ہو کہ خانہ کعبہ میں داخل ہونا ارکانِ حج یا واجباتِ حج میں شامل کر دیا جائے۔۔۔۔کہیں ایسا نہ ہو کہ میری امت مشقت میں پڑ جائے۔

یہ باتیں سوچ کر آپ پریشان ہو گئے ہوں گے اسی لئے ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنھا سے فرمایا کہ میں نے سوچا اگر خانہ کعبہ میں داخل نہ ہوتا تو اچھا تھا۔ایسے کریم اور مہربان نبی پر بے شمار درود و سلام ہوں جنہیں اپنی امت کی سہولت کا اتنا خیال ہے۔

وصال کے روزے رکھنے سے منع فرما دیا:

صحابہ کرام ﷺ وہ قدسی صفات لوگ ہیں جن کے باطن آپ ﷺ کی صحبت کے اثر سے نفسانی خواہشات سے بالکل پاک ہو چکے تھے اور جن کے ظاہر آپ کی اتباع اور پیروی کے نور سے روشن ہو چکے تھے۔انہیں آپ کی ہر ہر سنت پر عمل کرنے کا بے حد شوق تھا۔آپ کی اتباع میں انہیں جو کیف و سرور حاصل ہوتا اور جو ناقابل بیاں لذت ملتی اسے حاصل کرنے کے لئے وہ دنیاوی آرام و سکون قربان کرنے کو ہر وقت تیار رہتے تھے۔حضور نبی کریم ﷺ وصال کے روزے رکھا کرتے تھے (وہ روزے جن میں افطار نہیں ہوتا تھا اور بغیر کھائے پئے، پے در پے روزے رکھنا ہوتے تھے)۔صحابہ کرام رضی اللہ عنھم نے جب آپ کی اس ادا کو دیکھا تو انہوں نے بھی اپنے محبوب آقا کی اداؤں کو اپنانے کے شوق میں وصال کے روزے رکھنا شروع کر دیئے۔حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہ فرماتی ہیں رسول اللہ ﷺ نے (صحابہ کی طبیعتوں میں کمزوری دیکھی تو) مہربانی فرماتے ہوئے انہیں وصال کے روزے رکھنے سے منع کر دیا انہوں نے (ادب سے) عرض کیا:

''اِنَّکَ تُوَاصِلُ قَالَ اِنِّی لَسْتُ کَھَیْئَتِکُمْ اِنِّی یُطْعِمُنِی رَبِّی وَ یَسْقِیْنِی''

(صحیح البخاری، کتاب الصوم، باب الوصال ومن قال لیس فی اللیل صیام)

ترجمہ: یارسول اللہ (ﷺ) آپ بھی تو وصال کے روزے رکھتے ہیں۔آپ نے ارشادفرمایامیں''تمہاری طرح نہیں ہوں'' (مجھے اپنے اوپر قیاس نہ کرو۔کچھ کام ایسے ہیں جوصرف میرے لئے خاص ہیں) میرا حال تو یہ ہے کہ میرا رب مجھے کھلاتا اور پلاتا ہے۔(بعض روایات میں ہے کہ میں رات کو اپنے رب کے پاس ہوتا ہوں اور وہ مجھے کھلاتااور پلاتا ہے)۔

نفس کا بھی تم پرحق ہے:

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ بہت عابدوزاہدصحابی تھے۔رسول اللہ ﷺ نے مدینہ طیّبہ کے مسلمانوں میں بھائی چارہ قائم فرمایا تو حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کوآپ کا بھائی بنا دیا۔ایک مرتبہ حضرت سلمان رضی اللہ عنہ ملاقات کے لئے حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کے پاس گئے۔جب ان کے گھر پہنچے تو دیکھا کہ ان کی اہلیہ کام کررہی ہیں۔انہوں نے حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کی اہلیہ سے کہا کہ آپ کو کیا ہوگیا ہے آپ خود کام کر رہی ہیں۔آپ کی اہلیہ نے جواب دیا''تمہارے بھائی ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کوتو دنیا سے کوئی سروکار نہیں ہے۔پھرحضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ آئے تو ان کی اہلیہ نے حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کے لئے کھانا بنایا۔حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ نے حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے کہا:''آپ کھایئے میں تو روزے سے ہوں۔''

حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے کہا:''اگرآپ نہیں کھائیں گےتو میں بھی نہیں کھاؤں گا۔''

(اس پرحضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کواپنا نفلی روزہ توڑنا پڑا)اورانہوں نے (حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ) کھانا کھایا۔پھر رات ہوئی تو حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ بستر سے اٹھنے لگے۔حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا ابھی سوجایئے۔وہ سوگئے۔تھوڑی دیر بعدوہ پھراٹھنے لگےتو پھرحضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا ابھی سوجایئے۔(وہ دوبارہ لیٹ گئے)۔جب رات کا آخری پہرآیا تو حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے فرمایااب اٹھیے۔وہ اٹھےاوردونوں نے

نماز (تہجد) ادا کی پھر حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے انہیں سمجھاتے ہوئے فرمایا:

''اِنَّ لِرَبِّکَ عَلَیْکَ حَقاً وَلِنَفْسِکَ عَلَیْکَ حَقًّا وَّلِاَھْلِکَ عَلَیْکَ حَقًّافَاَعْطِ کُلَّ ذِیْ حَقٍّ حَقَّہٗ،فَأتی النبیَّ ﷺ فَذَکَرَ لَہٗ،فَقَا لَ النبیُّ ﷺ ''صَدَقَ سَلْمَانُ''

ترجمہ: ''بے شک تمہارے رب کا تم پر حق ہے اور تمہارے نفس کا (بھی) تم پر حق ہے اور تمہارے گھر والوں کا (بھی) تم پر حق ہے۔تو آپ ہر حق دار کو اس کا حق ادا کریں۔(پھر) وہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ سے یہ سارا واقعہ بیان کیا۔آپ نے (سن کر) فرمایا سلمان رضی اللہ عنہ نے سچ کہا۔''

(صحیح البخاری، کتاب الادب،باب صنع الطعام و التکلف للضیف)

صوفیاءِعظام کا اُسوۂ حسنہ پر عمل:

عام طور پر یہ سمجھا جاتا ہے کہ صوفیاءِعظام نے ترکِ دنیا کا درس دیا ہے اور کچھ لوگ تو اولیاء اللہ کے مجاہدات کو رہبانیت کا نام دے کر اللہ والوں کے سیرت وکردار کو غلط رنگ میں پیش کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔حالانکہ یہی وہ پاک ہستیاں ہیں جنہوں نے کفر کی تاریکیوں کو دور کر کے بے شمار سینوں کو اسلام کے نور سے منور کیا ہے۔ظاہر ہے اسلام کا مبلغ ایک مبلغ ہونے کی حیثیت سے رسول اللہ ﷺ کے اسوۂ حسنہ سے بال برابر بھی ادھر ادھر نہیں ہوسکتا پھر یہ اتنے عظیم لوگ جنہوں نے لاکھوں کو مسلمان کیا ہے کس طرح ہوسکتا ہے کہ رہبانیت کی تعلیم دیں جو اسلام کی نہیں عیسائیت اور ہندومت کی تعلیم ہے۔ہم یہاں حوالے کے طور پر صوفیاء کے سلاسلِ طریقت میں سے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کا ذکر کر رہے ہیں۔نقشبندیہ ایک ایسا سلسلۂ طریقت ہے جس کے بزرگ باطن کی صفائی کے لئے سخت ریاضتوں،مُجاہَدوں، چِلّوں اور شدید بھوک برداشت کرنے کی بجائے ہر کام میں میانہ

روی اور سُنّت کی پیروی پر زور دیتے ہیں۔امامِ ربانی حضرت مجدد الف ثانی فاروقی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ جو مشائخ نقشبندیہ کے پیشوا ہیں، مکتوبات شریف میں لکھتے ہیں:

''حضرت والد بزرگوار فرمایا کرتے تھے کہ میں نے علمِ سلوک میں ایک رسالہ دیکھا ہے جس میں لکھا ہوا تھا کہ کھانے پینے کی اشیاء میں میانہ روی کو اختیار کرنا مطلوب (ذاتِ باری تعالیٰ) تک پہنچنے کے لئے کافی ہے۔(حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں) بلاشبہ کھانے پینے اور کپڑوں بلکہ تمام کاموں میں اعتدال اور میانہ روی پر قائم رہنا بہت ہی اچھا ہے:

نہ چنداں بخور کز دھانت برآید

نہ چنداں کہ از ضعف جانت برآید

ترجمہ: نہ اتنا زیادہ کھا کہ منہ سے باہر آنے لگے اور نہ اتنا کم کہ کمزوری سے جان ہی نکل جائے۔

حضرتِ حق سبحانہ وتعالیٰ نے ہمارے پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کو چالیس مردوں کی قوت عطا فرمائی تھی اور آپ اس قوت کی وجہ سے سخت بھوک کو برداشت کر لیتے تھے۔صحابہ کرام ﷺ بھی آپ کی صحبت کی برکت سے اس بوجھ کو اٹھا لیتے تھے اور ان کے اعمال وافعال میں کسی قسم کی سستی اور خلل واقع نہیں ہوتا تھا۔اس طرح کی شدید بھوک کے باوجود دشمنوں کے خلاف جنگ کرنے کی ایسی قدرت رکھتے تھے کہ آج پیٹ بھر کر کھانے والے اس کے دسویں حصے کو نہیں پہنچ سکتے۔اسی لئے یہ بات تھی کہ صبر کرنے والے بیس صحابہ دوسو پر غالب آئے تھے۔

صحابہ ﷺ کے علاوہ بھوک کی مشقت اٹھانے والے ہوسکتا ہے کہ سنتیں اور مستحبات ادا کرنے سے بھی عاجز رہیں۔بلکہ بعض اوقات یہ بھی ہوسکتا ہے کہ مشکل سے فرض ہی ادا کر پائیں۔اس لئے طاقت کے بغیر اس معاملے میں صحابہ کرام کی تقلید کرنا گویا سنتوں اور فرضوں کی ادائیگی سے اپنے آپ کو عاجز کرنا ہے۔

منقول ہے کہ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ کی پیروی میں صومِ وصال اختیار فرمایااور کمزوری کی وجہ سے بے اختیار زمین پر گر پڑے۔حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا تم میں سے میری مثل کون ہوسکتا ہے۔ میں رات کو اپنے رب کے پاس ہوتا ہوں۔ وہاں کھاتا اور پیتا ہوں۔تو آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے طاقت کے بغیر پیروی کرنا اچھا قرار نہ دیا۔

(مکتوب شریف نمبر 313 دفتر اول حصہ پنجم)

ماضی قریب کے عظیم صوفی بزرگ:

ماضی قریب کے عظیم صوفی بزرگ اور سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ کے پیشوا حضرت سید محمد اسماعیل شاہ بخاری المعروف حضرت کرماں والے رحمۃ اللہ علیہ ہیں جو شرقپور شریف جیسے بے مثال نقشبندی مجددی آستانے سے فیضیاب ہوئے اور آپ نے پہلے فیروزپور (انڈیا) میں اور پھر پاکستان بننے کے بعد حضرت کرماں والا شریف (اوکاڑہ) میں مخلوقِ خدا کی راہنمائی کے لئے روحانی خانقاہ کی بنیاد رکھی۔ بے شمار لوگ آپ کی خدمت میں دعا کروانے ، دین سیکھنے اور روحانی تربیت حاصل کرنے کے لئے آتے۔ جو بھی آتا اسے لنگر (کھانا) کھائے بغیر واپس جانے کی اجازت نہیں ہوتی تھی۔ جو درویش (زیرِ تربیت لوگ) آپ کے پاس مستقل رہائش پذیر ہوکر تربیت حاصل کرتے ، ان کی جسمانی صحت عام لوگوں سے بہتر ہوتی تھی اور علاقے کے لوگ ان کی اچھی صحت اور شکل وصورت سنت کے مطابق ہونے کی وجہ سے انہیں دیکھتے ہی پہچان لیتے کہ یہ حضرت کرماں والا شریف کے درویش ہیں۔اس کی وجہ یہ تھی کہ آپ ان درویشوں کو فاقہ کشی کی بجائے کھانے پینے کی ہدایت فرماتے اور اس کے بعد خوب کام کرنے کا حکم فرماتے۔

آپ کا جاری کیا ہوا نقشبندی طریقہ آج بھی اسی طرح قائم ہے بلکہ روز بروز ترقی کر رہا ہے۔ آپ کی درگاہ کے موجودہ سجادہ نشین باباجی سید میر طیب علی شاہ بخاری انتہائی اخلاص اور جانفشانی کے ساتھ شریعت کی بالادستی اور اس روحانی سلسلے کی ترقی کے لئے کوشش فرما رہے ہیں۔

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد:

دینی احکام کی آسانی کے بارے حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا وہ مکتوب شریف قابل توجہ ہے جو آپ نے خان خاناں کی طرف لکھا ہے۔ آپ لکھتے ہیں:

انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی پیروی کی ترغیب اور اس بیان میں کہ احکامِ شرعیہ میں آسانی اور سہولت کی پوری رعایت کی گئی ہے۔

احکام نماز میں آسانی:

یہ اللہ ﷻ کی کمال مہربانی ہے کہ تمام شرعی احکام اور دینی امور میں نہایت ہی آسانی اور سہولت کو مدنظر رکھا گیا ہے۔ مثلاً رات دن کے آٹھ پہر میں صرف سترہ رکعت (فرض) نماز ادا کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ اور ان کے ادا کرنے میں سارا ایک گھنٹہ بھی صرف نہیں ہوتا۔ علاوہ ازیں نماز میں قرأت جس قدر میسر آسکے اسی پر کفایت کی اجازت دی گئی ہے۔ اور اگر قیام مشکل ہو تو بیٹھ کر ادا کرنے کی اجازت ہے۔ اور اگر بیٹھ کر ادا کرنا مشکل ہو تو لیٹ کر ادا کرنے کی اجازت ہے۔ اور جب رکوع وسجود مشکل ہو اشارے سے ادا کرنے کا حکم ہے۔ اور وضو میں اگر پانی استعمال کرنے پر قدرت نہ ہو تو تیمّم کو اس کی جگہ مقرر کیا ہے۔

احکام زکوٰۃ میں آسانی

زکوٰۃ میں چالیس حصوں میں سے صرف ایک حصہ فقراء ومساکین کے لئے مقرر فرمایا گیا ہے۔اور اسے بھی بڑھنے والے مال اور چرنے والے مویشیوں پر مقرر کیا گیا ہے۔

احکام حج میں آسانی

تمام عمر میں صرف ایک حج فرض کیا گیا ہے۔اوراس کے لئے بھی راستے کے خرچ،سواری اور راستے میں خطرہ نہ ہونے کے ساتھ مشروط فرمایا گیا ہے۔اور دائرہ مباح کو وسیع اور کشادہ کر دیا گیا ہے۔

احکام نکاح میں آسانی

ایک مرد کے لئے چار آزاد عورتیں نکاح میں رکھنا جائز قرار فرمائی ہیں۔اور طلاق کو نکاح کی تبدیلی کا ذریعہ بنایا گیا ہے۔

کھانے پینے کے احکام میں آسانی

کھانے پینے اور پہننے کی چیزوں میں زیادہ مباح اور کم حرام کی ہیں وہ بھی بندوں کی بہتری اوران کے فائدے کی خاطر۔مثلاً ایک بدمزہ اورنقصان سے لبریز شراب کوحرام کیا۔اور اس کے عوض بے شمار فائدے منداور خوش ذائقہ اورخوشبودار شربتوں کو جائز اور مباح فرمایا ہے۔عرق لونگ اورعرق دارچینی میں ان کے خوش مزہ اورخوشبودار ہونے کے باوجوداس قدر فائدےاورمنافع ہیں جو بیان میں نہیں آسکتے۔کڑوی،بدمزہ بدبو،بدخو،اور ہوش وحواس کھونے والی اور پرخطر(شراب) کوخوشبودار اورخوشگوار چیز سے کیا نسبت ہوسکتی ہے۔ان دونوں میں بڑا فرق ہے۔اس کے علاوہ ان دونوں میں حلال وحرام کے اعتبار سے جوفرق ہے وہ الگ ہے

اور وہ فرق وتمیز جو اللہ تعالیٰ کی رضا مندی کی وجہ سے ہے الگ ہے۔

پہننے کے احکام میں آسانی

اگر بعض ریشمی کپڑوں کو حرام کیا ہے تو کیا ڈر ہے؟ جبکہ کئی طرح کے قیمتی اور دیدہ زیب کپڑے ان کے بدلے حلال کر دیئے ہیں۔ پشمینہ اور صوف کا لباس جو عام طور پر مباح ہے، ریشمی لباس سے کئی درجے بہتر ہے۔ پھر ریشمی لباس بھی صرف مردوں کے لئے حرام ہے عورتوں کے لیے حلال اور جائز ہے۔ اور اس کے منافع بھی مردوں کو ہی پہنچتے ہیں۔ یہی سونے چاندی کا حال ہے کہ ان سے عورتوں کے زیورات درحقیقت مردوں ہی کے لئے تیار ہوتے ہیں۔

اگر کوئی بے انصاف اس آسانی اور سہولت کے باوجود (اسلام پر چلنا) مشکل اور دشوار جانے تو مرض قلبی میں مبتلا اور باطنی بیماری میں گرفتار ہے۔

بہت سے کام ایسے ہیں جن کا کرنا تندرست لوگوں کے لئے آسان ہوتا ہے۔ لیکن کمزور لوگوں کے لئے وہ نہایت ہی مشکل ہوتے ہیں۔ اور مرض قلبی سے مراد اللہ تعالیٰ کے احکام پر دلی یقین کا نہ ہونا ہے۔ ایسے لوگوں کو اس وقت جو تصدیق (ایمان) حاصل ہے وہ صرف صورتِ تصدیق ہے نہ کہ حقیقت تصدیق۔ حقیقت تصدیق کے حصول کی علامت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے احکام پر چلنا آسان معلوم ہو۔ ورنہ بے فائدہ رنج اٹھانے کی بات ہے۔

(مکتوب شریف نمبر 191، مکتوباتِ امام ربانی حضرت مجدد الفِ ثانی رحمۃ اللہ علیہ)

اخلاق اچھے کرلیں

فہرس

صلی اللہ علی حبیبہ محمد والہ وسلم

قرآن مجید میں اچھے اخلاق کا بیان

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں حضور نبی کریم ﷺ کے اخلاق اور حسن سلوک کو اس طرح بیان فرمایا:

﴿فَبِمَا رَحمةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْلَهُمْ وَشَاوِرْهُمْ فِيْ الْاَمْرِ..الخ﴾

ترجمہ: پس اللہ ﷻ کی رحمت سے آپ ان کے لئے نرم ہو گئے ۔ اگر آپ تندخو اور سخت دل ہوتے تو وہ آپ کے پاس سے بھاگ جاتے ۔ آپ ان کو معاف فرما دیں اور ان کے لئے مغفرت طلب کریں اور ان سے (اہم) کام میں مشورہ لے لیا کریں ۔ [آل عمرآن آیت نمبر:159]

یہاں اللہ رب العزت نے بہت وضاحت کے ساتھ بیان فرمایا کہ صحابہ کرام ﷡ جو پروانوں کی طرح حضور نبی کریم ﷺ کے اردگرد موجود رہتے ہیں اس کی ایک وجہ یہ ہے کہ آپ ان کے لئے بہت مہربان اور رحم دل ہیں ۔ اگر آپ ان پر سختی فرماتے تو وہ آپ کے پاس سے بھاگ جاتے ۔ہم میں سے جو لوگ دوسروں سے درجے میں بڑے ہیں ان کو اس آیت مبارکہ سے سبق حاصل کرنا چاہیے ۔ ذرا غور فرمائیں اگر سید الانبیاء ﷺ کے سختی فرمانے سے ان کے چاہنے والے ان سے دور ہو جاتے ہوں تو میں اور آپ کس شمار میں ہیں؟

اچھے خُلق کے ساتھ پیش آؤ:

حضرت ابوذر ﷛ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

’’تم جہاں کہیں بھی ہو اللہ سے ڈرتے رہو، اور جب تم کسی گناہ کے بعد

کوئی نیک کام کرلو گے تو وہ اس گناہ کو مٹا دے گا، اور لوگوں کے ساتھ حسن خلق کے ساتھ پیش آؤ''۔

(جامع الترمذی رقم الحدیث:۱۹۸۷، مسند احمد ج۵ ص۱۵۳)

میرے اس بندے سے درگذر کرو:

حضرت حُذیفہ بن یمان ﷛ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''اللہ کے سامنے اس کے بندوں میں سے ایک ایسے بندہ کو پیش کیا گیا جس کو اللہ تعالیٰ نے مال عطا فرمایا تھا، اللہ تعالیٰ نے اس سے پوچھا تم نے دنیا میں کیا عمل کیا؟ اس نے کہا اے میرے رب! تو نے مجھے اپنا مال عطا کیا تھا، اور میں لوگوں سے خرید و فروخت کرتا تھا، اور میرا خلق (طریقہ) یہ تھا کہ میں لوگوں سے درگزر کرتا تھا، میں امیر آدمی کے لیے آسانی کرتا تھا اور غریب آدمی کو مہلت دیتا تھا، اللہ تعالیٰ نے فرمایا تمہاری نسبت میرا زیادہ حق ہے کہ درگذر کروں، (پھر فرشتوں سے فرمایا) میرے اس بندے سے درگذر کرو''۔

(صحیح البخاری رقم الحدیث:۳۴۸۰، صحیح مسلم رقم الحدیث: ۱۵۶۰)

اچھے اخلاق کی فضیلت:

حضرت ابو ہریرہ ﷛ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''مومنین میں سے سب سے کامل ایمان والا وہ شخص ہے جس کا خلق سب سے اچھا ہو''۔

(جامع الترمذی رقم الحدیث:۱۱۶۲، مسند احمد ج۲ ص۴۷۲)

حضرت ابواُمامہ باہلی ﷛ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''میں جنت کے اندر اس شخص کے گھر کا ضامن ہوں جو جھگڑے کو ختم کرنے کیلئے اپنا حق چھوڑ دے، اور اس شخص کے لیے جنت کے درمیان میں گھر کا ضامن ہوں کہ جو جھوٹ نہ بولے خواہ مذاق کر رہا ہو، اور اس شخص کے لیے جنت کے سب سے بلند درجہ میں گھر کا

ضامن ہوں جس کا خلق سب سے اچھا ہو۔ (سنن ابوداؤد رقم الحدیث: ۴۸۰۰)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ مومن اپنے اخلاق کی وجہ سے دن کو روزہ رکھنے والے اور رات کو جاگ کر عبادت کرنے والے کا اجر وثواب پالیتا ہے۔ (سنن ابوداؤد رقم الحدیث: ۴۷۹۸)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''مجھے اس لیے مبعوث کیا گیا ہے کہ میں صالح (نیک) اخلاق کو پورا کر دوں''۔

(مسند احمد ج ۲ ص ۳۸۱)

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''قیامت کے دن میرے نزدیک تم میں سے سب سے زیادہ محبوب اور سب سے زیادہ میری مجلس کے قریب وہ لوگ ہوں گے جن کے اخلاق سب سے اچھے ہوں گے، اور میرے نزدیک تم میں سب سے زیادہ ناپسندیدہ اور سب سے زیادہ میری مجلس سے دور وہ لوگ ہوں گے جو تکلف سے زیادہ باتیں کرتے ہوں گے اور فصاحت وبلاغت بگھارتے ہوں گے اور اپنے فضائل کا اظہار کر کے تکبر کرتے ہوں گے۔

(جامع الترمذی رقم الحدیث: ۲۰۱۸)

جنت اور دوزخ میں داخلے کی وجہ:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا گیا کہ کس چیز کی وجہ سے زیادہ لوگ جنت میں داخل ہوں گے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اللہ ﷻ کے ڈر اور اچھے اخلاق کی وجہ سے اور آپ سے پوچھا گیا کہ کس چیز کی وجہ سے زیادہ لوگ دوزخ میں داخل ہوں گے؟ آپ نے فرمایا، منہ (برے اخلاق) اور شرم گاہ کی وجہ سے۔

(جامع الترمذی رقم الحدیث: ۲۰۰۴، سنن ابن ماجہ رقم الحدیث: ۴۲۴۶)

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ (مجھ کو یمن رخصت کرتے وقت) جب میرا پاؤں رکاب میں تھا تو سب سے آخر میں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وصیت کی، اس میں فرمایا:

اے معاذ بن جبل! ''لوگوں کے ساتھ اچھے اخلاق سے پیش آنا''۔

(مؤطا امام مالک ج ۲ ص ۴۰۳، رقم الحدیث: ۱۷۱۶)

میزان میں سب سے وزنی چیز:

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے: ''قیامت کے دن مومن کے میزان میں حسن خلق سے زیادہ کوئی چیز وزنی نہیں ہوگی اور اللہ تعالیٰ بے حیائی اور بری باتیں کرنے والے کو ناپسند فرماتا ہے''۔

(جامع الترمذی رقم الحدیث: ۲۰۰۲، سنن ابوداؤد رقم الحدیث: ۴۷۹۹)

کبھی نہ کہا کہ یہ کام کیوں کیا، کیوں نہ کیا:

حضرت اَنس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خُلق سب سے اچھا تھا، ایک دن آپ نے مجھے کسی کام سے بھیجنا تھا، میں نے کہا اللہ کی قسم! میں نہیں جاؤں گا۔ حالانکہ میرے دل میں یہ تھا کہ جب نبی کریم ﷺ حکم دیں گے تو میں چلا جاؤں گا۔ حضرت اَنس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں چلا گیا اور بچوں کے پاس سے گذرا جو بازار میں کھیل رہے تھے کہ اچانک رسول اللہ ﷺ نے پیچھے سے آکر مجھے گدی سے پکڑا۔ میں نے آپ کی طرف دیکھا تو آپ ہنس رہے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

اے اُنَیس (حضرت انس کو پیار سے اُنَیس فرمایا) وہاں جاؤ جہاں جانے کا میں نے تمہیں حکم دیا ہے۔

میں نے کہا:

جی ہاں! یارسول اللہ (ﷺ)! میں جا رہا ہوں۔

حضرت اَنس رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی قسم! میں سات سال آپ کی خدمت میں رہا، مجھے علم نہیں کہ آپ نے کسی کام کے متعلق یہ فرمایا ہو کہ تم نے یہ کام کیوں کیا یا کسی کام کے متعلق یہ فرمایا ہو کہ تم نے یہ کام کیوں نہیں کیا۔

(سنن ابوداؤد رقم الحدیث: ۴۷۷۳)

غلاموں اور لونڈیوں کے ساتھ حسن اخلاق:

حضرت اَنس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اہل مدینہ کی باندیوں میں سے کوئی باندی رسول اللہ ﷺ کا ہاتھ پکڑ کر جہاں چاہتی وہاں لے جاتی۔

(صحیح البخاری رقم الحدیث: ۶۰۷۲)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی کسی کو اپنے ہاتھ سے نہیں مارا۔ کسی بیوی کو نہ کسی خادم کو سوا اس کے کہ آپ اللہ جل جلالہ کی راہ میں جہاد کرتے تھے، اور جب بھی کسی شخص نے آپ کو تکلیف پہنچائی تو آپ نے اس سے انتقام نہیں لیا۔ ہاں اگر اللہ کی حرام کی ہوئی حدود کو کسی نے پامال کیا تو آپ اللہ تعالیٰ کے لیے انتقام لیتے تھے۔

(صحیح مسلم رقم الحدیث: ۲۳۲۸)

مجھ سے تمہیں کون بچائے گا؟

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے

ساتھ نجد کی طرف ایک غزوہ میں گئے، جب رسول اللہ ﷺ واپس آئے تو وہ بھی آپ ﷺ کے ساتھ واپس آ گئے، ایک وادی جس میں بہت زیادہ درخت تھے وہاں سب کو نیند آ گئی۔ رسول اللہ ﷺ وہاں ٹھہر گئے، اور لوگ منتشر ہو کر درختوں کے سائے میں آرام کرنے لگے۔ رسول اللہ ﷺ ایک درخت کے نیچے اترے، اور اپنی تلوار درخت پر لٹکا دی، اور ہم لوگ سو گئے۔ اچانک رسول اللہ ﷺ نے ہمیں بلایا، اور اس وقت وہ اعرابی آپ کے پاس کھڑا ہوا تھا آپ ﷺ نے فرمایا: ''جس وقت میں سویا ہوا تھا تو اس عرابی نے تلوار مجھ پر سونت لی، میں بیدار ہوا تو وہ ننگی تلوار لیے ہوئے کھڑا تھا اس نے کہا:

تمہیں مجھ سے کون بچائے گا میں نے تین بار کہا: ''**اللّٰه**''

پھر آپ نے اس کو سزا نہیں دی اور تشریف فرما ہو گئے۔

(صحیح البخاری رقم الحدیث: ۲۹۱۰، صحیح مسلم رقم الحدیث: ۸۴۳)

نہ کہنا عادت نہیں رسول اللہ ﷺ کی:

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک عورت نبی کریم ﷺ کے پاس ایک چادر لے کر آئی، اس چادر کے دونوں کناروں پر بیل بوٹے کڑھے ہوئے تھے، اس عورت نے کہا یا رسول اللہ (ﷺ) میں آپ کو یہ چادر پہناؤں گی۔ نبی کریم ﷺ نے وہ چادر لے لی اور آپ کو اس کی ضرورت بھی تھی۔ آپ نے اس چادر کو پہن لیا، صحابہ میں سے ایک شخص نے اس چادر کو دیکھا اس نے کہا یا رسول اللہ (ﷺ) یہ چادر کتنی خوبصورت ہے آپ یہ چادر مجھے دے دیجئے۔ آپ نے فرمایا: اچھا' جب نبی کریم ﷺ اٹھ کر چلے گئے تو آپ ﷺ کے اصحاب نے اس شخص کو ملامت کی اور کہا تم نے یہ اچھا نہیں کیا۔ جب تم کو معلوم تھا کہ نبی کریم ﷺ نے ضرورت کی وجہ سے یہ چادر لی ہے، پھر

تم نے آپ ﷺ سے اس چادر کا سوال کرلیا اور تم کو معلوم ہے کہ آپ سے کسی چیز کا سوال کیا جائے تو آپ منع نہیں فرماتے ۔ اس شخص نے کہا جب نبی کریم ﷺ نے اس چادر کو پہن لیا تو میں اس چادر میں برکت کی توقع رکھتا تھا، تاکہ میں اس چادر میں کفن دیا جاؤں، پھر وہ چادر اس کا کفن ہوگئی۔

(صحیح البخاری رقم الحدیث:٦٠٣٦)

رحمت ہی رحمت:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما کو بوسہ دیا۔ اس وقت آپ کے پاس اقرع بن حابس تمیمی بھی بیٹھا ہوا تھا۔ اس نے کہا میرے دس بیٹے ہیں اور میں نے ان میں سے کسی کو کبھی بوسہ نہیں دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کی طرف دیکھ کر فرمایا: ''جو شخص کسی پر رحم نہیں کرتا اس پر رحم نہیں کیا جاتا''۔

(صحیح البخاری رقم الحدیث:٥٩٩٧، صحیح مسلم رقم الحدیث:٢٣١٨)

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس جب کوئی سائل آتا یا آپ سے کوئی حاجت طلب کی جاتی تو آپ فرماتے (اس کی) سفارش کرو (بیان کرو)، تم کو اجر دیا جائے گا اور اللہ اپنے نبی ﷺ کی زبان سے جو چاہے گا فیصلہ فرمائے گا۔

(صحیح البخاری رقم الحدیث:١٤٣٢، صحیح مسلم رقم الحدیث:٢٦٢٧)

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ گویا میں اس وقت رسول اللہ ﷺ کے (نورانی) چہرے کی طرف دیکھ رہا تھا، آپ نبیوں میں سے کسی نبی کا واقعہ بیان فرمارہے تھے کہ ان کی قوم نے ان کو زدوکوب کیا اور ان کا چہرہ خون آلود کردیا، اور وہ اپنے چہرے سے خون پونچھتے ہوئے دعا کررہے تھے کہ اے میرے رب! میری قوم کو معاف کردے کیونکہ وہ مجھے نہیں جانتے۔ (صحیح البخاری رقم الحدیث: ٦٩٢٩، صحیح مسلم رقم الحدیث:١٧٩٢)

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ایک دن انہوں نے نبی کریم ﷺ سے پوچھا آپ پر جنگ اُحد سے بھی کوئی سخت دن آیا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

میں نے تمہاری قوم کی طرف سے بہت زیادہ تکلیفیں اٹھائی ہیں۔ ایک دن میں نے اپنے آپ کو ابن عبد یالیل بن عبد کلال پر پیش کیا میں جو کچھ چاہتا تھا اس نے اس کا کوئی جواب نہیں دیا، پھر میں انتہائی افسردگی کے ساتھ چل پڑا، میں اس وقت قرن الثعالب میں تھا اور میرا غم ابھی دور نہیں ہوا تھا، میں نے سر اوپر اٹھایا تو ایک بادل نے مجھ پر سایہ کیا ہوا تھا۔ میں نے دیکھا تو وہاں پر حضرت جبریل علیہ السلام تھے انہوں نے مجھے آواز دی اور کہا بے شک اللہ جل جلالہ نے سن لیا ہے کہ آپ نے اپنی قوم کو کیا پیغام سنایا اور انہوں نے آپ کو کیا جواب دیا، اور اللہ تعالیٰ نے آپ کے پاس پہاڑوں کے فرشتہ کو بھیجا ہے، تاکہ آپ جو چاہیں اس کو حکم دیں، پھر پہاڑوں کے فرشتہ نے مجھے آواز دی اور مجھے سلام کیا، پھر کہا اے محمد! (صلی اللہ علیک وسلم) آپ جو چاہیں! اگر آپ چاہیں تو میں ان لوگوں کو دو پہاڑوں کے درمیان پیس ڈالوں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: نہیں، میں یہ توقع رکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کی اولاد سے ایسے لوگوں کو پیدا فرمائے گا جو اللہ وحدہ کی عبادت کریں گے، اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں بنائیں گے۔ (صحیح البخاری رقم الحدیث: ۳۲۳۱، صحیح مسلم رقم الحدیث: ۱۷۹۵)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آپ سے عرض کیا گیا یا رسول اللہ (ﷺ)! مشرکین کے خلاف دعا کیجئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

مجھے لعنت کرنے والا بنا کر نہیں بھیجا گیا۔ مجھے تو صرف رحمت بنا کر بھیجا گیا ہے۔

(صحیح مسلم رقم الحدیث: ۲۵۹۹، الادب المفرد رقم الحدیث: ۳۲۷ شرح السنۃ ج ۱۳ ص ۲۴۰)

حضرت اَنس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جا رہا تھا، آپ

کے اوپر ایک نجرانی چادر تھی جس کے کنارے سخت موٹے تھے ایک اعرابی نے اس چادر کو پکڑ کر سختی سے کھینچا میں نے دیکھا کہ اس چادر کو سختی کے ساتھ کھینچنے کی وجہ سے آپ کے کندھے پر نشان پڑ گئے تھے، پھر اس اعرابی نے کہا اے محمد! (ﷺ) آپ کے پاس جو اللہ کا مال ہے اس میں سے مجھے دینے کا حکم دیجئے۔ نبی کریم ﷺ نے اس کی طرف چہرۂ انور موڑ کر دیکھا پھر آپ ہنسے اور آپ نے اس کو کچھ عطا کرنے کا حکم دیا۔

(صحیح البخاری رقم الحدیث: ۶۰۸۸، صحیح مسلم رقم الحدیث: ۱۰۵۷)

آپ ﷺ خود گھر کے کام کاج فرماتے:

حضرت اسود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ گھر میں کیا کام کرتے تھے؟ انہوں نے کہا کہ آپ گھر کے کام کاج میں مشغول رہتے تھے اور جب نماز کا وقت آتا تو نماز کے لیے کھڑے ہو جاتے۔

(صحیح البخاری رقم الحدیث: ۶۰۳۹، جامع الترمذی رقم الحدیث: ۲۴۸۹)

حضرت عمرہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا گیا کہ رسول اللہ ﷺ گھر میں کیا کام کرتے تھے۔ انہوں نے کہا آپ (گھر میں) دوسرے افراد کی طرح ایک فرد ہوتے تھے۔ کپڑے صاف کر لیتے تھے۔ بکری کا دودھ دوہ لیتے تھے اور اپنے کام کرتے تھے۔ (شمائل ترمذی رقم الحدیث: ۳۴۳، حلیۃ الاولیاء ج ۸ ص ۳۳۱، دلائل النبوۃ للبیہقی ج ۱ ص ۳۲۸)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی ﷺ اپنی جوتی مرمت کر لیتے تھے، اور کپڑے سی لیتے تھے۔ اور گھر میں اس طرح کام کرتے تھے جس طرح تم میں سے کوئی شخص کام کرتا ہے۔ (مسند احمد ج ۶ ص ۱۰۶، جامع الترمذی رقم الحدیث: ۲۴۸۹)

آپ ﷺ دوسروں کے لئے تکلیف اٹھاتے:

حضرت اَنس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نہیں دیکھا کہ کبھی کسی شخص نے رسول اللہ رضی اللہ عنہ کے کان کے ساتھ اپنا منہ لگایا ہو اور آپ ﷺ نے اس کے پاس سے اپنا سر

ہٹالیا ہو، حتیٰ کہ وہ خود اپنا سر ہٹا تا تھا اور میں نے نہیں دیکھا کہ کسی شخص نے آپ کا ہاتھ پکڑا ہوا اور آپ نے اپنا ہاتھ اس سے چھڑا لیا ہو حتیٰ کے وہ خود اپنا ہاتھ چھڑا تا تھا، اور امام ترمذی کی روایت میں ہے کہ جب کوئی شخص نبی کریم ﷺ کے سامنے آ کر آپ سے مصافحہ کرتا تو آپ اس سے اپنا ہاتھ نہیں چھڑاتے تھے حتیٰ کہ وہ خود آپ سے اپنا ہاتھ چھڑا لیتا تھا، اور آپ کسی شخص سے اپنا چہرہ نہیں پھیرتے تھے حتیٰ کہ وہ شخص خود اپنا چہرہ پھیر لیتا تھا۔

(حضرت اَنس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک عورت نے مدینہ طیبہ کے راستوں میں سے کسی راستہ میں رسول اللہ ﷺ کے سامنے اپنی حاجت پیش کی ۔ آپ ﷺ نے فرمایا اے ام فلاں ! تم مدینہ کی گلیوں میں سے کسی گلی میں بھی بیٹھ جاؤ میں تمہارے پاس بیٹھ جاؤں گا ۔ اس عورت نے ایسا ہی کیا ، رسول اللہ ﷺ اس کے پاس بیٹھ گئے اور اس کی مشکل کو حل فرما دیا۔

(صحیح مسلم رقم الحدیث : ۲۳۲۶ ، سنن ابوداؤد رقم الحدیث : ۴۸۱۹ ، مسند احمد ج ۳ ص ۹۸)

آپ ﷺ بلا امتیاز دعوت قبول فرماتے :

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ مریض کی عیادت کرتے تھے ۔ جنازہ کے ساتھ جاتے تھے ، خادم کی دعوت کو قبول کر لیتے تھے ، اور دراز گوش پر سوار ہو جاتے تھے ، میں نے خود جنگ خیبر کے دن دیکھا آپ دراز گوش پر سوار تھے اس کی لگام خشک گھاس کی تھی ۔

(جامع ترمذی رقم الحدیث : ۱۰۱۷ ، سنن ابن ماجہ رقم الحدیث : ۴۱۷۸ ، شرح السنۃ رقم الحدیث : ۳۶۷۳)

حضرت اَنس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ دراز گوش کی ننگی پشت پر سوار ہوتے تھے ، اور مملوک (خادم) کی دعوت کو قبول فرما لیتے تھے ، اور زمین پر سوتے تھے اور زمین پر بیٹھ جاتے تھے ، اور زمین پر (بیٹھ کر) کھاتے تھے ، اور فرماتے

تھے اگر مجھے بکری کے ایک پائے کو کھانے کی دعوت دی گئی تو میں چلا جاؤں گا ، اور اگر مجھے بکری کی ایک دستی کی بھی دعوت دی گئی تو میں اس کو بھی قبول کرلوں گا۔

(جامع الترمذی رقم الحدیث: ۱۳۳۸، شمائل ترمذی رقم الحدیث: ۳۳)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ اگر کوئی شخص رسول اللہ ﷺ کو آدھی رات کے وقت بھی جو کی روٹی کھانے کے لیے بلاتا تھا تو آپ چلے جاتے تھے۔

(المعجم الصغیر رقم الحدیث: ۴۱، المعجم الاوسط رقم الحدیث: ۱۷۲۵، مجمع الزوائد رقم الحدیث: ۱۴۲۲۱)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے کبھی کسی کھانے کی مذمت نہیں کی ، اگر آپ کو کوئی چیز پسند ہوتی تو آپ اس کو کھا لیتے ورنہ اس کو چھوڑ دیتے۔

(صحیح البخاری رقم الحدیث: ۳۵۶۳، صحیح مسلم رقم الحدیث: ۲۰۶۴)

آپ خوش طبعی فرماتے:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: میں مزاح بھی کرتا ہوں لیکن میں حق کے سوا کوئی بات نہیں کہتا۔

(مجمع الزوائد رقم الحدیث: ۱۴۲۰۱)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب نبی کریم ﷺ پر وحی نازل ہوتی یا آپ وعظ فرماتے تو ہم دل میں کہتے کہ اب آپ لوگوں کو عذاب سے ڈرائیں گے اور جب آپ سے یہ کیفیت دور ہو جاتی تو میں دیکھتا کہ آپ سب لوگوں سے زیادہ کشادہ رو، سب سے زیادہ خوش طبع اور سب سے زیادہ حسین لگتے۔

(مسند البزار رقم الحدیث: ۲۴۷۷، مجمع الزوائد رقم الحدیث: ۱۴۲۰۲)

حضرت عمران بن الحصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے چہرے میں کنواری لڑکی کے چہرے سے زیادہ شرم وحیاء ہوتی تھی اور جب آپ کو کوئی چیز ناگوار ہوتی تھی تو ہم آپ کے چہرے سے جان لیتے تھے۔

(المعجم الکبیر ج۱۸ص۲۰۶،مجمع الزوائد رقم الحدیث:۱۴۲۰۵)

میں خود پسندی کو پسند نہیں کرتا:

حضرت عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ مسجد کی طرف گیا آپ ﷺ کی (مبارک) جوتی کا تسمہ ٹوٹ گیا۔ میں آپ ﷺ کی (نورانی) جوتی کو ٹھیک کرنے لگا۔آپ ﷺ نے میرے ہاتھ سے جوتی لے لی اور فرمایا:

یہ خود پسندی اور خود کو دوسرے پر ترجیح دینا ہے اور میں خود پسندی کو پسند نہیں کرتا۔

(مسند البزار رقم الحدیث:۲۴۶۸،مجمع الزوائد رقم الحدیث:۱۴۲۳۲)

حضرت جریر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نبی کریم ﷺ کے سامنے کھڑا ہوا کپکپا رہا تھا۔نبی کریم ﷺ نے اس سے کہا تم آرام اور اطمینان سے کھڑے رہو، کیونکہ میں بادشاہ نہیں ہوں میں قریش کی ایک ایسی عورت کا بیٹا ہوں جو گوشت سکھا کر کھاتی تھی۔

(المعجم الاوسط رقم الحدیث:۱۲۸۲،مجمع الزوائد رقم الحدیث:۱۴۲۴۰)

......اپنے اندر اِخلاص پیدا کیجئے......

فہرس

صلی اللہ علی حبیبہ محمد والہ وسلم

اللہ تعالیٰ کے ساتھ اخلاص:

اللہ تعالیٰ کے ساتھ اخلاص کا مطلب ہے یہ ہے کہ بندہ صرف اللہ کو راضی کرنے کی نیت سے اس کی عبادت کرے۔ بندے کی عبادات میں نہ تو کسی کو اپنی عبادت گزاری اور پرہیز گاری دکھانے کی نیت ہو اور نہ ہی دنیا کا مال کمانے کی۔ اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایسا اخلاص ہی اس کی رضا اور خوشنودی کا باعث ہے۔ یہاں یہ جاننا بھی ضروری ہے کہ عبادت صرف نماز روزے کا نام نہیں بلکہ وہ تمام جائز کام جو بندہ اپنی روزمرہ زندگی میں اپنے لئے کرتا ہے اور بظاہر ان کا تعلق عبادات سے نہیں ہوتا ان میں بھی اگر اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کی نیت کر لی جائے تو وہ کام بھی عبادت بن جاتے ہیں۔

حضرت اَنس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
''جو شخص اس حال میں دنیا سے رخصت ہوا کہ وہ اللہ وحدہ لاشریک کے ساتھ اخلاص پر تھا اور اس کی عبادت میں کسی کو شریک نہیں کرتا تھا اور نماز قائم کرتا تھا اور زکوٰۃ ادا کرتا تھا تو وہ اس حال میں مرا کہ اللہ اس پر راضی تھا۔ (سنن ابن ماجہ رقم الحدیث: ۷۰، المستدرک ج ۲ ص ۳۳۲)

کمزور لوگوں کے اخلاص کی وجہ سے امت کی مدد:

مصعب بن سعد اپنے والد رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ان کا یہ گمان تھا کہ ان کو نبی کریم ﷺ کے ان اصحاب پر فضیلت حاصل ہے جن کے پاس ان سے کم مال ہے تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

اللہ تعالیٰ اس امت کی مدد صرف ضعیف مسلمانوں کی دعاؤں، ان کی نمازوں اور ان کے اخلاص کی وجہ سے فرماتا ہے۔ (سنن النسائی رقم الحدیث: ۳۱۷۸)

اللہ اس شخص کو تر وتازہ رکھے:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
اللہ تعالیٰ اس شخص کو تر وتازہ رکھے جس نے میری حدیث سنی، اس کی حفاظت کی اور اس کو یاد رکھا اور اس کی تبلیغ کی، بعض فقیہ اس کو اپنے سے زیادہ فقیہ تک پہنچا دیتے ہیں۔ تین اشخاص کے دلوں میں کینہ اور حسد نہیں ہوتا (1) جو اخلاص کے ساتھ اللہ کے لیے عمل کرتے ہوں (2) ائمہ مسلمین کی خیر خواہی کرتے ہوں (3) اور مسلمانوں کی جماعت کے ساتھ لازم ہوں، ان کی دعا دوسروں کو بھی شامل ہوتی ہے۔

(جامع الترمذی رقم الحدیث: ۲۶۵۸، سنن ابوداؤد رقم الحدیث: ۳۶۶۰، مسند احمد ج ۵ ص ۱۸۳)

اعمال کی قبولیت کا معیار:

حضرت ضحاک بن قیس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے میرا کوئی شریک نہیں ہے جس نے میرے ساتھ کسی کو (عمل میں) شریک کیا پس وہ (عمل) میرے شریک کے لیے ہے، اے لوگو! اللہ کے لیے اخلاص کے ساتھ اپنے اعمال بجالاؤ، کیونکہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ ان ہی اعمال کو قبول فرماتا ہے جو خالص اس کے لیے ہوں اور یہ نہ کہو کہ یہ عمل اللہ کے لیے ہے اور رشتہ داروں کے لیے، کیونکہ پھر وہ عمل رشتہ داروں ہی کے لیے ہے اور اللہ کے لیے وہ عمل بالکل نہیں ہے اور یہ نہ کہو کہ یہ تمہا ری خاطر ہے، کیونکہ پھر وہ تمہاری ہی خاطر ہے اور اللہ کے لیے بالکل نہیں ہے۔

(مسند البزار رقم الحدیث: ۳۵۶۷)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا:
اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے میں سب سے بہتر شریک ہوں، جس شخص نے کوئی عمل کیا اور اس میں میرے غیر کو شریک کیا تو میں اس سے بَری ہوں وہ اسی کا عمل ہے جس کو

اس نے شریک کیا ہے۔ (تفسیر امام ابن ابی حاتم رقم الحدیث:۱۳۰۲۱)

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک شخص آیا اور اس نے کہا یہ بتایئے ایک شخص جہاد کرتا ہے اس میں اجرت بھی طلب کرتا ہے اور اپنی شہرت بھی، اس کو کیا ملے گا؟ رسول اللہ ﷺ نے تین بار فرمایا اس کو کچھ نہیں ملے گا۔ پھر فرمایا:

''اللہ تعالیٰ اس عمل کو قبول فرماتا ہے جو خالص اس کے لئے کیا جائے اور اس عمل سے اس کی رضا کا ارادہ کیا جائے''۔ (سنن النسائی رقم الحدیث:۳۱۴۰)

حضرت ضحاک بن قیس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اپنے تمام اعمال اخلاص کے ساتھ کرو۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ اخلاص کے بغیر کسی عمل کو قبول نہیں کرتا۔ (سنن دار قطنی، رقم الحدیث:۱۳۰، الجامع الصغیر، ج۱، رقم الحدیث:۲۹۹، الجامع الکبیر، ج۱، رقم الحدیث:۳۲۷)

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اللہ کی عبادت اخلاص کے ساتھ کرو۔ پانچ (فرض) نمازیں پڑھو اور اپنے اموال کی زکوٰۃ خوشی سے ادا کرو۔ اپنے مہینہ (رمضان) کے روزے رکھو، اپنے بیت (کعبہ) کا حج کرو (اور) اپنے رب کی جنت میں داخل ہو جاؤ۔

(حلیۃ الاولیاء، ج۵، ص۱۶۶، مجمع الزوائد، ج۱، ص۴۵، الجامع الصغیر، ج۱، رقم الحدیث:۳۰۰)

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے:

اعمال کا دارومدار صرف نیتوں پر ہے۔ ہر شخص کے عمل کا وہی اجر ہے جس کی اس نے نیت کی ہے، تو جس شخص کی ہجرت اللہ اور اس کے رسول کی طرف ہو تو اس کی ہجرت اللہ اور اس کے رسول کی طرف (ہی) ہے اور جس شخص کی ہجرت دنیا کے لئے ہو کہ اس کو وہ پالے یا کسی عورت کی طرف ہو جس

سے وہ نکاح کرے، تو اللہ کے نزدیک اس کی ہجرت اسی کی طرف ہے جس کی اس نے نیت کی ہو۔

(صحیح البخاری، رقم الحدیث:۱، صحیح مسلم، الامارۃ:۱۵۵، (۱۹۰۷) سنن ابوداؤد، ج۲، رقم الحدیث:۲۲۰۱)

شھر بن حوشب بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص حضرت عبادہ بن الصامت رضی اللہ عنہ کے پاس گیا اور آپ سے سوال کیا کہ یہ بتائیے کہ ایک شخص اللہ کے لیے نماز پڑھتا ہے اور یہ چاہتا ہے کہ نماز (پڑھنے) پر اس کی تعریف کی جائے، اور ایک شخص اللہ کے لیے روزے رکھتا ہے اور یہ چاہتا ہے کہ اس کی تعریف کی جائے، حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ نے کہا:

اسے کسی چیز کا اجر نہیں ملے گا۔ اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے میں سب سے اچھا شریک ہوں، جس نے میرے ساتھ کسی کو شریک بنایا تو وہ کام اسی کے لیے ہے، مجھے اس کی کوئی حاجت نہیں۔ (جامع البیان رقم الحدیث:۱۷۶۵۶)

حضرت اَنس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب قیامت کے دن مہر زدہ نامہ اعمال لائیں گے، اللہ جل جلالہ ارشاد فرمائے گا، اس صحیفہ کو قبول کرلو اور اس صحیفہ کو چھوڑ دو۔ فرشتے کہیں گے تیری عزت کی قسم! ہم نے وہی لکھا ہے جو اس نے عمل کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: ''تم نے سچ کہا (لیکن) اس کا عمل میری ذات کے لیے نہیں تھا۔ آج میں صرف اسی عمل کو قبول کروں گا جو میری ذات کے لیے کیا گیا ہوگا''۔

(المعجم الاوسط، ج۷، رقم الحدیث:۶۱۲۹، سنن دار قطنی، ج۱، رقم الحدیث:۱۲۹، مجمع الزوائد، ج۱۰، ص۳۵)

قیامت کے دن تین گروہ:

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

قیامت کے دن میری امت کے تین گروہ ہوں گے۔ ایک گروہ ان لوگوں کا ہوگا جنہوں نے خالص اللہ عزوجل کے لیے عبادت کی ہوگی۔ ایک گروہ ان لوگوں کا ہوگا جنہوں نے دکھاوے کے لیے اللہ تعالیٰ کی عبادت کی ہوگی۔ اور ایک گروہ ان لوگوں کا ہوگا

جنہوں نے دنیا کے لیے اللہ تعالیٰ کی عبادت کی ہوگی ۔تو جس نے دنیا کے لیے اللہ تعالیٰ کی عبادت کی ہوگی ،اس سے اللہ تعالیٰ فرمائے گا،تو نے میری عبادت سے کس چیز کا ارادہ کیا تھا؟ وہ کہے گا دنیا کا۔اللہ تعالیٰ فرمائے گا:''یقیناً جس چیز کو تو نے جمع کیا تھا ،اس نے تجھ کو نفع نہیں دیا (فرشتوں کو ارشاد ہوگا) اس کو دوزخ میں لے جاؤ اور جس نے ریاکاری کے لیے عبادت کی تھی ،اس سے اللہ تعالیٰ فرمائے گا'': تیری عبادت صرف ریاکاری کے لیے تھی ،اس میں سے میری طرف کوئی چیز نہیں پہنچی اور وہ ریاء آج تجھے نفع نہیں دے گا ،اس کو دوزخ میں لے جاؤ اور جس نے خالص اللہ عزوجل کے لیے عبادت کی تھی ،اس سے فرمائے گا:''تو نے میری عبادت کرنے سے کس چیز کا ارادہ کیا تھا''۔وہ شخص کہے گا'' تیری عزت وجلال کی قسم! تو ضرور مجھ سے زیادہ جاننے والا ہے''۔ میں تیری رضا جوئی اور جنت کے لیے تیری عبادت کرتا تھا۔اللہ تعالیٰ فرمائے گا:''میرے بندے نے سچ کہا اس کو جنت کی طرف لے جاؤ''۔

(شعب الایمان، ج۵، رقم الحدیث:۶۸۰۸، المعجم الاوسط، ج۶، رقم الحدیث:۵۱۰۱، مجمع الزوائد، ج۱۰، ص۳۵۰)

اخلاص کے بغیر نیک عمل کا بھی نقصان ہے:

حضرت جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا:

جس نے سنایا اللہ تعالیٰ اس کو سنائے گا اور جس نے دکھایا اللہ تعالیٰ اس کو دکھائے گا۔یعنی جس نے لوگوں کو دکھانے کے لیے عمل کیا قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کی رسوائی لوگوں کو دکھائے گا اور جس نے لوگوں کو سنانے کے لیے عمل کیا اللہ تعالیٰ اس کی فضیحت (ذلت) قیامت کے دن لوگوں کو سنائے گا۔

(صحیح البخاری رقم الحدیث:۶۴۹۹، صحیح مسلم رقم الحدیث:۲۹۸۷، سنن ابن ماجہ رقم الحدیث:۴۲۰۷)

بے چارے شہید، عالم، قاری اور سخی

حضرت ابو ہریرہ ﷛ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

قیامت کے دن سب سے پہلے جس کے خلاف فیصلہ کیا جائے گا وہ ایک شہید ہو گا۔ اس کو لایا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ اس کو دی ہوئی نعمتیں بتلائے گا۔ جن کا وہ اعتراف کرے گا۔ پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا تم نے ان نعمتوں کے مقابلے میں کیا عمل کیا؟ وہ کہے گا میں نے تیری راہ میں قتال (جہاد) کیا حتیٰ کہ میں شہید ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: ''تم جھوٹ کہتے ہو تم نے اس لیے قتال (جہاد) کیا تا کہ یہ کہا جائے کہ تم بہت بہادر ہو، سو وہ کہا گیا''۔ پھر اللہ تعالیٰ کے حکم سے اس کو اوندھے منہ جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔

پھر ایک شخص کو لایا جائے گا جس نے علم حاصل کیا اور پڑھایا اور قرآن پڑھا۔ اللہ تعالیٰ اس کو اپنی دی ہوئی نعمتیں بتلائے گا جن کا وہ اعتراف کرے گا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا تم نے ان نعمتوں کے مقابلہ میں کیا عمل کیا؟ وہ کہے گا میں نے علم حاصل کیا اور پڑھایا اور میں نے تیرا قرآن پڑھا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا تم نے جھوٹ بولا تم نے اس لیے علم حاصل کیا تھا تا کہ تم کو عالم کہا جائے اور تم نے قرآن پڑھا تا کہ یہ کہا جائے کہ ''وہ قاری ہے'' سو وہ کہا گیا۔ پھر اللہ تعالیٰ کے حکم سے اس کو جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔

پھر اس شخص کو پیش کیا جائے گا جس کو اللہ تعالیٰ نے وسعت دی تھی اور اس کو ہر قسم کا مال عطا فرمایا تھا۔ اللہ تعالیٰ اس کو اپنی دی ہوئی نعمتیں بتلائے گا اور وہ ان کا اعتراف کرے گا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا تم نے ان نعمتوں کے مقابلہ میں کیا عمل کیا؟ وہ کہے گا ''میں نے اپنے مال کو نیکی کے ہر اس راستہ میں تیری خاطر خرچ کیا جو تجھ کو پسند ہے''۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا ''تم نے جھوٹ بولا تم نے تو یہ اس لیے کیا تھا تا کہ یہ کہا جائے کہ یہ بہت سخی ہے، سو وہ کہا گیا''۔ پھر اللہ تعالیٰ کے حکم سے اس کو جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔

(صحیح مسلم، الامارۃ،۱۵۲(۱۹۰۵)۴۸۴۰، جامع الترمذی، ج۴، رقم الحدیث:۲۳۸۹)

بنی اسرائیل کا عابد اور شیطان:

امام محمد بن محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

ایک عابد بہت بڑے عرصہ تک اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا رہا۔اس کے پاس کچھ لوگ آئے اورانہوں نے کہا کہ فلاں جگہ لوگ اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر ایک درخت کی عبادت کرتے ہیں ۔وہ عابد غضبناک ہوا اور کلہاڑا کندھے پر رکھ کر اس درخت کو کاٹنے کے لیے چل پڑا۔راستے میں ابلیس اس کو ایک بوڑھے آدمی کی شکل میں ملا اور پوچھا کہاں جارہے ہو؟اس نے کہا ''میں اس درخت کو کاٹنے جارہا ہوں''۔ابلیس نے کہا'' تمہارا اس درخت سے کیا تعلق ہے''؟تم بلاوجہ اپنی عبادت کو چھوڑ کر ایک غیر اہم کام کے پیچھے پڑ رہے ہو۔عابد نے کہا'' یہ کام بھی میری عبادت ہے''۔ابلیس نے کہا''میں تم کو وہ درخت کاٹنے نہیں دوں گا''۔پھر ان دونوں میں کشتی ہوئی۔عابد نے اس کو اٹھا کر زمین پر پٹخ دیا اور اس کے سینہ پر چڑھ کر بیٹھ گیا۔ابلیس نے کہا'' مجھے چھوڑ دو، میں تم کو ایک مشورہ دیتا ہوں''۔عابد نے اس کو چھوڑ دیا ۔ابلیس نے کہا'' اے شخص !اللہ تعالیٰ نے تم سے یہ کام ساقط کر دیا ہے،تم پر اس کو فرض نہیں کیا،تم اس درخت کی عبادت نہیں کرتے اور اگر کوئی عبادت کرتا ہے تو اس کی پوچھ گچھ تم سے نہیں ہوگی اور اس زمین میں اللہ تعالیٰ کے انبیاء بہت ہیں،اگر اللہ تعالیٰ چاہے گا تو اس درخت کی پوجا کرنے والوں کی طرف اپنا کوئی نبی بھیج دے گا اور اس نبی کو اس درخت کے کاٹنے کا حکم ارشاد فرمائے گا۔عابد نے کہا''میں اس درخت کو ضرور کاٹوں گا''۔ابلیس کو کشتی کے لیے للکارا اور عابد ابلیس کو پچھاڑ کر اس کے سینہ پر چڑھ کر بیٹھ گیا۔آخر ابلیس عاجز آ گیا اور اس سے کہنے لگا تمہارا کیا مشورہ ہے؟ میں تم کو درمیانی راہ بتاتا ہوں۔وہ تمہارے لیے زیادہ بہتر اور زیادہ فائدہ مند ثابت ہوگی۔عابد نے پوچھا: وہ کیا ہے؟ ابلیس نے کہا مجھے چھوڑ دو تا کہ میں تم کو تفصیل سے بتاؤں عابد نے اس کو چھوڑ دیا۔ابلیس نے کہا'' تم فقیر آدمی

ہو،تمہارے پاس مال نہیں ہے۔لوگ تمہاری کفالت کرتے ہیں اورتم ان پر بوجھ بنے ہوئے ہواور شاید کہ تمہارے دل میں خواہش ہو کہ تم اپنے بھائیوں کی مالی امداد کرو اور اپنے پڑوسیوں کے ساتھ غم خواری کرو اور تم سیر ہو کر کھاؤ اور لوگوں سے مستغنی رہو، عابد نے کہا ''ہاں''ابلیس نے کہا''پھر درخت کاٹنے سے باز آجاؤ اور تمہیں ہر رات اپنے سرہانے دو دینار مل جائیں گے''۔صبح کو تم وہ دو دینار لے لینا اوران کو اپنے آپ پر اوراپنے عیال پر خرچ کرنا اوراپنے بھائیوں پر صدقہ کرنا''۔ یہ تمہارے اور دیگر مسلمانوں کے لیے اس درخت کے کاٹنے سے زیادہ فائدہ مند ہوگا۔اوراس درخت کے بعد وہاں اور درخت اُگ سکتا ہے اور اس کے کاٹنے سے پوجا کرنے والوں کو کوئی نقصان نہیں پہنچے گا اور تمہارے مسلمان ضرورت مند بھائیوں کو اس درخت کے کاٹنے سے کوئی فائدہ نہیں پہنچے گا۔ عابد ابلیس کی اس پیشکش پر غور کرنے لگا اور بے ساختہ کہنے لگا بات تو اس بوڑھے کی سچی ہے۔ میں نبی تو ہوں نہیں جو مجھ پر اس درخت کا کاٹنا لازم ہو اور نہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اس درخت کے کاٹنے کا حکم دیا ہے کہ میں اس درخت کے نہ کاٹنے کی وجہ سے گنہ گار ہو جاؤں اور جو صورت اس نے بتائی ہے اس میں زیادہ نفع ہے۔سو دونوں نے قسم کھا کر اس بات پر معاہدہ کرلیا۔ عابد لوٹ آیا۔اس نے اپنے عبادت خانے میں رات گزاری۔صبح کو اسے اپنے سرہانے دو دینار مل گئے۔اس نے وہ دینار لے لیے۔اسی طرح اگلے دن بھی ہوا۔

تیسری صبح عابد کو اپنے سرہانے کوئی چیز نہ ملی۔ وہ غضبناک ہوا اور کلہاڑی کندھے پر ڈال کر چل پڑا۔اس کے سامنے سے ابلیس ایک بوڑھے کی صورت میں آتا ہوا ملا۔اس نے پوچھا''کہاں جارہے ہو''؟ عابد نے کہا''میں اس درخت کو ضرور کاٹوں گا''۔ابلیس نے کہا ''تم جھوٹ بولتے ہو، خدا کی قسم! تم اس درخت کو کاٹنے پر قادر نہیں ہو اور تمہارے لیے یہ ممکن نہیں ہے''۔ عابد پہلی بار کی طرح اس سے کشتی کے لیے آگے بڑھا۔ابلیس نے کہا اب یہ

نہیں ہوسکتا۔اورایک ہی ہلے میں اس کو پچھاڑ دیااور عابد چڑیا کی طرح اس کے پیروں میں گر پڑا اور ابلیس اس کے سینہ پر بیٹھ گیا۔ابلیس نے کہا: باز آجاؤ ورنہ میں تم کو ذبح کردوں گا۔عابد نے غور کیا تو اس کو ابلیس کے مقابلہ میں بالکل طاقت محسوس نہ ہوئی۔عابد نے کہا تم مجھ پر غالب آگئے۔اب مجھ کو چھوڑ دواور یہ بتاؤ کہ میں پہلی بار تم پر کس طرح غالب آیا تھا اور اس بار کیوں نہ غالب آسکا؟ ابلیس نے کہا: اس لیے کہ پہلی بار تم اللہ تعالیٰ کے لیے غضبناک ہوئے تھے اور تمہاری نیت آخرت کی تھی۔اس لیے اللہ تعالیٰ نے مجھ پر تمہیں غالب کردیا اور اس بار تم اپنے نفس اور دنیا کے لیے غضبناک ہوئے تو میں نے تم کو پچھاڑ دیا۔ (احیاء العلوم، ج ۴،ص ۳۸۵۔۳۸۴)

رسول اللہ ﷺ کو اپنی امت کی ریاکاری کا خوف:

حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ مجھے اپنی امت پر شرک اور شہوت خفیہ کا خطرہ ہے میں نے عرض کیا: کیا آپ کے بعد آپ کی امت شرک کرے گی؟ آپ نے فرمایا: سنو! وہ سورج، چاند، پتھروں اور بتوں کی عبادت نہیں کریں گے لیکن وہ لوگوں کو دکھانے کے لیے عمل کریں گے۔میں نے عرض کیا یا رسول اللہ (ﷺ)! اور شہوت خفیہ کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا:

ایک شخص روزے کی حالت میں صبح اٹھے گا پھر اس کو شہوت ہوگی اور وہ روزہ چھوڑ کر جنسی عمل کرے گا۔ (تفسیر امام ابن ابی حاتم رقم الحدیث)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے اس وقت ہم آپس میں مسیح الدجال کا ذکر کررہے تھے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

''کیا میں تم کو یہ نہ بتاؤں کہ مسیح الدجال سے زیادہ مجھ کو تم پر کس چیز کا خطرہ ہے؟ ہم نے عرض کیا کیوں نہیں یارسول اللہ (ﷺ)! آپ ﷺ نے فرمایا: ''شرک خفی (ریا کاری) کا، ایک شخص کھڑے ہو کر نماز پڑھتا ہے کہ کوئی شخص اس کی نماز کو دیکھ رہا ہے تو وہ نماز کو زیادہ مزین کر کے پڑھتا ہے''۔ (اچھی طرح رکوع وسجود کرنے لگتا ہے)

(سنن ابن ماجہ رقم الحدیث:۴۲۰۴ شعب الایمان رقم الحدیث:۶۸۳۲، مسند الفردوس حدیث نمبر:۸۱۶۴)

نیک عمل کر کے اس میں اخلاص باقی رکھنا:

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
کسی نیک عمل کو باقی رکھنا نیک عمل کرنے سے زیادہ دشوار ہے۔ایک شخص تنہائی میں کوئی نیک عمل کرتا ہے تو اس کا اجر ستر (70) گنا لکھ دیا جاتا ہے۔ پھر شیطان اس کو بہکاتا رہتا ہے حتیٰ کہ وہ اس عمل کا لوگوں سے ذکر کرتا ہے اور اس کا اعلان کر دیتا ہے۔ پھر اس کی وہ نیکی (پوشیدہ نیکیوں کی بجائے) ظاہر نیکیوں میں لکھ دی جاتی ہے اور تنہائی میں عمل کرنے کی وجہ سے جو اس کا زیادہ اجر تھا، وہ کم کر دیا جاتا ہے اور شیطان اس کو مسلسل ورغلاتا رہتا ہے حتیٰ کہ وہ چاہتا ہے کہ اس کی اس نیکی کا ذکر کیا جائے اور اس نیکی پر اس کی تعریف کی جائے۔ پھر اس کے عمل کو ظاہری نیکیوں سے بھی کاٹ دیا جاتا ہے اور یہ لکھ دیا جاتا ہے کہ اس نے یہ عمل ریا کاری کے طور پر کیا تھا۔سو جو شخص اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے، وہ اپنے دین کی حفاظت کرتا ہے اور بے شک ریا کاری شرک ہے۔

(شعب الایمان، ج ۵، رقم الحدیث:۶۸۱۳)

ریا کاری سے عمل پاک نہیں رہتا:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ جندب بن زھیر عامری نے کہا: ''میں ایک عمل اللہ کے لیے کرتا ہوں پھر کوئی اس پر مطلع ہوتا ہے تو مجھے خوشی ہوتی ہے''

تب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ طیّب ہے، وہ طیب (پاکیزہ عمل) کے سوا کوئی عمل قبول نہیں کرتا اور جس عمل میں کسی کو شریک کیا گیا ہو وہ اس عمل کو قبول نہیں فرماتا۔

(اسباب النزول للواحدی رقم الحدیث:۶۰۴)

اخلاص کے ساتھ تھوڑا عمل بھی کافی ہے:

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب انہیں یمن کی طرف بھیجا گیا تو انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ (ﷺ)! مجھے نصیحت کیجئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تم اخلاص کے ساتھ عبادت کرو، تمہیں تھوڑا عمل بھی کافی ہو گا۔ (المستدرک:۷۳۱۴)

اللہ تعالیٰ تمہاری صورتوں کو نہیں دیکھتا:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک اللہ تمہارے جسموں کی طرف نہیں دیکھتا اور نہ تمہاری صورتوں کی طرف دیکھتا ہے بلکہ وہ تمہارے دلوں کی طرف دیکھتا ہے۔

(صحیح مسلم رقم الحدیث:۲۵۶۴، مسند احمد ج ۲ ص ۲۸۴، سنن ابن ماجہ رقم الحدیث:۴۱۴۳)

حضرت ابی ابن کعب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس امت کو دوسری امتوں پر اللہ کے نزدیک چند درجوں کی بشارت دے دو، پس جس شخص نے آخرت کا عمل دنیا کے لیے کیا اس کے لیے آخرت میں کوئی حصہ نہیں ہو گا۔

(مسند احمد ج ۵ ص ۱۴۳، صحیح ابن حبان رقم الحدیث:۲۵۰۱، مجمع الزوائد ج ۱۰ رقم الحدیث:۲۲۰)

تھوڑی سی ریا کاری بھی شرک ہے:

زید بن اسلم اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ مسجد کی طرف گئے تو دیکھا کہ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کی قبر انور کے پاس بیٹھے ہوئے رو رہے ہیں، انہوں نے ان سے پوچھا تمہیں کیا چیز رُلا رہی ہے؟ انہوں نے کہا میں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ حدیث سنی ہے کہ: تھوڑی سی ریا کاری بھی شرک ہے، اور جس نے اولیاء اللہ سے

عداوت رکھی اس نے اللہ ﷻ سے اعلان جنگ کر دیا۔ اللہ تعالیٰ نیک اور متقی لوگوں سے محبت کرتا ہے جو چھپ کر رہتے ہیں اگر وہ غائب ہو جائیں تو ان کو تلاش نہیں کیا جاتا اور اگر وہ حاضر ہوں تو ان کو کوئی پہچانتا نہیں ہے، ان کے دل ہدایت کے چراغ ہیں وہ ہر گرد آلود اندھیرے سے نکل جاتے ہیں۔

(سنن ابن ماجہ رقم الحدیث: ۳۹۸۹، المستدرک ج ۱ ص ۴ ج ۳ ص ۲۷۰، یہ حدیث صحیح ہے)

جو جس کے لئے عمل کرے اسی سے اجر مانگے:

حضرت محمود بن لبید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مجھے تم پر شرک اصغر کا سب سے زیادہ خطرہ ہے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ! شرک اصغر کیا ہے؟ آپ نے فرمایا:

''ریا کاری'' جب لوگوں کو ان کے مال کی جزا دی جائے گی تو اللہ تعالیٰ ان سے فرمائے گا جاؤ ان سے جا کر اپنے اعمال کی جزاء لو جن کو دکھانے کے لیے تم عمل کرتے تھے۔ پس تمہارا کیا خیال ہے؟ کیا تم کو ان سے جزا ملے گی؟۔

(مسند احمد ج ۵ ص ۴۲۸، شعب الایمان رقم الحدیث: ۶۸۳۱، مجمع الزوائد ج ۱ ص ۱۰۲)

حضرت ابوسعید بن ابی فضالہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے: قیامت کے دن جب اللہ ﷻ اولین اور آخرین کو جمع کرے گا تو ایک منادی ندا کرے گا جس نے اللہ کے لیے عمل میں کسی کو شریک کیا تو وہ اسی سے اپنے ثواب کو طلب کرے کیونکہ اللہ شریکوں کے شرک سے مستغنی (بے نیاز) ہے۔

(جامع الترمذی رقم الحدیث: ۳۱۵۴، سنن ابن ماجہ رقم الحدیث: ۴۲۰۳)

اعتدال سے کام لیں

فہرس

صلی اللہ علی حبیبہ محمد والہ وسلم

اعتدال کا مطلب:

اعتدال کا مطلب یہ ہے کہ میانہ روی اختیار کی جائے۔شدت پسندی کہیں بھی پسندیدہ نہیں ہوتی اور اسلام میں تو اس کی بالکل ہی گنجائش نہیں ہے۔اگر مال خرچ کرنے کا موقع ہو تو ایسا نہ ہو کہ اپنے مال کو پانی کی طرح بے جا بہا دیا جائے اور ایسا بھی نہ ہو کہ جہاں خرچ کرنے کی جگہ ہو وہاں ضرورتاً بھی خرچ نہ کیا جائے ،اسی طرح دوسرے معاملات میں اور عبادات میں نہ تو اتنی غفلت ہو کہ فرائض سے لاپرواہی برتی جائے اور نہ ہی ایسا ہو کہ انسان نفلی عبادت کیلئے سب کچھ چھوڑ بیٹھے بلکہ درمیانہ راستہ اختیار کیا جائے۔

قرآن پاک میں میانہ روی کا حکم:

اللہ تعالیٰ کا ارشاد پاک ہے:

﴿وَالَّذِيْنَ اِذَا اَنْفَقُوْا لَمْ يُسْرِفُوْا وَلَمْ يَقْتُرُوْا وَكَانَ بَيْنَ ذَالِكَ قَوَامًا﴾

ترجمہ:''اور وہ لوگ جب خرچ کرتے ہیں تو نہ فضول خرچی کرتے ہیں اور نہ تنگی سے کام لیتے ہیں اور ان کا خرچ کرنا میانہ روی سے ہوتا ہے''۔(الفرقان:٦٧)

ترجمہ:''اور (اے مخاطب) رشتہ داروں کو ان کا حق ادا کرو اور مسکینوں اور مسافروں کو اور بے جا خرچ نہ کرو''۔(بنی اسرائیل:٢٦)

﴿وَلَاتَجْعَلْ يَدَكَ مَغْلُوْلَةً اِلٰى عُنُقِكَ وَلَاتَبْسُطْهَا كُلَّ الْبَسْطِ فَتَقْعُدَ مَلُوْمًا مَّحْسُوْرًا﴾

ترجمہ:''اور اپنا ہاتھ گردن سے بندھا ہوا نہ رکھ،اور نہ اس کو پوری طرح کھول دے کہ بیٹھا رہے ملامت زدہ،تھکا ہارا۔(بنی اسرائیل:٢٩)

ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے فضول خرچی کرنے سے منع فرمایا ہے اور بخل (ضرورت کی جگہ خرچ نہ کرنا) سے بھی روکا ہے اور معاملات میں میانہ روی کا حکم فرمایا ہے۔ نبی کریم ﷺ کا اسوۂ حسنہ بھی یہی ہے۔آپ ﷺ نے مال ہونے کے باوجود اپنی حالت غریبوں اور مسکینوں جیسی بنانے سے منع فرمایا ہے۔

......اللہ کی نعمت کا اثر تم پر ظاہر ہو......

حضرت ابُـو الْا حْـوَص اپنے والد رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں معمولی کپڑے پہنے ہوئے حاضر ہوا تو آپ نے پوچھا: کیا تمہارے پاس مال ہے؟ میں نے عرض کیا جی ہاں، آپ نے پوچھا کون کون سا مال ہے؟

میں نے عرض کیا: مجھے اللہ تعالیٰ نے اونٹ، بکریاں، گھوڑے اور غلام سب کچھ دیا ہے، آپ نے فرمایا:

جب تمہیں اللہ تعالیٰ نے مال دیا ہے تو اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی نعمت اور عزت کا اثر تم پر ظاہر ہونا چاہیے۔

(سنن ابوداؤد رقم الحدیث: ۴۰۶۳، سنن النسائی رقم الحدیث: ۵۱۰۰)

...... بلا عذر میلا کچیلا نبی کریم ﷺ کو پسند نہیں ......

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ہم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں گئے آپ نے ایک شخص کو دیکھا جس کے بال گرد وغبار سے اٹے ہوئے اور بکھرے ہوئے تھے ،آپ ﷺ نے فرمایا:

کیا اس شخص کو کوئی ایسی چیز نہیں ملتی جس سے یہ اپنے بالوں کو درست کر سکے، پھر ایک اور شخص کو دیکھا جو میلے کپڑے پہنے ہوئے تھا، آپ نے فرمایا کیا اس شخص کو کوئی ایسی چیز نہیں ملتی جس سے یہ اپنے کپڑے دھو سکے۔ (سنن ابوداؤد رقم الحدیث: ۴۰۶۲، سنن النسائی رقم الحدیث: ۵۲۵۱)

تنگ دستی کا علاج:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
جس شخص نے اعتدال اور میانہ روی اختیار کی وہ تنگ دست نہیں ہوگا۔

(مسند احمد ج ا ص ۴۴۷، رقم الحدیث: ۴۲۶۹)

امام بیہقی حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔''خرچ کرنے میں اعتدال اور میانہ روی نصف معیشت ہے''۔

(الدر المنثور ج ۵ ص ۲۷۷)

نبوت کے چوبیس اجزا میں سے ایک

حضرت ابوعبداللہ بن سَرجس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:
نیک سیرت، اطمینان اور اعتدال نبوت کے چوبیس اجزا میں سے ایک جزو ہے۔

(جامع الترمذی رقم الحدیث: ۲۰۱۰، المعجم الاوسط رقم الحدیث: تاریخ بغداد ج ۳ ص ۶۶)

عبادات میں میانہ روی کا حکم

جس طرح نبی کریم ﷺ کا اسوۂ حسنہ ہے کہ آپ معاملات میں میانہ روی کا حکم فرماتے ہیں اسی طرح آپ ﷺ اپنی امت کے لئے عبادات میں بھی اعتدال سے کام لینے کو پسند فرماتے ہیں۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا ایک شخص کے پاس سے گزر ہوا جو ایک چٹان پر نماز پڑھ رہا تھا۔ آپ مکہ مکرمہ کی طرف گئے وہاں کچھ دیر ٹھہرے پھر واپس آئے تو وہ شخص اسی طرح نماز پڑھ رہا تھا آپ نے اپنے ہاتھ اکٹھے کیے اور کھڑے ہو کر تین بار فرمایا:''اے لوگو! اعتدال اور میانہ روی کو لازم رکھو کیونکہ اللہ تعالیٰ (اجر دینے سے) نہیں اکتاتا یہاں تک کہ تم (عبادت کرنے سے) اکتا جاتے ہو''۔

(سنن ابن ماجہ رقم الحدیث: ۴۲۴۱، مُسند ابویعلیٰ رقم الحدیث: ۷۹۷، صحیح ابن حبان رقم الحدیث: ۳۵۷)

میں تم سے زیادہ اللہ سے ڈرنے والا ہوں:

حضرت اَنس بن مالِک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کی ازواج مطہرات کے حجروں میں تین شخص آئے۔ اورانہوں نے نبی کریم ﷺ کی عبادت کے متعلق سوال کیا۔ جب انہیں آپ کی عبادت کا معمول بتایا گیا، تو انہوں نے اس عبادت کو کم سمجھا اور کہا: کہاں ہم اور کہاں نبی کریم ﷺ! آپ تو بخشے ہوئے ہیں۔ (آپ کو زیادہ عبات کرنے کی کیا ضرورت ہے۔) تو ان میں سے ایک نے کہا: میں تو ہمیشہ ساری رات نماز پڑھوں گا۔
دوسرے نے کہا: میں ہمیشہ روزہ رکھوں گا اور کبھی افطار نہیں کروں گا۔
تیسرے نے کہا: میں عورتوں سے الگ رہوں گا اور کبھی شادی نہیں کروں گا۔

پھر رسول اللہ ﷺ تشریف لے آئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم وہ لوگ ہو جنہوں نے اس اس طرح کہا ہے۔ سنو! بخدا میں تم سے زیادہ اللہ سے ڈرنے والا اور سب سے زیادہ متقی ہوں، لیکن میں روزہ بھی رکھتا ہوں اور کھاتا پیتا بھی ہوں اور نماز بھی پڑھتا ہوں اور سوتا بھی ہوں اور عورتوں سے شادی بھی کرتا ہوں، سو جس نے میری سنت سے منہ موڑا وہ میرے طریقہ پر نہیں ہے''۔ (صحیح البخاری، ج ٦، رقم الحدیث: ٥٠٦٣)

ہر حق دار کو اس کا حق ادا کرو:

حضرت ابو حُجَیْفَہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت سلمان اور حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہما کو آپس میں بھائی بنایا۔

ایک دن حضرت سلمان رضی اللہ عنہ، حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے ملنے گئے تو انہوں نے حضرت ام الدرداء رضی اللہ عنہا کو پھٹے پرانے کپڑے پہنے دیکھا، حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے کہا یہ آپ نے اپنا کیا حال بنا رکھا ہے؟ انہوں نے کہا: آپ کے بھائی ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کو دنیا سے کوئی دلچسپی نہیں ہے۔ جب حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ آئے تو ان کی اہلیہ نے ان کے

لیے کھانا تیار کیا، حضرت سلمان ﷛ نے حضرت ابوالدرداء ﷛ سے کہا آپ بھی کھائیے ۔انہوں نے کہا میں روزے سے ہوں ۔حضرت سلمان ﷛ نے کہا جب تک آپ کھانا نہیں کھائیں گے، میں بھی نہیں کھاؤں گا ۔ پھر حضرت ابوالدرداء ﷛ نے کھانا کھالیا ۔ جب رات ہوئی تو حضرت ابوالدرداء ﷛ نماز کے لیے کھڑے ہوگئے ۔حضرت سلمان ﷛ نے کہا سو جائیں، وہ سو گئے ۔ پھر نماز کے لیے کھڑے ہوئے ۔انہوں نے پھر کہا سو جائیں ۔ جب رات کا آخری حصہ رہ گیا تو حضرت سلمان ﷛ نے کہا اب کھڑے ہوں ۔ پھر دونوں نے نماز (تہجد) پڑھی، پھر حضرت سلمان ﷛ نے کہا: آپ کے رب ﷻ کا آپ پر حق ہے اور آپ کے نفس کا آپ پر حق ہے اور آپ کے اہل (بیوی) کا آپ پر حق ہے، ہر حقدار کو اس کا حق ادا کریں ۔حضرت ابوالدرداء ﷛ نبی کریم ﷺ کے پاس گئے اور آپ سے اس واقعہ کا ذکر کیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''سلمان ﷛ نے سچ کہا'' ۔

(صحیح البخاری، ج ۲، رقم الحدیث: ۵۹٦۸، جامع الترمذی، ج ۴، رقم الحدیث: ۲۴۲۱)

میری سنت سے منہ موڑنے والے:

حضرت اَنس ﷛ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے اصحاب ﷡ میں سے چند نفوس قدسیہ نے نبی کریم ﷺ کی ازواج سے خلوت میں آپ کی عبادت کے متعلق سوال کیا ہے ۔ پھر بعض اصحاب نے کہا میں کبھی نکاح نہیں کروں گا اور بعض نے کہا میں گوشت نہیں کھاؤں گا ۔بعض نے کہا میں بستر پر نہیں سوؤں گا ۔آپ نے اللہ ﷻ کی حمد وثناء کرنے کے بعد فرمایا: ''فلاں فلاں لوگوں کا کیا حال ہے''؟ جو اس طرح کہتے ہیں، لیکن میں نماز بھی پڑھتا ہوں اور سوتا بھی ہوں، روزہ بھی رکھتا ہوں اور کھاتا پیتا بھی ہوں، اور عورتوں سے نکاح بھی کرتا ہوں ۔سو جس نے میری سنت سے منہ موڑا وہ میرے طریقہ پر نہیں ہے ۔ (صحیح مسلم، نکاح ۵، (۱۴۰۱) ۳۳۴۳، سنن النسائی، ج ٦، رقم الحدیث: ۳۲۱۷)

تمہاری بیوی کا تم پر حق ہے:

حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ خُـوَيْـلِدُ بِنْتُ حُـكَيْـم جو حضرت عثمان بن مظعون ﷜ کے نکاح میں تھیں، وہ میرے پاس آئیں۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کو بہت خراب حال میں دیکھا، آپ نے مجھ سے فرمایا اے عائشہ! خویلد کس قدر ابتر حال میں ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا یا رسول اللہ (ﷺ)! جس عورت کا خاوند دن کو روزہ رکھتا ہو اور ساری رات نماز پڑھتا ہو، وہ اس عورت کی طرح ہے جس کا کوئی خاوند نہ ہو۔ سو اس نے اپنے آپ کو ضائع کرنے کے لیے چھوڑ دیا۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے حضرت عثمان بن مظعون ﷜ کو بلوایا۔ جب حضرت عثمان بن مظعون ﷜ آئے تو آپ ﷺ نے فرمایا:

اے عثمان! کیا تم میری سنت سے منہ موڑنے والے ہو؟

انہوں نے کہا: نہیں! بخدا یا رسول اللہ (ﷺ)! میں تو آپ کی سنت کو طلب کرتا ہوں۔ آپ نے فرمایا: ''میں سوتا بھی ہوں، نماز بھی پڑھتا ہوں، روزہ بھی رکھتا ہوں، کھاتا پیتا بھی ہوں اور عورتوں سے نکاح بھی کرتا ہوں۔ اے عثمان! اللہ سے ڈرو، کیونکہ تمہارے اہل (بیوی) کا بھی تم پر حق ہے اور تمہارے مہمان کا بھی تم پر حق ہے، اور تمہارے نفس کا بھی تم پر حق ہے، سو تم روزہ رکھو اور کھاؤ پیو بھی، اور نماز بھی پڑھو اور سوؤ بھی''۔

(مسند احمد، ج ۱۰، رقم الحدیث: ۲۶۳۶۸)

پہلے لوگ سختی کی وجہ سے ہلاک ہوئے:

حضرت ابو قِلَابَہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے بعض صحابہ نے یہ ارادہ کیا کہ دنیا کو ترک کر دیں اور عورتوں کو چھوڑ دیں اور راہب ہو جائیں، رسول اللہ ﷺ نے ان سے ناراض ہو کر فرمایا: ''تم سے پہلے لوگ صرف (دین میں) سختی کرنے کی وجہ

سے ہلاک ہوئے تھے۔انہوں نے اپنے اوپر سختی کی،تو اللہ تعالیٰ نے ان کے اوپر سختی کی ،ان کے بچے کھچے لوگ مندروں اور گرجوں میں ہیں۔اللہ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ، حج کرو اور عمرہ کرو،تم سیدھے رہوتو تمہارے لیے استقامت ہوگی''،اوران ہی لوگوں کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی:

''اے ایمان والو!تم ان پسندیدہ چیزوں کوحرام قرار نہ دوجن کواللہ نے تمہارے لیے حلال کردیا ہے۔''

قتادہ بیان کرتے ہیں کہ یہ آیت ان صحابہ ﷺ کے متعلق نازل ہوئی ہے جنہوں نے ارادہ کیا تھا کہ اچھے کپڑے اتاردیں،عورتوں کو چھوڑ دیں اور زاہد بن جائیں۔(جامع البیان، جز ۷،ص ۱۳)

اپنےنفس کو کیوں عذاب میں ڈالا؟

امام ابوداؤدسلیمان بن اشعث علیہ الرحمۃ والرضوان روایت کرتے ہیں:

مجیبہ باہلیہ اپنے والد یا چچا سے روایت کرتی ہیں کہ ان کے باپ رسول اللہ ﷺ کے پاس گئے، پھر واپس چلے آئے۔پھر ایک سال کے بعد دوبارہ آپ سے ملنے گئے، اس وقت ان کا جسم کمزوری کی وجہ سے بہت متغیر ہو چکا تھا۔انہوں نے کہا: یا رسول اللہ(ﷺ)!کیا آپ نے مجھے نہیں پہچانا؟۔آپ نے پوچھا کون ہو؟انہوں نے کہا فلاں باہلی ہوں جو ایک سال پہلے آپ سے ملنے آیا تھا۔آپ نے پوچھا تم کس وجہ سے اس قدر بدل گئے؟تم تو بہت خوبصورت تھے،انہوں نے کہا میں جب سے آپ کے پاس سے گیا ہوں، میں نے کبھی دن کو کھانا نہیں کھایا،صرف رات کو کھانا کھاتا تھا۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم نے اپنے نفس کو کیوں عذاب میں ڈالا؟ پھر آپ نے فرمایا رمضان کے روزے رکھا کرو اور ہر مہینہ میں ایک روزہ رکھ لیا کرو۔انہوں نے کہا زیادہ کریں

مجھ میں اس کی طاقت ہے ۔ آپ نے فرمایا ہر ماہ دو روزے رکھ لو، انہوں نے پھر کہا زیادہ کریں، آپ نے فرمایا ہر ماہ تین روزے رکھ لو۔ انہوں نے پھر کہا، زیادہ کریں ۔ فرمایا حرم کے مہینہ میں روزہ رکھو۔ پھر چھوڑ دو، حرم کے مہینہ میں روزہ رکھو پھر چھوڑ دو، حرم کے مہینہ میں روزہ رکھو پھر چھوڑ دو۔

آپ نے تین انگلیوں کو ملا کر اشارہ کیا، پھر چھوڑ دیا۔ (اس کا مطلب یہ ہے کہ حرم کے مہینہ میں تین مسلسل روزے رکھو، پھر تین دن چھوڑ دو، اور اس طرح تین بار کرو، یعنی صرف حرم کے مہینہ میں نوفلی روزے رکھنے کی اجازت دی ۔ (حرم کے مہینہ سے مراد ایام حج کے مہینے میں ۔) (سنن ابوداؤد، ج ۲، رقم الحدیث: ۲۴۲۸)

اللہ ﷻ کے نزدیک پسندیدہ عمل:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ان کے پاس نبی کریم ﷺ تشریف لائے، اس وقت ان کے پاس ایک عورت بیٹھی ہوئی تھی ۔ آپ نے پوچھا یہ کون ہے ؟ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا یہ فلاں عورت ہے، اس کی نمازوں کا بڑا چرچا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

چھوڑو، اتنا عمل کرو جو ہمیشہ کر سکو، بخدا! اللہ اس وقت تک نہیں اکتا تا جب تک تم نہ اکتاؤ، اور اللہ کے نزدیک پسندیدہ عمل وہ ہے جس پر بندہ ہیشگی کرے۔

(صحیح البخاری، ج ۱، رقم الحدیث: ۴۳، صحیح مسلم، مسافرین، ۲۲۱، ۷۸۵)

حضرت اَنس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ گھر میں داخل ہوئے تو دوستونوں کے درمیان ایک رسی بندھی ہوئی تھی ۔ آپ نے پوچھا یہ رسی کیسی ہے ؟ تو کہا گیا یہ زینب کی رسی ہے۔ جب وہ (نماز میں) تھک جاتی ہیں تو اس رسی کے سہارے کھڑی ہوتی ہیں۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

’’نہیں، اس کو کھول دو، تم میں سے کوئی شخص جب تک خوشی سے نماز پڑھ سکتا ہے، پڑھے اور جب تھک جائے، تو بیٹھ جائے‘‘۔

(صحیح البخاری، ج ۲، رقم الحدیث: ۱۱۵۰، سنن النسائی، ج ۳ رقم الحدیث: ۱۶۴۲)

اللہ جل جلالہ کو کسی کے پیدل چلنے کی حاجت نہیں:

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میری بہن نے نذر مانی تھی کہ وہ پیدل چل کر بیت اللہ جائے گی۔ انہوں نے کہا کہ میں نے سوچا کہ میں نبی کریم ﷺ سے اس کے متعلق مسئلہ معلوم کروں۔ میں نے آپ سے پوچھا تو آپ نے فرمایا وہ حج کو جائے اور سوار رہو۔ امام ترمذی نے اس حدیث کو حضرت انس سے روایت کیا ہے۔ اس حدیث میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

اللہ جل جلالہ اس کے پیدل چلنے سے بے نیاز ہے، اس سے کہو سوار ہو جائے۔

(صحیح البخاری، ج ۲، رقم الحدیث: ۲۸۶۶، صحیح مسلم، نذر، ۱۱، (۱۶۴۴) ۴۱۷۲)

حضرت اَنس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے دیکھا، ایک بوڑھا شخص جو پیدل نہیں چل سکتا، اسے اس کے دو بیٹے پکڑ کر چلا رہے تھے آپ نے پوچھا یہ ایسا کیوں کر رہا ہے؟ صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا: ’’اس نے پیدل حج کرنے کی نذر مانی تھی۔ آپ ﷺ نے فرمایا ’’اللہ تعالیٰ اس سے بے نیاز ہے کہ یہ اپنے نفس کو عذاب دے اور اس کو سوار ہونے کا حکم دیا‘‘۔ (صحیح البخاری، ج ۲، رقم الحدیث: ۱۸۶۵، صحیح مسلم، نذر ۹، (۱۶۴۲) ۴۱۶۹، سنن ابوداؤد ج ۲، رقم الحدیث: ۳۳۰۱)

میں یہودیت و نصرانیت کے ساتھ نہیں بھیجا گیا:

حضرت ابواُمامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک لشکر میں گئے، ایک شخص ایک غار میں گیا جس میں پینے کے لیے پانی بھی تھا، اس شخص کے دل میں یہ خیال آیا کہ اگر وہ اس غار میں رہے تو اس میں پانی بھی ہے اور اس کے اردگرد سبزیاں بھی ہیں، وہ دنیا

کے بکھیڑوں سے آزاد ہوکر اس غار میں رہ کر زندگی بسر کرسکتا ہے۔ پھر اس نے سوچا کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جا کر اس کا ذکر کروں۔ اگر آپ نے اجازت دے دی، تو میں اس غار میں رہوں گا، ورنہ نہیں رہوں گا۔ اس نے آپ ﷺ سے عرض کیا:

یا نبی اللہ (ﷺ)! میں ایک غار کے پاس سے گزرا، اس میں زندگی بسر کرنے کے لیے پانی بھی ہے اور سبزیاں بھی ہیں، میرے دل میں خیال آیا کہ میں اس غار میں رہوں اور دنیا کے بکھیڑوں سے آزاد ہو جاؤں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''میں یہودیت اور نصرانیت کے ساتھ نہیں بھیجا گیا، میں ملت حنیفیہ کے ساتھ بھیجا گیا ہوں، جو بہت آسان ہے اور اس ذات کی قسم جس کے قبضہ وقدرت میں میری جان ہے! اللہ کی راہ میں ایک صبح کرنا یا ایک شام گزارنا، دنیا و مافیہا (جو کچھ اس میں ہے) سے بہتر ہے، اور تم میں سے کسی ایک شخص کا جہاد کے لیے صف میں کھڑے ہونا اس کی (تنہا) ساٹھ سال کی نمازوں سے بہتر ہے''۔ (مسند احمد ج ۵، ص ۲۶۶، المعجم الکبیر للطبرانی، ج ۸، رقم الحدیث: ۷۸۶۸، مجمع الزوائد ج ۵، ص ۲۷۹)

دین اس پر غالب آ جائے گا:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

''بلاشبہ دین آسان ہے جو شخص اس دین کو مشکل بنانے کی کوشش کرے گا، دین اس پر غالب آ جائے گا''۔ (صحیح البخاری، ج ۱، رقم الحدیث: ۳۹)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک اعرابی (دیہاتی) نے مسجد میں پیشاب کر دیا لوگ اس کو مارنے کے لیے جھپٹے تو رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا:

''اس کو چھوڑ دو، اور اس کے پیشاب کے اوپر ایک یا دو ڈول پانی بہا دو، کیونکہ تم آسانی کرنے کے لیے بھیجے گئے ہو، مشکل میں ڈالنے کے لیے نہیں بھیجے گئے۔''

(صحیح البخاری رقم الحدیث: ۶۱۲۸، صحیح مسلم رقم الحدیث: ۲۸۴)

......انفاق فی سبیل اللہ کریں......

فہرس

انفاق فی سبیل اللہ کے متعلق قرآن مجید کی وضاحت

اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے:

لَيْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوا وُجُوهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ آمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالْكِتَابِ وَالنَّبِيِّيْنَ وَآتَى الْمَالَ عَلٰى حُبِّهٖ ذَوِى الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسَاكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ وَالسَّائِلِيْنَ وَفِى الرِّقَابِ وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ وَآتَى الزَّكٰوةَ وَالْمُوْفُوْنَ بِعَهْدِهِمْ اِذَا عَاهَدُوْا وَالصَّابِرِيْنَ فِى الْبَأْسَآءِ وَالضَّرَّاءِ وَحِيْنَ الْبَأْسِ اُولٰئِكَ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا وَ اُولٰئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ. (البقرہ:۱۷۷)

ترجمہ: (اصل) نیکی یہ نہیں ہے کہ تم اپنے منہ مشرق اور مغرب کی طرف پھیر لو، (اصل) نیکی اس شخص کی ہے جو اللہ، قیامت کے دن، فرشتوں، (آسمانی) کتاب اور نبیوں پر ایمان لائے، اور مال سے محبت کے باوجود رشتہ داروں، یتیموں، مسکینوں، مسافروں، سوال کرنے والوں اور غلاموں کو آزاد کرانے کے لیے مال دے، نماز قائم کرے اور زکوٰۃ ادا کرے اور (اصل نیکی ان لوگوں کی ہے) جو وعدہ کریں تو پورا کریں اور سختی اور تکلیف میں اور میدان جہاد میں ثابت قدم رہنے والے ہوں۔ یہی لوگ ہیں جو سچے ہیں اور یہی اللہ سے ڈرنے والے ہیں۔

اس آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے مال کو مختلف طریقوں سے اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کا ذکر فرمایا ہے اور اس کے بعد زکوٰۃ کا علیحدہ سے ذکر فرمایا ہے، اس سے ظاہر ہوا کہ اگر چہ فرض تو صرف زکوٰۃ ہی ہے لیکن زکوٰۃ کے علاوہ بھی اللہ کی راہ میں مال خرچ کرنا اللہ رب العزت کو بہت زیادہ پسند ہے اور اس کی رضا اور خوشنودی کا ذریعہ

ہے۔جیسا کہ درج ذیل حدیث پاک میں ہے:

حضرت فاطمہ بن قیس رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ سے زکوٰۃ کے متعلق سوال کیا گیا،

آپ ﷺ نے فرمایا:

''مال میں زکوٰۃ کے سوا بھی حق ہے''، پھر آپ نے یہی آیت تلاوت فرمائی۔

لَيۡسَ الۡبِرَّ اَنۡ تُوَلُّوۡا وُجُوۡهَكُمۡ......الی اخرہ

(جامع الترمذی رقم الحدیث: ۶۵۹،سنن ابن ماجہ رقم الحدیث:۱۷۸۹،سنن الدارمی رقم الحدیث:۱۶۳۷)

......اخص الخواص بندوں کی زکوٰۃ......

عوام کی زکوٰۃ یہ ہے کہ جس مال (بقدر نصاب) پر ایک سال گزر چکا ہو اور وہ اس کی ضروریات اصلیہ سے زائد ہو، اس مال میں سے چالیسواں حصہ ادا کر دیں، اور خوّاص کی زکوٰۃ یہ ہے کہ اپنے دلوں سے دنیا کی محبت کا زنگ اتارنے کے لیے اور دلوں کو صاف کرنے کے لیے ضرورت سے زائد تمام مال راہ خدا میں دے دیں، اور اخص الخواص میں زکوٰۃ یہ ہے کہ اپنے معبود کے لیے اور اپنے مقصود کے حصول کے لیے اپنے وجود کو ہی خرچ کر دیں۔ (تبیان القرآن)

صدقہ دینے سے مال کم نہیں ہوتا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

صدقہ دینے سے مال کم نہیں ہوتا، اور جب بندہ کسی کو معاف کر دے تو اس کی عزت میں اضافہ ہوتا ہے اور جو شخص اللہ کے لیے تواضع کرتا ہے اللہ اس کا مرتبہ بلند کرتا ہے۔

(صحیح مسلم رقم الحدیث:۲۵۸۸)

لنگر جاری کرنے والے بہترین لوگ ہیں

حضرت حمزہ بن صہیب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت صہیب کی کنیت ابو یحییٰ تھی اور وہ اپنے آپ کو عرب کہتے تھے اور وہ لوگوں کو بہت زیادہ طعام کھلاتے تھے، ان سے ایک دن حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اے صہیب! تم نے ابو یحییٰ کنیت کیوں رکھی ہے؟ حالانکہ تمہارا کوئی بیٹا نہیں ہے اور تم اپنے آپ کو عرب کہتے ہو اور تم بہت زیادہ طعام کھلاتے ہو اور یہ مال میں اسراف ہے۔ حضرت صہیب نے کہا رسول اللہ ﷺ نے میری کنیت ابو یحییٰ رکھی تھی، اور رہا نسب کے متعلق آپ کا اعتراض؛ تو میں اہل موصل کے نمر بن قاسط کے خاندان سے ہوں، جب میں کم عمر تھا تو مجھے قیدی بنا لیا گیا لیکن مجھے اپنے گھر والوں کا اور اپنی قوم کا شعور تھا، اور رہا آپ کا یہ اعتراض کہ تم کھانا زیادہ کھلاتے ہو تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: تم میں بہترین شخص وہ ہے جو کھانا کھلائے اور سلام کا جواب دے تو اس ارشاد نے مجھ کو اس پر ابھارا کہ میں زیادہ کھانا کھلاؤں۔

(مسند احمد رقم الحدیث: ۲۴۴۲۲، سنن ابن ماجہ رقم الحدیث: ۳۷۳۸)

الحمد للہ، صوفیاءِ کرام وہ نفوس قدسیہ ہیں جنہوں نے اسلام کی تعلیمات کو دنیا کے گوشے گوشے میں پہنچایا۔ برصغیر پاک وہند میں ان قدسی صفات لوگوں نے جگہ جگہ روحانی خانقاہیں قائم کیں جہاں ہر عام وخاص کے لئے لنگر جاری کئے۔ آج بھی ان اللہ والوں کے آستانے مرجع خلائق ہیں۔ لاہور میں داتا گنج بخش علی ہجویری، اجمیر میں خواجہ معین الدین چشتی غریب نواز، پاک پتن میں بابا فرید الدین گنج شکر، شرقپور میں حضور میاں شیر محمد شرقپوری اور حضرت کرماں والا شریف میں سید محمد اسماعیل شاہ بخاری المعروف حضرت کرماں والے رحم اللہ علیہم اجمعین کے آستانوں اور انکے علاوہ دوسرے بہت سے صوفیاء کی خانقاہوں پر جا کر آج بھی دیکھا جاسکتا ہے کہ وہاں کس انداز میں فیضِ عام جاری ہے۔

صدقہ کیا ہے؟

حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

جب کوئی مسلمان ثواب کی نیت سے اپنی بیوی پر خرچ کرے تو وہ بھی اس کے لیے صدقہ ہے۔

(صحیح البخاری رقم الحدیث: ۵۳۵۱، صحیح مسلم رقم الحدیث: ۱۰۰۲، جامع الترمذی رقم الحدیث: ۱۹۶۰، سنن النسائی رقم الحدیث: ۲۵۴۵، سنن ابن ماجہ رقم الحدیث: ۴۲۲۷)

ہر نیک کام صدقہ ہے:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول ﷺ نے فرمایا:

''ہر نیک کام صدقہ ہے، اور جس چیز کو انسان اپنے آپ پر اور اپنی اہلیہ پر خرچ کرتا ہے وہ بھی صدقہ ہے، اور جس چیز کو خرچ کر کے انسان اپنی عزت کو بچاتا ہے وہ بھی صدقہ ہے، اور انسان جس چیز کو اپنی ضرورت پر خرچ کرتا ہے تو اس کا بدل عطا کرنا اللہ کے ذمہ کرم پر ہے ماسوا اس کے جو انسان (بلا ضرورت) عمارت پر خرچ کرے یا گناہ پر خرچ کرے''۔

(سنن دارقطنی ج ۳ ص ۲۸، رقم الحدیث: ۱۰۱، المستدرک ج ۲ ص ۵۰، رقم الحدیث: ۲۳۱۱)

اگر انسان کے پاس رہنے کے لئے محفوظ جگہ نہ ہو تو گھر بنانا انسان کی ضرورت ہے اس پر خرچ کرنے سے اجر بھی ملے گا اور اللہ تعالیٰ اس مال کا اس کو بدل بھی عطا کرے گا۔ مکان بنانے کی ضرورت کو اس حدیث شریف میں بیان کیا گیا ہے:

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

ابن آدم کے لیے ان چیزوں کے سوا اور کسی چیز میں حق نہیں ہے، وہ مکان جس میں وہ رہائش رکھ سکے، اتنا کپڑا جس سے وہ شرم گاہ چھپا سکے، روٹی کا ٹکڑا اور پانی۔ (انسان کو ان چیزوں کے علاوہ صرف عیش پرستی کی خاطر مال جمع کرنے کی اجازت نہیں ہے)

(جامع الترمذی رقم الحدیث: ۲۳۴۱، مسند احمد ج ۱ ص ۶۲، مسند البزار رقم الحدیث: ۴۱۴، حلیۃ الاولیاء ج ۲ ص ۶۱، المعجم الکبیر رقم الحدیث: ۱۴۷)

انسان کے ہر جوڑ پر صدقہ واجب:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول ﷺ نے فرمایا:

ہر روز جب سورج طلوع ہوتا ہے تو انسان کے ہر جوڑ کے اوپر ایک صدقہ واجب ہوتا ہے، انسان کسی شخص کو سواری میں سوار ہونے پر مدد کرے یا اس کا سامان سواری پر لادے تو یہ صدقہ ہے، نیک بات کہنا صدقہ ہے، نماز کی طرف ہر قدم چلنا صدقہ ہے اور راستہ سے کوئی تکلیف دہ چیز ہٹانا صدقہ ہے۔

(صحیح البخاری رقم الحدیث:۲۹۸۹،صحیح مسلم رقم الحدیث:۱۰۰۹،مشکوۃ رقم الحدیث:۱۸۹۷)

خاتون کو صدقے کا اجر:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''جب کوئی خاتون اپنے گھر کے طعام سے خرچ کرے (خود کھائے اور گھر والوں کو کھلائے) اس حال میں کہ وہ اس کو ضائع کرنے والی نہ ہو تو اس کو طعام خرچ کرنے کا اجر ملتا ہے، اور اس کے خاوند کو کمانے کا اجر ملتا ہے اور خازن کو بھی اتنا ہی اجر ملتا ہے اور ان میں سے کوئی کسی دوسرے کے اجر میں کمی نہیں کرتا''۔

(صحیح البخاری رقم الحدیث: ۱۴۲۵، صحیح مسلم رقم الحدیث: ۱۰۲۴، جامع الترمذی رقم الحدیث: ۶۷۲،سنن ابو داؤد رقم الحدیث: ۱۶۸۵،سنن ابن ماجہ رقم الحدیث:۲۲۹۴)

بخل (کنجوسی) ہلاکت کا ذریعہ ہے:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

ظلم کرنے سے بچو کیونکہ ظلم قیامت کا اندھیرا ہے اور بخل کرنے سے بچو کیونکہ پچھلی امتوں کو بخل نے ہلاک کر دیا تھا، اس بخل نے ان کو خون ریزی کرنے اور حرام کو حلال کرنے پر ابھارا تھا۔ (صحیح مسلم رقم الحدیث:۲۵۷۸)

کنجوس جنت سے دور:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

سخی اللہ کے قریب ہے، جنت کے قریب ہے، لوگوں کے قریب ہے، اور بخیل اللہ سے دور ہے جنت سے دور ہے، لوگوں سے دور ہے، دوزخ کے قریب ہے۔

(جامع الترمذی رقم الحدیث:۱۹۶۱)

کنجوس کے پاس مال ہونا اللہ جل جلالہ کی ناراضگی کی وجہ سے ہے

حضرت حسن رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

جب اللہ کسی قوم سے خیر کا ارادہ کرتا ہے تو ان کے معاملات کا والی حکماء کو (عقلمند لوگوں کو) بنا دیتا ہے اور مال سخیوں کے پاس رکھتا ہے، اور جب اللہ کسی قوم کے ساتھ بھلائی کا ارادہ نہیں کرتا ہے تو ان کے معاملات کا والی جاہلوں کو بنا دیتا ہے اور مال بخیلوں (کنجوسوں) کے پاس رکھ دیتا ہے۔

(فردوس بماثور الخطاب للدیلمی رقم الحدیث:۱۹۵۴ الترغیب والترہیب رقم الحدیث: ۳۸۴۷)

صدقہ دینے کے آداب

صدقہ دینے کی جہاں بہت زیادہ فضیلت ہے وہاں اس کے کچھ آداب اور طریقے بھی ہیں۔ مندرجہ ذیل احادیث آداب صدقہ کے بارے ہیں۔

پہلے گھر والوں کو دیں:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

سب سے افضل صدقہ وہ ہے جس کے بعد خوشحالی ہو، اور اوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے بہتر ہے اور اپنے عیال سے دینے کی ابتداء کرو، عورت کہے گی مجھے کھلاؤ یا مجھے طلاق دے دو، غلام کہے گا مجھے کھلاؤ اور مجھ سے کام لو اور نابالغ کہے گا مجھے کھلاؤ، تم مجھے کس کے ذمہ پر چھوڑ رہے ہو۔

(صحیح البخاری رقم الحدیث: ۵۳۵۵، مسند احمد رقم الحدیث: ۷۴۲۷)

حضرت جابر بن سمرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جب اللہ تم میں سے کسی کو خیر (رزق) عطا فرمائے تو وہ اپنے نفس سے اور اپنے گھر والوں سے ابتداء کرے۔ (صحیح مسلم رقم الحدیث:۱۸۲۲)

امام نسائی نے طارق محاربی کی سند سے روایت کیا ہے کہ ہم جب مدینہ منورہ میں آئے تو اس وقت رسول اللہ ﷺ منبر پر کھڑے ہوئے لوگوں کو خطبہ دے رہے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرما رہے تھے:

''دینے والے کا ہاتھ اوپر ہے، اپنے عیال سے (دینے کی) ابتداء کرو، تمہاری ماں، تمہارا باپ، تمہاری بہن اور تمہارا بھائی پھر جو تمھارے زیادہ قریب ہو، جو تمہارے زیادہ قریب ہو''۔ (سنن النسائی رقم الحدیث:۲۵۳۱)

صدقہ وہ جس کے بعد محتاجی نہ ہو:

حضرت جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی مجلس میں تھے، اس وقت ایک شخص انڈے کے برابر سونا لے کر آیا، اس نے کہا یا رسول اللہ (ﷺ)! مجھے یہ معدن (کان) سے ملا ہے، آپ اس کو لے لیں، یہ صدقہ ہے، میرے پاس اس کے سوا اور مال نہیں ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس سے اعراض (رخ انور دوسری طرف کرلیا) فرمایا، وہ پھر دائیں جانب سے آیا، آپ نے اس سے اعراض فرمایا وہ پھر بائیں جانب سے آیا، رسول اللہ ﷺ نے اس سے اعراض فرمایا، وہ پھر پیچھے سے آیا، رسول اللہ ﷺ نے اس کو (سونے کو) لے کر پھینک دیا۔ اگر وہ اس کو لگ جاتا تو وہ زخمی ہو جاتا۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

تم میں سے ایک شخص کوئی چیز لے کر آتا ہے جس کا وہ مالک ہے اور کہتا ہے کہ یہ صدقہ ہے، پھر بیٹھ کر لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلاتا ہے، بہترین صدقہ وہ ہے جس کے بعد

کوئی محتاج نہ ہو۔ (سنن ابوداؤد رقم الحدیث:۱۶۷۳)

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے اپنے غلام سے کہا کہ وہ اس کے مرنے کے بعد آزاد ہوگا، اس کے پاس اس کے علاوہ اور کوئی مال نہیں تھا، رسول اللہ ﷺ نے اس غلام کوفروخت کرنے کا حکم دیا اور فرمایا:

تم اس کی قیمت کے زیادہ حق دار ہو اور اللہ اس سے غنی (بے نیاز) ہے۔

(صحیح ابن حبان رقم الحدیث:۴۲۳۴)

صدقہ دینے کی ترتیب:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''صدقہ کرو، ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ (ﷺ) میرے پاس ایک دینار ہے، آپ نے فرمایا اس کو اپنے نفس پر خرچ کرو، اس نے کہا میرے پاس ایک اور دینار ہے، آپ نے فرمایا اس کو اپنی بیوی پر خرچ کرو، اس نے کہا میرے پاس ایک اور دینار ہے آپ نے فرمایا اس کو اپنی اولاد پر خرچ کرو، اس نے کہا میرے پاس ایک اور دینار ہے آپ نے فرمایا اس کو اپنے خادم پر خرچ کرو اس نے کہا میرے پاس ایک اور دینار ہے آپ نے فرمایا تم اس کے مصرف کو خود بہتر جانتے ہو''۔

(سنن النسائی رقم الحدیث:۲۵۳۴، صحیح ابن حبان رقم الحدیث:۴۲۳۵، سنن ابوداؤد رقم الحدیث:۱۶۹۱، المستدرک رقم الحدیث:۱۵۱۴)

اہل وعیال کو نہ دینا گناہ ہے:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا:

''کسی شخص کے گناہ گار ہونے کے لیے یہ کافی ہے کہ وہ اپنے اہل وعیال کو ضائع کردے''۔ (مکارم الاخلاق ج۲ ص۵۹۶)

حضرت ابوامامہ ﷜ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اے ابن آدم! اگر تو خرچ کرے تو یہ تیرے لیے بہتر ہے اور اگر تو بخل کرے تو یہ تیرے لیے بدتر ہے اور تیری ضرورت پر تجھے ملامت نہیں کی جائے گی، اور اپنے اہل وعیال سے ابتداء کر اور اوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے بہتر ہے۔

(صحیح مسلم ج۲ص ۷۱۸، سنن الکبریٰ للبیہقی ج۴ص ۱۸۱)

اوپر والا ہاتھ نیچے والے سے بہتر ہے:

حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا:

''اوپر والا ہاتھ نچلے ہاتھ سے بہتر ہے، اور اپنے عیال سے ابتدا کرو، بہترین صدقہ وہ ہے جو انسان خوشحالی کے وقت دے، جو شخص سوال سے رُکے گا (شدید ضرورت کے بغیر ہاتھ نہیں پھیلائے گا) اللہ اس کو سوال سے باز رکھے گا (اس کو محتاج نہیں کرے گا)، اور جو مستغنی (بے نیاز) رہے گا اللہ اس کو مستغنی (بے نیاز) رکھے گا''۔

(صحیح البخاری رقم الحدیث: ۱۴۲۸، صحیح مسلم رقم الحدیث: ۱۰۳۵، جامع الترمذی رقم الحدیث: ۲۴۶۳، سنن النسائی رقم الحدیث: ۲۶۰۳، سنن ابوداؤد رقم الحدیث: ۱۶۷۶ سنن الدارمی رقم الحدیث: ۲۷۵۰)

صدقہ پاک کمائی سے ہو:

حضرت ابوہریرہ ﷜ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''جس شخص نے پاک کمائی سے ایک کھجور کے برابر بھی صدقہ کیا اور اللہ صرف پاک چیز ہی کو قبول کرتا ہے، تو اللہ اس کو اپنے دائیں ہاتھ سے (خوشی سے) قبول فرماتا ہے، پھر اس کی پرورش کرتا رہتا ہے جس طرح تم میں سے کوئی شخص اپنے بچھڑے کی پرورش کرتا ہے حتیٰ کہ وہ صدقہ پہاڑ جتنا ہو جاتا ہے''۔

(صحیح البخاری رقم الحدیث: ۱۴۱۰، صحیح مسلم رقم الحدیث: ۱۰۱۴، مشکوٰۃ رقم الحدیث: ۱۸۸۸)

صدقہ دے کر جتانے والوں کی محرومی:

حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ کچھ لوگ کسی آدمی کو اللہ ﷻ کی راہ میں بھیجتے ہیں یا کسی آدمی پر خرچ کرتے ہیں، پھر اس پر احسان رکھتے ہیں اور اس کو ایذاء پہنچاتے ہیں اور کہتے ہیں میں نے اللہ کی راہ میں اتنا اتنا خرچ کیا، اللہ ﷻ کے نزدیک اس عمل کا شمار نہیں ہوگا، اور جو لوگ کسی کو دے کر یہ کہتے ہیں کہ کیا میں نے تم کو فلاں فلاں چیز نہیں دی تھی وہ اس کو ایذاء پہنچاتے ہیں''۔(بحوالہ الدر المنثور ج۱ص۳۳۹۔۳۳۶)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا:

''احسان جتلانے والا، ماں باپ کا نافرمان، عادی شرابی، جادو پر ایمان رکھنے والا اور کاہن جنت میں داخل نہیں ہوگا''۔(شعب الایمان بحوالہ الدر المنثور ج۱ص۳۳۹۔۳۳۶)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''قیامت کے دن اللہ تعالیٰ تین شخصوں کی طرف نظر (رحمت) نہیں فرمائے گا۔ ماں باپ کا نافرمان، عادی شرابی اور کچھ دے کر احسان جتلانے والا''۔(الدر المنثور ج۱ص۳۳۹۔۳۳۶)

بیوہ اور مساکین کو صدقہ دینے والا مجاہد کی طرح:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''جو شخص بیوہ اور مساکین کے لیے کوشش کرنے والا ہو وہ اس شخص کی طرح ہے جو اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والا ہو، یا رات کو قیام کرنے والے اور دن کو روزہ رکھنے والے کی طرح ہے''۔(صحیح البخاری رقم الحدیث:۵۳۵۳، صحیح مسلم رقم الحدیث:۲۹۸۲، جامع الترمذی رقم الحدیث:۱۹۶۹، سنن النسائی رقم الحدیث:۲۵۷۷، سنن ابن ماجہ رقم الحدیث:۲۱۴۰)

......خفیہ صدقہ دینے کا اجر......

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
سات آدمی اللہ جل جلالہ کی رحمت کے سائے میں ہوں گے، جس دن اللہ کریم کی رحمت کے سائے کے سوا کسی کا سایہ نہیں ہوگا۔
(۱) امام عادل (۲) وہ نوجوان جس نے اللہ کی عبادت میں نشو ونما ہوئی (۳) وہ شخص جس کا دل مسجد میں لگا رہتا ہے (۴) وہ آدمی جو اللہ کی محبت کی وجہ سے ملتے ہیں اور اللہ کی محبت کی وجہ سے جدا ہوتے ہیں (۵) وہ شخص جس کو کسی خوبصورت اور اثر ورسوخ والی عورت نے گناہ کی دعوت دی اور اس نے کہا: ''میں اللہ جل جلالہ سے ڈرتا ہوں'' (۶) وہ شخص جس نے خفیہ صدقہ دیا حتی کہ بائیں ہاتھ کو بھی پتہ نہیں چلا کہ اس کے دائیں ہاتھ نے کیا خرچ کیا ہے؟ (۷) اور وہ آدمی جس نے تنہائی میں اللہ جل جلالہ کو یاد کیا حتی کہ اس کی آنکھوں سے آنسو نکلنے لگے۔

(صحیح بخاری ومسلم، سنن النسائی بحوالہ الدر المنثور ج ا ص ۳۵۵۔۳۵۳)

صدقہ دے کر اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے غضب کو ٹھنڈا کرلو:

حضرت ابواُمامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
''نیکی کے کام بری آفتوں سے بچاتے ہیں، اور خفیہ صدقہ کرنا اللہ کے غضب کو ٹھنڈا کرتا ہے، اور رشتہ داروں کے ساتھ نیک سلوک کرنا عمر کو بڑھاتا ہے۔''

(امام طبرانی بحوالہ الدر المنثور ج ا ص ۳۵۵۔۳۵۳)

خفیہ صدقہ دینے والا اللہ جل جلالہ کا محبوب:

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
تین آدمیوں سے اللہ جل جلالہ محبت رکھتا ہے اور تین آدمیوں سے اللہ سبحانہ

وتعالیٰ بغض رکھتا ہے، جن سے اللہ جل جلالہ محبت رکھتا ہے وہ یہ ہیں:

(۱) ایک شخص لوگوں کے پاس گیا اور اس نے ان سے محض اللہ کی وجہ سے سوال کیا۔ اس کی ان سے قرابت داری نہیں تھی، ایک شخص ان کے پیچھے سے اٹھا اور اس کو خفیہ طور پر صدقہ دیا۔ اللہ کے سوا اس صدقہ کا کسی کو علم نہیں تھا یا اس سائل کو علم تھا۔

(۲) کچھ لوگوں نے رات کو سفر کیا اور ایک جگہ ٹھہر کر سو گئے ان میں سے ایک شخص رات کو اٹھا اور اللہ کو یاد کرنے لگا اور اس کی آیات تلاوت کرنے لگا۔

(۳) ایک شخص کسی لشکر میں تھا، ان کا دشمن سے مقابلہ ہوا انہوں نے دشمن کو شکست دیدی اس شخص نے آگے بڑھ کر مقابلہ کیا حتیٰ کہ وہ شہید ہو گیا یا فتح یاب ہو گیا، اور جن تین شخصوں سے اللہ بغض رکھتا ہے وہ یہ ہیں:

(۱) بوڑھا زانی (۲) متکبر فقیر (۳) ظالم تونگر (وہ امیر آدمی جو ظالم ہو)

(امام ابوداؤد، امام ترمذی، امام نسائی، امام ابن خزیمہ، امام ابن حبان، امام حاکم بحوالہ الدر المنثور ج ا ص ۳۵۵۔۳۵۴)

فرشتوں کی دعا:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

ہر روز جب بندے صبح کرتے ہیں تو دو فرشتے نازل ہوتے ہیں ان میں سے ایک کہتا ہے ''اے اللہ! خرچ کرنے والے کو بدل عطا فرما'' اور دوسرا کہتا ہے ''اے اللہ! بخیل کو ضائع کردے''۔

(صحیح البخاری رقم الحدیث: ۱۴۴۲، صحیح مسلم رقم الحدیث: ۱۰۱۰، السنن الکبریٰ للنسائی رقم الحدیث: ۹۱۷۸)

اے ابن آدم! تو خرچ کر:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا:

''اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے ''اے ابن آدم! تو خرچ کر، میں تجھ پر خرچ کروں گا''۔
(صحیح البخاری رقم الحدیث:۵۳۵۲، صحیح مسلم رقم الحدیث:۹۹۳)

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ مجھ سے نبی کریم ﷺ نے فرمایا:
تم اپنی تھیلی کا منہ بند نہ رکھو ورنہ اللہ بھی تم سے اپنے خزانے کا منہ بند رکھے گا۔
ایک روایت میں ہے تم گن گن کر نہ دو ورنہ اللہ بھی تم کو گن گن کر دے گا۔
(صحیح البخاری رقم الحدیث:۱۴۳۳، سنن النسائی رقم الحدیث:۲۵۴۸، مسند احمد رقم الحدیث:۲۷۴۶۱)

رسول اللہ ﷺ کی دعا:

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو بکثرت یہ دعا کرتے ہوئے سنا ہے:

''اے اللہ (جل جلالہ)! میں پریشانی، غم، عاجز ہونے، سستی، بخل، بزدلی، قرض کی زیادتی اور لوگوں کے غلبہ سے تیری پناہ میں آتا ہوں۔

(صحیح البخاری ج۳ص۳۰۵ رقم الحدیث۲۸۹۳)

سخی کا ہاتھ اللہ جل جلالہ پکڑ لیتا ہے:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
سخی کی لغزش سے درگذر کرو کیونکہ وہ جب بھی لڑکھڑاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے ہاتھ کو پکڑ لیتا ہے۔

(مکارم الاخلاق ج۲ص۵۹۰)

تنگ دلی سے بچو:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے خطبہ دیتے ہوئے فرمایا:

تنگ دلی سے بچو، کیونکہ تم سے پہلے لوگ تنگ دلی کی وجہ سے ہلاک ہوگئے، اس

تنگ دلی نے ان کو بخل کا حکم دیا تو انہوں نے بخل کیا اور اس نے ان کو قطع تعلق کرنے کا حکم دیا تو انہوں نے قطع تعلق کیا اور اس نے ان کو جھوٹ بولنے کا حکم دیا تو انہوں نے جھوٹ بولا۔

(امام ابوداؤد سلیمان بن الاشعث سجستانی متوفی ۲۷۵ھ، مختصر سنن ابوداؤد ج۲ ص۲۶۳)

کنجوسی بدترین اخلاق ہے:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

انسان کا بدترین خلق گھبراہٹ پیدا کرنے والا بخل ہے (یعنی کسی کو دینے سے دل گھبراتا ہو) اور بے شرمی والی بزدلی ہے۔

(سنن ابوداؤد ج۳ ص۱۲، رقم الحدیث ۲۵۱۱)

ہاتھ نہ روکو:

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! میرے پاس صرف وہ مال ہے جو مجھے (حضرت) زبیر نے دیا ہے، کیا میں صدقہ کروں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

صدقہ کرو اور ہاتھ نہ روکو ورنہ تم سے بھی روک لیا جائے گا۔

(صحیح البخاری رقم الحدیث: ۲۵۹۰، صحیح مسلم رقم الحدیث: ۱۰۲۹، جامع الترمذی رقم الحدیث: ۱۹۶۰، سنن النسائی رقم الحدیث: ۲۵۵۱، سنن ابوداؤد رقم الحدیث: ۱۶۹۹)

صدقہ کی برکات کثیرہ:

حضرت عمرو بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مسلمان کا صدقہ عمر میں زیادتی کرتا ہے، بری موت کو دور کرتا ہے اور اللہ جل جلالہ اس کی برکت سے تکبر اور فخر کو دور فرما دیتا ہے۔

(المعجم الکبیر ج۱۷ ص۲۲، مجمع الزوائد رقم الحدیث: ۴۶۰۹)

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

''صدقہ ، صدقہ دینے والوں کی قبروں سے گرمی کو دور کرتا ہے اور مسلمان قیامت کے دن صرف اپنے صدقہ کے سائے میں ہوگا''۔

(المعجم الکبیر ج ۱۷ص ۲۸۶، مجمع الزوائد رقم الحدیث: ۴۶۱۲)

حضرت جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہمیں خطبہ دیتے ہوئے فرمایا:

''اے لوگو! موت آنے سے پہلے اللہ سے توبہ کرلو، اور مشغول ہونے سے پہلے (دنیا کے کاموں سے پہلے) نیک عمل کرلو، اللہ کو بہت یاد کر کے اس سے وصل کرو، خفیہ اور علانیہ صدقہ دو تمہیں رزق دیا جائے گا، تمہاری مدد کی جائے گی اور تمہارا نقصان پورا کیا جائے گا''۔ (الدرالمنثو رج ا ص ۳۵۵۔۳۵۳ بحوالہ ابن ماجہ)

حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ نے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''صدقہ برائی کے ستر دروازوں کو بند کرتا ہے''۔

(امام طبرانی بحوالہ الدرالمنثو رج ا ص ۳۵۵۔۳۵۳)

جو دے دیا وہی بچالیا:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ گھر والوں نے ایک بکری کو ذبح کیا۔ نبی کریم ﷺ نے پوچھا: اس میں سے کچھ بچا ہے؟ حضرت عائشہ نے عرض کیا ''اس کا صرف ایک شانہ (کندھا) باقی ہے''۔ آپ نے فرمایا ''اس شانہ کے علاوہ باقی سب باقی ہے''۔ (جو اللہ کی راہ میں دے دیا وہی باقی بچا ہے۔)

(جامع الترمذی رقم الحدیث: ۲۴۷۰، مسند احمد ج ۶ ص ۵۰، حلیۃ الاولیاء ج ۵ ص ۲۳)

دینار غبن کرنے والے کی توبہ:

حضرت معاویہ ﷺ کے زمانہ میں عبدالرحمٰن بن خالد بن ولید کی قیادت میں مسلمانوں نے جہاد کیا، ایک مسلمان نے مال غنیمت میں سے رومی دینار غبن کر لیے۔ جب لشکر واپس چلا گیا اور سب لوگ اپنے اپنے گھر چلے گئے تو وہ مسلمان بہت نادم ہوا، اس نے امیر لشکر کے پاس یہ دینار پہنچائے۔ اس نے ان کو لینے سے انکار کر دیا کہ جن حقداروں میں یہ دینار تقسیم کیے جا سکتے ہیں وہ سب تو اپنے اپنے گھر چلے گئے، اب میں ان کو نہیں لے سکتا، تم قیامت کے دن یہ دینار خدا کو پیش کر دینا۔ اس شخص نے بہت سے صحابہ سے یہ مسئلہ معلوم کیا، سب نے یہی جواب دیا۔ وہ دمشق گیا اور حضرت معاویہ سے ان کو قبول کرنے کی درخواست کی۔ انہوں نے بھی انکار کیا، وہ روتا ہوا عبداللہ بن الشاعر کے پاس سے گزرا، انہوں نے اس سے رونے کا سبب پوچھا۔ اس نے سارا ماجرا سنایا۔ اس نے کہا ''تم حضرت معاویہ ﷺ کے پاس جاؤ اور ان سے کہو اس میں سے پانچواں حصہ جو بیت المال کا حق ہے وہ لے لیں اور بیس دینار ان کے حوالے کر دو اور باقی اسی (۸۰) دینار ان اہل لشکر کی طرف سے صدقہ کر دو جو ان کے مستحق ہو سکتے ہیں، کیونکہ اللہ ان کے ناموں اور ان کے پتوں سے واقف ہے، وہ ان کو ان دیناروں کا ثواب پہنچا دے گا اور اللہ اپنے بندوں کی توبہ قبول کرنے والا ہے، سو اس مسلمان نے ایسا ہی کیا۔ حضرت معاویہ ﷺ نے کہا ''اگر یہ فتویٰ میں نے دیا ہوتا تو مجھے یہ فتویٰ اپنی ساری مملکت سے زیادہ محبوب تھا''۔ (مختصر تاریخ دمشق لابن عساکر ج ۱۲ص ۲۵۴، تفسیر ابن کثیر ج ۲ص ۴۳۲)

کنجوسی کا عام ہونا بدترین دور کی علامت ہے:

ابو اُمَیَّہ شَعبانی کہتے ہیں کہ میں نے ابو ثَعلَبہ خُشَنِی سے پوچھا کہ تم ''علیکم انفسکم ''(المائدہ:۱۰۵)''ترجمہ:تم (صرف) اپنی جانوں کی فکر کرو'' کی کیا تفسیر کرتے ہو؟ انہوں نے کہا''میں نے اس آیت کے متعلق رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا تھا، آپ ﷺ نے فرمایا''نیکی کا حکم دو اور برائی سے منع کرو حتی کہ تم جب یہ دیکھو کہ بخل کی موافقت کی جارہی ہے اور خواہش کی پیروی کی جارہی ہے اور دنیا کو ترجیح دی جارہی ہے اور رائے والا اپنی ہی رائے کو اچھا سمجھ رہا ہے تو تم صرف اپنی جان کی فکر کرو اور عوام کو چھوڑ دو، کیونکہ تمہارے بعد صبر کے ایام ہوں گے، ان میں صبر کرنا انگاروں کو پکڑنے کی مثل ہے اور ان ایام میں (نیک) عمل کرنے والے کو پچاس آدمیوں کے (نیک) عمل کا اجر ملے گا۔

(سنن ابوداؤد ج۴ ص۱۲۱، رقم الحدیث ۴۳۴۱)

مسلمان میں دو خصلتیں نہیں ہوسکتیں:

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا:

مسلمان میں دو خصلتیں جمع نہیں ہوتیں۔بخل اور بدخلقی

(الجامع الصحیح ج۴ ص۳۴۳، رقم الحدیث: ۱۹۶۲)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

کسی بندہ کے پیٹ میں اللہ کی راہ کا غبار اور جہنم کا دھواں جمع نہیں ہوسکتا اور کسی بندے کے دل میں ایمان اور بخل جمع نہیں ہوسکتے۔

(امام احمد بن حنبل، مسند احمد ج۲ ص۳۴۰)

تین لوگ جنت میں داخل نہیں ہوں گے :

حضرت ابوبکر صدیق ؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

دھوکا دینے والا ، احسان جتلانے والا اور بخیل جنت میں داخل نہیں ہوسکے گا۔

(جامع صحیح ج ۴ ص ۳۴۳ ، رقم الحدیث: ۱۹۶۳۔۱۹۶۲)

آجکل زمین کا نیچے والا حصہ بہتر ہے :

حضرت ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

جب تمہارے اچھے لوگ تمہارے حاکم ہوں ، تمہارے مال دار سخی ہوں ، اور تمہارے آپس کے کام مشاورت سے ہوں تو زمین کے اوپر رہنا تمہارے لیے زمین کے نیچے دفن ہونے سے بہتر ہے ، اور جب تمہارے بدترین لوگ تمہارے حاکم ہوں ، تمہارے مالدار بخیل ہوں اور تمہارے معاملات تمہاری عورتوں کے سپرد ہوں تو زمین کے نیچے دفن ہونا تمہارے لیے زمین کے اوپر رہنے سے بہتر ہے۔

سات ہلاک کرنے والی چیزوں سے بچو:

حضرت ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

سات ہلاک کرنے والی چیزوں سے بچو ، عرض کیا گیا وہ کیا ہیں؟ فرمایا'' اللہ کے ساتھ شرک کرنا ، بخل کرنا (ایک روایت میں جادو ہے) ناحق قتل کرنا ، سود کھانا ، یتیم کا مال کھانا ، جنگ کے دن پیٹھ پھیر کر بھاگنا ، پاک دامن ، مومن بھولی بھالی عورتوں کو تہمت لگانا۔

(امام احمد بن شعیب نسائی ، سنن نسائی ج ۲ ص ۱۳۴)

قرب قیامت میں کنجوسی زیادہ ہوگی:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

(قرب قیامت میں) احکام میں سختی زیادہ ہوگی ، اور دنیا سے صرف بدبختی زیادہ ہوگی ، اور

لوگوں میں صرف بخل زیادہ ہوگا اور قیامت صرف بدترین لوگوں پر قائم ہوگی اور عیسیٰ ابن مریم کے سوا کوئی ہدایت یافتہ نہیں ہوگا۔

(سنن ابن ماجہ ج ۲ ص ۱۳۴۱۔۱۳۴۰، رقم الحدیث ۴۰۳۹)

کنجوسی کرنا دوزخی عورتوں کی نشانی:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ظہر یا عصر کی نماز پڑھ رہے تھے، اچانک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی چیز کو پکڑنے لگے، پھر آپ پیچھے ہٹ گئے، جب آپ نے نماز پڑھ لی تو حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے پوچھا آپ نے نماز میں ایک نیا کام کیا جو آپ پہلے نہیں کرتے تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''مجھ پر جنت پیش کی گئی اس میں چمک اور تروتازگی تھی، میں نے تمہارے پاس لانے کے لیے انگوروں کا ایک گچھا پکڑا تو میرے اور اس کے درمیان ایک چیز حائل کر دی گئی، اگر میں اس کو لے آتا تو اس کو آسمان اور زمین کے درمیان کھایا جاتا اور اس میں کچھ کمی نہ ہوتی، پھر میرے سامنے دوزخ پیش کی گئی جب میں نے اس کی تپش دیکھی تو میں اس سے پیچھے ہٹا، اور میں نے دوزخ میں ان عورتوں کو دیکھا جن کو کوئی راز بتایا جاتا تو وہ اس کو افشاء کر دیتیں، (ظاہر کر دیتیں) ان سے سوال کیا جاتا تو وہ بخل (کنجوسی) کرتیں اور جب وہ خود سوال کرتیں تو گڑگڑا کر (رو رو کر) کرتیں اگر ان کو کچھ دیا جاتا تو وہ اس کا شکر ادا نہ کرتیں۔ (مسند احمد ج ۳ ص ۳۵۲۳۵۳)

کنجوس کے لئے خوفناک عذاب:

حضرت حجر بن بیان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

جو شخص اپنے کسی رشتہ دار کے پاس جا کر اس سے کسی فاضل (مالک کی ضرورت سے زائد) چیز کا سوال کرے جو اس کو اللہ نے دی ہے اور وہ اس کے دینے سے بخل کرے تو وہ چیز قیامت کے دن آگ کا سانپ بن کر اس کے گلے میں طوق بن جائے گی اور اس کو اپنے جبڑوں سے چبائے گی، پھر انہوں نے یہ آیت پڑھی:

﴿وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَبْخُلُوْنَ بِمَآ اٰتٰهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ هُوَ خَيْرًا لَّهُمْ بَلْ هُوَ شَرٌّ لَّهُمْ سَيُطَوَّقُوْنَ مَا بَخِلُوْا بِهٖ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَلِلّٰهِ مِيْرَاثُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ﴾ (آل عمران:۱۸۰)

ترجمہ: وہ لوگ جو اس مال میں بخل کرتے ہیں جو ان کو اللہ نے اپنے فضل سے عطا فرمایا ہے وہ اس (بخل کرنے) کو اپنے لئے بالکل اچھا نہ سمجھیں بلکہ یہ ان کے لئے برا ہے، قیامت کے دن یہ مال جس میں وہ بخل کرتے ہیں ان کی گردنوں میں ہار بنا کر ڈال دیا جائے گا اور آسمانوں اور زمینوں کا وارث اللہ تعالیٰ ہی ہے اور جو کام تم کرتے ہو اللہ کو ان کی پوری خبر ہے۔

بہز بن حکیم اپنے والد سے اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا:

جس شخص کا غلام اس کے پاس جائے اور اس سے کسی فالتو چیز کا سوال کرے اور وہ اس کو نہ دے تو قیامت کے دن وہ فالتو چیز جس سے اس نے منع کیا تھا ایک گنجا سانپ بن کر اس کو اپنے جبڑوں سے چبائے گی۔

(سنن الکبریٰ للبیہقی: ج۴ص۱۷۹)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اس آیت کی تفسیر میں بیان کرتے ہیں کہ ایک سانپ ان (کنجوسوں) میں سے کسی ایک کے سر کو کھوکھلا کرے گا اور کہے گا میں تیرا وہ مال ہوں جس کے ساتھ تو نے بخل کیا تھا۔ پھر اس کی گردن پر لپٹ جائے گا۔ ابو وائل بیان کرتے ہیں کہ اس سے مراد وہ شخص ہے جس کو اللہ نے مال دیا ہو اور وہ اپنے قرابت داروں کو ان کا حق دینے سے بخل کرے جو اللہ نے اس کے مال میں ان کا حق رکھا ہے پھر اس مال کو سانپ بنا کر اس کے گلے میں ہار ڈال دیا جائے گا وہ شخص کہے گا تیرا مجھ سے کیا

واسطہ ہے؟ وہ سانپ کہے گا: میں تیرا مال ہوں۔ (جامع البیان ج ۴ ص ۱۲۸۔۱۲۷)

زکوٰۃ نہ دینے والوں کو عذاب:

حضرت علی ﷺ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اللہ تعالیٰ نے دولت مند مسلمانوں پر ان کے اموال میں فقراء کے لیے اتنی مقدار فرض کی ہے جس سے فقراء کی ضرورتیں پوری ہو جائیں اور فقراء اسی وقت بھوک اور لباس کے نہ ہونے کی مشقت میں مبتلا ہوں گے جب دولت مند ان کو ضائع کر دیں گے، سنو اللہ تعالیٰ ایسے مال داروں سے سخت حساب لے گا اور ان کو دردناک عذاب میں مبتلا کرے گا۔ (المعجم الکبیر للطبرانی رقم الحدیث: ۴۵۳، مجمع الزوائد ج ۳ ص ۶۲)

حضرت ابو ہریرہ ﷺ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

جس شخص کو اللہ تعالیٰ نے مال دیا ہو وہ اپنے مال کی زکوٰۃ ادا نہ کرے وہ مال قیامت کے دن ایک گنجا سانپ بنا دیا جائے گا اس کے پھن پر انگور کے برابر دو غدود ہوں گے اس کو ہار بنا کر اس کے گلے میں ڈال دیا جائے گا، پھر وہ اس شخص کو اپنے جبڑوں سے پکڑے گا۔ پھر کہے گا میں تیرا مال ہوں اور میں تیرا خزانہ ہوں۔ پھر آپ نے اس آیت کی تلاوت فرمائی:

وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ بِمَآ اٰتٰهُمُ اللهُ مِنْ فَضْلِهٖ هُوَ خَيْرًا لَّهُمْ بَلْ هُوَ شَرٌّ لَّهُمْ سَيُطَوَّقُوْنَ مَا بَخِلُوْا بِهٖ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَلِلّٰهِ مِيْرَاثُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاللهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْر (آل عمران: ۱۸۰)

(صحیح البخاری رقم الحدیث: ۱۴۰۳، مسند احمد رقم الحدیث: ۸۶۴۶)

امام شمس الدین محمد بن احمد ذہبی لکھتے ہیں:

محمد بن یوسف فریابی (یہ امام احمد اور امام بخاری کے ساتھیوں میں سے ہیں) بیان کرتے ہیں میں اپنے اصحاب کے ساتھ ابو سنان رحمہ اللہ کی زیارت کے لیے گیا، جب ہم ان کے پاس گئے تو انہوں نے کہا چلو ہم اپنے پڑوسی کی تعزیت کے لیے جائیں اس کا

بھائی فوت ہو چکا ہے۔ جب ہم اس کے پاس پہنچے تو وہ اپنے بھائی پر زاروقطار رو رہا تھا ہم نے اس کو تسلی دی اور تعزیت کی لیکن اس کو قرار نہیں آیا۔ ہم نے اس سے کہا تم کو معلوم ہے کہ موت سے کوئی بچ نہیں سکتا۔ اس نے کہا یہ ٹھیک ہے میں اس لیے رو رہا ہوں کہ میرے بھائی کو صبح و شام عذاب ہوتا ہے، ہم نے کہا کیا تم پر اللہ نے غیب کو ظاہر کر دیا ہے؟ اس نے کہا نہیں۔ لیکن جب میں نے اس کو دفن کیا اور اس پر مٹی برابر کی، اور لوگ چلے گئے تو میں اس کے پاس بیٹھ گیا اچانک میں نے یہ آواز سنی، آہ! انہوں نے مجھے اکیلے بٹھا دیا ہے اور میں عذاب برداشت کر رہا ہوں، حالانکہ میں نماز پڑھتا تھا اور روزے رکھتا تھا۔ مجھے اس کے کلام نے رلا دیا۔ میں نے قبر سے مٹی کھود کر ہٹائی تا کہ اس کا حال دیکھوں، اس وقت اس کی قبر آگ سے بھڑک رہی تھی، اور اس کی گردن میں آگ کا ہار پڑا ہوا تھا، بھائی کی محبت سے مجبور ہو کر میں نے اس کی گردن سے ہار نکالنے کے لیے ہاتھ بڑھایا تو میری انگلیاں اور ہاتھ جل گیا۔ پھر اس نے ہمیں اپنا ہاتھ نکال کر دکھایا جو جل کر سیاہ ہو چکا تھا، اس نے کہا میں نے قبر پر دوبارہ مٹی ڈال دی اور لوٹ آیا، ہم نے پوچھا تمہارا بھائی دنیا میں کیا عمل کرتا تھا؟ اس نے کہا وہ اپنے مال کی زکوٰۃ ادا نہیں کرتا تھا، ہم نے کہا یہ اس آیت کی تصدیق ہے:

﴿وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ بِمَآ اٰتٰهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ هُوَ خَيْرًا لَّهُمْ بَلْ هُوَ شَرٌّ لَّهُمْ سَيُطَوَّقُوْنَ مَا بَخِلُوْا بِهٖ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَلِلّٰهِ مِيْرَاثُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ﴾ (آل عمران:۱۸۰)

تمہارے بھائی کو قیامت کا عذاب قبر میں جلدی دے دیا گیا۔

(الکبائر ص۴۰۔۳۹، والزواجر ج۱ ص۳۳۲۔۱۳۳)

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

ہر وہ اونٹ والا جو اونٹوں کا حق ادا نہیں کرے گا قیامت کے دن اس کے اونٹ بہت فربہ

(موٹے) ہوکر آئیں گے اوران کے سامنے چٹیل میدان میں مالک کو بٹھا دیا جائے گا اور اونٹ اس کو اپنی ٹانگوں اور کھروں کے ساتھ روندتے ہوئے گزر جائیں گے، اور جو گائے والا گائے کا حق ادانہیں کرے گا قیامت کے دن وہ گائیں بہت فربہ(موٹی) ہوکر آئیں گی ،ان کے سامنے چٹیل میدان میں ان کے مالک کو بٹھا دیا جائے گا اور وہ اس کو سینگوں سے مارتی ہوئی اور پیروں سے کچلتی ہوئی گزر جائیں گی ، اور جو بکریوں والا بکریوں کا حق ادا نہیں کرے گا وہ بکریاں قیامت کے دن بہت فربہ(موٹی) ہوکر آئیں گی ان کے سامنے چٹیل میدان میں مالک کو بٹھا دیا جائے گا اور وہ اس کو سینگوں سے مارتی ہوئی اور کھروں سے روندتی ہوئیں گزر جائیں گی ، اس دن نہ ان میں بغیر کوئی سینگ کے ہوگی نہ کسی کا سینگ ٹوٹا ہوا ہوگا، اور جو خزانہ والا خزانہ میں سے اللہ کا حق ادانہیں کرے گا تو قیامت کے دن اس کا خزانہ گنجے سانپ کی شکل میں منہ کھولے ہوئے اس کے پیچھے دوڑے گا ،خزانہ کا مالک بھاگے گا تو ایک منادی آواز دے کر کہے گا:

اپنا خزانہ لے لو،ہمیں اس کی ضرورت نہیں ہے، جب خزانہ کے مالک کو کوئی چارہ نظر نہیں آئے گا تو وہ اس سانپ کے منہ میں ہاتھ ڈال دے گا، اور سانپ اونٹ کی طرح اس کے ہاتھ کو چبائے گا۔ (صحیح مسلم ج۲ ص۶۸۴، رقم الحدیث:۹۸۸)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

جس شخص کو اللہ جل جلالہ نے مال عطا کیا اور اس نے اس کی زکوٰۃ ادانہیں کی ، قیامت کے دن اس کے لیے ایک گنجا سانپ بنایا جائے گا جس کے دو زہریلے ڈنک ہوں گے، اس سانپ کو اس زکوٰۃ نہ دینے والے کا ہار بنا دیا جائے گا، پھر وہ اس کو اپنے جبڑوں سے پکڑے گا، پھر کہے گا:

میں تیرا مال ہوں ، میں تیرا خزانہ ہوں ۔ پھر آپ ﷺ نے آل عمران : ۱۸۰ کی تلاوت فرمائی ۔

(صحیح البخاری رقم الحدیث : ۱۴۰۳،سنن النسائی رقم الحدیث : ۱۴۴۰،موطا امام مالک رقم الحدیث : ۳۰۵،صحیح ابن خزیمہ رقم الحدیث : ۲۲۵۷،مسند احمد ج ۲ ص ۹۸)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہر وہ شخص جس کے پاس سونا اور چاندی ہو اور اس کا حق ادا نہ کرتا ہو، جب قیامت کا دن ہوگا تو اس کے لیے آگ کے پترے تیار کیے جائیں گے ، اور ان کو جہنم کی آگ میں گرم کیا جائے گا ، پھر ان کے ساتھ اس شخص کے پہلو ، پیشانی اور پیٹھ کو داغا جائے گا جس کی مقدار پچاس ہزار سال ہوگی ، اس کو یہ عذاب دیا جاتا رہے گا حتیٰ کہ تمام لوگوں کا فیصلہ کر دیا جائے گا ، پھر وہ دیکھے گا اس کا ٹھکانا ، جنت کی طرف ہوگا یا دوزخ کی طرف ، اور جو اونٹوں کا حق ادا نہیں کرے گا اس کو اس پورے دن اونٹ اپنے پیروں سے روندتے رہیں گے اور اپنے مونہوں سے کاٹتے رہیں گے ، حتیٰ کہ تمام لوگوں کے درمیان فیصلہ کر دیا جائے گا ۔ پھر وہ دیکھے گا اس کا ٹھکانا جنت کی طرف ہوگا یا دوزخ کی طرف اور جو شخص بکریوں اور بھیڑوں کا حق ادا نہیں کرے گا وہ اس کو اس پورے دن تک اپنے سینگوں سے زخمی کرتی رہیں گی اور اپنے پیروں سے روندتی رہیں گی ، حتیٰ کہ تمام لوگوں کے درمیان فیصلہ کر دیا جائے گا ۔ پھر وہ دیکھے گا اس کا ٹھکانا جنت کی طرف ہوگا یا دوزخ کی طرف ۔

(صحیح مسلم ، الزکوۃ : ۲۴ (۹۸۷) ۲۲۵۴ ، صحیح البخاری رقم الحدیث : ۲۸۶ ، سنن النسائی رقم الحدیث : ۳۵۶۳ ، سنن ابوداؤد رقم الحدیث : ۱۶۵۸ ، مسند احمد ، ج ۲ ، ص ۳۸۳ ، السنن الکبریٰ ج ۴ ص ۸۱)

مال داروں پر افسوس ہے :

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا :

ان مال داروں پر افسوس ہے جن کے متعلق قیامت کے دن فقراء یہ کہیں گے :

اے ہمارے رب ! تو نے ہمارے حقوق ان پر فرض کیے تھے ان مال داروں نے ہمارے ان حقوق پر ظلم کیا، تب اللہ تعالیٰ فرمائے گا: مجھے اپنے عزت وجلال کی قسم! میں تم کو ضرور جزا دوں گا ،اور میں ان کو ضرور دور رکھوں گا ، پھر رسول اللہ ﷺ نے اس آیت کی تلاوت کی:

وَالَّذِیْنَ فِیْ اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ مَّعْلُوْمٌ لِّلسَّائِلِ وَالْمَحْرُوْمِ (المعارج:۲۵۔۲۴)

ترجمہ:''اور وہ لوگ جن کے مالوں میں مقررہ حصہ ہے مانگنے والوں کا اور محروم کا''۔

(المعجم الکبیر للطبرانی رقم الحدیث:۶۹۳ ،مجمع الزوائد ج ۳ص ۶۲)

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا زکوٰۃ نہ دینے والوں سے جہاد:

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

اللہ کی قسم! میں اس شخص سے ضرور جنگ کروں گا جس نے نماز اور زکوٰۃ میں فرق کیا کیونکہ زکوٰۃ مال کا حق ہے اور اللہ کی قسم! بکری کا بچہ جس کو وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں دیتے تھے اگر وہ اس کو مجھے دینے سے منع کریں تو میں اس کے منع کرنے پر ان سے ضرور لڑوں گا ،حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا پس اللہ کی قسم یہ وہ چیز ہے جس کے لیے اللہ تعالیٰ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا سینہ کھول دیا تھا پس میں نے جان لیا کہ یہی حق ہے۔

(صحیح البخاری رقم الحدث: ۱۴۰۰، صحیح مسلم رقم الحدیث: ۲۰ سنن ابو داؤد رقم الحدیث: ۱۵۵۶، جامع الترمذی رقم الحدیث: ۲۶۰۷، سنن النسائی رقم الحدیث: ۳۴۴۳)

زکوٰۃ سے مال کی حفاظت:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

زکوٰۃ کی ادائیگی سے اپنے مالوں کی حفاظت کرو اور صدقہ سے اپنے بیماروں کا علاج کرو اور دعا سے مصائب کی تیاری کرو۔(دعا کرو کہ اے اللہ! ہمیں مصیبت کے وقت ثابت قدم رکھنا)

(المعجم الکبیر للطبرانی رقم الحدیث:۱۰۱۹۶، المعجم الاوسط للطبرانی رقم الحدیث:۱۹۸۴ ،مجمع الزوائد ج ۳ص ۶۴)

زکوٰۃ لینے والے صوفیاء کا ہاتھ نیچا نہیں:

حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری علیہ الرحمۃ والرضوان لکھتے ہیں:

صوفیاء مشائخ میں سے بعض نے زکوٰۃ لی ہے اور بعض نے نہیں لی۔ جنہوں نے فقر کو خود اختیار کیا ہوا تھا اس خیال سے کہ نہ ہم مال جمع کریں گے نہ ہمیں زکوٰۃ دینا پڑے گی۔ جن کا فقر مجبوراً غربت کی وجہ سے تھا انہوں نے زکوٰۃ لی اپنی ضرورت کے لئے نہیں بلکہ مسلمان بھائی کی گردن سے قرض کا بوجھ اتارنے کے لئے۔ اس نیت کے پیش نظر ان (لینے والوں) کا ہاتھ اونچا رہا دینے والے کا نہیں۔ اگر دینے والے کا ہاتھ بلند تر ہوتا تو اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں (اپنے بارے) یوں نہ فرماتا:

ویاخذ الصدقات (سورۃ توبہ:۱۰۴) ''وہ صدقات لیتا ہے''

اگر کوئی کہے کہ زکوٰۃ دینے والا زکوٰۃ لینے والے سے افضل ہے تو یہ اعتقاد واضح گمراہی ہے۔ ہاتھ اسی کا ہی بلند ہے جو واجب کی تکمیل (اور اللہ کے حکم کی تعمیل) کے لئے مسلمان بھائی کی گردن پر سے بوجھ اٹھالے۔ فقرا دنیا دار نہیں ہوتے۔ ان کی نظر آخرت پر ہوتی ہے اور آخرت پر نظر رکھنے والے اگر اہلِ دنیا کی گردن سے بوجھ نہ اٹھائیں تو قیامت کے دن اس کوتاہی کے لئے وہ (اللہ کی بارگاہ میں) جوابدہ ہوں گے۔ حق تعالیٰ نے آخرت پر نظر رکھنے والوں کا (زکوٰۃ لینے میں) مناسب اور آسان امتحان لیا ہے تاکہ ان کے ذریعہ اہل دنیا اپنا بوجھ اتار سکیں۔ یقیناً ہاتھ فقراء کا ہی بلند ہوتا ہے جو احکام شریعت کے مطابق اس شخص سے (وہ) حق لیتے ہیں جس پر باری تعالیٰ کا حق واجب ہوتا ہے۔ اگر زکوٰۃ لینے والوں کا ہاتھ نیچا ہوتا جیسے لوگوں کی ایک جماعت (حشویہ) کا خیال ہے تو چاہئے تھا کہ پیغمبروں کا ہاتھ بھی نیچا ہوتا۔ (معاذ اللہ) کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کا حق بندوں سے وصول کرتے ہیں اور حسب شرائط اس کا صحیح استعمال کرتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ ایسے

لوگ (جو یہ کہتے ہیں کہ زکوٰۃ لینے والوں کا ہاتھ نیچا ہوتا ہے) غلطی پر ہیں اور نہیں جانتے کہ پیغمبر حکم الٰہی کے مطابق زکوٰۃ لیتے رہے ہیں۔ پیغمبروں کے بعد دین کے امام بھی اسی طریقے پر عمل پیرا رہے ہیں اور بیت المال کا حق لیتے رہے ہیں۔ جو کوئی زکوٰۃ لینے والے ہاتھ کو نیچا اور زکوٰۃ دینے والے ہاتھ کو اونچا سمجھتا ہے۔ وہ سخت غلطی میں مبتلا ہے۔ ان باتوں کو تصوف میں ایک بنیادی حیثیت حاصل ہے۔ (کشف المحجوب ملخصاً، ص:۴۳۴)

اللہ تعالیٰ سے جھگڑا مناسب نہیں:

حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری علیہ الرحمۃ والرضوان لکھتے ہیں:

کہتے ہیں نیشاپور میں ایک سوداگر تھا جو اکثر حضرت شیخ ابوسعید علیہ الرحمۃ والرضوان کی مجلس میں حاضری دیا کرتا تھا۔ ایک دن شیخ نے کسی درویش کے لئے کچھ طلب کیا۔ سوداگر کا بیان ہے کہ اس وقت اس کے پاس ایک دینا اور ایک چھوٹا چاندی کا سکہ تھا۔ پہلے اس نے سوچا کہ دینار دے دے۔ پھر خیال آیا کہ چاندی کا سکہ دے دینا چاہئے۔ چنانچہ وہی دے دیا۔ جب شیخ فارغ ہوکر باتیں کرنے لگے تو سوداگر نے پوچھا۔ ''کیا حق تعالیٰ سے جھگڑا کرنا مناسب ہے؟'' شیخ نے فرمایا: ''تو نے ابھی حق تعالیٰ سے جھگڑا کیا۔ اس کا حکم تھا مانگنے والے کو دینار دو مگر تم نے چاندی کا سکہ دیا۔'' (کشف المحجوب، ص:۴۳۷)

میں اس کو مایوس نہیں لوٹانا چاہتا تھا:

حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری علیہ الرحمۃ والرضوان لکھتے ہیں:

کہتے ہیں حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ ایک بار کسی نخلستان کے قریب ایک جماعت سے ملے۔ دیکھا کہ ایک حبشی غلام بھیڑ بکریاں چرا رہا ہے۔ ایک کتا آکر اس کے نزیک بیٹھ گیا۔ غلام نے روٹی نکال کر کتے کے آگے ڈال دی۔ پھر اسی طرح دوسری اور تیسری بھی ڈال دی۔ عبداللہ رضی اللہ عنہ نے بڑھ کر پوچھا: تجھے ہر روز کتنی روٹیاں ملتی ہیں؟ غلام نے

جواب دیا: جتنی آپ نے دیکھیں۔ آپ نے کہا:

ساری روٹیاں تو نے کتے کے آگے ڈال دیں؟

غلام نے کہا: جی ہاں۔ دراصل یہ کتوں کی جگہ نہیں۔ خبر نہیں وہ کتنی دور سے اس امید پر آیا ہے۔ میں اس کو مایوس نہیں لوٹانا چاہتا تھا۔

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کو اس کی یہ بات بہت پسند آئی اور آپ رضی اللہ عنہ نے غلام کو بھیڑ بکریوں اور نخلستان سمیت خرید لیا۔ پھر غلام کو راہ خدا میں آزاد کر کے سب کچھ اس کے سپرد کر دیا۔ غلام نے آپ رضی اللہ عنہ کو دعا دی اور بھیڑ بکریاں وغیرہ سب اللہ تعالیٰ کی راہ میں دے کر وہاں سے چلا گیا۔ (کشف المحجوب، ص:۴۳۹)

سوال کرنے کی ذلت:

حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری علیہ الرحمۃ والرضوان لکھتے ہیں:

روایت ہے کہ کوئی شخص حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما کے دروازے پر گیا اور عرض کی اے فرزند رسول (ﷺ)! میرے ذمے چار سو درہم چاندی قرض ہیں۔ حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسی وقت چار سو درہم دینے کا حکم دیا اور خود روتے ہوئے گھر کے اندر چلے گئے۔ لوگوں نے پوچھا آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کیوں روتے ہیں؟ فرمایا اس لئے کہ میں نے اس شخص کا پہلے حال کیوں نہ دریافت کیا تاکہ اسے سوال کرنے کی ذلت برداشت نہ کرنا پڑتی۔ (کشف المحجوب، ص:۴۳۹)

......تبلیغِ اسلام ضرور کریں......

فہرس

صلی اللہ علی حبیبہ محمد والہ وسلم

قرآن مجید میں امت مسلمہ کی فضیلت

اللہ تعالیٰ نے امت مسلمہ کی فضیلت بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

﴿كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ تَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ﴾. (سورۃ آل عمران/۱۱۰)

ترجمہ: تم بہترین امت ہو جنہیں لوگوں کی (ہدایت و بھلائی) کے لئے ظاہر کیا گیا ہے تم نیکی کا حکم دیتے ہو اور برائی سے روکتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو۔

اس آیت مبارکہ میں اللہ رب العزت نے اس امت کی فضیلت بیان فرمائی ہے اور ساتھ ہی اس فضیلت کی وجہ بھی ارشاد فرما دی کہ تمہاری فضیلت کی وجہ یہ ہے کہ تم نیکی کا حکم دیتے ہو اور برائی سے روکتے ہو اور اللہ تعالیٰ پر ہی ایمان رکھتے ہو۔ اب ظاہر ہے امت مسلمہ کو یہ فضیلت قائم رکھنے کے لئے برائی سے روکنا اور نیکی کی دعوت دیتے رہنا چاہیے۔

تبلیغ دین کے لئے مختلف الفاظ:

قرآن وسنت میں تبلیغ دین کے لئے مختلف الفاظ استعمال ہوئے ہیں۔ کہیں امر بالمعروف و نہی عن المنکر (نیکی کا حکم دینا اور برائی سے روکنا)، کہیں اعلائے کلمۃ الحق، (کلمہ حق کی سربلندی) اور کہیں دعوت الی اللہ (اللہ کی طرف بلانا) فرمایا گیا۔ ان تمام الفاظ کا اصل مطلب اور مفہوم ایک ہی ہے۔

ایمان کا اعلیٰ درجہ برائی کو ہاتھ سے روکنا:

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

تم میں سے جو شخص برائی کو دیکھے وہ اپنے ہاتھ سے برائی کو مٹائے، اگر وہ اس کی

طاقت نہ رکھتا ہوتو اپنی زبان سے مٹائے اور اگر اس کی بھی طاقت نہ رکھتا ہوتو دل سے اس کو برا جانے، اور یہ سب سے کمزور درجہ کا ایمان ہے۔

(صحیح مسلم ج ۱ص ۵۱)

سب سے افضل جہاد:

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

بادشاہ یا ظالم امیر کے سامنے حق بات کہنا سب سے افضل جہاد ہے۔

(سنن ابوداؤد، جامع ترمذی، سنن ابن ماجہ بحوالہ الترغیب والترہیب ج ۱ص ۲۴۳۔۲۲۳)

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا:

''حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سید الشہداء ہیں، اور وہ شخص (بھی) جس نے ظالم حاکم کے سامنے کھڑے ہوکر نیکی کا حکم دیا اور برائی سے روکا اور اس ظالم حاکم نے اسے قتل کر دیا''۔

(امام ترمذی، امام حاکم۔ بحوالہ الترغیب والترہیب ج ۱ص ۲۴۳۔۲۲۳)

ایمان کی علامت، برائی سے روکنا:

حضرت ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا:

اللہ جل جلالہ نے جس نبی (ﷺ) کو بھی مجھ سے پہلے کسی امت پر مبعوث فرمایا اس نبی کے اس امت میں حواری ہوتے تھے، اور اس کے اصحاب ہوتے تھے جو اس کی سنت پر عمل کرتے تھے اور اس کے حکم پر عمل کرتے تھے، پھر ان کے بعد ایسے برے لوگ آتے جو ایسی باتیں کرتے تھے جس پر خود عمل نہیں کرتے تھے اور ایسے کام

کرتے تھے جن کا انہیں حکم نہیں دیا گیا تھا، سوان سے جو ہاتھ کے ساتھ جہاد کرے وہ مومن ہے، اور جوان کے ساتھ زبان سے جہاد کرے وہ بھی مومن ہے، اس کے علاوہ ایک رائی کے دانہ کے برابر بھی ایمان نہیں ہے۔

(صحیح مسلم بحوالہ الترغیب والترہیب ج ا ص ۲۴۳۔۲۲۳)

اللہ ﷻ کا خوف یا لوگوں کا؟

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا:

''تم میں سے کوئی شخص اپنے آپ کو حقیر نہ جانے صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! ہم میں سے کوئی شخص کیسے اپنے آپ کو حقیر جانے گا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ یہ گمان کرے گا کہ اس کے اوپر کلام کی گنجائش ہے پھر وہ کلام نہیں کرے گا۔

اللہ ﷻ قیامت کے دن اس سے فرمائے گا: تمہیں میرے متعلق کس چیز نے کلام سے روکا تھا؟ وہ کہے گا: لوگوں کے خوف نے، اللہ تعالیٰ فرمائے گا: میں اس کا زیادہ حقدا رتھا کہ تم مجھ سے خوف کھاتے۔

(سنن ابن ماجہ بحوالہ الترغیب والترہیب ج ا ص ۲۴۳۔۲۲۳)

نبی کریم ﷺ کا اظہار بیزاری:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

جو شخص ہمارے چھوٹوں پر رحم نہ کرے اور ہمارے بڑوں کی عزت نہ کرے اور نیکی کا حکم نہ دے اور برائی سے نہ روکے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔

(الترغیب والترہیب ج ا ص ۲۴۳۔۲۲۳)

خاموش رہنے سے بہتر:

امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی علیہ الرحمۃ روایت کرتے ہیں:

حضرت بشیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

نیکی کا حکم دینا اور برائی سے روکنا خاموش رہنے سے بہتر ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جوشخص کسی مقام پر کھڑا ہو کر حق بات کہہ سکتا ہے اس کو حق بات کہہ دینی چاہیے کیونکہ یہ (حق کہنا) اس کی موت کو مقدم کرسکتا ہے نہ اس کو اس کے لکھے ہوئے رزق سے محروم کرسکتا ہے''۔

تبلیغ دین نہ کرنا عذاب کو دعوت دینا ہے:

مالک بن دینار علیہ الرحمۃ والرضوان کہتے ہیں کہ ہم نے دنیا کی محبت کی وجہ سے دیناروں سے صلح کر لی ہے ہم میں سے کوئی کسی کو نیکی کا حکم دیتا ہے اور نہ برائی سے روکتا ہے اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہمیں اس حال پر نہیں چھوڑے گا۔ کاش مجھے علم ہوتا کہ ہم پر کون سا عذاب نازل ہوگا۔

(شعب الایمان ج ۶ ص ۹۷-۹۲)

حضرت حذیفہ بن الیمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علی والہ وسلم نے فرمایا:

''اس ذات کی قسم! جس کے قبضہ وقدرت میں میری جان ہے، تم ضرور نیکی کا حکم دیتے رہنا اور برائی سے روکتے رہنا، ورنہ عنقریب اللہ جل جلالہ تم پر عذاب بھیج دے گا، پھر تم دعا کروگے تو تمہاری دعا قبول نہیں ہوگی''۔

(جامع ترمذی، ج ۴، رقم الحدیث: ۲۱۷۶، سنن ابوداؤد، ج ۳، رقم الحدیث: ۴۳۳۸، سنن ابن ماجہ، ج ۲، رقم الحدیث: ۴۰۰۵)

تبلیغ دین کرو، اپنا بھی فائدہ دوسروں کا بھی:

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

اللہ جل جلالہ کی حدود قائم کرنے والے اور اللہ جل جلالہ کی حدود کی خلاف ورزی کرنے والے (ترمذی میں ہے، اللہ جل جلالہ کی حدود میں سستی اور نرمی کرنے والے) کی مثال اس طرح ہے کہ ایک قوم نے کشتی میں بیٹھنے کے لیے قرعہ اندازی کی، بعض لوگوں کے نام اوپر کی منزل کا قرعہ نکلا اور بعض لوگوں کے نام نچلی منزل کا۔ نچلی منزل والے پانی لینے کے لیے اوپر کی منزل میں گئے۔ پھر انہوں نے کہا: اگر ہم کشتی کے پیندے میں سوراخ کر کے سمندر سے پانی لے لیں تو اوپر کی منزل والوں کو زحمت نہیں ہوگی۔ اگر اوپر کی منزل والوں نے ان کو اپنا ارادہ پورا کرنے کے لیے چھوڑ دیا تو سب ڈوب کر ہلاک ہو جائیں گے اور اگر ان کے ہاتھوں کو سوراخ کرنے سے روک لیا تو وہ بھی نجات پالیں گے اور نچلی منزل والے بھی۔

(صحیح البخاری، رقم الحدیث: ۲۴۹۳، ۲۶۸۶، جامع الترمذی، رقم الحدیث: ۲۱۸۰)

برائی کو روکنا ذمہ دار پوری قوم ہے:

حضرت جریر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جس قوم میں گناہوں کے کام کیے جارہے ہوں اور وہ ان گناہوں کو مٹانے کی قدرت رکھتے ہوں، اور پھر نہ مٹائیں تو اللہ ان کو مرنے سے پہلے عذاب میں مبتلا کر دے گا۔

(صحیح ابن حبان، رقم الحدیث: ۳۰۰، سنن ابوداؤد، رقم الحدیث: ۴۳۳۹، سنن ابن ماجہ، رقم الحدیث: ۴۰۰۹، مسند احمد ج ۴، ص ۳۶۶ـ۳۶۴، المعجم الکبیر للطبرانی، رقم الحدیث: ۲۳۸۳، ۲۳۸۲)

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ: جب لوگ کسی برائی کو دیکھیں اور اس کو نہ مٹائیں تو عنقریب اللہ ان سب پر عذاب نازل فرمائے گا۔ (سنن ابوداؤد رقم الحدیث: ۴۳۳۹، سنن ابن ماجہ رقم الحدیث: ۴۰۰۹)

علماء ومبلغین کے لئے درس عبرت:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
بنی اسرائیل میں سب سے پہلی خرابی یہ واقع ہوئی کہ ایک شخص دوسرے شخص سے ملاقات کرکے یہ کہتا، اے شخص! اللہ ﷻ سے ڈر، اور جو کام تو کر رہا ہے اس کو چھوڑ دے، کیونکہ یہ کام تیرے لیے جائز نہیں ہے۔ پھر جب دوسرے دن اس سے ملاقات کرتا، تو اس کا وہ کام اس کو اس کے ساتھ کھانے پینے اور اٹھنے بیٹھنے سے منع نہ کرتا، جب انہوں نے اس طرح کیا تو اللہ تعالیٰ نے ان کے دل ایک جیسے کردیئے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

''بنی اسرائیل میں سے جنہوں نے کفر کیا، ان پر حضرت داؤد اور حضرت عیسیٰ ابن مریم (علیہما السلام) کی زبان سے لعنت کی گئی، کیونکہ انہوں نے نافرمانی کی اور وہ حد سے تجاوز کرتے تھے۔ وہ ایک دوسرے کو ان برے کاموں سے نہیں روکتے تھے جو وہ کرتے تھے اور جو کچھ وہ کرتے تھے، وہ بہت برا کام تھا''۔ (المائدہ:۷۹۔۷۸)

پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ہرگز نہیں! بخدا! تم ضرور نیکی کا حکم دیتے رہنا اور برائی سے روکتے رہنا اور تم ضرور ظلم کرنے والے کے ہاتھوں کو پکڑ لینا اور تم اس کو ضرور حق پر عمل کے لیے مجبور کرنا، ورنہ اللہ ﷻ تمہارے دل بھی ایک جیسے کردے گا، پھر تم پر بھی اس طرح لعنت کرے گا جس طرح ان پر لعنت کی تھی۔

(سنن ابن ماجہ، رقم الحدیث:۴۳۳۷۔۴۳۳۶، سنن ترمذی، رقم الحدیث:۳۰۵۹، ۳۰۵۸، سنن ابن ماجہ، رقم الحدیث:۴۰۰۶)

تم اپنی فکر کرو:

قیس بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حمد وثنا کرنے کے بعد فرمایا اے لوگو! تم یہ آیت تلاوت کرتے ہو:

﴿ يَاَ يُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا عَلَيْكُمْ اَنْفُسَكُمْ لَا يَضُرُّكُمْ مَنْ

ضَلَّ اِذَااهْتَدَ يْتُمْ﴾ (المائدہ:۱۰۵)

''اے ایمان والوتم اپنی فکر کرو، جب تم ہدایت پر ہوتو کسی کی گمراہی سے تمہیں کوئی نقصان نہیں ہوگا''۔

تم اس آیت سے غلط مطلب نکالتے ہواور ہم نے نبی کریم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جب لوگ ظالم کو دیکھیں اور اس کے ہاتھوں کو نہ پکڑیں تو اللہ ان سب پر عذاب لے آئے گا اور ایک روایت میں ہے جس کسی قوم میں گناہوں پر عمل کیا جاتا ہے اور وہ ان گناہوں کو مٹانے پر قادر ہوں پھر نہ مٹائیں تو عنقریب اللہ ان سب پر عذاب لے آئے گا۔

(سنن ابوداؤد، رقم الحدیث:۴۳۳۸، جامع ترمذی، رقم الحدیث:۳۰۶۸،سنن کبریٰ للنسائی، رقم الحدیث:۱۱۱۵۷،سنن ابن ماجہ، رقم الحدیث:۴۰۰۵)

تبلیغ دین کے تین اصول:

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے تبلیغ دین کرنے، برائی سے روکنے، نیکی کی دعوت دینے اور اللہ ﷻ کے راستے کی طرف بلانے کا طریقہ یوں ارشاد فرمایا ہے:

﴿اُدْعُ اِلٰـى سَبِيْـلِ رَبِّکَ بِالْحِكْمَةِ وَ الْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِي هِيَ اَحْسَن﴾ (النحل:۱۲۵)

ترجمہ: حکمت اور عمدہ نصیحت کے ساتھ اپنے رب کے راستہ کی طرف بلائیں اور ان کے ساتھ وہ بحث کریں جو بہت اچھی ہو۔

اس آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے تبلیغ دین کے تین اصول واضح طور پر بیان فرمادیئے ہیں۔(۱) حکمت کے ساتھ تبلیغ کرنا۔(۲) عمدہ وعظ ونصیحت کرنا۔(۳) پسندیدہ بحث ومباحثہ کرنا۔

اللہ ﷻ کا خوف سب سے بڑی حکمت:

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سب سے بڑی حکمت اللہ تعالیٰ کا خوف ہے۔

(شعب الایمان ج ا ص ۴۴۷، الفردوس لدیلمی ج ۲ ص ۳۰۷۷، کنز العمال رقم الحدیث: ۵۸۷۳، الجامع الصغیر رقم الحدیث: ۴۳۶۱)

اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ جس کے دل میں اللہ ﷻ کا خوف نہ ہو اس کے پاس حکمت بھی نہیں ہوتی اور جس کے دل میں خوف خدا نہ ہو وہ بہت جلد گناہوں کی طرف مائل ہو جاتا ہے۔ ایک اور حدیث شریف میں ایسے شخص کو ''منافق عالم'' کہا گیا ہے جو دانائی اور حکمت کی باتیں کرتا ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ گناہ کے کام بھی کرتا ہے۔ مبلغ کے لئے ضروری ہے کہ وہ گناہوں سے دور رہ کر اپنے دل میں خوف خدا پیدا کرے تاکہ اسے حکمت کی نعمت نصیب ہو کیونکہ حکمت کے بغیر تبلیغ کا مقصد پورا ہونے کی بجائے الٹا نقصان ہی ہوتا ہے۔ اسی لئے نبی کریم ﷺ نے ایسے شخص کو خطرہ قرار دیا ہے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی کریم ﷺ نے فرمایا: مجھے تم پر ہر اس شخص کا خطرہ ہے جو منافق عالم ہو، وہ حکمت کی باتیں کرے گا اور گناہ کے کام کرے گا۔

(کنز العمال رقم الحدیث: ۲۹۰۴۴، اتحاف السادۃ المھرۃ رقم الحدیث: ۷۹۶۳)

جہاں مناسب ہو وہاں حکمت بیان بھی کریں:

حضور نبی کریم ﷺ کا انداز تبلیغ یہ بھی تھا کہ آپ ﷺ کسی کام سے منع فرماتے تو اس کی حکمت بھی بیان فرما دیتے۔ مثلاً یہ حدیث ہے:

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سب سے بڑا گناہ یہ ہے کہ کوئی شخص اپنے ماں باپ کو لعنت کرے۔ عرض کیا گیا یارسول اللہ (ﷺ)! کوئی شخص اپنے ماں باپ پر کیسے لعنت کرے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا:

ایک شخص کسی کے باپ کو گالی دے تو وہ (جواب میں) اس کے باپ اور ماں کو گالی دے گا۔

(صحیح البخاری، رقم الحدیث: ۵۹۷۳، سنن ابوداؤد، رقم الحدیث: ۵۱۴۱، جامع الترمذی، رقم الحدیث: ۱۹۰۲)

دراصل آپ ﷺ یہ کہنا چاہتے تھے کہ کوئی شخص کسی کے ماں باپ کو گالی نہ دے، لیکن آپ ﷺ نے اس کو حکمت کے ساتھ ایسے مؤثر انداز میں فرمایا کہ جب تم کسی کے ماں باپ کو گالی دو گے تو وہ تمہارے ماں باپ کو گالی دے گا اور اس طرح تم اپنے ماں باپ کو گالی دینے کا سبب بنو گے۔ چنانچہ فرمایا تم اپنے ماں باپ کو گالی نہ دو۔

نیکی کی دعوت کو آہستہ آہستہ آگے بڑھانا:

تبلیغ میں تدریج کے عمل کو بروئے کار لانا چاہئے۔ یعنی آہستہ آہستہ لوگوں کو نیکی کے قریب کیا جائے اور وقفہ وقفہ سے ان پر اسلامی احکام اور ان کے فوائد وثمرات کو بیان کیا جائے تا کہ وہ ذہنی طور پر نیکی کی دعوت کو قبول کرنے اور اس پر عمل پیرا ہونے کے لئے تیار ہو جائیں۔ خود نبی کریم ﷺ نے اپنے صحابہ کرام کو یہی تعلیم دی اور اسی طرح سے تربیت فرمائی۔

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو یمن کی طرف بھیجا اور فرمایا:

تم بعض اہل کتاب کے پاس جا رہے ہو تو پہلے ان کو اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور میری رسالت کی گواہی دینے کی دعوت دینا جب وہ اس کو مان لیں تو انھیں بتانا کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر دن رات میں پانچ نمازیں فرض کی ہیں۔ جب وہ ان کو تسلیم کرلیں تو ان کو بتانا کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر زکوٰۃ بھی فرض فرمائی ہے جو ان کے دولت مند لوگوں سے لے کر ان کے فقراء میں تقسیم کی جائے گی۔ جب وہ اس کو قبول کرلیں تو زکوٰۃ میں ان کا بہترین مال ہرگز نہ لینا اور مظلوم کی دعا سے بچنا کیوں کہ مظلوم کی بد دعا اور اللہ تعالیٰ کے

درمیان کوئی حجاب نہیں ہے۔ (صحیح مسلم،کتاب الزکوۃ، باب الدعاء الی الشھادتین وشرائع الاسلام)

اس حدیث مبارک میں آپ ﷺ نے کتنے واضح انداز میں تبلیغ کے اس اصول کو واضح فرمایا ہے کہ اگر آپ نے پہلی بار ہی یہ تمام احکامات بتا دیئے تو ہوسکتا ہے وہ دین کو اپنے لئے بہت مشکل سمجھ لیں اور اس کو ماننے سے ہی انکار کردیں اس لئے تم انہیں ایک بات کی تعلیم دو جب وہ اسے قبول کرنا شروع کر دیں اور اس پر عمل پیرا ہو جائیں تو پھر اس کے بعد درجہ بدرجہ انہیں سارے احکام سکھاتے جاؤ۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ قرآن میں سب سے پہلے جو چیز نازل ہوئی وہ ایک مفصل سورۃ ہے جس میں جنت و دوزخ کا ذکر ہے۔ یہاں تک کہ جب لوگ جنت کے دائرے میں آ گئے تب حلال وحرام کے احکامات نازل ہوئے اگر بالکل شروع میں ہی یہ حکم نازل ہوتا کہ شراب نہ پیوتو لوگ کہتے کہ ہم ہرگز شراب کونہیں چھوڑیں گے، جب یہ حکم دیا جاتا کہ زنا نہ کروتو وہ کہتے ہم ہرگز زنا کونہیں چھوڑیں گے۔

(صحیح بخاری، کتاب، باب تالیف القرآن)

اللہ تعالیٰ مبلغ کی حاجت پوری کرنے میں رہتا ہے:

جو بندہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی نافرمانی میں مبتلا ہوتا ہے وہ سخت مصیبت میں ہوتا ہے کیونکہ کل قیامت کو اس کی نافرمانی اسے مصیبت میں مبتلا کرنے والی ہے۔ وہ اس چیز کا بہت زیادہ حاجت مند ہوتا ہے کہ اس سے یہ مصیبت دور کی جائے۔مبلغ کا یہی کام ہوتا ہے کہ اس کو نیکی کی دعوت دے کر اور برائی سے روک کر اس مصیبت میں اس کی مدد کرے۔

آیئے !اب حدیث شریف سے معلوم کرتے ہیں کہ جو مسلمان اپنے مسلمان بھائی کی حاجت پوری کرنے میں رہتا ہے اور اس سے مصیبت کو دور کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے

کیا اجر عطا فرمائے گا۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مسلمان، مسلمان کا بھائی ہے، اس پر ظلم کرے نہ اس کو بے عزت کرے، اور جو اپنے بھائی کی حاجت پوری کرنے میں رہتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی حاجت پوری کرنے میں رہتا ہے، اور جو شخص کسی مسلمان سے کسی مصیبت کو دور کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی قیامت کی مصیبتوں میں سے کوئی مصیبت دور فرما دے گا، اور جو شخص کسی مسلمان کا پردہ رکھتا ہے تو قیامت کے دن اللہ ﷻ اس کا پردہ رکھے گا۔

(صحیح البخاری رقم الحدیث: ۲۴۴۲، سنن ابوداؤد رقم الحدیث: ۴۸۹۳، جامع الترمذی رقم الحدیث: ۱۴۲۶، السنن الکبریٰ للنسائی رقم الحدیث: ۷۲۹۱)

ظالم کی مدد کیسے؟

اللہ ﷻ اور اس کے رسول ﷺ کے احکام کی نافرمانی کرنے والا ظالم بھی ہے اور مظلوم بھی۔ ظالم اس طرح کہ وہ اپنی جان پر ظلم کر رہا ہوتا ہے کیونکہ نافرمانی کر کے وہ اپنی جان کو ہلاکت خیز عذاب کی طرف دھکیل رہا ہوتا ہے اور مظلوم اس طرح کہ ظلم بھی اسی پر ہو رہا ہوتا ہے۔ اسی لئے نبی کریم ﷺ نے ہمیں ظالم اور مظلوم دونوں کی مدد کرنے کا حکم فرمایا ہے۔ نیکی کی دعوت دے کر اور برائی سے روک کر ظالم اور مظلوم دونوں کی مدد کرنی چاہئے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اپنے بھائی کی مدد کرو خواہ وہ ظالم ہو یا مظلوم، صحابہ نے کہا یا رسول اللہ! (ﷺ) ہم مظلوم کی مدد تو کرتے ہیں، ظالم کی کیسے مدد کریں؟ آپ ﷺ نے فرمایا تم اس کے ہاتھوں کو پکڑ لو، (اس کو ظلم نہ کرنے دو)۔

(صحیح البخاری رقم الحدیث: ۲۴۴۴، سنن الترمذی رقم الحدیث: ۲۲۵۵)

برے سے نہیں برائی سے نفرت کرو:

عام طور پر ہمارے معاشرے میں یہ برائی موجود ہے کہ لوگ اگر کسی کی کوئی اچھائی دیکھ لیں تو خاموش رہتے ہیں اور اگر خدانخواستہ کوئی برائی دیکھ لیں تو اس کو خوب اچھالتے ہیں لیکن مبلغ کی شان یہ نہیں ہے کہ وہ لوگوں کی برائیوں کا چرچا کرتا پھرے۔ ایسا مبلغ جس کو اللہ تعالیٰ نے حکمت کی دولت سے نوازا ہو وہ برائیوں سے تو نفرت کرتا ہے لیکن لوگوں سے نفرت نہیں کرتا اور نہ ہی ان کی برائیوں کو اچھالتا ہے بلکہ ان پر پردہ ڈالنے کی کوشش کرتا ہے اور موقع پا کر ان برائیوں کو ختم کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ ایسا شخص جو اپنے پڑوسی کی برائیوں کا چرچا کرتا ہے وہ اس کی اصلاح کے امکانات کم سے کم کر دیتا ہے اور ایسے شخص کے بارے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ وہ فقر میں مبتلا ہونے والا ہے۔

حضرت فُضالہ بن عُبَید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

تین قسم کے لوگ فقر میں مبتلا ہونے والے ہیں، ایسا امام کہ تم اس کے ساتھ نیکی کرو تو وہ شکر نہ کرے، اگر تم غلطی کرو تو وہ معاف نہ کرے، اور ایسا پڑوسی کہ اگر وہ اچھائی دیکھے تو اس کو چھپائے اور اگر وہ کوئی برائی دیکھے تو اس کا چرچا کرے، اور ایسی بیوی کہ اگر تم حاضر ہو تو وہ تم کو ایذاء پہنچائے اور اگر تم اس سے غائب ہو تو وہ تمہاری خیانت کرے۔ (جمع الجوامع رقم الحدیث: ۱۰۷۶۸، کنز العمال رقم الحدیث: ۴۳۷۸۵)

ایسا شخص اَبدال میں سے ہے:

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

جس شخص میں تین خصلتیں ہوں وہ ابدال میں سے ہے (۱) وہ تقدیر پر راضی ہو (۲) جن چیزوں کو اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے حرام کیا ہے ان پر صبر کرے (ان کے کرنے سے رک جائے) (۳) اللہ جل جلالہ کی ذات کی وجہ سے غضب ناک ہو۔

(اتحاف ج ۸ ص ۳۸۶، جمع الجوامع رقم الحدیث: ۱۰۷۸۹، کنز العمال رقم الحدیث: ۳۴۵۹۹)

مبلغ کوسب کے لئے دعا کرنی چاہئے:

کسی قوم کا امام ان کے لئے مبلغ بھی ہوتا ہے۔اسی طرح پیراپنے مریدوں کے لئے اوراستاذ اپنے شاگردوں کے لئے مبلغ ہوتا ہے جوان کو نیکی کا حکم دیتا ہے اور برائی سے منع کرتا ہے اور اس کے دل میں سب کے لئے خیر خواہی اور بھلائی کا جذبہ ہوتا ہے۔اس لئے اس کوسب کے لئے دعا مانگنی چاہئے۔جیسا کہ حدیث شریف میں اس امام کو خیانت کرنے والا کہا گیا ہے جوصرف اپنے لئے دعا مانگے:

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

تین کاموں کا کرنا کسی کے لیے جائز نہیں ہے، ایک آدمی کسی قوم کا امام ہو اورصرف اپنے لیے دعا کرے، اگر وہ ایسا کرے گا تو ان کی خیانت کرے گا، اجازت طلب کرنے سے پہلے کسی کے گھر میں نہ جھانکے اگر اس نے ایسا کیا تو گویا وہ ان کے گھر میں داخل ہوگیا، اس حالت میں نماز نہ پڑھے کہ وہ پیشاب یا پاخانہ کوروک رہا ہو۔

(سنن ابوداؤد رقم الحدیث: ۴۳۹۰، مشکوٰۃ رقم الحدیث: ۱۰۷۰، کنز العمال رقم الحدیث: ۲۰۳۹۸)

آگ کی لگام:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی ﷺ نے فرمایا:

جس شخص سے کسی چیز کے علم کا سوال کیا گیا اور اس نے اس کو چھپا لیا تو اس کے منہ میں آگ کی لگام ڈالی جائے گی۔

(سنن ابوداؤد رقم الحدیث: ۳۶۵۸، سنن الترمذی رقم الحدیث: ۲۶۴۹، سنن ابن ماجہ رقم الحدیث: ۲۶۶)

شہر والوں کو پلٹ دو:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اللہ جل جلالہ نے جبریل علیہ السلام کی طرف وحی کی کہ فلاں شہر اور اس میں رہنے والوں کو

الٹ دو۔حضرت جبریل علیہ السلام نے کہا اے رب! اس میں تیرا فلاں بندہ ہے جس نے پلک جھپکنے میں بھی تیری نافرمانی نہیں کی ۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اس کو اور شہر والوں کو پلٹ دو(کیونکہ) اس شخص کا چہرہ ایک لمحے کے لیے بھی میری نافرمانی سے متغیر نہیں ہوا۔(اس شخص نے میری نافرمانی ہوتے دیکھ کر ناپسندیدگی کا اظہار نہیں کیا اور نافرمانی کو روکنے کی کوشش نہیں کی ۔)

(شعب الایمان رقم الحدیث: ۷۵۹۵)

مبلغ خود بھی اپنی تبلیغ پر عمل کرے:

مبلغ کے لئے ضروری ہے کہ وہ ان تعلیمات پر خود بھی عمل پیرا ہو جن کی وہ دوسروں کو تعلیم دے رہا ہے۔جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

﴿اَتَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالبِرِّ وَ تَنْسَوْنَ اَنْفُسَكُمْ﴾ (البقرہ/۴۴)

کیا تم دوسروں کو نیکی کا حکم دیتے ہو اور خود اپنے آپ کو بھول جاتے ہو؟

ایک دوسرے مقام پر اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

﴿يٰاَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لِمَ تَقُولُونَ مَالَا تَفْعَلُوْن﴾ (الصّف/۲)

اے ایمان والو! تم ایسی بات کیوں کہتے ہو جو کرتے نہیں۔

حضور نبی کریم ﷺ جس چیز کا حکم دیتے تھے خود اس پر زیادہ عمل کرتے تھے۔آپ ﷺ نے ہمیں پانچ فرض نمازیں پڑھنے کا حکم دیا اور خود بشمول تہجد چھ(6) نمازیں پڑھتے تھے۔آپ ﷺ نے ہمیں طلوع فجر سے لے کر غروب آفتاب تک روزہ رکھنے کا حکم دیا اور خود وصال کے روزے رکھے جس میں بغیر افطار اور سحر کے روزے پر روزہ ہوتا ہے۔اور یہ کئی کئی دن کے روزے ہوتے تھے۔ہمیں مال کا چالیسواں حصہ زکوۃ دینے کا حکم فرمایا اور خود اپنے پاس بالکل مال نہیں رکھتے تھے، ہمارے ترکہ میں وراثت جاری رکھی اور اپنا تمام

ترکہ صدقہ قرار دیا۔

بے عمل مبلغ کو اس حدیث شریف سے درس عبرت حاصل کرنا چاہئے ۔حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

قیامت کے دن ایک شخص کو بلایا جائے گا اور اس کو آگ میں ڈال دیا جائے گا اس کی انتڑیاں بکھر جائیں گی وہ دوزخ میں اس طرح چکر کھائے گا جس طرح گدھا چکی کے گرد چکر کاٹتا ہے۔ دوزخ والے اس کے گرد جمع ہو کر کہیں گے:

اے فلاں شخص تجھے کیا ہوا؟ کیا تو ہم کو نیکی کا حکم نہیں دیتا تھا اور ہم کو برائی سے نہیں روکتا تھا! وہ کہے گا ہاں! میں تم کو نیکی کا حکم دیتا تھا اور خود نیک کام نہیں کرتا تھا اور میں تم کو برے کاموں سے منع کرتا تھا اور خود برے کام کرتا تھا۔

(صحیح البخاری رقم الحدیث:۷۲۶۷،صحیح مسلم رقم الحدیث:۲۹۸۹)

...... بے عمل خطیبوں کا حال ......

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

جس رات مجھے معراج کرائی گئی میں نے کچھ لوگ دیکھے جن کے ہونٹ آگ کی قینچیوں سے کاٹے جا رہے تھے۔ میں نے پوچھا: اے جبریل (علیہ السلام) یہ کون لوگ ہیں؟ کہا: یہ آپ کی امت کے وہ خطیب ہیں جو لوگوں کو نیکی کا حکم دیتے تھے اور خود کو بھول جاتے تھے۔ ایک اور روایت میں ہے کہ یہ آپ کی امت کے وہ خُطَبَاء ہیں کہ جو وہ کہتے تھے کرتے نہیں تھے اور اللہ کی کتاب پڑھتے تو تھے لیکن اس پر عمل نہیں کرتے تھے۔

(شرح السنۃ رقم الحدیث:۴۱۵۹،شعب الایمان رقم الحدیث:۱۷۷۳)

حضرت مولا علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

مجھے اپنے بعد تم پر کسی یقین کرنے والے مومن سے خطرہ نہیں ہے اور نہ کسی ظاہر کافر سے خطرہ ہے۔ رہا یقین کرنے والا مومن تو اس کو اس کا ایمان روکے گا (اس کی

اچھائی کو ظاہر کر دے گا) اور رہا ظاہر کا فر تو اس کو اس کا کفر روکے گا ۔ (اس کی برائی کو ظاہر کر دے گا) مجھے اپنے بعد اس شخص سے خطرہ ہے جس کی زبان عالم ہوگی اور اس کا دل جاہل ہوگا ۔ وہ باتیں نیکی کی کرے گا اور عمل جاہلوں کے کرے گا ۔

(المطالب العالیہ رقم الحدیث: ۲۹۶۸، اتحاف السادۃ المھرۃ رقم الحدیث: ۷۹۶۴)

مبلغ کے دل میں تڑپ موجود ہو:

ایک کامیاب مبلغ کے لئے ضروری ہے کہ اس کے دل میں مخلوق خدا کی بھلائی اور خیر خواہی کی تڑپ موجود ہو وہ انہیں گمراہی وضلالت اور کفر وشرک کی لعنت سے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے نجات دلانے کے جذبہ سے لبریز ہو ۔ اور ان کی ابدی نجات کے لئے کوئی بھی قربانی دینے کے لئے تیار ہو ۔ یہی وہ جذبہ تھا جس کی بنا پر خود مبلغ اعظم ہادی عالم رحمت دو عالم نور مجسم حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے طرح طرح کی تکلیفیں برداشت کیں ۔ اپنا جسم لہولہان کروایا، طعنے برداشت کئے، دانت مبارک شہید کروائے، تین سال تک شعب ابی طالب میں اپنے خاندان سمیت قید رہے لیکن ان سب باتوں کے باوجود دعوت وتبلیغ کو نہ چھوڑا بلکہ مکہ کے بازاروں میں، کعبۃ اللہ کی دیواروں کے سائے میں، کبھی تنہائی میں ایک ایک کو اور کبھی حاجیوں کے اجتماعات میں جا جا کر درد وسوز میں بھری ہوئی آواز میں اسلام کا پیغام سنایا ۔ اور راتوں کو اللہ رب العزت کی بارگاہ میں سر سجدے میں رکھ کر ان کی ہدایت کی دعائیں مانگتے رہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کو تسلی دیتے ہوئے ارشاد فرمایا :

﴿فَلَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ اِنْ لَّمْ يُؤْمِنُوْا بِهٰذَا الْحَدِيْثِ اَسَفًا﴾

ترجمہ: گویا آپ ان (کفار) کے قرآن کریم پر ایمان نہ لانے کی وجہ سے افسوس کرتے ہوئے فرط غم سے اپنی جان کو ختم کرلیں گے ۔ (الکہف/ ٦)

مبلغ صبر و استقامت کا پیکر ہو:

مبلغ کے لئے ضروری ہے کہ وہ اسلام کی دعوت وتبلیغ کے وقت تکالیف اور مصیبتوں کو خندہ پیشانی سے برداشت کرے۔ان کے سامنے ڈٹ جائے اور اپنے کام میں مگن رہے۔لوگوں کے طعنوں، مالی نقصان اور جسمانی و ذہنی اذیتوں کو خاطر میں نہ لاتے ہوئے دین اسلام کی سر بلندی اور کلمۃ اللہ کی سر بلندی کی خاطر جان کی بازی لگانے سے بھی دریغ نہ کرے۔ کیوں کہ وہ لوگ جو دین اسلام کی تعلیمات سے کوسوں دور رہ کر کفر وشرک کی زندگی گزار رہے ہیں اور وہ لوگ جو اسلام کو قبول کرنے کے بعد گناہوں کی دُلدُل میں پھنسے ہوئے ہیں یا جو نفس امارہ کے اطاعت گزار اور نفسانی خواہشات کے غلام ہیں،انھیں اسلام، ایمان اور نیکی کی طرف لانا،اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت و فرمانبرداری کی جانب مائل کرنا اتنا آسان کام نہیں ہے۔ یہ کام جتنا اہم ہے اتنا ہی مشکل بھی ہے۔اس کے لئے صبر واستقامت کی بھی بڑی ضرورت ہے۔

قرآن حکیم میں اللہ تعالیٰ نے حضرت لقمان کا ذکر فرمایا ہے۔حضرت لقمان اپنے بیٹے کو اسی چیز کی تعلیم دے رہے ہیں:

ترجمہ: میرے پیارے بچے! نماز صحیح صحیح ادا کیا کرو، نیکی کا حکم دیا کرو اور برائی سے روکتے رہو اور صبر کیا کرو ہر مصیبت پر جو تمہیں پہنچے، بے شک یہ بڑی ہمت کے کام ہیں۔ (سورۃ لقمان/۱۷)

مبلغ صاحب کردار ہو:

مبلغ کا صاحب کردار ہونا بہت ہی ضروری ہے۔ جب تک کوئی مبلغ خود پاکیزہ کردار کا مالک نہیں ہوگا اس کی بات کسی پر اثر انداز نہیں ہوگی اور نہ کوئی دوسرا اس کی بات سننے کے لئے آمادہ ہوگا۔خود نبی کریم ﷺ نے جب دعوتِ اسلام کا آغاز فرمایا تو کوئی اور معجزہ دکھانے کی بجائے اپنی چالیس سالہ زندگی کا کردار ہی اپنی قوم کے سامنے

رکھا اور کوہِ صفا پر کھڑے ہو کر فرمایا:

''اگر میں کہوں کہ اس پہاڑ کے پیچھے ایک لشکر ہے جو تم پر حملہ کرنے والا ہے تو کیا تم اس بات کا یقین کر لو گے''؟ تو ساری قوم نے آپ کی سچائی اور امانت داری کی گواہی دی۔ کفار مکہ انتہائی مخالفت کے باوجود حضور نبی کریم ﷺ کی سیرت پر انگلی نہیں اٹھا سکتے تھے۔ اسی لئے آپ کے خون کے پیاسے ہوتے ہوئے بھی امانتیں آپ کے پاس رکھتے تھے اور آپ کو صادق اور امین کے لقب سے پکارتے تھے۔ ابوجہل نے بھی ایک دن کہا تھا: اے محمد! (ﷺ) میں آپ کو جھوٹا نہیں کہتا مگر کیا کروں آپ کی دعوت پر میرا دل نہیں جمتا۔ آپ کے بعد صحابہ کرام ﷢ اور اولیاء عظام نے بھی اپنی پاکیزہ سیرتوں کے ذریعے ہی دین اسلام کو دنیا کے دور دراز گوشوں تک پھیلایا۔

تبلیغ انتہائی نرم لہجے میں کی جائے:

تبلیغ اور دعوت کے لئے ضروری ہے کہ انتہائی نرم لہجہ میں ہو۔ اگر مبلغ ترش، کھردرے انداز اور سخت کلامی سے کام لے گا تو لوگ اس کی طرف مائل ہونے اور اس کی گفتگو کو غور سے سننے کی بجائے اس سے نفرت کریں گے اور اس سے دور بھاگیں گے جس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ وہ شخص اپنی بات ہی دوسروں تک نہیں پہنچا سکے گا۔ لہٰذا مبلغ کے لئے ضروری ہے کہ وہ نرم مزاج اور شیریں کلام ہو۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون علیہما السلام کو سخت قسم کے کافر فرعون کے ساتھ بھی نرمی سے بات کرنے کا حکم فرمایا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿فقو لا له قو لا لينا﴾. (سورۃ طہٰ:۴۴) ''اس کے ساتھ نرمی سے گفتگو کرنا۔''

علامہ قُرطبی علیہ الرحمۃ نے اس آیت کی تفسیر میں لکھا ہے:

''قَـــوْلِ لَـيِّـــنٌ'' سے مراد ایسی گفتگو ہے جس میں کسی بھی قسم کی کوئی سخت کلامی

وغیرہ نہ ہو۔ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کو یہ حکم دیا گیا کہ وہ فرعون کے ساتھ بھی نرم لہجہ میں گفتگو کریں تو آپ کے علاوہ دوسرے لوگ تو اس بات کے زیادہ حقدار ہیں کہ وہ اس آیت کی اتباع کریں اور تند کلامی اور سخت گفتگو سے گریز کریں اور کلام میں نرمی اور شیریں بیانی کو پیش نظر رکھیں۔ (الجامع لاحکام القران ج٦ص٩٦ زیرآیت فقولا له قولا لینا)

مسجد نبوی میں پیشاب کرنے والے سے حسن سلوک:

حضرت اَنس بن مالک ﷛ بیان کرتے ہیں کہ ہم مسجد میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے ،اچانک ایک اعرابی آیا اور کھڑا ہوکر مسجد میں پیشاب کرنے لگا۔رسول اللہ ﷺ کے صحابہ ﷡ اس کو ڈانٹنے لگے۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:''اس کا پیشاب نہ روکو،اس کو چھوڑ دو''، پس انہوں نے اس کو چھوڑ دیا،حتیٰ کہ اس نے پیشاب کرلیا۔(امام بخاری کی روایت میں ہے: آپ ﷺ نے فرمایا:اس کے پیشاب کےاوپر ایک ڈول پانی بہادو،تم آسانی کرنے کے لیے بھیجے گئے ہو،مشکل میں ڈالنے کے لیےنہیں بھیجے گئے۔ (صحیح بخاری رقم الحدیث:٢٢٠)

پھر رسول اللہ ﷺ نے اس اَعرابی کو بلایا اور فرمایا یہ مساجد پیشاب یا کوئی اور گندگی ڈالنے کے لئےنہیں ہوتیں، یہ تو صرف اللہ تعالیٰ کے ذکر،نماز اورقرآن پڑھنے کے لیے ہیں پھر آپ ﷺ نے ایک شخص کوایک ڈول پانی لانے کاحکم دیااوراس پر بہادیا۔

(صحیح البخاری، رقم الحدیث: ٦٠٢٥،سنن النسائی، رقم الحدیث ٥٣،سنن ابن ماجہ، رقم الحدیث: ٥٢٨)

نمازی کی اصلاح:

حضرت معاویہ ابن الحکم سُلَّمِی ﷛ بیان کرتے ہیں:

میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھ رہا تھا،نمازیوں میں سے کسی شخص کو چھینک آئی۔ میں نے کہایَرْحَمُکَ اللّٰہُ ،تو نمازی مجھے گھور کر دیکھنے لگے، میں نے

(آہستہ آواز میں اپنے آپ سے) کہا: ان کی ماں انہیں روئے۔ (پھر بلند آواز سے انہیں کہا) تم مجھے کیوں گھور رہے ہو؟ پھر وہ اپنی رانوں پر ہاتھ مارنے لگے، تب میں نے جان لیا کہ وہ مجھے چپ کرانا چاہتے ہیں، سو میں چپ ہوگیا۔ جب رسول اللہ ﷺ نے نماز پڑھ لی، آپ ﷺ پر میرے ماں باپ فدا ہو جائیں، آپ ﷺ نے مجھے مارا نہ ڈانٹا نہ برا کہا۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

''نماز میں لوگوں کے ساتھ باتیں کرنا جائز نہیں ہے''۔ نماز میں تو صرف تسبیح، تکبیر اور قرآن کی قرأت ہوتی ہے۔ امام ابوداؤد کی دوسری روایت میں ہے:

انہوں نے کہا میں نے رسول اللہ ﷺ کی طرح نرمی کرنے والا کوئی معلم نہیں دیکھا۔

(سنن ابوداؤد، رقم الحدیث: ۹۳۱۔۹۳۰، سنن النسائی، رقم الحدیث: ۱۲۱۷، سنن دارمی، رقم الحدیث: ۱۵۰۲)

ایمان باللہ کے بعد عقل کا بڑا تقاضا:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

ایمان باللہ کے بعد عقل کا بڑا تقاضا لوگوں کے ساتھ نرم گفتگو کرنا ہے، دنیا کے نیک لوگ آخرت میں بھی نیک ہوں گے اور دنیا کے برے لوگ آخرت میں بھی برے ہوں گے۔ (مصنف ابن ابی شیبہ ج ۲ ص ۱۰۲، جمع الجوامع رقم الحدیث: ۱۲۳۳۴، الجامع الصغیر رقم الحدیث: ۴۳۷۰)

حضرت مولا علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

ایمان باللہ کے بعد عقل کا بڑا تقاضا لوگوں سے محبت کرنا ہے اور ہر نیک و بد کے ساتھ اچھا سلوک کرنا ہے۔ (المعجم الاوسط رقم الحدیث: ۶۰۶۷، حلیۃ الاولیاء ج ۳ ص ۲۰۶، الجامع الصغیر رقم الحدیث: ۴۳۶۴)

عمدہ طریقے سے بحث کریں:

عام طور پر بحث مباحثے میں یہی کوشش کی جاتی ہے کہ سامنے والے کو زیر کیا جائے اور ایسی گفتگو کی جائے کہ وہ لاجواب ہو کر خاموش ہو جائے۔ اس طرح کی بحث

سے یہ تو ہوسکتا ہے کہ اس پر عِلمِیَّت کی دھاک بیٹھ جائے لیکن ایسا شخص کبھی قائل نہیں ہوسکتا۔ دین کی تبلیغ کرتے ہوئے ایسے بحث مباحثے سے منع کیا گیا ہے کیونکہ تبلیغ کا مقصد کسی کو زیر کرنا نہیں بلکہ اس کو گمراہی کے اندھیروں سے نکال کر ہدایت کی روشنی میں لانا ہے۔اس لئے دینی بحث کرتے ہوئے مبلغ کو یہ خیال رکھنا چاہیے کہ وہ کسی کی ذات کو تنقید کا نشانہ نہ بنائے اور جس سے بحث ہورہی ہو اس کی ہر کڑوی کسیلی بات سننے کے لئے بخوشی تیار رہے۔

وحشی کے ساتھ عمدہ بحث کا ایک نمونہ:

حافظ ابن عساکر علیہ الرحمۃ والرضوان روایت کرتے ہیں:

رسول اللہ ﷺ نے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے قاتل وحشی کو بلایا اور ان کو اسلام کی دعوت دی۔ وحشی نے کہا: اے محمد! (ﷺ) آپ مجھے کس طرح اپنے دین کی دعوت دے رہے ہیں حالانکہ میں نے شرک کیا ہے، قتل کیا ہے اور زنا کیا ہے اور آپ یہ پڑھتے ہیں:

ترجمہ: ''اور جو لوگ اللہ جل جلالہ کے ساتھ کسی دوسرے معبود کی عبادت نہیں کرتے اور جس شخص کے قتل کو اللہ جل جلالہ نے حرام کیا ہے اس کو قتل نہیں کرتے مگر حق کے ساتھ (قصاص میں) اور زنا نہیں کرتے اور جو شخص ایسا کرے گا وہ سزا پائے گا۔ قیامت کے دن اس کے عذاب کو دگنا کر دیا جائے گا اور وہ اس عذاب میں ہمیشہ ذلت کے ساتھ رہے گا''۔

(الفرقان:۶۹۔۶۸)

جب وحشی نے یہ کہا تو اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ پر یہ آیت نازل کردی:

ترجمہ: ''لیکن جو (موت سے پہلے) توبہ کرلے، اور ایمان لے آئے اور نیک کام کرے تو اللہ جل جلالہ ان لوگوں کی برائیوں کو نیکیوں سے بدل دے گا اور اللہ جل جلالہ بہت بخشنے والا بے حد رحم فرمانے والا ہے''۔ (الفرقان:۷۰)

وحشی نے کہا: اے محمد! (ﷺ) یہ بہت سخت شرط ہے کیونکہ اس میں ایمان لانے سے پہلے کے گناہوں کا ذکر ہے، ہوسکتا ہے مجھ سے ایمان لانے کے بعد گناہ ہو جائیں تو پھر ایمان لانے کے بعد اگر میری بخشش نہ ہو تو پھر میرے ایمان لانے کا فائدہ! تب اللہ ﷻ نے یہ آیت نازل فرمائی: (ترجمہ)''بے شک اللہ ﷻ اپنے ساتھ شریک کئے جانے کو نہیں بخشتا اوراس کے علاوہ جو گناہ ہوا جس کے لیے چاہتا ہے بخش دیتا ہے''۔(النساء:۴۸)

وحشی نے کہا: اے محمد! (ﷺ) اس آیت میں تو مغفرت اللہ ﷻ کے چاہنے پر ہے، ہوسکتا ہے اللہ ﷻ مجھے بخشنا نہ چاہے پھر میرے ایمان لانے کا کیا فائدہ! تب اللہ ﷻ نے یہ آیت نازل فرمائی: (ترجمہ)''آپ کہئے کہ اے میرے بندو، جو اپنی جانوں پر زیادتیاں کر چکے ہوں، اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہونا، بے شک وہی بہت بخشنے والا بے حد رحم فرمانے والا ہے''۔(الزمر:۵۳)

وحشی نے کہا: اب مجھے اطمینان ہوا پھر اس نے کلمہ پڑھا اور مسلمان ہوگیا۔صحابہ رضی اللہ عنہم نے پوچھا: یہ بشارت صرف وحشی کے لیے ہے یا سب کے لیے ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا:''سب کے لیے ہے۔''(حافظ ابوالقاسم علی بن الحسن ابن عساکر،مختصر تاریخ دمشق ج۲۶ص۲۶۳۔۲۶۲)

ولی اللہ کے عمل میں عمدہ بحث کانمونہ:

حضرت سید محمد اسماعیل شاہ بخاری المعروف حضرت کرماں والے رحمۃ اللہ علیہ ایک عظیم ولی اللہ ہونے کے ساتھ ساتھ بہت زبردست مبلغ بھی تھے۔آپ کی تبلیغ سے بے شمار لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے ہدایت عطا فرمائی۔آپ کے انداز تبلیغ میں عمدہ بحث کا نمونہ دیکھنے کے لئے اس واقعہ کو ملاحظہ فرمائیے:

مولانا بشیر احمد خطیب اعظم چشتیاں شریف حال ہی میں فارغ التحصیل ہوئے تھے۔آپ کی شہرت سنی تو سوچا کہ کیوں نہ حضرت کی اصلاح کر کے ثواب کمایا جائے

اور پھر علم غیب رسول ﷺ پر مناظرہ کرنے کی ٹھان لی ۔ لگے قرآن وحدیث کے دلائل کو ازبر کرنے ۔ جب تیاری مکمل ہوگئی تو حضرت کرماں والا شریف آ پہنچے ۔ دن ڈھلے کا سماں تھا ۔ ان کا خیال تھا اگلے دن مناظرہ کیا جائے اور آج رات آرام کر کے سفر کی تھکاوٹ دور کر لی جائے اور ویسے بھی حضرت کو میری آمد کا تو کوئی علم نہیں ہے اور نہ ہی ان کو مناظرے کے متعلق کوئی اطلاع دی ہے ۔ نماز عشاء سے فارغ ہو کر مسجد میں ہی سونے کے لئے لیٹ گئے ۔ تھوڑی ہی دیر گزری تھی کہ کوئی شخص آوازیں دیتا ہوا نظر آیا کہ دیوبندی مولوی کو حضرت صاحب بلا رہے ہیں ۔ یہ چپکے لیٹے رہے کہ کسی دوسرے دیوبندی مولوی کو بلایا ہوگا جب کوئی نہ اٹھا تو وہ شخص واپس چلا گیا کچھ دیر بعد پھر آیا اور سب سے باری باری پوچھنے لگا ۔ جب دیوبندی ہونے کا کسی نے اقرار نہ کیا تو ان کے سرہانے آ کر پوچھا کیا تم دیوبندی مولوی ہو؟ اب تو انکار نہ کر سکتے تھے مجبوراً اقرار تو کر لیا لیکن تھکاوٹ وجہ سے کہہ دیا کہ کل ملیں گے ۔ وہ شخص بھی تربیت یافتہ درویش تھا اپنے درویشانہ رُعب سے کہا:

''حضرت صاحب تو اس وقت کسی سے ملتے ہی نہیں تم کتنے خوش قسمت ہو کہ تمہیں خود بلا رہے ہیں ۔ جلدی اٹھو!''

اب تو اٹھے بغیر کوئی چارہ نہ تھا ۔ اٹھ کھڑے ہوئے اور حضرت صاحب کی خدمت میں پہنچ گئے ۔ حیران تھے کہ آپ کو تو میرا نام تک معلوم نہیں اور نہ یہ کہ میں کہاں رہتا ہوں خدا جانے کس نے میرا بتا دیا......

جونہی آپ کی خدمت میں پہنچے آپ نے فرمایا: مولوی جی! آئیں ابھی علم غیب کے موضوع پر مُک چُک (فیصلہ) کر لیں ۔ اِنھوں نے جتنی آیات قرآنی اور احادیث نبوی (علی صاحبھا الصلوۃ والتسلیم) یاد کی تھیں سب باری باری پڑھ ڈالیں آپ خاموشی سے سنتے جاتے ، کبھی اٹکتے تو فرماتے ، ہوں مولوی جی پھر؟ ، یہ پھر پڑھنے لگتے یہاں تک کہ ان کا

سارا مواد ختم ہو گیا۔ جب یہ خاموش ہو گئے تو آپ نے صرف اتنا ہی فرمایا:

''مولوی جی! قرآن وحدیث میں جہاں بھی علم غیب کی نفی ہے وہ علم غیب ذاتی کی نفی ہے۔ ہم حضور ﷺ کے لیے علم غیب عطائی کے قائل ہیں۔ یعنی ذاتی علم غیب صرف اللہ ﷻ کا ہے اور حضور ﷺ کا علم غیب اللہ کی عطا سے ہے۔''

مولانا صاحب سے کوئی جواب نہ بن پڑا۔ اگلے دن اجازت لے کر رخصت ہو گئے۔

گھر پہنچے تو نہایت بے قرار تھے ایک تو مناظرے میں ہار جانے کا قلق اور دوسرا اپنی کم علمی کا احساس۔ کسی پل چین نہ آتا تھا۔ سوچا کہ ناکامی، کامیابی کا زینہ ہے دوبارہ کسی اور موضوع پر بات کرنی چاہیے۔ دراصل حضرت صاحب کی ایک مرتبہ زیارت کر لینے کے بعد دوبارہ زیارت کا اشتیاق بڑھ جاتا تھا۔ یہی ان کے ساتھ بھی ہوا۔ اب اصلاح کے جذبے کی بجائے دل کے نہاں خانوں میں ملاقات کا شوق تھا۔ ایک دوبار مختلف موضوعات پر حضرت صاحب سے گفتگو ہوئی لیکن آپ کے ایک دو جملے ہی ان کے جملہ دلائل عقلیہ ونقلیہ کو کافی ہو جاتے۔

ایک مرتبہ سوچا کہ حضرت صاحب تو پیر ہیں علم نحو سے زیادہ واسطہ کہاں ہو گا! اگر کبھی پڑھا بھی ہو گا اب تک بھول چکے ہوں گے۔ اس موضوع پر آپ سے مناظرہ کر کے اگلا پچھلا حساب چکا دینا چاہیے۔ تیاری کر کے آ پہنچے دل ہی دل میں خوش ہو رہے تھے کہ آج میرے علم کی دھاک بیٹھ جائے گی۔ آتے ہی حضرت صاحب نے فرمایا:

مولوی جی شرح ملا جامی (علم نحو کی درس نظامی کے نصاب کی بڑی نامور کتاب) کا خطبہ پڑھیں:

انھوں نے پڑھنا شروع کیا:

''اَلْحَمْدُ لِوَلِیّهٖ وَالصَّلٰوۃُ عَلٰی نَبِیِّهٖ......''

حضرت صاحب نے ہاتھ کے اشارے سے روکا اور فرمایا:

مولوی جی علم نحو کا قاعدہ ہے کہ ضمیر کو مرجع کے بغیر ذکر نہیں کیا جاتا یہاں ''ہ''
ضمیر کا مرجع کیوں ذکر نہیں کیا گیا؟''
مولانا اس غیر متوقع سوال کا کوئی معقول جواب نہ دے سکے۔ اس طرح کی چند ملاقاتوں میں حضرت صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی روحانی توجہ، عمدہ بحث اور آپ کے محبت بھرے انداز تبلیغ نے ایسا اثر دکھایا کہ وہی مولانا جو آپ کی اصلاح کی نیت سے آئے تھے نہ صرف اپنے فاسد عقائد سے تائب ہو گئے بلکہ آپ کے دست حق پرست پر بیعت بھی ہو گئے۔

(مولانا بشیر احمد صاحب ماشاء اللہ تادم تحریر (2003) بقید حیات ہیں اور پنجاب ضلع بہاولنگر میں سکونت پذیر ہیں۔ راقم کو انہوں نے یہ واقعہ دوران انٹرویو سنایا جو الحمد للہ ویڈیو ریکارڈنگ کی صورت میں موجود ہے۔)

......تلاوتِ قرآن کریں......

فہرس

صلی اللہ علی حبیبہ محمد والہ وسلم

سب سے بہتر شخص :

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

تم میں بہترین شخص وہ ہے جو قرآن مجید کا علم حاصل کرے اور لوگوں کو قرآن کریم کی تعلیم دے۔ (صحیح البخاری ج ۲ ص ۷۵۲)

تلاوت کے وقت نزول رحمت :

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا:

جب کچھ لوگ اللہ تعالیٰ کے گھروں میں سے کسی گھر میں جمع ہوکر قرآن پاک کی تلاوت کرتے اور درس وتدریس میں مصروف ہوتے ہیں تو ان پر سکون واطمینان اترتا ہے۔ رحمت انہیں ڈھانپ لیتی ہے اور فرشتے انہیں گھیر لیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ اپنی خاص مجلسوں میں ان کا ذکر فرماتا ہے۔ (صحیح مسلم، فضل الاجتماع علیٰ تلاوۃ القرآن)

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص سورہ کہف پڑھ رہا تھا، اس کے گھر میں ایک جانور تھا۔ اچانک وہ جانور بدکنے لگا اس نے دیکھا کہ ایک بادل نے اس کو ڈھانپا ہوا ہے، اس شخص نے نبی کریم ﷺ سے اس واقعہ کا ذکر کیا، آپ ﷺ نے فرمایا: اے شخص! پڑھتے رہو، یہ سکینہ ہے جو قرآن مجید کی تلاوت کے وقت نازل ہوتی ہے۔ (صحیح مسلم ج ۱ ص ۲۶۹)

اٹک کر پڑھنے والوں کو دوگنا اجر :

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

جو شخص قرآن مجید میں ماہر ہو وہ معزز اور بزرگ فرشتوں کے ساتھ رہتا ہے، اور جس شخص کو قرآن مجید پڑھنے میں دشواری ہوتی ہو اور وہ اٹک اٹک کر قرآن مجید پڑھتا ہو اس کو دو اجر ملتے ہیں۔ (صحیح مسلم ج ۱ ص ۲۶۹)

فتنوں سے نکلنے کی صورت:

حضرت مولا علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ: سنو! عنقریب فتنے برپا ہوں گے، میں نے عرض کیا یا رسول اللہ (ﷺ) ان فتنوں سے نکلنے کی کیا صورت ہے؟ آپ نے فرمایا: کتاب اللہ۔ اس میں تم سے پہلے لوگوں کی خبریں ہیں اور تمہارے بعد والوں کے لیے پیش گوئیاں ہیں اور یہ تمہارے درمیان حکم ہے، یہ (حق اور باطل کے درمیان) فیصل ہے، بے قاعد نہیں، جس متکبر نے اس کو ترک کر دیا اللہ تعالیٰ اس کو ہلاک کر دے گا، جس نے اس کے علاوہ کسی اور چیز میں ہدایت کو تلاش کیا اللہ تعالیٰ اس کو گمراہی میں رہنے دے گا، یہ اللہ تعالیٰ کی مضبوط رسی ہے، یہ حکمت آمیز نصیحت ہے۔ یہ صراط مستقیم ہے۔ اس کی وجہ سے خواہشات میں کجی نہیں آئے گی، کسی زبان کا کلام اس کے مشابہ نہیں ہوسکتا۔ علماء اس سے کبھی سیر نہیں ہوں گے، بار بار پڑھنے کے باوجود اس سے اکتاہٹ نہیں ہوگی، اس کے اسرار کبھی ختم نہیں ہوں گے، جنوں نے جب اس کو سنا تو اس پر ایمان لانے میں بالکل توقف نہیں کیا اور بے ساختہ کہا: ''بے شک ہم نے حیرت انگیز کلام سنا جو صراط مستقیم کی طرف ہدایت دیتا ہے، ہم اس پر ایمان لے آئے۔''

جس نے اس کے مطابق کہا اس نے سچ کہا۔ جس نے اس پر عمل کیا اس کو اجر دیا گیا۔ جس نے اس کے مطابق حکم کیا اس نے عدل کیا۔ جس نے اس کی دعوت دی وہ صراط مستقیم پر ہدایت یافتہ ہے۔ (جامع ترمذی ص ۴۱۳۔۴۱۲)

ایک حرف پر دس نیکیاں:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''جس شخص نے کتاب اللہ سے ایک حرف پڑھا اس کے لیے ایک نیکی ہے اور ایک نیکی کا دس گنا اجر ہے، اور میں یہ نہیں کہتا کہ ''الم'' ایک حرف ہے، بلکہ الف ایک حرف ہے، لام

ایک حرف ہے اور میم ایک حرف ہے''۔ (الم پڑھنے کی تیس نیکیاں ہیں) (جامع ترمذی ص۴۱۳)

اے اللہ! اس سے راضی ہو جا!

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

قیامت کے دن قرآن پڑھنے والا آئے گا تو قرآن کہے گا اے رب! اس کو مزین کر، تب اس کو عزت کا تاج پہنایا جائے گا۔ پھر قرآن کہے گا: اے رب! اس سے راضی ہو جا! تو اللہ تعالیٰ اس سے راضی ہو جائے گا۔ پھر اس شخص سے کہا جائے گا قرآن پڑھتا جا اور (جنت کے درجوں پر) چڑھتا جا اور ہر آیت کے بدلہ میں اس کو نیکی دی جائے گی۔ (جامع ترمذی ص۴۱۳)

جس دل میں قرآن نہیں وہ ویران ہے:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص کے پیٹ میں قرآن نہ ہو وہ ویران گھر کی مانند ہے۔ (جامع ترمذی ص۴۱۴)

قرآن پڑھنے سے جنت میں ترقی:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

قرآن پڑھنے والے سے کہا جائے گا قرآن پڑھتا جا اور جنت کے درجوں میں چڑھتا جا اور جس طرح دنیا میں آہستہ آہستہ قرآن پڑھتا تھا اسی طرح پڑھ، جہاں تو آخری آیت پڑھے گا وہاں ہی تیرا ٹھکانہ ہوگا۔ (جامع ترمذی ص۴۱۴)

بلند اور آہستہ آواز میں قرآن پڑھنے کا اجر:

حضرت عُقبہ ابن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے: اعلانیہ قرآن پڑھنے والا، اعلانیہ صدقہ کرنے والے کی مانند ہے اور پوشیدگی سے قرآن پڑھنے والا پوشیدگی سے صدقہ دینے والے کی طرح ہے۔ (جامع ترمذی، ص۴۱۴)

مانگنے والوں سے زیادہ عطا کروں گا:

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اللہ سبحانہ وتعالیٰ فرماتا ہے جو شخص قرآن پڑھنے میں مشغولیت کی وجہ سے میرا ذکر نہ کرسکا اور مجھ سے دعا نہ کرسکا۔ میں اس کو دعا کرنے والوں سے زیادہ عطا فرماؤں گا، اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے کلام کی فضیلت باقی کلاموں پر ایسی ہے جیسے اللہ کی فضیلت مخلوق پر ہے۔ (جامع الترمذی، ص ۴۱۵)

قرآن والے اللہ جل جلالہ والے ہیں:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

بے شک اللہ جل جلالہ کی مخلوق میں سے کچھ لوگ اللہ والے ہیں، صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا:

یارسول اللہ (ﷺ)! وہ کون ہیں آپ ﷺ نے فرمایا: قرآن والے اللہ والے ہیں اور اللہ کے خاص بندے ہیں۔ (سنن کبری ج ۵ ص ۱۷)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری امت کے بزرگ لوگ حاملین قرآن ہیں۔ (مجمع الزوائد ج ۷ ص ۱۶۱)

دو خصلتوں میں رشک کرنا جائز ہے:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

صرف دو خصلتوں میں حسد (رشک) کرنا جائز ہے، ایک وہ شخص جس کو اللہ نے مال دیا اور وہ دن رات اس مال کو (اللہ کی راہ میں) خرچ کرتا ہے، اور دوسرا وہ شخص جس کو اللہ تعالیٰ نے قرآن دیا اور وہ دن رات قیام میں قرآن پڑھتا ہے۔ (سنن کبری ج ۵ ص ۲۷)

بیٹے کے قرآن پڑھنے کا صلہ:

حضرت ابو اُمامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں قرآن پڑھا

نے کا حکم دیا اور اس پر ترغیب دلائی، اور فرمایا قیامت کے دن جب قرآن پڑھنے والے کے گھر بہت سخت حاجت ہوگی تو قرآن ان کے پاس آئے گا اور مسلمان سے کہے گا: مجھے پہچانتے ہو؟ وہ شخص کہے گا تم کون ہو؟ وہ کہے گا میں وہ ہوں جس سے تم محبت کرتے تھے اور اس سے جدائی کو ناپسند کرتے تھے۔ جو تم کو کھینچتا تھا اور تم کو قریب کرتا تھا۔ وہ شخص کہے گا شاید تم قرآن ہو۔ پھر قرآن اس کو اس کے رب ﷻ کے پاس لے جائے گا۔ اس کے دائیں طرف فرشتہ ہوگا اور بائیں طرف جنت ہوگی۔ اس کے سر پر سکینہ رکھا جائے گا اور اس کے ماں باپ کو تمام دنیا سے قیمتی حلے (لباس) دیئے جائیں گے۔ وہ کہیں گے کہ ہمارے اعمال تو اس انعام کے لائق نہیں۔ یہ کس چیز کا صلہ ہیں؟ قرآن کہے گا: یہ تمہارے بیٹے کے قرآن کے پڑھنے کی وجہ سے ہے۔ (مجمع الزائد ج ۷ص ۱۶۰)

سورج کی روشنی سے زیادہ خوبصورت تاج:

معاذ بن انس رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

جس شخص نے سبحان اللہ العظیم کہا اس کے لیے جنت میں ایک پودا اگایا جاتا ہے اور جس نے پورا قرآن پڑھا اور اس پر عمل کیا اس کے والدین کو ایک تاج پہنایا جائے گا جو سورج کی روشنی سے زیادہ حسین ہوگا۔

(مجمع الزوائد ج ۷ص ۱۶۲،۱۶۱)

تلاوت قرآن قیامت کا نور:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:
جس شخص نے قرآن مجید کی کسی ایک آیت کو قصداً سنا، اس کے لیے ایک نیکی کو

دگنا کر کے لکھا جائے گا اور جس نے اس کو تلاوت کیا وہ قیامت کے دن اس کے لیے نور ہو جائے گی۔ (مجمع الزوائد ج ۷ ص ۱۶۲)

گھر کے دس افراد کی شفاعت:

حضرت مولا علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

جس شخص نے قرآن مجید پڑھا اور اس کو حفظ کیا، اللہ تعالیٰ اس کو جنت میں داخل کر دے گا اور اس کو اس کے گھر کے دس ایسے افراد کی شفاعت کرنے والا بنائے گا جن میں سے ہر ایک کے لیے جہنم واجب ہو چکی ہو گی۔ (سنن ابن ماجہ ص ۱۹)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

جو شخص قرآن کے حلال کو حلال قرار دے اور اس کے حرام کو حرام قرار دے تو وہ اپنے گھر کے ان دس افراد کے لیے شفاعت کرے گا جن میں سے ہر ایک کے لیے جہنم واجب ہو چکی ہو گی۔ (مجمع الزوائد ج ۷ ص ۱۶۲)

اللہ جل جلالہ اور اسکے رسول ﷺ سے محبت کی نشانی:

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا جو شخص یہ پسند کرتا ہے کہ اس سے اللہ اور رسول محبت کریں وہ غور کرے اگر وہ قرآن سے محبت کرتا ہے تو وہ اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہے۔ (اس حدیث کو طبرانی نے روایت کیا ہے اور اس کے تمام راوی ثقہ ہیں۔) حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا جو شخص علم کا ارادہ کرے وہ قرآن میں غور کرے کیونکہ اس میں اوّلین و آخِرین کا علم ہے۔ (مجمع الزوائد ج ۷ ص ۱۶۵)

اگلے پچھلے گناہوں کی معافی:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

جس شخص نے اپنے بیٹے کو ناظرہ قرآن پڑھایا اس کے اگلے اور پچھلے گناہ بخش

دیئے جائیں گے اور جس نے اس کو زبانی قرآن پڑھایا تو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کو ایسی صورت پر اٹھائے گا جیسے چودھویں رات کا چاند ہوتا ہے اور اس کے بیٹے سے کہا جائے گا قرآن پڑھو جب بھی وہ ایک آیت پڑھے گا اللہ تعالیٰ اس کے باپ کا ایک درجہ بلند کر دے گا حتیٰ کہ اس کا بیٹا وہ تمام قرآن پڑھ لے گا جو اس کو یاد ہے۔ (مجمع الزوائد ج ۷ ص ۱۶۶-۱۶۵)

باپ کے سر پر تاج:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

جو شخص بھی اپنے بچے کو دنیا میں قرآن کی تعلیم دیتا ہے اس کو قیامت کے دن جنت میں تاج پہنایا جائے گا جس کو تمام جنت والے پہچان لیں گے کہ یہ دنیا میں اس کے بیٹے کو قرآن پڑھانے کی وجہ سے پہنایا گیا ہے۔ (مجمع الزوائد ج ۷ ص ۱۶۶-۱۶۵)

گھر میں قرآن پڑھنے سے خیر ہوتی ہے:

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

جس گھر میں قرآن پڑھا جائے اس میں بہت خیر ہوتی ہے اور جس گھر میں قرآن نہ پڑھا جائے اس میں کم خیر ہوتی ہے۔ (مجمع الزوائد ج ۷ ص ۱۷۱)

سورۃ اخلاص تہائی قرآن کے برابر:

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے سورۂ اخلاص پڑھنے کے بارے میں فرمایا: اس ذات کی قسم! جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے یہ تہائی قرآن کے برابر ہے۔ ایک روایت میں ہے نبی کریم ﷺ نے صحابہ کرام سے فرمایا: ''کیا تم میں سے کوئی اس بات سے عاجز ہے کہ ایک رات میں تہائی قرآن پڑھے؟ صحابہ کرام کو یہ بات مشکل معلوم ہوئی انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ (ﷺ)! ہم میں سے کون اس کی طاقت رکھتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: سورۂ اخلاص قرآن کا تہائی حصہ ہے''۔ (صحیح بخاری، کتاب فضائل القرآن)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ایک آدمی نے کسی کو ''**قل ھو اللہ احد**'' پڑھتے ہوئے سنا وہ بار بار پڑھ رہا تھا۔ صبح ہوئی تو وہ بارگاہ رسالت ﷺ میں حاضر ہوا اور یہ واقعہ عرض کیا۔ یہ شخص اس بات کو معمولی جانتا تھا۔

رسول کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔ یہ سورت تہائی قرآن کے برابر ہے''۔ (صحیح بخاری، کتاب فضائل القرآن)

سورۃ اخلاص کی محبت جنت میں داخل کرے گی:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! میں اس سورت ''**قل ھو اللہ احد**'' کو پسند کرتا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: بلاشبہ اس کی محبت تمہیں جنت میں داخل کرے گی۔ (جامع ترمذی، باب ماجاء فی سورۃ الاخلاص)

دجال کے فتنے سے محفوظ:

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا:

جس نے سورۂ کہف کی ابتدائی دس آیات یاد کرلیں وہ دجال (کے فتنہ) سے محفوظ ہوگیا۔ ایک روایت میں سورۂ کہف کی آخری آیات کے بارے میں ہے۔ (صحیح مسلم بحوالہ مشکوٰۃ)

بری نظر سے حفاظت کا دم:

حضرت عُقْبہ بن عامر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:۔ کیا تو نے ان چند آیات کو نہیں دیکھا جو آج رات نازل ہوئیں؟ ان کی مثال کبھی نہیں دیکھی گئی ''**قل اعوذ برب الفلق**'' اور ''**قل اعوذ برب الناس**'' (اس سے سورۃ فلق اور سورۃ الناس مراد ہیں) (صحیح مسلم بحوالہ مشکوٰۃ)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

نبی کریم ﷺ جنوں اور انسانوں کی بری نظر سے پناہ مانگا کرتے تھے۔ جب یہ دو سورتیں نازل

ہوئیں تو آپ ﷺ نے انہیں اختیار فرما لیا اور ان کے علاوہ کو چھوڑ دیا۔ (مشکوٰۃ بحوالہ جامع ترمذی)

سورۃ ملک سفارش کرے گی:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا: ۔قرآن پاک کی ایک سورت جو تیس آیات پر مشتمل ہے۔ایک آدمی (پڑھنے والے) کی سفارش کرے گی یہاں تک کہ اسے بخش دیا جائے گا۔یہ ''سورۂ ملک'' ہے۔

(مشکوۃ بحوالہ ابوداؤد، ترمذی)

سورۃ البقرہ کی فضیلت:

حضرت ابومسعود بدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: جس نے رات کو سورۂ بقرہ کی آخری دو آیات پڑھیں وہ اسے کافی ہوں گی۔ (صحیح بخاری وصحیح مسلم بحوالہ مشکوٰۃ)

مفسرین فرماتےہیں کہ اس سے مراد ہے رات کو مکروہ چیز سے کفایت کریں گی اور بعض نے قیام لیل سے کفایت کرنا مراد لیا ہے۔ (اسے رات بھر کھڑے ہو کر نوافل پڑھنے کا ثواب ملے گا)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

اپنے گھروں کو قبرستان نہ بناؤ۔ بے شک شیطان اس گھر سے بھاگتا ہے جس میں سورۂ بقرہ پڑھی جائے۔ (مشکوۃ بحوالہ صحیح مسلم)

قرآن کی باعظمت آیت:

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

اے ابوالمنذر! کیا تمہیں معلوم ہے کہ تمہارے پاس آیاتِ قرآن میں سے کونسی آیت زیادہ باعظمت ہے؟ (فرماتے ہیں) میں نے عرض کیا ''اللہ لا الہ الا ھو الحی القیوم'' (آیت الکرسی) (یہ سُن کر) آپ ﷺ نے اپنا دست مبارک میرے سینے پر مارا اور فرمایا ابوالمنذر! تمہیں علم مبارک ہو۔ (صحیح مسلم بحوالہ مشکوٰۃ)

اس نے سچ کہا حالانکہ وہ جھوٹا ہے:

حضرت ابو ہریرہ ﷜ فرماتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے مجھے صدقہ فطر کی حفاظت پر مقرر فرمایا۔ چنانچہ ایک آنے والا آیا اور غلہ اٹھانے لگا۔ میں نے اسے پکڑ لیا اور کہا میں تجھے ضرور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں پیش کروں گا۔ اس نے کہا میں محتاج ہوں، مجھ پر اہل وعیال کا بوجھ ہے اور میں سخت حاجت مند ہوں ۔ (حضرت ابو ہریرہ ﷜ فرماتے ہیں) میں نے اسے چھوڑ دیا۔ صبح ہوئی تو رسول کریم ﷺ نے فرمایا:

اے ابو ہریرہ! گزشتہ رات کے تمہارے چور نے کیا کیا؟ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ (ﷺ)! اس نے حاجت اور اہل وعیال کی شکایت کی تو میں نے رحم کھاتے ہوئے اسے چھوڑ دیا، آپ ﷺ نے فرمایا: اس نے تم سے جھوٹ بولا ہے۔ وہ پھر آئے گا (آپ فرماتے ہیں) مجھے نبی کریم ﷺ کے ارشاد کے مطابق یقین تھا کہ وہ لوٹ کر آئے گا۔ چنانچہ میں اس کا انتظار کرنے لگا۔ وہ آیا اور غلہ اٹھانے لگا۔ میں نے کہا میں ضرور بضرور تجھے بارگاہِ رسالت ﷺ میں پیش کروں گا۔ اس نے کہا مجھے چھوڑ دو کیونکہ میں محتاج اور عیال دار ہوں۔ آئندہ نہیں آؤں گا۔ (ابو ہریرہ ﷜ فرماتے ہیں) میں نے رحم کرتے ہوئے اسے چھوڑ دیا۔ صبح کے وقت نبی کریم ﷺ نے مجھے فرمایا: اے ابو ہریرہ (﷜)! تمہارے گزشتہ رات کے قیدی نے کیا کیا؟ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ (ﷺ)! اس نے ضرورت اور عیال داری کی شکایت کی تو میں نے اس پر ترس کھاتے ہوئے چھوڑ دیا۔

آپ ﷺ نے فرمایا:

اس نے تم سے جھوٹ بولا ہے۔ آج وہ پھر آئے گا۔

(ابو ہریرہ ﷜ فرماتے ہیں) میں تیسری مرتبہ اس کا انتظار کرنے لگا۔ وہ آ کر غلہ اٹھانے

لگا تو میں نے اسے پکڑ لیا۔ میں نے کہا میں ضرور تجھے رسول اللہ ﷺ کے پاس لے جاؤں گا۔ یہ تیسری بار ہے تو کہتا رہا کہ واپس نہیں آؤں گا پھر آتا رہا۔

اس نے کہا: مجھے چھوڑ دے میں تجھے چند کلمات سکھاؤں گا جن کے باعث اللہ تعالیٰ تجھے نفع عطا فرمائے گا۔ میں نے کہا: وہ کلمات کیا ہیں؟

اس نے کہا: جب تو اپنے بستر پر جائے تو آیۃ الکرسی پڑھ لیا کر۔ بے شک اللہ تعالیٰ کی طرف سے تجھ پر ایک نگہبان مقرر ہوگا۔ اور صبح تک شیطان تیرے قریب نہیں آئے گا۔ پس میں نے اسے چھوڑ دیا۔ صبح ہوئی تو رسول اکرم ﷺ نے مجھے فرمایا:۔ تیرے رات کے قیدی نے کیا کیا؟ میں نے عرض کیا: ''یارسول اللہ (ﷺ)! اس نے بتایا کہ وہ مجھے چند کلمات سکھائے گا جن سے اللہ تعالیٰ مجھے فائدہ پہنچائے گا۔

آپ ﷺ نے فرمایا:۔ وہ کلمات کیا ہیں؟ میں نے عرض کیا: اس نے مجھے کہا کہ جب بستر پر جائے تو آیت الکرسی شروع سے ختم آیت تک پڑھ لیا کر۔ اور مجھے کہا کہ تو ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک محافظ کی حفاظت میں رہے گا اور شیطان ہرگز تیرے قریب نہیں آئے گا حتیٰ کہ صبح ہو جائے (یہ سن کر) رسول کریم ﷺ نے فرمایا:

سنو! اس نے تم سے سچ کہا حالانکہ وہ جھوٹا ہے۔ اے ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ)! جانتے ہو تم تین دن کس سے مخاطب رہے؟ میں نے عرض کیا: ''میں نہیں جانتا'' آپ ﷺ نے فرمایا: ''وہ شیطان تھا۔''

(مشکوۃ بحوالہ صحیح بخاری شریف)

سورۃ فاتحہ قرآن کی سب سے عظیم سورۃ ہے

حضرت ابوسعید بن معلیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نماز پڑھ رہا تھا (دوران نماز) نبی ﷺ نے مجھے بلایا، میں حاضر نہ ہوا اور عرض کیا:

یارسول اللہ (ﷺ)! میں اس وقت نماز پڑھ رہا ہوں، آپ نے فرمایا، کیا اللہ نے یہ نہیں فرمایا؟

﴿اِستَجِيبُوا لِللهِ وَلِلرَّسُولِ اِذَا دَعَاكُم لِمَا يُحيِيكُم﴾ (الانفال: ۲۴)

ترجمہ: ''اللہ اور رسول کے بلانے پر (فوراً) حاضر ہو جاؤ۔''

پھر فرمایا: سنو! میں تم کو مسجد سے باہر نکلنے سے پہلے قرآن کی سب سے عظیم سورت کی تعلیم دوں گا، پھر آپ نے میرا ہاتھ پکڑ لیا، جب ہم نے باہر نکلنے کا ارادہ کیا تو میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! آپ نے فرمایا تھا کہ میں تم کو قرآن کی سب سے عظیم سورت کی تعلیم دوں گا، آپ نے فرمایا **الحمد للہ رب العالمین** یہ ''سبع مثانی'' ہے اور یہ وہ قرآن عظیم ہے جو مجھے دیا گیا۔ (صحیح بخاری ج۲ص۷۴۹)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ قرآن مجید کی سب سے عظیم سورت، سورت فاتحہ ہے، اور اس کا نام'' **السبعُ المثانی** '' بھی ہے، اور یہ کہ رسول اللہ ﷺ اگر نماز کے دوران بلائیں، تب بھی آنا واجب ہے، اور رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہونے سے نماز نہیں ٹوٹتی۔

سورۃ فاتحہ میں شفا ہے:

عبدالملک بن عمیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

فاتحہ الکتاب سے ہر بیماری کی شفاء ہے۔

(سنن دارمی ج۲ص۳۲۰)

رسول اللہ ﷺ فاتحہ کیسے تلاوت فرماتے؟

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ٹھہر ٹھہر کر پڑھتے تھے۔ **الحمد لله رب العلمين** پڑھتے پھر ٹھہرتے، پھر الرحمٰن الرحیم پڑھتے، پھر ٹھہرتے پھر **مالک یوم الدین** پڑھتے۔ (جامع ترمذی ص۴۱۵)

سورۃ فاتحہ کا دم اور دم کی اجرت:

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں:

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے چند صحابہ رضی اللہ عنہم سفر میں تھے۔ ان کا عرب کے قبیلوں میں سے ایک قبیلے کے پاس سے گزر ہوا، صحابہ رضی اللہ عنہم نے ان سے مہمانی طلب کی، انہوں نے صحابہ کو مہمان نہیں بنایا۔ اس قبیلے کے سردار کو بچھو نے ڈنگ مارا تھا۔ انہوں نے اس کے لئے تمام جتن کئے لیکن کسی چیز سے اس کو فائدہ نہیں ہوا۔ پھر ان میں سے کسی نے کہا یہ جماعت جو یہاں ٹھہری ہوئی ہے ہوسکتا ہے ان کے پاس کوئی ایسی چیز ہو۔ وہ ان کے پاس گئے اور کہا کہ اے لوگو! ہمارے سردار کو بچھو نے ڈنگ مار دیا ہے اور ہم ہر کوشش کر چکے ہیں ان کو کسی چیز سے فائدہ نہیں پہنچ رہا۔ کیا تم میں سے کسی کے پاس کوئی چیز ہے؟ ایک صحابی نے کہا ہاں! اللہ کی قسم میں دم کرتا ہوں، لیکن اب میں تم پر بالکل دم نہیں کروں گا حتیٰ کہ تم مجھے کوئی انعام دو کیونکہ ہم نے تم سے مہمانی طلب کی تھی، تم نے ہماری مہمانی نہیں کی۔ انہوں نے بکریوں کی ایک معین تعداد (سنن ابن ماجہ میں ہے تیس بکریوں) پر صلح کی، پھر وہ گئے اور **الحمد للہ رب العالمین** (صحیح مسلم میں ہے سورہ فاتحہ) پڑھ کر اس پر دم کیا۔ وہ بالکل تندرست ہو گیا اور اس طرح چلنے لگا کہ گویا اس کو کوئی بیماری ہی نہیں تھی۔ سردار نے کہا ہے کہ ان سے جس انعام کا وعدہ کیا ہے وہ ان کو پورا پورا دو۔ بعض صحابہ نے کہا کہ اس انعام کو پورا پورا تقسیم کرلو، بعض نے کہا نہیں یہ دم کی اجرت ہے اس کو اس وقت تک تقسیم نہ کرو یہاں تک کہ ہم نبی کریم ﷺ تک پہنچ جائیں اور ہم آپ کے سامنے تمام ماجرا بیان کریں اور پھر دیکھیں کہ آپ ﷺ اس میں کیا حکم فرماتے ہیں۔ جب وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچے تو سارا ماجرا بیان کیا۔ آپ نے فرمایا:

تمہیں کس نے بتایا کہ یہ دم ہے؟ پھر آپ نے فرمایا:

تم نے درست کیا اس کو تقسیم کرلو اور اس میں سے میرا حصہ بھی نکالو، پھر آپ ﷺ ہنسے۔

(صحیح البخاری رقم الحدیث :۲۲۷۶، صحیح مسلم رقم الحدیث : ۲۲۰۱، سنن ابو داؤد رقم الحدیث : ۳۹۰۲، جامع الترمذی رقم الحدیث :۲۰۶۴، سنن ابن ماجہ رقم الحدیث :۲۱۵۶)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سورہ فاتحہ پڑھ کر بیمار شخص پر دم کرنا نہ صرف جائز ہے بلکہ صحابہ کرام کی سنت بھی ہے، اور یہ کہ قرآن شریف پڑھ کر دم کرنے کی اجرت لینا جائز ہے۔اس حدیث شریف میں اس بات کا بھی ثبوت ہے کہ مرید کو اگر شیخ کی تعلیم سے کوئی آمدنی ہوتو اس میں شیخ کا بھی حصہ ہوتا ہے۔اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ مرید کو چاہئے کہ اپنے شیخ کو نذر پیش کرے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر شیخ چاہے تو مرید کی فتوحات سے حصہ مانگ سکتا ہے۔

ہمارے دم میں شفا کیوں نہیں؟

کچھ لوگ یہ کہتے ہیں کہ ہم کسی بیمار کو سورہ فاتحہ پڑھ کر دم کریں تو شفا کیوں نہیں ہوتی تو اس کی وجہ یہ ہے کہ سورہ فاتحہ کے شفاء ہونے میں تو کوئی کمی نہیں ہے البتہ دم کرنے والے میں روحانیت کی کمی ہوسکتی ہے یا پھر یہ بھی ہوسکتا ہے کہ دم کرنے والے میں روحانیت کی کمی نہ ہو لیکن اللہ تعالیٰ کے ہاں اس بیمار کے حق میں شفا سے زیادہ بیماری بہتر ہو۔

سورۃ فاتحہ بے مثل سورۃ ہے:

حضرت ابوزید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ مدینہ منورہ کے کسی راستہ پر جارہا تھا، آپ نے ایک شخص کی آواز سنی جو تہجد کی نماز میں ام القرآن (سورہ فاتحہ) پڑھ رہا تھا، نبی کریم ﷺ کھڑے ہوکر اس سورت کو سنتے رہے حتیٰ کہ اس نے وہ سورت ختم کرلی، آپ نے فرمایا: قرآن میں اس کی مثل (اور کوئی سورت) نہیں ہے۔

(مجمع الزوائد ج۶ ص۳۱۰)

حضرت ابو ہریرہ ﷺ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ حضرت ابی بن کعب ﷺ کے پاس تشریف لے گئے ، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے ابی! اور وہ اس وقت نماز پڑھ رہے تھے، حضرت ابی نے مڑکر دیکھا اور جواب نہ دیا، حضرت ابی نے جلدی جلدی نماز پڑھی پھر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: ''السلام علیك یارسول اللہ''! رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: وعلیکم السلام اے ابی! جب میں نے تم کو بلایا تھا تو تم کو آنے سے کس چیز نے روکا تھا؟ انہوں نے کہا یارسول اللہ! میں نماز میں تھا، آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے جو میری طرف وحی فرمائی ہے کیا تمہیں اس میں یہ حکم نہیں ملا:

﴿اِسۡتَجِیۡبُوا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوۡلِ اِذَا دَعَاكُمۡ لِمَا یُحۡیِیۡكُمۡ﴾ (الانفال: ۲۴)

ترجمہ: ''جب اللہ اور رسول تمہیں اس چیز کی طرف بلائیں جو تمہیں زندہ کردے گی تو (فوراً) حاضر ہوجاؤ۔''

حضرت ابی ﷺ نے کہا کیوں نہیں؟ اور میں انشاء اللہ دوبارہ ایسا نہیں کروں گا، آپ ﷺ نے فرمایا، کیا تم یہ پسند کرتے ہو کہ میں تم کو ایسی سورت کی تعلیم دوں، جس کی مثل تورات میں نازل ہوئی نہ انجیل میں، نہ زبور میں نہ قرآن میں، میں نے کہا جی! یارسول اللہ! رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم نماز میں کس طرح پڑھتے ہو؟ تو انہوں نے ام القرآن (سورہ فاتحہ) پڑھی، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اس ذات کی قسم! جس کے قبضہ وقدرت میں میری جان ہے! اس کی مثل تورات میں نازل ہوئی ہے نہ انجیل میں، نہ زبور میں نہ فرقان میں، یہ السبع الثانی (دو دو بار پڑھی جانے والی سات آیتیں) ہیں اور وہ قرآن عظیم ہے جو مجھے دیا گیا ہے۔

(جامع ترمذی رقم الحدیث: ۲۸۷۵)

نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہونے سے نماز باطل نہیں ہوتی:

اس حدیث کو امام بغوی نے بھی اپنی سند کے ساتھ روایت کیا ہے، اور وہ اس حدیث کی تشریح میں لکھتے ہیں:

اس حدیث میں یہ دلیل ہے کہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہونے سے نماز باطل نہیں ہوتی، کیونکہ تم ''اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّھَاالنَّبِیّ'' کہہ کر نماز میں حضور ﷺ سے خطاب کرتے ہو، جب کہ کسی اور کے ساتھ نماز میں مخاطب ہونے سے نماز باطل ہو جاتی ہے۔

(شرح السنۃ ج ۳ ص ۱۵۔۱۴)

سورۃ فاتحہ، بندے اور اللہ ﷻ کے درمیان مکالمہ:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اللہ تعالیٰ نے فرمایا، میرے اور میرے بندے کے درمیان سورہ فاتحہ کو آدھا، آدھا تقسیم کر دیا گیا ہے۔ میرے بندے کے لیے وہ چیز ہے جس کا وہ سوال کرے اور جب بندہ کہتا ہے ﴿الحمد للہ رب العلمین﴾ تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میرے بندے نے میری حمد کی، اور جب وہ کہتا ہے ﴿الرحمٰن الرحیم﴾ تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میرے بندے نے میری ثناء کی ،اور جب وہ کہتا ہے ﴿مالك یوم الدین﴾ تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میرے بندے نے میری تعظیم کی، اور ایک بار فرمایا میرے بندے نے (خود) کو میرے سپرد کر دیا، اور جب وہ کہتا ہے ﴿ایاك نعبد وایاك نستعین﴾ تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: یہ میرے اور میرے بندہ کے درمیان ہے، اور میرے بندہ کے لیے وہ ہے جس کا وہ سوال کرے، اور جب وہ کہتا ہے ﴿اھدنا الصراط

المستقيم صراط الذين انعمت علیھم غير المغضوب علیھم ولا الضا لین ﴾ تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یہ میرے بندہ کے لیے ہے اور میرے بندہ کے لیے وہ چیز ہے جس کا وہ سوال کرے۔

(صحیح مسلم ج۱ص۱۷۰۔۱۶۹)

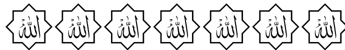
آپ کو دونوروں کی بشارت ہو:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ جس وقت جبرائیل علیہ السلام نبی کریم ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے تو انہوں نے اوپر کی جانب سے ایک چرچراہٹ کی آواز سنی، حضرت جبرائیل علیہ السلام نے کہا یہ آسمان کا ایک دروازہ ہے جو آج کھولا گیا ہے اور آج سے پہلے کبھی نہیں کھولا گیا۔ اس دروازہ سے ایک فرشتہ نازل ہوا، حضرت جبرائیل علیہ السلام نے کہا یہ فرشتہ جو زمین کی طرف نازل ہوا ہے یہ آج سے پہلے کبھی نازل نہیں ہوا تھا، اس فرشتہ نے آکر سلام عرض کیا اور کہا آپ کو دونوروں کی بشارت ہو جو آپ کو دیئے گئے ہیں اور آپ سے پہلے کسی نبی کو نہیں دیئے گئے، ایک نور فاتحۃ الکتاب ہے اور دوسرا نور سورہ بقرہ کی آخری آیتیں ہیں، ان میں سے جس حرف کو بھی آپ پڑھیں گے وہ آپ کو دے دیا جائے گا۔ (سنن نسائی ۵ص۱۳۔۱۲)

نزول فاتحہ کے دن ابلیس رویا:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جس دن فاتحۃ الکتاب (سورہ فاتحہ) نازل ہوئی، اس دن ابلیس بہت رویا تھا، اور یہ سورت مدینہ منورہ میں نازل ہوئی تھی۔

(اس حدیث کو امام طبرانی نے معجم اوسط میں روایت کیا ہے اور اس کی سند صحیح ہے۔ مجمع الزوائد ۶ص۳۱۱)



......توبہ اور اِستِغفار کریں......

فہرس

صلی اللہ علی حبیبہ محمد والہ وسلم

قرآن مجید میں استغفار کا طریقہ

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْا اَنْفُسَهُمْ جَاءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا﴾ (سورۃ النساء آیت:64)

ترجمہ: اور اگر وہ اپنی جانوں پر ظلم کر لیں تو [اے نبی (ﷺ)] آپ کی بارگاہ میں حاضر ہو جائیں پھر اللہ جل جلالہ سے مغفرت طلب کریں اور ان کے لئے رسول بھی استغفار کریں تو وہ ضرور اللہ جل جلالہ کو توبہ قبول فرمانے والا اور بے حد رحم فرمانے والا پائیں گے۔

اس آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے توبہ اور استغفار کا طریقہ بڑی وضاحت سے بیان فرمایا ہے کہ گناہ گار توبہ کی مقبولیت چاہتے ہیں تو حضور نبی کریم ﷺ کا وسیلہ اختیار کریں۔ حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ بھی آپ ﷺ کے وسیلے سے ہی قبول ہوئی۔ آج بھی جو حضور نبی کریم ﷺ کے وسیلے سے استغفار کرتا ہے اللہ رب العزۃ اسکی مغفرت فرما دیتا ہے۔ امام قرطبی علیہ الرحمۃ والرضوان لکھتے ہیں:

''ابو صادق علیہ الرحمۃ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ کے وصال کے تین دن بعد ایک اعرابی ہمارے پاس آیا اس نے اپنے آپ کو قبر انور پر گرا لیا اور وہاں کی مٹی اپنے سر پر ڈال لی اور کہنے لگا: یا رسول اللہ ﷺ ہم نے آپ کا ارشاد پاک سنا آپ نے اللہ تعالیٰ سے اور ہم نے آپ سے کلام الٰہی کو سنا۔ جو کلام اللہ تعالیٰ نے آپ پر نازل فرمایا اس میں ہے:'' ترجمہ: اور اگر وہ اپنی جانوں پر ظلم کر لیں تو (اے نبی) آپ کی بارگاہ میں حاضر ہو جائیں پھر اللہ سے مغفرت طلب کریں اور ان کے لئے رسول بھی استغفار کریں تو ضرور

اللہ ﷻ کوتوبہ قبول فرمانے والا اور بے حد رحم فرمانے والا پائیں گے۔'' یارسول اللہ (ﷺ) میں نے اپنی جان پر ظلم کرلیا ہے اور آپ کی بارگاہ میں حاضر ہو گیا ہوں، آپ میرے لئے استغفار فرمایئے۔قبرانور سے آواز آئی: ''بے شک اللہ نے تمہیں بخش دیا''۔(الجامع لاحکام القرآن تفسیر زیرآیت ﴿وما ارسلنا من رسول الا لیطاع﴾)

اللہ تعالیٰ خوش ہوتا ہے:

حضرت ابوہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں اپنے بندے کے گمان کے ساتھ ہوں اور جہاں وہ ذکر کرتا ہے میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں۔اور بخدا اللہ کو اپنے بندے کی توبہ پر اس سے زیادہ خوشی ہوتی ہے کہ جب تم میں سے کسی شخص کی جنگل میں گمشدہ سواری مل جائے۔(یعنی جتنی خوشی اس بندے کو اپنی گمشدہ سواری ملنے پر ہوتی ہے اس سے کہیں زیادہ اللہ تعالیٰ کو بندے کی توبہ پر ہوتی ہے) جو بندہ ایک بالشت میرے قریب آتا ہے میں ایک ہاتھ اس کے قریب آتا ہوں اور جو ایک ہاتھ میرے قریب آتا ہے میں چار ہاتھ اس کے قریب آتا ہوں اور جو میرے پاس چل کر آتا ہے میں اس کے پاس دوڑتا ہوا آتا ہوں۔

(صحیح مسلم، رقم الحدیث:٦٨٢٦)

اس حدیث شریف میں فرمایا گیا ہے کہ بندہ ایک ہاتھ اللہ ﷻ کے قریب ہوتا ہے تو اللہ چار ہاتھ اس کے قریب ہوتا ہے اور جو اللہ کے پاس چل کر آتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے پاس دوڑتا ہوا آتا ہے۔یہ صرف سمجھانے کے لئے فرمایا گیا ہے کہ بندہ اگر اللہ تعالیٰ کی رضا چاہنے کی تھوڑی سی بھی کوشش کرے تو اللہ اس سے بہت

جلد راضی ہو جاتا ہے اور اس کی کوشش کے حساب سے کہیں زیادہ خوش ہو جاتا ہے۔

ہم تو مائل بہ کرم ہیں کوئی سائل ہی نہیں
راہ دکھلائیں کسے، راہ روِ منزل ہی نہیں

حارث بن سوید کہتے ہیں حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ بیمار تھے۔ میں ان کی عیادت کو گیا۔ انہوں نے مجھ سے دو حدیثیں بیان کیں۔ ایک اپنی طرف سے اور ایک رسول اللہ ﷺ کی طرف سے۔ انہوں نے کہا میں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو بندۂ مومن کی توبہ پر اس سے زیادہ خوشی ہوتی ہے کہ ایک شخص کسی ہلاکت خیز سنسان جنگل میں اپنی سواری پر جائے جس پر اس کی کھانے پینے کی چیزیں ہوں، وہ سو جائے اور جب بیدار ہو تو سواری کہیں جا چکی ہو۔ وہ اس سواری کی تلاش کرتا رہے یہاں تک کہ اس کو سخت پیاس لگ جائے۔ پھر وہ کہے میں واپس اسی جگہ جاتا ہوں جہاں پر میں پہلے تھا۔ میں وہاں سو جاؤں گا اور وہیں مر جاؤں گا۔ وہ کلائی پر اپنا سر رکھ کر لیٹ جاتا ہے تاکہ مر جائے۔ پھر وہ بیدار ہوتا ہے تو اس کے پاس اس کی سواری ہوتی ہے اور اس پر اس کی خوراک اور کھانے پینے کی چیزیں رکھی ہوتی ہیں تو اللہ تعالیٰ کو بندۂ مومن کی توبہ کرنے پر جو خوشی ہوتی ہے وہ اس شخص کی خوشی سے کہیں زیادہ ہے جو اسے اپنی گم شدہ سواری اور زادِ راہ کے ملنے پر ہوتی ہے۔ (صحیح مسلم، رقم الحدیث:٦٨٢٩)

اللہ کی رحمت اس کے غضب پر غالب ہے:

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

جب اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا فرمایا تو عرش کے اوپر اپنے پاس کتاب میں لکھ

دیا کہ میری رحمت میرے غضب پر غالب ہے۔ (صحیح مسلم، رقم الحدیث:۶۸۴۳)

اللہ تعالیٰ بار بار توبہ قبول فرماتا ہے:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے اور آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ سے روایت کرتے ہوئے فرمایا:

ایک بندے نے گناہ کیا اور کہا اے اللہ جل جلالہ میرے گناہ کو بخش دے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا میرے بندے نے گناہ کیا ہے اور اس کو یقین ہے کہ اس کا رب گناہ معاف بھی کرتا ہے اور گناہ پر پکڑ بھی فرماتا ہے۔ پھر دوبارہ وہ بندہ گناہ کرتا ہے اور کہتا ہے اے میرے رب میرے گناہ کو معاف کردے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میرے بندے نے گناہ کیا ہے اور اس کو یقین ہے کہ اس کا رب گناہ معاف بھی کرتا ہے اور گناہ پر پکڑ بھی فرماتا ہے۔ وہ بندہ پھر گناہ کرتا ہے اور کہتا ہے اے میرے رب میرے گناہ کو معاف کردے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میرے بندے نے گناہ کیا ہے اور اس کو یقین ہے کہ اس کا رب گناہ معاف بھی کرتا ہے اور گناہ پر پکڑ بھی فرماتا ہے۔ وہ بندہ پھر گناہ کرتا ہے اور کہتا ہے اے میرے رب میرے گناہ کو معاف کردے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میرے بندے نے گناہ کیا ہے اور اس کو یقین ہے کہ اس کا رب گناہ معاف بھی کرتا ہے اور گناہ پر پکڑ بھی فرماتا ہے۔ اے میرے بندے: تو جو چاہے کر میں نے تجھے بخش دیا۔ (صحیح مسلم، رقم الحدیث:۶۸۵۹)

اس حدیث شریف میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ اگر ایک بار توبہ کرنے کے بعد توبہ پر قائم نہ رہ سکے تو دوبارہ توبہ کرے اگر پھر بھی قائم نہ رہ سکے تو تیسری بار توبہ کرے۔ جب تک گناہ نہ چھوٹے، توبہ بھی نہ چھوڑے۔ آخر کار اللہ

تعالیٰ سچی توبہ کی توفیق عطا فرما دے گا۔ ''تو جو چاہے کر'' کا مطلب یہ نہیں ہے کہ بندے کو گناہ کی اجازت بھی مل گئی بلکہ اس سے اللہ تعالیٰ کی وہ رضا اور خوشنودی مراد ہے جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ بندے کو سچی توبہ کی توفیق عطا فرماتا ہے۔

......رات کے پچھلے حصے میں استغفار کی فضیلت......

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

ہمارا رب سبحانہ و تعالیٰ ہر رات کا جب تیسرا حصہ باقی رہتا ہے آسمان دنیا کی طرف نازل (متوجہ) ہوتا ہے اور فرماتا ہے ''کون ہے جو مجھ سے دعا کرے اور میں اس کی دعا قبول کروں، ....کون ہے جو مجھ سے سوال کرے تو میں اس کو عطا کروں، ....کون ہے جو مجھ سے استغفار کرے تو میں اس کی مغفرت کروں''....۔ (صحیح البخاری شریف)

جعفر بن محمد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: جس نے تہجد کی نماز پڑھی اور رات کے آخری حصہ میں استغفار کیا اس کا نام سحر (آخر رات) کے وقت استغفار کرنے والوں میں لکھ دیا جائے گا۔

(جامع البیان ج۳ ص۱۳۹)

اِستِغفار سے پریشانی کا حل:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس شخص نے استغفار کو لازم کرلیا اللہ تعالیٰ اس کی ہر پریشانی کو حل کردے گا، ہر تنگی میں اس کے لیے فراخی کردے گا اور جہاں اس کا گمان بھی نہ ہوگا اس کو وہاں سے رزق عطا فرمائے گا۔ (مختصر تاریخ دمشق ج۳ ص۱۵۴)

اِستِغفار کے آداب:

استغفار بلکہ ہر دعا کی قبولیت کے لیے ضروری ہے کہ انسان حضور قلب اور خشوع وخضوع سے دعا کرے۔ یہ نہ ہو کہ دل اور دماغ کہیں اور ہوں اور دعا اللہ

ﷻ سے کررہا ہو۔امام ترمذی علیہ الرحمۃ روایت کرتے ہیں: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ سے اس حال میں دعا کرو کہ تمہیں قبولیت کا یقین ہو اور یقین رکھو کہ اللہ تعالیٰ لَہو (فضول کاموں) میں مشغول اور غافل دل کی دعا قبول نہیں فرماتا''۔ (جامع ترمذی ص۵۰۱)

بندہ اس طرح دعا کرے:

حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

''سید الاستغفار یہ ہے کہ بندہ دعا کرے ،اے اللہ! تو میرا رب ہے ، تیرے سوا کوئی عبادت کا مستحق نہیں ہے ،تو نے مجھے پیدا کیا اور میں تیرا بندہ ہوں اور میں اپنی استطاعت کے مطابق تیرے عہد اور وعدہ پر قائم ہوں ، میں اپنی بد اعمالیوں کے شر سے تیری پناہ میں آتا ہوں ، تیری مجھ پر جو نعمتیں ہیں میں ان کا اعتراف کرتا ہوں اور تیرے سامنے اپنے گناہوں کا اقرار کرتا ہوں سو میری مغفرت فرما کیونکہ تیرے سوا کوئی اور گناہوں کی مغفرت کرنے والا نہیں ہے ۔ آپ نے فرمایا''جس شخص نے صبح کے وقت یقین کے ساتھ یہ دعا کی اور اس دن کو رات ہونے سے پہلے وہ فوت ہو گیا تو وہ اہل جنت سے ہوگا اور جس نے رات کو یقین کے ساتھ یہ دعا کی اور وہ اسی رات کو صبح ہونے سے پہلے فوت ہو گیا تو وہ اہل جنت سے ہوگا۔ (امام محمد بن اسماعیل بخاری، صحیح بخاری ج۲ص۹۳۳)

عبادات سے گناہوں کی معافی:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''جس نے ایمان کی حالت میں ثواب کی نیت سے لیلۃ القدر میں قیام کیا، اس

کے پچھلے گناہ بخش دیئے جائیں گے''۔

(صحیح البخاری رقم الحدیث: ۳۵ صحیح مسلم رقم الحدیث: ۷۶۰، سنن النسائی رقم الحدیث: ۲۲۰۶، السنن الکبریٰ للنسائی رقم الحدیث: ۳۴۱۳، مسند احمد رقم الحدیث: ۱۰۵۴۴، سنن ابوداؤد رقم الحدیث: ۱۳۷۳، سنن ابن ماجہ رقم الحدیث: ۱۳۲۶، جامع الترمذی رقم الحدیث: ۶۸۳، صحیح ابن خزیمہ رقم الحدیث: ۱۸۹۴)

رمضان کے قیام سے بخشش:

حضرت ابو ہریرہ ﷛ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''جس نے ایمان کی حالت میں ثواب کی نیت سے رمضان میں قیام کیا، اس کے پچھلے گناہ بخش دیئے جائیں گے''۔

(صحیح البخاری رقم الحدیث: ۳۷ صحیح مسلم رقم الحدیث: ۷۵۹، سنن النسائی رقم الحدیث: ۲۲۰۶، السنن الکبریٰ للنسائی رقم الحدیث: ۳۴۱۳، مسند احمد رقم الحدیث: ۱۰۵۴۴)

روزہ رکھنے سے بخشش:

حضرت ابو ہریرہ ﷛ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے ایمان کی حالت میں ثواب کی نیت سے روزہ رکھا اس کے پچھلے گناہ بخش دیئے جائیں گے''۔

(صحیح البخاری رقم الحدیث: ۳۸، صحیح مسلم رقم الحدیث: ۷۶۰، سنن النسائی رقم الحدیث: ۲۲۰۶، السنن الکبریٰ للنسائی رقم الحدیث: ۳۴۱۳، مسند احمد رقم الحدیث: ۱۰۵۴۴)

حج کرنے سے بخشش:

حضرت ابو ہریرہ ﷛ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ: جس شخص نے اللہ کے لیے حج کیا، اس نے دوران حج فحش گفتگو نہ کی اور نہ کوئی اور گناہ کیا تو وہ حج کر کے اس طرح لوٹے گا جس طرح اپنی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا تھا۔ (صحیح البخاری رقم الحدیث: ۱۵۲۱، صحیح مسلم رقم الحدیث: ۱۳۵۰، سنن النسائی رقم الحدیث: ۲۶۲۶، سنن ابن ماجہ رقم الحدیث: ۲۸۸۹، سنن الترمذی رقم الحدیث: ۸۱۱، مسند احمد رقم الحدیث: ۷۱۳۶)

ابن شمامہ بیان کرتے ہیں کہ ہم حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے پاس گئے، اس وقت وہ موت کے قریب تھے اور رو رہے تھے، انہوں نے کہا جب اللہ نے میرے دل میں اسلام ڈالا تو میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، میں نے عرض کیا یا رسول اللہ (ﷺ)! اپنا ہاتھ بڑھائیے تا کہ میں آپ کے ہاتھ پر بیعت کروں، آپ ﷺ نے اپنا ہاتھ بڑھایا تو میں نے اپنا ہاتھ کھینچ لیا ۔آپ ﷺ نے فرمایا:

اے عمرو! کیا ہوا؟ میں نے کہا میرا ارادہ ہے کہ میں کچھ شرط لگاؤں، آپ نے پوچھا: تم کیا شرط عائد کرتے ہو؟ میں نے عرض کیا میری مغفرت کردی جائے، آپ نے فرمایا: کیا تم کو معلوم نہیں، اے عمرو! اسلام پہلے گناہوں کو مٹا دیتا ہے اور ہجرت پہلے گناہوں کو مٹا دیتی ہے، اور حج پہلے گناہوں کو مٹا دیتا ہے۔ (صحیح مسلم رقم الحدیث: ۱۲۱، صحیح ابن خزیمہ رقم الحدیث: ۲۵۱۵، الترغیب والترہیب رقم الحدیث: ۱۶۴۲)

اللہ جل جلالہ کی رحمت تو بخشش کے بہانے ڈھونڈتی ہے:

امام ابوالقاسم قشیری سے روایت ہے کہ خراسان کے بادشاہوں میں سے عمرو بن لیث المعروف صفار کو کسی نے خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ اللہ تعالی نے تیرے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ اس نے کہا اللہ تعالی نے مجھے بخش دیا۔ پوچھا کس سبب سے؟ کہا ایک دن میں بلند پہاڑ پر چڑھا تو میں نے اپنے لشکروں پر نگاہ ڈالی مجھے ان کی کثرت بہت بھلی معلوم ہوئی۔ میں نے دل میں تمنا کی کہ کاش! میں رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں حاضر ہوتا تو اپنے لشکروں کے ساتھ غزوات اور جنگوں میں حضور ﷺ کی خدمت اور مدد کرتا اللہ تعالیٰ نے اسی وجہ سے مجھ پر انعام فرمایا اور مجھے بخش دیا'' (نسیم الریاض جلد ثالث صفحہ نمبر ۳۸۲۔۳۸۱)

......جہاد فی سبیل اللہ فرمائیں......

فہرس

صلی اللہ علی حبیبہ محمد والہ وسلم

...... جہاد کا مفہوم ......

جہاد کا مطلب کوشش کرنا ہے۔مومن جب اللہ کے دین کی سربلندی اور اس کی رضا کو حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہے تو شریعت میں اس کی یہ کوشش ''جہاد'' کہلاتی ہے۔ عام طور پر یہی سمجھا جاتا ہے کہ اسلحہ لے کر میدان جنگ میں جانا اور اسلام کے دشمنوں سے لڑنا ہی جہاد ہے۔ حالانکہ حدیث شریف میں نبی کریم ﷺ نے ایک غزوہ سے واپسی پر صحابہ کرام کو جہاد کے مفہوم سے آگاہ فرماتے ہوئے اپنی خواہش کے ساتھ لڑنے کو جہاد اکبر (بڑا جہاد) فرمایا اور ظاہر ہے کہ اپنی خواہش کو نبی کریم ﷺ کے لائے ہوئے قانون کا اطاعت گزار بنانا ہی اصل جہاد ہے۔ جہاد بالسیف یعنی اسلحہ کے ساتھ اللہ کے دشمنوں سے جنگ کرنا بھی اسی جہاد کا ایک شعبہ ہے۔ جہاد بالسیف کی تو مخصوص حالات میں ضرورت پڑتی ہے لیکن جہاد بالنفس (اپنی خواہش کے خلاف جہاد) ہر وقت جاری رہتا ہے۔ ہاں اس کی صورتیں مختلف ہوتی ہیں۔مومن کبھی جہاد باللسان (زبان کے ساتھ جہاد جیسے تبلیغ دین) کرتا ہے، کبھی جہاد بالقلم (لکھ کر) اور کبھی جہاد بالمال (مال دے کر جہاد) کرتا ہے۔گویا مومن ہر وقت ہی مجاہد ہوتا ہے۔ جہاد بالسیف کی نبی کریم ﷺ نے بہت زیادہ فضیلت بیان فرمائی ہے۔بعض احادیث میں بالخصوص جہاد بالسیف کی فضیلت بیان فرمائی اور بعض میں صرف جہاد کی جس میں جہاد کی تمام صورتیں شامل ہیں۔

جہاد کا حکم

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید فرقان حمید میں ارشاد فرمایا:

﴿يَـاَيُّهَـاالَّـذِيْـنَ آمَـنُوْااتَّقُوْااللّٰهَ وَابْتَغُوْااِلَيْهِ الْوَسِيْلَةَ وَجَاهِدُوْا فِيْ سَبِيْلِهٖ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ﴾ (سورۃ المائدہ آیت:35)

ترجمہ: اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور اس کی طرف وسیلہ تلاش کرو اور اس کی راہ میں جہاد کرو تاکہ تم کامیاب ہو جاؤ۔

حضرت انس ﷛ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

مشرکوں کے ساتھ اپنے مالوں، اپنی جانوں اور اپنی زبانوں کے ساتھ جہاد کرو۔

(مشکوٰۃ، کتاب الجہاد، الفصل الثانی، بحوالہ سنن ابوداؤد، نسائی، دارمی)

جہاد کی فضیلت:

حضرت ابوہریرہ﷛ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''اسلام کو پھیلاؤ، کھانا کھلاؤ اور کھوپڑیوں پر مارو (کفار کے ساتھ لڑو) تو جنت کے وارث بنادیئے جاؤ گے''۔

(مشکوٰۃ بحوالہ ترمذی کتاب الجہاد، الفصل الثانی)

جہاد چھوڑنے والوں پر عذاب:

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت کیا ہے کہ جو قوم جہاد کو ترک کر دیتی ہے اللہ اس پر عام عذاب بھیجتا ہے۔

(امام طبرانی، بحوالہ الدرالمنثور ج ا ص ۲۴۹_۲۴۴)

نفاق پر موت:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا:

جو اس حال میں مرا کہ اس نے جہاد کیا نہ اس کے دل میں جہاد کی خواہش ہوئی وہ نفاق کے ایک شعبہ پر مرا۔ (منافقت کی ایک قسم پر)۔

(صحیح مسلم، الامارہ: ۱۵۸ (۱۹۱۰) ۴۸۴۸، سنن ابوداؤد، رقم الحدیث: ۲۵۰۲، سنن النسائی، رقم الحدیث: ۳۰۹۷)

جنت میں سو درجے:

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

جو اللہ جل جلالہ کے رب ہونے ، اسلام کے دین ہونے اور محمد مصطفیٰ ﷺ کے رسول ہونے پر راضی ہوا اُس کے لئے جنت واجب ہوگئی ۔حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ کو اِس پر تعجب ہوا لہٰذا عرض گزار ہوئے:

''یارسول اللہ ﷺ! مجھے یہ دوبارہ بتایئے''۔

چنانچہ آپ ﷺ نے دوبارہ بتایا، پھر فرمایا:

دوسری چیز بھی ہے جس کے باعث اللہ تعالیٰ جنت میں بندے کے سو درجے بلند فرمائے گا، ہر دو درجوں کے درمیان زمین و آسمان کے برابر فاصلہ ہے ۔صحابہ رضی اللہ عنہم عرض گزار ہوئے کہ یارسول اللہ ﷺ! وہ کیا چیز ہے؟ فرمایا: اللہ جل جلالہ کی راہ میں جہاد، اللہ جل جلالہ کی راہ میں جہاد، اللہ کی راہ میں جہاد۔

(مشکوٰۃ کتاب الجہاد، الفصل الثالث بحوالہ صحیح مسلم)

جنت تلواروں کے سائے میں:

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

بیشک جنت تلواروں کے سائے میں ہے ۔ایک پراگندہ حال شخص کھڑا ہوکر عرض گزار ہوا: اے ابوموسیٰ (رضی اللہ عنہ)! کیا یہ آپ (رضی اللہ عنہ) نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے خود سُنا؟ فرمایا: ہاں، وہ شخص اپنے ساتھیوں کی طرف لوٹا ، اُنہیں سلام کیا ۔ پھر اپنی تلوار کا غلاف توڑ کر پھینک دیا اور ننگی تلوار لے کر دشمن کی طرف پیش قدمی کی ۔اُس کے ساتھ دشمن پر وار کئے یہاں تک کہ قتل کر دیا گیا۔ (مشکوٰۃ کتاب الجہاد، الفصل الثالث بحوالہ صحیح مسلم)

شہداء کی روحیں سبز پرندوں کے پوٹوں میں:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اپنے اصحاب رضوان اللہ علیہم اجمعین سے ارشاد فرمایا:

''جب تمہارے بھائیوں کو غزوۂ اُحد میں شہید کر دیا گیا تو اللہ تعالیٰ نے اُن کی روحیں سبز پرندوں کے پوٹوں میں رکھ دیں جو جنت کی نہروں پر جاتے، اُس کے پھل کھاتے اور سونے کی قندیلوں کی طرف لوٹ آتے ہیں جو عرش کے سائے میں لٹکی ہوئی ہیں۔ جب اُنہیں عمدہ کھانا، پینا اور رہنے کے ٹھکانے مل گئے تو کہنے لگے: ہمارے بھائیوں کو ہماری خبر کون پہنچائے گا کہ ہم جنت میں زندہ ہیں تاکہ وہ جنت سے بے رغبت نہ ہوں اور لڑائی کے وقت سُستی نہ دکھائیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: تمہاری خبر میں پہنچاؤں گا۔ پس اللہ تعالیٰ نے وحی نازل فرمائی:

اور جو اللہ کی راہ میں مارے گئے اُنہیں مردہ گمان نہ کرو بلکہ وہ تو زندہ ہیں۔ (البقرۃ، ۱۶۹) آخر آیت تک۔

(مشکوۃ کتاب الجہاد، الفصل الثالث، بحوالہ ابوداؤد)

حضرت حارثہ بن سراقہ رضی اللہ عنہ فردوس اعلیٰ میں:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت حارثہ بن سراقہ رضی اللہ عنہ کی والدۂ ماجدہ حضرت ربیع بنت براء رضی اللہ عنہا نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوکر عرض گزار ہوئیں:

اے نبی اللہ (ﷺ)! کیا آپ مجھے حارثہ کے متعلق نہیں بتائیں گے جنہیں غزوۂ بدر میں نامعلوم تیر لگا تھا۔ اگر وہ جنت میں ہے تو میں صبر کروں، اور اگر معاملہ اس کے برعکس ہے

تو میں اُس پر خوب گریہ وزاری کروں ۔فرمایا: اے امِ حارثہ! جنت میں کتنے ہی درجے ہیں، اور بیشک تمہارا بیٹا فردوسِ اعلیٰ میں ہے ۔

(مشکوۃ کتاب الجہاد، الفصل الاول، بحوالہ صحیح البخاری)

کھجوریں پھینک دیں اور لڑنے لگے :

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اور آپ ﷺ کے اصحاب رضی اللہ عنہم چلے یہاں تک کہ مقامِ بدر پر مشرکوں سے پہلے جا پہنچے اور مشرکین آئے تو رسول اللہ ﷺ نے اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم سے فرمایا: جنت کی طرف کھڑے ہو جاؤ جس کی چوڑائی زمین وآسمان کے برابر ہے ۔حضرت عُمیر بن حمام رضی اللہ عنہ نے کہا: بہت خوب! رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تمہیں بہت خوب کہنے پر کس بات نے آمادہ کیا؟ انہوں نے عرض کیا: خدا کی قسم! یارسول اللہ ﷺ بس اس امید نے کہ میں بھی جنتی ہو جاؤں ۔فرمایا: تم جنّتی ہو ۔راوی کا بیان ہے کہ انہوں نے اپنے ترکش سے کھجوریں نکالیں اور کھانے لگے ۔ پھر کہا کہ اگر میں کھجوروں کے کھانے تک زندہ رہا تو یہ زندگی بڑی طویل ہے ۔ راوی کا بیان ہے کہ جتنی کھجوریں اُن کے پاس تھیں وہ پھینک دیں ۔ پھر اُن کفار سے لڑے یہاں تک کہ شہید کر دیئے گئے ۔

(مشکوۃ کتاب الجہاد، الفصل الاول، بحوالہ صحیح المسلم)

کون کون شہید ہے؟

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

تم اپنے میں سے شہید کس کو شمار کرتے ہو؟ لوگ عرض گزار ہوئے کہ یارسول اللہ! (ﷺ) جو اللہ کی راہ میں قتل کر دیا جائے وہ شہید ہے فرمایا: یوں تو میری امت کے شہید تھوڑے رہ جائیں گے ۔ جو اللہ کی راہ میں مرے وہ شہید ہے، جو طاعون سے مرے وہ شہید ہے اور جو پیٹ کی بیماری سے مرے وہ بھی شہید ہے ۔ (مشکوۃ کتاب الجہاد، الفصل الاول، بحوالہ صحیح المسلم)

حضرت سہل بن حنیف ﷜ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو سچے دل کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے شہادت مانگے تو اللہ تعالیٰ اُسے شہیدوں کے درجوں پر پہنچا دیتا ہے اگر چہ وہ اپنے بستر پر فوت ہو۔

(مشکوٰۃ کتاب الجہاد، الفصل الاول، بحوالہ صحیح المسلم)

والدین کی خدمت میں جہاد:

حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور اُس نے جہاد کی اجازت مانگی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تمہارے والدین زندہ ہیں؟ عرض گزار ہوا: ہاں، فرمایا: تو اُن کے پاس رہتے ہوئے جہاد کرو۔

(مشکوٰۃ کتاب الجہاد، الفصل الاول، بحوالہ صحیح المسلم وصحیح البخاری،)

(ایک روایت میں ہے کہ اپنے والدین کی طرف لوٹ جاؤ اور اُن سے اچھا سلوک کرو۔)

حق کی خاطر لڑنے والے ہمیشہ رہیں گے:

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

میری امت کا ایک گروہ ہمیشہ حق کی خاطر لڑتا رہے گا اور اپنے دشمنوں پر غالب رہے گا، یہاں تک کہ اُن کا آخری گروہ دجال سے لڑے گا۔

(مشکوٰۃ کتاب الجہاد، الفصل الثانی، بحوالہ سنن ابی داؤد)

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم علیہ السلام نے فرمایا:

جو نہ خود جہاد کرے، نہ کسی مجاہد کو سامان سے مدد دے اور نہ کسی غازی کے گھر والوں کی بھلائی کے ساتھ نگرانی کرے تو اللہ تعالیٰ قیامت سے پہلے اُسے حوصلہ شکن مصیبت پہنچائے گا۔

(مشکوٰۃ کتاب الجہاد، الفصل الثانی، بحوالہ سنن ابی داؤد)

اللہ ﷻ کی خاطر پہرہ دینے کی فضیلت:

حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

ہر مرنے والے کے اعمال کا سلسلہ ختم ہو جاتا ہے مگر جو اللہ ﷻ کی راہ میں نگرانی کرتا ہوا مرے کیونکہ اُس کا عمل قیامت تک بڑھایا جاتا ہے اور قبر کی آزمائش سے امن رہتا ہے۔

(مشکوٰۃ کتاب الجہاد، الفصل الثانی، بحوالہ سنن ابی داؤد و دارمی، جامع الترمذی،)

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اللہ ﷻ کی راہ میں ایک دن گھوڑا باندھ کر نگرانی کرنا دوسرے دنوں میں ہزار روز ٹھہرنے سے افضل ہے۔(مسلمانوں کے لشکر یا اسلامی ملکوں کی سرحدوں کی حفاظت کرنا)

(مشکوٰۃ کتاب الجہاد، الفصل الثانی، بحوالہ سنن ترمذی، نسائی)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

جو اللہ تعالیٰ سے ملے (مرجائے) اور اُس پر جہاد کا کوئی نشان (کسی زخم یا کسی جسمانی مشقت کا نشان) نہ ہو تو اُس میں کمی ہے۔(مشکوٰۃ کتاب الجہاد، الفصل الثانی، بحوالہ سنن ترمذی، ابن ماجہ)

جو اللہ کی راہ میں نکل گیا:

حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سُنا:

جو اللہ کی راہ میں نکل گیا، پھر مر گیا یا قتل کر دیا گیا یا اُس کا گھوڑا یا اونٹ اُسے کچل دے یا کوئی زہریلا جانور اُسے ڈس لے یا اپنے بستر پر مرجائے جیسے بھی اللہ چاہے تو وہ شہید ہے اور اُس کے لئے جنت ہے۔(مشکوٰۃ کتاب الجہاد، الفصل الثانی، بحوالہ سنن ابی داؤد)

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

لڑائی کی نوبت نہ آئی تب بھی جہاد کی طرح ہے۔(اگر دشمن سے لڑائی کی نیت سے نکلے اور لڑائی کی نوبت نہ آئی) (مشکوٰۃ کتاب الجہاد، الفصل الثانی، بحوالہ سنن ابی داؤد)

دنیاوی مال کی خواہش رکھنے والا:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے عرض کی:

یارسول اللہ (ﷺ)! ایک شخص اللہ کی راہ میں جہاد کرنا چاہتا ہے اور وہ دنیاوی مال سے کسی مال کی خواہش بھی رکھتا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اُس کے لیے کوئی ثواب نہیں ہے۔

(مشکوٰۃ کتاب الجہاد، الفصل الثانی، بحوالہ سنن ابی داؤد)

حضرت عُبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

جس نے اللہ کی راہ میں جہاد کیا اور ایک رسّی کی نیّت بھی رکھی تو اُس کے لئے وہی ہے جس کی نیت کی ہو۔ (یہ نیت رکھی کہ مال غنیمت حاصل ہوگا تو اس کے لئے ثواب نہیں)

(مشکوٰۃ کتاب الجہاد، الفصل الثالث، بحوالہ سنن نسائی)

ایمان والوں کی تین قسمیں:

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

ایمان والے اس دنیا میں تین طرح کے ہیں، ایک وہ جو اللہ اور اُس کے رسول پر ایمان رکھتے ہیں، پھر شک میں نہیں پڑتے اور اپنے مالوں اور جانوں کے ساتھ اللہ کی راہ میں جہاد کرتے ہیں۔ دوسرے وہ جو لوگوں کو اُن کے مالوں اور جانوں کی طرف سے بے خوف رکھتے ہیں۔ پھر تیسرے وہ جو کسی طمع (خواہش) کو دیکھتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کے لئے اُسے چھوڑ دیتے ہیں۔ (مشکوٰۃ کتاب الجہاد، الفصل الثالث، بحوالہ مسند احمد)

شہید جنت میں:

حسناء بنت معاویہ کا بیان ہے کہ ہم سے حدیث بیان کرتے ہوئے میرے چچا جان نے فرمایا:

میں نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں عرض گزار ہوا اور پوچھا کہ جنت میں کون جائے گا

؟ فرمایا: ''نبی جنت میں ہے، شہید جنت میں ہے، نومولود جنت میں ہے اور زندہ درگور کی ہوئی (بچی) جنت میں ہے''۔ (مشکوٰۃ کتاب الجہاد، الفصل الثالث، بحوالہ سنن ابی داؤد)

مجاہدین کو خرچ بھیجنے والا:

حضرت خریم بن فاتک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا:

جس نے اللہ جل جلالہ کی راہ میں مال خرچ کیا تو اُس کے لئے سات سو گُنا (اجر) لکھ دیا جاتا ہے۔

(مشکوٰۃ کتاب الجہاد، الفصل الثانی، بحوالہ ترمذی وسنن نسائی)

حضرت ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

صدقات میں افضل یہ ہے کہ کسی (مجاہد فی سبیل اللہ) کو اللہ جلالہ کی راہ میں سائے کے لئے خیمہ دے دے اور اللہ کی راہ میں کسی کو خادم کا تحفہ دے دے اور اللہ کی راہ میں سواری کے لئے اونٹ دے دے۔

(مشکوٰۃ کتاب الجہاد، الفصل الثانی، بحوالہ سنن ترمذی)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

غازی کے لئے اجر ہے اور سامان دینے والے کے لیے اپنا اور غازی کے برابر اجر ہے۔ (دوہرا اجر ہے)

(مشکوٰۃ کتاب الجہاد، الفصل الثانی، بحوالہ سنن ابی داؤد)

حضرت علی، حضرت ابو درداء، حضرت ابو ہریرہ، حضرت ابو امامہ، حضرت عبداللہ بن عمر، حضرت جابر بن عبداللہ اور حضرت عمران بن حُصین رضی اللہ عنہم سب سے روایت

ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے مجاہدین کے لئے خرچ بھیجا اور خود اپنے گھر میں رہا اُس کے لئے ہر درہم کے بدلے سات سو درہم ہیں اور جس نے خود بھی جہاد کیا اور اُس میں مال خرچ کیا تو اُس کے لئے ہر درہم کے بدلے سات لاکھ درہم ہیں۔ پھر آپ ﷺ نے یہ آیت پڑھی: ﴿وَاللّٰهُ يُضٰعِفُ لِمَنْ يَّشَآءُ﴾

''اور اللہ جل جلالہ کئی گنا بڑھا دیتا ہے جس کے لئے چاہے'' (البقرۃ، ۲۶۱)

(مشکوٰۃ کتاب الجہاد، الفصل الثالث، بحوالہ سنن ابن ماجہ)

حضرت زید بن خالد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

جس نے سامان درست کر کے اللہ کی راہ میں دیا تو اُس نے جہاد ہی کیا اور جس نے مجاہد کے گھر والوں کی نگرانی کی تو اُس نے بھی جہاد کیا۔

(مشکوٰۃ کتاب الجہاد، الفصل الاول، بحوالہ صحیح المسلم وصحیح البخاری)

حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ایک آدمی مُہار والی اُونٹنی لے کر آیا اور عرض گزار ہوا۔ یہ جہاد فی سبیل اللہ کے لئے ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تمہیں اس کے بدلے بروزِ قیامت سات سو اونٹنیاں ملیں گی اور سب ہی مُہار والی ہوں گی۔

(مشکوٰۃ کتاب الجہاد، الفصل الاول، بحوالہ صحیح المسلم)

شہید کی چار قسمیں:

حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہما کو فرماتے ہوئے سُنا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سُنا:

شہید چار قسم کے ہوتے ہیں، ایک وہ آدمی پکے ایمان والا ہے جو دشمن سے ملے تو اس حالت میں قتل کر دیا جائے کہ وہ اللہ کی تصدیق کرتا تھا۔ قیامت کے روز ایسے شخص کی طرف لوگ نگاہیں اُٹھا کر دیکھیں گے اور پھر آپ نے اپنا سر اُٹھایا یہاں تک کہ آپ کی ٹوپی گر پڑی۔ (راوی کہتے ہیں کہ مجھے نہیں معلوم کہ اِس وقت حضرت عمر رضی اللہ عنہما کی ٹوپی

مراد ہے یا نبی کریم ﷺ کی ٹوپی مبارک)

دوسرا وہ آدمی جو پکّے ایمان والا ہے لیکن جب دشمن سے ملے تو گویا اُس کی کھال میں بزدلی کے باعث کانٹا چُبھ جاتا ہے۔ایک اجنبی تیر آتا ہے جس سے وہ جاں بحق ہوجاتا ہے تو یہ دوسرے درجے میں ہے۔

تیسرا وہ آدمی جو ایمان والا ہے لیکن اُس کے اچھے اور بُرے اعمال ملے ہوئے ہیں۔وہ قتل ہونے تک اللہ ﷻ کی تصدیق کرتا ہے تو یہ تیسرے درجے میں ہے۔

چوتھا وہ آدمی جو ایمان والا ہے مگر اس نے اپنی جان پر زیادتی کی ہے (گناہگار ہے) یہاں تک کہ دشمن سے ملا اور اللہ ﷻ کی تصدیق کرتا ہُوا قتل کردیا گیا۔یہ چوتھے درجے میں ہے۔

(مشکوۃ کتاب الجہاد، الفصل الثالث، بحوالہ جامع الترمذی)

شہید کی تین قسمیں :

حضرت عتبہ بن عبد سلّمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: شہید تین قسم کے ہیں،ایک وہ مومن جو اپنی جان اور مال کے ساتھ اللہ کی راہ میں جہاد کرے، جب دشمن سے سامنا ہو تو لڑے، یہاں تک کہ قتل کردیا جائے۔نبی کریم ﷺ نے فرمایا: یہ وہ شہید ہے جس کی آزمائش کی گئی، جو عرش کے نیچے اللہ ﷻ کے خیمے میں ہوگا۔انبیاء کرام کو اُس پر فضیلت نہیں ہوگی مگر مقامِ نبوت ہی کے باعث۔

دوسرا وہ مومن جس نے اچھے اور بُرے اعمال ملائے رکھے۔اپنی جان اور مال سے اللہ کی راہ میں جہاد کیا۔جب دشمن سے مقابلہ ہو تو لڑے یہاں تک کہ قتل کردیا جائے۔نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اُس میں کمی ہے لیکن اُس کے گناہ اور خطائیں مٹادی جائیں گی کیونکہ تلوار پوری طرح گناہوں کو مٹادیتی ہے اور اُسے جنت کے جس دروازے

سے چاہے داخل کیا جائے گا۔

تیسرا منافق جو اپنی جان اور مال کے ساتھ جہاد کرے جب دشمن سے مقابلہ ہو تو لڑے یہاں تک کہ قتل کر دیا جائے۔ یہ جہنم میں جائے گا کیونکہ تلوار نفاق (منافقت) کو نہیں مٹاتی۔

(مشکوٰۃ کتاب الجہاد، الفصل الثالث، بحوالہ سنن دارمی)

ایک رات اللہ ﷻ کی راہ میں پہرہ دینے والا:

حضرت ابنِ عائذ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک آدمی کے جنازے کے ساتھ نکلے۔ جب اُسے رکھا گیا تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ عرض گزار ہوئے:

یارسول اللہ! (ﷺ) اِس پر نماز نہ پڑھئے کیونکہ یہ بڑا گنہگار ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کی جانب متوجہ ہو کر فرمایا: کیا تم میں سے کسی نے اِس کا کوئی اسلامی کام بھی دیکھا ہے؟ ایک آدمی عرض گزار ہُوا کہ یارسول اللہ! (ﷺ) ہاں، ایک رات اِس نے اللہ کی راہ میں پہرہ دیا تھا۔ پس رسول اللہ ﷺ نے اُس کی نمازِ جنازہ پڑھی اور اُس پر مٹی ڈالی اور فرمایا: تمہارے ساتھی یہی گمان کرتے ہیں کہ تم جہنمی ہو لیکن میں گواہی دیتا ہوں کہ تم جنتی ہو نیز فرمایا: اے عمر (رضی اللہ عنہ)! تم سے لوگوں کے اعمال نہیں پوچھے جائیں گے بلکہ فطرت کے متعلق پوچھا جائے گا۔

(مشکوٰۃ کتاب الجہاد، الفصل الثالث، بحوالہ شعب الایمان للبیہقی)

شہادت کی فضیلت:

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''شہید اپنے گھر کے ستر افراد کی شفاعت کرے گا''۔

(سنن ابوداؤد ج ا ص ۳۴۱)

حضرت مقدام بن معد یکرب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اللہ جلالہ کے نزدیک شہید کے چھ خصال (اجر) ہیں ، پہلی مرتبہ اس کی مغفرت کردی جائے گی ، وہ جنت میں اپنا مقام دیکھ لے گا ، وہ عذاب قبر سے محفوظ رہے گا ، (حشر کے دن) فزع اکبر (سب سے ہولناک۔گھبراہٹ اور پریشانی) سے امن میں رہے گا ، اس کو یاقوت کا تاجِ وقار پہنایا جائے گا جس میں دنیا و مافیہا کی خیر ہوگی ، بڑی آنکھوں والی بہتر حوروں سے اس کا نکاح کیا جائے گا وہ اپنے ستر رشتہ داروں کی شفاعت کرے گا۔

(الجامع الصحیح ، حدیث:۱۶۶۳)

شہید کے خون کا پہلا قطرہ:

امام ابن ماجہ اور امام احمد علیہما الرحمۃ نے بھی اس حدیث کو روایت کیا ہے اس میں ہے خون کا پہلا قطرہ گرتے ہی شہید کی مغفرت کردی جائے گی اور وہ جنت میں اپنا مقام دیکھ لے گا ، باقی درجات کا اسی طرح ذکر ہے اور ان میں ایک اور درجہ کا ذکر کیا گیا ہے کہ اس کو ایمان کا حلہ پہنایا جائے گا۔

(سنن ابن ماجہ ج ۲ ص ۹۳۶ ، حدیث: ۲۷۹۹ ، مسند احمد ج ۴ ص ۲۰ ، ۱۳۱)

حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ نے فرمایا:

اللہ تعالیٰ کو دو قطروں اور دو اثروں (نشانوں) سے زیادہ کوئی چیز محبوب نہیں ایک آنسو کا وہ قطرہ جو اللہ کے خوف سے گرا ہو ، دوسرا خون کا وہ قطرہ جو اللہ کی راہ میں گرایا گیا ہو اور رہے اثر تو ایک اثر (نشان) اللہ کی راہ

میں (زخم لگنے سے) ہے اور ایک اثر (نشان) اللہ کے فرائض میں سے کسی فرض کی ادائیگی میں ہے ۔

(جامع ترمذی ، حدیث نمبر : ۱۶۴۲)

معذور کے لئے مجاہد کا اجر :

حضرت انس بن مالک ﷛ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

تم مدینہ میں ایسے لوگوں کو چھوڑ کر آئے ہو کہ تم نے جو سفر بھی کیا یا تم جس وادی میں بھی گئے وہ تمہارے ساتھ تھے ۔ (ان کو بھی تمہاری طرح اجر ملے گا) صحابہ ﷡ نے کہا:

یارسول اللہ ! (ﷺ) وہ ہمارے ساتھ کیسے ہوں گے حالانکہ وہ مدینہ میں ہیں ۔

آپ ﷺ نے فرمایا: وہ عذر کی وجہ سے نہیں جا سکے ۔

(سنن ابوداؤد رقم الحدیث : ۲۵۰۸ ، صحیح البخاری رقم الحدیث : ۴۴۲۳ ، سنن ابن ماجہ رقم الحدیث : ۲۷۶۴)

جذبہ شہادت کام آ گیا :

ابن الکلبی نے بیان کیا ہے کہ حضرت عمرو بن الجموح ﷛ انصار میں سے آخر میں اسلام لائے تھے ۔ جب رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو غزوہ بدر میں شرکت کے لیے بلایا اور انہوں نے دیگر صحابہ ﷡ کے ساتھ غزوہ بدر کی طرف نکلنے کا ارادہ کیا تو ان کے بیٹوں نے رسول اللہ ﷺ کے حکم کی وجہ سے ان کو منع کیا کیونکہ ان کی ٹانگ میں شدید لنگ تھا۔ پھر جب جنگ احد کا دن آیا تو انہوں نے اپنے بیٹوں سے کہا: تم لوگوں نے مجھے غزوہ بدر کی طرف نکلنے نہیں دیا تھا، سو اب تم مجھے غزوہ احد کی طرف نکلنے سے منع نہ کرنا ۔

انہوں نے کہا : اللہ ﷻ نے آپ کو جہاد میں شرکت سے معذور رکھا ہے ۔ پھر انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے پاس جا کر عرض کیا:

یارسول اللہ ! (ﷺ) میرے بیٹے مجھے اس لنگ کی وجہ سے آپ کے ساتھ جہاد

میں جانے کے لیے منع کرتے ہیں اور اللہ کی قسم! مجھے امید ہے کہ میں اپنی اس لنگڑی ٹانگ کے ساتھ جنت میں چلوں گا، تب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم کو اللہ نے جہاد سے معذور قرار دیا ہے اور تم پر جہاد فرض نہیں ہے اور ان کے بیٹوں سے فرمایا: تم پر کوئی حرج نہیں ہے اگر تم ان کو منع نہ کرو، شاید کہ اللہ انہیں شہادت عطا فرمائے۔ پھر حضرت عمرو بن الجموح رضی اللہ عنہ نے اپنے ہتھیار اٹھائے اور احد کے لیے روانہ ہوگئے اور دعا کی: اے اللہ! مجھے شہادت عطا فرما! اور مجھے اپنے اہل کی طرف نامراد واپس نہ کر، اور جب جنگ احد میں شہید ہو گئے تو ان کی بیوی ہند بنت عمرو جو حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی پھوپھی تھیں وہ آئیں اور انہوں نے ان کو اور اپنے بھائی عبداللہ بن عمرو بن حرام (حضرت جابر کے والد) کی لاشوں کو اٹھایا اور ان دونوں کو ایک قبر میں دفن کیا گیا، پس رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اس ذات کی قسم! جس کے قبضہ وقدرت میں میری جان ہے بے شک میں نے اس کو دیکھا وہ اپنی لنگڑی ٹانگ کے ساتھ جنت میں چل رہا تھا۔

(اسد الغابہ ج ۴ ص ۱۹۶۔۱۹۵، السنن الکبریٰ للبیہقی ج ۹ ص ۲۴، دلائل النبوۃ للبیہقی ج ۳ ص ۲۴۶، اتحاف السادۃ المتقین ج ۱۰ ص ۳۳۲)

دشمن سے مقابلہ کی خواہش کرنا بہادری نہیں:

یحییٰ بن ابی کثیر بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

دشمن سے مقابلہ کی تمنا نہ کرو۔ کیونکہ تم نہیں جانتے ہوسکتا ہے کہ تم ان کی وجہ سے کسی مصیبت میں مبتلا کئے جاؤ۔ اور اللہ تعالیٰ سے عافیت کا سوال کرو اور جب وہ اشتعال انگیز گیت گاتے ہوئے اور چلاتے ہوئے آئیں تو تم زمین کو لازم پکڑ لینا، زمین پر بیٹھ جانا اور یہ دعا کرنا: اے اللہ! ہمارے اور ان کے رب! ہماری پیشانیاں اور ان کی پیشانیاں تیرے ہاتھ میں ہیں، اور تو ہی ان کو قتل کرے گا۔ اور جب وہ تمہارے قریب پہنچیں تو تم ان پر حملہ کر دینا اور یہ یاد رکھنا کہ جنت تلواروں کے نیچے ہے۔ (المصنف، رقم الحدیث: ۹۵۱۴)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
دشمن سے مقابلہ کی تمنا نہ کرو، اور اللہ سے عافیت کا سوال کرو اور جب تمہارا دشمن سے مقابلہ ہو تو ثابت قدم رہو اور اللہ کا ذکر کرو اور اگر وہ (دشمن) چلائیں تو تم خاموش رہنا۔
(المصنف، رقم الحدیث: ۹۵۱۸، تفسیر امام ابن ابی حاتم، رقم الحدیث: ۱۷۱۱)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دشمن سے مقابلہ کی تمنا نہ کرو کیونکہ تم نہیں جانتے کہ اس میں کیا ہوگا۔ (المعجم الاوسط، رقم الحدیث: ۸۰۵۲)

جہاد میں ثابت قدم رہنے کی فضیلت:

حضرت ابوایوب خالد بن زید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''جو شخص دشمن سے مقابلہ میں صابر رہا حتیٰ کہ وہ شہید کر دیا گیا یا اس نے کسی دشمن کو قتل کیا تو وہ قبر کے فتنہ میں مبتلا نہیں ہوگا''۔ (المعجم الاوسط، رقم الحدیث: ۴۱۳۱)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
بہترین دوست چار ہیں۔ اور چار سو پر مشتمل بہترین فوج ہے اور چار ہزار پر مشتمل بہترین لشکر ہے اور جو لشکر بارہ ہزار پر مشتمل ہو تو وہ تعداد میں کمی کی وجہ سے شکست نہیں کھائے گا بشرطیکہ وہ سچ بولیں اور ثابت قدم رہیں۔
(سنن ابو داؤد، رقم الحدیث: ۲۶۱۱، مسند ابو یعلی، رقم الحدیث: ۲۷۱۴، سنن الترمذی، رقم الحدیث: ۱۵۵۵، مصنف عبد الرزاق، رقم الحدیث: ۹۶۹۹، صحیح ابن حبان، رقم الحدیث: ۴۷۱۷، مسند احمد، ج ۱، ص ۲۹۴، سنن بیہقی، ج ۹، ص ۱۵۶)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا:
جو شخص دو آدمیوں سے بھاگا وہ بھاگنے والا ہے اور جو تین کے مقابلہ سے بھاگا وہ بھاگنے والا نہیں ہے۔ (المعجم الکبیر، ۶۷، رقم الحدیث: ۱۱۱۵۱، مجمع الزوائد، ج ۵، ص ۳۲۸)

تیراندازی کے فضائل اور مفہوم:

نبی کریم ﷺ نے تیراندازی کے بہت زیادہ فضائل بیان فرمائے ہیں۔ کیونکہ عہد رسالت میں سب سے زیادہ مہلک ہتھیار تیر تھا۔لیکن آج حالات بدل گئے ہیں اور تیروں کی جگہ میزائلوں نے لے لی ہے۔احادیث مبارکہ میں جہاں بھی آپ ﷺ نے تیر اندازی کی تاکید فرمائی ہے وہاں اس سے مراد وہی اسلحہ ہے جو جس زمانے میں زیادہ مؤثر ہو۔ کیونکہ آپ ﷺ یہی چاہتے ہیں کہ جب دشمنان اسلام سے مقابلہ ہوتو ان کے خلاف جو اسلحہ سب سے زیادہ مؤثر ہو وہی استعمال کرو۔اسی لیے نبی کریم ﷺ نے اُس زمانے کے حالات کے لحاظ سے مومنوں کو تیراندازی سیکھنے اور تیر و کمان کے حصول کی بہت زیادہ ترغیب دی ہے۔جیسا کہ حسب ذیل احادیث سے ظاہر ہوتا ہے۔

یقیناً قوت تیراندازی ہے:

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو منبر پر ﴿وَاَعِدُّوْا لَهُمْ مَا اسْتَطَعْتُمْ مِنْ قُوَّة﴾ کی تفسیر میں یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ: سنو! یقیناً قوت تیراندازی ہے۔سنو! یقیناً قوت تیراندازی ہے، سنو! یقیناً قوت تیر اندازی ہے۔

(صحیح مسلم،الامارہ:۱۶۷(۱۹۱۷)۴۸۶۳،سنن ابوداؤد،رقم الحدیث:۲۵۱۴،سنن ابن ماجہ،رقم الحدیث:۲۸۱۳)

تیراندازی ہرگز نہ چھوڑو:

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے: عنقریب تمہارے لیے زمینیں فتح کی جائیں گی اور اللہ جل جلالہ تمہیں کافی ہوگا۔ تم میں سے کوئی شخص اپنے تیروں کے ساتھ کھیلنے سے عاجز نہ ہو۔(تیراندازی نہ چھوڑے)

(صحیح مسلم،الامارۃ:۱۶۸(۱۹۱۸)۴۸۶۴)

حضرت عقبہ بن عامر ﷜ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

جس شخص نے تیراندازی کو سیکھ کر پھر اس کو ترک کر دیا، وہ ہم میں سے نہیں ہے، یا فرمایا اس نے نافرمانی کی۔

(صحیح مسلم، الامارۃ: ۱۶۹ (۱۹۱۹) ۴۸۶۶)

ایک تیر کے سبب تین آدمی جنت میں:

حضرت عقبہ بن عامر ﷜ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے:

بے شک اللہ ﷻ ایک تیر کے سبب سے تین آدمیوں کو جنت میں داخل فرمائے گا تیر کا بنانے والا جو تیر بنانے میں ثواب کی نیت کرتا ہو، اور تیر کو حاصل کرنے والا اور تیر اندازی کرنے والا، تم تیراندازی کرو اور شہہ سواری کرو، اگر تم تیراندازی کرو تو وہ میرے نزدیک گھڑ سواری سے زیادہ پسندیدہ ہے۔ کھیل میں صرف تین چیزیں پسندیدہ ہیں، کسی شخص کا اپنے گھوڑے کو سدھانا، کسی شخص کا اپنی زوجہ سے دل لگی کرنا، کمان سے تیر مارنا اور پکڑنا اور جس شخص نے تیراندازی سیکھ کر اس کو ناپسند کر کے اس کو چھوڑ دیا تو یہ ایک نعمت ہے جس کو اس نے ترک کر دیا یا اس نے کفران نعمت کیا۔ (نعمت کی ناشکری کی)

(سنن ابوداؤد، رقم الحدیث: ۲۵۱۳، سنن الترمذی، رقم الحدیث: ۲۹۷۹، سنن ابن ماجہ، رقم الحدیث: ۲۸۱۱، سنن دارمی، رقم الحدیث: ۲۴۰۵، مسند احمد، ج ۶، رقم الحدیث: ۱۷۳۰۲)

حضور ﷺ نے تیراندازی کا مقابلہ دیکھا:

حضرت سلمہ بن اکوع ﷜ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ ایک جماعت کے پاس سے گزرے وہ آپس میں تیراندازی کا مقابلہ کر رہے تھے (کہ کس کا تیر نشانہ پر پہنچتا ہے) نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

اے بنو اسماعیل! تیراندازی کرو، کیونکہ تمہارے باپ تیرانداز تھے۔ تم تیر مارو

اور میں بنوفلاں کے ساتھ ہوں تو ان میں سے ایک فریق نے اپنے ہاتھ روک لیے۔ رسول اللہ ﷺ نے پوچھا کیا ہوا؟ تم کیوں نہیں تیر مارتے ؟انہوں نے کہا ہم کیسے تیر ماریں حالانکہ آپ ﷺ ان کے ساتھ ہیں ۔نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تم تیر مارو میں تم سب کے ساتھ ہوں ۔

(صحیح بخاری ، رقم الحدیث : ۲۸۹۹ ،سنن ابن ماجہ ، رقم الحدیث : ۲۸۱۵)

جہاد قرض کے سوا ہر چیز کا کفارہ ہے :

حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ان کے (صحابہ کے) درمیان کھڑے ہوئے اور فرمایا:

اللہ کی راہ میں جہاد کرنا اور اللہ پر ایمان لانا افضل کام ہیں ۔ایک شخص نے کھڑے ہوکر پوچھا: یارسول اللہ !(ﷺ) یہ بتائیے کہ اگر میں اللہ کی راہ میں قتل کردیا جاؤں تو کیا یہ میرے تمام گناہوں کا کفارہ ہوجائے گا ؟ آپ ﷺ نے فرمایا:

ہاں اگرتم اللہ کی راہ میں قتل کیئے جاؤ اس حال میں کہ تم (جنگ کی شدت میں) صابر ہو اور ثواب کی نیت کرنے والے ہو ،آگے بڑھ کر حملہ کرنے والے ہو اور پیٹھ پھیر کر بھاگنے والے نہ ہو۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم نے کیا پوچھا تھا؟ اس نے کہا یہ بتایئے کہ اگر میں اللہ کی راہ میں قتل کردیا جاؤں تو کیا اس سے میرے گناہوں کا کفارہ ہوجائے گا ؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہاں قرض کے ماسوا۔ بشرطیکہ تم صابر ہو ثواب کی نیت کرنے والے ہو، آگے بڑھ کر حملہ کرنے والے ہو پیٹھ پھیر کر بھاگنے والے نہ ہو۔ بے شک جبرائیل علیہ السلام نے یہ (قرض کے ماسوا کی قید) مجھے ابھی بتائی ہے ۔

(صحیح مسلم ،الامارہ : ۱۱۷ (۱۸۸۵) ۴۷۹۷ ، جامع الترمذی ، رقم الحدیث : ۱۷۱۲ ،سنن النسائی ، رقم الحدیث : ۳۱۵۵)

صلی اللہ علی حبیبہ محمد والہ وسلم

مجاہد فی سبیل اللہ کون؟

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور اس نے پوچھا:

ایک شخص مال غنیمت کے لیے قتال کرتا ہے اور ایک شخص اس لیے قتال کرتا ہے تا کہ اس کی بہادری کا ذکر کیا جائے اور ایک شخص اپنے خاندان کی غیرت کی وجہ سے قتال کرتا ہے۔ ان میں سے اللہ کی راہ میں قتال کرنے والا کون ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا:

جو شخص اس لیے قتال کرتا ہے کہ اللہ کا دین سر بلند ہو وہ اللہ کی راہ میں قتال کرنے والا ہے۔

(صحیح البخاری، رقم الحدیث: ۲۸۱۰، صحیح مسلم، الامارہ: ۱۵۱۔۱۴۹، (۱۹۰۴) ۳۹۔۴۹۳۶، سنن ابو داؤد، رقم الحدیث: ۲۵۱۸، جامع الترمذی، رقم الحدیث: ۱۶۵۳، سنن النسائی، رقم الحدیث: ۳۱۳۶)

دنیا و مافیہا سے بہتر:

حضرت سہل بن سعد الساعدی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

اللہ کی راہ میں صبح کرنا یا شام کرنا دنیا و مافیہا (جو کچھ اس میں ہے) سے بہتر ہے۔

(صحیح البخاری، رقم الحدیث: ۲۷۹۴، صحیح مسلم، الامارہ: ۱۱۲، (۱۸۸۱) ۴۷۹۲، سنن النسائی، رقم الحدیث: ۳۱۱۸)

رسول اللہ ﷺ نے شہادت کی آرزو فرمائی:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اس ذات کی قسم! جس کے قبضہ وقدرت میں میری جان ہے، مجھے یہ پسند ہے کہ میں اللہ کی راہ میں قتال کروں پھر مجھے قتل کر دیا جائے، پھر میں زندہ کیا جاؤں پھر مجھے قتل کیا جائے، پھر میں زندہ کیا جاؤں پھر مجھے قتل کیا جائے۔ حضرت

ابو ہریرہ ﷛ نے تین مرتبہ اس کو قسم کھا کر بیان کیا۔

(صحیح مسلم، الجہاد: ۱۰۹ (۱۸۷۶) ۴۷۸۱، صحیح البخاری، رقم الحدیث: ۲۷۹۷، الموطا، رقم الحدیث: ۹۹۹)

خون سے مشک کی خوشبو:

حضرت ابو ہریرہ ﷛ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اس ذات کی قسم! جس کے قبضہ وقدرت میں میری جان ہے، تم میں سے جو شخص بھی اللہ کی راہ میں زخمی ہوگا، اور اللہ کو خوب علم ہے کہ کون اس کی راہ میں زخمی ہوا ہے، تو وہ قیامت کے دن اس حال میں آئے گا کہ اس کے زخم سے خون بہہ رہا ہوگا، رنگ خون کا ہوگا اور خوشبو مشک کی ہوگی۔

(الموطا، رقم الحدیث: ۱۰۰۱، صحیح البخاری، رقم الحدیث: ۲۸۰۳، صحیح مسلم، الجہاد: ۱۰۵، (۱۸۷۶) ۴۷۷۹)

شہید کو شہادت کے وقت درد:

حضرت ابو ہریرہ ﷛ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

شہید کو قتل کیے جانے کا صرف اتنا درد ہوتا ہے جتنا تم میں سے کسی ایک شخص کو چیونٹی کاٹنے کا درد ہوتا ہے۔

(سنن الترمذی، رقم الحدیث: ۱۶۷۵، سنن النسائی، رقم الحدیث: ۳۱۶۱، سنن الدارمی، رقم الحدیث: ۲۴۰۸)

شہید خواہش کرے گا میں دنیا میں واپس جاؤں:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

جو شخص بھی فوت ہو اور اس کے لیے اللہ کے پاس اجر ہو وہ دنیا میں واپس جانے سے خوش نہیں ہوگا، خواہ اس کو دنیا و مافیہا مل جائیں، ماسوا شہید کے، کیونکہ وہ یہ تمنا کرے گا کہ وہ دنیا میں واپس جائے اور پھر قتل کیا جائے کیونکہ وہ شہادت کی فضیلت دیکھ لے گا۔

(صحیح البخاری، رقم الحدیث: ۲۸۱۷، صحیح مسلم، الامارہ: ۱۰۸ (۱۸۷۷) ۴۷۸۴، سنن الترمذی، رقم الحدیث: ۱۶۶۸)

شہداء کو مردہ گمان نہ کرو:

مسروق بیان کرتے ہیں کہ ہم نے حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے اس آیت کے متعلق پوچھا:

''جو لوگ اللہ جل جلالہ کی راہ میں قتل کئے گئے ان کو مردہ گمان مت کرو بلکہ وہ اپنے رب سبحانہ و تعالیٰ کے پاس زندہ ہیں ان کو رزق دیا جاتا ہے'' (آل عمران:۱۶۹)

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس آیت کے متعلق پوچھا تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

شہداء کی روحیں سبز پرندوں کے پیٹ میں ہیں، ان کے لیے عرش میں قندیلیں لٹکی ہوئی ہیں وہ جہاں چاہتی ہیں چرتی ہیں، اور پھر ان قندیلوں کی طرف لوٹ جاتی ہیں۔ پھر ان کا رب ان کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور فرماتا ہے تم کسی چیز کو چاہتے ہو؟ وہ کہتے ہیں ہم اب کس چیز کی خواہش کریں کہ ہم جنت میں جہاں چاہتے ہیں کھاتے پیتے ہیں۔ یہ مکالمہ تین مرتبہ ہوگا۔ جب وہ دیکھیں گے کہ ان کو بغیر پوچھے نہیں چھوڑا جارہا تو وہ کہیں گے کہ ہمارے رب ہماری خواہش یہ ہے کہ ہماری روحوں کو ہمارے جسموں میں دوبارہ لوٹا دیا جائے حتیٰ کہ ہم تیری راہ میں دوبارہ قتل کیے جائیں جب اللہ تعالیٰ یہ دیکھے گا کہ ان کو اور کوئی خواہش نہیں ہے تو ان کو چھوڑ دیا جائے گا۔

(صحیح مسلم، الامارہ (۱۸۸۷) ۴۸۰۲، جامع الترمذی، رقم الحدیث: ۳۰۱۸، سنن ابن ماجہ، رقم الحدیث: ۲۸۰۱)

سب سے افضل عمل:

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا:

سب سے افضل عمل نماز کو اس کے وقت میں پڑھنا ہے اور اللہ کی راہ میں جہاد کرنا ہے۔

(شعب الایمان، بحوالہ الدر المنثور ج ا ص ۲۴۹-۲۴۴)

حضور ﷺ نے گوشہ نشینی کی اجازت نہ دی:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے اصحاب رضی اللہ عنھم اجمعین میں سے ایک شخص کا جنگل میں میٹھے پانی کے ایک چشمہ سے گزر ہوا اس نے سوچا میں لوگوں کو چھوڑ کر یہیں رہ جاؤں، میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے اجازت لے کر یہیں آ جاؤں گا، جب اس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے اجازت طلب کی تو آپ نے فرمایا ایسا نہ کرو۔ ساٹھ سال اپنے گھر میں نماز پڑھنے سے تمہارا ایک وقت اللہ کی راہ میں گزارنا افضل ہے۔ کیا تم یہ پسند نہیں کرتے کہ اللہ تمہاری مغفرت کردے اور تم کو جنت میں داخل کردے؟ اللہ کی راہ میں جہاد کرو جو شخص اونٹنی کا دودھ دوہے جانے کے وقت کے برابر بھی اللہ کی راہ میں جہاد کرتا ہے اس کے لیے جنت واجب ہو جاتی ہے۔

(جامع ترمذی، مسند بزار، مستدرک للحاکم، بیہقی بحوالہ الدر المنثور ج ا ص ۲۴۹۔۲۴۴)

اسلام کا سب سے اعلیٰ درجہ:

فضالہ بن عبید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اسلام کے تین درجے ہیں، ادنی، اوسط اور اعلیٰ۔ ادنیٰ درجہ کا اسلام یہ ہے جس میں عام مسلمان ہیں تم جس سے بھی سوال کرو گے وہ کہے گا میں مسلمان ہوں! اور اوسط درجہ میں بعض مسلمانوں کے عمل بعض سے افضل ہوتے ہیں اور سب سے اعلیٰ درجہ اللہ کی راہ میں جہاد کرنا ہے۔

(المعجم کبیر بحوالہ الدر المنثور ج ا ص ۲۴۹۔۲۴۴)

قدموں پر جہنم کی آگ حرام :

عبدالرحمان بن جبران رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

جس شخص کے پیر اللہ کی راہ میں غبار آلود ہوئے اللہ ان پیروں پر جہنم کی آگ حرام کر دیتا ہے۔

(مسند احمد، صحیح بخاری، جامع ترمذی اور سنن نسائی بحوالہ الدر المنثو رج ۱ص ۲۴۹۔۲۴۴)

آنکھوں کو دوزخ کی آگ نہیں چھوئے گی :

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ تین آنکھیں ایسی ہیں جن کو دوزخ کی آگ نہیں چھوئے گی ، ایک وہ آنکھ جو اللہ کی راہ میں نکال دی گئی ، دوسری وہ آنکھ جو اللہ کی راہ میں جاگتی رہی اور تیسری وہ آنکھ جو اللہ جل جلالہ کے خوف سے روتی رہی۔

(مستدرک للحاکم بحوالہ الدر المنثو رج ۱ص ۲۴۹۔۲۴۴)

جنت واجب ہوگئی :

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول ﷺ نے فرمایا:

جس شخص نے (صرف) اتنی دیر جہاد کیا جتنا وقت ایک اونٹنی کا دودھ دوہنے میں لگتا ہے اس کے لیے (بھی) جنت واجب ہوگئی اور جس شخص نے صدق دل سے شہادت کے حصول کی دعا کی وہ مر جائے یا قتل کر دیا جائے اس کو شہادت کا درجہ ملے گا ، اور جو اللہ کی راہ میں زخمی ہوا وہ قیامت کے دن اسی طرح زخمی اٹھے گا اس کے خون کا رنگ زعفران کی طرح ہوگا اور اس سے مشک کی خوشبو آ رہی ہوگی۔

(مصنف عبدالرزاق ، مسند احمد ، سنن ابوداؤد ، جامع ترمذی ، سنن نسائی ، سنن ابن ماجہ ، صحیح ابن حبان ، مستدرک للحاکم اور بیہقی بحوالہ الدر المنثو رج ۱ص ۲۴۹۔۲۴۴)

......اگر استطاعت ہو تو حجِ بیت اللہ کریں......

فہرس

صلی اللہ علی حبیبہ محمد والہ وسلم

قرآن مجید میں حج کا حکم:

اللہ تعالیٰ کا قرآن مجید میں ارشاد پاک ہے:

﴿وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلاً. وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعَالَمِيْنَ.﴾ (سورۃ ال عمران:۹۷)

ترجمہ: ان لوگوں پر جو بیت اللہ تک پہنچنے کی استطاعت رکھتے ہوں، اللہ ﷻ (کی رضا) کے لئے بیت اللہ کا حج فرض ہے اور جو انکار کرے تو اللہ ﷻ تمام جہانوں سے بے نیاز ہے۔

حج کا مفہوم:

حج کا لغوی معنی ''قصد یا ارادہ'' اور اس کا اصطلاحی معنی ''بیت اللہ کی زیارت کا ارادہ کرنا'' ہے۔

حج فرض ہونے کی شرائط:

زندگی میں ایک بار حج کرنا فرض ہے۔ اسلام (مسلمان ہونا)، حریت (آزاد ہونا)، عقل، بلوغ اور حج کی استطاعت حج کی فرضیت کے لیے شرط ہیں۔

حج کے فرائض:

وقوف عرفات اور طواف زیارت حج کے فرائض ہیں۔

حج کے واجبات:

میقات یا اس سے پہلے احرام باندھنا، غروب آفتاب تک میدان عرفات میں رہنا۔ وقوف مزدلفہ، صفا اور مروہ میں دوڑنا، جمرات کو منیٰ میں کنکریاں مارنا، سر منڈوانا یا

بال کٹانا اور غیر ملکی کے لیے طواف وداع کرنا۔

حج میں جو کام ممنوع ہیں:

عمل زوجیت، بال کاٹنا، ناخن کاٹنا، خوشبو لگانا، سر اور چہرہ ڈھانپنا، سلا ہوا کپڑا پہننا، کسی دوسرے محرم کا سر مونڈنا، حل اور حرم میں شکار کرنا۔ (فتح القدیر ج ا ص ۳۲۱،۳۲۰)

اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر:

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے۔ اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور حضرت محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں، نماز قائم کرنا، زکوٰۃ ادا کرنا، بیت اللہ شریف کا حج کرنا اور رمضان کے روزے رکھنا۔

(مشکوٰۃ، کتاب الایمان، الفصل الاول بحوالہ مسند احمد، صحیح بخاری، صحیح مسلم، جامع ترمذی)

کیا حج ہر سال فرض ہے:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے خطبہ دیتے ہوئے فرمایا:

اللہ تعالیٰ نے تم پر حج فرض کیا ہے لہٰذا تم حج کرو۔ ایک شخص نے سوال کیا: یارسول اللہ! (ﷺ) کیا ہر سال؟ یہ سن کر نبی کریم ﷺ خاموش رہے تو اس نے اپنا سوال کا تین مرتبہ دہرایا۔ بعد میں آپ ﷺ نے فرمایا:

اگر میں ہاں کہہ دیتا تو ہر سال حج تم پر لازم ہو جاتا جو تمہاری استطاعت سے باہر ہوتا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: جس بات کو میں نظر انداز کروں تو اس پر اصرار نہ کرو۔ پہلے نبیوں کے امتی اپنے نبیوں سے سوالات کی کثرت اور اختلاف کی وجہ سے ہلاک ہوئے۔

جب میں تمہیں کسی بات کا حکم دوں تو استطاعت کے مطابق عمل کرو اور جب کسی بات سے منع کروں تو اس کے کرنے سے رک جاؤ۔ (صحیح مسلم، کتاب الحج)

مقبول حج کا اجر:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
جس نے اللہ کے لیے حج کیا اور اس کے درمیان کوئی غلط اور گناہ کا کام نہیں کیا تو وہ اس طرح واپس ہوگا جیسا کہ ماں کے پیٹ سے پیدا ہوتے وقت تھا۔
(مشکوۃ، کتاب المناسک، الفصل الاول، بحوالہ صحیح بخاری وصحیح مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ایک عمرہ سے دوسرے عمرہ تک کا درمیانی عرصہ گناہوں کا کفارہ ہے اور مقبول حج کی جزا جنت ہے۔
(مشکوۃ، کتاب المناسک، الفصل الاول، بحوالہ صحیح بخاری وصحیح مسلم)

رمضان میں عمرہ کا ثواب:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
رمضان میں عمرہ کا ثواب حج کے برابر ہے۔
(مشکوۃ، کتاب المناسک، الفصل الاول، بحوالہ صحیح بخاری وصحیح مسلم)

باپ اور بہن کی طرف سے حج:

حضرت ابن عبّاس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ قبیلہ خثعم کی ایک عورت نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا: یارسول اللہ! (ﷺ) رب تعالیٰ کے فرائض میں ایک فریضۂ حج میرے والد پر لازم ہوگیا ہے لیکن وہ اتنے بوڑھے ہیں کہ وہ سواری پر نہیں بیٹھ سکتے کیا میں ان کی طرف سے حج کروں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا:
ہاں! راوی کہتے ہیں یہ واقعہ حجۃ الوداع کا ہے۔
(مشکوۃ، کتاب المناسک، الفصل الاول، بحوالہ صحیح بخاری وصحیح مسلم)

حضرت ابن عبّاس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے آ کر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے عرض کیا میری بہن نے حج کی نذر مانی تھی لیکن اس کا انتقال ہو گیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر اس پر قرض ہوتا تو کیا تم ادا کرتے؟ اس نے کہا ہاں! تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''اب اللہ تعالیٰ کے قرض کو ادا کرو اس کو ادا کرنے کی زیادہ ضرورت ہے''۔

(مشکوٰۃ، کتاب المناسک، الفصل الاول، بحوالہ صحیح بخاری وصحیح مسلم)

پہلے اپنی طرف سے حج ادا کرو:

حضرت ابن عبّاس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کو شُبْرُمَه کی جانب سے لبیک پکارتے سن کر اس سے دریافت فرمایا شبرمہ کون ہے؟ تو اس شخص نے کہا میرا بھائی یا رشتہ دار (راوی کو شک ہے) نبی کریم ﷺ نے اس سے دریافت فرمایا: کیا تم اپنا حج کر رہے ہو؟ اس نے جواب دیا نہیں۔ تو سرکار دو عالم ﷺ نے فرمایا: پہلے اپنا حج کرو اس کے بعد شُبْرُمَه کی جانب سے حج کرو۔

(مشکوٰۃ، کتاب المناسک، الفصل الثانی، بحوالہ سنن ابی داؤد، ابن ماجہ)

آپ کے تین عمرے ذیقعدہ میں:

حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے چار مرتبہ عمرہ کیا اور یہ تمام عمرے ذی القعدہ کے مہینہ میں ہوئے سوائے اس عمرے کے جو حج کے ساتھ کیا تھا۔ ایک عمرہ حدیبیہ کے موقع پر، دوسرا عمرہ اس کے اگلے سال اور ایک عمرہ جعرانہ سے جنگ حنین کے بعد اموال غنیمت کی تقسیم سے فارغ ہو کر روانہ ہوتے ہوئے۔ یہ تین عمرے ذی القعدہ میں، ایک عمرہ حج کے ساتھ (ذی الحجہ میں)۔

(مشکوٰۃ، کتاب المناسک، الفصل الاول، بحوالہ صحیح بخاری وصحیح مسلم)

عورتیں محرم کے بغیر سفر نہ کریں:

حضرت ابن عبّاس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
لوگ غیر عورتوں کے ساتھ علیحدگی میں نہ بیٹھیں اور عورتیں محرم کے علاوہ کسی کے ساتھ سفر میں نہ جائیں ۔اس وقت ایک صحابی نے کہا کہ میرا نام تو فلاں فلاں غزوہ کے لئے مقرر ہوا ہے اور میری بیوی حج کے لئے نکلی ہے تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

تم جاؤ اور اپنی بیوی کے ساتھ حج کرو۔

(مشکوۃ، کتاب المناسک، الفصل الاول، بحوالہ صحیح بخاری و صحیح مسلم)

حج ادا کرنے میں جلدی کرو:

حضرت ابن عبّاس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ سرکار دو عالم ﷺ نے فرمایا:

جس شخص کا حج کا ارادہ ہو وہ اس کو پورا کرنے میں جلدی کرے۔

(مشکوۃ، کتاب المناسک، الفصل الثانی، بحوالہ سنن ابی داؤود، دارمی)

تنگ دستی کا علاج:

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

حج و عمرہ یکے بعد دیگرے کرو کیونکہ یہ دونوں تنگدستی اور گناہوں کو دور کرتے ہیں جس طرح بھٹی میں لوہے' سونے اور چاندی کا میل صاف ہو جاتا ہے اور حج مقبول کا ثواب جنت کے علاوہ اور کچھ نہیں۔

(مشکوۃ، کتاب المناسک، الفصل الثانی، بحوالہ جامع ترمذی، نسائی)

بھیک مانگ کر کھانا توکل نہیں:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ یمن والوں کا طریقہ یہ تھا کہ جب وہ حج کے لئے آتے تو اپنے ساتھ زادراہ نہ لاتے اور مکہ میں آکر بھیک مانگتے اور

کہتے کہ ہم تو متوکل ہیں۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم فرمایا:

''زادراہ لے کر چلو اور بہتر زادِراہ تقویٰ ہے۔''

(مشکوٰۃ، کتاب المناسک، الفصل الثالث، بحوالہ صحیح البخاری)

حاجی اللہ ﷻ کے مہمان ہیں:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''حاجی اور عمرہ کرنے والے اللہ تعالیٰ کے مہمان ہیں۔ اگر وہ دعا کریں گے تو قبول ہوگی اور اگر مغفرت چاہیں گے تو بخشے جائیں گے۔'' (مشکوٰۃ، کتاب المناسک، الفصل الثالث، بحوالہ ابن ماجہ)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں:

''میں نے رسول اللہ ﷺ رضی اللہ عنہ سے سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے مہمان تین ہیں۔ مجاہد، حج یا عمرہ کرنے والا۔''

(مشکوٰۃ، کتاب المناسک، الفصل الثالث، بحوالہ نسائی، شعب الایمان)

حاجی کو سلام کرو

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

جب تمہاری کسی حاجی سے ملاقات ہو تو اس کو سلام کرو، اس سے مصافحہ کرو اور اپنے لئے اس کے گھر میں داخل ہونے سے پہلے بخشش کی دعا کے لئے کہو کیونکہ وہ بخشا ہوا ہے۔

(مشکوٰۃ، کتاب المناسک، الفصل الثالث، بحوالہ مسند احمد)

عورتوں پر بھی جہاد ہے:

حضرت عائشہ صدّیقہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے معلوم کیا کہ کیا عورتوں پر جہاد ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا:

''ہاں ایسا جہاد جس میں جنگ وجدل نہیں، وہ حج وعمرہ ہے۔''

(مشکوٰۃ، کتاب المناسک، الفصل الثالث، بحوالہ ابن ماجہ)

جو حج یا جہاد کے ارادے سے چلا:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

جو شخص حج، عمرے یا جہاد کے ارادے سے گھر سے چلا اور راستہ میں اس کو موت آ گئی تو اللہ تعالیٰ اس کو غازی، حاجی اور عمرہ کرنے والے کا ثواب عطا فرماتا ہے۔

(مشکوۃ، کتاب المناسک، الفصل الثالث، بحوالہ شعب الایمان)

حج کے بعد جلد گھر کو جاؤ:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

جب تم حج پورا کر لو تو جلد گھر کی طرف روانہ ہو اس سے زیادہ اجر ملے گا۔

(مستدرک للحاکم بحوالہ الدر المنثور ج ۱، ص: ۲۳۷)

حج نہ کرنے والا یہودی ہو کر مرے یا نصرانی:

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

’’جس شخص کو حج کی ادائیگی میں نہ تو کوئی ظاہری رکاوٹ پیش آئی، نہ وہ بیماری یا حاکم کے جبر کی وجہ سے رکا بلکہ بلا وجہ حج نہ کیا تو اب اس کو چاہیے کہ وہ یہودی ہو کر مرے یا نصرانی ہو کر۔‘‘

(مشکوۃ، کتاب المناسک، الفصل الثالث، بحوالہ دارمی)

ایک انصاری اور ایک ثقفی:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مسجد حنیف میں بیٹھا ہوا تھا، کہ ایک انصاری اور ایک ثقفی آئے، انہوں نے آ کر رسول اللہ ﷺ کو سلام عرض کیا اور کہا:

یا رسول اللہ! (ﷺ) ہم آپ سے ایک سوال کرنے آئے ہیں۔

آپ ﷺ نے فرمایا:

اگر تم چاہو تو میں خود تمہارا سوال بیان کروں، اور اگر تم چاہو تو تم سوال کرو۔

انہوں نے کہا: یا رسول اللہ! (ﷺ) آپ بیان فرمائیں ہمارا ایمان اور زیادہ ہوگا!

انصاری نے ثقفی سے کہا تم سوال کرو، اس نے کہا بلکہ تم سوال کرو، انصاری نے کہا یا رسول اللہ (ﷺ)! ہمیں بتائیے! آپ ﷺ نے فرمایا:

تم یہ سوال کرنے آئے ہو کہ جب تم اپنے گھر سے بیت اللہ کے لیے روانہ ہو اور بیت اللہ کا طواف کرو تو اس میں تمہارے لیے کیا اجر ہے؟ اور طواف کے بعد دو رکعت نماز پڑھنے کا کیا اجر ہے؟ اور صفا اور مروہ کے درمیان سعی کا کیا اجر ہے؟ اور وقوف عرفہ کا کیا اجر ہے؟ اور رمی جمار (کنکری پھینکنے) کا کیا اجر ہے؟ اور نحر (قربانی) کا کیا اجر ہے؟ اور سر منڈانے کا کیا اجر ہے؟ اور اس کے بعد طواف (زیارت) کا کیا اجر ہے؟

انصاری نے کہا: یا رسول اللہ! (ﷺ) اس ذات کی قسم! جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے، ہم آپ سے یہی سوال کرنے آئے ہیں۔

آپ ﷺ نے فرمایا:

جب تم اپنے گھر سے بیت اللہ کے لیے روانہ ہوتے ہو تو تمہاری سواری کے ہر قدم رکھنے اور اٹھانے کے بدلہ میں اللہ تمہارے لئے ایک نیکی لکھتا ہے، ایک گناہ مٹاتا ہے اور ایک درجہ بلند کرتا ہے اور جب تم طواف کے بعد دو رکعت نماز پڑھتے ہو تو تمہیں اولاد اسماعیل سے ایک غلام آزاد کرنے کا اجر ملتا ہے، اور جب تم صفا اور مروہ کے درمیان سعی کرتے ہو تو تمہیں ستر غلام آزاد کرنے کا اجر ملتا ہے، اور جب تم زوال آفتاب کے بعد میدان عرفات میں وقوف کرتے ہو تو اللہ آسمان دنیا کی طرف

متوجہ ہوتا ہے اور تمہاری وجہ سے فرشتوں پر فخر کرتا ہے اور فرماتا ہے:

یہ میرے وہ بندے ہیں جو دور دراز کے علاقوں سے بکھرے ہوئے غبار آلود بالوں کے ساتھ آئے ہیں۔ یہ میری رحمت اور میری مغفرت کی امید رکھتے ہیں سو اگر تمہارے گناہ ریت کے ذروں اور سمندر کے جھاگ کے برابر بھی ہوں تو اللہ ان کو معاف کردے گا۔ میرے بندو! عرفات سے مزدلفہ کی طرف جاؤ، تمہاری بھی مغفرت ہوگی اور جن کی تم شفاعت کروگے اس کی بھی مغفرت ہوگی، اور جب تم رمی جمار کرتے ہو (کنکری پھینکتے ہو) تو ہر کنکری کے بدلہ میں تمہارا ایک کبیرہ گناہ معاف کردیا جاتا ہے، اور تمہاری قربانی تمہارے رب کے پاس ذخیرہ کی جائے گی اور جب تم سر منڈاتے ہو تو ہر بال کے بدلہ میں ایک گناہ معاف کردیا جاتا ہے اور ایک نیکی لکھ دی جاتی ہے۔

انصاری نے کہا: یارسول اللہ! (ﷺ) اگر اس کے گناہ کم ہوں؟

آپ ﷺ نے فرمایا:

تو پھر اس کی نیکیاں ذخیرہ کی جائیں گی اور جب تم اس کے بعد طواف (زیارت) کروگے تو تم اس حال میں طواف کروگے کہ تمہارا کوئی گناہ نہیں ہوگا، پھر ایک فرشتہ تمہارے دو کندھوں کے درمیان ہاتھ رکھ کر کہے گا:

جاؤ از سرِ نو عمل کرو تمہارے پچھلے گناہ معاف کردیئے گئے ہیں۔

(المطالب العالیہ ج اص ۳۱۴۔۳۱۲)

بے حساب جنت میں:

حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا:

جو شخص حج کے لیے روانہ ہوا اور مر گیا اس سے حساب نہیں لیا جائے گا اور اس سے کہا جائے گا کہ جنت میں داخل ہو جا۔ (مجمع الزوائد ج ۳ ص ۲۰۸)

حج اکبر کا دن:

نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے جمعہ کے دن حج کیا اور جس دن نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے حج کیا اسی دن حج کرنا حج اکبر ہے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے جب حج ادا کیا تو آپ یوم النحر (۱۰ ذوالحجہ) کو جمرات کے درمیان کھڑے ہوئے اور فرمایا:

یہ حج اکبر کا دن ہے۔

(صحیح البخاری رقم الحدیث: ۱۷۴۲، سنن ابوداؤد رقم الحدیث: ۱۹۴۵، جامع الترمذی رقم الحدیث: ۲۱۶۶، سنن ابن ماجہ رقم الحدیث: ۳۰۵۵)

اللہ تعالیٰ فخر فرماتا ہے:

حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں ہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ: ''یوم عرفہ کو اللہ تعالیٰ فرشتوں کے سامنے اپنے بندوں کی وجہ سے فخر فرماتا ہے اور ارشاد فرماتا ہے کہ میرے بندے بکھرے ہوئے غبار آلود بالوں کے ساتھ میری رحمت کی طلب میں آئے ہیں، میں تمہیں گواہ بناتا ہوں کہ میں نے ان کے نیکوں کو بخش دیا ہے اور ان کے نیکوں کو ان کے بروں کے لیے شفاعت کرنے والا بنا دیا اور جمعہ کے دن بھی اسی طرح فرماتا ہے''۔ (طبقات الکبریٰ)

دو عیدوں کے دن نازل ہونے والی آیت:

حضرت عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے ایک یہودی کے سامنے یہ آیت پڑھی: **الیوم اکملت لکم دینکم** (المائدہ:۳)

ترجمہ: ''آج میں نے تمہارا دین تمہارے لئے مکمل کر دیا''

اس یہودی نے کہا اگر ہم میں یہ آیت نازل ہوتی تو ہم اس دن عید مناتے ۔حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا:

یہ آیت دوعیدوں کے دن نازل ہوئی ہے ۔ جمعہ کے دن اور عرفہ کے دن

(سنن الترمذی رقم الحدیث : ۳۰۵۵، صحیح البخاری رقم الحدیث : ۴۵، ۴۴۰۷، ۷۲۶۸، صحیح مسلم رقم الحدیث : ۳۰۱۷، سنن النسائی رقم الحدیث: ۳۰۰۲، ۵۰۲۷)

اللہ ﷻ والوں کا حج :

حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

کوئی شخص حضرت جنید رضی اللہ عنہ کے پاس آیا۔آپ نے پوچھا کہاں سے آئے ہو؟ عرض کی میں حج کے لئے گیا ہوا تھا۔آپ نے پوچھا کیا حج کرلیا؟اس نے جواب دیا جی ہاں ۔فرمایا: کیا گھر اور وطن کو چھوڑتے ہوئے سب گناہوں کو بھی چھوڑا؟اس نے جواب دیا نہیں ۔آپ نے فرمایا:تم نے گھر سے سفر ہی نہیں کیا۔

اچھا جب تم گھر سے نکلے اور رات کے وقت کسی جگہ قیام کیا تو کیا راہ حق کی کوئی (روحانی) منزل بھی طے کی ۔اس کا جواب پھرنفی میں تھا۔آپ نے فرمایا تم نے کوئی منزل طے ہی نہیں کی ۔

اچھا جب تم نے میقات پر(کپڑے اتار کر) احرام باندھا تو کیا اپنی بشری صفات کو بھی اتارا۔اس نے کہا نہیں ۔فرمایا تم نے احرام ہی نہیں باندھا۔

اچھا جب تم عرفات کے میدان میں کھڑے ہوئے تو کیا کشف اور مشاہدہ میں بھی کھڑا ہونا نصیب ہوا؟اس نے پھرنفی میں جواب دیا۔آپ نے فرمایا تم عرفات کے میدان میں کھڑے ہی نہیں ہوئے ۔

اچھا جب تم مزدلفہ میں گئے اور تمہارا مقصد پورا ہوگیا تو کیا اپنی نفسانی خواہشات کو چھوڑ دیا؟ جواب ملا نہیں ۔فرمایا تم مزدلفہ بھی نہیں گئے ۔

اچھا جب بیت اللہ کا طواف کیا تو باطن کی آنکھ سے تنزیہ (اللہ تعالیٰ کو ہر عیب سے پاک سمجھنا) کے مقام میں اللہ کے جلووں کو دیکھا؟ اس نے کہا نہیں۔ آپ نے فرمایا تم نے طواف نہیں کیا۔

اچھا صفا و مروہ کے درمیان سعی کرتے وقت تم نے صفا اور مروہ کا درجہ سمجھا؟ اس کا جواب نفی میں تھا۔ فرمایا تم نے سعی بھی نہیں کی۔

اچھا جب تم منیٰ میں آئے تو کیا تمہاری حسرتیں ختم ہو گئیں؟ اس نے کہا نہیں۔ آپ نے فرمایا تم منیٰ بھی نہیں گئے۔

اچھا جب قربان گاہ پر قربانی کی تو کیا اپنے نفس کی خواہشات کو قربان کیا؟ اس نے کہا نہیں۔ آپ نے فرمایا تم نے قربانی بھی نہیں کی۔

اچھا جب کنکر پھینکے تو کیا تمام نفسانی امور بھی پھینکے؟ اس کا جواب نفی میں تھا۔ آپ نے فرمایا تم نے کنکر بھی نہیں پھینکے۔ پھر فرمایا واپس جاؤ اور اسی طریقے سے حج کرو تاکہ تمہیں مقام ابراہیم (کی اتباع) نصیب ہو۔ (کشف المحجوب، ص۴۵۲)

اپنے آپ کی قربانی:

حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک نوجوان کو منیٰ میں بیٹھے ہوئے دیکھا۔ سب لوگ قربانی میں مشغول تھے۔ میں اسے دیکھتا رہا کہ وہ کون ہے اور کیا کرتا ہے؟ وہ کہہ رہا تھا:

اے میرے رب! سب لوگ قربانی کر رہے ہیں، میں اپنے نفس کو تیری راہ میں قربان کرنا چاہتا ہوں، مجھے قبول فرما۔ یہ بات کہی اور شہادت کی انگلی سے اپنے گلے کی طرف اشارہ کیا اور گر پڑا۔ میں نے دیکھا تو اس کی روح اس کے جسم سے نکل چکی تھی، اللہ تعالیٰ اس پر رحم فرمائے۔ (کشف المحجوب، ص۴۵۴)

مسجد حرام اور مسجد نبوی میں نمازوں کا ثواب:

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:
جس شخص نے میری مسجد میں چالیس نمازیں پڑھیں اور اس کی کوئی نماز قضا نہیں ہوئی اس کے لیے جہنم سے آزادی اور عذاب سے نجات لکھ دی جائے گی اور وہ نفاق سے بری ہو جائے گا۔ (مسند احمد ج ۳ ص ۱۵۵، الترغیب والترھیب ج ۲ ص ۲۱۵)

رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہونے کا طریقہ:

جو شخص نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں حاضری کا ارادہ رکھتا ہو اس کو چاہیے کہ وہ زیادہ سے زیادہ آپ پر درود شریف پڑھے، کیونکہ آپ خود بھی درود شریف کو سنتے ہیں اور فرشتے بھی آپ کے پاس درود شریف پہنچاتے ہیں جب زائر مدینہ منورہ کی دیواروں کو دیکھے تو درود شریف پڑھ کر یہ کہے:
اے اللہ! یہ تیرے نبی کریم ﷺ کا حرم ہے اور تیری وحی کے نازل ہونے کی جگہ ہے تو مجھے یہاں حاضر ہونے کی نعمت عطا فرما اور یہاں کی حاضری کو میرے لیے جہنم سے نجات کا ذریعہ بنا دے اور مجھے قیامت کے دن نبی کریم ﷺ کی شفاعت سے بہرہ مند فرما، اور نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہونے سے پہلے غسل کرے، اچھا لباس زیب تن کرے، خوشبو لگائے پھر انتہائی تواضع اور انکساری کے ساتھ آپ کے روضہ کی طرف روانہ ہو، اور درود شریف پڑھتا ہوا اور اپنی مغفرت کی دعائیں مانگتا ہوا چلتا رہے اور یہ پڑھے:
بِسْمِ اللّٰهِ وَعَلٰى مِلَّةِ رَسُولِ اللّٰهِ رَبِّ اَدْخِلْنِیْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّاَخْرِجْنِی مُخْرَجَ صِدْقٍ وَّاجْعَلْ لِّیْ مِنْ لَّدُنْکَ سُلْطَانًا نَّصِیرًا، اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِیْ ذُنُوْبِیْ وَافْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِکَ.

پھر مسجد شریف میں داخل ہو اور دو رکعت تحیۃ المسجد پڑھے آپ کی قبر شریف اور

منبر کے درمیان کی جگہ جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے اس جگہ دو رکعت بطور شکر پڑھے، پھر نبی کریم ﷺ کی قبر سے چار ہاتھ کے فاصلہ پر ادب سے کھڑا ہو، آپ کے مواجہ شریف (سر اور چہرہ) کی طرف منہ اور کعبہ کی طرف پیٹھ کرے اور یوں سلام عرض کرے:

السلام عَلَیْکَ یَا سَیِّدِی یَا رَسُولَ اللہِ،

السَّلام عَلَیْکَ یَا نَبِیَّ اللہِ،

السَّلامُ عَلَیْکَ یَا حَبِیْبَ اللہِ،

السَّلامُ عَلَیْک یا نَبِیَّ الرَّحْمَۃ

السَّلامُ عَلَیْک یَا شَفِیْعَ الْاُمَّۃِ

السَّلامُ عَلَیْکَ یَا سَیِّدَالْمُرْسَلِیْن

السَّلامُ عَلَیْکَ یَا خَاتَمَ النَّبِیِّیْنَ،

السَّلامُ عَلَیْکَ یَا مُزَّمِّلُ،

السَّلامُ عَلَیْکَ یَا مُدَّثِّرُ،

السَّلامُ عَلَیْکَ وَعَلٰی اُصُوْلِکَ الطَّیِّبِیْنَ، وَاَھْلِ بَیْتِکَ الطَّاھِرِیْن.

پھر کہے:

میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں آپ نے فریضہ رسالت کو ادا کر دیا اور امانت کو پہنچا دیا اور امت کی خیر خواہی کی اور واضح دلائل بیان کیے، اور اللہ کی راہ میں جہاد کا حق ادا کیا، اور دین کو قائم کیا حتی کہ آپ رفیق اعلیٰ سے واصل ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ آپ پر صلوۃ وسلام نازل فرمائے جس جگہ آپ اپنے جسد اطہر کے ساتھ تشریف فرما ہیں وہ جگہ تمام جگہوں سے افضل جگہ ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ پر اور اس جگہ پر ہمیشہ اتنی بار صلوۃ وسلام نازل فرمائے جس کا عدد اللہ ہی کے علم میں ہے۔ یا رسول اللہ (ﷺ)! ہم آپ کے حرم مقدس اور

آپکی عظیم بارگاہ میں حاضر ہیں ،ہم دور دراز کے علاقوں سے آپ کے حضور میں آپ کی شفاعت کی امید سے آئے ہیں ،آپ ہمارے رب کے حضور ہماری شفاعت فرمائیں گناہوں کے بوجھ سے ہماری کمر ٹوٹ رہی ہے ،آپ ہی ایسے شفاعت کرنے والے ہیں جن سے شفاعت کبریٰ، مقام محموداور وسیلہ کا وعدہ کیا گیا ہے اور اللہ نے فرمایا ہے:

﴿وَلَوْاَنَّهُم اِذْظَلَمُوْا اَنْفُسَهُم جَاءُ وْکَ فَاسْتَغْفَرُوْاللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوْا الله تَوَّ اباً رَّحِيْمًا﴾ (سورۃ النساء آیت:64)

ترجمہ:اوراگر یہ اپنی جانوں پرظلم کرگزریں،تو آپ کے پاس آئیں اوراللہ سے مغفرت طلب کریں اور رسول ﷺ بھی ان کی شفاعت کریں ،تو یہ بیشک اللہ تعالیٰ کو بہت توبہ قبول کرنے والا اور بہت رحم کرنے والا پائیں گے۔

اور بیشک ہم اپنی جانوں پرظلم کرکے آپ کے پاس آئے ہیں اور اللہ سے اپنے گناہوں کی مغفرت طلب کرتے ہیں سو آپ ہمارے لیے اپنے رب سے شفاعت کیجئے اور اللہ سے دعا کیجئے کہ آپ کی سنت پر خاتمہ فرمائے اور آپ کے دین میں ہمیں قیامت کے دن اٹھائے اور ہمیں آپ کے حوض کوثر پر وارد کرے اور بغیر کسی شرمندگی اور رسوائی کے ہمیں آب کوثر پلائے ،یارسول اللہ (ﷺ) شفاعت فرمایئے ،یارسول اللہ (ﷺ) شفاعت فرمایئے یارسول اللہ (ﷺ) شفاعت فرمایئے ،(تین بار کہے) اے اللہ ہماری مغفرت فرما،اور جو ہم سے پہلے فوت ہو گئے ہیں ان کی مغفرت فرما،اور مسلمانوں کے خلاف ہمارے دلوں میں کینہ نہ رکھ،اے رب !تو رؤف رحیم ہے ، پھر جن لوگوں نے آپ کے سلام پہنچانے کی درخواست کی تھی ان کا سلام پیش کرے اور کہے یارسول اللہ (ﷺ) فلاں فلاں کی طرف سے آپ کوسلام ہو، یارسول اللہ (ﷺ) وہ آپ سے شفاعت کے طلبگار ہیں ان کی شفاعت فرمایئے ، پھر درود شریف پڑھ کر جو چاہے دعا کرے۔

اس کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے سر کے بالمقابل کھڑا ہو اور کہے:

اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا خَلِیْفَةَ رَسُوْلِ اللّٰہِ

السَّلَامُ عَلَیْکَ یَا صَاحِبَ رَسُوْلِ اللّٰہِ وَ اَنِیْسَہٗ فِیْ الْغَارِ وَرَفِیْقَہٗ فِیْ الْاَ سْفَارِ وَاَمِیْنَہٗ فِی الْاَسْرَارِ.

اللہ تعالیٰ آپ کو بہترین جزا عطا فرمائے، آپ نے بہترین خلافت کی، اور نبی کریم ﷺ کے طریقہ پر قائم رہے، اور آپ نے طریقہ کے مطابق کارخلافت انجام دیئے آپ نے مرتد اور بدعتی لوگوں سے جہاد کیا اور اسلام کے قلعہ کو مضبوط کیا، آپ بہترین امام تھے، آپ تادم حیات دین کی خدمت کرتے رہے، آپ اللہ عزوجل سے دعا کریں کہ وہ ہمارے دلوں میں ہمیشہ آپ کی محبت رکھے اور قیامت کے دن ہمیں آپ کی جماعت میں اٹھائے اور ہماری زیارت کو قبول فرمائے۔ السلا مُ عَلَیْکَ وَرَحْمَةُ اللّٰہِ

اس کے بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے سر مبارک کے بالمقابل کھڑا ہو اور یوں سلام عرض کرے:

السلا مُ عَلَیْکَ یَا اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ

السلامُ عَلَیْکَ یَا مُظْھِرَ الْاِسْلَامِ

السلا مُ عَلَیْکَ یَا مُکَسِّرَ الْاَصْنَامِ.

اللہ تعالیٰ آپ کو ہماری طرف سے بہترین جزا عطا فرمائے، آپ نے اسلام اور مسلمانوں کی نصرت فرمائی اور رسول اللہ ﷺ کے بعد بڑے بڑے شہروں کو فتح کیا۔ یتیموں کی کفالت کی اور صلہ رحمی کی۔

اے رسول اللہ ﷺ کے وزیر و رفیق و مشیر اور دین قائم کرنے میں آپ کی معاونت کرنے والو اور آپ کے بعد مسلمانوں کی بہتری کے لیے کارہائے نمایاں کرنے والو آپ دونوں پر سلام ہو، اللہ آپ کو ہماری طرف سے اور تمام مسلمانوں کی طرف سے بہترین جزا عطا

فرمائے ،ہم آپ کی خدمت میں اس لیے حاضر ہوئے ہیں کہ آپ رسول اللہ ﷺ سے درخواست کریں کہ حضور ہماری شفاعت فرمائیں ،اور اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائیں کہ وہ ہمارے اس حج اور زیارت کو قبول فرمائے ،ہمیں آپ کے دین پر زندہ رکھے اور اسی پر ہمارا خاتمہ فرمائے اور آپ کی جماعت میں ہمارا حشر فرمائے۔

پھر اپنے لیے دعا کرے، اپنے والدین کے لیے دعا کرے اور جنہوں نے دعا کی درخواست کی تھی ان کے لیے دعا کرے، پھر تمام مسلمانوں کے لیے دعا کرے، پھر دوبارہ حضور نبی ﷺ کے مواجہہ شریف میں جا کر کھڑا ہو، اسی طرح سلام پیش کرے اور آپ سے شفاعت کی درخواست کرے اور اسی طرح دعا کرے۔

حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہ کے ستون کے پاس نماز پڑھے، اور دیگر متبرک مقامات پر نمازیں پڑھے ،بقیع شریف میں جائے ،شہداء احد کی قبروں کی زیارت کرے، حضرت سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کی قبر پر حاضری دے، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ،حضور کے صاحبزادہ حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ، ازواج مطہرات اور دیگر شہداء کی قبروں پر حاضر ہو اور تمام مزارات پر آیۃ الکرسی پڑھے، گیارہ بار سورہ اخلاص پڑھے اور اگر یاد ہو تو سورہ یٰسین پڑھے اور رسول اللہ ﷺ کے واسطہ سے ان کا ثواب ان تمام ارواح قدسیہ کو پیش کرے، مسجد قبا میں حاضر ہو کر وہاں نماز پڑھے۔ وہاں دو رکعت پڑھنے کا اجر عمرہ کے برابر ہے۔

(سنن کبری ج۵ ص۲۴۸)

......حسد بالکل نہ کریں......

فہرس

صلی اللہ علی حبیبہ محمد والہ وسلم

......قرآن مجید میں حسد کا بیان ......

قرآن مجید فرقان حمید میں حسد کرنے والے کے شر سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگنے کی تلقین کرتے ہوئے ارشاد ہوتا ہے:

﴿وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ﴾ (سورۃ الفلق:5)

ترجمہ: (کہیے میں پناہ مانگتا ہوں) اور حاسد کے شر سے جب وہ حسد کرے۔

حسد وہ منفی اور گھٹیا جذبہ ہے جو اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ جو نعمت دوسرے کے پاس ہے وہ اس کے پاس نہ رہے۔ اس کی بجائے رشک ایک مثبت اور اعلیٰ جذبہ ہے کہ جس میں یہ جذبہ موجود ہو وہ یہ چاہتا ہے کہ جو نعمت دوسرے کے پاس ہے اس کے پاس بھی رہے اور ویسی نعمت اسے بھی مل جائے۔

سب سے پہلے ابلیس نے حضرت آدم علیہ السلام سے حسد کیا اور اس برائی کی ابتدا کی، یہودِ مدینہ کا خیال تھا نبی آخر الزماں ﷺ بنی اسرائیل میں سے تشریف لائیں گے لیکن جب آپ ﷺ بنی اسماعیل میں سے تشریف لے آئے تو انہوں نے آپ سے حسد کرنا شروع کر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے ان حاسدوں کے شر سے محفوظ رہنے کے لئے سورۃ الفلق اور سورۃ الناس نازل فرمائیں۔

حسد نہ کرو:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''ایک دوسرے سے بغض نہ کرو، ایک دوسرے سے حسد نہ کرو، ایک

دوسرے سے دشمنی نہ کرو، اور اللہ کے بندے بھائی بھائی ہو جاؤ اور کسی مسلمان کے لیے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ اپنے بھائی کو تین (دن) سے زیادہ چھوڑے رکھے''۔

(صحیح البخاری رقم الحدیث: ۶۰۶۵، صحیح مسلم رقم الحدیث: ۲۵۵۹ سنن ابوداؤد رقم الحدیث: ۴۹۱۰، جامع الترمذی رقم الحدیث: ۱۹۳۵، سنن ابوداؤد رقم الحدیث: ۴۹۰۳)

حسد نیکیوں کو کھاتا ہے:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

حسد سے بچو کیونکہ حسد نیکیوں کو اس طرح کھا جاتا ہے جس طرح آگ سوکھی لکڑیوں اور گھاس کو کھا جاتی ہے۔

(سنن ابوداؤد ج ۲ ص ۳۱۶، سنن ابن ماجہ ص ۳۱۰، شعب الایمان ج ۵ ص ۲۶۷۔۲۶۶)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

کسی بندے کے دل میں احسان (نیکی) اور حسد جمع نہیں ہوتے۔

(سنن نسائی ۲ ص ۴۴، شعب الایمان ج ۵ ص ۲۶۷۔۲۶۶)

حسد سے بچنے کا طریقہ:

حضرت حارثہ بن نعمان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

تین چیزیں میری امت کو لازم ہیں (میری امت میں ضرور ہوں گی) بدفالی، حسد اور بدگمانی، ایک شخص نے پوچھا یا رسول اللہ (ﷺ)! جس شخص میں یہ خصلتیں ہوں وہ ان سے کس طرح بچے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم حسد کرو تو اللہ تعالیٰ سے استغفار کرو، اور جب بدگمانی کرو تو اس پر جمے نہ رہو اور جب تم کسی کام کی بدفالی نکالو تو وہ کام کر گزرو''۔ (معجم کبیر ج ۳ ص ۲۲۸)

بشر بن حارث رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رشتہ داروں میں عداوت ہوتی

ہے ، پڑ وسیوں میں حسد ہوتا ہے اور بھا ئیوں میں منفعت ہوتی ہے ۔ (ایک دوسرے کو فائدہ پہنچانا) (شعب الایمان ج ۵ ص ۲۷۳)

حاسد ہمیشہ تکلیف میں رہتا ہے :

احنف بن قیس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں : پانچ چیزیں ایسی ہیں جس طرح ان کو میں بیان کرتا ہوں کوئی بیان نہیں کرتا (۱) حاسد کیلیے کوئی راحت نہیں ہے (۲) جھوٹے کی کوئی مروت نہیں ہے (۳) حاکم کی وفانہیں (۴) بخیل کا کوئی حیلہ نہیں (۵) بدخلق کی کوئی سیاست نہیں ہے ۔ (شعب الایمان ج ۵ ص ۲۷۳)

حسد نہ کرنے سے خیریت وابستہ ہے :

حضرت ضمرہ بن ثعلبہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا :
جب تک لوگ حسد نہیں کریں گے وہ خیریت سے رہیں گے ۔

(معجم کبیر ج ۸ ص ۳۰۹ ، الترغیب والترہیب ج ۳ ص ۵۴۷)

حاسد حضور ﷺ کے طریقے پر نہیں :

حضرت عبداللہ بن یسر رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ حسد کرنے والا ، چغلی کرنے والا اور کہانت کرنے والا میرے طریقہ پر نہیں ہے ، اور نہ میں ان کے طریقہ پر ہوں ۔ (الترغیب والترہیب ج ۳ ص ۵۵۱ ۔ ۵۴۷)

سب سے افضل شخص :

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ سے پوچھا گیا :

یا رسول اللہ (ﷺ) سب سے افضل کون سا شخص ہے ؟ آپ نے فرمایا :
جومخموم القلب اور راست گو (سیدھی بات کہنے ولا) ہو (سیدھی بات کہنے ولا)

،صحابہ ﷺ نے کہا: ہم راست گوکو تو جانتے ہیں لیکن مخموم القلب کا کیا معنی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جوشخص متقی ہو، صاف دل ہو، اس نے کوئی گناہ اور سرکشی نہ کی ہو، وہ کسی سے نہ کینہ رکھتا ہواور نہ کسی سے حسد رکھتا ہو''۔

(بیہقی ،الترغیب والترہیب ج ۳ ص ۵۵۱ ۔ ۵۴۷ سنن ابن ماجہ)

ابدال کیونکر جنت میں داخل ہوں گے:

حضرت حسن ﷺ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

میری امت کے ابدال زیادہ نمازوں، روزوں اور صدقات کی وجہ سے جنت میں داخل نہیں ہوں گے لیکن وہ اللہ کی رحمت، نفس کی سخاوت اور (حسد وبغض سے) سینے صاف رکھنے کی وجہ سے جنت میں داخل ہوں گے۔

(امام ابن ابی الدنیا، کتاب الاولیاء بحوالہ الترغیب والترہیب ج ۳ ص ۵۵۱ ۔ ۵۴۷)

حسد سے بچنے کا دوسرا طریقہ:

حضرت ابوہریرہ ﷺ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

تین چیزوں میں سے کوئی شخص نہیں بچ سکے گا: حسد، بدگمانی اور بدفالی اور میں تم سے عنقریب بیان کروں گا کہ ان سے نکلنے کی کیا صورت ہے۔ (ان سے بچنے کا طریقہ یہ ہے کہ) جب تم کسی سے حسد کرو تو اس سے بغض نہ رکھو، اور جب تم بدگمانی کرو تو اس کے پیچھے نہ پڑو، اور جب تم بدشگونی نکالو تو اپنے کام پر روانہ ہو جاؤ۔ (کنز العمال رقم الحدیث: ۴۳۷۸۹)

حسد دین کومونڈتا ہے:

حضرت زبیر بن عوام ﷺ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

پہلی امتوں کی (نفسانی) بیماریاں تم میں سرایت کر جائیں گی، حسد

اور بغض اور یہ مونڈنے والی بیماریاں ہیں ۔ میں یہ نہیں کہتا کہ یہ بالوں کو مونڈتی ہیں بلکہ یہ دین کو مونڈتی ہیں ، اور اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے ، تم اس وقت تک جنت میں داخل نہیں ہو گے جب تک کہ ایمان نہ لے آؤ اور تم اس وقت (کامل) مومن نہیں ہو گے جب تک کہ تم ایک دوسرے سے محبت نہ کرو ، اور کیا میں تم کو یہ خبر نہ دوں کہ کیا چیز محبت کو ثابت کر سکتی ہے ، آپس میں ایک دوسرے کو سلام کیا کرو ۔

(جامع الترمذی رقم الحدیث : ۲۵۱۰ ، سنن ابوداؤد الطیالسی رقم الحدیث : ۱۹۳ ، مسند احمد ج ۱ ص ۱۶۷ ، مسند ابویعلیٰ رقم الحدیث : ۶۶۹ ، شعب الایمان رقم الحدیث : ۸۷۴۷)

حسد نہ کرنے والا جنتی :

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے آپ نے فرمایا :

ابھی تمہارے پاس اس راستے سے شخص آئے گا وہ اہل جنت میں سے ہے ۔ پھر انصار میں سے ایک شخص آیا ، وضو کی وجہ سے اس کی داڑھی سے پانی کے قطرے ٹپک رہے تھے ، اس نے اپنے بائیں ہاتھ میں جوتیاں اٹھائی ہوئی تھیں ، اس نے آکر سلام کیا ۔ دوسرے دن پھر نبی کریم ﷺ نے اسی طرح فرمایا ، پھر وہی شخص اسی کیفیت سے آیا ۔ تیسرے دن پھر نبی کریم ﷺ نے اسی طرح فرمایا اور پھر وہی شخص اسی طرح آیا ۔ نبی کریم ﷺ اٹھ گئے ۔ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ اس شخص کے پیچھے گئے ، انہوں نے اس سے کہا میرا اپنے والد سے جھگڑا ہو گیا ہے اور میں نے قسم کھائی ہے کہ میں تین دن تک ان کے پاس نہیں رہوں گا ، اگر تم اجازت دو تو میں تین دن تمہارے ساتھ گزاروں ؟ اس شخص نے کہا ٹھیک ہے ۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ

ﷺ تین راتیں اس کے پاس رہے ،انہوں نے اسے تہجد پڑھتے ہوئے نہیں دیکھا البتہ جب وہ نیند سے بیدار ہوتا تو اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتا ،اور اللہ اکبر کہہ کر صبح کی نماز پڑھنے چلا جاتا ۔حضرت عبد اللہ ﷺ نے کہا البتہ میں نے اس کے منہ سے سوا نیکی کے اور کوئی بات نہیں سنی ، جب ہم تین دن گزار کر فارغ ہو گئے اور اس وقت میں اس کے اعمال کو بہت کم سمجھ رہا تھا ۔میں نے کہا : اے اللہ کے بندے ! میرے اور میرے والد کے درمیان نہ تو کوئی جھگڑا ہوا تھا اور نہ ہی میں نے ان کو چھوڑا تھا ، میں نے رسول اللہ ﷺ سے تین مرتبہ یہ سنا کہ تمہارے پاس اہل جنت میں سے ایک شخص آئے گا ۔پھر تین مرتبہ تم آئے تو میں نے ارادہ کیا کہ میں تمہارے پاس ٹھہروں تاکہ میں تمہارے اعمال کو دیکھوں اور ان اعمال کی پیروی کروں ،لیکن میں نے تم کو کوئی بہت نیک عمل کرتے ہوئے نہیں دیکھا ،تو وہ کون سا نیک عمل ہے جس کی وجہ سے رسول اللہ ﷺ نے تمہارے متعلق بشارت دی ؟ اس شخص نے کہا : بس وہی عمل ہے جو تم نے دیکھا البتہ میں اپنے دل میں کسی مسلمان کے خلاف کینہ نہیں رکھتا اور نہ کسی مسلمان کے پاس اللہ تعالیٰ کی کوئی نعمت دیکھ کر اس پر حسد کرتا ہوں ۔حضرت عبد اللہ نے کہا تم میں یہی خوبی ہے جس سے تم کو یہ بشارت ملی اور اسی کی ہم طاقت نہیں رکھتے (وہ شخص حسد کی تمام اقسام سے سلامت اور محفوظ تھا)

(مسند احمد ج ۳ ص ۱۶۶ ،طبع قدیم ، مسند احمد رقم الحدیث : ۱۲۷۲۶ ،مصنف عبدالرزاق رقم الحدیث : ۲۰۵۵۹ ،مسند عبد بن حمید رقم الحدیث : ۱۱۶۰ ،عمل الیوم واللیلہ للنسائی رقم الحدیث : ۸۶۳)

......خوف خدا دل میں ہو......

فہرست

صلی اللہ علی حبیبہ محمد والہ وسلم

......خوف خدا کی اقسام......

اللہ تعالیٰ کے خوف کی دو قسمیں ہیں، ایک یہ کہ ہے عذاب کے خوف سے گناہوں کو ترک کرنا، یہ خوف عام مسلمانوں کو ہوتا ہے بلکہ عام مسلمانوں میں سے بھی پرہیزگاروں کو ہوتا ہے، اور دوسری قسم ہے اللہ تعالیٰ کے جلال اور اس کی عظمت سے اور اس کی بے نیازی سے ڈرنا، یہ خوف انبیاء، مرسلین، اولیاء کاملین اور ملائکہ مقربین کو ہوتا ہے اور جس کا اللہ تعالیٰ سے جتنا زیادہ قرب ہوتا ہے اس کو اتنا زیادہ خوف ہوتا ہے۔

سب سے زیادہ ڈرنے والے:

امام بخاری علیہ الرحمۃ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ’میں تم سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والا ہوں اور تم سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ کو جاننے والا ہوں‘‘۔ (صحیح البخاری، رقم الحدیث: ۲۰)

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’اللہ کی قسم مجھے امید ہے کہ میں تم سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والا ہوں اور تم سب سے زیادہ تقویٰ کو جاننے والا ہوں‘‘۔ (صحیح مسلم، صوم: ۷۹(۱۱۱۰)، ۲۵۵۲، سنن ابوداؤد، رقم الحدیث: ۲۳۸۹)

یارسول اللہ ﷺ! آپ بوڑھے ہوگئے!

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ (ﷺ)! آپ بوڑھے ہوگئے! (یا آپ ﷺ کے بال سفید ہوگئے) جواب ارشاد فرمایا: ’’مجھے سورہ ھود، سورۃ الواقعہ اور سورۃ المرسلات نے بوڑھا کردیا۔ (ان سورتوں میں ذکرِ قیامت ہے، قیامت کی ہولناکیوں کے خوف سے آپ ﷺ کے بال سفید ہوگئے۔) (شمائل ترمذی، رقم الحدیث: ۴۱، جامع الترمذی، رقم الحدیث: ۳۲۹۷، حلیۃ الاولیاء، ج ۴ ص ۳۵، المستدرک، ج ۲، ص ۳۴۳، المعجم الکبیر، ج ۱۷، ص ۲۸۶، رقم الحدیث: ۷۹۰)

کاش میں ایک درخت ہوتا!

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بے شک میں وہ چیزیں دیکھتا ہوں جس کو تم نہیں دیکھتے، اور میں وہ آوازیں سنتا ہوں جن کو تم نہیں سنتے، بے شک آسمان چرچرا رہا ہے (خوف خدا سے ڈری ہوئی آوازیں نکال رہا ہے) اور اس پر حق ہے کہ وہ چرچرائے، اور اللہ کی قسم اگر تم ان چیزوں کو جان لو جن کو میں جانتا ہوں تو تم ہنسو کم اور روؤ زیادہ، اور تم بستروں پر عورتوں سے لطف اندوز ہونا چھوڑ دو اور تم گھر سے باہر صحن میں نکل جاؤ اور بہ آواز بلند اللہ تعالیٰ سے فریاد کرو۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے کہا اللہ کی قسم! میری خواہش ہے کہ میں ایک درخت ہوتا جس کو کاٹ دیا جاتا۔

(جامع الترمذی، رقم الحدیث: ۲۳۱۸، سنن ابن ماجہ، رقم الحدیث: ۴۱۹۰)

رسول اللہ ﷺ کے آنسو نکل رہے تھے:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھے قرآن سناؤ، تو میں نے سورۃ النساء پڑھی۔ حتیٰ کہ جب میں اس آیت پر پہنچا:

''اس وقت کیا حال ہوگا جب ہم ہر امت سے ایک گواہ لائیں گے اور ہم آپ کو ان پر گواہ بنا کر لائیں گے۔'' (النساء:۴۱)

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور ﷺ کی طرف دیکھا تو آپ ﷺ کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے۔ (صحیح البخاری، رقم الحدیث: ۴۵۸۲، صحیح مسلم، رقم الحدیث: ۸۰۰، سنن ابوداؤد، رقم الحدیث: ۳۲۶۸، جامع الترمذی، رقم الحدیث: ۳۰۳۶، سنن ابن ماجہ، رقم الحدیث: ۴۱۹۴، مسند احمد، ج ۱، رقم الحدیث: ۳۵۵۰)

ان کے دل کپکپا رہے ہوتے ہیں:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے اس آیت کے متعلق سوال کیا: ''اور وہ جو کچھ (راہ خدا میں) دیتے ہیں وہ اس حال میں دیتے

ہیں کہ ان کے دل (خوف خدا سے) کپکپا رہے ہوتے ہیں کہ وہ اپنے رب کی طرف لوٹنے والے ہیں'' (المومنون: ۶۰) کیا یہ آیت ان لوگوں کے متعلق ہے جو شراب پیتے ہیں اور چوری کرتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: اے صدیق کی بیٹی! لیکن یہ وہ لوگ ہیں جو روزہ رکھتے ہیں، نماز پڑھتے ہیں اور صدقہ کرتے ہیں اور اس کے باوجود وہ اس بات سے ڈرتے رہتے ہیں کہ ان کا یہ عمل قبول نہ کیا جائے گا اور یہ وہ لوگ ہیں جو نیک کام کرنے میں سبقت کرتے ہیں۔ (جامع الترمذی رقم الحدیث: ۳۱۷۵، سنن ابن ماجہ رقم الحدیث: ۴۱۹۸، مسند احمد ج ۶ ص ۱۵۹، المستدرک ج ۲ ص ۳۹۳)

قبر کی تیاری کرلو:

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک جنازہ میں تھے، آپ ﷺ ایک قبر کے کنارے بیٹھ گئے اور آپ ﷺ رونے لگے حتیٰ کہ قبر کی مٹی بھیگ گئی۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: اے میرے بھائیو! اس کی مثل کے لیے تیاری کرو۔ (قبر کے لئے تیاری کرلو (سنن ابن ماجہ، رقم الحدیث: ۴۱۹۵)

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''روؤ، اگر تم رونہ سکو تو رونے جیسی شکل بنالو''۔ (خوف خدا سے روؤ) (سنن ابن ماجہ، رقم الحدیث: ۴۱۹۶)

آنسو دوزخ حرام کر دیتا ہے:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

جس بندۂ مومن کی آنکھ سے اللہ تعالیٰ کے خوف سے آنسو نکلے خواہ وہ مچھر کے سر جتنا ہو، پھر وہ آنسو رخسار کے حصہ کو مس کرے تو اللہ تعالیٰ اس پر دوزخ کی آگ کو حرام کر دیتا ہے۔ (سنن ابن ماجہ، رقم الحدیث: ۴۱۹۷)

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا خوف خدا:

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا ایک غلام

تھا جو آپ کے لیے کما کر لاتا تھا۔ ایک رات آپ کے لیے کھانا لے کر آیا، آپ نے اس میں سے کچھ کھا لیا۔ غلام نے کہا کیا وجہ ہے کہ آپ ہر رات مجھ سے سوال کرتے تھے کہ یہ کہاں سے لائے ہو؟ آج آپ نے سوال نہیں کیا۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا:
میں بھوک کی شدت کی وجہ سے ایسا نہ کر سکا، اب بتاؤ تم یہ کہاں سے لائے ہو؟
اس نے کہا: میں زمانہ جاہلیت میں کچھ لوگوں کے پاس سے گزرا اور میں نے دم پڑھ کر ان کا علاج کیا تھا ۔انہوں نے مجھ سے معاوضہ دینے کا وعدہ کیا تھا۔ آج جب میرا وہاں سے گزر ہوا تو وہاں شادی تھی تو انہوں نے اس میں سے مجھے یہ کھانا دیا۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا:
افسوس! تم نے مجھے ہلاک کر دیا۔ پھر آپ اپنے حلق میں ہاتھ ڈال کر قے کرنے لگے، اور چونکہ خالی پیٹ میں وہ لقمہ کھایا گیا تھا، وہ نکل نہیں رہا تھا۔ ان سے کہا گیا کہ بغیر پانی پئے یہ لقمہ نہیں نکلے گا، پھر آپ نے پانی کا پیالہ منگایا۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ پانی پیتے رہے اور اس لقمہ کو نکالنے کی کوشش کرتے رہے۔ ان سے کہا گیا کہ اللہ آپ پر رحم کرے۔ آپ نے اس لقمہ کی وجہ سے اتنی مشقت اٹھائی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ: جسم کا جو حصہ مال حرام سے بنا ہو وہ دوزخ کا زیادہ مستحق ہے، پس مجھے یہ خوف ہوا کہ میرے جسم کا کوئی حصہ اس لقمہ سے بن جائے گا۔ (صفوۃ ج ۱ ص ۱۱۱، حلیۃ الاولیاء ج ۱ ص ۶۵، اتحاف السادۃ المتقین ج ۵ ص ۲۲۶)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ایک مرتبہ میں نے نئی قمیض پہنی، وہ مجھے بہت اچھی لگ رہی تھی اور میں اس کو دیکھ رہی تھی۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تم کیا دیکھ رہی ہو کہ اللہ تعالیٰ تم پر نظر رحمت نہیں فرما رہا! پھر فرمایا: کیا تم کو معلوم نہیں کہ جب بندہ دنیا کی زیب و زینت پر خوش ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس سے ناراض ہو جاتا ہے۔ حتیٰ کہ وہ اس زینت کو چھوڑ دے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا پھر میں نے اس قمیض کو اتار کر (صدقہ) دے دیا، تب حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہو سکتا ہے کہ اب یہ صدقہ تمہارا کفارہ ہو جائے۔ (حلیۃ الاولیاء رقم الحدیث: ۵۷)

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا خوف خدا:

حسن بن ابی الحسن بیان کرتے ہیں کہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی ایک زوجہ سے (ان کی وفات کے بعد) شادی کی اور ان سے کہا:

میں نے مال اور اولاد کی رغبت کی وجہ سے تم سے شادی نہیں کی، میں نے تم سے صرف اس وجہ سے شادی کی ہے کہ تم مجھے بتاؤ کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ رات کو نماز کس طرح پڑھتے تھے؟۔ انہوں نے کہا:

حضرت عمر رضی اللہ عنہ عشاء کی نماز پڑھتے، پھر ہم سے فرماتے کہ میرے سرہانے پانی کا ایک برتن بھر کر رکھ دو، پھر رات کو بیدار ہوتے اور اس پانی سے وضو کرتے، پھر اللہ عزوجل کا ذکر کرتے رہتے حتیٰ کہ آپ کو اونگھ آجاتی پھر بیدار ہوتے حتیٰ کہ رات کی وہ گھڑی آجاتی جس میں آپ قیام کرتے تھے۔ (تہجد پڑھتے تھے) (مسند امام احمد، کتاب الزھد ص ۱۴۸)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ تاحیات لگاتار روزے رکھتے رہے۔ سعید بن المسیب بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر آدھی رات کے وقت نماز پڑھنے کو پسند کرتے تھے۔ (صفوۃ الصفوۃ ج ا ص ۱۲۹)

رونے کی وجہ سے لکیریں:

عبداللہ بن عیسیٰ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے چہرے پر مسلسل رونے کی وجہ سے دو سیاہ لکیریں پڑ گئی تھیں۔ (مسند امام احمد کتاب، الزھد ص ۱۵۰، صفوۃ الصفوۃ ج ا ص ۱۲۸)

کپڑوں میں پیوند:

ابو عثمان بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے کہا میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو دیکھا وہ رمی جمار کر رہے تھے (شیطان کو کنکریاں مار رہے تھے) اور انہوں نے جو چادر پہنی ہوئی تھی اس میں چمڑے کے پیوند لگے ہوئے تھے۔ (مسند امام احمد، کتاب الزہد ص ۱۵۱)

حضرت حسن ﷜ بیان کرتے ہیں کہ جس وقت حضرت عمر خلیفہ تھے وہ لوگوں کو خطبہ دے رہے تھے اور ان کے تہبند میں بارہ پیوند لگے ہوئے تھے۔ (امام ابن جوزی نے چودہ پیوند کی روایت ذکر کی ہے) (مسند امام احمد کتاب الزہد، ص۱۵۴، صفوۃ ج۱ص۱۲۷)

حضرت حسن ﷜ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر ﷜ نے فرمایا: ''بخدا! اگر میں چاہوں تو سب سے زیادہ ملائم لباس پہنوں اور سب سے لذیذ کھانا کھاؤں اور سب سے اچھی زندگی گزاروں لیکن میں نے سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایک قوم کو ان کے کاموں پر ملامت کی اور فرمایا: '' تم اپنی عمدہ لذیذ چیزیں اپنی دنیوی زندگی میں لے چکے اور تم نے ان سے (خوب) فائدہ اٹھالیا۔ (آخرت میں تمہیں یہ چیزیں نہیں ملیں گی) (حلیۃ الاولیاء رقم الحدیث: ۱۱۷)

تین صفوں تک آواز پہنچتی:

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عمر ﷜ کے پیچھے نماز پڑھی تو تین صفوں تک ان کے رونے کی آواز پہنچتی تھی۔ (حلیۃ الاولیاء رقم الحدیث: ۱۳۴)

حکمرانوں کے لئے درس:

حضرت داؤد بن علی کہتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق ﷜ نے فرمایا:

اگر فرات کے کنارے ایک بکری بھی ضائع ہوگئی تو مجھے ڈر ہے کہ اللہ مجھ سے اس کے متعلق سوال کرے گا۔ (حلیۃ الاولیاء رقم الحدیث: ۱۴۱، صفوۃ الصفوۃ ص ۱۲۸)

حاکموں اور افسروں کو اس سے سبق حاصل کرنا چاہئے کیونکہ قیامت کے دن ان سے ان کے ماتحتوں کے بارے سوال کیا جائے گا۔

ایمان امید اور خوف کے درمیان ہے:

یحییٰ بن کثیر روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق ﷜ نے فرمایا:

''اگر آسمان سے ایک منادی یہ ندا کرے کہ اے لوگو! تم سب کے سب جنت

میں داخل ہو جاؤ، سوا ایک شخص کے، تو مجھے ڈر ہے کہ وہ ایک شخص میں ہوں گا اور اگر منادی یہ ندا کرے کہ اے لوگو! تم سب کے سب دوزخ میں داخل ہو جاؤ، سوا ایک شخص کے تو مجھے امید ہے کہ وہ ایک شخص میں ہوں''۔ (اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا خوف بھی ہے اور اس کی رحمت کی امید بھی ہے، اور یہی ایمان ہے۔)

(حلیۃ الاولیاء رقم الحدیث:۱۴۲)

کاش سب برابر برابر ہی ہو جائے:

عمرو بن میمون بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا:

اے عبداللہ بن عمر! ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس جاؤ اور ان سے کہو کہ عمر بن الخطاب آپ کو سلام عرض کرتا ہے، اور ان سے یہ سوال کرو کہ میں اپنے صاحبوں (سیدنا محمد ﷺ اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ) کے ساتھ دفن کر دیا جاؤں؟

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا:

میں اپنے لیے اس جگہ دفن ہونے کا ارادہ رکھتی تھی، لیکن آج عمر کو اپنے اوپر ترجیح دیتی ہوں۔ جب حضرت ابن عمر واپس آئے تو حضرت عمر نے پوچھا کیا ہوا؟

انہوں نے کہا: اے امیر المومنین! انہوں نے آپ کو اجازت دے دی۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

میرے نزدیک اس جگہ مدفون ہونے سے زیادہ اور کوئی اہم چیز نہیں تھی، جب میں فوت ہو جاؤں تو میرے جنازہ کو ام المومنین کے پاس لے جانا، ان کو سلام عرض کرنا پھر کہنا عمر بن الخطاب آپ سے اجازت طلب کرتا ہے، اگر وہ اجازت دے دیں تو مجھے دفن کر دینا ورنہ مجھے مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کر دینا۔ پھر فرمایا میرے نزدیک اس خلافت کا ان مسلمانوں سے زیادہ کوئی اور مستحق نہیں جن سے رسول اللہ ﷺ اپنے وصال

کے وقت راضی تھے، پس میرے بعد جس کو بھی خلیفہ بنا دیا جائے تم سب اس کے احکام سننا اوراس کی اطاعت کرنا، پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ نام لیے:

حضرت عثمان، حضرت علی، حضرت طلحہ، حضرت زبیر، حضرت عبدالرحمٰن بن عوف اور حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہم۔

اس وقت انصار کا ایک نوجوان آیا اور کہا اے امیر المومنین! آپ کو اللہ جل جلالہ کی طرف سے خوشخبری ہو، آپ کو معلوم ہے کہ آپ اسلام لانے میں مقدم ہیں، پھر آپ کو خلیفہ بنایا گیا تو آپ نے عدل کیا، پھر ان تمام (خوبیوں) کے بعد آپ کو شہادت ملی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''اے میرے بھتیجے! کاش کہ یہ سب برابر برابر ہی ہو جائے، مجھے عذاب ہو نہ ثواب ہو''۔ (صحیح البخاری، رقم الحدیث: ۱۳۹۲)

کاش میں یہ تنکا ہوتا!

حضرت عبداللہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو دیکھا، انہوں نے زمین سے ایک تنکا اٹھا کر کہا: کاش! میں یہ تنکا ہوتا، کاش میں پیدا نہ کیا جاتا، کاش میری ماں مجھے نہ جنتی، کاش میں کچھ بھی نہ ہوتا، کاش میں بھولا بسرا ہوتا۔ (صوۃ الصفوۃ ا ص ۱۲۸)

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا خوف خدا:

عبداللہ بن الرومی کہتے ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ رات کو اٹھتے اور وضو کے لیے پانی لیتے۔ ان کی اہلیہ نے کہا آپ خادموں کو کیوں نہیں کہتے وہ آپ کے لیے پانی لے آئیں گے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: نہیں ان کو نیند میں آرام کرنے دو۔ (مسند امام احمد، کتاب الزہد ص ۱۵۸)

زُہیمہ بیان کرتی ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ دن کو روزہ رکھتے تھے اور رات کو قیام کرتے تھے اور رات کو اول حصہ میں صرف تھوڑی دیر سوتے تھے۔

(مسند امام احمد، کتاب الزہد ص ۱۶۱، صفوۃ ج ا ص ۱۳۶)

خود کھانا کھلاتے:

شرجیل بن مسلم بیان کرتے ہیں کہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ لوگوں کو امیروں والا کھانا کھلاتے تھے اور جب گھر میں داخل ہوتے تو سرکہ اور زیتون کے تیل سے روٹی کھاتے تھے۔ (مسند امام احمد، کتاب الزہد، ص ۱۶۰ صفوۃ الصفوۃ ج ا ص ۱۳۷)

آپ کی پشت پر کنکریوں کے نشان تھے:

حضرت حسن رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ جن دنوں خلیفہ تھے وہ مسجد میں سوئے ہوئے تھے اور ان کی پشت پر کنکریوں کے نشان تھے، اور یہ کہا جاتا تھا یہ امیر المومنین ہیں، یہ امیر المومنین ہیں۔ (مسند امام احمد، کتاب الزھد ص ۱۵۸، حلیۃ الاولیاء رقم الحدیث: ۱۷۹، صفوۃ الصفوۃ ج ا ص ۱۳۷)

قبر کے پاس کھڑے ہو کر روتے:

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے آزاد شدہ غلام ہانی بیان کرتے ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ جب کسی قبر کے پاس کھڑے ہوتے تو اس قدر روتے کہ ان کی داڑھی آنسوؤں سے بھیگ جاتی۔ ان سے پوچھا گیا کہ آپ جنت اور دوزخ کا ذکر کرتے ہیں تو نہیں روتے اور قبر کو دیکھ کر اس قدر روتے ہیں، تو انہوں نے کہا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:

قبر آخرت کی منازل میں سب سے پہلی منزل ہے۔ جو اس منزل سے نجات پا گیا اس کے لیے اس کے بعد کی منازل زیادہ آسان ہیں اور اگر اس سے نجات حاصل نہیں ہوئی تو بعد کی منازل زیادہ دشوار ہیں۔ (مسند امام احمد، کتاب الزہد ص ۱۶۰، حلیۃ الاولیاء رقم الحدیث: ۱۸۶)

شہادت سے پہلے حضور کی زیارت:

نافع بیان کرتے ہیں جس دن حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ شہید ہوئے اس دن صبح کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنے اصحاب سے وہ خواب بیان کیا جو اس رات انہوں نے دیکھا

تھا۔انہوں نے کہا: میں نے گزشتہ رات رسول اللہ ﷺ کی زیارت کی ،آپ نے مجھ سے فرمایا: اے عثمان! آج روزہ ہمارے پاس افطار کرنا، پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اس دن روزہ رکھ لیا اور اس دن وہ شہید ہو گئے۔ (الطبقات الکبریٰ ج۳ص۵۵)

کثیر بن الصلت الکندی بیان کرتے ہیں جس دن حضرت عثمان رضی اللہ عنہ شہید ہوئے، اس دن وہ سو گئے اور وہ جمعہ کا دن تھا۔ جب وہ بیدار ہوئے تو انہوں نے کہا: اگر تم یہ نہ کہو کہ عثمان تمنائیں اور آرزوئیں کر رہے ہیں تو میں تمہیں ایک بات بتا تا ہوں، ان کے اصحاب نے کہا اللہ آپ کی حفاظت کرے ہم لوگوں کی طرح باتیں بنانے والے نہیں ہیں۔حضرت عثمان نے کہا: میں نے خواب میں رسول اللہ ﷺ کی زیارت کی، آپ نے فرمایا: تم اس جمعہ کو ہمارے پاس حاضر ہونے والے ہو۔ (الطبقات الکبری ج۳ص۵۵)

حضرت عثمان کی زوجہ بنت الفرافصہ نے بیان کیا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو اونگھ آ گئی ، جب وہ بیدار ہوئے تو انہوں نے کہا: ''یہ لوگ مجھے شہید کر دیں گے۔ میں نے کہا: ہرگز نہیں! اے امیر المومنین ۔حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے خواب میں رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی زیارت کی ہے، انہوں نے فرمایا: آج رات ہمارے پاس روزہ افطار کرنا''۔ (الطبقات الکبریٰ ج۳ص۵۵)

بوقت شہادت تلاوت قرآن:

زبیر بن عبداللہ اپنی دادی سے روایت کرتے ہیں ، جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر چھریوں سے وار کیے گئے تو انہوں نے کہا **بسم الله توكلت على الله** ،خون ان کی داڑھی پر بہہ رہا تھا، قرآن مجید ان کے سامنے رکھا تھا، وہ قرآن مجید پڑھ رہے تھے اور خون قرآن مجید پر بہہ رہا تھا حتیٰ کہ خون اس آیت پر ٹھہر گیا:

﴿ فَسَيَكْفِيكَهُمُ اللّٰهُ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ﴾ (البقرہ:۱۳۷)

(الطبقات الکبریٰ ج۳ص۵۵۔۵۴،امام احمد،کتاب الزہد ص۱۵۹۔۱۵۸)

ابن سیرین بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا گیا تو ان کی اہلیہ نے کہا: تم نے ان کو شہید کر دیا، وہ ہر رات نماز میں قیام کرتے تھے اور ایک رکعت میں پورا قرآن ختم کر دیتے تھے۔ (الطبقات الکبری ج۲ص ۵۶، حلیۃ الاولیاء رقم الحدیث: ۱۶۵)

حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہ کا خوف خدا:

جمیع بن عمر التیمی بیان کرتے ہیں کہ میں اپنی پھوپھی کے ساتھ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا، میں نے پوچھا رسول اللہ ﷺ کو سب سے زیادہ کون محبوب تھا؟ انہوں نے فرمایا: (سیدتنا) فاطمہ (رضی اللہ عنہا) پوچھا گیا اور مردوں میں؟ فرمایا: ان کے خاوند (حضرت علی رضی اللہ عنہ) بے شک جہاں تک مجھے معلوم ہے وہ بہت زیادہ روزے رکھنے والے اور بہت زیادہ راتوں کو قیام کرنے والے تھے۔

(جامع الترمذی رقم الحدیث: ۳۸۷۴، مسند ابو یعلیٰ رقم الحدیث: ۵۸۵۷، امستدرک ج ۳ص ۱۵۴)

بیت المال کو دھوڈالتے:

مجمع بیان کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ بیت المال کا سارا مال تقسیم کرنے کا حکم دیتے، پھر اس میں جھاڑو دے کر اس کو دھوڈالتے پھر اس میں نماز پڑھتے اور یہ امید رکھتے کہ قیامت کے دن یہ بیت المال گواہی دے گا کہ انہوں نے بیت المال کے مال کو مسلمانوں سے روکا نہیں۔

(مسند امام احمد، کتاب الزہد ص ۱۶۳، صفوۃ ج ا ص ۱۴۲)

قلفہ کھانے کی عادت نہ پڑھ جائے:

حسبہ بن جوین بیان کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس فالودہ لایا گیا اور ان کے سامنے رکھا گیا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''تیری بہت اچھی خوشبو ہے اور بہت اچھا رنگ ہے اور بہت اچھا ذائقہ ہے لیکن مجھے یہ ناپسند ہے کہ تجھ کو کھانے کی مجھے عادت پڑ جائے''۔ (مسند امام احمد، کتاب الزہد ص ۱۶۵)

ان کے اہل کے لئے کوئی خادم نہ تھا:

حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد خطبہ دیا کہ تمہارے پاس سے ایک امین شخص چلا گیا، پہلوں میں اس جیسا کوئی امین تھا اور نہ بعد میں کوئی ان جیسا ہوگا، بے شک رسول اللہ ﷺ ان کو جہاد کے لیے بھیجتے تھے اور ان کو جھنڈا عطا فرماتے اور وہ ہمیشہ فتح و کامرانی کے ساتھ لوٹتے تھے۔ انہوں نے اپنے ترکہ میں کوئی سونا، چاندی نہیں چھوڑا علاوہ سات سو درہم کے جو انہوں نے مستحقین میں تقسیم کرنے کے لیے رکھے ہوئے تھے اور ان کے اہل کے لیے کوئی خادم نہیں تھا۔ (مسند امام احمد، کتاب الزہد ص ۱۶۶)

بیت المال سے کپڑے نہ بنوائے:

یزید بن محجن بیان کرتے ہیں کہ ہم حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے، آپ نے اپنی تلوار منگوا کر اس کو میان سے نکالا پھر فرمایا: اس تلوار کو کون خریدے گا، بخدا اگر میرے پاس لباس کو خریدنے کے لیے پیسے ہوتے تو میں اس کو نہ فروخت کرتا۔ (کتاب الزھد لاحمد ص۱۶۴، حلیۃ الاولیاء رقم الحدیث: ۲۵۸)

ہارون بن عنزہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ میں حضرت مولا علی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا، وہ ایک چادر میں کپکپا رہے تھے۔ میں نے کہا:

اے امیر المومنین رضی اللہ عنہ! اللہ نے آپ کے لیے اور آپ کے اہل کے لیے بھی اس بیت المال میں حصہ رکھا ہے، اور آپ نے اپنا یہ حال بنا رکھا ہے! حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

میں تمہارے مال میں سے کچھ کم نہیں کرنا چاہتا، میرے پاس صرف میری یہ چادر ہے جو میں مدینہ سے لایا تھا۔ (صفوۃ الصفوۃ ج ا ص ۱۴۳)

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا خوف خدا:

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم وہ قدسی صفات لوگ تھے جن کے دل حضور نبی کریم ﷺ کی صحبت کے اثر سے دنیاوی خواہشات سے مکمل طور پر پاک ہو چکے تھے۔ آیئے! ان کے زہد و تقویٰ اور خوف خدا کے بارے کچھ آگاہی حاصل کرتے ہیں۔

کاش میں ایک مینڈھا ہوتا!

زَیّا د بن مخراق بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ نے کہا:
میری خواہش ہے کہ میں اپنے گھر کا ایک مینڈھا ہوتا، گھر میں کوئی مہمان آتا اور مجھے ذبح کر دیا جاتا اور گھر والے مجھے کھا لیتے۔ (کتاب الزہد لابن المبارک، رقم الحدیث: ۲۳۸)

قتادہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ نے کہا کاش! میں ایک مینڈھا ہوتا، مجھے گھر والے ذبح کر دیتے اور میرا گوشت کھا لیتے۔ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے کہا میں چاہتا ہوں کہ میں گھاس ہوتا اور مجھے تیز ہوا کے دن آندھی اڑا کر لے جاتی۔ (کتاب الزہد لابن المبارک، رقم الحدیث: ۲۴۱)

کاش میں پیدا نہ کی جاتی!

اسحاق بیان کرتے ہیں کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا:
کاش میں ایک درخت ہوتی جس کو کاٹ دیا جاتا! کاش میں پیدا نہ کی جاتی۔
(کتاب الزہد للوکیع، رقم الحدیث: ۱۶۱، الطبقات الکبریٰ، ج ۷، ص ۷۵، مصنف ابن ابی شیبہ، ج ۲، ص ۲۵۲-۲۵۱)

ضحاک بن مزاحم بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا کاش میں پرندہ ہوتا۔ (کتاب الزہد للوکیع، رقم الحدیث: ۱۶۲)

کاش مجھے مرنے کے بعد اٹھایا ہی نہ جاتا!

قاسم بن عبدالرحمٰن بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کے پاس ایک شخص نے کہا کاش میں اصحاب الیمین سے ہوتا، حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا: ''کاش مجھے مرنے کے بعد اٹھایا نہ جاتا''۔ (کتاب الزہد للوکیع، رقم الحدیث: ۱۶۳)

کاش میں ایک پرندہ ہوتا!

یعقوب بن زید بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے درخت پر ایک پرندے کو دیکھ کر کہا کاش میں اس پرندہ کی جگہ ہوتا۔ (کتاب الزہد للوکیع، رقم الحدیث: ۱۶۵)

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: اللہ عزوجل قیامت کے دن فرمائے گا ان کو دوزخ سے نکال لو جو میرا ذکر کرتے تھے، یا جو کسی بھی دن کسی بھی جگہ پر مجھ سے ڈرے تھے۔ (جامع الترمذی رقم الحدیث: ۲۵۹۴، مسند امام احمد کتاب الزہد رقم الحدیث: ۲۱۶۴، المستدرک ج ۱ ص ۷۰)

امام اعظم رضی اللہ عنہ کا خوف خدا:

امام زعفرانی لکھتے ہیں کہ ایک مرتبہ ہارون الرشید نے امام ابو یوسف سے کہا کہ امام ابوحنیفہ کے اوصاف بیان کیجئے۔ فرمایا:

''امام اعظم حرام کاموں سے شدید اجتناب کرتے تھے۔ بغیر علم کے دین میں کوئی بات کہنے سے سخت خائف تھے، وہ اللہ تعالیٰ کی عبادت میں انتہائی مجاہدہ کرتے ،اہل دنیا کے منہ پر کبھی ان کی تعریف نہیں کرتے تھے۔ اکثر خاموش رہتے اور مسائل دینیہ میں غور وفکر کرتے رہتے تھے۔ اتنے عظیم علم کے باوجود بے حد سادہ اور منکسر المزاج تھے۔ جب ان سے کوئی سوال پوچھا جاتا تو کتاب وسنت کی طرف رجوع کرتے اور اگر اس کی نظیر قرآن وحدیث میں نہ ملتی تو پھر قیاس کرتے۔ نہ کسی شخص سے طمع کرتے اور نہ بھلائی کے سوا کبھی کسی کا تذکرہ کرتے۔ ہارون الرشید یہ سنتے ہی کہنے لگا، صالحین کے اخلاق ایسے ہی ہوتے ہیں، پھر اس نے کاتب کو ان اوصاف کے لکھنے کا حکم دیا اور اپنے بیٹے سے کہا: ''ان اوصاف کو یاد کرلو''۔

(امام ابن بزار کردری، مناقب کردری ج ۱ ص ۲۲۶)

امام ابو یوسف رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ امام اعظم رضی اللہ عنہ اگر کسی کو کچھ عطا فرماتے اور وہ اس پر ان کا شکر گزار ہوتا تو آپ کو بے حد افسوس ہوتا۔ فرماتے: شکر کا مستحق تو صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے جس کا دیا ہوا مال میں نے تم تک پہنچایا ہے۔ امام ابو یوسف نے کہا: امام اعظم بیس سال تک میری اور میرے اہل وعیال کی کفالت فرماتے رہے۔ ایک دن میں نے عرض کیا کہ میں نے آپ جیسا فیاض کوئی شخص نہیں دیکھا۔ فرمایا، تم نے حماد کو نہیں دیکھا

ورنہ ایسا کبھی نہ کہتے۔

فضل بن وکیل کہتے ہیں کہ میں نے تابعین میں امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی طرح کسی شخص کو شدت خشوع سے نماز پڑھتے ہوئے نہیں دیکھا۔ دعا مانگتے وقت خوف خداوندی سے آپ کا چہرہ زرد ہو جاتا تھا اور کثرت عبادت کی وجہ سے آپ کا بدن کسی سال خوردہ مشک کی طرح مرجھایا ہوا معلوم ہوتا تھا۔ ایک بار آپ نے رات کو نماز میں قرآن کریم کی آیت مبارکہ **بل الساعة موعدهم والساعة ادهى وامر** کی تلاوت کی پھر اس کی قرأت سے آپ پر ایسا کیف طاری ہوا کہ بار بار اس آیت کو دہراتے رہے یہاں تک کہ مؤذن نے صبح کی اذان کہہ دی۔ (الخیرات الحسان ص ۸۳)

......درگذر کریں......

فہرس

صلی اللہ علی حبیبہ محمد والہ وسلم

قرآن مجید میں معاف کر دینے کی فضیلت:

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا:

﴿ خُذِ الْعَفْوَ وَامُرْ بِالْعُرْفِ وَاَعْرِضْ عَنِ الْجَاهِلِيْنَ ﴾ (الاعراف:۱۹۹)

ترجمہ: ''معاف کرنا اختیار فرمائیں، نیکی کا حکم دیں۔ اور جاہلوں سے رخ انور پھیر لیں''

﴿ وَلْيَعْفُوْا وَلْيَصْفَحُوْا اَلاَ تُحِبُّوْنَ اَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَكُمْ ﴾ (النور:۲۲)

ترجمہ: ''(اور اہل فضل کو چاہئے) کہ وہ معاف کر دیں اور درگذر کریں کیا تم یہ پسند نہیں کرتے کہ اللہ تمہیں بھی بخش دے''۔

﴿ وَالَّذِيْنَ يَجْتَنِبُوْنَ كَبَآئِرَ الْاِثْمِ وَالْفَوَاحِشَ وَاِذَا مَا غَضِبُوْا هُمْ يَغْفِرُوْنَ ﴾ (الشوریٰ:۳۷)

ترجمہ: ''اور جو لوگ کبیرہ گناہوں اور بے حیائی کے کاموں سے بچتے ہیں اور جب وہ غضبناک ہوں تو معاف کر دیتے ہیں''۔

﴿ وَجَزٰٓؤُا سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ مِّثْلُهَا فَمَنْ عَفَا وَاَصْلَحَ فَاَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ ﴾ (الشوریٰ:۴۰)

ترجمہ: ''برائی کا بدلہ اسی کی مثل برائی ہے، پھر جو معاف کر دے اور اصلاح کرے تو اس کا اجر اللہ (کے ذمہ کرم) پر ہے۔

﴿ وَلَمَنْ صَبَرَ وَغَفَرَ اِنَّ ذٰلِكَ لَمِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ ﴾ (الشوریٰ:۴۳)

ترجمہ: ''اور البتہ جو صبر کرے اور معاف کر دے تو یقیناً ضرور یہ ہمت والوں کے کاموں میں سے ہے''۔

نبی کریم کا ﷺ اسوۂ حسنہ:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ طبعاً سخت مزاج اور

درشت کلام کرنے والے نہ تھے اور نہ ہی تکلفاً سخت مزاج تھے اور نہ بازار میں شور کرتے تھے اور نہ برائی کا جواب برائی سے دیتے تھے۔ ہاں! معاف کر دیتے تھے اور درگزر کرتے تھے۔

(جامع الترمذی رقم الحدیث:۲۰۱۶)

جس طرح حضور نبی کریم ﷺ کی سیرت کے دوسرے اخلاقی پہلو نہایت عظیم الشان ہیں اسی طرح نبی کریم ﷺ معاف کرنے اور بدلہ نہ لینے میں آپ کی شان بہت ارفع واعلیٰ ہے۔ آپ کے دشمنوں نے آپ کو سخت سزا پہنچائی حتیٰ کہ آپ کے سامنے کا نچلا دانت شہید کر دیا اور آپ کا چہرہ خون آلود کر دیا۔ آپ کے بعض اصحاب نے فرمایا آپ ان کے خلاف دعا فرمائیں۔ آپ نے فرمایا مجھے لعنت کرنے والا بنا کر نہیں بھیجا گیا بلکہ مجھے دعا کرنے والا اور رحمت کرنے والا بنا کر بھیجا گیا ہے، اے اللہ! میری قوم کی مغفرت فرما، میری قوم کو ہدایت دے کیونکہ وہ مجھے نہیں پہچانتے۔

آپ کا حلم غضب پر بھاری رہتا:

امام طبرانی، امام ابن حبان، امام حاکم اور امام بیہقی علیہم الرحمۃ والرضوان نے یہودیوں کے ایک ایسے عالم سے روایت کیا جو مسلمان ہو چکے تھے۔ انہوں نے کہا نبوت کی جتنی علامات تھیں وہ سب میں نے سیدنا محمد ﷺ کے چہرے کو دیکھتے ہی پہچان لیں مگر دو علامتوں کے متعلق مجھے کوئی خبر نہ تھی۔ میں نے ایک مقررہ مدت کے ادھار پر آپ کو کھجوریں فروخت کیں اور مدت کے آنے سے پہلے میں نے آپ سے قیمت کا تقاضا کیا، ابھی دو تین دن رہتے تھے کہ میں نے آپ کی قمیض پکڑ لی اور سخت غصہ سے آپ کو گھورا اور کہا اے محمد (ﷺ)! آپ میرا حق ادا نہیں کرتے۔ اللہ کی قسم! اے عبدالمطلب کی اولاد! تم لوگ سخت نادہند ہو (معاذ اللہ)۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ کے دشمن! تو میرے

سامنے رسول اللہ ﷺ سے ایسی بات کہہ رہا ہے، اللہ کی قسم ! اگر مجھے تیری قوم سے معاہدہ کا خیال نہ ہوتا تو میں اپنی تلوار سے تیرا سر قلم کر دیتا۔ رسول اللہ ﷺ انتہائی سکون سے تبسم فرماتے ہوئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی طرف دیکھ رہے تھے۔ پھر فرمایا مجھے اور اس شخص کو کسی اور بات کے کہنے کی ضرورت تھی۔ تم مجھے اچھی طرح قرض ادا کرنے کا کہتے اور اس کو اچھے طریقے سے تقاضا کرنے کا کہتے، جاؤ عمر (رضی اللہ عنہ) اس کا قرض ادا کر دو اور اس کے اس حق کے علاوہ بیس صاع زیادہ دینا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسی طرح کیا۔ میں نے کہا اے عمر (رضی اللہ عنہ)! میں رسول اللہ ﷺ کے چہرے میں نبوت کی تمام علامات دیکھ چکا تھا مگر میں دو علامتیں دیکھنا چاہتا تھا، ایک یہ کہ آپ کا حلم آپ کے غضب پر غالب رہتا ہے اور دوسری یہ کہ زیادہ غضب آپ میں صرف حلم کو ہی زیادہ کرتا ہے۔ اب میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کو رب مان کر راضی ہوں اور اسلام کو دین مان کر اور سیدنا محمد ﷺ کو نبی مان کر راضی ہوں۔

دیہاتی آدمی سے بدلہ نہ لیا:

امام ابوداؤد نے روایت کیا ہے کہ ایک اعرابی نے آپ کی چادر اتنے زور سے کھینچی کہ آپ کی گردن پر نشان پڑ گیا۔ وہ یہ کہہ رہا تھا کہ مجھے ان دو اونٹوں پر کھانے پینے کی چیزیں لاد کر دیجئے کیونکہ آپ مجھے نہ تو اپنے مال سے کچھ دیں گے نہ ہی اپنے باپ کے مال سے۔ آپ نے فرمایا نہیں اور تین بار اللہ سے مغفرت چاہی اور فرمایا میں اس وقت تک تم کو ان اونٹوں پر غلہ لاد کر نہیں دوں گا جب تک تم مجھے اس چادر کھینچنے کا بدلہ نہیں دو گے، اس نے کہا اللہ کی قسم ! میں بدلہ نہیں دوں گا۔ آپ نے ایک شخص کو بلا کر فرمایا اس شخص کو ایک اونٹ پر کھجوریں لاد دو اور ایک اونٹ پر جَو لاد دو۔

امام بخاری نے جو روایت کی ہے اس میں ہے کہ جب اس نے زور سے چادر

کھینچی تو آپ نے اس کی طرف مڑ کر دیکھا پھر آپ ہنسے اور اس کو دینے کا حکم دیا۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ معاف کرنے اور درگزر کرنے اور ایذاء رسانی پر صبر کرنے کی آپ میں بہت عظیم صفت تھی۔ آپ کی اس عظیم صفت کی وجہ سے سخت طبیعت اور جفا کیش، سنگ دل لوگ جو پہلے آپ سے وحشیوں کی طرح متنفر تھے، آپ کی اس نرم دلی کو دیکھ کر آپ کے فرمانبردار ہو گئے اور آپ پر اپنی جان و مال نچھاور کرنے لگے۔

(اشرف الوسائل ص ۵۰۳)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے کبھی رسول اللہ ﷺ کو اپنی ذات پر کیے جانے والے ظلم کا بدلہ لیتے ہوئے نہیں دیکھا۔ جب تک کوئی شخص اللہ تعالیٰ کی حدود میں سے کسی حد کو نہ توڑے اور جب کوئی شخص اللہ تعالیٰ کی حدود میں سے کسی حد کو توڑتا تھا تو آپ سے بڑھ کر غضب ناک کوئی نہیں ہوتا تھا اور جب بھی آپ کو دو کاموں میں سے کسی ایک کام کا اختیار دیا جاتا تو آپ ان میں سے آسان کام کو اختیار فرما لیتے بشرطیکہ وہ گناہ نہ ہو۔

(صحیح البخاری رقم الحدیث: ۳۵٦۰، صحیح مسلم رقم الحدیث: ۲۳۲۷، سنن ابوداؤد رقم الحدیث: ۴۷۸۵)

عبداللہ ابن ابیّ کی گستاخیوں پر معافی:

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ فدک کی بنی ہوئی ایک موٹی چادر اوڑھ کر دراز گوش پر سوار ہو کر بنوخزرج کے امیر حضرت سعد بن عبادہ کی عیادت کے لیے جا رہے تھے اور حضرت اسامہ آپ کے پیچھے بیٹھے ہوئے تھے۔ یہ جنگ بدر سے پہلے کا واقعہ ہے۔ آپ ایک مجلس کے پاس سے گزرے جس میں عبداللہ بن ابی ابن سلول بیٹھا ہوا تھا۔ یہ اس وقت تک اسلام نہیں لایا تھا۔ اس مجلس میں مسلمانوں، مشرکوں، بت پرستوں اور یہودیوں کے بہت سے لوگ تھے اور مسلمانوں میں حضرت

عبداللہ بن رواحہ ﷛بھی تھے۔ جب اس مجلس کوآپ کی سواری کے گردوغبار نے ڈھانپ لیا تو عبداللہ بن ابی نے اپنی ناک پر چادر رکھ لی، پھر کہا ہم پر گردنہ ڈالو۔ رسول اللہ ﷺ ہاں سلام کر کے رک گئے، اوران لوگوں کواللہ کی (عبادت کی) دعوت دی اوران کوقرآن پڑھ کرسنایا۔عبداللہ بن ابی نے کہا اے شخص! اگر یہ حق ہےتو اس کلام سے اچھی کوئی چیزنہیں ہے۔تم ہمیں ہماری مجلس میں ایذا نہ دواوراپنی سواری پرواپس چلے جاؤ، اور جوتمہارے پاس آئے اس کوسناؤ۔ حضرت عبداللہ بن رواحہ ﷛ نے کہا کیوں نہیں! یارسول اللہ(ﷺ)! آپ ہماری مجلس میں ٹھہریں، ہم اس کو پسند کرتے ہیں، پھرمسلمان، مشرک اور یہودایک دوسرے کو برا کہنے لگے، حتی کے وہ لڑنے کے قریب ہوگئے، نبی کریم ﷺ ان کوسمجھاتے رہے یہاں تک کہ وہ خاموش ہوگئے، پھر نبی کریم ﷺ اپنی سواری پر بیٹھ کر روانہ ہوگئے اورحضرت سعد بن عبادہ کے پاس پہنچے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اے سعد(﷛)! کیا تم نے نہیں سنا کہ ابوحباب (عبداللہ بن ابی) نے کیا کہا ہے؟۔ (پھرفرمایا)اس نے یہ، یہ کہا ہے۔(آپ نے راستے والا سارا واقعہ بیان فرمایا)،حضرت سعد بن عبادہ ﷛ نے کہا: یا رسول اللہ(ﷺ)! اس کو معاف کر دیجئے اور اس سے درگزرفرمایئے۔اس ذات کی قسم جس نے آپ پرحق کتاب نازل کی ہے۔اس شہر کے لوگوں نے اس پراتفاق کرلیا تھا کہ وہ عبداللہ بن ابی کوسرداری کا تاج پہنائیں گے اور جب اللہ تعالیٰ نے آپ کوحق دے کربھیجا اوراس (کی سرداری کو) ناپسندفرمایا تواس کواس سے بہت تکلیف پہنچی۔اس کی آپ کے ساتھ بدسلوکی کی یہی وجہ ہے۔آپ ﷺ نے اس کو معاف کردیا، اور نبی کریم ﷺ اورآپ کے اصحاب، اللہ کے حکم کے مطابق اہل کتاب

اور یہودیوں کو معاف کر دیتے تھے اور ان کی ایذا پر صبر کرتے تھے۔
(صحیح البخاری، رقم الحدیث: ۴۵۶۶،)

قرض کو اچھے طریقے سے ادا کر دو:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے تقاضا کیا اور بہت بدکلامی کی، آپ کے اصحاب نے اس کو مارنے کا ارادہ کیا، آپ نے فرمایا اس کو چھوڑ دو، کیونکہ صاحب حق کے لیے بات کرنے کی گنجائش ہوتی ہے اور ایک اونٹ خرید کر اس کا حق ادا کر دو، صحابہ نے کہا اس وقت جو اونٹ دستیاب ہیں اس کے اونٹ سے افضل ہیں۔ آپ نے فرمایا وہی خرید کر اس کو ادا کر دو، کیونکہ تم میں سے بہترین شخص وہ ہے جو قرض اچھی طرح ادا کرے۔ (صحیح بخاری ج ا ص ۳۲۳، ۳۲۱، ۳۰۹)

قتل کے لئے آنے والے کو امان لکھ دی:

حضرت براء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب نبی کریم ﷺ مدینہ کی طرف ہجرت کر رہے تھے تو سراقہ بن مالک بن جعشم نے آپ کا پیچھا کیا نبی کریم ﷺ نے دعا فرمائی تو اس کا گھوڑا زمین میں دھنس گیا، اس نے کہا: آپ میرے لیے اللہ سے دعا کیجئے میں آپ کو کوئی نقصان نہیں پہنچاؤں گا، نبی کریم ﷺ نے اس کے لیے دعا کی۔ (صحیح بخاری ج ا ص ۵۵۵)

عبدالرحمن بن مالک المدلجی (سراقہ بن مالک کے بھتیجے) روایت کرتے ہیں کہ سراقہ بن مالک بیان کرتے ہیں کہ ہمارے پاس کفار قریش کے قاصد آئے اور انہوں نے کہا قریش نے یہ اعلان کیا ہے کہ جو شخص رسول اللہ ﷺ اور ابو بکر رضی اللہ عنہ کو قتل کرے گا (معاذ اللہ) یا ان کو گرفتار کر کے لائے گا تو ہر ایک کے بدلہ میں اس کو سو اونٹ انعام میں دیئے جائیں گے۔ اسی وقت ایک شخص آیا اور اس نے کہا میں نے ساحل کے ساتھ

ساتھ کچھ لوگ دیکھے ہیں اور میرا گمان ہے کہ وہ محمد (ﷺ) اور ان کے اصحاب ہیں، میں نے اس کو ٹالنے کے لیے کہا وہ نہیں ہوں گے اور تم نے فلاں فلاں کو دیکھا ہوگا، میں تھوڑی دیر تک وہاں بیٹھا رہا پھر میں گھر گیا اور میں نے اپنی کنیز سے کہا کہ میری گھوڑی کو فلاں ٹیلے کے پیچھے لے جاؤ۔ میں اپنا نیزہ لے کر گھوڑی پر سوار ہوا یہاں تک کہ میں ان کے قریب جا پہنچا پھر میں نے اپنے ترکش سے تیر نکال کر فال نکالی تو وہ میرے خلاف نکلی، لیکن میں نے فال والے تیر کی مخالفت کی اور آپ کا پیچھا کرتا رہا حتی کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے قرآن پڑھنے کی آواز سنی، آپ ﷺ ادھر، ادھر نہیں دیکھ رہے تھے اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ادھر ادھر دیکھ رہے تھے۔ اچانک میری گھوڑی کے اگلے پیر زمین میں دھنس گئے اور میں زمین پر گر گیا، میں نے اس کو ڈانٹا لیکن اس کے پیر زمین سے نہیں نکل سکے میں نے پھر تیر سے فال نکالی تو میرے خلاف نکلی، میں نے رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو امان دینے کا اعلان کیا، وہ ٹھہر گئے اور میں پھر اپنی گھوڑی پر سوار ہو کر ان کے پاس گیا اور جس وقت میری گھوڑی زمین میں دھنس گئی تھی اس وقت مجھے یہ خیال آیا کہ عنقریب رسول اللہ ﷺ کا دین غالب ہو جائے گا، میں نے آپ کو بتایا کہ آپ کی قوم نے آپ پر سو اونٹوں کا انعام رکھا تھا اور یہ بتایا کہ قریش آپ کو قتل کرنے یا آپ کو گرفتار کرنے کی کوششیں کر رہے ہیں اور میں نے آپ کو زادراہ اور مال پیش کیا، آپ نے اس کو قبول نہیں فرمایا اور مجھ سے کوئی سوال نہ کیا صرف اتنا فرمایا کہ ہمارے معاملہ کو پوشیدہ رکھنا میں نے آپ ﷺ سے یہ عرض کیا کہ آپ مجھے امان لکھ کر دے دیں، آپ نے عامر بن فہیرہ کو حکم دیا۔ اس نے چمڑے کے ایک ٹکڑے پر امان لکھ دی پھر رسول اللہ ﷺ (مدینہ طیبہ کی طرف) روانہ ہو گئے۔ (صحیح بخاری ج ا ص ۵۵۴)

میں گواہی دیتا ہوں آپ اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ کے رسول ہیں:

امام عبدالملک بن ہشام روایت کرتے ہیں:

عروہ بن زبیر بیان کرتے ہیں کہ جنگ بدر میں قریش کی شکست کے بعد عمیر بن وھب اور صفوان بن امیہ کعبہ معظّمہ میں بیٹھے ہوئے باتیں کررہے تھے۔ عمیر بن وہب قریش کے شیطانوں میں سے ایک بڑا شیطان تھا اور وہ رسول اللہ ﷺ اور آپ کے اصحاب کو بہت ایذا پہنچایا کرتا تھا۔ مکہ میں آپ نے اور آپ کے اصحاب نے اس سے بہت تکلیفیں اٹھائی تھیں۔ عمیر کا بیٹا وہب بن عمیر بدر کے قیدیوں میں تھا۔ انہوں نے مقتولین بدر کا ذکر کیا۔ صفوان نے کہا:

خدا کی قسم! ان کے بعد اب زندہ رہنے میں کوئی بھلائی نہیں ہے۔

عمیر نے کہا: تم نے سچ کہا، خدا کی قسم اگر میں نے علی کا قرض نہ دینا ہوتا جس کی میرے پاس گنجائش نہیں ہے اور مجھے اپنے بال بچوں کے ضائع ہو جانے کا خدشہ نہ ہوتا تو میں ابھی روانہ ہوتا اور محمد (ﷺ) کو (معاذ اللہ) قتل کر کے آتا۔

صفوان نے اس بات کو غنیمت جانا اور کہا: تمہارے قرض کا میں ضامن ہوں اور تمہارے بال بچے میرے بال بچوں کے ساتھ رہیں گے اور جب تک وہ زندہ رہیں گے ان کا خرچ میں اٹھاؤں گا۔

اس معاہدہ کے بعد عمیر نے اپنی تلوار کو زہر میں ڈبویا اور مدینہ پہنچ گیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ صحابہ کے ساتھ بیٹھے ہوئے جنگ بدر کے متعلق باتیں کررہے تھے۔ اچانک حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ عمیر بن وہب مسجد کے دروازے پر گلے میں تلوار لٹکائے کھڑا ہوا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا اللہ کا یہ دشمن ضرور کسی شر کی نیت سے آیا

ہے ۔ جنگ بدر کے دن یہی شخص فتنہ کی آگ بھڑ کا رہا تھا ۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے پاس گئے اور کہا اے اللہ کے نبی (ﷺ) ! یہ اللہ کا دشمن عمیر بن وہب ہے تلوار لٹکائے ہوئے آیا ہے ۔ آپ نے فرمایا اس کو میرے پاس لاؤ ۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس کو لے آئے اس کی گردن سے اس کی تلوار کی پیٹی پکڑ لی اور اس کو رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھا دیا ۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اے عمر (رضی اللہ عنہ) ! اس کو چھوڑ دو، اور عمیر سے کہا میرے قریب آؤ!

اس نے کہا:

''صبح بخیر'' ۔ (یہ زمانہ جاہلیت کا سلام تھا) ۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہمارا سلام تمہارے سلام سے بہتر ہے اور وہی اہل جنت کا سلام ہے ۔

آپ ﷺ نے اس سے پوچھا:

اے عمیر! تم کس لیے آئے ہو؟ اس نے کہا آپ کے پاس جو ہمارے قیدی ہیں ان کے متعلق یہ کہنے آیا ہوں کہ آپ ان پر احسان کریں ۔ آپ ﷺ نے فرمایا:
پھر تمہارے گلے میں یہ تلوار کیسی ہے؟ اس نے کہا ان تلواروں کے لیے خرابی ہو انہوں نے ہم سے کون سی مصیبت دور کر دی ہے!

آپ نے فرمایا: کیا تم سچ کہہ رہے ہو کہ تم اسی لیے آئے ہو؟

اس نے کہا: خدا کی قسم میں اسی لیے آیا ہوں ۔

آپ ﷺ نے فرمایا:

نہیں ، بلکہ تم اور صفوان بن امیہ صحن کعبہ میں بیٹھے ہوئے تھے ۔ تم نے مقتولین بدر

کا ذکر کیا پھر تم نے کہا اگر مجھ پر علی کا قرض اور بچوں کی ذمہ داری نہ ہوتی تو میں ابھی روانہ ہوجاتا اور محمد (ﷺ) کو قتل کر کے آتا، پھر صفوان نے اس شرط پر تمہارے قرض اور تمہارے بچوں کی ذمہ داری لے لی کہ تم مجھے قتل کردو گے اور تمہارے اس ارادہ کے پورا ہونے کے درمیان اللہ حائل ہوگیا۔

یہ سن کر عمیر نے بے ساختہ کہا:

''اشهد انك لرسول الله''

''میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں''

یارسول اللہ! پہلے ہم آسمانی خبروں اور وحی کے متعلق آپ کو جھٹلاتے تھے، اور یہ ایسی خبر ہے کہ جس کے موقع پر میرے اور صفوان کے سوا کوئی موجود نہیں تھا، خدا کی قسم! مجھے یقین ہے کہ آپ کو یہ بات صرف اللہ نے بتائی ہے۔ اللہ کا شکر ہے جس نے مجھے اسلام کی ہدایت دی، اس نے کلمہ شہادت پڑھا۔

نبی کریم ﷺ نے (صحابہ کرام سے) فرمایا: ''یہ تمہارا دینی بھائی ہے اس کو قرآن کی تعلیم دو، اور اس کے قیدی کو آزاد کردو''، پھر حضرت عمیر بن وہب مکہ چلے گئے اور اسلام کی تبلیغ کرنے لگے اور جس طرح پہلے مسلمانوں پر ظلم کرتے تھے اب مشرکین کے خلاف (تلوار) چلاتے تھے، ان کی تبلیغ سے بہت لوگ مسلمان ہو گئے۔

(سیرۃ النبویہ علی ہامش الروض الانف ج۴ص ۸۴ فتح الباری ج۳ص ۳۷۔۳۶)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جو شخص رسول اللہ ﷺ کو قتل کرنے کے ارادہ سے زہر میں بجھی ہوئی تلوار لے کر آیا وہ آپ کی نرمی اور حسن اخلاق کو دیکھ کر نہ صرف مسلمان ہوا بلکہ اسلام کا مبلغ بن گیا۔

عبداللہ ابن ابی کی نماز جنازہ پڑھادی:

حضرت عمر بن الخطاب ﷛ بیان کرتے ہیں کہ جب عبداللہ بن ابی بن سلول

فوت ہو گیا تو اس کی نماز جنازہ پڑھانے کے لیے رسول اللہ ﷺ کو عرض کیا گیا، جب رسول اللہ ﷺ اس کی نماز جنازہ پڑھانے کے لیے کھڑے ہوئے تو میں دوڑ کر آپ کے پاس گیا۔ میں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ کیا آپ ابن ابی کی نماز جنازہ پڑھا رہے ہیں؟ حالانکہ اس نے فلاں دن یہ اور یہ کہا تھا (کہ مدینہ پہنچ کر عزت والے ذلت والوں کو نکال دیں گے اور یہ کہا تھا کہ جو لوگ آپ کے ساتھ ہیں جب تک وہ آپ کا ساتھ چھوڑ نہ دیں اس وقت تک ان پر خرچ نہ کرو اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر بدکاری کی تہمت لگائی تھی جس سے آپ کو سخت رنج پہنچا تھا، اور آپ سے کہا تھا کہ آپ کی سواری دور کرو مجھے اس سے بدبو آتی ہے، جنگ احد میں عین لڑائی کے وقت اپنے تین سو ساتھیوں کو لے کر لشکر سے نکل گیا) میں آپ کو یہ تمام باتیں گنوا تا رہا رسول اللہ ﷺ نے تبسم فرما کر کہا۔ ''اپنی رائے کو رہنے دو''

جب میں نے بہت اصرار کیا تو آپ نے فرمایا مجھے اختیار دیا گیا ہے (کہ استغفار کرو یا نہ کرو) سو میں نے (استغفار کرنے کو) اختیار کر لیا، اور اگر میں یہ جانتا کہ اگر میں نے ستر مرتبہ سے زیادہ استغفار کیا تو اس کی مغفرت کر دی جائے گی تو میں ستر مرتبہ سے زیادہ استغفار کرتا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ پھر رسول اللہ ﷺ نے اس کی نماز جنازہ پڑھائی۔ (صحیح بخاری ج ۲ ص ۶۷۴)

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ سے اس معاملہ میں سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا میری قمیص اور اس پر میری نماز جنازہ اس سے اللہ کے عذاب کو دور نہیں کر سکتی اور بے شک مجھے یہ امید ہے کہ میرے اس عمل سے اس کی قوم کے ایک ہزار آدمی اسلام لے آئیں گے۔ (جامع البیان ج ۱۰ ص ۱۴۲)

پھر آپ کی اس نرمی اور حسن اخلاق کو دیکھ کر عبداللہ بن ابی کی قوم کے ایک ہزار آدمی اسلام لے آئے۔

اہل مکہ کو مکمل معافی دے دی:

جب رسول اللہ ﷺ نے مکہ فتح کر لیا تو ابوسفیان بن الحارث اور عبداللہ بن امیہ نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہونے کی اجازت طلب کی اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے ان کی سفارش کی، ابوسفیان نے کہا اگر مجھے باریاب ہونے کی اجازت نہ ملی تو میں اپنے بیٹے کا ہاتھ پکڑ کر زمین میں نکل جاؤں گا اور بھوکا پیاسا مر جاؤں گا۔ رسول اللہ ﷺ نے یہ سنا تو آپ کا دل پسیج گیا اور آپ نے ان کو اجازت دے دی۔ انہوں نے آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر اسلام قبول کر لیا، ایک قول یہ ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ابوسفیان سے کہا تم حضور کے سامنے کی طرف سے جانا اور آپ سے وہی کہنا جو حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائیوں نے حضرت یوسف علیہ السلام سے کہا تھا۔

خدا کی قسم اللہ تعالیٰ نے آپ کو ہم پر فضیلت دی ہے اور بے شک ہم ہی قصوروار تھے۔

انہوں نے اسی طرح کہا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

آج کے دن تم پر کوئی ملامت نہیں۔ اللہ تعالیٰ تم کو معاف فرمائے اور وہ سب سے زیادہ رحم فرمانے والا ہے۔

آپ ﷺ نے ان کو قریب بٹھایا اور انہوں نے اسلام قبول کر لیا اور ابوسفیان نے پچھلی تمام زیادتیوں پر معافی مانگی، ایک اور روایت میں ہے کہ حضرت عباس نے رسول للہ ﷺ سے عرض کیا یا رسول اللہ (ﷺ)! ابوسفیان فخر کو پسند کرتا ہے، اس کو کوئی ایسی چیز عنایت کیجئے جس کی وجہ سے یہ اپنی قوم میں فخر کرے، آپ نے فرمایا ٹھیک ہے جو شخص ابوسفیان کے گھر میں داخل ہو گا اس کو امان ہے اور جو شخص حکیم بن حزام کے گھر میں داخل ہو گا اس کو امان ہے اور جو شخص مسجد میں داخل ہو گا اس کو امان ہے اور جس نے اپنے گھر کا دروازہ بند کر لیا اس کو بھی امان ہے۔ (الکامل فی التاریخ ج ۲ ص ۱۶۶۔۱۶۴)

ہند کی بیعت:

جب آپ کے سامنے ہند کو پیش کیا گیا تو آپ نے فرمایا کیا یہ ہند ہے؟ ہند نے کہا میں ہند ہوں، اللہ آپ کو معاف فرمائے آپ میری پچھلی باتوں کو معاف کر دیجئے، ہند کے ساتھ اور بھی عورتیں تھیں۔ آپ نے ان سے عہد لیا کہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کریں گی، چوری نہیں کریں گی، بدکاری نہیں کریں گی، اولاد کو قتل نہیں کریں گی کسی بے قصور پر بہتان نہیں باندھیں گی، کسی نیک کام میں حضور کی نافرمانی نہیں کریں گی، پھر آپ ﷺ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے فرمایا ان سے بیعت لو، اوران سب کے لیے مغفرت کی دعا کی۔

(الکامل فی التاریخ ج ۲ص ۱۷۲-۱۷۱)

ابوسفیان نے کئی بار مدینہ منورہ پر حملے کیے تھے اور ہمیشہ مسلمانوں کو نقصان پہنچانے میں پیش پیش رہا تھا، آپ نے ابوسفیان پر قابو پانے کے بعد اس کو معاف کر دیا، ہند نے آپ کے محبوب چچا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کا کلیجہ نکال کر کچا چبایا تھا مکہ فتح کرنے کے بعد آپ نے اس کو بھی معاف کر دیا۔ نبی کریم ﷺ کے اسوۂ حسنہ پر عمل کرنے والے ذرا سوچیں کہ کیا وہ اپنے جانی دشمنوں کو معاف کرنے کا حوصلہ رکھتے ہیں؟ جانی دشمنوں کو معاف کرنا تو دور کی بات ہے اگر ہم اپنے بھائیوں کی چھوٹی چھوٹی غلطیوں کو کھلے دل سے معاف کرنا شروع کر دیں تو آج بھی اس معاشرے میں روحانی اور اخلاقی انقلاب آ سکتا ہے۔

عمیر بن وھب کی صفوان بن امیہ کے لئے سفارش:

عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ صفوان بن امیہ (یہی وہ شخص ہے جس نے رسول اللہ ﷺ کو قتل کرنے کے لیے عمیر بن وہب کو مدینہ بھیجا تھا) جدہ جانے کے لیے مکہ سے نکلا تا کہ جدہ سے یمن چلا جائے، حضرت عمیر بن وہب نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا: یا رسول اللہ! صفوان بن امیہ اپنی قوم کا سردار ہے اور وہ آپ کے

خوف سے بھاگ رہا ہے تاکہ اپنے آپ کو سمندر میں گرا دے آپ اس کو امان دے دیجئے، آپ نے فرمایا اس کو امان ہے، انہوں نے کہا:

یارسول اللہ! مجھ کو کوئی ایسی چیز عنایت کیجئے جس سے یہ معلوم ہو جائے کہ آپ نے اس کو امان دے دی ہے۔ نبی کریم ﷺ نے ان کو اپنا وہ عمامہ عطا فرمایا جس کو پہن کر آپ مکہ میں داخل ہوئے تھے، حضرت عمیر وہ عمامہ لے کر گئے اور ان کو جدہ میں جالیا اس وقت وہ جہاز میں سوار ہونے کا ارادہ کر رہے تھے۔ انہوں نے کہا اے صفوان! اپنے آپ کو ہلاک کرنے کی بجائے اپنے دل میں اللہ کو یاد کرو، دیکھو یہ امان ہے جو میں تمہارے لیے رسول اللہ ﷺ سے لے کر آیا ہوں۔ صفوان نے کہا تم چلے جاؤ، حضرت عمیر نے کہا اے صفوان، وہ سب سے زیادہ افضل، سب سے زیادہ نیک، سب سے زیادہ حلیم اور سب سے اچھے ہیں، حضرت عمیر رضی اللہ عنہ صفوان کو حضور کے پاس لے آئے، صفوان نے رسول اللہ ﷺ سے کہا، اس کا یہ کہنا ہے کہ آپ نے مجھے امان دی ہے! آپ نے فرمایا: اس نے سچ کہا، صفوان نے کہا: مجھے اسلام لانے کے لیے دو ماہ کی مہلت دیجئے آپ نے فرمایا: تمہیں چار ماہ کی مہلت دیتا ہوں۔

(جامع البیان ج ۲ ص ۳۳۹۔۳۳۸، الکامل لابن الاثیر ج ۲ ص ۱۶۸، البدایہ والنہایہ ج ۴ ص ۳۰۸)

عکرمہ بن ابی جہل کو بھی معاف کر دیا:

عکرمہ بن ابی جہل بھی رسول اللہ ﷺ کو ایذا پہنچانے، آپ سے عداوت رکھنے اور آپ کے خلاف جنگوں میں پیسہ صرف کرنے میں اپنے باپ کی مثل تھا، جب رسول اللہ ﷺ نے مکہ فتح کر لیا تو اس کو اپنی جان کا خوف ہوا اور وہ یمن کی طرف بھاگ گیا، لیکن اس کی بیوی ام حکیم بنت الحارث مسلمان ہو گئیں اور انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے عکرمہ کے لیے امان طلب کی، اور اپنے ساتھ ایک رومی غلام لے کر اس کو ڈھونڈنے نکلیں، انہوں نے عرب کے بعض قبیلوں کی مدد سے عکرمہ کو جا لیا، اس وقت عکرمہ سمندر کے سفر کا ارادہ

کر رہے تھے، ام حکیم نے کہا میں تمہارے پاس اس شخص کے ہاں سے آئی ہوں جو لوگوں میں سب سے زیادہ صلہ رحمی کرنے والے ہیں سب سے زیادہ حلیم ہیں اور سب سے زیادہ کریم ہیں اور انہوں نے تم کو امان دی ہے، جب عکرمہ رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچے تو آپ بہت خوش ہوئے، پھر عکرمہ مسلمان ہو گئے اور رسول اللہ ﷺ سے یہ درخواست کی کہ وہ اس کے لیے استغفار کریں پھر آپ نے ان کے لیے استغفار کیا۔

(الکامل فی التاریخ ج ۲ ص ۱۶۸،)

جب عکرمہ کشتی میں سوار ہوئے تو سخت تیز ہوا چلی انہوں نے اس وقت لات اور عزی کو پکارا، کشتی والوں نے کہا اس موقع پر اخلاص کے ساتھ صرف اللہ وحدہ لاشریک کو پکارا جائے اور کسی کو پکارنا جائز نہیں، عکرمہ نے سوچا اگر سمندر میں صرف اسی کی الوہیت ہے اور کوئی اس کا شریک نہیں ہے تو پھر خشکی میں بھی وہی وحدہ لاشریک ہے اور انہوں نے اللہ کی قسم کھا کر دل میں عہد کیا کہ وہ ضرور (سیدنا) محمد (ﷺ) کے پاس جا کر رجوع کریں گے۔ سو انہوں نے آپ کے پاس جا کر آپ سے بیعت کر لی۔

(مختصر تاریخ دمشق ج ۱۷ ص ۱۳۴)

حضرت عکرمہ بیان کرتے ہیں کہ جس روز میں رسول اللہ ﷺ کے پاس ہجرت کر کے پہنچا تو رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا:

راکب (سوار) مہاجر کو خوش آمدید ہو۔

میں نے عرض کیا:

اے اللہ کے نبی! میں کیا کہوں؟ فرمایا کہو:

اشهدان لا اله الاالله و اشهد ان محمد اعبد ه ورسوله

میں نے عرض کیا:

پھر اس کے بعد میں کیا کہوں؟

فرمایا: کہو:

اے اللہ! میں تجھے گواہ کرتا ہوں کہ میں مہاجر اور مجاہد ہوں، سوانہوں نے اسی طرح کہا۔

پھر نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

تم مجھ سے جس کسی ایسی چیز کا سوال کروگے جو میں لوگوں کو عطا کر رہا ہوں گا تو وہ تم کو ضرور عطا کروں گا۔

حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ نے کہا:

میں آپ سے کسی مال کا سوال نہیں کروں گا، میں قریش میں بہت زیادہ مالدار ہوں، لیکن میں آپ سے یہ سوال کرتا ہوں کہ آپ میرے لیے مغفرت کی دعا کریں اور کہا میں نے پہلے جتنا مال لوگوں کو اللہ کی راہ سے روکنے کے لیے خرچ کیا تھا۔ خدا کی قسم اگر اللہ نے مجھے لمبی زندگی دی تو میں اس سے دگنا مال اللہ کی راہ میں خرچ کروں گا۔

ایک اور روایت میں ہے کہ جب عکرمہ رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچے تو رسول اللہ ﷺ فرط خوشی سے کھڑے ہو گئے، اور فرمایا: ''اس مہاجر کو مرحبا ہو''!

(البدایہ والنہایہ ج۴ص ۲۹۸، سیرۃ النبویہ لابن ہشام مع الروض الانف ج۲ص ۲۷۸)

ہبار بن اسود کو معاف فرما دیا:

امام محمد بن عمر واقدی روایت کرتے ہیں:

ہبار بن اسود کا جرم یہ تھا کہ اس نے نبی ﷺ کی صاحبزادی حضرت سیدنا زینب رضی اللہ عنہا کو پشت میں نیزہ مارا تھا اس وقت وہ حاملہ تھیں وہ گر گئیں اور ان کا حمل ساقط ہو گیا۔ نبی کریم ﷺ اپنے اصحاب کے ساتھ مدینہ منورہ میں تشریف فرما تھے اچانک ہبار بن اسود آ گیا۔ وہ بہت فصیح اللسان تھا اس نے کہا: اے محمد (ﷺ) جس نے آپ کو برا کہا اس کو برا کہا گیا۔ میں آپ کے پاس اسلام کا اقرار کرنے آیا ہوں، پھر اس نے کلمہ شہادت پڑھا، رسول اللہ ﷺ نے اس کا اسلام قبول کر لیا، اس وقت نبی کریم ﷺ کی کنیز سلمہ آئیں اور

انہوں نے ہبار سے کہا: اللہ تیری آنکھوں کو ٹھنڈا نہ کرے تو وہی ہے جس نے فلاں کام کیا تھا اور فلاں کام کیا تھا، آپ ﷺ نے فرمایا:

اسلام نے ان تمام کاموں کو مٹا دیا، اور رسول اللہ ﷺ نے اس کو برا کہنے اور اس کے پچھلے کام گنوانے سے منع فرمایا۔ (کتاب المغازی للواقدی ج ۲ ص ۸۵۸۔۸۵۷)

نبی کریم ﷺ کا اسوۂ حسنہ یہ ہے کہ اگر کوئی توبہ کرلے تو اس کو توبہ کرنے سے پہلے کے کاموں کے حوالے سے کچھ نہ کہا جائے۔ جبکہ ہمارے ہاں آج اگر کوئی خطا کار توبہ کرتا ہے تو لوگ پھر بھی اس کو طعنے دیتے رہتے ہیں، اور اس کو اس کے پچھلے کام گنواتے رہتے ہیں، حالانکہ وہ جس بارگاہ کا مجرم ہوتا ہے وہاں سے معافی مانگ چکا ہوتا ہے اور توبہ کر چکا ہوتا ہے۔

معاف کرنے والے کی عزت بڑھتی ہے:

امام مسلم بن حجاج قشیری روایت کرتے ہیں:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: صدقہ مال میں کمی نہیں کرتا، بندے کے معاف کرنے سے اللہ اس کی عزت ہی بڑھاتا ہے اور جو شخص بھی اللہ کی رضا کے لیے عاجزی کرتا ہے اللہ اس کا درجہ بلند کرتا ہے۔ (صحیح مسلم ج ۲ ص ۳۲۱)

اس حدیث میں جو عزت بڑھانے کا ذکر ہے اس کی تفصیل یہ ہے کہ جس کا قصور معاف کیا جائے اس کے دل میں معاف کرنے والے کی عزت بڑھ جاتی ہے اور اللہ تعالیٰ آخرت میں معاف کرنے والے کی عزت بڑھائے گا۔

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے قاتل وحشی کو معاف کر دیا:

وحشی بن حرب، جبیر بن مطعم کے غلام تھے، (ایک قول یہ ہے کہ بنت الحارث بن عامر کے غلام تھے) حارث بن عامر کی بیٹی نے ان سے کہا میرا باپ جنگ بدر میں قتل کر دیا گیا تھا اگر تم نے (سیدنا) محمد (ﷺ) (سیدنا) حمزہ یا علی بن ابی طالب (رضی اللہ عنہ) یا ان تینوں

میں سے کسی ایک کو قتل کر دیا تو تم آزاد ہو۔ جنگ احد میں وحشی نے حضرت سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا تھا اور ان کی شہادت سے رسول اللہ ﷺ کو بہت اذیت پہنچی تھی۔ جب رسول اللہ ﷺ نے مکہ فتح کیا تو یہ جان کے خوف سے طائف بھاگ کر چلے گئے تھے، پھر ایک وفد کے ساتھ آ کر رسول اللہ ﷺ سے ملاقات کی اور کلمہ پڑھ لیا۔

حافظ ابن عساکر روایت کرتے ہیں:

رسول اللہ ﷺ نے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے قاتل وحشی کو بلایا اور ان کو سلام کی دعوت دی۔ وحشی نے کہا:

اے **محمد**! (ﷺ) آپ مجھے کس طرح اپنے دین کی دعوت دے رہے ہیں حالانکہ میں نے شرک کیا ہے، قتل کیا ہے اور زنا کیا ہے اور آپ یہ پڑھتے ہیں:

ترجمہ: ''اور جو لوگ اللہ کے ساتھ کسی دوسرے معبود کی عبادت نہیں کرتے اور جس شخص کے قتل کو اللہ نے حرام کیا ہے اس کو قتل نہیں کرتے مگر حق کے ساتھ (قصاص میں) اور زنا نہیں کرتے اور جو شخص ایسا کرے گا وہ سزا پائے گا۔ قیامت کے دن اس کے عذاب کو دگنا کر دیا جائے گا اور وہ اس عذاب میں ہمیشہ ذلت کے ساتھ رہے گا''۔(الفرقان:۶۹۔۶۸)

جب وحشی نے یہ کہا تو اللہ تعالیٰ نے حضور نبی کریم ﷺ پر یہ آیت نازل کر دی:

ترجمہ: ''لیکن جو (موت سے پہلے) توبہ کر لے، اور ایمان لے آئے اور نیک کام کرے تو اللہ ان لوگوں کی برائیوں کو نیکیوں سے بدل دے گا اور اللہ بہت بخشنے والا بے حد رحم فرمانے والا ہے''۔(الفرقان:۷۰)

وحشی نے کہا:

اے **محمد**! (ﷺ) یہ بہت سخت شرط ہے کیونکہ اس میں ایمان لانے سے پہلے کے گناہوں کا ذکر ہے، ہو سکتا ہے مجھ سے ایمان لانے کے بعد گناہ ہو جائیں تو پھر ایمان

لانے کے بعد اگر میری بخشش نہ ہوتو پھر میرے ایمان لانے کا کیا فائدہ؟ تب اللہ عزوجل نے یہ آیت نازل فرمائی:

ترجمہ:''بے شک اللہ اپنے ساتھ شریک کئے جانے کونہیں بخشا اوراس کے علاوہ جوگناہ ہو جس کے لیے چاہتا ہے بخش دیتا ہے''۔(النساء:۴۸)

وحشی نے کہا:''اے محمد!(ﷺ) اس آیت میں تو مغفرت اللہ کے چاہنے پر ہے، ہوسکتا ہے اللہ تعالیٰ مجھے بخشانہ چاہے پھر میرے ایمان لانے کا کیا فائدہ!'' تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: ترجمہ:''آپ کہئے کہ اے میرے بندو! جو اپنی جانوں پر زیادتیاں کر چکے ہو، اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہوں بے شک وہی بہت بخشنے والا بے حد رحم فرمانے والا ہے''۔(الزمر:۵۳)

وحشی نے کہا: اب مجھے اطمینان ہوا پھر اس نے کلمہ پڑھا اور مسلمان ہوگیا۔

صحابہ ﷺ نے پوچھا: یہ بشارت صرف وحشی کے لیے ہے یا سب کے لیے ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا:

سب کے لیے ہے۔حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ وحشی امان طلب کر کے آیا اور پھر رسول اللہ ﷺ سے اسلام قبول کرنے کے متعلق یہی شرائط پیش کیں اور آپ نے یہی جوابات دیئے۔ (مختصر تاریخ دمشق ج۲۶ص۲۶۳-۲۶۲)

غور فرمایئے! رسول اللہ ﷺ عفو و درگذر کا کیا عالم ہوگا کہ آپ اس شخص کی ایک ایک شرط پوری کر کے اس کو کلمہ پڑھا رہے ہیں اور جنت کا راستہ دکھا رہے ہیں جو آپ کے انتہائی عزیز چچا کو شہید کرنے والا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ ﷺ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا جو شخص نرمی سے محروم رہا وہ خیر سے محروم رہا۔ (صحیح مسلم ج۲ص۳۲۲)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ رفیق ہے اور نرمی کو پسند کرتا ہے۔ وہ نرمی کی وجہ سے اتنی چیزیں عطا فرماتا ہے جو سختی کی وجہ

سے یا کسی اور وجہ سے عطا نہیں فرماتا۔ (صحیح مسلم ج ۲ ص ۳۲۲)

غصہ کیا ہے؟

حضرت ابوسعید خدری ﷺ نے ایک طویل حدیث روایت کی ہے اس میں غصہ کے متعلق آپ ﷺ کا ارشاد ہے:

سنو! غصہ ایک انگارہ ہے جو ابن آدم کے پیٹ میں جلتا رہتا ہے، کیا تم (غصہ کرنے والے شخص کی) آنکھوں کی سرخی اور اس کی گردن کی پھولی ہوئی رگوں کو نہیں دیکھتے؟ پس تم میں سے جو شخص غصہ میں آئے وہ زمین کو لازم پکڑ لے (نیچے بیٹھ جائے)، سنو! بہترین شخص وہ ہے جو بہت دیر سے غصہ میں آئے اور بہت جلد راضی ہو جائے، اور بدترین شخص وہ ہے جو بہت جلد غصہ میں آئے اور بہت دیر سے راضی ہو، اور جو شخص دیر سے غصہ میں آئے اور دیر سے راضی ہو، جو شخص جلدی غصہ میں اور جلدی راضی ہو تو یہ (بھی) اچھی خصلت ہے۔ (سنن ابن ماجہ، جامع الترمذی)

غصہ کا علاج:

حضرت سلمان بن صرد ﷺ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے سامنے دو شخص لڑے، دو میں سے ایک کی آنکھیں سرخ ہو گئیں اور گردن کی رگیں پھول گئیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھے ایک ایسا کلمہ معلوم ہے اگر وہ کلمہ یہ شخص کہہ دے تو اس کا غصہ چلے جائے گا۔ وہ کلمہ یہ ہے:

اعوذباالله من الشيطٰن الرجيم

(صحیح مسلم ج ۲ ص ۳۲۶)

عروہ بن محمد السعدی اپنے باپ سے اور وہ اپنی دادی حضرت عطیہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

غصہ شیطان سے ہے اور شیطان آگ سے پیدا کیا گیا ہے اور آگ کو صرف پانی سے بجھایا

جا تا ہے ۔ پس جب تم میں سے کوئی غضبناک ہوتو وہ وضو کرے ۔ (سنن ابوداؤد)

حضرت ابوذرغفاری ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

جب تم میں سے کوئی شخص غصہ میں آئے اور وہ کھڑا ہوتو بیٹھ جائے ۔ اگر اس کا غضب دور ہوگیا تو ٹھیک ورنہ لیٹ جائے ۔ (سنن ابوداؤد)

کیونکہ جو شخص کھڑا ہوا ہو وہ اپنے ہاتھ پیر چلانے پر بیٹھے ہوئے شخص کی نسبت زیادہ قادر ہوتا ہے اور بیٹھا ہوا شخص اس کی نسبت کم قادر ہوتا ہے اور لیٹا ہوا شخص اور بھی کم قادر ہوتا ہے ۔

حضرت ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا مجھے وصیت کیجئے اور مجھے زیادہ احکام نہ بتائیں یا اس نے کہا مجھے حکم دیجئے اور مجھے کم سے کم باتیں فرمائیں تاکہ میں بھول نہ جاؤں ۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

تم (غصہ) نہ کرو۔

(صحیح البخاری، جامع الترمذی، موطا امام مالک، مسند احمد، ج ۲، جامع الاصول، ج ۸)

ہمارے دادا مرشد کا ارشاد:

حضرت سید محمد اسماعیل شاہ بخاری المعروف حضرت کرماں والے رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا کہ حضور! غصہ کرنا کیسا ہے؟

آپ نے فرمایا:

''اگر اللہ تعالیٰ کے لئے ہوتو جائز ہے اور اگر اپنی ذات کے لئے ہوتو ناجائز ہے''۔

اگر انسان اپنے کسی ذاتی نقصان یا ذاتی معاملہ کی وجہ سے غصہ میں آئے تو اسے غصہ روکنا چاہیے اور اگر وہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی وجہ سے غصہ میں آئے تو اس کے تقاضے پر عمل کرے یعنی اگر برائی کو طاقت سے بدل سکتا ہوتو طاقت سے بدلے ورنہ زبان سے اس کی مذمت کرے اور یہ بھی نہ کر سکے تو اس کو دل سے برا جانے ۔

جو بدلے کی قوت کے باوجود غصے کو روکے:

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

جو شخص اپنے غضب کے تقاضے کو پورا کرنے پر قادر ہو، اس کے باوجود وہ اپنے غصہ کو ضبط کرلے تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کو تمام مخلوق کے سامنے بلائے گا اور اس کو یہ اختیار دے گا کہ وہ جس بڑی آنکھوں والی حور کو چاہے لے لے۔

(سنن ابوداؤد، رقم الحدیث: ۴۷۷۷، جامع الترمذی، رقم الحدیث: ۲۰۲۸، سنن ابن ماجہ، رقم الحدیث: ۴۱۸۶)

بڑا پہلوان کون؟

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے پوچھا: تم کس شخص کو پہلوان کہتے ہو؟ ہم نے عرض کیا: جو لوگوں کو پچھاڑ دے۔

آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں، پہلوان وہ شخص ہے جو غصہ کے وقت اپنے آپ کو قابو میں رکھے۔

(سنن ابوداؤد، رقم الحدیث: ۴۷۷۹، صحیح مسلم، کتاب البر والصلہ، ۱۰۶ (۲۶۰۸))

سرکار کائنات ﷺ کی نصیحت:

حضرت ابوتمیمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے درخواست کی کہ مجھے نصیحت فرمائیں تو آپ ﷺ نے فرمایا:

کسی نیک کام کو حقیر نہ جاننا اور جب تم اپنے کسی بھائی سے ملاقات کرو تو خندہ پیشانی اور مسکراتے ہوئے ملاقات کرو اور پانی مانگنے والے کو اپنے ڈول سے پانی دینا۔ اگر کسی شخص کو تمہارے کسی عیب کا علم ہو اور وہ تمہیں اس کے ساتھ برا کہے تو تمہیں اس کے جس عیب کا علم ہو تم اس کو اس کے عیب کے ساتھ برا نہ کہنا، تمہیں اس پر اجر ملے گا اور اسے اس کا گناہ ہوگا اور تم تکبر سے تہبند نہ لٹکانا کیونکہ اللہ عزوجل تکبر کو پسند نہیں کرتا اور کسی شخص کو گالی نہ دینا (آپ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں) میں نے اس کے بعد کسی کو گالی نہیں دی نہ بکری کو نہ اونٹ کو۔ (مسند احمد، ج ۷، رقم الحدیث: ۲۰۶۶۰)

حضرت ابوامامہ ﷛ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
جس نے قدرت کے باوجود کسی کو معاف کر دیا تنگی کے دن اللہ تعالیٰ اس کو معاف کر دے گا۔ (المعجم الکبیر، ج ۷، رقم الحدیث: ۷۵۸۵)

مشرکہ ماں کے ساتھ نرمی کا حکم:

حضرت ابو ہریرہ ﷛ بیان کرتے ہیں کہ میری ماں مشرکہ تھی میں اس کو اسلام کی دعوت دیتا تھا، ایک دن میں نے اس کو اسلام کی دعوت دی تو اس نے رسول اللہ ﷺ کے متعلق بہت ناگوار اور بری باتیں کہیں جن سے میں بہت رنجیدہ ہوا، میں روتا ہوا رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور میں نے کہا یا رسول اللہ (ﷺ)! میں اپنی ماں کو اسلام کی دعوت دیتا تھا اور وہ انکار کرتی تھی، آج میں نے اس کو اسلام کی دعوت دی تو اس نے مجھے ایسی باتیں سنائیں جن سے مجھے بہت رنج ہوا۔ آپ ﷺ اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے کہ وہ ابو ہریرہ کی ماں کو ہدایت دے، آپ ﷺ نے دعا کی:

اے اللہ (ﷻ)! ابو ہریرہ کی ماں کو ہدایت دے۔

میں نبی کریم ﷺ کی دعا کی وجہ سے خوش خوش گھر لوٹا، ماں نے میرے قدموں کی آہٹ سنی تو کہا وہیں ٹھہرو اور میں نے پانی گرنے کی آواز سنی، اس نے غسل کیا، کپڑے بدلے، پھر کہا: ''اے ابو ہریرہ! **اشهد ان لا اله الا الله واشهد ان محمدا عبده ورسوله**''

میں خوشی سے روتا ہوا رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پہنچا۔ میں نے کہا یا رسول اللہ (ﷺ)! مبارک ہو اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی دعا قبول کر لی اور ابو ہریرہ ﷛ کی ماں کو ہدایت دے دی ہے آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کی اور فرمایا: اچھا ہوا۔
(صحیح مسلم، فضائل صحابہ: ۱۵۸ (۲۴۹۱) ۶۲۷۹)

......دعا کریں......

فہرس

صلی اللہ علی حبیبہ محمد والہ وسلم

قرآن مجید میں دعا کے متعلق ارشاد:

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے:

﴿أُجِيبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَانِ﴾ (البقرہ:۱۸۶)

ترجمہ ''میں دعا کرنے والے کی دعا قبول کرتا ہوں جب وہ مجھ سے دعا کرتا ہے''۔

قرآن مجید میں ہے:

﴿اُدْعُوا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّخُفْيَةً اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ﴾

(الاعراف:۵۵)

ترجمہ: ''اپنے رب سے گڑگڑا کر اور چپکے چپکے دعا کرو بے شک اللہ حد سے تجاوز کرنے والوں کو پسند نہیں فرماتا''۔

رات کے آخری حصہ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

امام بخاری روایت کرتے ہیں:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

ہمارا رب سبحانہ و تعالیٰ ہر رات کے آخری حصہ میں آسمان دنیا کی طرف نزول فرماتا ہے (توجہ فرماتا ہے) اور فرماتا ہے کہ کون مجھ سے دعا کرتا ہے کہ میں اس کی دعا قبول کرلوں! کون مجھ سے سوال کرتا ہے کہ میں اس کو عطا کردوں! اور کون مجھ سے مغفرت طلب کرتا ہے کہ میں اس کی مغفرت کردوں۔

(صحیح بخاری ج۲ص۹۳۶)

امام ابوعیسیٰ ترمذی روایت کرتے ہیں:

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ عرض کیا گیا یا رسول اللہ (ﷺ)! کس

وقت کی دعا زیادہ مقبول ہوتی ہے؟ آپ نے فرمایا رات کے آخری حصہ میں اور فرض نمازوں کے بعد۔ (جامع ترمذی ص۵۰۴)

دعا عبادت کا مغز ہے:

امام ابوعیسیٰ ترمذی روایت کرتے ہیں:

حضرت انس بن مالک ﷛ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

دعا عبادت کا مغز ہے۔ (جامع ترمذی ص۴۸۶)

اللہ تعالیٰ سے سوال کرو:

حضرت انس ﷛ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم اپنی ہر حاجت کا اللہ سے سوال کرو حتی کہ جوتی کا تسمہ ٹوٹنے کا (بھی سوال اللہ سے کرو)۔

(جامع ترمذی ص۵۱۸)

حضرت ابو ہریرہ ﷛ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

جو شخص اللہ تعالیٰ سے سوال نہیں کرتا اللہ تعالیٰ اس پر ناراض ہوتا ہے۔

(جامع ترمذی ص۴۸۶)

حضرت ابو ہریرہ ﷛ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

جس شخص کو اس سے خوشی ہو کہ اللہ سختیوں اور مصیبتوں میں اس کی دعا قبول کرے، وہ عیش و آرام میں اللہ تعالیٰ سے بکثرت دعا کرے۔ (جامع ترمذی ص۴۸۷)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں ایک دن نبی کریم ﷺ کے پیچھے بیٹھا ہوا تھا، آپ ﷺ نے فرمایا:

اے بیٹے! میں تم کو چند کلمات کی تعلیم دیتا ہوں، تم اللہ ﷻ کے حقوق کی حفاظت کرو، اللہ ﷻ تمہاری حفاظت کرے گا، تم اللہ ﷻ کے حقوق کی حفاظت کرو تم اللہ ﷻ کی تقدیر کو اپنے ساتھ پاؤ گے، جب تم سوال کرو تو اللہ ﷻ سے سوال کرو اور جب تم مدد چاہو

تو اللہ ﷻ سے مدد چاہو۔ (جامع ترمذی ص ۳۶۱)

میں نے ظلم کو حرام کیا ہے:

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے اللہ ﷻ سے یہ روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

اے میرے بندو! میں نے اپنے اوپر ظلم کو حرام کیا ہے اور میں نے تمہارے درمیان بھی ظلم کو حرام کر دیا اس لئے تم ایک دوسرے پر ظلم نہ کرو، اے میرے بندو! تم سب گمراہ ہو ماسوا اس کے جس کو میں ہدایت دوں، اس لئے تم مجھ سے ہدایت طلب کرو میں تم کو ہدایت دوں گا۔ اے میرے بندو! تم سب بھوکے ہو ماسوا اس کے جس کو میں کھانا کھلاؤں اس لئے تم مجھ سے کھانا طلب کرو، میں تم کو کھانا کھلاؤں گا۔ اے میرے بندو! تم سب بے لباس ہو ماسوا اس کے جس کو میں لباس پہناؤں اس لئے تم مجھ سے لباس مانگو میں تم کو لباس پہناؤں گا۔ اے میرے بندو! تم سب دن رات گناہ کرتے ہو اور میں تمام گناہوں کو بخشتا ہوں، اس لئے تم مجھ سے بخشش طلب کرو، میں تم کو بخش دوں گا۔ اے میرے بندو! تمہارے اندر اتنی ہمت نہیں کہ مجھے نقصان پہنچا سکو، اور تمہارے اندر اتنی ہمت نہیں کہ مجھے نفع پہنچا سکو۔ اے میرے بندو! اگر تمہارے اول و آخر اور تمہارے انسان وجن، تم میں سب سے زیادہ متقی شخص کی طرح ہو جائیں تو میرے ملک میں کچھ اضافہ نہیں کر سکتے، اور اے میرے بندو! اگر تمہارے اول و آخر، تمہارے انسان وجن، تم میں سب سے زیادہ بدکار شخص کی طرح ہو جائیں تو میرے ملک سے کوئی چیز کم نہیں کر سکتے اور اے میرے بندو! اگر تمہارے اول و آخر اور تمہارے انسان وجن کسی ایک جگہ کھڑے ہو کر مجھ سے سوال کریں اور میں ہر فرد کا سوال پورا کر دوں تو جو کچھ میرے پاس ہے اس سے صرف اتنا کم ہوگا جس طرح کوئی سوئی سمندر میں ڈال کر (نکالنے سے) اس میں کمی ہوتی

ہے۔اے میرے بندو! یہ تمہارے اعمال ہیں جن کو میں تمہارے لیے جمع کر رہا ہوں، پھر میں تم کو ان کی پوری پوری جزا دوں گا، پس جو شخص خیر کو پائے وہ اللہ کی حمد کرے اور جس کو خیر کے سوا کوئی چیز (مثلاً آفت یا مصیبت) پہنچے وہ اپنے نفس کے سوا اور کسی کو ملامت نہ کرے۔

(صحیح مسلم، البر وصلہ، ۵۵، (۲۵۷۷) ۶۴۵۰ جامع الترمذی، رقم الحدیث ۲۴۹۵ سنن ابن ماجہ، رقم الحدیث ۴۲۵۷)

پسندیدہ سوال عافیت کا ہے:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

تم میں سے جس شخص کے لیے دعا کا دروازہ کھول دیا گیا، اس کے لیے رحمت کا دروازہ کھول دیا گیا۔ اللہ تعالیٰ سے جن چیزوں کا بھی سوال کیا جائے ان میں سے پسندیدہ سوال عافیت کا ہے۔ جو مصیبتیں نازل ہو چکی ہیں اور جو نازل نہیں ہوئیں ان سب میں دعا سے نفع ہوتا ہے۔ سوائے اللہ کے بندو! دعا کرنے کو لازم کر لو۔

(جامع الترمذی، رقم الحدیث ۳۵۴۸)

تقدیر کو صرف دعا ٹال سکتی ہے:

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ تقدیر کو صرف دعا ٹال سکتی ہے اور عمر میں صرف نیکی سے اضافہ ہوتا ہے اور انسان گناہ کرنے کی وجہ سے رزق سے محروم ہو جاتا ہے۔

(صحیح ابن حبان، ج ۲، رقم الحدیث ۸۷۲، المستدرک، ج ۱، ص ۴۹۳)

رزق بڑھانے کا طریقہ:

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

کیا میں تم کو یہ نہ بتاؤں کہ کس چیز کی وجہ سے تمہیں اپنے دشمنوں سے نجات ملے گی اور کس چیز کے سبب تمہارے رزق میں زیادتی ہوگی؟ تم اپنے دن اور رات میں اللہ

تعالیٰ سے دعا کیا کرو، کیونکہ دعا مومن کا ہتھیار ہے۔

(مسند ابویعلیٰ، ج ۳، رقم الحدیث ۱۸۱۲، مجمع الزوائد، ج ۱۰، ص ۱۴۷)

حضرت خالد بن الولید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے تنگ دستی کی شکایت کی آپ ﷺ نے فرمایا:

اپنے دونوں ہاتھ آسمان کی طرف بلند کرو اور اللہ تعالیٰ سے فراخی کا سوال کرو۔

(سنن کبریٰ للبیہقی، ج ۲، ص ۲۱۲، مجمع الزوائد، ج ۱۰، ص ۱۶۹)

رسول اللہ ﷺ نماز کے بعد یوں دعا فرماتے:

حضرت سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نماز کے بعد ان کلمات سے اللہ جل جلالہ کی پناہ چاہتے تھے:

اے اللہ (جل جلالہ)! میں بزدلی سے تیری پناہ میں آتا ہوں، میں بخل سے تیری پناہ میں آتا ہوں، میں اَرْذَل عمر (بڑھاپے سے) سے تیری پناہ میں آتا ہوں اور دنیا کے فتنہ اور عذاب قبر سے تیری پناہ میں آتا ہوں۔ (جامع ترمذی ص ۵۱۳)

امام احمد بن شعیب نسائی علیہ الرحمۃ روایت کرتے ہیں:

مسلم بن ابی بکرہ بیان کرتے ہیں کہ میرے والد ہر نماز کے بعد یہ دعا کرتے تھے:

اے اللہ (جل جلالہ)! میں کفر، فقر اور عذاب قبر سے تیری پناہ میں آتا ہوں، میں بھی یہ دعا کرنے لگا میرے والد نے پوچھا اے بیٹے یہ دعا کہاں سے حاصل کی؟ میں نے کہا آپ سے، انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نماز کے بعد یہی دعا کرتے تھے۔ (سنن نسائی ج ۱ ص ۱۳۶)

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ صبح کی نماز کا سلام پھیرنے کے بعد فرماتے:

اے اللہ! میں تجھ سے علم نافع، پاک رزق اور عمل مقبول کا سوال کرتا ہوں۔

(المصنف ج ۱ ص ۲۳۴، مجمع الزوائد ج ۱۰ ص ۱۱۱)

زازان کہتے ہیں کہ ایک انصاری صحابی نے مجھ سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نماز کے بعد سو مرتبہ فرماتے:

اے اللہ! میری مغفرت فرما، میری توبہ قبول فرما، بے شک تو بہت توبہ قبول فرمانے والا بہت بخشنے والا ہے۔ (المصنف ج ۱۰ص ۲۳۵)

امام ابن ابی شیبہ علیہ الرحمۃ والرضوان روایت کرتے ہیں:

ابو بکر بن موسیٰ بیان کرتے ہیں کہ حضرت موسیٰ اشعری ﷺ جب نماز سے فارغ ہوتے تو یہ دعا کرتے:

اے اللہ (ﷻ) میرے گناہ کو بخش دے، میرے معاملہ کو آسان کر اور میرے رزق میں برکت دے۔ (المصنف ج ۱۰ص ۲۲۹)

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سلام پھیرنے کے بعد فرماتے تھے:

''لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْکَ لَهٗ ،لَهُ الْمُلْکُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ، اَللّٰهُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا اَعْطَيْتَ وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَا يَنْفَعُ ذَاالْجَدِّ مِنْکَ الْجَدّ'' (المصنف ج ۱۰ص ۲۳۱)

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نماز کے بعد فرماتے تھے:

''اللّٰهُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْکَ السَّلَامُ تَبَارَكْتَ يَاذَاالْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ''

(المصنف ج ۱۰ص ۲۳۲)

ابو الزبیر بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبد اللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہما ہر نماز کے بعد بلند آواز سے پڑھتے تھے۔

''لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْکَ لَهٗ لَهُ الْمُلْکُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شيءٍ قَدِيرٌ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ وَلَا نَعْبُدُ اِلَّا اِيَّاهُ لَهُ النِّعْمَةُ وَلَهُ الْفَضْلُ وَلَهُ الثَّنَاءُ الْحُسْنُ

،لَاالٰهَ اِلَّااللّٰهُ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنُ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُوْنَ" .

پھر حضرت ابن الزبیر نے فرمایا رسول اللہ ﷺ ہر نماز کے بعد ان کلمات کو بلند آواز سے پڑھتے تھے۔ (المصنف ج ۱۰ص ۲۳۲،صحیح مسلم ج اص ۲۱۸)

عبدالرحمٰن بن ابی بکرہ نے اپنے والد سے کہا میں ہر روز صبح وشام تین تین بار آپ کو یہ دعا کرتے ہوئے سنتا ہوں:

اے اللہ (ﷻ) ! میرے بدن کو عافیت سے رکھ، اے اللہ (ﷻ) ! میرے کانوں کو عافیت سے رکھ، اے اللہ (ﷻ) ! میری آنکھوں کو عافیت سے رکھ، تیرے سوا کوئی عبادت کا مستحق نہیں ہے۔

حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ دعا کرتے ہوئے سنا ہے تو میں آپ کی سنت پر عمل کرنا پسند کرتا ہوں۔

حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے اس دعا میں کہا:

اے اللہ (ﷻ) ! میں کفر اور فقر سے تیری پناہ میں آتا ہوں، اے اللہ (ﷻ) ! میں عذاب قبر سے تیری پناہ میں آتا ہوں، اور کہا حضور صبح وشام تین تین بار یہ دعا کرتے تھے اور میں آپ کی سنت پر عمل کرنے کو پسند کرتا ہوں، اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، تکلیف میں مبتلا (بے قرار) کی دعا یہ ہے:

اے اللہ (ﷻ) میں تیری رحمت کی امید رکھتا ہوں تو مجھے پلک جھپکنے کے لیے بھی میرے نفس کے سپرد نہ کر اور تو میرے تمام کاموں کو درست کردے تیرے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ (سنن ابوداؤد رقم الحدیث: ۵۰۹۰)

امام احمد بن شعیب نسائی روایت کرتے ہیں:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میرے پاس ایک یہودیہ عورت آئی

اور کہنے لگی پیشاب کی وجہ سے عذاب قبر ہوتا ہے ۔میں نے کہا تم جھوٹی ہو۔ اس نے کہا کیوں نہیں؟ ہم کھال اور کپڑے کو پیشاب کی وجہ سے کاٹ دیتے تھے ہماری آوازیں بلند ہورہی تھیں اس وقت رسول اللہ ﷺ نماز کے لیے جارہے تھے۔آپ نے پوچھا کیا بات ہے؟ تو میں نے سارا واقعہ عرض کیا آپ نے فرمایا وہ سچی ہے اس دن کے بعد آپ ہر نماز کے بعد یہ دعا کرتے تھے:

اے جبرائیل (علیہ السلام)، میکائیل (علیہ السلام)اور اسرافیل(علیہ السلام) کے رب (سبحانہ وتعالیٰ)! مجھے آگ کی گرمی اور عذاب قبر سے اپنی پناہ میں رکھ۔

(سنن کبریٰ ج۱ص۴۰۰)

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں جب بھی کسی فرض یا نفل نماز کے بعد رسول اللہ ﷺ کے قریب ہوا تو آپ کو یہ دعا کرتے ہوئے سنا:

اے اللہ (جل جلالہ)! میرے گناہوں اور خطاؤں کو بخش دے ، اے اللہ (جل جلالہ) مجھے ہلاکت سے بچا، اے اللہ (جل جلالہ) مجھے نیک اعمال اور اخلاق کی ہدایت دے ، تیرے سوا کوئی نیک اعمال دینے والا نہیں ہے اور تیرے سوا کوئی برے اعمال سے بچانے والا نہیں ہے۔ (عمل الیوم واللیلۃ ص۱۴۱۔۴۰،مجمع الزوائد ج۱۰ص۱۱۲)

انبیاء معصوم ہوتے ہیں اس لئے وہ گناہ کر ہی نہیں سکتے اور حضور نبی کریم ﷺ تو سیدالمعصومین ہیں۔آپ ﷺ سے گناہ ہونا تو ممکن ہی نہیں ہے اس کے باوجود مختلف دعاؤں میں آپ نے جو اپنی طرف گناہ کی نسبت کی ہے وہ کمالِ عاجزی کا اظہار ہے اور امت کو استغفار کی تعلیم دینے کے لئے ہے۔

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نبی کریم ﷺ سے ملا تو آپ ﷺ نے فرمایا: اے معاذ! میں تم سے محبت کرتا ہوں تم کسی نماز کے بعد یہ دعا نہ چھوڑو:

''اَللّٰھُمَّ اَعِنِّی عَلٰی ذِکْرِکَ وَشُکْرِکَ وَ حُسْنِ عِبَا دَتِکَ''

(عمل الیوم والیلۃ ص،۴۱)

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے جب بھی ہم کو فرض نماز پڑھائی اس کے بعد ہماری طرف منہ کرکے یہ دعا کی:

''اے اللہ (جل جلالہ)! میں ہر اس عمل سے تیری پناہ میں آتا ہوں جو مجھے شرمندہ کرے، میں ہر اس شخص سے تیری پناہ میں آتا ہوں جو مجھے ہلاک کرے، اور ہر اس امید سے تیری پناہ میں آتا ہوں جو مجھے غافل کردے، میں ہر اس فقر سے تیری پناہ میں آتا ہوں جو مجھے بھلادے اور ہر اس غنا سے تیری پناہ میں آتا ہوں جو مجھے سرکش بنادے''۔

(عمل الیوم واللیلۃ ص ۴۲۔۴۱، مجمع الزوائد ج ۱۰ ص ۱۱۰)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم فرض نماز کے بعد یہ دعا کرتے:

''اے اللہ (جل جلالہ)! میری آخری زندگی کو خیر کردے اور میرے سب سے اچھے عمل پر میرا خاتمہ کرا اور میرا سب سے اچھا دن وہ بنادے جس دن تجھ سے ملاقات ہو''۔

(عمل الیوم واللیلۃ ص ۴۲، مجمع الزوائد ج ۱۰ ص ۱۱۰)

حضرت ابو برزہ اسلمی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سفر میں صبح کی نماز پڑھنے کے بعد تین بار بلند آواز سے یہ دعا فرماتے:

اے اللہ (جل جلالہ)! میرے دین کی اصلاح فرما جس کو تونے میرے امر کی حفاظت بنایا ہے،۔اے اللہ (جل جلالہ)! میری دنیا کی حفاظت فرما جس کو تونے میری معاش بنایا ہے۔ اور تین بار یہ فرماتے:

اے اللہ (جل جلالہ)! میری آخرت کی اصلاح فرما جس کو تونے میری لوٹ کر جانے کی جگہ بنایا ہے۔

اور تین بار فرماتے :

اے اللہ (ﷻ)! میں تیری ناراضگی سے تیری رضا کی پناہ میں آتا ہوں، اے اللہ میں تجھ سے تیری پناہ میں آتا ہوں، جو تو عطا کرے اس کو کوئی روکنے والا نہیں اور جس کو تو روک دے اس کو کوئی دینے والا نہیں، اور تیرے مقابلہ میں کسی کی کوشش نفع نہیں دے سکتی۔ (مجمع الزوئدج ۱۰ص ۱۱۱)

حضرت ابو ایوب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے جب بھی نبی کریم ﷺ کی اقتداء میں نماز پڑھی تو آپ ﷺ نے نماز کے بعد یہ دعا کی:

اے اللہ (ﷻ)! میری کل خطاؤں اور گناہوں کو بخش دے، اے اللہ (ﷻ)! مجھے ہلاکت سے بچا، میرے ٹوٹے ہوئے کام جوڑ دے، اور مجھے نیک اعمال اور اخلاق کی ہدایت دے، تیرے سوا نیک اعمال کی ہدایت دینے والا اور برے اعمال سے بچانے والا کوئی نہیں ہے۔ (مجمع الزوائد ج ۱۰ص ۱۱۱)

سب مقتدیوں کی مغفرت:

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص نماز پڑھائے اور دعا کرے تو اللہ تعالیٰ اس کی اور اس کے پیچھے نماز پڑھنے والوں کی مغفرت کر دیتا ہے۔ (مجمع الزوائد ج ۱۰ص ۱۱۱)

ایک چیز کے سوال سے روک دیا:

امام ابو عیسیٰ ترمذی روایت کرتے ہیں:

حضرت خباب بن الارت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں نے اللہ تعالیٰ سے تین چیزوں کا سوال کیا، اللہ تعالیٰ نے مجھے دو چیزیں عطا کر دیں اور ایک چیز کے سوال سے مجھے روک دیا، میں نے سوال کیا کہ میری (تمام) امت قحط سے ہلاک نہ

ہو اللہ نے مجھے یہ عطا کر دیا، میں نے سوال کیا کہ ان کا مخالف دشمن ان (سب) پر مسلط نہ ہو، اللہ نے یہ عطا کر دیا، میں نے یہ سوال کیا میری امت آپس میں جنگ نہ کرے تو اللہ نے مجھے اس سوال سے روک دیا۔ (جامع ترمذی ص ۳۱۷)

نبی کریم ﷺ کا ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا:

امام ابوداؤد سجستانی علیہ الرحمۃ والرضوان روایت کرتے ہیں:

حضرت مالک بن یسار رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تم اللہ سے سوال کرو تو اپنی ہتھیلیوں کے باطن سے سوال کرو اور ہتھیلیوں کی پشت سے سوال نہ کرو۔ (دعا مانگتے ہوئے ہتھیلیاں آسمان کی طرف ہوں) (سنن ابوداؤد اص ۲۰۹)

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

تمہارا رب تبارک و تعالیٰ حیا والا کریم ہے، جب اس کا کوئی بندہ اس کی طرف اپنے دونوں ہاتھ اٹھاتا ہے تو وہ ان کو خالی لوٹانے سے حیا فرماتا ہے۔

(سنن ابوداؤد ج اص ۲۰۹، جامع ترمذی)

امام ابوعیسیٰ ترمذی روایت کرتے ہیں

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ دعا میں ہاتھ بلند کرتے اور ہاتھوں کو نیچے نہیں گراتے تھے حتی کہ ان کو چہرے پر مل لیتے۔

(جامع الترمذی ص ۳۱۷)

دعا مانگتے ہی بارش ہوگئی:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ دیہاتیوں میں سے ایک اعرابی جمعہ کے دن رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور کہنے لگا یا رسول اللہ (ﷺ)! مویشی ہلاک ہو گئے، بچے اور لوگ ہلاک ہو گئے تو رسول اللہ ﷺ نے اپنے دونوں ہاتھ بلند

کر کے دعا کی اور لوگ بھی اپنے ہاتھوں کو بلند کر کے دعا کر رہے تھے، ابھی ہم مسجد سے نکلے نہیں تھے کہ بارش شروع ہوگئی۔

(صحیح البخاری، رقم الحدیث، :۱۰۲۹، سنن ابوداؤد، رقم الحدیث: ۱۱۶۸، ۱۱۷۳)

حضرت عمر فاروق ﷛ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سخت گرمیوں میں تبوک کی طرف گئے۔ ہم ایک جگہ ٹھہرے۔ اس دن ہمیں اتنی سخت پیاس لگ رہی تھی کہ لگتا تھا کہ ہماری گردنیں ڈھلک جائیں گی۔ یہاں تک کہ ایک شخص پانی کی تلاش میں جاتا اور اس حال میں واپس آتا کہ اس کی گردن ڈھلکی ہوئی ہوتی، اور یہاں تک کہ کوئی شخص اپنے اونٹ کو ذبح کرتا اور اس کی اوجھڑی کو نچوڑ کر پیتا اور باقی کو اپنے کلیجہ پر رکھتا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسول اللہ (ﷺ)! اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کی دعائیں قبول کرتا ہے آپ ﷺ ہمارے لیے دعا کیجئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

کیا تم یہ چاہتے ہو؟ انہوں نے کہا ہاں! پھر آپ ﷺ نے دونوں ہاتھ بلند کر کے دعا کی ابھی وہ ہاتھ نیچے کئے ہی تھے کہ بادل امنڈ آئے اور بارش شروع ہوگئی۔ پھر ٹھہر گئی اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے اپنے برتن پانی سے بھر لیے۔

(المعجم الاوسط، ج ۴، رقم الحدیث: ۳۳۱۶)

اس کو اپنی کثیر مخلوق پر فضیلت دے:

حضرت ابوموسیٰ اشعری ﷛ بیان کرتے ہیں کہ جب نبی کریم ﷺ غزوہ حنین سے فارغ ہوئے تو آپ ﷺ نے حضرت ابو عامر ﷛ کو ایک لشکر کا امیر بنا کر اوطاس کی طرف بھیجا۔ ان کا مقابلہ درید بن الصمہ سے ہوا۔ پس درید قتل کر دیا گیا اور اللہ تعالیٰ نے اس کے لشکر کو شکست دی۔ حضرت ابوموسیٰ ﷛ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ نے مجھے حضرت ابو عامر ﷛ کے ساتھ بھیجا تھا۔ حضرت ابو عامر ﷛ کے گھٹنے میں آ کر ایک تیر لگا اور وہ تیر ان کے گھٹنے میں پیوست ہوگیا۔ میں ان کے پاس پہنچا اور کہا اے چچا آپ کو کس نے تیر

مارا، انہوں نے حضرت موسیٰ رضی اللہ عنہ کو اشارہ سے بتایا کہ وہ شخص میرا قاتل ہے جس نے مجھ کو تیر مارا ہے۔ میں نے اس تک پہنچنے کا ارادہ کیا اور اس کو جا لیا۔ جب اس نے مجھے دیکھا تو وہ پیٹھ موڑ کر بھاگا۔ میں نے اس کا پیچھا کیا اور میں یہ کہہ رہا تھا: تجھے شرم نہیں آتی تو رکتا کیوں نہیں۔ وہ رک گیا اور ہم نے ایک دوسرے پر تلواروں سے حملے کیے۔ میں نے اس کو قتل کر دیا۔ پھر میں نے حضرت ابو عامر رضی اللہ عنہ سے کہا اللہ تعالیٰ نے آپ کے قاتل کو ہلاک کر دیا ہے۔ انہوں نے کہا یہ تیر نکالو۔ میں نے تیر نکالا تو گھٹنے سے پانی بہنے لگا۔ انہوں نے کہا اے بھتیجے نبی کریم ﷺ کو میرا اسلام کہنا اور عرض کرنا کہ میرے لیے مغفرت کی دعا کریں۔ اور حضرت ابو عامر رضی اللہ عنہ نے مجھے اپنا قائم مقام لشکر کا سالار مقرر کیا۔ وہ تھوڑی دیر زندہ رہے پھر شہید ہو گئے۔ جب میں لوٹا تو نبی کریم ﷺ کے در اقدس پر حاضر ہوا آپ ﷺ ایک چارپائی پر بغیر بستر کے تشریف فرما تھے اور آپ ﷺ کی پشت مبارک اور پہلو پر چارپائی کے نشانات ثبت ہو گئے تھے۔ میں نے آپ ﷺ سے اپنا اور حضرت ابو عامر رضی اللہ عنہ کا ماجرا عرض کیا اور یہ بتایا کہ انہوں نے کہا تھا کہ آپ ﷺ سے کہنا کہ میرے لیے مغفرت کی دعا کریں۔ آپ ﷺ نے پانی منگوایا وضو کیا اور دونوں ہاتھ بلند کئے اور یہ دعا کی کہ اے اللہ! اپنے بندے ابو عامر کی مغفرت فرما۔ میں نے نبی کریم ﷺ کی بغلوں کی سفیدی دیکھی اور آپ ﷺ نے کہا:

اے اللہ! قیامت کے دن اس کو اپنی کثیر مخلوق پر فضیلت عطا فرما۔ میں نے عرض کیا اور میرے لیے بھی مغفرت کی دعا کیجئے آپ ﷺ نے کہا:

اے اللہ! عبد اللہ بن قیس کے گناہ معاف فرما اور اس کو قیامت کے دن عزت کی جگہ میں داخل کر دے۔

(صحیح البخاری، رقم الحدیث: ۴۳۲۳، صحیح مسلم، فضائل صحابہ، ۱۶۵، (۲۴۹۸) ۲۶۸۹)

اے اللہ! دوس کو لے آ!

حضرت ابو ہریرہ ﷛ بیان کرتے ہیں کہ حضرت طفیل بن عمرو الدوسی ﷛ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: یا رسول اللہ (ﷺ)! دوس نافرمانی کرتے ہیں اور انکار کرتے ہیں ان کے خلاف دعا کیجئے۔ آپ ﷺ نے قبلہ کی طرف منہ کیا اور دونوں ہاتھ بلند کئے لوگوں نے گمان کیا کہ آپ ﷺ ان کے خلاف دعا کریں گے لیکن آپ ﷺ نے فرمایا:

''اے اللہ (جل جلالہ)! دوس کو ہدایت دے اور ان کو لے آ''۔

(الادب المفرد رقم الحدیث:۶۲۶)

اس کے ہاتھوں کو بھی معاف فرما دے:

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ حضرت طفیل بن عمرو ﷛ نے نبی کریم ﷺ سے کہا آپ ﷺ کا ایک مضبوط قلعہ کے متعلق کیا خیال ہے جو دوس کا قلعہ ہے۔ آپ ﷺ نے اس کا انکار فرمایا کیونکہ یہ سعادت اللہ تعالیٰ نے انصار کے لیے مقرر کر دی تھی۔ (یہ ہجرت مدینہ سے پہلے کا واقعہ ہے) پھر حضرت طفیل ﷛ نے ہجرت کی۔ اور ان کے ساتھ ان کے قبیلہ کے ایک شخص نے بھی ہجرت کی۔ وہ شخص بیمار پڑ گیا اس شخص نے بے صبری کی اور چھری سے اپنے ہاتھ کی رگیں کاٹ ڈالیں اور مر گیا۔ حضرت طفیل ﷛ نے اس کو خواب میں دیکھا اور اس سے پوچھا تمہارے ساتھ کیا معاملہ ہوا؟ اس نے کہا نبی کریم ﷺ کے ساتھ ہجرت کرنے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے مجھے بخش دیا۔ انہوں نے کہا تمہارے ہاتھ کو کیا ہوا؟ اس نے کہا مجھے یہ بتایا گیا ہے کہ ہم اس کو ہرگز ٹھیک نہیں کریں گے جس کو تم نے خود خراب کیا ہے۔ حضرت طفیل ﷛ نے یہ واقعہ نبی کریم ﷺ سے عرض کیا آپ ﷺ نے اپنے

دونوں ہاتھ اٹھا کر دعا کی اے اللہ! اس کے ہاتھوں کو بھی معاف کر دے۔

(الادب المفرد رقم الحدیث: ۶۲۹)

حضور نبی کریم ﷺ نے قبرستان میں جا کر دعا مانگی:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں یہ اس رات کی بات ہے جب رسول اللہ ﷺ میرے گھر میں تھے۔ آپ ﷺ نے کروٹ لے کر چادر اوڑھی اور جوتے نکال کر اپنے قدموں کے سامنے رکھے اور چادر کی ایک طرف اپنے بستر پر بچھا کر لیٹ گئے، تھوڑی دیر میں نیند کے خیال سے لیٹے رہے۔ پھر آہستہ سے چادر اوڑھی، جوتا پہنا، چپکے سے دروازہ کھولا، آرام سے باہر نکلے اور آہستہ سے دروازہ بند کر دیا۔ میں بھی نے چادر سر پر اوڑھی ایک چادر اپنے گرد لپیٹی اور آپ ﷺ کے پیچھے پیچھے چل پڑی۔ آپ ﷺ بقیع (قبرستان) پہنچے اور بہت طویل قیام کیا اور تین بار (دعا کے لیے) ہاتھ بلند کیے اور لوٹ آئے۔ (صحیح مسلم کتاب الجنائز: ۱۰۳ (۹۷۴) ۲۲۱۹، سنن النسائی رقم الحدیث: ۲۰۳۶)

ہمیں راضی کر اور ہم سے راضی رہ:

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ پر وحی نازل ہوتی تو آپ ﷺ کے چہرے کے پاس شہد کی مکھیوں کی بھنبھناہٹ کی سی آواز سنائی دیتی ایک دن آپ ﷺ پر وحی نازل ہوئی ہم کچھ دیر ٹھہرے رہے اور جب کیفیت ختم ہوگئی تو آپ ﷺ نے قبلہ کی طرف منہ کر کے دونوں ہاتھ بلند کیے اور یہ دعا کی:

اے اللہ (جل جلالہ)! ہمیں زیادہ دے اور ہم میں کمی نہ کر اور ہمیں عزت دے اور ہمیں ذلت سے بچا اور ہمیں عطا فرما اور ہمیں محروم نہ کر اور ہمیں ترجیح دے اور ہم پر کسی کو ترجیح نہ دے اور ہمیں راضی کر اور ہم سے راضی رہ۔ (جامع ترمذی، رقم الحدیث: ۳۱۸۴)

رب سبحانہ وتعالیٰ کو خالی لوٹانے سے حیاء آتا ہے:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
تمہارا رب سبحانہ وتعالیٰ حیا کرنے والا کریم ہے۔ جب بندہ اس کی طرف دونوں ہاتھ بلند کرتا ہے تو اس کو اس سے حیا آتا ہے کہ وہ اس کے ہاتھوں کو خالی لوٹا دے اور ان میں کوئی خیر نہ ہو۔ پس جب تم میں سے کوئی شخص اپنے دونوں ہاتھ بلند کرے تو وہ تین بار یہ کہے:

''یا حی یا قیوم لا الہ الا انت یا ارحم الراحمین''

پھر اپنے چہرے پر پھیرے۔

(المعجم الکبیر، ج ۱۲، رقم الحدیث: ۱۳۵۵۷، مجمع الزوائد، ج ۱۰، ص ۱۶۹)

اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے ذمہ کرم پر حق ہے:

حضرت سلمان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
جو لوگ بھی اپنے ہاتھوں کو اللہ عزوجل کی طرف اٹھا کر کسی چیز کا سوال کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ (کے ذمہ کرم) پر یہ حق ہے کہ ان کے ہاتھوں میں وہ چیز رکھ دے جس کا انہوں نے سوال کیا ہے۔

(المعجم الکبیر، ج ۶، رقم الحدیث: ۶۱۴۲، مجمع الزوائد، ج ۱۰، ص ۱۶۹)

دعا کرنے والوں کے ہاتھوں میں نور:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ گھر سے مسجد کی طرف گیا۔ مسجد میں کچھ لوگ ہاتھ بلند کر کے اللہ عزوجل سے دعا کر رہے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''کیا تم لوگ دیکھ رہے ہو ان لوگوں کے ہاتھوں میں کیا ہے''؟

میں نے پوچھا آپ ﷺ ان کے ہاتھوں میں کیا دیکھ رہے ہیں؟ آپ ﷺ نے

فرمایا: نور۔ میں نے عرض کیا آپ (ﷺ) اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے کہ اللہ تعالیٰ مجھے بھی وہ نور دکھائے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: آپ ﷺ نے دعا کی اور میں نے وہ نور دیکھ لیا۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ۔اے انس! جلدی چلو تا کہ ہم بھی ان کے ساتھ شریک ہو جائیں پھر میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ جلدی جلدی چلا پھر ہم نے بھی اپنے ہاتھ بلند کیے۔

(کتاب الدعاء للطبرانی، ص ۸۵، رقم الحدیث: ۲۰۶، التاریخ الکبیر، ج ۳، ص ۲۰۲)

توبہ کرنے والا کیا کرے؟

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

ابن آدم جو بات بھی کرتا ہے وہ لکھ لی جاتی ہے۔ جب وہ کوئی خطا کرے اور اس پر توبہ کرنا چاہے تو اسے بلند ہونے والا نور لانا چاہیے۔ وہ اپنے دونوں ہاتھ آسمان کی طرف بلند کرے اور یہ کہے:

''میں اس خطا سے توبہ کرتا ہوں اور میں دوبارہ یہ کبھی نہیں کروں گا تو اس کی وہ خطائیں بخش دی جائیں گی جب تک کہ وہ اس خطا کو دوبارہ نہ کرے''۔

(کتاب الدعاء للطبرانی، ص ۸۵، رقم الحدیث: ۲۰۷)

صلی اللہ علی حبیبہ محمد والہ وسلم

......مقبول دعا کے آداب......

حمد وثنا اور درود وسلام کے بعد دعا کرے

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

جب تم میں سے کوئی شخص دعا کرے تو پہلے اللہ کی ایسی حمد وثناء کرے جس کا وہ اہل ہے، پھر نبی کریم ﷺ پر درود شریف پڑھے، اس کے بعد سوال کرے تو اس کی قبولیت کی امید ہے۔ (مجمع الزوائد ج ۱۰ ص ۱۵۱)

گڑگڑا کر دعا کرے:

گڑگڑا کر اور خشوع سے دعا کرے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّ خُفْيَةً اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ ﴾ (الاعراف: ۵۵)

ترجمہ: ''اپنے رب سے دعا کرو گڑگڑا کر اور چپکے چپکے بیشک اللہ حد سے بڑھنے والوں کو پسند نہیں فرماتا۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ میدان عرفات میں گڑگڑا کر دعا کر رہے تھے۔ آپ ﷺ کے اصحاب نے کہا یہ اِبْتِہَال (اللہ تعالیٰ سے عجز و انکساری سے دعا کرنا) ہے۔

(مسند البزار ج ۴، رقم الحدیث: ۳۱۴۸، مجمع الزوائد، ج ۱۰، ص ۱۶۸)

پورے عزم سے دعا کرے:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

جب تم میں سے کوئی شخص دعا کرے تو پورے عزم سے سوال کرے، یوں نہ کہے اے اللہ (جل جلالہ)! تو چاہے تو مجھے عطا کر۔ (صحیح بخاری ج ۲ ص ۹۳۸)

نبی کریم ﷺ کے وسیلہ سے دعا کرے:

حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص اپنے کسی کام سے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے پاس جاتا تھا اور آپ اس کی طرف متوجہ نہیں ہوتے تھے، اور نہ اس کے کام کی طرف دھیان دیتے تھے، ایک دن اس شخص کی حضرت عثمان بن حنیف سے ملاقات ہوئی، اس نے حضرت عثمان بن حنیف سے اس بات کی شکایت کی، حضرت عثمان بن حنیف نے اس سے کہا:

''تم وضو خانہ جا کر وضو کرو، پھر مسجد میں جاؤ اور وہاں دو رکعت نماز پڑھو''، پھر یہ کہو:

''اے اللہ (ﷻ)! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اور ہمارے نبی، نبی رحمت محمد مصطفیٰ ﷺ کے وسیلہ سے تیری طرف متوجہ ہوتا ہوں۔ اے محمد ﷺ! میں آپ کے واسطے سے آپ کے رب ﷻ کی طرف متوجہ ہوا ہوں تا کہ وہ میری حاجت روائی کرے۔'' اور اپنی حاجت کا ذکر کرنا پھر میرے پاس آنا تا کہ میں تمہارے ساتھ جاؤں وہ شخص گیا اور اس نے حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ کے بتائے ہوئے طریقہ پر عمل کیا پھر وہ حضرت عثمان غنی کے پاس گیا دربان نے ان کے لیے دروازہ کھولا اور ان کو حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے پاس لے گیا۔ آپ نے اس کو اپنے ساتھ مسند پر بٹھایا اور پوچھا تمہارا کیا کام ہے؟ اس نے اپنا کام بتایا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اس کا کام کر دیا اور فرمایا تم نے اس سے پہلے اب تک اپنے کام کا ذکر نہیں کیا تھا اور فرمایا جب بھی تمہیں کوئی کام ہو تو تم ہمارے پاس آ جانا۔ پھر وہ شخص حضرت عثمان غنی کے پاس سے چلا گیا اور جب اس کی حضرت عثمان بن حنیف سے ملاقات ہوئی تو اس نے کہا اللہ تعالیٰ آپ کو جزاء خیر دے، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ میری طرف متوجہ نہیں ہوتے تھے اور میرے معاملہ میں غور نہیں کرتے تھے حتیٰ کہ آپ نے ان سے میری سفارش کی۔ حضرت عثمان بن حنیف نے کہا: بخدا! میں نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے کوئی بات نہیں کی۔ لیکن ایک مرتبہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں موجود تھا۔ آپ کے پاس ایک نابینا شخص آیا اور اس نے اپنے نابینا ہونے کی آپ سے شکایت کی۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

کیا تم اس پر صبر کرو گے؟ اس نے کہا: یا رسول اللہ (ﷺ) مجھے راستہ دکھانے والا کوئی نہیں ہے اور مجھے بڑی مشکل ہوتی ہے۔ نبی کریم ﷺ نے اس سے فرمایا:

تم وضو خانے جاؤ اور وضو کرو، پھر دو رکعت نماز پڑھو، پھر ان کلمات سے دعا کرو، (جن کلمات سے دعا کرنے کی حضرت عثمان بن حنیف نے اس شخص کو تلقین کی) حضرت عثمان بن حنیف نے کہا ابھی ہم الگ نہیں ہوئے تھے اور نہ ابھی زیادہ باتیں ہوئی تھیں کہ وہ نابینا شخص

آیااس حال میں کہ اس کی آنکھیں روشن تھیں۔

(الترغیب والترہیب ج ۱ص ۴۷۶۔۴۷۴،مجمع الزوائد ج ۲ص ۲۷۹)

قبولیت کے یقین سے دعا کرے:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے لوگو! جب تم اللہ سے دعا کرو تو قبولیت کے یقین سے دعا کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ اس شخص کی دعا قبول نہیں کرتا جو غافل دل سے دعا کرتا ہے۔ (مجمع الزوائد ج ۱۰ص ۱۴۸)

غائب شخص کے لئے دعا کرے:

عبداللہ بن صفوان بیان کرتے ہیں کہ ان کی حضرت ام الدرداء رضی اللہ عنہا سے ملاقات ہوئی۔انہوں نے پوچھا کیا آپ حج کو جارہے ہیں؟ میں نے کہا ہاں! انہوں نے کہا ہمارے لیے خیر کی دعا کریں کیونکہ نبی کریم ﷺ فرماتے تھے جو مسلمان شخص اپنے بھائی کے حق میں اس کی پس پشت دعا کرتا ہے اس کی دعا قبول ہوتی ہے اور اس کے سرہانے ایک فرشتہ مقرر کیا ہوا ہوتا ہے جب بھی وہ اپنے بھائی کے لیے خیر کی دعا کرتا ہے تو وہ فرشتہ کہتا ہے آمین اور تمہارے لیے بھی اسی طرح ہو۔

(صحیح مسلم، کتاب الذکر والدعاء والتوبۃ، رقم الحدیث: ۶۹۲۹)

قبولیت کے اوقات میں دعا کرے:

امام ابوالحامد محمد بن محمد الغزالی لکھتے ہیں:

قبولیت کے اوقات میں دعا کرے مثلاً رات کے آخری حصہ میں، فرض نمازوں کے بعد، اسی طرح قبولیت کے ایام میں مثلاً یوم عرفہ، رمضان اور جمعہ میں۔

قبولیت کے احوال میں دعا کرے، مثلاً بارش کے وقت، حضرت انس سے روایت ہے کہ اذان اور اقامت کے درمیان دعا مسترد نہیں ہوتی۔

(احیاء العلوم الدین ج ۲ص ۴۰۷۔۴۰۳)

قبلہ رو ہو کر دعا کرے:

قبلہ کی طرف منہ کر کے دعا کرے۔ امام مسلم نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے میدان عرفات میں قبلہ کی طرف منہ کیا اور غروب آفتاب تک دعا کرتے رہے۔ (احیاءعلوم الدین ج ۲ ص ۴۰۷۔۴۰۳)

بہت زیادہ گلا پھاڑ کر دعا نہ کرے:

دعا میں انسان اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کرتا ہے اور اس کو اپنے دل کا حال سناتا ہے اور جس طرح راز و نیاز خفیہ ہوتے ہیں اسی طرح دعا میں بھی خفیہ طریقہ ہی مناسب ہے۔ حضرت زکریا علیہ السلام نے آہستگی کے ساتھ خفیہ دعا کی تو اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا کا ذکر فرمایا:

﴿اِذْ نَادٰی رَبَّهٗ نِدَآءً خَفِیًّا﴾ (مریم:۳)

جب انہوں نے اپنے رب کو آہستگی کے ساتھ پکارا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

آہستگی کے ساتھ دعا کرنا ستر با آواز بلند دعاؤں کے برابر ہے۔

(مسند الفردوس، ج ۲، رقم الحدیث: ۲۸۶۹، الجامع الکبیر، ج ۴، رقم الحدیث: ۱۲۰۵۹، کنز العمال، ج ۲، رقم الحدیث: ۳۱۹۶)

عبارت آرائی کر کے دعا نہ کرے:

تصنع، تکلف اور بناوٹ سے عبارت آرائی کر کے دعا نہ کرے (جان بوجھ کر دعا میں ایسے الفاظ استعمال نہ کرے جو بولنے میں ایک ہی وزن پر ہوں جیسا کہ آج کل بہت سے خطیب اور واعظ اپنی قادر الکلامی کی دھاک بٹھانے کے لئے اس طرح کرتے ہیں۔ (طیبی غفرلہ)، امام ابوداؤد حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''عنقریب ایک قوم دعا میں حد سے تجاوز کرے گی''۔

(احیاءالعلوم الدین ج ۲ ص ۴۰۷۔۴۰۳)

ایک بزرگ کا گزر ایک واعظ پر ہوا، وہ دعا میں قافیہ بندی کر رہا تھا۔انہوں نے فرمایا: کیا اللہ تعالیٰ کے سامنے بلاغت جتاتے ہو؟ گواہ رہو کہ میں نے حبیب عجمی کو دعا مانگتے ہوئے دیکھا ہے،ان کی دعا کی برکت مشہور ہے۔وہ اپنی دعا میں اس سے زیادہ نہیں فرماتے تھے:

''اللّٰهُمَّ اجْعَلْنَا جَيِّدين اللّٰهُمَّ لَا تَفْضَحْنَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ اللّٰهُمَّ وَفِّقْنَا لِلْخَيْرِ''

ترجمہ: الٰہی ہم کو خالص بے میل کر دے، الٰہی ہم کو روز قیامت میں رسوا مت کرنا اورہمیں بھلائی کی توفیق عطا فرمانا۔ (احیاءعلوم الدین، باب۹،فصل دوم)

قافیہ سے مراد یہ ہے کہ تکلف سے ہم وزن الفاظ بولے جائیں تا کہ اپنی علمیت اور فصاحت وبلاغت کا اظہار ہو یہ بات انکساری اور عاجزی کے خلاف ہے اور اگر بلا تکلف ایک ہی وزن کے الفاظ منہ سے نکل جائیں تو اس میں حرج نہیں ، جیسے نبی کریم ﷺ کی بہت سی دعائیں احادیث میں منقول ہیں ۔اسی طرح وہ دعائیں جو اشعار کی صورت میں بعض اولیاء سے منقول ہیں ان میں بھی نیت کا اعتبار ہے کہ جب وہ دعائیں مانگی جائیں تو دل میں فصاحت و بلاغت ظاہر کرنے کا خیال پیدا نہ ہو اور بندوں کی طرف توجہ نہ ہو کہ ان پر اتنے اچھے اشعار سن کر علم اور حافظے کی دھاک بیٹھ جائے گی۔

شوق اور خوف سے دعا کرے:

شوق اور خوف سے دعا کرے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿يَدْعُوْنَنَا رَغَباً وَّرَهَباً﴾ (الانبیاء:۹۰) ''وہ ہم سے رغبت اور خوف سے دعا کرتے ہیں''

سجدہ میں دعا کرے:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

بندہ کا اپنے رب عزوجل سے سب سے زیادہ قرب سجدہ میں ہوتا ہے سوتم (سجدہ میں)

بہت دعا کیا کرو۔

(صحیح مسلم،صلوۃ،۲۱۵،(۴۸۲)۱۰۶۴،سنن ابوداؤد،رقم الحدیث ۸۷۵،سنن النسائی،رقم الحدیث ۱۱۳۷)

تین بار دعا کرے:

تین بار دعا کرے، امام مسلم حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ دعا کرتے تو تین بار دعا کرتے اور جب سوال کرتے تو تین بار سوال کرتے۔ (احیاءالعلوم والدین ج ۲ص ۴۰۷۔۴۰۳)

قبولیت کے لیے جلدی نہ کرے:

قبولیت کے لیے جلدی نہ کرے، امام بخاری اور امام مسلم حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

جب تک جلدی نہیں کی جائے گی تمہاری دعا قبول ہوتی رہے گی۔تم میں سے ایک شخص کہتا ہے میں نے دعا کی اور میری دعا قبول نہیں ہوئی، جب تم اللہ تعالیٰ سے دعا کروتو بکثرت سوال کرو کیونکہ تم کریم سے دعا کر رہے ہو۔(احیاءعلوم الدین ج ۲ص ۴۰۷۔۴۰۳)

گناہوں سے توبہ کر کے دعا کرے:

قبولیت دعا کے لیے سب سے ضروری امر یہ ہے کہ انسان اپنے گناہوں سے توبہ کرے، لوگوں کے جو حقوق دبا رکھے ہیں وہ ان کو واپس کرے، جس پر جو ظلم کیا ہے وہ اس سے معاف کرائے۔کعب احبار نے بیان کیا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں قحط پڑ گیا۔حضرت موسیٰ علیہ السلام نے لوگوں کے ساتھ مل کر تین بار بارش کے لیے دعا کی لیکن بارش نہیں ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر وحی نازل کی تمہارے درمیان ایک چغل خور ہے جب تک وہ درمیان سے نہیں نکلے گا تمہاری دعا قبول نہیں ہوگی۔حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پوچھا یا رب! وہ کون ہے؟ فرمایا: میں تم کو چغلی سے منع کرتا ہوں تو میں تم سے اس

کی چغلی کیسے کروں گا! پھر موسیٰ علیہ السلام نے سب کو توبہ کرنے کا حکم دیا جب سب نے توبہ کر لی تو بارش ہوگئی۔ (احیاء العلوم والدین ج۲ص ۴۰۷-۴۰۳)

اللہ تعالیٰ کے احکام پر عمل کرنے کا ارادہ کرے:

قبولیت دعا کے لیے ایک شرط یہ بھی ہے کہ بندہ اللہ تعالیٰ کے احکام پر عمل کرے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿اُجِیْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَادَعَانِ فَلْیَسْتَجِیْبُوْا لِی﴾ (البقرہ:۱۸۶)

ترجمہ: ''دعا کرنے والا جب دعا کرتا ہے تو میں اس کی دعا قبول کرتا ہوں تو چاہیئے کہ وہ بھی میرا حکم مانیں''۔

انسان بندہ اور محتاج ہو کر اللہ جل جلالہ کی بات نہ مانے اور اس کے حکم پر عمل نہ کرے اور یہ چاہے کہ وہ معبود اور بے نیاز ذات اس کا کہا مان لے یہ کیسی بے انصافی ہے! اس لئے بندہ جب دعا کرے تو سچے دل سے اللہ کے احکام پر عمل کرنے کا ارادہ کرے۔

دعا کیوں قبول نہیں ہوتی؟

امام مسلم روایت کرتے ہیں:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص لمبا سفر کرتا ہے اس کے بال بکھرے ہوئے اور غبار آلود ہوتے ہیں وہ آسمان کی طرف ہاتھ اٹھا کر کہتا ہے یارب! یارب! جبکہ اس کا کھانا پینا حرام ہو، اس کی غذا حرام ہو تو اس کی دعا کہاں قبول ہوگی؟ (صحیح مسلم ج۱ص ۳۲۶)

دعا قبول نہ ہونے کی دس وجوہات:

حافظ ابن عساکر روایت کرتے ہیں:

ابراہیم بن نصر کرمانی جو ابدال ہیں وہ بیان کرتے ہیں کہ دس وجوہات سے لوگوں کی دعا قبول نہیں ہوتی۔

(۱) اللہ جل جلالہٗ کا اقرار کرتے ہیں اور اس کا حکم نہیں مانتے۔

(۲) رسول اللہ ﷺ سے محبت کرتے ہیں اور آپ کی سنت کی اتباع نہیں کرتے۔

(۳) قرآن مجید پڑھتے ہیں اور اس پر عمل نہیں کرتے۔

(۴) جنت کو پسند کرتے ہیں اور اس کے راستہ پر نہیں چلتے۔

(۵) جہنم کو ناپسند کرتے ہیں اور اس کے راستہ پر دھکم پیل کرتے ہیں۔

(۶) ابلیس کو اپنا دشمن کہتے ہیں اور اس کی موافقت کرتے ہیں۔

(۷) لوگوں کو دفن کرتے ہیں اور اپنی موت کو یاد نہیں کرتے۔

(۸) اپنے بھائیوں کے عیب تلاش کرتے ہیں اور اپنے عیب نہیں دیکھتے۔

(۹) مال جمع کرتے ہیں اور حساب کے دن کو یاد نہیں رکھتے۔

(۱۰) قبریں کھودتے ہیں پھر بھی عالیشان مکان بناتے ہیں۔ (مختصر تاریخ دمشق ج۴ص ۱۶۹)

تین دعائیں قبول ہوتی ہیں:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اس میں کوئی شک نہیں کہ تین (قسم کی) دعائیں قبول ہوتی ہیں (1) مظلوم کی دعا اور (2) مسافر کی دعا اور (3) باپ کی دعا اس کی اولاد کے لیے۔

(سنن ابوداؤد رقم الحدیث: ۱۵۳۶، جامع الترمذی رقم الحدیث: ۱۹۰۵، سنن ابن ماجہ رقم الحدیث: ۳۸۶۲)

مظلوم کی دعا سے بچو:

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے انہیں یمن کا حاکم بنا کر بھیجتے وقت چند ہدایات دیں اور آخر میں فرمایا اور مظلوم کی دعا سے بچنا:

کیونکہ اس کی دعا اور اللہ کے درمیان کوئی حجاب نہیں ہوتا۔

(صحیح البخاری رقم الحدیث: ۱۴۹۶، سنن ابوداؤد رقم الحدیث: ۱۵۸۴، سنن النسائی رقم الحدیث: ۶۲۵، ۲۴۳۵، سنن ابن ماجہ رقم الحدیث: ۱۷۸۳)

حضرت خزیمہ بن ثابت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
مظلوم کی دعا سے بچو، کیونکہ اس کی دعا بادلوں سے اوپر اٹھائی جاتی ہے، اللہ جل جلالہ فرماتا ہے:
''مجھے اپنی عزت اور جلال کی قسم! میں تمہاری ضرور مدد کروں گا، خواہ کچھ وقت گزرنے کے بعد''۔
(المعجم الکبیر رقم الحدیث: ۳۷۱۸، جامع الترمذی رقم الحدیث: ۲۴۴۶، ۵۰۷۱۹، سنن ابن ماجہ رقم الحدیث: ۱۷۵۲)

سچے دل سے مانگی ہوئی ہر دعا مقبول:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
جب تم میں سے کوئی شخص دعا کرتا ہے تو یا تو اللہ اس کی دعا قبول کر لیتا ہے یا اس سے اس کی مثل کوئی برائی دور کر دیتا ہے، بشرطیکہ وہ گناہ کی دعا کرے نہ قطع رحم کی۔ (جامع ترمذی ص ۴۸۷)
حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی روایت میں تین چیزوں کا ذکر ہے:
دعا جلد قبول ہو جاتی ہے، یا آخرت میں اجر عطا کرنے کے لئے رکھ لی جاتی ہے یا دنیا میں ہی اس کے بدلے میں کوئی مصیبت ٹال دی جاتی ہے۔

(مجمع الزوائد ج ۱۰ ص ۱۵۱)

سعدون مجنون کی دعا:

عطاء اسلمی کہتے ہیں کہ ایک سال ایسی خشک سالی ہوئی کہ ہم بارش کی دعا کے لئے نکلے۔ باہر نکلے تو دیکھا سعدون مجنون قبرستان میں ہیں۔ انہوں نے مجھے دیکھ کر کہا کہ کیا قیامت کا دن ہے؟ یا قبروں سے لوگ نکل پڑے ہیں؟ میں نے کہا کچھ بھی نہیں بس بارش کی دعا کو نکلے ہیں۔ انہوں نے فرمایا: اے عطاء! کون سے دلوں سے دعا مانگتے ہو، زمینی سے یا آسمانی سے۔ میں نے کہا آسمانی سے۔ انہوں نے کہا ہرگز نہیں، اے عطاء! کھوٹے سکے والوں سے کہہ دو کہ کھوٹے

دام نہ چلائیں کہ پر کھنے والا دانا اور بینا ہے۔ پھر انہوں نے اپنی آنکھ سے آسمان کو دیکھ کر کہا:
الٰہی وسیدی ومولائی اپنے شہروں کو اپنے بندوں کے گناہوں سے ہلاک نہ کر بلکہ اپنے اَسْمائے مَکْنُوْن (چھپے ہوئے نام) اور نِعْمَائے مَخْزُون (نعمتوں کے خزانے) کے طفیل ہمیں کثرت سے میٹھا پانی عنایت فرما، جس سے تو بندوں کو زندہ کرے اور شہروں کو سیراب کر دے، تو ہی ہر چیز پر قادر ہے۔

عطاء کہتے ہیں کہ سعدون نے یہ دعا پوری نہ کی تھی کہ آسمان سے بجلی کی کڑک اور چمک ظاہر ہوئی اور پانی موسلا دھار گرنے لگا۔

سعدون وہاں سے یہ کہتے ہوئے چل دیئے:

''زاہد و عابد فلاح پا گئے کیونکہ وہ اپنے مالک کے لئے پیٹ کو بھوکا مارتے ہیں ، اللہ کی محبت میں بیمار آنکھوں کو بیدار رکھتے ہیں ، رات کٹ گئی لیکن وہ بدستور بیدار ہیں ، انہیں عبادت الٰہی نے مشغول رکھا لیکن لوگوں کا گمان ہے کہ وہ دیوانے ہے۔

(احیاء العلوم الدین، باب ۹، فصل دوم)







دنیاوی مال کی شدید محبت اور
موت سے غفلت، مناسب نہیں

فہرس

صلی اللہ علی حبیبہ محمد والہ وسلم

کثرت اموال کے بارے میں قرآنی اسلوب

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿اَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ حَتّٰى زُرْتُمُ الْمَقَابِرَ﴾ (سورۃ التکاثر: ۱)

ترجمہ: ''زیادہ مال جمع کرنے کی حرص نے تمہیں غافل کر دیا یہاں تک کہ تم قبروں میں جا پہنچے''۔

ابن آدم کہتا ہے میرا مال، میرا مال:

مطرف اپنے والد رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ وہ نبی کریم ﷺ کے پاس گئے تو آپ اس آیت کی تلاوت کر رہے تھے:

﴿اَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ﴾

ترجمہ: ''زیادہ مال جمع کرنے کی حرص نے تمہیں غافل کر دیا''۔

آپ ﷺ نے فرمایا:

ابن آدم کہتا ہے میرا مال، میرا مال اور اس کا مال تو صرف وہی ہے جس کو اس نے صدقہ کر کے روانہ کر دیا، یا کھا کر فنا کر دیا، یا پہن کر بوسیدہ کر دیا۔

(صحیح مسلم رقم الحدیث: ۲۹۵۸، جامع الترمذی رقم الحدیث: ۲۳۴۲، سنن النسائی رقم الحدیث: ۳۶۱۳)

اس امت کا فتنہ:

حضرت کعب بن عیاض رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا:

ہر امت کے لیے ایک فتنہ ہوتا ہے اور میری امت کے لئے فتنہ مال ہے۔

(جامع الترمذی رقم الحدیث: ۲۳۳۶، مسند احمد ج ۴ ص ۱۶۰)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا:

اگر ابن آدم کے پاس مال کی دو وادیاں ہوں تو وہ چاہتا ہے کہ اس کو تیسری وادی بھی مل جائے اور مٹی کے سوا کوئی چیز اس کا منہ نہیں بھر سکتی، اور جو شخص توبہ کرے اللہ اس کی توبہ قبول فرمالیتا ہے۔

(صحیح البخاری رقم الحدیث: ۶۴۳۹، صحیح مسلم رقم الحدیث: ۱۰۴۸، جامع الترمذی رقم الحدیث: ۲۳۳۷)

زہد کیا ہے؟

حضرت ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا:

''زہد یہ نہیں کہ تم حلال کو حرام کرو یا مال کو ضائع کرو، ہاں زہد یہ ہے کہ جو چیز تمہارے ہاتھوں میں ہے اس پر تمہیں اتنا اعتماد نہ ہو جتنا اس پر اعتماد ہو جو اللہ کے ہاتھ ہے، اور جب تم پر کوئی مصیبت آئے تو اس کے ثواب میں (یہ کہ اس مصیبت کے آنے کی وجہ سے تمہیں جو ثواب ملے گا اس میں) تم کو اس سے زیادہ رغبت ہو (بجائے یہ سوچنے کے) کہ تم پر وہ مصیبت نہ آتی''۔

(جامع الترمذی رقم الحدیث: ۲۳۴۰، سنن ابن ماجہ رقم الحدیث: ۴۱۰۰)

ابن آدم کا حق:

حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا:

تین چیزوں کے سوا ابن آدم کا کسی چیز میں حق نہیں ہے، اس کی رہائش کا گھر ہو، اس کی ستر پوشی کے لیے کپڑا ہو اور خشک روٹی اور پانی ہو۔

(جامع الترمذی رقم الحدیث: ۲۳۴۱، مسند احمد ج ۱ ص ۶۲)

سلمہ بن عبید اللہ اپنے والد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا:

تم میں سے جو شخص صبح کو اس حال میں اٹھے کہ اس کے اہل وعیال خیریت سے ہوں اور اس کا جسم تندرست ہو اور اس کے پاس اس دن کی خوراک ہو تو گویا اس کے لیے تمام دنیا جمع کر دی گئی ہے۔

(جامع الترمذی رقم الحدیث: ۲۳۴۶، سنن ابن ماجہ رقم الحدیث: ۴۱۴۱)

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا:

''وہ مسلمان کامیاب ہوگیا جس کو اس کی ضرورت کے مطابق رزق دیا گیا اور اللہ نے اس کو اس پر قانع کر دیا''۔ (راضی کر دیا)

(جامع الترمذی رقم الحدیث: ۲۳۴۸، صحیح مسلم رقم الحدیث: ۱۰۵۴، سنن ابن ماجہ رقم الحدیث: ۴۱۳۸)

غنی کون ہے؟

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

زیادہ ساز و سامان سے غنا (مخلوق سے بے نیاز ہونا) حاصل نہیں ہوتا لیکن غنا اسے حاصل ہوتا ہے جس کا دل غنی ہو۔

(صحیح البخاری رقم الحدیث: ۶۴۴۶، جامع الترمذی رقم الحدیث: ۲۳۷۳)

موت مومن کے لئے تحفہ:

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''مومن کے لیے موت تحفہ ہے۔''

(مشکوۃ، باب تمنی الموت، الفصل الثانی بحوالہ امام بیہقی، شعب الایمان)

مرنے والے نے راحت پائی:

حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ حدیث بیان کرتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے سے جنازہ گزرا۔اس وقت آپ ﷺ نے فرمایا:

اس نے راحت پائی یا اس سے دوسروں نے راحت پائی ہے۔لوگوں نے عرض کیا یارسول اللہ (ﷺ)راحت پانے والا کون ہے؟ اور جس سے لوگوں نے راحت پائی وہ کون ہے؟ تب سرکار ﷺ نے فرمایا:

بندہ مومن مرنے کے بعد دنیا کی مصیبتوں اور اذیتوں سے نجات حاصل کر کے رحمت الٰہی کا حقدار ہوتا ہے اور کافر و فاجر کی موت سے بندے، درخت، چوپائے اور شہر پناہ حاصل کرتے ہیں۔

(مشکوۃ، باب تمنی الموت، الفصل الاول بحوالہ امام بخاری وامام مسلم)

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:۔مومن کو موت اس طرح آجاتی ہے جس طرح پیشانی پر پسینہ آجاتا ہے۔

(مشکوۃ، باب تمنی الموت، الفصل الثانی بحوالہ جامع الترمذی، سنن النسائی، سنن ابن ماجہ)

اللہ جل جلالہ سے ملاقات کی تمنا اور گناہوں سے ڈرنا:

حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں:

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ایک مریض کی عیادت کے لیے تشریف لے گئے وہ اس وقت نزع کے عالم میں تھا۔اس سے سرکار کریم علیہ السلام نے دریافت فرمایا: خود کو کیسا پاتے ہو؟

تو مریض نے کہا: یارسول اللہ ﷺ! میں اللہ تعالیٰ سے ملاقات کی تمنا رکھتا ہوں اور گناہوں سے ڈرتا ہوں۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اس وقت اگر کسی بندے کے دل میں یہ باتیں جمع ہوتی ہیں تو اللہ تعالیٰ اس کو اس کی خواہش کے مطابق عطا فرما دیتا ہے اور جس بات سے وہ خوفزدہ ہوتا ہے اس سے محفوظ فرما دیتا ہے۔

(مشکوۃ، باب تمنی الموت، الفصل الثانی بحوالہ سنن ابن ماجہ، جامع الترمذی)

حضرت معاذ بن جبل ؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے صحابہ سے دریافت فرمایا:

اگر چاہو تو میں تمہیں بتاؤں قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ایمانداروں کو سب سے پہلے کس طرح مخاطب فرمائے گا اور ایماندار کیا جواب دیں گے؟ ہم سب نے کہا بیشک یا رسول اللہ ﷺ آپ ﷺ بتائیں۔ تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

رب کریم دریافت کرے گا کیا تم مجھ سے ملاقات چاہتے تھے؟ لوگ کہیں گے ہاں یا اللہ! رب کریم فرمائے گا کس لیے؟ لوگ کہیں گے خداوند ہم تیری رحمت، مغفرت اور معافی کے طالب تھے۔ تب رب کریم فرمائے گا اب تو تمہاری مغفرت مجھ پر واجب ہوگئی۔

(مشکوۃ، باب تمنی الموت، الفصل الثانی بحوالہ شرح السنہ، حلیۃ الاولیاء)

حضرت عبادہ بن صامت ؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

جو اللہ تعالیٰ سے ملاقات کی تمنا کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ بھی اس سے ملاقات چاہتا ہے اور جو شخص اللہ تعالیٰ کی ملاقات کو پسند نہیں کرتا تو اللہ تعالیٰ بھی اس سے ملنا پسند نہیں فرماتا۔ اس موقع پر حضرت عائشہ صدّیقہ رضی اللہ عنہا یا دوسری امہات المؤمنین میں سے کسی اور نے عرض کیا ہم تو سب ہی موت کو بُرا سمجھتے ہیں۔ تو سرکار نبی کریم ﷺ نے فرمایا نہیں ایسا نہیں ہے۔ جب بندۂ مومن کی موت آتی ہے اور اس کو اللہ تعالیٰ کی رضا اور اس کی طرف سے بندے کی عزت افزائی کی بشارت ملتی ہے تو بندے کے لیے اس بشارت

سے زیادہ محبوب چیز اور کوئی نہیں ہوتی جو اس کو عنقریب ملنے والی ہوتی ہے۔اس لیے بندہ اللہ تعالیٰ کی ملاقات کی تمنا کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ بندے کی ملاقات پسند کرتا ہے۔لیکن جب کافر کو موت آتی ہے تو عذاب الٰہی اور دوزخ کے عذاب کی وعید سنائی جاتی ہے تو اس چیز سے زیادہ ناپسند چیز اس بندۂ کافر کے لیے اور کوئی نہیں ہوتی اسی لیے وہ اللہ تعالیٰ کی ملاقات نہیں چاہتا اور اللہ تعالیٰ بھی اس سے ملنا پسند نہیں فرماتا۔

(مشکوٰۃ، باب تمنی الموت، الفصل الاول بحوالہ امام بخاری وامام مسلم)

موت کی تمنا نہ کرو:

حضرت جابر ﷜ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مرنے کی تمنا نہ کرو کیونکہ جانکنی کا موقع سخت ہے۔ بے شک سعادت کی علامت یہ ہے کہ بندے کی عمر طویل ہو اور اللہ تعالیٰ اس کو اپنی اطاعت کی طرف راغب فرمادے۔

(مشکوٰۃ، باب تمنی الموت، الفصل الثالث بحوالہ مسند احمد)

حضرت ابو امامہ ﷜ روایت کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔آپ ﷺ نے ہمیں نصیحت فرمائی تو ہم پر رقت طاری ہوگئی اور جناب سعد بن ابی وقاص ﷜ روئے اور کہنے لگے: اے کاش! مجھے موت آجاتی۔ اس وقت سرکار ﷺ نے فرمایا:

اے سعد (﷜)! کیا میرے پاس بیٹھ کر بھی تم موت کی تمنا کرتے ہو؟ یہ کلمات حضور نبی کریم ﷺ نے تین مرتبہ فرمائے پھر فرمایا: اے سعد (﷜)! اگر تمہاری خلقت جنت کے لیے ہے تو تمہاری عمر جتنی طویل ہوگی اور اعمال اچھے ہوں گے تو اتنا ہی تمہارے لیے بہتر ہوگا۔

(مشکوٰۃ، باب تمنی الموت، الفصل الثالث بحوالہ مسند احمد)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

تم میں سے کوئی موت کی آرزو نہ کرے اگر وہ نیکوکار ہے تو شاید اپنی نیکیوں میں اضافہ کر لے اور اگر بدکار ہے تو شاید وہ رضائے رب کے لیے توبہ کر لے۔

(مشکوۃ، باب تمنی الموت، الفصل الاول بحوالہ صحیح بخاری)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

تم میں سے کوئی نہ تو موت کی تمنا کرے اور نہ موت سے پہلے اس کے لیے دعا کرے کیونکہ موت کے بعد اس کے عمل و امید منقطع ہو جاتے ہیں اور بندہ مومن اپنی عمر میں سوائے بھلائیوں کے اور کچھ جمع نہیں کرتا۔

(مشکوۃ، باب تمنی الموت، الفصل الاول بحوالہ صحیح مسلم)

حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

تم میں سے کوئی کسی مصیبت کے پڑنے پر موت کی تمنا نہ کرے لیکن اگر کرنا ضروری ہو جائے تو اس طرح اللہ تعالیٰ سے دعا کرے:

اے اللہ! مجھے اس وقت تک زندہ رکھ جب تک کہ زندگی میرے حق میں بہتر ہے اور مجھے اس وقت موت عطا فرما جبکہ مرنا میرے حق میں بہتر ہو۔

(مشکوۃ، باب تمنی الموت، الفصل الاول بحوالہ صحیح بخاری ومسلم)

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے لئے پورا کفن نہ تھا:

حضرت حارثہ بن مضرب رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں حضرت خباب رضی اللہ عنہ کی عیادت کے لیے گیا۔ ان کے جسم پر زخم کے سات داغ لگے ہوئے تھے مجھے دیکھ کر حضرت خباب رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

''میں نے اگر رسول اللہ ﷺ سے یہ نہ سنا ہوتا کہ کوئی موت کی آرزو نہ کرے تو میں یہ تمنا ضرور کرتا''۔ بیشک جب میں حضور نبی کریم ﷺ کے ساتھ تھا تو

اس وقت میرے پاس ایک درہم بھی نہ تھا اب میرے گھر کے کونے میں چالیس ہزار درہم پڑے ہوئے ہیں ۔ جب خباب رضی اللہ عنہ کے پاس کفن لایا گیا اور انہوں نے اس کو دیکھا تو رو کر کہنے لگے کہ جناب حمزہ رضی اللہ عنہ کے لیے پورا کفن نہ تھا صرف ایک دھاری دار چادر تھی ۔ جب پیر چھپائے جاتے تو سر کھل جاتا اور سر کو ڈھکا جاتا تو پیر کھلتے تھے ۔لہٰذا چادر سر پر اوڑھا کر پیروں پر اذخر (گھاس) ڈالی گئی تھی ۔ (مشکوٰۃ، باب تمنی الموت، الفصل الاول بحوالہ مسند احمد، جامع الترمذی)

لمبی لمبی امیدیں اور منصوبے:

لمبی امید رکھنا ایک نفسیاتی بیماری ہے اور جب یہ بیماری دل میں جگہ پکڑ لے تو اس کا علاج مشکل ہو جاتا ہے ۔ لمبی لمبی امیدوں کی وجہ سے انسان دنیا کی شدید محبت میں گرفتار ہو جاتا ہے اور آخرت سے غافل ہو جاتا ہے ۔ انسان اپنی زندگی میں لمبی لمبی امیدیں رکھتا ہے اور طویل منصوبے بناتا ہے ۔ میں یہ کام کروں گا ، پھر یہ کام کروں گا ، پھر یہ کام کروں گا ، تجارت ، سفر ، ملازمت ، بچوں کی تعلیم ، پھر ان کی شادی ۔ اس کے پروگراموں کا ایک تسلسل ہوتا ہے اور اس کو یہ پتہ نہیں ہوتا کہ کب اچانک موت آ جائے گی اور اس کے سارے منصوبے اور تمام پروگرام دھرے کے دھرے رہ جائیں گے ۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک چوکور خط کھینچا اور اس چوکور کے درمیان میں ایک خط کھینچا جو اس چوکور سے باہر نکلا ہوا تھا ۔اس کے وسط میں چھوٹے چھوٹے خطوط کھینچے جو اس درمیان والے خط کی جانب تھے ۔ پھر فرمایا: یہ انسان ہے اور یہ اس کی موت ہے جس نے اس کا احاطہ کیا ہوا ہے اور یہ خط جو اس چوکور سے باہر نکلا ہوا ہے ۔ یہ اس کی امیدیں ہیں اور یہ چھوٹے چھوٹے

خطوط اس کو آنے والے مصائب ہیں ۔ اگر اس مصیبت سے بچ نکلا تو یہ مصیبت اس کو ڈس لے گی ۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خط کے کھینچے ہوئے خط کی شکل یہ ہے ۔

(صحیح البخاری رقم الحدیث : ۶۴۱۷، جامع الترمذی رقم الحدیث : ۲۴۵۴، سنن ابن ماجہ رقم الحدیث : ۴۲۳۱)

حضرت انس ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ ابن آدم ہے اور یہ اس کی موت ہے ۔ آپ نے اپنا ہاتھ اپنی گدی پر رکھا، پھر اس کو پھیلا دیا اور فرمایا پھر اس کی امید ہے اور پھر اس کی امید ہے ۔

(جامع الترمذی رقم الحدیث : ۲۳۳۴، سنن ابن ماجہ رقم الحدیث : ۴۲۳۲)

حضرت انس ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

چار چیزیں بدبختی کی علامت ہیں : آنکھوں کا خشک ہو جانا، دل کا سخت ہونا، لمبی امید رکھنا اور دنیا کی حرص کرنا ۔

(مسند البزار رقم الحدیث : ۳۲۳۰، مجمع الزوائد ج ۱۰ ص ۲۲۶)

حضرت عبداللہ بن عمرو ؓ بیان کرتے ہیں کہ اس امت کے پہلے لوگوں کی نیکی زہد اور یقین کی وجہ سے تھی اور اس امت کے آخر کی ہلاکت بخل اور امید کی وجہ سے ہو گی ۔

(المعجم الاوسط رقم الحدیث : ۷۶۴۶، اتحاف السادۃ المتقین ج ۱۰ ص ۲۳۹)

حضرت ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ بوڑھے آدمی کا دل دو چیزوں میں ہمیشہ جوان رہتا ہے، دنیا کی محبت اور لمبی امید ۔ (صحیح البخاری رقم الحدیث : ۶۴۲۰، صحیح مسلم رقم الحدیث : ۱۰۴۶)

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا:

ابن آدم بوڑھا ہو جاتا ہے اور اس میں دو چیزیں بڑھ جاتی ہیں ، مال اور لمبی عمر کی محبت ۔

(صحیح البخاری رقم الحدیث : ۶۴۲۱، صحیح مسلم رقم الحدیث : ۱۰۴۷)

ام الولید بنت عمر بیان کرتی ہیں کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور فرمایا:

اے لوگو! کیا تم حیا نہیں کرتے!

مسلمانوں نے کہا: یا رسول اللہ! کس چیز سے؟

آپ ﷺ نے فرمایا:

تم ان چیزوں کو جمع کرتے ہو جن کو کھا نہیں سکتے اور ان مکانوں کو بناتے ہو جن میں تم نہیں رہو گے، اور تم ان چیزوں کی امید رکھتے ہو جن کو تم پا نہیں سکتے۔ کیا تم اس سے حیا نہیں کرتے۔ (المعجم الکبیر ج ۲۵ ص ۱۷۲، مجمع الزوائد ج ۱۰ ص ۲۸۴)

دنیا کی تر و تازگی:

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا:

دنیا شیریں اور سرسبز ہے اور اللہ تعالیٰ تم کو اس میں خلیفہ بنانے والا ہے پھر وہ دیکھے گا کہ تم اس میں کس طرح عمل کرتے ہو، سو تم دنیا سے اور عورتوں سے بچو کیونکہ بنو اسرائیل کا پہلا فتنہ عورتوں کی وجہ سے تھا۔

(صحیح مسلم الدعوات: ۹۹، رقم الحدیث: بلا تکرار: ۲۷۴۲، رقم الحدیث: المسلسل: ۶۸۱۴)

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے اور آپ نے خطبہ ارشاد فرمایا:

اے لوگو! مجھے تمہارے بارے میں سب سے زیادہ دنیا کی تر و تازگی سے خطرہ ہے۔ (دوسری روایت میں ہے، ایک شخص نے پوچھا: یا رسول اللہ (ﷺ)! دنیا کی تر و تازگی کیا ہے؟ آپ نے فرمایا زمین کی برکتیں) مسلمانوں نے عرض کیا یا رسول اللہ (ﷺ)! کیا خیر کی وجہ سے شر ہو سکتا ہے؟

پھر آپ نے تین بار فرمایا:

''خیر کی وجہ سے خیر ہی ہوتی ہے، موسم بہار میں جو چیزیں (زمین سے) اُگتی ہیں تو وہ جانوروں کو ہلاک کر دیتی ہیں یا ہلاکت کے قریب کر دیتی ہیں سوا ان جانوروں کے جو صرف سبزہ کھاتے ہیں اور وہ اس قدر کھاتے ہیں کہ ان کے پہلو (گوشت سے) بھر جاتے ہیں پھر وہ دھوپ میں لوٹ لگاتے ہیں اور لید اور پیشاب کرتے ہیں، یہ مالِ دنیا بھی سرسبز اور میٹھا ہے جو شخص اس مال کو اپنے حق کے مطابق لے گا اور اس کو اس کی صحیح جگہ پر خرچ کرے گا اس کے لئے اس مال میں برکت ہوگی اور جو مال کو ناحق لے گا تو وہ اس جانور کی طرح ہے جو کھاتا ہے اور سیر نہیں ہوتا۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے ایک اور روایت میں ہے:

یہ مال دنیا سرسبز اور میٹھا ہے اور اس مسلمان کا اچھا ساتھی ہے جس نے اس مال میں سے مسکین، یتیم اور مسافر کو دیا اور جو اس مال کو ناحق لیتا ہے وہ اس جانور کی طرح ہے جو کھاتا ہے اور سیر نہیں ہوتا اور یہ مال اس کے خلاف قیامت کے دن گواہی دے گا۔

(صحیح مسلم کتاب الزکوۃ: ۱۲۳،۱۲۲،۱۲۱، رقم الحدیث: ۱۰۵۲، سنن ابن ماجہ رقم الحدیث: ۳۹۹۵)

اس حدیث پاک کا مطلب یہ ہے کہ دنیا دیکھنے میں بہت اچھی اور بھلی لگتی ہے، اللہ تعالیٰ نے اس دنیا کے ذریعہ اپنے بندوں کو امتحان میں مبتلا کیا ہے تاکہ دیکھے کہ اس دنیا میں رہ کر کون ہے جو اس کے احکام کو ہو بہو مانتا ہے اور کون ہے جو دنیا کی رنگینیوں میں کھو کر اس کے احکام سے منہ موڑتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے بندوں کے لیے دنیا کی جن چیزوں کو خوبصورت بنایا ہے، بندوں کے لیے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ ان چیزوں کو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں خرچ کریں، اسی لیے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے یہ دعا کی تھی کہ اے اللہ! جن چیزوں کو تو نے ہمارے لیے مزین کیا ہے ہمیں اس سے بچا کہ ہم ان پر فخر کریں۔ اے اللہ!

میں تجھ سے یہ دعا کرتا ہوں کہ میں ان چیزوں کو حق کے راستے میں خرچ کروں ۔ اور یہی رسول اللہ ﷺ کے ارشاد کا مطلب ہے ۔ جو اس مال کو اپنے حق کے مطابق لے گا اس کے مال میں برکت دی جائے گی ، اور جو شخص اس مال کو ناحق لے گا وہ اس جانور کی طرح ہے جو کھاتا ہے اور اس کا پیٹ نہیں بھرتا ۔

جو مال بغیر لالچ آئے اسے لے لو:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

رسول اللہ ﷺ مجھے کچھ عطا فرما رہے تھے اور میں کہہ رہا تھا کہ یہ آپ اس کو عطا فرما دیں جو مجھ سے زیادہ ضرورت مند ہو۔ آپ نے فرمایا:

اگر بغیر لالچ کئے اور بغیر مانگے یہ مال تمہارے پاس آئے تو اس کو لے لو۔ (صحیح مسلم میں ہے، پھر اس مال کو لے کر صدقہ کرو) اور جو مال اس طرح نہ ہو تو اس کے لیے اپنے آپ کو نہ تھکاؤ۔

(صحیح البخاری رقم الحدیث: ۱۴۷۳، صحیح مسلم رقم الحدیث: ۱۰۴۵، سنن النسائی رقم الحدیث: ۲۶۰۸)

جو شخص دنیا کے مال سے سیر نہیں ہوتا اور اس کو جس قدر مال ملتا ہے اس پر مطمئن نہیں ہوتا بلکہ اس کی کوشش یہ ہوتی ہے کہ وہ زیادہ سے زیادہ مال کو جمع کرے اس نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی نصیحت کو نہیں سمجھا ۔ وہ مال کے فتنہ میں مبتلا ہے اور اس سے انسان بہت کم سلامتی میں رہتا ہے ۔ جس شخص کو بقدر ضرورت مال ملا اور اللہ تعالیٰ نے اس کو اپنے دیئے ہوئے مال پر مطمئن کر دیا ، وہ شخص کامیاب ہو گیا ۔

ہم آزمائیں گے:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اس آیت کی تلاوت کی:

﴿ لِنَبْلُوَ هُمْ اَيُّهُمْ اَحْسَنُ عَمَلا ﴾ (سورۃ الکہف: 7)

ترجمہ: تاکہ ہم ان کو آزمائیں کہ ان میں کون سب سے اچھا عمل کرنے والا ہے۔

میں نے عرض کیا یا رسول اللہ (ﷺ)! اس آیت کا مطلب کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا تاکہ ہم یہ آزمائیں کہ تم میں سے کس کی عقل زیادہ اچھی ہے اور تم میں سے کون اللہ تعالیٰ کی حرام کی ہوئی چیزوں سے زیادہ پرہیز کرنے والا ہے اور تم میں سے کون زیادہ جلدی کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرنے والا ہے۔

(تفسیر امام ابن ابی حاتم رقم الحدیث: ۱۲۷۰۴، الدر المنثور ج ۵ ص ۳۶۱)

میرا دنیا سے کیا تعلق ہے؟

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ایک چٹائی پر سو گئے اور آپ کے پہلو میں اس کے نقش ثبت ہو گئے تھے۔ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ (ﷺ)! ہم آپ کے لیے گدّہ بنا دیں؟ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا:

میرا دنیا سے کیا تعلق ہے؟ میں دنیا میں صرف اس سوار کی طرح ہوں جو کسی درخت کے سائے میں بیٹھے پھر اس کو چھوڑ کر آگے روانہ ہو جائے۔

(جامع الترمذی رقم الحدیث: ۲۳۷۷، سنن ابن ماجہ رقم الحدیث: ۴۱۰۹)

لوگوں کے ساتھ مل جل کر رہو:

نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے اصحاب میں سے ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا:

مسلمان جب لوگوں سے مل جل کر رہے اور ان کی ایذاؤں پر صبر کرے تو وہ اس مسلمان سے بہتر ہے جو لوگوں سے مل جل کر نہیں رہتا اور ان کی ایذاؤں پر صبر نہیں کرتا۔

(جامع الترمذی رقم الحدیث: ۲۵۰۷، مسند احمد ج ۲ ص ۴۳، سنن ابن ماجہ رقم الحدیث: ۴۰۳۲)

اس حدیث میں اس شخص کی فضیلت ہے جو لوگوں کی آبادی میں ان کے ساتھ مل جل کر رہتا ہے، ان کو نیکی کا حکم دیتا ہے اور ان کو برائی سے روکتا ہے اور ان کے ساتھ خوش اسلوبی کے ساتھ تعلقات رکھتا ہے، یہ اس شخص سے افضل ہے جو لوگوں کے ساتھ آبادی میں نہیں رہتا۔ مل جل کر رہنے کی وجہ سے جو مسائل پیدا ہوتے ہیں اور جو مصائب آتے ہیں
اس کو ان پر صبر کرنے کا موقع نہیں ملتا۔

فقراء کی مجلس میں سکون ہے:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

جس شخص کو اس کی صورت میں اور رزق میں فضیلت دی گئی ہو، اسے ایسے شخص کی طرف دیکھنا چاہیے جو اس کی بہ نسبت کم تر ہو، اس سے وہ اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی نعمتوں کو کم تر نہیں جانے گا۔

عون بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں امیروں کی مجلس میں رہا تو مجھے یہی غم رہتا تھا کہ فلاں کی سواری میری سواری سے اچھی ہے اور فلاں کے کپڑے میرے کپڑوں سے اچھے ہیں اور جب میں فقراء کی مجلس میں آیا تو میں پُرسکون ہو گیا۔

(جامع الترمذی رقم الحدیث: ۱۷۸۰)

مسکینی میں جنت اور قرب رسالت:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا:

اگر تم مجھ سے ملنا چاہتی ہو تو تمہارے پاس اتنا مال ہونا چاہیے جتنا کسی سوار کا

سفر خرچ ہو، اور تم اپنے آپ کو امیروں کی مجلس سے دُور رکھنا اور پیوند لگانے سے پہلے کسی کپڑے کو پرانا نہ کرنا۔ (جامع الترمذی رقم الحدیث:۱۷۸۰)

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں:

ہر چیز کی ایک چابی ہوتی ہے اور جنت کی چابی مساکین اور فقراء کی محبت ہے۔

(مسند الفردوس بماثور الخطاب رقم الحدیث:۴۹۹۳، الجامع الصغیر رقم الحدیث:۷۳۲۲)

فقراء امیروں سے چالیس سال پہلے جنت میں:

عبدالرحمان حبلی بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے سوال کیا، کیا میں فقراء مہاجرین میں سے نہیں ہوں؟ حضرت عبداللہ نے اس سے پوچھا کیا تمہاری بیوی ہے جس کے پاس تم رہتے ہو؟ اس نے کہا ہاں، پھر پوچھا کیا تمہارے پاس رہنے کے لیے مکان ہے؟ اس نے کہا ہاں۔ کہا پھر تم اغنیاء میں سے ہو۔ اس نے کہا میرا ایک خادم بھی ہے۔ کہا پھر تم بادشاہوں میں سے ہو۔ حضرت عبداللہ بن عمر ورضی اللہ عنہما کے پاس تین شخص آئے اور انہوں نے کہا اے ابو محمد! بے شک ہم کسی چیز پر قادر نہیں ہیں نہ ہمارے پاس کھانے کا خرچ ہے، نہ سواری ہے نہ سامان ہے۔ حضرت ابن عمر ورضی اللہ عنہما نے کہا اگر تم چاہو تو ہم سلطان کے پاس تمہارا ذکر کریں اور اگر تم چاہو تو صبر کرو۔ کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ قیامت کے دن فقراء مہاجرین اغنیاء سے چالیس سال پہلے جنت میں جائیں گے تو انہوں نے کہا ہم صبر کریں گے اور کسی سے کسی چیز کا سوال نہیں کریں گے۔ (صحیح مسلم رقم الحدیث:۲۹۷۹)

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

اے اللہ! مجھے مسکینوں کی طرح زندہ رکھنا اور مسکینوں کی طرح میری روح قبض کرنا اور مجھے قیامت کے دن مسکینوں کی جماعت میں اُٹھانا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا:

یارسول اللہ (ﷺ) !اس کی کیا وجہ ہے؟ آپ نے فرمایا: مسکین قیامت کے دن اغنیاء سے چالیس سال پہلے جنت میں داخل ہوں گے۔آپ نے فرمایا:

اے عائشہ! مسکین کو رد نہ کرنا خواہ کھجور کا ایک ٹکڑا دو۔اے عائشہ! مسکینوں سے محبت کرو اوران کو اپنے قریب رکھوتو بے شک اللہ تعالیٰ قیامت کے دن تمہیں اپنے قریب رکھے گا۔

(جامع الترمذی رقم الحدیث:۲۳۵۳)

فقراءامیروں سے پانچ سوسال پہلے جنت میں:

حضرت ابو سعید خدری ؓ بیان کرتے ہیں کہ میں ضعیف مہاجرین کی ایک جماعت میں بیٹھا ہوا تھا اور وہ ننگے ہونے کی وجہ سے ایک دوسرے کو چھپا رہے تھے اوران میں سے ایک شخص ہمیں قرآن پڑھ کر سنا رہا تھا،اس وقت رسول اللہ ﷺ تشریف لے آئے اور ہمارے درمیان کھڑے ہوگئے ۔ جب رسول اللہ ﷺ کھڑے ہوئے تو قرآن پڑھنے والا خاموش ہوگیا۔آپ نے سلام کیا پھر فرمایا:

تم لوگ کیا کررہے تھے؟ ہم نے عرض کیا یارسول اللہ! یہ ہمارا قاری ہے جو ہمارے سامنے قرآن پڑھتا ہے اور ہم اللہ کی کتاب سنتے ہیں، پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اللہ تعالیٰ کی حمد ہے جس نے میری اُمت میں ایسے لوگ رکھے ہیں جن کے ساتھ مجھے بیٹھنے کا حکم دیا، پھر رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس بیٹھ گئے تاکہ آپ بذات خود ہمارے درمیان عدل کریں پھر آپ نے اپنے ہاتھ سے اشارہ کرکے فرمایا اس طرح حلقہ بناؤ، سب نے حلقہ بنایا اور آپ کا چہرہ سب کے سامنے ظاہر ہوگیا اور رسول اللہ ﷺ ان میں میرے سوا اور کسی کو (بظاہر) نہیں پہچانتے تھے پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اے فقراء مہاجرین کی جماعت خوشخبری ہو! قیامت کے دن تم کو مکمل نور حاصل ہوگا اور تم اغنیاء سے نصف دن پہلے جنت میں داخل ہوگے اور یہ پانچ سو سال ہیں۔

(سنن ابوداؤد رقم الحدیث:۳۶۶۶،مسند احمد ج۳ ص۹۶،۶)

بعض روایات میں ہے کہ فقراء مسلمان اغنیاء سے چالیس سال پہلے جنت میں داخل ہوں گے اور بعض روایات میں ہے کہ وہ پانچ سو سال پہلے جنت میں داخل ہوں گے۔ چونکہ فقراء کے درجات اور ان کی صفات مختلف ہیں، اس لیے ان کے اجر بھی مختلف ہوں گے۔

جو کامل درجہ کا فقیر ہو اور اس کے باوجود بہت زیادہ عبادت گزار ہو، وہ پانچ سو سال پہلے جنت میں داخل ہوگا اور عام فقراء چالیس سال پہلے جنت میں داخل ہوں۔ اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ جس کا فقر اختیاری ہو وہ پانچ سو سال پہلے جنت میں داخل ہو اور جس کا فقر اختیاری نہ ہو وہ چالیس سال پہلے جنت میں داخل ہو۔ (ملخص از تبیان القرآن)

مجھے کمزوروں میں تلاش کرو:

حضرت ابوالدرداء ﷛ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ مجھے ضعیف اور کمزور لوگوں میں تلاش کرو کیونکہ صرف ضعیف اور کمزور لوگوں کی وجہ سے تمہاری مدد کی جاتی ہے اور تمہیں رزق دیا جاتا ہے۔

(سنن ابوداؤد رقم الحدیث: ۲۵۹۴، سنن الترمذی رقم الحدیث: ۱۷۰۲)

کمزوروں کی وجہ سے رزق دیا جاتا ہے:

مصعب بن سعد ﷛ بیان کرتے ہیں کہ حضرت سعد ﷛ یہ گمان کرتے تھے کہ ان کو دوسروں پر فضیلت ہے، تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

صرف کمزور لوگوں کی وجہ سے تمہاری مدد کی جاتی ہے اور تم کو رزق دیا جاتا ہے۔

(صحیح البخاری رقم الحدیث: ۲۸۹۶، سنن ابوداؤد رقم الحدیث: ۲۵۹۲ جامع الترمذی رقم الحدیث: ۱۷۰۲)

جو جنت کا اہل ہے:

حضرت حارثہ بن وہب ﷛ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے:

کیا میں تم کو اس شخص کی خبر نہ دوں جو جنت کا اہل ہے؟ ہر وہ شخص جو بہت کمزور ہوا گر وہ قسم کھالے کہ اللہ فلاں کام کرے گا تو اللہ اس کی قسم پوری کر دے گا۔ کیا میں تم کو اس کی خبر نہ دوں جو دوزخ کا اہل ہے؟ ہر وہ شخص جو بدمزاج، سرکش اور متکبر ہو۔

(صحیح البخاری رقم الحدیث: ۴۹۱۸، صحیح مسلم رقم الحدیث: ۲۸۵۳، سنن ابن ماجہ رقم الحدیث: ۴۱۱۶)

قیامت کے دن نبی کریم ﷺ کا مقرب:

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

جس شخص کی آمدنی کم اور اس کے بال بچے زیادہ ہوں اور وہ اچھی طرح نماز پڑھے اور مسلمانوں کی غیبت نہ کرے، میں اور وہ قیامت کے دن ان دو انگلیوں کی طرح ایک ساتھ ہوں گے۔ (مسند ابویعلیٰ رقم الحدیث: ۹۹۰، مجمع الزوائد ۱۰ص ۲۵۶)

انسان کی دو ناپسند چیزیں:

محمود بن لبید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

دو چیزوں کو ابن آدم ناپسند کرتا ہے، موت کو اور موت فتنہ سے بہتر ہے اور مال کی کمی کو ناپسند کرتا ہے اور مال کی کمی کی وجہ سے حساب کم ہوتا ہے۔

(مسند احمد ج ۵ص ۴۲۷، مجمع الزوائد ج ۱۰ص ۲۵۷)

وہ شخص کامیاب ہو گیا:

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

جو شخص اسلام لایا اور اس کو ضرورت کے مطابق رزق دیا گیا اور اللہ نے جو کچھ اس کو دیا ہے، اس میں اس کو قناعت کرنے والا کر دیا تو وہ شخص کامیاب ہو گیا۔

(صحیح مسلم رقم الحدیث: ۱۰۵۴، جامع الترمذی رقم الحدیث: ۲۳۴۹، سنن ابن ماجہ رقم الحدیث: ۴۱۳۸)

اگر کسی کے پاس اتنا مال ہو جس سے وہ اپنے اور اپنے گھر والوں کے کھانے

پینے ، پہننے کے کپڑوں اور رہائش کا بندوبست کرسکتا ہو، اور بیماری کی صورت میں دوا اور علاج کا انتظام کرسکتا ہو اور اس سے زیادہ مالِ دنیا جمع کرنے کی خواہش نہ کرے تو وہ شخص کامیاب ہوگیا اور جس شخص نے اس سے زیادہ مال حاصل کرنے کی خواہش کی تو مال کی لالچ کسی حد پر جا کر ختم نہیں ہوتی ۔ اس طرح وہ اپنے آپ کو ایک بڑی مشکل اور امتحان میں ڈال لیتا ہے کیونکہ اس کے پاس اس کی ضرورت سے زیادہ جتنا مال ہوگا ،آخرت میں اس مال کے بدلے میں اس کو عبادات پیش کرنا ہوں گی ، اور جب انسان کے پاس اس کی ضرورت سے زیادہ مال ہوتا ہے تو وہ عام طور پر اس مال کو نفسانی خواہشوں اور دنیا کی حرام لذتوں کے حصول میں خرچ کرتا ہے، اور بعض اوقات مالدار آدمی اپنے مال کو بڑھانے کے لیے غیر قانونی اور ناجائز ذرائع اختیار کرتا ہے ۔ اگر وہ بقدرِ ضرورت مال پر قناعت اور اکتفا کرے تو ان تمام خرابیوں سے بچ جائے گا ، اسی لیے رسول اللہ ﷺ نے یہ دعا کی ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ دعا کی :

اے اللہ (جل جلالہ)! (سیدنا) محمد (ﷺ) کا رزق قوت کردے ۔

(صحیح مسلم رقم الحدیث : ۱۰۵۵، جامع الترمذی رقم الحدیث : ۲۳۶۱،سنن ابن ماجہ رقم الحدیث : ۴۱۳۹)

جب قیامت کا دن آجائے گا تو لوگوں نے دنیا میں جو کچھ بھی عمل کیئے ، ان کے حساب کا وقت آپہنچے گا ۔ ان کو ان نعمتوں کے بدلے میں عبادات پیش کرنا ہوں گی جو اللہ تعالیٰ نے ان کے جسموں ، ان کے بدنوں ، ان کے کھانے پینے کی چیزوں ، ان کے لباس اور ان کی دیگر ضروریات پوری کرنے کے لیے عطا فرمائی ہیں ۔ ان سے یہ سوال کیا جائے گا کہ ان نعمتوں کے بدلہ میں انہوں نے کتنا شکر ادا کیا ؟ کیا جن چیزوں کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا تھا وہ ان کو بجا لائے ؟ اور جن کاموں سے ان کو منع کیا تھا ان سے باز رہے؟ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ان سے جو معاملہ کرنے والا تھا اس کی انہوں نے کوئی تیاری کی تھی یا وہ دنیا کے عیش

وآرام میں مشغول رہے اور اس دن کے متعلق انہوں نے بالکل غور فکر نہیں کیا؟ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب کریم ﷺ کے وسیلے اور صدقے سے ہماری دنیا اور آخرت کو بہتر کر دے۔

جھونپڑی کی مرمت اور موت:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس سے گزرے اس وقت ہم اپنی جھونپڑی کو درست کر رہے تھے، آپ نے پوچھا یہ کیا کر رہے ہو؟ ہم نے عرض کیا یہ جھونپڑی ٹوٹ رہی تھی تو ہم اس کو بنا رہے ہیں (اس خدشہ سے کہ اس کی چھت گر نہ جائے) آپ ﷺ نے فرمایا:

موت اس سے پہلے آنے والی ہے۔

(جامع الترمذی رقم الحدیث: ۲۳۳۵، سنن ابوداؤد رقم الحدیث: ۵۲۳۵، سنن ابن ماجہ رقم الحدیث: ۴۱۶۰)

حضرت عمر بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ میرے پاس سے گزرے۔ اس وقت میں اور میری ماں دیوار پر مٹی سے لیپ کر رہے تھے۔ آپ نے پوچھا اے عبداللہ یہ کیا کر رہے ہو؟ میں نے کہا یا رسول اللہ (ﷺ)! اس دیوار میں دراڑ پڑ گئی ہے تو ہم اس کو ٹھیک کر رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا:

معاملہ اس سے زیادہ جلد ہوگا۔

(سنن ابوداؤد رقم الحدیث: ۵۲۳۶، ۵۲۳۵، جامع الترمذی رقم الحدیث: ۲۳۳۵، سنن ابن ماجہ رقم الحدیث: ۴۱۶۰)

ان ارشادات کا مفہوم یہ ہرگز نہیں ہے کہ اپنا مکان اگرچہ گرنے والا ہو اس کی دیکھ بھال نہ کرو بلکہ رسول اللہ ﷺ کے فرمان کا مطلب یہ ہے کہ گھر کی مرمت اور اصلاح کے ساتھ ساتھ اپنے نفس کی بھی اصلاح کرلو، تم گھر کی اصلاح کرتے رہو اور کیا پتا گھر تیار ہونے سے پہلے موت آجائے۔ یعنی دنیاوی کام تمہیں موت اور آخرت سے ہرگز غافل نہ کریں۔

اونچی عمارت کی تعمیر پر ناراضگی:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ باہر نکلے تو آپ

نے ایک اونچا گنبد دیکھا، آپ ﷺ نے پوچھا: یہ کس کا ہے؟ آپ کے اصحاب رضی اللہ عنہم نے کہا: یہ انصار میں سے فلاں شخص کا ہے۔ آپ خاموش ہو گئے اور اس کو دل میں رکھ لیا، حتیٰ کہ جب وہ گنبد بنانے والا شخص آپ کے پاس آیا اور اس نے لوگوں کے درمیان آپ کو سلام کیا تو آپ نے اس سے منہ موڑ لیا، ایسا کئی بار ہوا حتیٰ کہ اس شخص نے آپ ﷺ پر ناراضگی اور اعراض کرنے کے آثار دیکھے، اس نے اپنے دوستوں سے اس کی شکایت کی اور کہا اللہ کی قسم! میں آپ ﷺ کو بدلا ہوا دیکھ رہا ہوں، اس کے دوستوں نے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ باہر نکلے تو آپ نے تمہارا بنایا ہوا گنبد دیکھا تھا، وہ شخص واپس اپنے گنبد کی طرف گیا اور اس کو گرا دیا حتیٰ کہ اس کو زمین کے برابر کر دیا۔ پھر ایک دن رسول اللہ ﷺ باہر نکلے تو اس گنبد کو نہیں دیکھا پوچھا وہ گنبد کہاں گیا؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کہا: اس شخص نے ہمیں آپ کی ناراضگی کی شکایت کی تھی، ہم نے اس کو اس کی خبر دی تو اس نے اس گنبد کو گرا دیا:

آپ ﷺ نے فرمایا ہر عمارت اس کے بنانے والے پر وبال ہے سوا اتنی مقدار کے کہ جس کے سوا کوئی چارہ نہ ہو۔ (سنن ابوداؤد رقم الحدیث: ۵۲۳۷)

اس حدیث پاک کا مطلب یہ ہے کہ جب لوگ بڑی بڑی اور بلند عمارتیں بنانا شروع کر دیں گے تو ان کا دل دنیا کی زیب و زینت اور دنیا کی چمک دمک میں ہی لگا رہے گا اور وہ اللہ کی عبادت کرنے اور اسے یاد کرنے سے غافل ہو جائیں گے۔ انسان دنیا کی جتنی زیادہ نعمتوں سے فائدہ اٹھائے گا قیامت کے دن ان نعمتوں کا حساب کتاب ان نعمتوں کے شکر اور عبادت کی صورت میں دینا ہو گا۔ اونچی اونچی عمارتیں تعمیر کرنے سے دل میں فخر اور ایک دوسرے سے بڑھ جانے کا جذبہ پیدا ہوتا ہے اور پھر پوری قوم اسی دوڑ میں لگ جاتی ہے۔ جس کی وجہ سے معاشرے میں بہت سے جرائم پیدا ہو جاتے ہیں۔ موجودہ زمانے میں ہماری

معاشرتی صورت حال اس کی واضح مثال ہے۔اللہ تعالیٰ ہمیں حضور نبی کریم ﷺ کے اسوۂ حسنہ پرعمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

دنیا میں مسافر کی طرح رہو:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری اور دنیا کی مثال اس طرح ہے جس طرح کوئی سوار ہو وہ کسی گرم دن میں ایک درخت کے نیچے تھوڑی دیر قیلولہ کرکے آرام کرے اور پھر اس کو چھوڑ دے۔

(جامع الترمذی رقم الحدیث:۲۳۷۷،سنن ابن ماجہ رقم الحدیث:۴۱۰۹)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے پکڑا اور فرمایا: دنیا میں اس طرح رہو جیسے مسافر ہو یا راستہ عبور کرنے والا،اور اپنا شمار قبر والوں میں کرو۔ مجاہد کہتے ہیں مجھ سے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا جب تم صبح اُٹھو تو شام کی توقع نہ کرو ،بیماری آنے سے پہلے صحت کے ایام میں نیک عمل کرلو،اورموت آنے سے پہلے زندگی میں نیک عمل کرلو،اوراے بندۂ خدا! تم نہیں جانتے کہ کل تمہارا نام کیا ہوگا۔

(تم شقی ہوگے یا سعید ہوگے)

(صحیح البخاری رقم الحدیث:۶۴۱۶،جامع الترمذی رقم الحدیث:۲۳۳۳،سنن ابن ماجہ رقم الحدیث:۴۱۱۴)

زیادہ مال کی پریشانی:

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اپنے ماموں ابو ہاشم بن عتبہ کی عیادت کرنے گئے تو وہ رو رہے تھے،حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا: اے میرے ماموں آپ کیوں رو رہے ہیں ؟ کیا آپ کو درد کی وجہ سے تکلیف ہورہی ہے یا دنیا پر حرص کی وجہ سے رو رہے ہیں؟ انہوں نے کہا اس میں سے کوئی بات نہیں ہے،لیکن نبی کریم ﷺ نے ہم کو یہ نصیحت کی تھی اے ابو ہاشم! شاید تمہارے پاس وہ مال آئے گا جو دوسری قوموں کو دیا گیا ہے،تمہارے پاس اس

مال میں سے اتنا کافی ہے کہ ایک خادم ہو اور اللہ کی راہ میں سفر کرنے کے لیے ایک سواری ہو، اور اب میں اپنا حال دیکھتا ہوں کہ میں نے مال جمع کر لیا ہے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ج ۱۳ ص ۲۱۹، مسند احمد ج ۳ ص ۴۴۳)

ابن جعدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے اصحاب نے حضرت خباب رضی اللہ عنہ کی عیادت کی اور کہا آپ کو خوشخبری ہو، اے ابو عبداللہ! آپ سیدنا محمد ﷺ کے پاس حوض پر حاضر ہوں گے۔ حضرت خباب رضی اللہ عنہ نے کہا یہ کیسے ہوگا؟ حالانکہ یہ اس گھر کی نچلی منزل ہے اور اس کے اوپر بھی ایک منزل ہے! اور ہم سے رسول اللہ ﷺ نے یہ فرمایا تھا کہ تمہارے لیے دنیا کی صرف اتنی چیز ہی کافی ہے جتنی مسافر کے پاس سفر میں خرچ کرنے کے لیے کوئی چیز ہوتی ہے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ج ۱۳ ص ۲۱۹، حلیۃ الاولیاء ج ۱ ص ۱۴۵)

حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کی نصیحت:

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ، حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کی عیادت کرنے کے لیے گئے تو وہ رونے لگے، حضرت سعد نے کہا اے عبداللہ! آپ کو کیا چیز رلا رہی ہے؟ حالانکہ جب رسول اللہ ﷺ کا وصال ہوا تو وہ آپ سے راضی تھے! آپ رسول اللہ ﷺ سے ملاقات کریں گے اور ان کے پاس حوض پر حاضر ہوں گے، انہوں نے کہا میں موت سے گھبرا کر نہیں رو رہا اور نہ دنیا کی حرص پر رو رہا ہوں، لیکن رسول اللہ ﷺ نے ہم کو یہ نصیحت کی تھی: تمہارے پاس فقط اتنا مال ہونا چاہئے جتنا ایک مسافر کے پاس سفر کا خرچ ہوتا ہے اور اب میرے اردگرد یہ تکیے لگے ہوئے ہیں، ان کے اردگرد تکیہ تھا، ٹب تھا اور وضو کا سامان تھا، حضرت سعد نے کہا اے ابو عبداللہ! آپ ہم کو نصیحت کیجئے، جس پر ہم آپ کے بعد عمل کریں حضرت سلمان نے کہا جب تم کو کوئی پریشانی ہو،

اور جب تم کوئی فیصلہ کرو اور جب تم مال تقسیم کرو تو اللہ کو یاد کرو۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ج ۲۲۰۱۳ ،المستدرک ج ۴ص ۳۱۷ ،حلیۃ الاولیاء ج ۱ص ۱۹۵)

صرف آخرت کی فکر:

حضرت عبداللہ بن ابی مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا اگر علماء اپنے علم کی حفاظت کرتے اور جو علم کا اہل ہو اسی کو تعلیم دیتے تو وہ اپنے زمانہ والوں کے سردار ہوتے ،لیکن انہوں نے اپنے علم کو دنیا کے حصول کے لیے دنیا داروں پر خرچ کیا تو وہ دنیا داروں کی نظر میں بے وقعت ہو گئے اور میں نے نبی کریم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جس نے تمام فکروں کو صرف ایک آخرت کی فکر بنا دیا۔ اللہ اس کی دنیا کی فکر کے لیے کافی ہو جائے گا، اور جس شخص نے دنیا کے احوال کی بہت سی فکروں میں اپنے آپ کو مبتلا کر لیا تو اللہ تعالیٰ کو اس کی پرواہ نہیں ہے کہ وہ کون سی وادی میں جا گرتا ہے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ج ۱۳ص ۲۲۱ ،سنن ابن ماجہ رقم الحدیث: ۲۵۷)

اس حدیث پاک کا مطلب یہ نہیں کہ بندۂ مومن سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر بیٹھ جائے، بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ بندہ دنیا کے ہر کام میں آخرت کو یاد رکھے کیونکہ دنیا آخرت کی کھیتی ہے اور دنیا کے ہر کام پر آخرت میں ثواب یا گناہ ملنے والا ہے۔ اس لئے بندۂ مومن کو چاہئے کہ اپنے ہر کام میں ثواب اور اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کی نیت کرے۔

دنیا کے مال کی کثرت کا خوف:

حضرت ابراہیم بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ روزہ دار تھے ،ان کے پاس (افطار کے وقت) کھانا لایا گیا انہوں نے کہا حضرت معصب بن عمیر رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے وہ مجھ سے بہتر تھے، ان کو صرف ایک چادر میں کفن دیا گیا، اگر ان کا سر ڈھانپا جاتا تو ان کے پیر کھل جاتے اور اگر ان کے پیر ڈھانپے جاتے تو سر کھل جاتا، اور حضرت

حمزہ رضی اللہ عنہ شہید ہوگئے وہ مجھ سے افضل تھے، پھر ہم پر دنیا بہت کشادہ کر دی گئی اور ہم کو دنیا کا وہ مال ومتاع ملا جو ملا، اور ہم ڈر رہے ہیں کہ ہماری نیکیوں کا اجر ہم کو دنیا میں ہی دے دیا گیا ہے، پھر انہوں نے رونا شروع کر دیا اور کھانا چھوڑ دیا۔ (صحیح البخاری رقم الحدیث:۱۲۷۵)

غنیمت جانو:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا:

پانچ چیزوں کو پانچ چیزوں کے آنے سے پہلے غنیمت جانو، جوانی کو بڑھاپا آنے سے پہلے، صحت کو بیماری آنے سے پہلے، خوشحالی کو فقر آنے سے پہلے، فرصت کو مشغول ہونے سے پہلے اور زندگی کو موت آنے سے پہلے۔ (المستدرک رقم الحدیث:۵۹۱۶)

ان احادیث کا یہ معنی نہیں ہے کہ دنیا کہ نعمتوں اور مال و دولت کو بالکل حاصل نہیں کرنا چاہئے اگر انسان کے پاس مال و دولت نہ ہو تو اس پر زکوٰۃ اور عشر کیسے فرض ہوگا۔ قربانی کس طرح واجب ہوگی اور حج کیونکر فرض ہوگا۔ وہ صدقات وخیرات کر کے اللہ تعالیٰ کا قرب کیسے حاصل کر سکے گا۔ ان احادیث کا مطلب یہ ہے کہ انسان مال و دولت کے حصول میں اس طرح مشغول نہ ہو کہ اللہ تعالیٰ کے احکام کو بھول جائے، اگر انسان اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور عبادت میں مال خرچ کرتا رہے اور حقوق العباد کو ادا کرتا رہے تو دنیاوی مال ومتاع بھی اس کے لیے باعث اجر وثواب ہے۔

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کا مال:

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ بہت عظیم تاجر تھے ان کے پاس بہت مال تھا ایک دن وہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئے اور کہا: اے میری ماں! مجھے ڈر ہے کہ

مال کی کثرت کہیں مجھے ہلاک نہ کر دے، حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا:

اے میرے بیٹے مال کو خرچ کرو۔

زہری بیان کرتے ہیں کہ عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کے عہد میں اپنے مال سے چار ہزار دینار صدقہ کئے، پھر چالیس ہزار دینار صدقہ کئے، پھر چالیس ہزار دینار صدقہ کئے، پھر پانچ سو گھوڑے سامان لاد کر اللہ کی راہ میں دیئے، پھر دوبارہ پانچ سو اونٹیاں اللہ جل جلالہ کی راہ میں دیں اور ان کا مال زیادہ تر تجارت کے ذریعہ تھا۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے وصیت کی تھی کہ شہداء بدر میں سے جو صحابہ رضی اللہ عنہم باقی ہیں ان میں سے ہر ایک کو چار سو دینار دیئے جائیں وہ تعداد میں سو صحابہ رضی اللہ عنہم تھے ان میں سے ہر ایک کو چار سو دینار دیئے گئے، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بھی ان میں تھے اور انہوں نے ایک ہزار گھوڑے اللہ کی راہ میں دینے کی وصیت کی تھی۔

(اسد الغابہ ج ۳ ص ۴۷۹ ۔ ۴۷۸، رقم: ۳۳۷۰)

میں نے دنیا کو چھوڑ دیا:

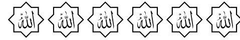
حضرت سید محمد اسماعیل شاہ بخاری المعروف حضرت کرماں والے (رحمۃ اللہ علیہ) اللہ کے کامل ولی اور سلسلہ نقشبندیہ کے عظیم پیشوا تھے۔ آپ کا لنگر بہت وسیع تھا۔ آج بھی آپ کی خانقاہ عالیہ میں ہر وقت لنگر جاری رہتا ہے۔ آپ کے ہاں بظاہر مال و دولت کی کمی نہ تھی لیکن اس کا مقصد خدمت خلق اور تبلیغ دین تھا۔ آپ فرماتے تھے میں نے دنیا کو چھوڑ دیا ہے۔ اس کا مطلب یہی تھا کہ میری دولت اپنی ذات کے لئے نہیں ہے۔ ایک بار آپ نے فرمایا:

''مجھے خواب میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام، حضرت خضر علیہ السلام اور حضرت

سپاہیے شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت ہوئی۔انہوں نے مجھے ایک گھر دکھایا جس کے دو دروازے تھے اورفرمایا!ایک دروازہ دین کا ہے اور دوسرا دروازہ دنیا کا ہے۔ آپ کون سا دروازہ لینا چاہتے ہیں۔میں نے کہا مجھے تو دین کا دروازہ چاہیے۔انہوں نے کہا اگرآپ دین کا دروازہ اختیارفرمائیں گے تو دنیا خودبخود پیچھے آجائے گی‘‘۔

آپ نے فرمایا یہ تینوں بزرگ تارک الدنیا تھے اس لیے میں نے بھی اس دن کے بعد دنیا چھوڑ دی۔

(راقم نے یہ واقعہپیر امام علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ آستانہ عالیہ گجومتہ شریف لاہور سے خود سنا تھا۔طیّبی غفرلہٗ)



فالحمدلله اولاواخراوظاهراوباطنا

......ذکرِ الٰہی کریں......

فہرس

صلی اللہ علی حبیبہ محمد والہ وسلم

قرآن مجید میں ذکر الٰہی کا حکم:

اللہ تعالیٰ کا ارشاد پاک ہے:

﴿فَاذْكُرُوْنِيْ اَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُوْالِيْ وَلَاتَكْفُرُوْنِ﴾ (سورۃ البقرہ: 152)

ترجمہ: تم میرا ذکر کرو تو میں تمہارا ذکر کروں گا اور تم میرا شکر ادا کرو اور کفرانِ نعمت نہ کرو (ناشکری نہ کرو)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور حضرت سعید رضی اللہ عنہ دونوں نے رسول اللہ ﷺ پر گواہی دیتے ہوئے کہا کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

''جو قوم بھی اللہ جل جلالہ کا ذکر کرنے کے لیے بیٹھتی ہے فرشتے ان کو گھیر لیتے ہیں اور رحمت ان کو ڈھانپ لیتی ہے اور ان پر اطمینان اور سکون نازل ہوتا ہے اور اللہ ان کا ذکر ان میں فرماتا ہے جو اس کے پاس ہیں''۔ (فرشتوں میں)

(صحیح مسلم رقم الحدیث: ۲۷۰۰، جامع الترمذی رقم الحدیث: ۳۳۷۸)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں بندے کے گمان سے بھی زیادہ نزدیک ہوں جو گمان وہ میری ذات سے رکھتا ہے۔ ''جب وہ میرا ذکر کرتا ہے تو میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں۔ اگر وہ میرا ذکر دل میں کرتا ہے تو میں بھی دل میں اس کا ذکر کرتا ہوں (اس کا ذکر پوشیدہ کرتا ہوں) اور اگر وہ اجتماع میں میرا تذکرہ کرتا ہے تو میں اس سے بہتر اجتماع میں اس کا تذکرہ کرتا ہوں''۔ (فرشتوں کے اجتماع میں) (صحیح مسلم، رقم الحدیث: 2675)

ذکر الٰہی باعث نجات ہے:

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ابن آدم کا کوئی عمل بھی ایسا نہیں

جو اس کو عذاب الٰہی سے نجات دلا دے سوائے ذکر الٰہی کے۔

(مشکوٰۃ، باب ذکر اللہ عزوجل والتقرب الیہ، الفصل الثالث بحوالہ موطا مالک، جامع ترمذی، سنن ابن ماجہ)

ذکر کرنے والے کے ساتھ اللہ تعالیٰ ہوتا ہے:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

جب بندہ ذکر الٰہی کے لیے اپنے ہونٹوں کو ہلاتا اور ذکر الٰہی کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ ہوتا ہے۔ (مشکوٰۃ، باب ذکر اللہ عزوجل والتقرب الیہ، الفصل الثالث بحوالہ صحیح بخاری)

آہستہ ذکر کرو:

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم ایک سفر میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ جا رہے تھے لوگ با آواز بلند اللہ اکبر، اللہ اکبر کہنے لگے تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

اے لوگو! اپنے اوپر نرمی کرو تم کسی بہرے کو پکار رہے ہو نہ غائب کو، تم سمیع (سننے والے کو) اور قریب کو پکار رہے ہو اور وہ تمہارے ساتھ ہے۔

(صحیح البخاری، رقم الحدیث: ۶۴۰۹ سنن ابوداؤد، رقم الحدیث: ۱۵۲۶، جامع الترمذی، رقم الحدیث: ۳۴۷۲)

آہستہ ذکر بہترین ہے:

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ بہترین ذکر وہ ہے جو آہستہ ہو اور بہترین رزق وہ ہے جو بقدر کفایت ہو۔ (ضروریات کے لئے کافی ہو جائے)

(صحیح ابن حبان، ج ۳، رقم الحدیث: ۸۰۹ مصنف ابن ابی شیبہ، ج ۱۰، ص ۳۷۵، مسند احمد، ج ۱، ص ۱۷۸، ۱۷۲)

قیس بن عبادہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے اصحاب تین موقعوں پر آواز بلند کرنے کو ناپسند کرتے تھے، قتال کے وقت، جنائز کے وقت اور ذکر کے وقت۔

(المصنف، ج ۶، ص ۱۵۷، رقم الحدیث، ۳۳۴۰۹، سنن ابوداؤد، رقم الحدیث: ۲۶۵۶)

حضرت انس ﷛ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

آہستگی کے ساتھ دعا کرنا ستر (۷۰) با آواز دعاؤں کے برابر ہے۔

(مسند الفردوس رقم الحدیث: ۲۸۶۹، الجامع الصغیر رقم الحدیث: ۴۲۰۶، کنز العمال رقم الحدیث: ۳۱۹۶)

پوشیدہ ذکر کی جزا اللہ ﷻ خود دے گا:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں جو نماز مسواک کے ساتھ پڑھی جائے، رسول اللہ ﷺ اس کو اس نماز پر ستر (۷۰) ستر درجہ فضیلت دیتے تھے جو بغیر مسواک کے پڑھی جائے، اور آپ فرماتے تھے جب قیامت کے دن اللہ تعالیٰ مخلوقات کو ان کے حساب کے لیے جمع فرمائے گا اور فرشتے ان اعمال کو لے کر آئیں گے جن کو انہوں نے لکھ کر محفوظ کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان سے فرمائے گا دیکھو کوئی چیز رہ تو نہیں گئی؟ فرشتے کہیں گے اے ہمارے رب! ہم نے ایسی کوئی چیز نہیں چھوڑی جس کا ہمیں علم ہوا اور جس کی ہم نے حفاظت کی ہو ہم نے ہر چیز کا احاطہ کر لیا ہے اور اس کو لکھ لیا ہے۔ تب اللہ تبارک وتعالیٰ فرمائے گا بے شک ہمارے پاس ایک چیز چھپی ہوئی ہے جس کو تم نہیں جانتے اور اس کی میں خود جزا دوں گا اور وہ ذکر خفی ہے۔ (پوشیدہ ذکر)

(اتحاف السادۃ المھرۃ بزوائد المسانید العشرۃ رقم الحدیث: ۶۸۰۹، المطالب العالیہ رقم الحدیث: ۳۴۲۱، مسند ابو یعلیٰ رقم الحدیث: ۴۷۳۸، مجمع الزوائد ج ۱۰ ص ۸۱)

جو ذکر نہیں کرتے وہ مردوں کی طرح ہیں:

حضرت ابوموسیٰ ﷛ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

ان اشخاص کی مثال جو اللہ رب العالمین کو یاد کرتے ہیں زندوں کی سی ہے اور جو ذکر الٰہی نہیں کرتے وہ مردوں کی طرح ہیں۔

(مشکوٰۃ، باب ذکر اللہ عزوجل والتقرب الیہ، الفصل الاول بحوالہ صحیح بخاری، صحیح مسلم)

حضرت ابوہریرہ ﷛ نے فرمایا کوئی قوم ایسی نہیں جو ایک جگہ بیٹھیں اور وہاں اللہ

تعالیٰ کا ذکر نہ کریں تو ان کی حیثیت مردہ گدھے کی سی ہوتی ہے اوران پر حسرت کی کیفیت ہوتی ہے۔ (مشکٰوۃ، باب ذکراللہ عزوجل والتقرب الیہ، الفصل الثانی بحوالہ منداحمد، سنن ابوداؤد)

ذکرکرنے والوں کوفرشتے تلاش کرتے ہیں:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

فرشتے اللہ تعالیٰ کا ذکرکرنے والوں کو راستوں میں تلاش کرتے ہیں اور جب انہیں ذکر الٰہی کرنے والے لوگ مل جاتے ہیں تو وہ پکارتے ہیں۔آؤ تمہاری مراد پوری ہوگئی۔ذکرکرنے والے مل گئے ہیں۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا:''پھر فرشتے ان ذکرکرنے والوں کو آسمان تک اپنے پروں میں ڈھانپ لیتے ہیں۔ پھر ربّ کریم فرشتوں سے ان کے بارے میں دریافت فرماتا ہے کہ میرے بندے کیا کر رہے ہیں؟ حالانکہ وہ فرشتوں سے زیادہ جانتا ہے۔فرشتے عرض کرتے ہیں وہ تیری تسبیح وتحمید،تکبیر اور تیری بزرگی کا تذکرہ کررہے ہیں۔ پھر رب تعالیٰ فرشتوں سے معلوم کرتا ہے کیا انہوں نے مجھے دیکھا ہے؟ وہ جواب دیتے ہیں تیری ذات پاک کی قسم انہوں نے تجھے نہیں دیکھا۔تب اُن سے رب تعالیٰ فرماتا ہے اگروہ مجھے دیکھ لیتے تو ان کا کیا حال ہوتا؟ فرشتے عرض کرتے ہیں۔ربّ کریم !اگروہ تجھے دیکھ لیتے تو وہ تیری زیادہ عبادت کرتے ۔ تیری تسبیح زیادہ کرتے اور تیری عظمت زیادہ بیان کرتے۔ربّ کریم فرشتوں سے فرماتا ہے کہ وہ مجھ سے کیا مانگ رہے تھے؟ فرشتے عرض کرتے ہیں کہ وہ جنت کے سوالی ہیں۔ربّ کریم فرماتا ہے کیا انہوں نے جنت کو دیکھا ہے؟ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: فرشتے کہتے ہیں تیری ذات اقدس کی قسم! انہوں نے جنت کونہیں دیکھا۔تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اگروہ جنت کو دیکھ لیتے تو ان کا کیا حال ہوتا؟ فرشتے عرض کرتے ہیں اگر وہ جنت کو دیکھ لیتے تو اس کی طلب میں اورزیادہ حریص

ہوتے اوراس کی طلب میں زیادہ کوشش کرتے اور بہت زیادہ رغبت کا اظہار کرتے ۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ۔ اس کے علاوہ بندے کیا کررہے ہیں؟ فرشتے عرض کرتے ہیں وہ پناہ مانگ رہے ہیں ۔ ربّ کریم دریافت فرماتا ہے کس چیز سے پناہ مانگ رہے ہیں؟ تو فرشتے کہتے ہیں دوزخ سے ۔ ربّ کریم فرماتا ہے کیا انہوں نے دوزخ کو دیکھا ہے؟ فرشتے کہتے ہیں خدا کی قسم! انہوں نے دوزخ کو نہیں دیکھا۔ تب اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اگر وہ دوزخ کو دیکھ لیتے تو ان کا کیا حال ہوتا؟ فرشتے کہتے ہیں اگر وہ دوزخ کو دیکھ لیتے تو اس سے بہت زیادہ پناہ مانگتے اور اس سے بہت ڈرتے ۔ تب ربّ کریم فرماتا ہے تم گواہ ہو جاؤ کہ میں نے ان کی مغفرت فرمادی ۔

نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں:

اس وقت ایک فرشتہ رب تعالیٰ سے عرض کرتا ہے: ان لوگوں میں ایک ایسا شخص بھی ہے جو ذکر کرنے والوں میں شامل نہیں وہ ان کے پاس کسی کام سے آیا تھا اور بیٹھ گیا۔ رب تعالیٰ فرماتا ہے: ''ذکر کرنے والوں کے ساتھ بیٹھنے والا بھی محروم اور بدبخت نہیں ہے''۔ (مشکوٰۃ، باب ذکر اللہ عزوجل والتقرب الیہ، الفصل الاول بحوالہ صحیح بخاری)

فرشتے مصافحہ کرتے ہیں:

حضرت حنظلہ بن ربیع الاسیدی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدّیق رضی اللہ عنہ سے میری ملاقات ہوئی تو انہوں نے دریافت فرمایا:

اے حنظلہ! کیا حال ہے؟ میں نے عرض کیا کہ حنظلہ تو منافق ہوگیا۔ صدّیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ سبحان اللہ تم کیا کہہ رہے ہو؟ حضرت حنظلہ کہتے ہیں میں نے کہا کہ جب ہم بارگاہِ نبوی (ﷺ) میں حاضر ہوتے ہیں اور آپ (ﷺ) ہمیں دوزخ و جنت کی بات بتاتے ہیں اس وقت ہماری حالت یہ ہوتی ہے کہ گویا جنت و دوزخ ہمارے سامنے

ہیں لیکن جب ہم بارگاہِ نبوی (ﷺ) سے اہل وعیال میں آتے ہیں تو ہم اہل وعیال ،زمینوں اور باغوں میں پھنس کر رہ جاتے ہیں اوران باتوں کو بھول جاتے ہیں ۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

خدا کی قسم! ہمارا بھی یہی حال ہوتا ہے ۔پھر میں اور ابوبکر رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے ۔میں نے نبی کریم ﷺ سے عرض کیا یارسول اللہ (ﷺ)!حنظلہ تو منافق ہوگیا ۔نبی کریم ﷺ نے فرمایا:۔کیسے؟ حضرت حنظلہ نے عرض کیا: یارسول اللہ (ﷺ)! جب ہم آپ (ﷺ) کی خدمت میں ہوتے ہیں تو جنت ودوزخ کی بات سنتے ہیں تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ ہم اپنی نظروں سے دیکھ رہے ہیں ۔لیکن جب آپ (ﷺ) کی خدمت سے جاتے ہیں تو بیوی بچوں اور زمینوں میں گھِر کر سب کچھ بھول جاتے ہیں ۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے اگر تم اس حالت پر رہو جیسا کہ میرے پاس ہوتے ہو اور ذکر الٰہی میں مشغول رہتے ہو تو فرشتے تم سے بستروں اور راستوں میں مصافحہ کریں ۔رسول خدا ﷺ نے فرمایا:

اے حنظلہ ایک گھڑی ۔ایک گھڑی اور یہ فقرہ تین مرتبہ فرمایا۔(کچھ دیر کے لئے ہی ایسی کیفیت کا ہونا بھی کافی ہے)

(مشکوٰۃ ،باب ذکراللہ عزوجل والتقرب الیہ،الفصل الاول بحوالہ صحیح مسلم)

اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ کا ذکر تمام اعمال سے بہتر:

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

کیا میں تم کو یہ خبر نہ دوں کہ تمہارے رب کے نزدیک تمہارا کون سا عمل سب سے اچھا ہے؟ سب سے پاکیزہ اور بلند درجہ والا ہے اور جو تمہارے سونے اور چاندی کے

صدقہ کرنے سے زیادہ اچھا ہے اور اس سے بھی اچھا ہے کہ تمہارا تمہارے دشمنوں سے مقابلہ ہو تم ان کی گردنیں مارو اور وہ تمہاری گردنیں ماریں، صحابہ نے پوچھا یا رسول اللہ! کون سا عمل ہے آپ نے فرمایا: اللہ کا ذکر کرنا۔

(جامع الترمذی رقم الحدیث: ۳۳۷۶، سنن ابن ماجہ رقم الحدیث: ۳۷۹۰)

زبان ہمیشہ اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ کے ذکر سے تر رہے:

حضرت عبداللہ بن بُسر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ (ﷺ)! اسلام کے احکام بہت زیادہ ہیں، آپ مجھے بتائیے کہ میں کس عمل کو زیادہ کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا:

تمہاری زبان ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے ذکر سے تر رہے۔

(جامع الترمذی رقم الحدیث: ۳۳۷۵، سنن ابن ماجہ رقم الحدیث: ۳۷۹۳ مسند احمد ج ۴ ص ۱۹۰، المستدرک ج ۱ ص ۴۹۵، مصنف ابن ابی شیبہ ج ۱۰ ص ۳۰۱، صحیح ابن حبان رقم الحدیث: ۸۱۴، شعب الایمان رقم الحدیث: ۵۱۵)

سب سے محبوب عمل:

حضرت انس رضی اللہ عنہ کی والدہ نے کہا یا رسول اللہ (ﷺ)! مجھے وصیت کیجئے، آپ نے فرمایا: گناہوں کو چھوڑ دو، یہ سب سے افضل ہجرت ہے، اور فرائض کو ہمیشہ پابندی سے ادا کرو یہ سب سے افضل جہاد ہے، اور بہ کثرت اللہ کا ذکر کرو کیونکہ کثرت ذکر سے زیادہ اللہ کو، کوئی عمل محبوب نہیں ہے۔ (المعجم الکبیر ج ۲۵ ص ۱۲۹)

بکثرت ذکر کرنے والے:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ مکہ کے ایک راستہ میں جا رہے تھے، آپ کا ایک پہاڑ سے گزر ہوا جس کو جمدان کہتے ہیں، آپ نے فرمایا چلتے رہو یہ جمدان ہے، مفردون سبقت لے گئے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پوچھا: یا رسول اللہ (ﷺ)! مفردون کون ہیں؟ آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کا بکثرت ذکر کرنے والے مرد اور اللہ کا

بکثرت ذکر کرنے والی عورتیں۔

(صحیح مسلم رقم الحدیث:٢٦٧٦،مسند احمد ج٢ص٣٢٣،المستدرک ج١ص،٤٩٥،شعب الایمان رقم الحدیث:٥٠٥)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

تم میں سے جو شخص شب بیداری کی مشقت اٹھانے سے عاجز ہو،اور جو شخص اللہ کی رہ میں مال خرچ کرنے میں کنجوس ہو اور اللہ کے دشمنوں سے جہاد کرنے میں بزدل ہو وہ بکثرت اللہ کا ذکر کرے۔

(مسند البزار رقم الحدیث:٣٠٥٨،المعجم الکبیر رقم الحدیث:١١١٢١)

جنت کے میوے کھاؤ:

حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

جب تمہارا گزر جنت کے باغوں سے ہو تو اس کے میوے کھاؤ۔صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا جنت کے باغ کون سے ہیں؟ تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

ذکر و شغل کے حلقے۔

(مشکوٰۃ،باب ذکر اللہ عزوجل والتقرب الیہ،الفصل الثانی بحوالہ جامع الترمذی)

جس محفل میں ذکر الٰہی اور درود شریف نہ ہو:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

جو شخص کسی مجلس میں بیٹھ کر اللہ کا ذکر نہ کرے اس کی یہ نشست اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کے لیے خسارہ کا سبب ہوگی اور جو شخص بستر پر لیٹ کر اللہ کا ذکر نہ کرے تو یہ بھی اس کے لیے اللہ تعالیٰ کی طرف سے خسارے کی جگہ ہوگی۔

(مشکوٰۃ،باب ذکر اللہ عزوجل والتقرب الیہ،الفصل الثانی بحوالہ سنن ابوداؤد)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

جو لوگ ایک مجلس میں اکٹھے ہوئے اور اس مجلس میں نہ تو اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا اور نہ

نبی کریم ﷺ پر درود شریف پڑھا تو یہ نشست ان کے لیے خسارہ کا سبب ہوگی۔ اگر اللہ تعالیٰ چاہے گا تو ان کی مغفرت فرمائے گا اور چاہے گا تو مبتلائے عذاب فرمائے گا۔

(مشکوٰۃ، باب ذکر اللہ عزوجل والتقرب الیہ، الفصل الثانی بحوالہ جامع ترمذی)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اپنی گفتگو ذکر الٰہی سے خالی نہ رکھو کیونکہ تمہاری زیادہ گفتگو کا ذکر الٰہی سے خالی ہونا شقاوت قلبی کا سبب ہے اور شقاوت قلبی اللہ تعالیٰ سے دوری کا سبب ہوتی ہے۔

(مشکوٰۃ، باب ذکر اللہ عزوجل والتقرب الیہ، الفصل الثانی بحوالہ جامع الترمذی)

بہترین دولت:

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ: جب آیت "وَالَّذِينَ يَكْنِزُونَ الذَّهَبَ وَ الْفِضَّةَ" نازل ہوئی تو ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سفر میں تھے اس موقع پر بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یہ آیت تو سونے اور چاندی کے بارے میں نازل ہوئی ہے اگر ہمیں یہ پتہ چل جاتا کہ کونسا مال بہتر ہے تو ہم اسی کو لیتے۔ اس وقت نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

بہترین دولت یادِ الٰہی میں مشغول رہنے والی زبان اور شکر کرنے والا دل ہے اور مسلمان کی بیوی اس کے ایمان پر مدد کرنے والی ہے۔

(مشکوٰۃ، باب ذکر اللہ عزوجل والتقرب الیہ، الفصل الثانی بحوالہ مسند احمد، جامع الترمذی، سنن ابن ماجہ)

اللہ تعالیٰ فخر فرماتا ہے:

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے مسجد میں کچھ لوگوں کو بیٹھا دیکھ کر فرمایا:

تم لوگ یہاں کس لیے اکٹھے ہوئے ہو؟ تو لوگوں نے کہا ہم یہاں ذکر الٰہی کے لیے بیٹھے ہیں۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا خدا کی قسم کیا تم اسی کام کے لیے بیٹھے ہو؟ تو ان لوگوں نے کہا بیشک ہم اسی کام کے لیے بیٹھے ہیں۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں

نے تم پر تہمت لگانے کے لیے قسم نہیں کھائی۔ میں نے تم لوگوں کے مقابلہ میں حضور نبی کریم ﷺ سے بہت کم حدیثوں کی روایت کی ہے۔رسول خدا ﷺ ایک جماعت کے پاس تشریف لے گئے تو ان سے دریافت کیا تم لوگ کس لیے جمع ہوئے ہو تو انہوں نے کہا ہم ذکر الٰہی اور اس کی تعریف کے لیے جمع ہوئے ہیں کہ اس نے ہمیں ہدایت کی دولت سے سرفراز فرما کر احسان فرمایا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

خدا کی قسم کیا تم اسی لیے جمع ہوئے ہو؟ ان لوگوں نے عرض کیا خدا کی قسم ہم کو اس کے سوا اور کسی چیز نے اکٹھا نہیں کیا۔اس وقت نبی ﷺ نے فرمایا:

میں نے تہمت دینے کے لیے تمہیں قسم نہیں دی۔لیکن جبرئیل امین علیہ السلام نے آ کر مجھے بتایا کہ اللہ تعالیٰ عزوجل تم لوگوں پر ملائکہ کے مجمع میں فخر کرتا ہے۔

(مشکوٰۃ، باب ذکر اللہ عزوجل والتقرب الیہ، الفصل الثالث بحوالہ صحیح مسلم)

شیطان کب وسوسہ ڈالتا ہے:

حضرت ابن عبّاس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

شیطان ابن آدم کے دل سے چپکا ہوا ہے لیکن جب وہ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتا ہے تو وہ الگ ہو جاتا ہے اور جب ابن آدم غافل ہو جاتا ہے تو شیطان وسوسہ ڈالتا ہے۔

(مشکوٰۃ، باب ذکر اللہ عزوجل والتقرب الیہ، الفصل الثالث بحوالہ صحیح بخاری)

ذکر الٰہی کرنے والوں کی مثال:

حضرت مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے یہ سنا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

غفلت کرنے والوں میں سے ذکر الٰہی کرنے والے کی مثال ایسی ہے جیسا کہ بھاگنے والوں کا پیچھا کرنے والا۔مجاہد اور غفلت کرنے والوں میں سے ذکر الٰہی کرنے والا ایسا ہی ہے جس طرح خشک درخت میں سبز شاخ۔ایک اور روایت میں اس طرح مروی ہے کہ ذکر الٰہی کرنے والے کی مثال ایسی ہے جیسی کہ خشک درختوں میں سبز درخت اور اندھیرے

گھروں میں روشن مکان اور اللہ تعالیٰ ذکر کرنے والے کو زندگی ہی میں اس کا جنتی مقام دکھا دیتا ہے اور ذکر الٰہی کرنے والے کے گناہ اگر انسانوں اور جانوروں کے برابر بھی ہوں تو بخش دیئے جاتے ہیں۔ (مشکوٰۃ، باب ذکر اللہ عزوجل والتقرب الیہ، الفصل الثالث بحوالہ امام رزین)

ذکر الٰہی جہاد سے بھی افضل:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ فرمایا کرتے تھے: ہر چیز کے لیے صفائی کی کوئی چیز ہوتی ہے اور دلوں کی صفائی خدا کی یاد ہے اور کوئی چیز ایسی نہیں جو اللہ تعالیٰ کے عذاب سے مکمل نجات دلا دے اور ہاں وہ ذکر الٰہی ہے۔صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ جہاد بھی اس کے مقابل نہیں؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

ہاں جہاد بھی۔ یہاں تک کہ لڑتے ہوئے تمہاری تلوار بھی ٹوٹ جائے۔

(مشکوٰۃ، باب ذکر اللہ عزوجل والتقرب الیہ، الفصل الثالث بحوالہ بیہقی دعوات کبیر)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا گیا کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے نزدیک کون سے بندے کا درجہ سب سے بلند ہوگا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: جو اللہ کا بکثرت ذکر کرنے والے ہیں۔صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا یا رسول اللہ (ﷺ)! ان کا درجہ اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والوں میں سے بھی زیادہ بلند ہوگا؟ آپ نے فرمایا اگر وہ اپنی تلوار سے کفار اور مشرکین کو قتل کر دے حتیٰ کہ اس کی تلوار ٹوٹ جائے اور خون سے رنگین ہو جائے پھر بھی اللہ کا بکثرت ذکر کرنے والے کا درجہ اس سے افضل ہوگا۔

(جامع الترمذی رقم الحدیث:۳۳۷۶،مسند احمد ج۳ص۷۵)

اتنا ذکر کرو کہ لوگ دیوانہ اور ریا کار کہیں:

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اس قدر کثرت سے اللہ کا ذکر کرو کہ لوگ کہیں یہ دیوانہ ہے۔

(مسند احمد ج۳ص۷۱۔۶۸،مسند ابو یعلیٰ رقم الحدیث:۱۳۷۶،صحیح ابن حبان رقم الحدیث:۸۱۷)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اللہ کا اتنا زیادہ ذکر کرو کہ منافق کہیں یہ ریاکار ہے۔

(المعجم الکبیر رقم الحدیث: ۱۲۷۸۶، حلیۃ الاولیاء ج ۳ ص ۸۱۔۸۰)

ہر شجر و حجر کے پاس اللہ ﷻ کا ذکر کرو:

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ (ﷺ)! مجھے وصیت کیجئے، آپ نے فرمایا:

تم حتی الوسع (جہاں تک ہو سکے) اپنے اوپر خوف خدا کو لازم کرلو، اور ہر درخت اور پتھر کے پاس اللہ کا ذکر کرو، اور تم کو (اپنے) جس برے کام کا علم ہو تو فوراً اللہ سے توبہ کرو، پوشیدہ گناہ کی پوشیدہ توبہ کرو اور ظاہر گناہ کی ظاہر توبہ کرو۔ (المعجم الکبیر ج ۲۰ ص ۱۵۹)

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ ایک سفر میں تھے، ہم جب کسی بلندی پر چڑھتے تھے تو اللہ اکبر کہتے، تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

اے لوگو! اپنے نفسوں کے ساتھ نرمی کرو، تم کسی بہرے کو نہیں پکار رہے اور نہ کسی غائب کو لیکن تم سننے والے، دیکھنے والے کو پکار رہے ہو، پھر آپ میرے پاس آئے اور میں دل میں پڑھ رہا تھا **لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ**، آپ ﷺ نے فرمایا:

اے عبداللہ بن قیس! کہو **لا حولَ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ** (گناہوں سے پھرنا اور نیکیوں کی طاقت اللہ کی مدد کے بغیر نہیں ہے) یہ کلمہ جنت کے خزانوں میں سے ایک خزانہ ہے۔ یا فرمایا میں تم کو جنت کے خزانوں کی رہنمائی نہ کروں (وہ خزانہ یہ کلمہ ہے) **لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ**

(صحیح البخاری رقم الحدیث: ۶۳۸۴، سنن ابوداؤد رقم الحدیث: ۱۵۲۶، جامع الترمذی رقم الحدیث: ۳۴۶۱)

گھر سے نکلتے وقت کہو:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

جس شخص نے گھر سے نکلتے وقت کہا:

بِسْمِ اللّٰہِ تَوَکَّلْتُ عَلَی اللّٰہِ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ (اللہ کے نام سے، میں نے اللہ پر توکل کیا، گناہوں سے پھرنا اور نیکیوں کی طاقت اللہ کی مدد کے بغیر نہیں ہے) تو اس سے کہا جائے گا تمہارے لیے یہ نام کافی ہے اور تم کو (اس نام کے ذریعے) محفوظ کیا گیا اور تم سے شیطان کو دور کیا گیا۔

(جامع الترمذی رقم الحدیث: ۳۴۲۶، سنن ابوداؤد رقم الحدیث: ۵۰۹۵)

اچھی چیز کو دیکھ کر کہو:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
جس شخص نے کسی چیز کو دیکھا اور وہ اس کو اپنے لیے یا کسی اور کے لیے اچھی لگی اور اس نے کہا مَاشَآءَ اللّٰہُ لَاقُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ تو اس کو نقصان نہیں ہوگا۔

(مسند الفردوس بماثور الخطاب رقم الحدیث: ۵۶۹۶، شعب الایمان رقم الحدیث: ۴۳۷۰، جمع الجوامع رقم الحدیث: ۲۱۹۴۶، کنز العمال رقم الحدیث: ۱۷۶۷۰)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جس شخص نے کوئی چیز دیکھی اور وہ اس کو اچھی لگی اور اس نے کہا: "**مَاشَاءَ اللّٰہُ لَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہ**"، تو اس کو نظر نہیں لگے گی۔

(عمل الیوم واللیلۃ لابن السنی رقم الحدیث: ۲۰۷، الجامع الصغیر رقم الحدیث: ۸۶۸۴)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
اللہ تعالیٰ نے اس بندہ کو اس کے اہل یا مال یا اولاد میں سے کوئی نعمت اس پر انعام فرمائی تو اس نے کہا مَاشَآءَ اللّٰہُ لَاقُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ تو وہ ان نعمتوں میں موت کے سوا کوئی آفت نہیں پائے گا۔

(شعب الایمان رقم الحدیث: ۴۳۶۹)

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
جب کسی شخص کو اپنے بھائی کی صورت یا اس کا مال اچھا لگے تو اس کے اس کے لیے برکت کی

دعا کرنے میں کیا چیز رکاوٹ ہے؟ (اسے چاہیے کہ وہ کہے: فَتَبَارَکَ اللّٰہُ اَحْسَنُ الْخَالِقِیْن یا کہے اے اللہ! اس میں برکت کر دے) کیونکہ نظر لگنا برحق ہے۔ (عمل الیوم واللیلۃ رقم الحدیث: ۲۰۵)

حضرت عبداللہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

جب تم میں سے کوئی شخص اپنے نفس میں یا اپنے مال میں یا اپنے بھائی میں کوئی ایسی چیز دیکھے جو اسے اچھی لگے تو اس کو اس میں برکت کی دعا کرنی چاہیے۔

(عمل الیوم واللیلۃ لابن السنی رقم الحدیث: ۲۰۶)

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہنے کی فضیلت:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ (ﷺ)! قیامت کے دن آپ کی شفاعت کی زیادہ سعادت کون حاصل کرے گا؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

میرا یہی گمان تھا اے ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) کہ اس کے متعلق تم سے پہلے مجھ سے کوئی سوال نہیں کرے گا، قیامت کے دن میری شفاعت کی سعادت وہ شخص حاصل کرے گا جس نے خلوص دل کے ساتھ کہا **لا الٰہ الا اللہ** ۔ (صحیح البخاری رقم الحدیث: ۹۹، مسند احمد رقم الحدیث: ۸۸۴۵)

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

جس نے اخلاص کے ساتھ لا الٰــــہ الا الـــلـــہ کہا وہ جنت میں داخل ہو جائے گا۔ پوچھا گیا اخلاص کیا ہے؟ فرمایا:

جن چیزوں کو اللہ نے حرام کیا ہے ان سے رکنا ہے۔

[المعجم الاوسط رقم الحدیث: ۱۲۵۷، المعجم الکبیر رقم الحدیث: ۵۰۷۴، مجمع الزوائد رقم الحدیث: ۱۸]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اپنے ایمانوں کو تازہ کرو، کہا گیا یا رسول اللہ (ﷺ)! ہم اپنے ایمانوں کو کیسے تازہ کریں آپ نے فرمایا: بکثرت **لا الٰہ الا اللہ** پڑھو۔ (مسند احمد ج ۲ ص ۳۵۹)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا

ہے مجھے ایک ایسے کلمہ کا علم ہے کہ اس کو جو شخص بھی دل سے پڑھے گا اور تا دم مرگ اس پر قائم رہے گا اس پر دوزخ کو حرام کر دیا جائے گا وہ کلمہ ہے: **لا الٰہ الا اللہ** . (المستدرک ج ا ص ۷۲)

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

جنت کی چابیاں **لا الٰہ الا اللہ** کی شہادت دینا ہے۔ (مسند احمد ج ۳ ص ۳۴۰)

حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا آپ سفید چادر اوڑھے ہوئے سو رہے تھے، میں دوبارہ آیا تو آپ بیدار ہو چکے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو بندہ بھی لا الٰہ الا اللہ کہے پھر اسی کلمہ پر مر جائے وہ جنت میں داخل ہو جائے گا۔ میں نے عرض کیا اگر وہ زنا کرے؟ اگر وہ چوری کرے؟ آپ نے فرمایا: اگر وہ زنا کرے اور اگر وہ چوری کرے۔ میں نے کہا: اگر وہ زنا کرے؟ اور اگر وہ چوری کرے؟ فرمایا: اگر وہ زنا کرے اور اگر وہ چوری کرے۔ میں نے (تیسری بار) کہا: اگر وہ زنا کرے؟ اور اگر وہ چوری کرے؟ آپ نے فرمایا: اگر وہ زنا کرے اور اگر وہ چوری کرے ابو ذر کی ناک کو خاک میں رگڑتے ہوئے۔

حضرت ابوذر جب بھی یہ حدیث بیان کرتے تو یہ کلمات ضرور کہتے۔

حضرت امام بخاری علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ یہ حدیث اس شخص کے متعلق ہے جو مرتے وقت لا الٰہ الا اللہ پڑھے، یا موت سے پہلے جب بندہ توبہ کرے اور نادم ہو اور کہے لا الٰہ الا اللہ تو اس کی مغفرت کر دی جائے گی۔

(صحیح البخاری رقم الحدیث: ۵۸۲۷، ۱۲۳۷، صحیح مسلم رقم الحدیث: ۹۴، سنن النسائی رقم الحدیث: ۱۱۱۶)

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ: سب سے **افضل** ذکر **لا الٰہ الا اللہ** اور سب سے **افضل** دعا **الحمد للہ** ہے۔ (جامع الترمذی رقم الحدیث: ۳۳۸۳، سنن ابن ماجہ رقم الحدیث: ۳۸۰۰)

توحید ورسالت کی گواہی کا اجر:

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اور حضرت معاذ رضی اللہ عنہ ایک پالان پر آگے پیچھے سوار تھے، آپ ﷺ نے فرمایا: اے معاذ بن جبل (رضی اللہ عنہ)! میں نے کہا لبیک یا رسول اللہ (ﷺ)! میں آپ کی اطاعت کے لیے حاضر ہوں۔ آپ نے اس طرح تین بار فرمایا تھا، پھر آپ نے فرمایا: جو شخص بھی صدق دل سے **لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ** کی گواہی دے گا اللہ اس کو دوزخ پر حرام کر دے گا، میں نے عرض کیا یا رسول اللہ (ﷺ)! میں لوگوں کو اس کی خبر نہ دے دوں تاکہ وہ خوش ہو جائیں؟ آپ نے فرمایا: پھر وہ اسی پر اعتماد کرلیں۔ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے موت کے وقت گناہ سے بچنے کے لیے اس حدیث کو بیان کیا۔

(صحیح البخاری رقم الحدیث: ۱۲۸، صحیح مسلم رقم الحدیث: ۳۲)

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: حشر کے دن میری امت کے ایک شخص کو لوگوں کے درمیان سے بلایا جائے گا، اس کے سامنے اس کے گناہوں کے ننانوے رجسٹر کھولے جائیں گے اور ہر رجسٹر حد نظر تک ہوگا، پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا کیا تم اس میں سے کسی چیز کا انکار کرتے ہو؟ کیا میرے لکھنے والے محافظ فرشتوں نے تم پر کوئی ظلم کیا ہے؟ وہ کہے گا نہیں اے میرے رب! اللہ تعالیٰ فرمائے گا تمہارے پاس کوئی عذر ہے؟ وہ کہے گا نہیں! نہیں اے میرے رب! اللہ فرمائے گا کیوں نہیں! ہمارے پاس تمہاری ایک نیکی ہے بے شک آج تم پر کوئی ظلم نہیں ہوگا پھر ایک پرچی نکالی جائے گی جس میں لکھا ہوگا: ''**اَشْھَدُ اَنْ لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ**'' اللہ تعالیٰ فرمائے گا: اس کو اپنے میزان میں رکھو، وہ بندہ کہے گا: اے میرے رب! ان رجسٹروں کے سامنے اس پرچی کا کیا وزن ہوگا؟ پس اللہ فرمائے گا: بے شک تم پر ظلم نہیں کیا جائے گا۔ پھر اس کے گناہوں کے رجسٹروں کو ایک پلڑے میں رکھا جائے گا اور اس پرچی کو دوسرے پلڑے میں رکھا جائے گا پھر وہ رجسٹر میزان میں ہلکے ہوں

گےاور پرچی بھاری ہوگی اوراللہ کے نام کے سامنےکوئی چیز بھاری نہیں ہوسکتی۔

(جامع الترمذی رقم الحدیث: ۲۶۳۹،سنن ابن ماجہ رقم الحدیث: ۴۳۰۰)

اللہ والوں کا ذکر:

اللہ تعالیٰ کے خاص بندے وہ ہوتے ہیں جو دن رات ذکرالٰہی میں مشغول رہتے ہیں اور ایک لمحہ کے لیےبھی اپنے رب سے غافل نہیں ہوتے۔ان کے بارےاللہ تعالیٰ کاارشاد ہے:

﴿رِجَالٌ لَاتُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰه﴾

ترجمہ: ایسے مردان حق جن کوتجارت اورخرید وفروخت اللہ کی یاد سے غافل نہیں کرسکتی

حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ والرضوان لکھتے ہیں:

حضرت خواجہ نقشبندعلیہ الرحمۃ والرضوان نے فرمایا کہ میں نے منیٰ کے میدان میں ایک تاجر کو دیکھا جوکم وبیش پچاس ہزار دینار کی خرید وفروخت کررہا تھا مگراس کا دل ایک لمحہ کے لئے بھی یادحق سے غافل نہ تھا۔ (مکتوبات امام ربانی،مکتوب نمبر۳۳،دفتر اول حصہ اول)

خط کی ابتدا ذکر کی تلقین سے:

ہمارے مرشدگرامی قبلہ عالم سید میر طیب علی شاہ بخاری مدظلہ العالی (سجادہ نشین آستانہ عالیہ حضرت کرماں والاشریف) کے داداجان ''حضرت صاحب'' حضرت کرماں والے علیہ الرحمۃ ولرضوان جنہوں بےشمارلوگوں کے دلوں کواللہ کے ذکر سے زندہ فرمایا آپ جب کسی کوخط تحریرفرماتے تو اس کی ابتدامیں ذکرالٰہی کی تلقین یوں فرماتے:

''اللہ رب العالمین محض اپنےفضل ورحم سے ہرمسلمان مردوعورت کا انجام بخیر فرمائیں، بہرحال ذکرالٰہی وشریعت کی پابندی ضروری جیسے موت ضروری!''

﴿اللہ﴾ ﴿اللہ﴾ ﴿اللہ﴾ ﴿اللہ﴾ ﴿اللہ﴾ ﴿اللہ﴾ ﴿اللہ﴾ ﴿اللہ﴾

......رسول اللہ ﷺ سے محبت کریں......

فہرس

صلی اللہ علی حبیبہ محمد والہ وسلم

قرآن مجید میں رسول اللہ ﷺ کی محبت کا حکم:

اللہ تعالیٰ نے سورہ توبہ میں ان لوگوں کو وعید سنائی ہے جو مخلوق کی محبت کو اللہ تعالیٰ اوراس کے رسول ﷺ کی محبت سے بڑھ کر سمجھتے ہیں۔اللہ تعالیٰ کا ارشاد پاک ہے:

﴿قُلْ اِنْ كَانَ اٰبَآؤُكُمْ وَاَبْنَآؤُكُمْ وَاِخْوَانُكُمْ وَاَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيْرَتُكُمْ وَاَمْوَالُ ِۨاقْتَرَفْتُمُوْهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسٰكِنُ تَرْضَوْنَهَآ اَحَبَّ اِلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَجِهَادٍ فِيْ سَبِيْلِهٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ ؕ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ﴾ (التوبہ۔۲۴)

ترجمہ: ’’[یارسول اللہ (ﷺ)] آپ فرمادیں کہ (اے لوگو!) اگر تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے تمہارے بھائی اور تمہاری بیویاں اور تمہارا کنبہ اور تمہاری کمائی کے مال اور وہ کاروبار جس کے نقصان کا تمہیں ڈر لگا رہتا ہے اور تمہارے پسندیدہ گھر اللہ جل جلالہٗ اور اس کے رسول ﷺ اور اس کی راہ میں جہاد کرنے سے زیادہ پیارے ہوں تو انتظار کرو یہاں تک کہ اللہ جل جلالہٗ اپنا حکم لائے اور اللہ جل جلالہٗ فاسقوں کو ہدایت نہیں دیتا‘‘۔

انسان عام طور پر اپنے والدین ،اولاد،اپنے بھائیوں،اپنی بیویوں،اپنے خاندان،اپنے مال،اپنے کاروبار اور اپنے گھر سے محبت کرتا ہے۔ہمارا دین ہم سے ان تمام چیزوں کی محبت ختم کرنے کا مطالبہ نہیں کرتا بلکہ ان چیزوں کی محبت کو برقرار رکھتے ہوئے رسول اللہ ﷺ کی محبت کو باقی تمام محبتوں پر غالب کرنے کا مطالبہ فرماتا ہے۔

نبی کریم ﷺ کی محبت فرض ہے:

رسول اللہ ﷺ کی محبت کو اللہ تعالیٰ نے ہر مومن پر فرض کیا ہے۔اس کی وضاحت نبی کریم ﷺ کے اس ارشاد میں موجود ہے: ’’لَا يُؤْمِنُ اَحَدُكُمْ حَتّٰى اَكُوْنَ اَحَبَّ اِلَيْهِ

مِنْ وَّالِدِهٖ وَوَلَدِهٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ''.

ترجمہ:''تم میں سے کوئی صاحب ایمان ہوہی نہیں ہوسکتا جب تک میں اسے اس کے والدین، اولاد اور تمام لوگوں سے بڑھ کر محبوب نہ ہوجاؤں''۔(صحیح بخاری رقم الحدیث:۱۵صحیح مسلم رقم الحدیث:۴۴)

جوشخص حضور ﷺ سے محبت کرے گا وہ صاحب ایمان ہوگا اور جو شریعت کے مقرر کردہ طریقہ کے مطابق آپ ﷺ کو اپنے والد، اولاد، اھل، مال اور تمام لوگوں سے بڑھ کر سمجھے گا وہ کامل ایمان والا ہوگا۔ جیسے جیسے اس کی محبت میں اضافہ ہوتا چلا جائے گا اس کا ایمان بھی کامل ہوگا۔

بے جان چیزیں بھی نبی کریم ﷺ سے محبت کرتی ہیں:

یہ تو عین ممکن ہے کہ انسان کسی خوبصورت منظر کی وجہ سے کسی پتھر یا درخت سے محبت کرتا ہو۔لیکن پتھر اور درخت انسان سے محبت کرے یہ بہت ہی عجیب بات ہے کیونکہ پتھر اور درخت میں انسان کی طرح زبان اور دل نہیں ہوتے۔اس کے باوجود اللہ تعالیٰ نے ان میں بھی حضور نبی کریم ﷺ کی محبت رکھ دی ہے اور اس محبت کی وجہ سے ان کے اندر ایک طرح کی سمجھ پیدا فرمادی ہے۔

احد پہاڑ کی نبی کریم ﷺ سے محبت:

احادیث میں ہے کہ احد پہاڑ حضور نبی کریم ﷺ سے محبت کرتا ہے جیسا کہ آپ ﷺ کے قلب انور میں بھی اس کی محبت تھی، اس بات کا حضور ﷺ نے اظہار بھی فرمایا اور یہ آپ ﷺ سے بکثرت منقول ہے۔

۱۔حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کا بیان ہے میں نے حضور علیہ السلام کے ساتھ خیبر کی طرف سفر کیا۔ جب آپ ﷺ واپس لوٹے اور احد دکھائی دیا تو فرمایا۔''هٰذا جَبَلٌ یُّحِبُّنَا وَ نُحِبُّهٗ''

''یہ پہاڑ ہم سے اور ہم اس سے محبت کرتے ہیں۔''(صحیح البخاری، کتاب الجهاد)

۲۔ حضرت ابوحمید ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ غزوہ تبوک کے لئے گئے۔۔۔۔۔۔واپسی پر آپ ﷺ نے فرمایا:
میں تیز چلنا چاہتا ہوں تم میں سے جو چاہتا ہے میرے ساتھ چلے ورنہ آہستہ رہے۔ہم جب مدینہ طیبہ کے قریب پہنچے تو آپ ﷺ نے فرمایا:

''هٰذِهٖ طَابَةٌ وَ هٰذا اُحُدٌ وَهُوَ جَبَلٌ يُّحِبُّنَا وَ نُحِبُّهُ''

ترجمہ: یہ شہر طابہ ہے اور یہ احد پہاڑ ہے جو ہم سے اور ہم اس سے محبت کرتے ہیں۔
(البخاری، کتاب الزکوۃ)

انسان طبعی طور پر خوبصورت مقامات مثلاً سرسبز پہاڑوں اور پھلوں و پھولوں سے لدے باغات کو پسند کرتا ہے۔ان میں بیٹھنا اور انہیں بار بار دیکھنا چاہتا ہے کیونکہ اس سے اسے راحت، اطمینان، سکون، آرام اور لذت وخوشی حاصل ہوتی ہے۔لیکن کسی سخت پتھر کا انسان سے محبت کرنا نہ عادت ہے اور نہ معمول بلکہ غیر معروف اور عجیب ہے۔یہی وجہ ہے کہ ہر مقام پر آپ ﷺ نے پہاڑ کا ذکر پہلے اور اپنی محبت کا ذکر بعد میں فرمایا۔جن لوگوں نے بھی احد پہاڑ کی زیارت کی ہے۔وہ جانتے ہیں کہ بظاہر اس پہاڑ کا دوسرے پہاڑوں سے کوئی فرق نہیں بلکہ کئی لحاظ سے کم درجوں کا مالک ہے جیسے اس پر نہ کوئی درخت ہے نہ چشمہ اور نہ سبزہ۔صرف محبت رسول ﷺ کی وجہ سے اس کا مقام دوسرے پہاڑوں سے زیادہ ہے۔

جب اللہ تعالیٰ نے ان پتھروں میں بھی اپنے محبوب نبی ﷺ کی محبت پیدا فرما دی جو بظاہر نہ شعور اور عقل رکھتے ہیں اور نہ ہی جذبات اور ان میں سوائے خشکی اور سختی کے کچھ نہیں ہوتا۔تو اب اس سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کے ہاں آپ ﷺ کی محبوبیت اور بلند مرتبے پر کیا دلیل ہوسکتی ہے؟ پتھروں پر شریعت کے احکام لاگو نہیں ہوتے کیونکہ ان میں عقل نہیں ہوتی اس کے باوجود جب وہ آپ ﷺ سے محبت کرتے ہیں تو خود غور کریں اس انسان کو آپ ﷺ سے کس قدر محبت کرنی چاہئے جس کے پاس عقل اور سمجھ بھی ہے اور اس

پر شریعت کے احکام بھی لاگو ہوتے ہیں۔

کھجور کے خشک تنے کا جدائی کے غم میں رونا:

مسجد نبوی میں منبر شریف تیار ہونے سے پہلے آپ ﷺ ایک کھجور کے تنے کے ساتھ کھڑے ہو کر خطبہ ارشاد فرمایا کرتے، جب قیام طویل ہو جاتا یا کچھ تھکاوٹ محسوس فرماتے تو اس تنے پر دست اقدس بھی رکھتے، نمازیوں کی تعداد میں اضافہ ہوتا چلا گیا۔ جمعہ میں دور بیٹھنے والے آپ کی زیارت نہ کر پاتے۔ آپ ﷺ کی عمر شریف بھی زیادہ ہوگئی تھی، صحابہ ﷺ کو آپ ﷺ کا اتنی دیر تک کھڑا رہنا دشوار گزرنے لگا، انہوں نے منبر تیار کرنے کا سوچا، عرض کرنے پر آپ ﷺ نے بھی اس رائے کو پسند فرمایا۔ لہذا منبر تیار کر لیا گیا، جب منبر اپنی جگہ پر رکھ دیا گیا اور آپ ﷺ جمعہ کے خطبہ کے لئے حجرہ انور سے نکل کر منبر کی طرف بڑھے۔ آپ ﷺ کا گزر جب اس تنے کے پاس سے ہوا تو آپ ﷺ وہاں نہ رکے اور منبر پر جلوہ افروز ہوئے۔

''تنے نے چیخ و پکار شروع کر دی وہ اس قدر دردناک آواز میں رویا کہ پوری مسجد یا پورے مدینہ شریف میں اس کی آواز سنی گئی''۔ (مجمع الزوائد رقم الحدیث:3105)

حضور نبی کریم ﷺ منبر سے نیچے تشریف لائے، اس پر دست اقدس رکھتے ہوئے دلاسہ دیا اسے گلے لگایا یہاں تک کہ وہ خاموش ہو گیا۔ پھر آپ ﷺ نے بے جان تنے سے گفتگو کی اور اسے اختیار دیا، چاہے تو تجھے جنتی درخت بنا دیا جائے تیری جڑیں جنت کی نہروں اور چشموں سے فیض یاب ہوں اور تو پھل دے اور اللہ ﷻ کے انبیاء، رسل اور اس کے متقی بندے تیرا پھل کھائیں۔ تجھے دنیا کا پھل دار درخت بنا دیا جائے اور اہل ایمان تیرا پھل کھائیں یوں کہ تجھے باغ میں لوٹا دیا جائے۔ شوق میں رونے والے تنے نے جنتی ہونا پسند کیا۔'' (مجمع الزوائد رقم الحدیث:3107،3099)

اس پر وہ تنا خاموش ہو گیا، اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''مجھے قسم ہے اس ذات اقدس کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔ اگر میں اسے گلے نہ لگاتا تو یہ اللہ کے رسول ﷺ کے شوق میں قیامت تک روتا رہتا''۔

(مجمع الزوائد رقم الحدیث: 3105)

کھجور کے تنے نے جنت میں لگایا جانا کیوں پسند کیا؟

رسول اللہ ﷺ اس بے جان تنے سے چار پانچ ہاتھ ہی دور ہوئے لیکن وہ یہ دوری برداشت نہ کر سکا، آپ ﷺ کی جدائی میں نہایت غمزدہ ہو گیا اور سسکیاں لے لے کر رونے لگا، اور اس وقت تک خاموش نہ ہوا جب تک آپ ﷺ نے وصل کی صورت میں اسے گلے نہ لگا لیا اور اختیار عطا نہ فرما دیا۔ حالانکہ اس کے پاس عقل کہاں؟ اس نے دوبارہ باغ میں پھل دار ہونا اس لئے قبول نہیں کیا کہ اگر وہ یہ قبول کر لیتا تو سینکڑوں میٹر حضور ﷺ سے دور ہو جاتا جب وہ چند ہاتھ کی دوری کو برداشت نہیں کر سکا تو اتنی طویل مسافت کی دوری کیسے برداشت کر سکتا تھا؟

اس نے دوبارہ پھلدار درخت ہونا قبول نہ کیا کیونکہ اگر وہ یہ قبول کر لیتا تو اسے دوبارہ جدائی مل جاتی یا تو اس کی اپنی موت کی صورت میں یا حضور نبی کریم ﷺ کے وصال کی صورت میں اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اس کی موت آپ ﷺ کے وصال سے پہلے ہو جاتی تو ہر حال میں دوری تھی، لمبی جدائی تھی۔ تو جب اس نے چند ہاتھ کی جدائی برداشت نہ کی تو وہ باغ میں درخت بن کر اتنی دوری کیسے برداشت کر سکتا تھا؟ اس لئے اس نے جنتی ہونے کو اختیار کر لیا وہاں موت نہیں بلکہ بقا ہی بقا اور زندگی ہی زندگی ہے۔ اگر موت یا دفن کی وجہ سے کچھ جدائی بھی ہو گی تو یہ عارضی اور وقتی ہو گی اور پھر ہمیشہ ہمیشہ رسول اللہ ﷺ کا ساتھ نصیب ہو گا۔ کیونکہ آپ نے خود ارشاد فرمایا کہ جو جس سے محبت کرتا ہے وہ اسی

کے ساتھ ہوگا۔اس تنے کے رونے اور شوق سے اللہ تعالیٰ نے تمام مسلمانوں پر حجت قائم فرما دی ہے کہ وہ اس میں کوتاہی اور سستی نہ برتیں ۔ کیونکہ مسلمان اس پتھر اور بے جان تنے سے زیادہ اس بات کے حقدار ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ محبت کریں اور آپ کے عشق میں روئیں ۔امام حسن بصری ﷺ فرمایا کرتے تھے۔

ترجمہ: ''اے مسلمانو! ایک لکڑی اللہ کے رسول ﷺ کی ملاقات کے شوق میں روتی ہے تو تم آپ ﷺ کے عشق کے زیادہ حقدار ہو''۔ (صحیح ابن حبان،۸،۱۵۱)

مردوں کو زندہ کرنے سے بڑا معجزہ:

حضرت امام شافعی علیہ الرحمۃ والرضوان نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے جو کچھ حضور ﷺ کو عطا فرمایا وہ کسی دوسرے نبی کو عطا نہیں فرمایا۔ اس پر حضرت عمرو بن سواد نے عرض کیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے مردے زندہ کرنے کی طاقت عطا فرمائی ۔امام شافعی نے فرمایا: ''حضور ﷺ کے لئے تنا رویا اور اس کی آواز سنی گئی تو یہ اس سے کہیں بلند معجزہ ہے۔''

(آداب الشافعی ومناقبہ،۸۳)

☆ مردے کو زندہ کرنا اسے اس کے سابقہ حال کی طرف لوٹانا ہے ۔ تنے کا رونا اس سے نہایت ہی عظیم ہے کیونکہ کھجور کا تنا پودا تھا اگر اصل حالت کی طرف لوٹایا جاتا تو پودا ہی رہتا۔ نہ بولتا نہ کلام کرتا نہ صاحب عقل کی طرح احساس رکھتا۔لیکن نبی کریم ﷺ کی محبت نے تو پتھر اور کھجور کے تنے کو ادراک واحساس،اور غم والا بنا دیا۔جیسا کہ اشرف المخلوقات انسانوں میں ہوتا ہے تو یہ مردہ کو زندہ کرنے سے زیادہ عظیم ہے ۔آپ ﷺ کی جدائی میں تنے کا رونا تواتر سے ثابت ہے اور صحیح بخاری وصحیح مسلم میں بہت سے صحابہ سے مروی ہے۔

کوئی نیک عمل محبت رسول ﷺ کے بغیر مقبول نہیں:

ہر نیک عمل کی مقبولیت کا معیار محبت رسول ﷺ ہے ۔کوئی عمل بظاہر کتنا ہی نیک

اور اچھا کیوں نہ ہو، خدانخواستہ آپ ﷺ کی محبت سے خالی ہو تو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں مقبول نہیں ہوتا۔ اس کو تفصیل سے یوں سمجھ لینا چاہئے کہ اعمال کی قبولیت کا دارومدار ایمان پر ہے اور ایمان کی قبولیت کا دارومدار محبت رسول ﷺ پر ہے۔ جس شخص کا دل محبتِ رسول ﷺ سے خالی ہو اس کا دل ایمان سے بھی خالی ہوتا ہے۔ ایسا شخص اگر ایمان کا دعویٰ کرے تو اسے منافق کہا جائے گا اور اس کے دعویٰ ایمان کو قبول نہیں کیا جائے گا۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے منافقین کا ذکر کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

﴿اِذَاجَآءَکَ الْمُنٰفِقُوْنَ قَالُوْا نَشْهَدُ اِنَّکَ لَرَسُوْلُ اللّٰهِ. وَاللّٰهُ یَعْلَمُ اِنَّکَ لَرَسُوْلُهٗ. وَاللّٰهُ یَشْهَدُ اِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ لَکٰذِبُوْنَ﴾ (سورۃ المنافقون: ۱)

ترجمہ: ''[یارسول اللہ (ﷺ)] جب منافق آپ کے پاس آتے ہیں تو کہتے ہیں ہم گواہی دیتے ہیں کہ بے شک آپ اللہ ﷻ کے رسول ہیں اور اللہ ﷻ جانتا ہے کہ آپ اس کے رسول ہیں لیکن اللہ ﷻ گواہی دیتا ہے کہ یہ منافق (آپ کی رسالت کی گواہی میں) جھوٹے ہیں۔''

یہاں اللہ تعالیٰ نے منافقین کی رسالت کی گواہی کا رد فرما کر یہ واضح فرما دیا ہے کہ محبت رسول کے بغیر محض رسالت کی گواہی اللہ تعالیٰ کے ہاں مقبول نہیں اور اللہ تعالیٰ اس کی گواہی کو ہی قبول فرماتا ہے جس کے دل میں رسول اللہ ﷺ کی محبت موجود ہو۔ غور فرمایئے! جب محبت رسول ﷺ کے بغیر رسالت کی گواہی مقبول نہیں جو انتہائی بنیادی چیز ہے تو پھر دوسرے اعمال (جن کی قبولیت کا انحصار رسالت کی گواہی مقبول ہونے پر ہے) کیسے مقبول ہوں گے؟

رسول اللہ ﷺ سے محبت کی علامات:

محبت کا جذبہ دل میں ہوتا ہے اور دل کے حالات تو اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے لیکن

یہ زمانہ آزمائشوں اور فتنوں کا زمانہ ہے۔آج کل بہت سے اسلام دشمن لوگ اسلام کا لبادہ اوڑھ کر اسلام کی جڑیں کھوکھلی کرنے میں بڑی تیزی سے مصروف ہیں۔مسلکی اختلافات سے بالاتر ہوکر اگر آج کوئی عام مسلمان موجودہ زمانے کے نام نہاد مبلغین اور مجاہدین اسلام کے دلوں میں محبت رسول ﷺ معلوم کرنا چاہے تو محبت کی علامات کے ذریعے سے معلوم کرسکتا ہے۔آیئے! رسول اللہ ﷺ سے محبت کی چند علامات کا تذکرہ کرتے ہیں۔

اطاعت اور اتباعِ رسول ﷺ:

محبت کی علامات میں سے ایک علامت یہ ہے کہ محبت کرنے والا اپنے محبوب کے ہر حکم کی تعمیل کرتا ہے اور اس کی اداؤں کو اپنانے کی کوشش کرتا ہے۔قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''اور رسول (ﷺ) تمہیں جو (حکم) دیں، اس کو لے لو، اور جس چیز سے روکیں اس سے رک جاؤ''۔(حشر:۷)

ایک اور جگہ ارشاد ہے: ''آپ فرمادیجئے اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میری پیروی کرو، اللہ تمہیں اپنا محبوب بنالے گا اور تمہارے گناہ بخش دے گا''۔(آل عمران:۳۱)

مزید ارشاد فرمایا: ''آپ فرمادیجئے اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو، پھر اگر وہ روگردانی کریں تو بے شک اللہ ﷻ کافروں کو پسند نہیں فرماتا''۔(آل عمران:۳۲)

حافظ ابن عساکر روایت کرتے ہیں: جس نے میری سنت سے محبت کی، اس نے مجھ سے محبت کی۔ (تہذیب تاریخ دمشق، ج ۳ ص ۱۴۵)

امام ابوعیسیٰ ترمذی روایت کرتے ہیں:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اے بیٹے اگر تم اس پر قادر ہو کہ اس حال میں صبح اور شام کرو کہ تمہارے دل میں کسی کے خلاف کھوٹ نہ ہو تو ایسا کرلو، پھر فرمایا: اے بیٹے یہ میری سنت ہے، جس نے میری سنت کو

زندہ کیا اس نے مجھے زندہ کیا اور جس نے مجھے زندہ کیا وہ میرے ساتھ جنت میں ہوگا۔

(جامع ترمذی ص۳۸۲)

ایک جگہ اس حدیث کا ان الفاظ کے ساتھ ذکر کیا گیا ہے ''جس نے میری سنت سے محبت کی، اس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے مجھ سے محبت کی وہ میرے ساتھ جنت میں ہوگا''۔ (شفاء ج۲ص۲۰۱)

بے جان چیزوں اور جانوروں کا اطاعت کرنا

انسانوں کے علاوہ نبی کریم ﷺ سے بے جان چیزیں پتھر، درخت اور جانور بھی محبت کرتے ہیں اسی لئے وہ آپ کی اطاعت بھی کرتے ہیں۔

درخت نے آپ ﷺ کی نبوت پر گواہی دی:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ہم حضور نبی کریم ﷺ کے ساتھ سفر میں تھے کہ ایک بدو سامنے آیا۔ آپ ﷺ نے اس سے پوچھا: کہاں کا ارادہ ہے؟ کہنے لگا گھر جارہا ہوں۔ فرمایا: کیا تیرے پاس خیر ہے؟ اس نے کہا: اس سے کیا مراد ہے؟ فرمایا: یہ کہ تو اس بات کی گواہی دے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اس کا ذات وصفات میں کوئی شریک نہیں اور محمد ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں۔ کہنے لگا اس پر کوئی دلیل ہے؟ فرمایا: یہ ببول کا درخت۔ پھر آپ ﷺ نے اس درخت کو بلایا اور وہ وادی کے کنارے پر تھا۔ وہ درخت زمین پھاڑتے ہوئے آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوگیا۔ آپ ﷺ نے تین دفعہ گواہی دینے کا حکم فرمایا تو اس نے تین بار گواہی دی پھر اپنی جگہ لوٹ گیا۔ وہ بدو اپنے دیہات کی طرف یہ کہتے ہوئے لوٹا: ''اگر میری قوم نے میری بات مان لی تو میں انہیں لے کر آؤں گا۔ اور اگر وہ نہ مانے تو میں آپ ﷺ کی غلامی میں آجاؤں گا''۔

(اسے ابن حبان، دارمی، ابویعلی، بزار نے نقل کیا اور طبرانی نے کبیر میں، بیہقی نے دلائل میں ذکر کیا ہے۔ حافظ ابن کثیر نے طریق حاکم سے نقل کرکے کہا یہ سند جید ہے لیکن انہوں نے اس کی تخریج نہیں کی۔)

گوہ کا کلمہ شہادت پڑھنا:

حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اپنے اصحاب کی محفل میں بیٹھے ہوئے تھے کہ بنوسُلَیم سے ایک اعرابی آیا وہ ایک گوہ کو شکار کر کے لایا تھا جو اس کی آستین میں تھی تا کہ اس کو اپنے گھر لے جائے اور پکا کر کھائے ۔ جب اس نے ایک جماعت کو دیکھا تو پوچھا یہ کون لوگ ہیں؟ اس کو بتایا گیا کہ یہ نبی ہیں وہ لوگوں کو چیرتا ہوا آیا اور کہنے لگا: لات اور عزّ ی کی قسم! میرے نزدیک آپ سے زیادہ ناپسندیدہ اور کوئی نہیں ہے، اور اگر میری قوم مجھے جلد باز نہ کہتی تو میں اب تک آپ کو قتل کر چکا ہوتا اور ہر گورے کالے کو آپ کے قتل سے خوش کر چکا ہوتا۔(نعوذ باللہ من ذالك)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسول اللہ! مجھے اجازت دیں میں اٹھ کر اسے قتل کر دوں! آپ نے فرمایا: اے عمر (رضی اللہ عنہ)! کیا تم نہیں جانتے کہ بردبار شخص کو نبی بنایا جاتا ہے۔ پھر آپ اس اعرابی کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: تمہاری اس بات کا کیا مطلب ہے؟ اور تم نے یہ ناحق بات کیوں کہی ہے؟ تم نے میری مجلس میں میری تعظیم نہیں کی اور تم اللہ جل جلالہ کے رسول سے توہین آمیز کلام کرتے ہو!

اس نے کہا لات اور عزیٰ کی قسم! میں اس وقت تک آپ پر ایمان نہیں لاؤں گا حتیٰ کہ یہ گوہ آپ پر ایمان لے آئے، یہ کہہ کر اس نے اپنی آستین سے گوہ نکال کر رسول اللہ ﷺ کے سامنے پھینک دی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے گوہ!

گوہ نے فصیح عربی میں کہا جس کو تمام حاضرین سن رہے تھے: لَبَّیْکَ وَسَعْدَ یْکَ ! آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے پوچھا اے گوہ! تم کس کی عبادت کرتی ہو! اس نے کہا جس کا آسمان میں عرش ہے اور زمین میں اس کی سلطنت ہے، سمندر میں اس کا راستہ ہے، جنت میں اس کی رحمت ہے، دوزخ میں اس کا عذاب ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اے گوہ! میں کو

ن ہوں؟ اس نے کہا آپ (ﷺ) رب العالمین کے رسول ہیں، خاتم النبیین ہیں، جس نے آپ (ﷺ) کی تصدیق کی وہ کامیاب ہو گیا اور جس نے آپ کو جھٹلایا وہ ناکام ہو گیا۔ اس اعرابی نے کہا اب آنکھوں سے دیکھنے کے بعد میں کسی سنی سنائی بات پر یقین نہیں کروں گا۔ جس وقت میں آپ کے پاس آیا تھا اس وقت میرے نزدیک روئے زمین پر آپ سے زیادہ ناپسندیدہ کوئی نہیں تھا۔ اور اب میرے نزدیک آپ میرے والد، میری آنکھوں اور میری جان سے بھی زیادہ محبوب ہیں اور میں آپ سے اپنے اندر، باہر اور اپنے ظاہر و باطن سے محبت کرتا ہوں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے علاوہ کوئی عبادت کا مستحق نہیں ہے اور بے شک آپ اللہ کے رسول ہیں۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ کے لیے حمد ہے جس نے میری وجہ سے تم کو ہدایت دی، یہ دین غالب ہے اور یہ دین مغلوب نہیں ہوگا، اور نماز کے بغیر دین مقبول نہیں ہے۔ اس نے کہا آپ مجھے تعلیم دیں۔ پھر آپ نے اس کو تعلیم دی۔

(دلائل النبوۃ للبیہقی ج ۶ ص ۳۸۔۳۶، دلائل النبوۃ لابی نعیم رقم الحدیث: ۱۲۷۵، الخصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۱۰۸)

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور اتباعِ رسول ﷺ:

امام ابن ماجہ روایت کرتے ہیں:

امیہ بن عبد اللہ بن خالد کہتے ہیں کہ انہوں نے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے پوچھا وطن میں اور حالتِ جنگ میں نماز پڑھنے کا طریقہ تو قرآن میں مذکور ہے لیکن سفر میں نماز پڑھنے کا طریقہ (قصر کرنا) ہمیں قرآن میں نہیں ملا۔ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ نے سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ کو ہماری طرف مبعوث کیا۔ ہمیں کسی چیز کا علم نہیں، ہم وہی کرتے ہیں جو ہم نے سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ کو کرتے ہوئے دیکھا ہے۔

(سنن ابن ماجہ ص ۷۴)

علامہ خفاجی مسند بزار اور مسند احمد کے حوالے سے بیان کرتے ہیں:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ایک مقام پر اونٹنی پر سوار ہو کر دائرہ بنا رہے تھے (گول چکّر لگا رہے تھے) ان سے پوچھا گیا اس طرح گول چکّر لگانے کی کیا حکمت ہے؟ انہوں نے کہا مجھے کچھ پتا نہیں، میں نے اس مقام پر رسول اللہ ﷺ کو چکّر لگاتے دیکھا تھا سو میں اُسی طرح چکّر لگا رہا ہوں۔ (نسیم الریاض ج ۳ ص ۳۳۷)

امام بخاری روایت کرتے ہیں:

عبید بن جریج کہتے ہیں کہ انہوں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے کہا:

اے ابوعبدالرحمان! میں نے آپ (ﷺ) کو چار ایسے کام کرتے دیکھا ہے جو آپ کے اصحاب میں سے اور کوئی نہیں کرتا۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے پوچھا وہ کیا کام ہیں؟ انہوں نے کہا میں نے دیکھا ہے کہ آپ (رضی اللہ عنہ) کعبہ کے چار کونوں میں سے صرف دو کونوں کو مَس کرتے ہیں (حجر اسود اور رکن یمانی) اور میں نے آپ (رضی اللہ عنہ) کو بغیر بالوں کی کھال کی جوتی پہنے ہوئے دیکھا ہے اور میں نے آپ (رضی اللہ عنہ) کو زرد رنگ کا خضاب لگاتے ہوئے دیکھا ہے اور میں نے دیکھا آپ (رضی اللہ عنہ) مکہ میں تھے لوگوں نے چاند دیکھتے ہی احرام باندھ لیا، اور آپ (رضی اللہ عنہ) نے یوم ترویہ (آٹھ ذوالحجہ) سے پہلے احرام نہیں باندھا، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا: ارکان کی وجہ یہ ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو صرف دو رکنوں (حجرِ اسود اور رکن یمانی) کو مس کرتے ہوئے دیکھا ہے' اور رہی بغیر بالوں کے کھال کی جوتی تو میں نے دیکھا ہے کہ رسول اللہ ﷺ اس چمڑے کی جوتی پہنتے تھے جس میں بال نہیں ہوتے تھے، اور اسی میں وضو کرتے تھے تو میں بھی ایسے چمڑے کی جوتی پہننا پسند کرتا ہوں اور رہا زرد رنگ کا خضاب تو اس کی وجہ یہ ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو زرد رنگ کا

خضاب لگاتے ہوئے دیکھا ہے تو مجھے بھی زرد رنگ کا خضاب لگانے سے محبت ہے اور رہا آٹھ ذوالحجہ کو احرام باندھنا تو میں نے آپ ﷺ کو اسی دن احرام باندھتے ہوئے دیکھا ہے جب آپ ﷺ کی اونٹنی آپ ﷺ کو لے کر روانہ ہوتی۔ (صحیح بخاری، ج ا ص ۲۸)

امام بخاری روایت کرتے ہیں:

زید بن اسلم اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے حجر اسود کو مخاطب ہو کر کہا: خدا کی قسم مجھے یقیناً علم ہے کہ تو صرف ایک پتھر ہے، نفع دیتا ہے نہ نقصان اور اگر میں نے یہ نہ دیکھا ہوتا کہ رسول اللہ ﷺ نے تجھے بوسہ دیا ہے تو میں تجھے بوسہ نہ دیتا، پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حجر اسود کو بوسہ دیا، پھر فرمایا:

اب ہمیں رمل (دورانِ اعتکاف اکڑ اکڑ کر چلنے) کی کیا ضرورت ہے؟ ہم تو مشرکین کو (اپنی قوت) دکھانے کے لیے رمل کرتے تھے، اور اب اللہ تعالیٰ نے مشرکین کو ختم کر دیا ہے، پھر فرمایا: رمل وہ کام ہے جس کو رسول اللہ ﷺ نے کیا ہے اور جس کام کو آپ ﷺ نے کیا ہو ہم اس کو چھوڑنا پسند نہیں کرتے ہیں۔ (صحیح بخاری، ج ا ص ۲۱۸)

رسول اللہ ﷺ کا بے عیب ہونا:

محبت کی ایک علامت یہ ہے کہ جس شخص کو کسی سے محبت ہوتی ہے وہ اپنے محبوب کا کوئی عیب دیکھ سکتا ہے نہ اس کا عیب سن سکتا ہے۔ امام ابوداؤد روایت کرتے ہیں:

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

کسی شے کی محبت تم کو (اس کا عیب دیکھنے سے) اندھا کر دیتی ہے، اور (اس کا عیب سننے سے) بہرا کر دیتی ہے۔ (سنن ابوداؤد ج ۲ ص ۳۴۳، مسند احمد ج ۵ ص ۱۹۴)

☆ نبی کریم ﷺ سے سچی محبت کرنے والا آپ کی ذات میں خوبیاں ہی دیکھتا ہے اور جب قرآن و حدیث کا مطالعہ کرتا ہے تو اسے ہر جگہ اپنے محبوب حضور نبی کریم ﷺ کے

فضائل وکمالات ہی نظر آتے ہیں۔ اسے اس بات سے کوئی سروکار نہیں ہوتا کہ ایسے دلائل تلاش کرنے کی کوشش کرے جن سے یہ ثابت ہو سکے کہ آپ ﷺ میں فلاں خوبی یا فضل وکمال نہیں تھا اور حقیقت تو یہی ہے کہ قرآن وسنت میں ایسی کوئی دلیل ہے ہی نہیں۔ جب آپ ﷺ کے خالق نے آپ میں کوئی عیب پیدا ہی نہیں کیا تو پھر عیب اور نقص تلاش کرنے والے کو آپ کا محبّ کیسے کہا جا سکتا ہے؟۔ شاعر دربار رسالت حضرت حسان رضی اللہ عنہ نے کیا ہی خوب فرمایا ہے:

خُلِقْتَ مُبَرَّأً مِّنْ کُلِّ عَیْبٍ   کَأَنَّکَ قَدْ خُلِقْتَ کَمَاتَشَاءُ

ترجمہ: ''آپ ﷺ تو ہر عیب سے پاک پیدا کئے گئے ہیں، گویا آپ کو اس طرح پیدا کیا گیا جس طرح آپ نے خود پیدا ہونا چاہا۔''

نبی کریم ﷺ اللہ رب العزت کے محبوب ہیں، جب کفار آپ ﷺ کی (العیاذ باللہ) عیب جوئی کرتے تو اللہ تعالیٰ ان کے جواب میں قرآن نازل فرماتا: ولید بن مغیرہ نے آپ ﷺ کو مجنون کہا تو اللہ تعالیٰ نے اس کے متعلق یہ آیات نازل کیں:

ن، قسم قلم کی اور اس کی جو (فرشتے) لکھتے ہیں! [اے محبوب (ﷺ)] آپ اپنے رب کے فضل سے مجنون نہیں ہیں، اور یقیناً آپ کے لیے کبھی ختم نہ ہونے والا اجر وثواب ہے، اور بے شک آپ دیکھیں گے اور وہ بھی دیکھ لیں گے کہ تم میں سے کون مجنون تھا بے شک آپ کا رب ہی اس کو خوب جانتا ہے جو راہ سے بھٹکا ہوا ہے، اور وہ ہدایت یافتہ لوگوں کو بھی خوب جانتا ہے، تو آپ جھٹلانے والوں کی بات سے متاثر نہ ہوں، انہوں نے یہی چاہا کہ آپ ان سے (بے جا) نرمی کریں تو وہ بھی آپ کے ساتھ نرمی کریں، اور آپ کسی ایسے شخص کی بات سے متاثر نہ ہوں جو بہت قسمیں کھانے والا انتہائی ذلیل ہے، بڑا طعنہ زن، بہت چلتا پھرتا چغل خور، نیکی سے منع کرنے والا، حد سے بڑھنے والا، سخت گنہگار

،نہایت بدخو،اوراس کے علاوہ وہ ولدالحرام ہے۔ (قلم:۱۔۱۳)

اسی طرح جب نبی کریم ﷺ کے صاحبزادے حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کا وصال ہوگیا تو عاص بن وائل نے آپ ﷺ کو ابتر (جس کی نسل ختم ہوجائے) کہا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرمائیں:

[اے محبوب (ﷺ)] بے شک ہم نے آپ کو خیر کثیر عطا فرمائی ،تو آپ اپنے رب کے لیے نماز پڑھیں اور قربانی کریں، بے شک آپ کا دشمن ہی (ہر خیر سے محروم اور) مقطوع النسل ہے۔

(کوثر:۱۔۳)

آپ ﷺ کے اسم شریف کا مطلب

نبی کریم ﷺ کا اسم شریف ''محمد'' ہے ۔جس کا مطلب ہے''وہ جس کی بہت ہی زیادہ تعریف کی جائے''۔کفار آپ ﷺ کا نام لے کر آپ کی عیب جوئی کرتے تھے۔ پھر انہیں یہ خیال آیا کہ ہم آپ کا نام لے کر آپ کی عیب جوئی کرتے ہیں حالانکہ ''محمد'' کا تو مطلب ہی یہ ہے کہ جس میں کوئی عیب نہ ہو پھر ایسے شخص کے عیب کس طرح بیان کئے جاسکتے ہیں؟ چنانچہ انھوں نے سوچا کہ ہم جب آپ کی عیب جوئی کریں گے تو ''محمد'' کی بجائے ''مذمَّم'' (جس کی بہت زیادہ مذمت کی جائے) کہیں گے: امام بخاری روایت کرتے ہیں: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

کیا تم کو تعجب نہیں ہوتا،اللہ تعالیٰ نے قریش کے سب وشتم (مذمت) کو مجھ سے کیسے دور کر دیا وہ ''مذمّم'' کو بُرا کہتے ہیں اور ''مذمّم'' کو لعنت کرتے ہیں اور میں تو محمد ہوں۔

(صحیح بخاری، ج ا ص ۵۰۱)

رسول اللہ ﷺ کی عیب جوئی کرنے والا واجب القتل ہے:

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کعب بن اشرف کو کون قتل کرے گا؟ کیونکہ اس نے اللہ اور اس کے رسول کو ایذاء دی ہے۔ حضرت محمد ابن مسلمہ نے کہا یا رسول اللہ (ﷺ)! کیا آپ یہ چاہتے ہیں کہ میں اس کو قتل کر دوں؟ آپ نے فرمایا ہاں! حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ کعب کے پاس گئے اور کہا اس شخص نے یعنی نبی کریم ﷺ نے ہمیں تھکا دیا ہے اور ہم سے صدقہ کا سوال کرتا رہتا ہے، مزید کہا بخدا تم اس کو ضرور ملال میں ڈال دو گے، اور کہا ہم نے اس کی پیروی کی ہے اور اب ہم اس کو چھوڑنا ناپسند کرتے ہیں، حتیٰ کہ ہم جان لیں کہ آخر کار ان کا ماجرا کیا ہوگا، وہ اسی طرح کعب بن اشرف سے باتیں کرتے رہے حتیٰ کہ موقع پا کر اسے قتل کر دیا۔

(صحیح البخاری رقم الحدیث ۴۰۳، ۲۰۳۲، ۳۰۳۱، ۲۵۱۰، صحیح مسلم رقم الحدیث ۱۸۹۱، سنن ابوداؤد رقم الحدیث: ۲۷۶۸)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ایک نابینا کی باندی ام ولد تھی۔ وہ نبی کریم ﷺ کو برا کہتی تھی اور آپ کو سب وشتم کرتی تھی۔ وہ نابینا اس کو منع کرتے رہتے تھے اور وہ باز نہیں آتی تھی۔ ایک رات جب وہ نبی کریم ﷺ کو سب وشتم کر رہی تھی انہوں نے ایک مغول (گیتی یا بھادو، پیکان والی لاٹھی) لے کر اس کو اس کے پیٹ پر رکھ کر دبایا حتیٰ کہ اس کو قتل کر دیا اور اس کی ٹانگوں میں بچہ آ کر اس کے خون میں لتھڑ گیا۔ صبح کو لوگوں نے نبی ﷺ سے اس واقعہ کا ذکر کیا۔ آپ نے سب لوگوں کو جمع کر کے فرمایا: جس شخص نے بھی یہ کام کیا ہے اس پر لازم ہے کہ وہ کھڑا ہو جائے۔ وہ نابینا لوگوں کو پھلانگتا ہوا آیا اور نبی کریم ﷺ کے سامنے آ کر بیٹھ گیا اور کہا یا رسول اللہ (ﷺ)! میں اس باندی کا مالک ہوں! وہ آپ کو سب وشتم کرتی تھی اور برا کہتی تھی۔ میں اس کو منع کرتا تھا لیکن وہ باز نہیں آتی تھی اور اس سے موتیوں کی مانند میرے دو بچے بھی ہوئے اور وہ میری رفیقہ تھی۔

گزشتہ رات وہ آپ کو سب وشتم کر رہی تھی اور برا کہہ رہی تھی ۔ میں نے اس کے پیٹ پر گیتی رکھ کر اس کو دبایا حتیٰ کہ اس کو قتل کر دیا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: سنو! گواہ ہو جاؤ کہ اس کا خون رائیگاں ہے (اس کا کوئی قصاص یا تاوان نہیں ہوگا)

(سنن ابوداؤد رقم الحدیث: ۴۳۶۱، سنن نسائی رقم الحدیث: ۴۰۸۱)

حضرت عارفہ بن الحارث کو مصر کا ایک نصرانی ملا جس کا نام مذقون تھا، انہوں نے اس کو اسلام کی دعوت دی ۔ اس نصرانی نے نبی کریم ﷺ کی شان میں گستاخی کی ۔ انہوں نے حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے پاس یہ معاملہ پیش کیا ۔ انہوں نے حضرت عارفہ سے کہا ہم ان سے عہد کر چکے ہیں ۔ حضرت عارفہ نے کہا ہم اس سے اللہ جل جلالہ کی پناہ چاہتے ہیں کہ ہم ان کے ساتھ اللہ جل جلالہ اور اس کے رسول کی ایذاء پر عہد کریں ۔ ہم نے ان سے صرف اس بات کا عہد کیا تھا کہ ہم ان کو ان کے گرجوں میں عبادت کرنے دیں گے، اور اس بات کا عہد کیا تھا کہ ہم ان پر ان کی طاقت سے زیادہ بوجھ نہیں ڈالیں گے اور اس بات کا عہد کیا تھا کہ ہم ان کی حفاظت کے لیے لڑیں گے، اور اس بات کا عہد کیا تھا کہ وہ آپس میں اپنے مذہب کے مطابق عمل کریں گے لیکن جب وہ ہمارے پاس آئیں گے تو ہم ان کے درمیان اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ احکام کے مطابق فیصلہ کریں گے ۔ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے کہا: تم نے سچ کہا ۔ (المعجم الاوسط ج ۹ رقم الحدیث: ۸۷۴۳، سنن کبریٰ للبیہقی ۹ ص ۲۰۰)

حضرت عمیر بن امیہ بیان کرتے ہیں کہ ان کی بہن مشرکہ تھی ، جب وہ نبی کریم ﷺ کے پاس جاتے تو وہ آپ کو سب وشتم کرتی اور آپ کو برا کہتی ۔ میں نے ایک دن اس کو تلوار سے قتل کر دیا، اس کے بیٹے کھڑے ہوئے اور کہنے لگے ہم کو معلوم ہے اس کو کس نے قتل کیا ہے ۔ کیا امن دینے کے باوجود اس کو قتل کیا گیا ہے، اور ان لوگوں کے ماں باپ مشرک تھے ۔ مجھے (حضرت عمیر کو) یہ خوف ہوا کہ یہ لوگ کسی اور بے قصور کو قتل کر دیں گے ۔ میں نے نبی کریم ﷺ کے پاس جا کر اس واقعہ کی خبر دی، آپ نے فرمایا: کیا تم نے اپنی

بہن کوقتل کیا تھا؟ میں نے کہا: ہاں! آپ نے پوچھا کیوں؟ میں نے کہا یارسول اللہ ﷺ! وہ آپ کے متعلق مجھے ایذاء پہنچاتی تھی۔ نبی کریم ﷺ نے اس کے بیٹوں کے پاس کسی کو بھیجا تو انہوں نے کسی اور کا نام لیا جو اس کا قاتل نہیں تھا۔ نبی کریم ﷺ نے اس کے خون کو رائیگاں قرار دیا۔ (المعجم الکبیر ج ۱۷، رقم الحدیث ۱۲۴ ص ۶۵، ۶۴)

حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک یہودیہ نبی کریم ﷺ کو سب وشتم کرتی تھی۔ ایک شخص نے اس کا گلا گھونٹ دیا حتیٰ کہ وہ مرگئی۔ نبی کریم ﷺ نے اس کے خون کو رائیگاں قرار دیا۔ (السنن الکبریٰ ج ۹ ص ۲۰۰)

حصین بن عبدالرحمٰن بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس ایک راہب کو لایا گیا اور بتایا گیا کہ یہ نبی کریم ﷺ کو سب وشتم کرتا ہے۔ (برا کہتا ہے) انہوں نے کہا اگر میں سنتا تو اس کو قتل کر دیتا۔ ہم نے ان کو اس لیے امان نہیں دی کہ یہ ہمارے نبی کریم ﷺ کو سب وشتم کریں۔ (المطالب العالیہ رقم الحدیث: ۱۹۸۶)

رسول اللہ ﷺ کا بہ کثرت ذکر کرنا:

محبت کی تیسری علامت یہ ہے کہ محبّ محبوب کا بہ کثرت ذکر کرتا ہے۔

کنز العمال میں مُسنَدُ الفردوس کے حوالے سے بیان ہے:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

جو شخص جس چیز سے محبت کرتا ہے اس کا بکثرت ذکر کرتا ہے۔ (کنز العمال ج ۱ ص ۴۲۵)

(علامہ زبیدی نے بھی اس حدیث کا امام دیلمی کی مسند الفردوس اور امام ابونعیم اصفہانی کی حلیۃ الاولیاء کے حوالے سے ذکر کیا ہے......علامہ سید محمد مرتضیٰ حسینی زبیدی حنفی، اتحاف السادۃ المتقین ج ۵ ص ۲۰، ج ۹ ص ۶۲۱)

اللہ تعالیٰ رسول اللہ ﷺ کا محبّ ہے اور اس نے قرآن مجید میں آپ ﷺ کا بکثرت ذکر کیا ہے اور فرمایا:

اور ہم نے آپ کے لیے آپ کا ذکر بلند کر دیا۔ (الانشراح: ۴)

نیز اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اللہ اور اس کے سارے فرشتے اس نبی کریم ﷺ پر درود بھیجتے رہتے ہیں۔

(احزاب:۵۶)

یعنی اللہ تعالیٰ اور اس کے سارے فرشتے نبی کریم ﷺ پر ہمیشہ ہمیشہ درود بھیجتے رہتے ہیں، فرشتے اللہ تعالیٰ سے آپ ﷺ کے لیے رحمت طلب کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ آپ ﷺ پر رحمت نازل کرتا رہتا ہے۔

کثرت سے ذکر کی ایک صورت درود وسلام:

رسول اللہ ﷺ سے محبت کی ایک علامت یہ ہے کہ جب کوئی مسلمان آپ ﷺ کا نام لے یا اس کے سامنے آپ ﷺ کا نام لیا جائے تو وہ آپ ﷺ پر صلوٰۃ وسلام (درود شریف) پڑھے۔

علامہ ابن قیم جوزیہ لکھتے ہیں:

امام ابوجعفر طحاوی اور علامہ عبد اللہ حلیمی کا مسلک یہ ہے کہ جب بھی کوئی شخص آپ ﷺ کا ذکر کرے تو اس پر آپ ﷺ کے ذکر کے ساتھ درود شریف پڑھنا فرض ہے اور نہیں پڑھے گا تو گنہ گار ہوگا، ان کے دلائل یہ ہیں:

امام ابوعیسیٰ ترمذی نے سند حسن اور امام حاکم نے سند صحیح کے ساتھ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

وہ شخص بخیل ہے جس کے سامنے میرا ذکر کیا گیا اور اس نے مجھ پر درود نہیں پڑھا۔

امام نسائی نے سند صحیح کے ساتھ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

وہ شخص بخیل ہے جس کے سامنے میرا ذکر کیا گیا اور اس نے مجھ پر درود نہیں پڑھا۔

نیز انہوں نے کہا کہ جس شخص نے نبی کریم ﷺ کا ذکر کیا یا اس کے سامنے آپ ﷺ کا ذکر کیا گیا اور اس نے آپ ﷺ پر درود نہیں پڑھا اس نے آپ ﷺ سے بے وفائی کی اور کسی مسلمان کے لئے آپ ﷺ سے بے وفائی کرنا جائز نہیں ہے، کیونکہ امام عبدالرزاق نے قتادہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

بے وفائیوں میں سے ایک بے وفائی یہ ہے کہ کسی شخص کے سامنے میرا ذکر کیا جائے اور وہ مجھ پر درود نہ پڑھے، (ﷺ) اور حدیث صحیح میں ہے کہ کوئی شخص اس وقت تک مومن نہیں ہوسکتا، جب تک اپنی اولاد، ماں باپ اور تمام لوگوں سے زیادہ آپ ﷺ سے محبت نہ کرے، اس لیے مومن کے نزدیک آپ ﷺ کا سب سے زیادہ محبوب ہونا فرض ہے اور اس کو لازم ہے کہ وہ آپ ﷺ کی تعظیم وتوقیر کرے، اور تعظیم وتوقیر کو یہ لازم ہے کہ جب آپ ﷺ کا ذکر سنے تو آپ ﷺ پر درود شریف پڑھے اور جمہور علماء کے نزدیک یہ مستحب ہے۔

(تلخیص از جلاء الافہام ص ۲۳۷۔۲۲۹)

صلی اللہ علی حبیبہ سیدنا محمد والہ وسلم

فضائلِ درود وسلام

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

جس شخص نے مجھ پر ایک بار درود شریف پڑھا اللہ اس پر دس بار درود شریف بھیجتا ہے۔ (صحیح مسلم رقم الحدیث: ۴۰۸، سنن ابوداؤد رقم الحدیث: ۱۵۳۰، جامع الترمذی ۴۸۵)

حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے سنا ایک شخص نماز میں دعا کررہا تھا۔ اس نے نبی کریم ﷺ پر درود نہیں پڑھا، نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

اس شخص نے جلدی کی ہے، پھر اس کو یا کسی اور کو بلا کر فرمایا: جب تم میں سے کوئی شخص نماز پڑھے تو پہلے اللہ کی حمد اور اس کی ثناء کرے، پھر نبی کریم ﷺ پر درود پڑھے، پھر اس کے

بعد جو چاہے دعا کرے۔

(جامع الترمذی رقم الحدیث: ۳۴۷۷، سنن ابوداؤد رقم الحدیث: ۱۴۸۱، سنن النسائی رقم الحدیث: ۱۲۸۴ مسند احمد ج ۶ ص ۱۸)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

کچھ لوگ کسی مجلس میں بیٹھیں اور اللہ کا ذکر نہ کریں اور نہ اس کے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھیں تو قیامت کے دن ان کی وہ مجلس ان کے لئے باعث ندامت ہوگی، اللہ چاہے گا تو ان کو معاف فرما دے گا اور اگر چاہے گا تو ان کی پکڑ فرمائے گا۔

(سنن ابوداؤد رقم الحدیث: ۴۸۵۵، جامع الترمذی رقم الحدیث: ۳۳۸۰، مسند احمد ج ۲ ص ۴۳۲)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اس شخص کی ناک خاک آلود ہو جس کے سامنے میرا ذکر کیا گیا اور اس نے مجھ پر درود نہ پڑھا، اور اس شخص کی ناک خاک آلود ہو جس کے پاس اس کے ماں باپ بوڑھے ہوں اور انہوں نے اس کو جنت میں داخل نہ کیا۔ (ان کی خدمت کر کے جنت حاصل نہ کی)

(جامع الترمذی رقم الحدیث: ۳۵۴۵، مسند احمد ج ۲ ص ۲۵۴)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا:

تم اپنے گھروں کو قبرستان نہ بناؤ اور تم میری قبر کو عید نہ بناؤ اور مجھ پر درود پڑھو کیونکہ تمہارا درود مجھ تک پہنچتا ہے خواہ تم کہیں ہو۔

(سنن ابوداؤد رقم الحدیث: ۲۰۴۲، مسند احمد ج ۲ ص ۳۶۷)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا:

جو مسلمان بھی مجھ پر سلام پڑھتا ہے اللہ میری روح کو اس کی طرف متوجہ کر دیتا ہے حتیٰ کہ میں اس کے سلام کا جواب دیتا ہوں۔ (سنن ابوداؤد رقم الحدیث: ۲۰۴۱، مسند احمد ج ۲ ص ۵۲۷)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

جس شخص نے میری قبر پر درود پڑھا، اللہ وہاں ایک فرشتہ مقرر کر دیتا ہے جو اس کا درود مجھے پہنچاتا ہے اور وہ درود اس کی دنیا اور آخرت کے لئے کافی ہوتا ہے اور میں قیامت کے دن اس کے لئے گواہ اور شفاعت کرنے والا ہوں گا۔ (شعب الایمان رقم الحدیث:۱۵۸۳)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

جس شخص نے مجھ پر ایک بار صلوٰۃ پڑھی اللہ اس پر دس بار صلوٰۃ پڑھتا ہے اور اس کے دس گناہ مٹا دیتا ہے۔ (المستدرک رقم الحدیث:۲۰۱۸، کنزالعمال ج ا ص ۴۹۱)

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا:

میری حضرت جبریل علیہ السلام سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے مجھے خوش خبری دی کہ آپ کا رب فرماتا ہے جو شخص آپ پر صلوٰۃ (درود) پڑھے گا تو میں اس پر صلوٰۃ (رحمت) بھیجوں گا، اور جو شخص آپ پر سلام پڑھے گا تو میں اس پر سلام بھیجوں گا، تو میں نے اللہ کے لئے سجدۂ شکر کیا۔ (المستدرک رقم الحدیث:۲۰۱۹، کنزالعمال ج ا ص ۵۰۲)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا:

قیامت کے دن میرے سب سے قریب وہ شخص ہوگا، جو مجھ پر سب سے زیادہ درود پڑھتا ہوگا۔ (جامع ترمذی رقم الحدیث:۴۸۴)

حضرت عبداللہ بن مسعود بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ جل جلالہ کے کچھ فرشتے ہیں جو زمین میں گھومتے رہتے ہیں اور وہ میری امت کی طرف سے مجھے سلام پہنچاتے ہیں''۔

(مصنف عبدالرزاق رقم الحدیث:۳۱۱۶، صحیح ابن حبان رقم الحدیث:۹۱۴، المستدرک ج ۲ ص ۴۲۱، مسند احمد ج ا ص ۴۴۱)

حضرت ابی بن کعب ﷜ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا:

یارسول اللہ (ﷺ)! میں آپ (ﷺ) پر بہت درود پڑھتا ہوں۔ میں اپنی دعاؤں میں سے آپ (ﷺ) پر درود کتنا پڑھوں؟

آپ ﷺ نے فرمایا:

جتنا تم چاہو۔

میں نے عرض کیا میں اپنی دعاؤں میں سے چوتھائی حصہ آپ ﷺ پر درود پڑھوں؟

آپ ﷺ نے فرمایا:

جتنا تم چاہو اور اگر تم زیادہ کرو تو وہ بہتر ہے۔ میں نے عرض کیا کیا نصف حصہ؟

آپ ﷺ نے فرمایا:

جتنا تم چاہو اور اگر تم زیادہ کرو تو وہ بہتر ہے۔ میں نے کہا دو تہائی؟

آپ ﷺ نے فرمایا:

جتنا تم چاہو اور اگر تم زیادہ کرو تو وہ بہتر ہے۔ میں نے عرض کیا میں اپنی تمام دعاؤں میں آپ ﷺ پر درود شریف پڑھوں گا،

آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا:

''یہ تمہاری مہم (دوسرے کاموں) کے لئے کافی ہے اور تمہارا گناہ بخش دیا جائے گا''۔

(جامع ترمذی رقم الحدیث: ۲۴۵۷، المستدرک ج ۲ ص ۵۱۳، مسند احمد ج ۵ ص ۱۳۶، مجمع الزوائد ج ۱۰ ص ۱۶۰)

حضرت اوس بن اوس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا:

تمہارے دنوں میں سب سے افضل جمعہ کا دن ہے، اس میں حضرت آدم علیہ السلام پیدا ہوئے، اسی دن ان کی روح قبض کی گئی، اسی دن صور پھونکا جائے گا، اسی دن بے ہوشی ہوگی، تم اس دن مجھ پر بہ کثرت درود پڑھا کرو، کیونکہ تمہارا درود مجھ پر پیش کیا جاتا

ہے، صحابہ کرام علیہم الرضوان نے کہا یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم ! آپ (ﷺ) پر ہمارا درود کیسے پیش کیا جائے گا حالانکہ آپ (ﷺ) کا جسم بوسیدہ ہو چکا ہوگا۔

آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا:

اللہ جل جلالہ نے زمین پر حرام کر دیا ہے کہ انبیاء علیہم السلام کے اجسام کو کھائے۔

(سنن ابو داؤد رقم الحدیث:۱۰۴۷،سنن ابن ماجہ رقم الحدیث:۱۰۸۵،صحیح ابن حبان رقم الحدیث:۹۱۰،المستدرک ج۱ص۲۷۸،مسند احمد ج۴ص۸)

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

ہر جمعہ کے دن مجھ پر بہ کثرت درود پڑھا کرو، کیونکہ میری امت کا درود مجھ پر ہر جمعہ کے دن پیش کیا جاتا ہے اور جو میری امت میں سے مجھ پر زیادہ درود پڑھنے والا ہوگا وہ میرے زیادہ قریب ہوگا۔

(سنن اکبریٰ للبیھقی ج۳ص۲۴۹،الفردوس بماثور الخطاب رقم الحدیث:۲۵۰)

حضرت عمار رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا:

اے عمار! بے شک اللہ ﷻ نے ایک فرشتے کو تمام مخلوق کی سماعت عطا کی ہے اور جب میری وفات ہوگی تو وہ قیامت تک میری قبر پر کھڑا رہے گا، پس میری امت میں سے جو شخص بھی مجھ پر دورد پڑھے گا، وہ اس کا اور اس کے باپ کا نام لے کر کہے گا اے محمد! فلاں فلاں شخص نے آپ پر درود پڑھا ہے، پھر اللہ عزوجل اس کے درود کے بدلہ میں اس پر دس رحمتیں نازل فرمائے گا۔

(مسند البزار رقم الحدیث:۳۱۶۳،۳۱۶۲،مجمع الزوائد۱۰ص۱۶۲)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ﷺ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

جس نے کسی کتاب میں مجھ پر درود لکھا، جب تک اس کتاب میں میرا نام رہے گا

،فرشتے اس کے لیے استغفار کرتے رہیں گے۔
(المعجم الاوسط رقم الحدیث: ۱۸۵٦، مجمع الزوائد ج ا ص ۱۳٦، کنز العمال رقم الحدیث: ۲۲۴۳، تاریخ دمشق الکبیر ج ٦ ص ۱۲۱ ،رقم الحدیث: ۱٦۰۸)

حضرت ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

جس نے اپنی کتاب میں صلی اللہ علیہ وسلم لکھا جب تک وہ کتاب رہے گی فرشتے اس کے لیے استغفار کرتے رہیں گے۔

(اتحاف السادۃ المتقین ج ۵ ص ۵۰)

حضرت انس بن مالک ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس شخص کے سامنے میرا ذکر کیا جائے اس کو مجھ پر درود پڑھنا چاہیے۔
(المعجم الاوسط رقم الحدیث: ۴۹۴۵، حافظ الھیثمی نے کہا اس حدیث کے رجال صحیح ہیں، مجمع الزوائد رقم الحدیث: ۱۷۳۰۰)

حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

بخیل ہے وہ شخص جس کے سامنے میرا ذکر کیا جائے اور وہ مجھ پر درود نہ پڑھے۔

(جامع الترمذی رقم الحدیث: ۳٦۱۴، مسند احمد رقم الحدیث: ۱۷۳٦، المعجم الکبیر رقم الحدیث: ۲۸۸۵)

ابو امامہ بن سہل بن حنیف ؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ کے اصحاب ؓ میں سے ایک شخص نے بیان کیا کہ جنازہ میں سنت یہ ہے کہ امام تکبیر پڑھے، پھر پست آواز سے سورۃ فاتحہ پڑھے، پھر نبی کریم ﷺ پر درود پڑھے، پھر میت کے لیے دعا کرے پھر آہستگی سے سلام پھیر دے۔

(اس حدیث کی سند صحیح ہے۔ سنن کبریٰ للبیہقی ج ۴ ص ۴۰، مصنف عبدالرزاق رقم الحدیث: ٦۴۲۸، المستدرک ج ا ص ۳٦۰)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو بندہ بھی مجھ پر درود پڑھتا ہے تو فرشتہ اس درود کو لے کر اللہ تعالیٰ کے پاس پہنچتا ہے، پھر ہمارا رب تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے اس بندہ کی قبر پر جا کر اس بندہ کے لیے ایسا استغفار کرو جس سے اس بندہ کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں''۔ (الفردوس بماثور الخطاب رقم الحدیث: ٦۰۲٦، زہر الفردوس ج ۴ ص ۳)

حضرت ابوالدرداء ﷜ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

جمعہ کے دن مجھ پر کثرت سے درود پڑھا کرو کیونکہ اس دن فرشتے حاضر ہوتے ہیں اور جو بندہ بھی مجھ پر درود پڑھتا ہے اس کی آواز مجھ تک پہنچتی ہے خواہ بندہ کہیں پر ہو، ہم نے پوچھا آپ کی وفات کے بعد بھی؟ آپ نے فرمایا ہاں! میری وفات کے بعد بھی، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے انبیاء کے اجسام کھانے کو زمین پر حرام کر دیا ہے۔

(جلاء الافہام رقم الحدیث: ۱۱۰ص ۶۴)

حضرت عبداللہ بن مسعود ﷜ بیان کرتے ہیں کہ میں اور نبی کریم ﷺ نماز پڑھ رہے تھے، حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما بھی آپ کے ساتھ تھے، جب میں بیٹھ گیا تو میں نے پہلے اللہ عزوجل کی ثناء کی، نبی کریم ﷺ پر درود پڑھا پھر میں نے اپنے لیے سوال کیا تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: سوال کرو تم کو عطا کیا جائے گا۔

(یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ جامع الترمذی رقم الحدیث: ۵۹۳ شرح السنہ رقم الحدیث: ۱۴۰۱، المسند الجامع رقم الحدیث: ۹۰۳۸)

حضرت علی ﷜ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

ہر دعا اور آسمان کے درمیان حجاب ہوتا ہے حتیٰ کہ (سیدنا) محمد ﷺ پر درود پڑھا جائے، پس جب نبی کریم (سیدنا) محمد ﷺ پر درود پڑھ لیا جائے تو وہ حجاب پھٹ جاتے ہیں اور دعا قبول ہو جاتی ہے، اور جب نبی کریم ﷺ پر درود نہ پڑھا جائے تو دعا قبول نہیں ہوتی۔

(الفردوس بماثور الخطاب رقم الحدیث: ۶۱۴۸، الکامل لابن عدی ج ۲ ص ۶۰۴، المعجم الاوسط رقم الحدیث: ۷۲۵، حافظ الھیثمی نے کہا ہے اس حدیث کے رجال ثقات ہیں، مجمع الزوائد ج ۱۰ ص ۱۶۰)

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

دعا آسمان اور زمین کے درمیان موقوف رہتی ہے، اس میں سے کوئی چیز اوپر نہیں چڑھتی حتیٰ کہ تم نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم پر درود پڑھ لو۔

(جامع الترمذی رقم الحدیث: ۴۸۶)

شیخ ابن قیم الجوزیہ لکھتے ہیں:

احمد بن الحواری نے کہا میں نے ابوسفیان الدارنی سے یہ سنا ہے کہ جو اللہ سے اپنی حاجت کا ارادہ کرے وہ پہلے نبی کریم ﷺ پر درود پڑھے، پھر اپنی حاجت کا سوال کرے، آخر میں پھر نبی کریم ﷺ پر درود پڑھے، بے شک نبی کریم ﷺ پر پڑھے ہوئے درود کو قبول کیا جاتا ہے اور وہ اس سے بہت کریم ہے کہ وہ درمیان کی دعاؤں کو رد کردے۔ (درود شریف کی برکت سے درمیان والی دعاؤں کو بھی قبول فرمائے گا) (جلاء الافہام ص ۲۱۷)

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

جب تم مؤذن کی اذان سنو تو اس کی مثل کلمات کہو پھر مجھ پر درود پڑھو، کیونکہ جو مجھ پر درود پڑھتا ہے، اللہ ﷻ اس پر دس بار درود پڑھتا ہے، پھر میرے لیے وسیلہ کا سوال کرو، وہ جنت میں ایک مقام ہے جو اللہ ﷻ کے بندوں میں سے صرف ایک بندے کو ملے گا، اور مجھے توقع ہے کہ وہ میں ہوں، پس جس شخص نے میرے لیے وسیلہ کا سوال کیا اس کے لیے میری شفاعت واجب ہوگی۔

(صحیح مسلم رقم الحدیث: ۳۸۴، سنن ابوداؤد رقم الحدیث: ۵۲۳، صحیح ابن حبان رقم الحدیث: ۶۹۰، السنن الکبریٰ للبیہقی ج ۱ ص ۱۴۰)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

جب تم میں سے کوئی شخص مسجد میں داخل ہو تو نبی کریم ﷺ پر سلام عرض کرے اور یہ دعا کرے: ''اَللّٰھُمَّ افْتَحْ لِی اَبْوَابَ رَحْمَتِکَ''

اور جب مسجد سے نکلے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام عرض کرے اور یہ دعا کرے:

''اَللّٰھُمَّ اَجِرْنِیْ مِنَ الشَّیْطَانِ''.

(سنن ابن ماجہ رقم الحدیث: ۷۷۳، السنن الکبریٰ للنسائی رقم الحدیث: ۹۹۱۸، صحیح ابن حبان رقم الحدیث: ۲۰۴۷، المستدرک ج ۱ ص ۲۰۷، السنن الکبریٰ للبیہقی ج ۲ ص ۴۴۲، مصنف عبدالرزاق رقم الحدیث: ۱۶۷۰)

حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم بیان فرماتے ہیں کہ جب تم مسجد میں سے گزرو تو نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم پر درود پڑھو۔

(جلاء الافہام ص ۲۳۴)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

جس شخص نے کتاب میں مجھ پر درود لکھا تو جب تک اس کتاب میں میرا نام ہے اس پر درود پڑھا جاتا رہے گا۔ سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ صاحب حدیث کے لیے اس سے بڑا اور کیا فائدہ ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ پر درود لکھتا ہے اور جب تک اس کی کتاب میں صلی اللہ علیہ وسلم لکھا ہوا ہو اس پر درود پڑھا جاتا رہے گا۔

محمد بن ابی سلمان نے کہا میں نے اپنے والد کو خواب میں دیکھا میں نے پوچھا:

اے ابا جان آپ کے ساتھ اللہ ﷻ نے کیا کیا؟ انہوں نے کہا:

اللہ ﷻ نے مجھے بخش دیا! میں نے پوچھا کس وجہ سے؟ انہوں نے بتایا نبی کریم ﷺ پر درود لکھنے کی وجہ سے۔ عبداللہ بن عمرو نے کہا میرے ایک قابل اعتماد دوست نے مجھے بتایا کہ میں نے ایک محدث کو خواب میں دیکھا تو ان سے پوچھا: اللہ نے آپ کے ساتھ کیا کیا؟ انہوں نے کہا: اللہ تعالیٰ نے مجھ پر رحم فرمایا اور مجھے بخش دیا۔ میں نے پوچھا: کس سبب سے؟ انہوں نے کہا:

میں جب بھی نبی کریم ﷺ کا نام نامی اسم گرامی لکھتا تو اس کے ساتھ صلی اللہ علیہ وسلم لکھ دیتا۔

حافظ ابو موسیٰ نے روایت کیا ہے کہ بہت سے محدثین کو ان کی وفات کے بعد خواب میں دیکھا گیا اور انہوں نے بتایا کہ اللہ نے انہیں اس لیے بخش دیا کہ وہ نبی کریم ﷺ کے نام کے ساتھ صلی اللہ علیہ وسلم لکھتے تھے۔

(جلاء الافہام ص ۲۳۷-۲۳۶)

حضرت ابوالدرداء ﷜ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

جس شخص نے صبح کے وقت دس بار مجھ پر درود پڑھا اور شام کو مجھ پر درود پڑھا وہ قیامت کے دن میری شفاعت کو پالے گا۔

(المعجم الاوسط رقم الحدیث: ۵۲۷ حافظ الھیثمی نے کہا امام طبرانی نے اس حدیث کو دوسندوں سے روایت کیا ہے ان میں سے ایک حدیث کی سند جید ہے اور اس کے رجال کی توثیق کی گئی ہے۔ مجمع الزوائد ۱۰ ص ۱۲۰)

حضرت ابوسعید ﷜ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم میں سے جس شخص کے پاس صدقہ نہ ہو (جو صدقہ نہ دے سکتا ہو) وہ اپنی دعا میں یہ پڑھے:

''اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی (سَيِّدِنَا) مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُوْلِكَ وَصَلِّ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ''.

تو یہ اس کی زکوٰۃ ہو جائے گی۔

(المستدرک ج ۴ ص ۱۳۰۔۱۲۹، حافظ الھیثمی نے کہا اس حدیث کی سند حسن ہے، مجمع الزوائد ج ۱۰ ص ۱۶۷)

حضرت ابوہریرہ ﷜ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہر وہ کام جس کی ابتداء اللہ کے ذکر سے اور مجھ پر درود بھیجنے سے نہ ہو وہ ناتمام رہتا ہے اور ہر قسم کی برکت سے منقطع رہتا ہے۔ (جلاء الافہام ص ۲۵۱، القول البدیع ص ۳۴۹)

حضرت ابورافع ﷜ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

جب تم میں سے کسی کا کان بجنے لگے تو وہ مجھ پر درود پڑھے، اور یہ دعا کرے کہ اللہ اس کو خیر کے ساتھ یاد کرے جو مجھے یاد کرتا ہے۔

(اس حدیث کی سند حسن ہے۔ المعجم الکبیر رقم احدیث: ۹۵۸، المعجم الصغیر رقم الحدیث: ۱۱۰۴، مسند البزار رقم الحدیث: ۳۱۲۵، حافظ الھیثمی نے کہا امام طبرانی کی سند حسن ہے، مجمع الزوائد رقم الحدیث: ۱۷۱۴۲)

قاسم بن محمد بیان کرتے ہیں کہ مستحب یہ ہے کہ کوئی جب تلبیہ (حج میں اللهم لبيك کہنے) سے فارغ ہو تو نبی کریم ﷺ پر درود پڑھے۔ (سنن دارقطنی رقم الحدیث: ۲۶۳)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

چاندنی رات اور روشن دن میں تم مجھ پر زیادہ درود پڑھو کیونکہ تمہارا درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے۔ (المعجم الاوسط رقم الحدیث: ۲۴۳، مجمع الزوائد ج ۲ ص ۱۶۹)

عبداللہ بن دینار بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو دیکھا کہ وہ نبی کریم ﷺ کی قبر انور پر کھڑے ہو کر نبی کریم ﷺ پر درود پڑھ رہے تھے اور حضرت ابو بکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے لیے دعا کر رہے تھے۔ (جلاء الافہام ص ۲۳۰)

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

جب تم کوئی چیز رکھ کر بھول جاؤ تو مجھ پر درود پڑھو، ان شاء اللہ تم اس کو یاد کر لو گے۔ (القول البدیع ص ۳۲۶)

حضرت عثمان بن ابی حرب الباھلی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

جو شخص کسی حدیث کو بیان کرنے کا ارادہ کرے پھر اس کو بھول جائے تو اس کو چاہیے کہ وہ مجھ پر درود پڑھے، کیونکہ مجھ پر درود پڑھنے کی وجہ سے توقع ہے کہ اس کو وہ حدیث یاد آ جائے گی۔ (القول البدیع ص ۳۲۷، کنز العمال رقم الحدیث: ۴۱۲۶۴)

حضرت کعب بن عُجرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ عرض کیا گیا یا رسول اللہ (ﷺ)! آپ پر (نماز میں) سلام پڑھنے کو تو ہم نے جان لیا ہے، پس آپ پر درود کیسے پڑھا جائے، آپ نے فرمایا تم اس طرح پڑھو:

''اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى آلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ ، اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى آلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ .

(صحیح البخاری رقم الحدیث: ۴۷۹۷۔۴۷۹۸، سنن ابوداؤد رقم الحدیث ۹۷۶، جامع الترمذی رقم الحدیث: ۴۸۳، سنن النسائی رقم الحدیث ۱۲۸۹، سنن ابن ماجہ رقم الحدیث: ۹۰۴)

علامہ ابن قیم جوزیہ اپنی سند کے ساتھ بیان کرتے ہیں:

ابو بکر محمد بن عمر نے کہا کہ میں ابو بکر بن مجاہد کے پاس بیٹھا ہوا تھا، اچانک شبلی آ گئے تو ابو بکر بن مجاہد ان کے لیے کھڑے ہوئے اور ان سے معانقہ کیا اور ان کی آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا۔ میں نے کہا: یا سیدی! تمام بغداد کے لوگ تو شبلی کو دیوانہ کہتے ہیں اور آپ نے اس کی اس قدر تعظیم کی! انہوں نے کہا: میں نے اس کے ساتھ وہی کیا ہے جو میں نے رسول اللہ ﷺ کو اس کے ساتھ کرتے ہوئے دیکھا ہے، اور اس کی وجہ یہ ہے کہ میں نے ایک دن خواب میں رسول اللہ ﷺ کی زیارت کی، شبلی آئے تو رسول اللہ ﷺ اس کے لیے کھڑے ہوگئے اور اس کی آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا، میں نے کہا یارسول اللہ (ﷺ)! آپ (ﷺ) شبلی کی اس قدر عزت افزائی کررہے ہیں! آپ ﷺ نے فرمایا یہ شخص ہر نماز کے بعد یہ آیت پڑھتا ہے:

﴿لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ أَنفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيصٌ عَلَيْكُم بِالْمُؤْمِنِينَ رَءُوفٌ رَّحِيمٌ﴾۔ (توبہ: ۱۲۸)

اس آیت کے بعد تین بار مجھ پر درود پڑھتا ہے اور کہتا ہے:

''صَلَّى اللهُ عَلَيْكَ يَا مُحَمَّدُ''

پھر جب میرے پاس شبلی آئے تو میں نے ان سے پوچھا آپ ہر نماز کے بعد کیا پڑھتے ہیں تو انہوں نے اسی طرح بیان کیا۔ (جلاء الافہام ص ۲۵۸، ملخصاً)

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

ترجمہ: ''میں اس پتھر کو پہچانتا ہوں جو مجھے اعلان نبوت سے پہلے سلام عرض کرتا تھا۔ میں اسے اب بھی پہچانتا ہوں۔

(المسلم۔ کتاب الفضائل) امام احمد، ترمذی اور بیہقی نے یہ الفاظ نقل کئے ہیں۔ كان يسلم على ليالى بعثت ترجمہ ''اعلان نبوت کی راتوں میں وہ مجھے سلام عرض کرتا تھا''۔ (مسند احمد، ۵، ۱۰۵)

☆ اس حدیث پاک سے معلوم ہوگیا کہ رسول اللہ ﷺ سلام عرض کرنے والوں کو پہچانتے ہیں۔ جب آپ سلام پیش کرنے والے پتھروں کو پہچانتے ہیں تو انسانوں کو کیسے نہ پہچانتے ہوں گے؟

حضرت علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ہم حضور نبی کریم ﷺ کے ساتھ مکہ مکرمہ کے ایک علاقے میں سے گزرے۔ تو جن پہاڑوں اور درختوں کے پاس سے گزرتے وہ آپ ﷺ کی خدمت میں عرض کرتے:

''اَلسَّلَامُ عَلَيْکَ يَارَسُوْلَ اللّٰه (ﷺ)''۔

''یارسول اللہ (ﷺ) آپ پر سلام ہو''

(جامع الترمذی رقم الحدیث: ۳۶۲۶، سنن الدارمی رقم الحدیث: ۲۱، دلائل النبوۃ للبیہقی ج۲ص۱۵۴، ۱۵۳، المستدرک ۲، ۶۲۰، اسے ترمذی نے حسن اور امام حاکم اور امام ذہبی نے صحیح قرار دیا، دارمی اور ابونعیم نے بھی اسے روایت کیا۔)

☆ اس حدیث سے ظاہر ہوتا ہے کہ پہاڑوں اور درختوں کا سلام حضرت علی اور دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم نے بھی سنا گویا محبت رسول ﷺ کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے درختوں اور پتھروں جیسی بے زبان مخلوق کو بھی اشرف المخلوق انسان جیسی زبان عطا فرما دی۔

حضرت یعلیٰ بن مرۃ ثقفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم حضور ﷺ کے ساتھ سفر میں تھے۔ ایک جگہ ہم نے پڑاؤ ڈالا، حضور نبی کریم ﷺ آرام فرما ہوگئے:

''تو ایک درخت نے زمین پھاڑتے ہوئے حاضر ہو کر سایہ کیا پھر اپنی جگہ کی طرف لوٹ گیا''۔

جب آپ ﷺ بیدار ہوئے تو ہم نے (جو کچھ دیکھا تھا) عرض کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

''اس درخت نے رب العزت سے مجھے سلام عرض کرنے کی اجازت مانگی جو اسے مل گئی''۔ (مسند احمد، ۴، ۱۷۳، اسے امام احمد، طبرانی، ابونعیم اور بیہقی نے بھی روایت کیا، احمد، ابونعیم اور بیہقی کے رجال صحیح ہیں اور حدیث کے دیگر شواہد بھی موجود ہیں۔)

نبی کریم ﷺ پر درود وسلام پڑھنے کی برکات:

آخرت میں تو درود وسلام کی بے شمار برکتیں اور لاتعداد فضائل ظاہر ہوں گے ہی ،اس دنیا میں بھی اللہ رب العزت اپنے محبوب کریم ﷺ پر درود وسلام بھیجنے والوں پر بے حدوحساب انعامات نازل فرماتا رہتا ہے۔ہم یہاں چند ایک کا تذکرہ کریں گے۔

مصیبت زدہ کی فریادرسی:

حضرت قاضی شرف الدین بازری علیہ الرحمۃ نے اپنی کتاب ''توثیق عربی الایمان''،میں حضرت شیخ محمد بن موسیٰ بن نعمان کا واقعہ نقل فرمایا ہے۔

شیخ بن نعمان نے فرمایا ۶۳۷ھ میں ہم حج سے واپس آرہے تھے۔قافلہ رواں دواں تھا کہ مجھے راستہ میں حاجت پیش آئی اور میں اپنی سواری سے اترا۔پھر مجھ پر نیند غالب ہوگئی اور میں سوگیا۔اور بیدار اس وقت ہوا جب سورج غروب ہونے کو تھا۔میں نے بیدار ہوکر دیکھا کہ میں غیرآباد جنگل میں ہوں۔میں بڑا خوف زدہ ہوا۔اور ایک طرف کو چل دیا۔لیکن مجھے معلوم نہیں تھا کہ کس طرف جانا ہے؟ یہاں تک کہ رات کی تاریکی چھاگئی۔مجھ پر اور زیادہ خوف اور وحشت طاری ہوئی۔پھر مصیبت پر مصیبت یہ کہ پیاس کی شدت تھی اور پانی کا نام ونشان تک نہ تھا۔گویا میں ہلاکت کے کنارے پر پہنچ چکا تھا۔اور موت کا منہ دیکھ رہا تھا۔زندگی سے ناامید ہوکر رات کی تاریکی میں یوں ندادی:

''یا محمَّداهُ ! یَا مُحَمَّد اهُ ! انا مُستغِيثٌ بک ''

یا رسول اللہ ! یا حبیب اللہ (ﷺ) ! میں آپ

سے فریاد کرتا ہوں،میری فریادرسی کیجئے۔!

میں نے ابھی یہ کلام پورا بھی نہ کیا تھا کہ میں نے آواز سنی''ادھرآؤ''! میں نے دیکھا کہ ایک بزرگ ہیں،انہوں نے میرا ہاتھ تھام لیا۔بس ان کا میرے ہاتھ کو تھامنا تھا

کہ نہ تو کوئی تھکاوٹ رہی نہ پریشانی اور نہ پیاس، مجھے ان سے اُنس سا ہو گیا۔ پھر وہ مجھے لے کر چلے۔ چند قدم چلے تھے کہ سامنے وہی حاجیوں کا قافلہ جا رہا تھا اور امیر قافلہ نے آگ روشن کی ہوئی تھی۔ اور وہ قافلہ والوں کو آوازیں دے رہا تھا۔

اچانک میں کیا دیکھتا ہوں کہ میری سواری میرے سامنے کھڑی ہے۔ میں مارے خوشی کے پکار اٹھا اور وہ بزرگ فرمانے لگے "یہ تیری سواری ہے" اور مجھے اٹھا کر سواری پر بٹھا کر چھوڑ دیا۔ اور وہ واپسی پر فرمانے لگے جو ہمیں طلب کرے اور ہم سے فریاد کرے ہم اسے نامراد نہیں چھوڑتے۔ اس وقت مجھے پتہ چلا کہ یہی تو حبیبِ خدا ﷺ ہیں۔ یہی تو امت کے والی اور سرکارِ مدینہ ﷺ ہیں۔ جب میرے آقا سرور کائنات ﷺ واپس تشریف لے جا رہے تھے تو اس وقت میں دیکھ رہا تھا کہ رات کی تاریکی میں پیارے آقا، حضور رحمتِ عالم ﷺ کے انوار چمک رہے تھے، پھر مجھے سخت کوفت ہوئی کہ ہائے قسمت! میں نے حضور ﷺ کی دست بوسی کیوں نہ کی؟ ہائے میں اپنے پیارے آقا ﷺ کے قدموں سے لپٹ کیوں نہ گیا؟ (نزہۃ الناظرین)

سرکار کائنات ﷺ) اپنے ہاتھ سے کھلاتے ہیں:

مصباح الظلام میں ہے کہ حضرت ابو حفص حداد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

میں مدینہ منورہ میں حاضر تھا۔ ایک وقت ایسا آیا کہ کھانے کو کچھ نہ تھا۔ بھوک انتہا کو پہنچ چکی تھی۔ یوں ہی پندرہ دن گذر گئے۔ جب میں زیادہ ہی نڈھال ہو گیا تو میں نے اپنا پیٹ روضۂ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے ساتھ لگا دیا اور کثرت سے درودِ پاک پڑھا اور عرض کیا۔ میرے آقا، یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم اپنے مہمان کو کچھ کھلایئے۔ اسی وقت مجھ پر اللہ تعالیٰ نے نیند طاری کر دی۔ اور میں حضور رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوا۔ حضرت صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ دائیں جانب اور

فاروق اعظم رضی اللہ عنہ بائیں جانب جب کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سامنے تھے۔ مجھے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بلایا اور فرمایا، اٹھ! سرکار صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے ہیں۔ میں اٹھا اور دست بوسی کی۔ تو پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے روٹی عنایت فرمائی، میں نے آدھی کھالی تو آنکھ کھل گئی۔ جب میں بیدار ہوا تو دیکھا کہ آدھی روٹی میرے ہاتھ میں موجود ہے۔

(سعادۃ الدارین، نزہۃ الناظرین)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے خاص تعلق:

مدارج النبوۃ جلد دوم میں تحریر ہے کہ ایک ولی اللہ کا قول ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میرے دل اور روح میں سمائی ہوئی ہے۔ اس کا اثر یہ ہے کہ مجھے میرے رونگٹوں میں بھی اس کی ٹھنڈک محسوس ہوتی ہے۔ میں یوں محسوس کرتا ہوں، جس طرح ایک پیاسا سخت پیاس کے عالم میں پانی کی ٹھنڈک پاتا ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس پر کثرت اور متواتر درودِ پاک پڑھنے سے حضور رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک خاص تعلق اور رابطہ پیدا ہو جاتا ہے، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مجھے وہ شخص بہت پسند ہے جو مجھ پر کثرت کے ساتھ درودِ بھیجتا ہے۔ روزانہ بلا ناغہ درودِ پاک پڑھنے سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس کے ساتھ ایک خاص نسبت پیدا ہو جاتی ہے۔ اس سلسلہ میں جس قدر اخلاص ہو گا اسی قدر قدر و منزلت بڑھے گی کیونکہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم درودِ پاک پڑھنے والے کو خود دیکھتے ہیں اور نظر شفقت فرماتے ہیں لہذا جو شخص زیادہ وقت کے لیے درودِ پاک پڑھے گا اس پر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہِ شفقت زیادہ سے زیادہ رہے گی۔ جس پر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہِ اکسیر پڑ جاتی ہے وہ ہر کھوٹ اور میل کچیل سے صاف ہو جاتا ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا بکثرت ذکر کرنے کی ایک صورت محفل میلاد:

''میلاد'' مِفعال کے وزن پر ہے، جس کا مطلب ہے پیدا ہونا۔ ''میلاد النبی

''سے مراد حضور خاتم النبیین رحمة للعٰلمین علیه الصلوٰة والتسلیم کی ولادت باسعادت کا وقت ہے۔

محفلِ میلاد النبی سے مراد وہ محفل ہے جو رسول کریم ﷺ کی اس دنیا میں تشریف آوری کی خوشی میں منعقد کی جاتی ہے اور اس محفل میں نبی کریم جناب محمد مصطفٰے ﷺ کا ذکر خیر کیا جاتا ہے۔خواہ وہ ذکر آپ کی ولادت باسعادت کا ہو یا سیرت پاک کا، آپ کے حسن و جمال کا ذکر ہو یا فضل وکمال کا،اطوار وعادات کا ذکر ہو یا خصائص و خصائل کا،روحانی رفعتوں کا ذکر ہو یا جسمانی لطافتوں کا، ارشادات کا ذکر ہو یا معجزات کا۔ بہر حال نبی کریم ﷺ کا بکثرت ذکر کرنے کی ایک صورت محفل میلاد ہے۔

آیئے !محفل میلاد کی شرعی حیثیت معلوم کرنے کے لئے قرآن وسنت کا سہارا لیتے ہیں۔

آج سے تقریباً پانچ سو سال پہلے کے محدث ملا علی قاری محفل میلاد کے پسندیدہ ہونے پر قرآن وسنت کے دلائل دیتے ہوئے فرماتے ہیں:

دلیل نمبر 1:

محفل میلاد کے پسندیدہ ہونے پر دلیل یہ ہے کہ ابولہب نے نبی کریم ﷺ کی ولادت پر خوشی کی اور ثویبہ کو آزاد کر دیا تو اس کی جزا میں ہر پیر کے دن اس کے عذاب میں کمی کی جاتی ہے جیسا کہ صحیح بخاری میں ہے۔(حالانکہ جو کفر کی حالت میں مر جائے اس کا کوئی نیک عمل قبول نہیں کیا جاتا،لیکن نبی کریم ﷺ کی ولادت باسعادت پر خوشی کا اظہار کرنے سے اس کو باوجود کافر ہونے اس کا فائدہ پہنچا، یہ بھی واضح ہو کہ ابولہب نے آپ ﷺ کو محمد ابن عبداللہ مان کر اظہارِ مسرت کیا تھا نہ کہ محمد رسول اللہ ﷺ مان کر۔تو اب اگر کوئی

مسلمان آپ کو محمد رسول اللہ ﷺ مانتے ہوئے آپ کی ولادت باسعادت پر اظہارِ مسرت کرے تو یقیناً اس کو قبر اور حشر میں فائدہ پہنچے گا۔)

دلیل نمبر 2

نبی کریم ﷺ اپنے یوم ولادت کی خود تعظیم فرماتے تھے اور اس عظیم نعمت پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے تھے اور اس دن کی تعظیم کے لیے ہر پیر کا روزہ رکھتے تھے جیسا کہ امام مسلم نے حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔

دلیل نمبر 3

کہ نبی کریم ﷺ کی ولادت پر خوشی کرنا، قرآن مجید کا مطلوب (حکم) ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَبِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِکَ فَلْيَفْرَحُوْا﴾

آپ کہیے اللہ تعالیٰ کے فضل اور اس کی رحمت پر خوشی مناؤ۔''

اللہ تعالیٰ نے رحمت پر خوشی منانے کا حکم دیا ہے اور نبی کریم ﷺ سب سے بڑی رحمت ہیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿وَمَاۤ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ﴾

''اور ہم نے آپ کو تمام جہانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا''

دلیل نمبر 4

جس زمانہ میں کوئی عظیم دینی کام ہوا ہو جب وہ زمانہ لوٹ کر آئے تو اس کی تعظیم کرنی چاہیے۔ نبی کریم ﷺ نے خود اس قاعدہ (اور قانون) کو قائم فرمایا جب آپ نے

یہود کو عاشورہ (دس محرم الحرام) کا روزہ رکھتے دیکھا تو اس کی وجہ معلوم کی اور جب کہا گیا کہ یہ اس دن اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنے کے لیے روزہ رکھتے ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس دن ان کو قوم فرعون سے نجات دی تھی تو آپ ﷺ نے فرمایا:

ہم تم سے زیادہ حق دار ہیں کہ موسیٰ علیہ السلام کو دی گئی نعمت پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کریں۔ چنانچہ آپ نے خود بھی روزہ رکھا اور روزہ رکھنے کا حکم دیا۔

دلیل نمبر 5

محفل میلاد کی اصل عہد رسالت میں موجود تھی۔ نبی کریم ﷺ نے خود اپنی زبان سے اپنے میلاد کا بیان فرمایا:

''**اِنِّی دَعْوَۃُ اَبِی اِبْرَاھِیْمَ وَبشَارَۃُ عِیْسیٰ وَ اَنَا ابْنُ الذَّبِیْحَتَیْن**﴾

''میں اپنے باپ ابراھیم علیہ السلام کی دعا ہوں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت ہوں، میں دو ذبیحوں کا بیٹا ہوں (ایک حضرت اسماعیل علیہ السلام اور ایک آپ کے والد حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ۔)

دلیل نمبر 6

محفل میلاد، نبی کریم ﷺ پر درود شریف پڑھنے کا سبب ہے اور جو چیز مطلوب شرعی (حکم شرعی) کا سبب ہو وہ بھی شرعاً مطلوب ہوتی ہے۔

دلیل نمبر 7

محفل میلاد میں آپ کے معجزات، کمالات اور آپ کی سیرت کا بیان ہوتا ہے اور ہمیں آپ کی سیرت پر عمل کرنے کا حکم ہے۔

دلیل نمبر 8

جوشعراء صحابہ ﷺ آپ کی مدح کرتے تھے اور نعتیہ اشعار پڑھتے تھے آپ ان سے خوش ہوتے اور ان کو انعامات سے نوازتے تھے تو جب محفل میلاد میں آپ کے شمائل اور فضائل کا بیان ہوگا اور نعت خوانی ہوگی تو آپ اس سے خوش ہوتے ہوں گے اور آپ کی خوشی شرعاً مطلوب ہے۔

دلیل نمبر 9

آپ کے معجزات اور سیرت کا بیان آپ کے ساتھ ایمان کے کمال اور آپ کی محبت میں زیادتی کا باعث ہے۔ جو چیز ایمان کے کمال اور آپ کی محبت میں زیادتی کا باعث ہوتو وہ شرعاً مطلوب ہوتی ہے۔

دلیل نمبر 10

محفل میلاد میں اظہار خوشی، مسلمانوں کو کھانا کھلانا اور آپ کی تعریف کرنا ہے۔ یہ سب چیزیں آپ کی تعظیم کو ظاہر کرتی ہیں اور آپ کی تعظیم شرعاً مطلوب ہے۔

دلیل نمبر 11

نبی کریم ﷺ نے جمعہ کی دن کی فضیلت یہ بیان کی ہے کہ اس دن حضرت آدم علیہ السلام پیدا ہوئے تو جس دن آپ ﷺ خود پیدا ہوئے اس کی فضیلت کا کیا عالم ہوگا! جس جگہ کوئی نبی پیدا ہوا اس جگہ کی تعظیم بھی شرعاً مطلوب ہے کیونکہ (معراج کی رات) بیت اللحم کے پاس جبرئیل علیہ السلام نے آپ سے کہا دو رکعت نماز پڑھیں اور بتایا کہ یہ وہ جگہ ہے جہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے۔

دلیل نمبر 12

تمام علماء اور تمام شہروں کے مسلمانوں نے محفل میلاد کو ایک اچھا عمل قرار دیا ہے اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے جس کام کو مسلمان اچھا سمجھیں وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اچھا ہے اور جس کام کو مسلمان برا سمجھیں وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بھی برا ہے۔ اس حدیث کو امام احمد نے روایت کیا ہے۔

دلیل نمبر 13

محفل میلاد میں ذکر کے لیے جمع ہونا، نعت خوانی، صدقہ وخیرات ہوتی ہے اور یہ تمام چیزیں سنت، شرعاً مطلوب اور پسندیدہ ہیں۔

دلیل نمبر 14

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿كُلًّا نَّقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ اَنْبَآءِ الرُّسُلِ مَا نُثَبِّتُ بِهٖ فُؤَادَكَ﴾.

''ہم تمام انبیاء علیہم السلام کے واقعات آپ کو بیان کرتے ہیں جس سے ہم آپ کے دل کو استقامت پر رکھتے ہیں۔''

لہٰذا نبی کریم ﷺ اور دیگر انبیاء کے واقعات سے ہم اپنے دل کی تسکین کے محتاج ہیں۔

دلیل نمبر 15

جس چیز کے اجزا زمانہ نبوی یا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے زمانے میں ثابت ہوں تو وہ چیز شریعت میں پسندیدہ ہے کیونکہ جس کے اجزا شریعت میں پسندیدہ ہوں اس کا مجموعہ بھی شریعت میں پسندیدہ ہوگا۔ (جیسے محفل میلاد کے اجزا تلاوتِ قرآن، نعت خوانی، وعظ ونصیحت اور درود وسلام ہیں۔ ان میں سے ہر جز زمانہ نبوی میں ثابت ہے۔ تو اب ان

کا مجموعہ ''محفل میلاد'' کی صورت میں شرعاً پسندیدہ ہوگا۔)

دلیل نمبر 16

ہر وہ چیز جو عہد رسالت میں نہ ہوا سے بلا دلیل مذموم اور حرام نہیں کہا جا سکتا بلکہ اس کو دلائل شرعیہ سے دیکھا جائے گا اگر اس میں کوئی مصلحت واجبہ ہوگی تو وہ واجب ہوگی۔ اسی طرح وہ مستحب، مباح، مکروہ اور حرام بھی ہوسکتی ہے۔ یہ سب بدعت کی اقسام ہیں۔

دلیل نمبر 17

اگر ہر بدعت حرام ہوتو حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر کا قرآن جمع کرنا، حضرت عمر کا تراویح کی جماعت کا اہتمام کرنا اور تمام علوم نافعہ کی تصنیف حرام ہو جائے گی (کیونکہ زمانہ نبوی میں یہ چیزیں نہ تھیں) اور ہم پر واجب ہوگا کہ ہم تیر کمان کے ساتھ کفار سے جنگ کریں اور بندوقوں اور توپوں سے جنگ حرام ہو اور میناروں پر اذان دینا، سرائے اور مدارس بنانا، ہسپتال اور یتیم خانے بنانا سب حرام ہو جائیں اس وجہ سے ہر وہ نیا کام حرام ہوگا جس میں برائی نہ ہو کیونکہ ایسے بہت سے کام ہیں جن کو نبی کریم ﷺ نے نہیں کیا مثلاً تراویح میں ختم قرآن ،ختم قرآن کی دعا، ستائیسویں شب کو امام الحرمین کا خطبہ دینا وغیرہ۔

دلیل نمبر 18

امام شافعی علیہ الرحمۃ والرضوان نے فرمایا کہ جو چیز کتاب یا سنت یا اجماع یا اقوال صحابہ رضی اللہ عنہم کے خلاف ہو وہ بدعت ہے اور جو نیک کام ان کے مخالف نہ ہو وہ محمود (پسندیدہ) ہے۔

دلیل نمبر 19

رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا جس نے اسلام میں اچھا کام ایجاد کیا اور بعد والوں نے اس پر عمل کیا تو اس کو ان تمام عمل کرنے والوں کے برابر اجر ملے گا اور عمل کرنے والوں کے اجر میں کمی نہیں ہوگی۔

(اس حدیث کو امام مسلم نے روایت کیا)

دلیل نمبر 20

جس طرح حج کے افعال (صفا ومروہ کی دوڑ وغیرہ) کو نیک لوگوں کی یاد تازہ کرنے کے لیے شریعت بنایا گیا ہے۔اسی طرح نبی کریم ﷺ کی یاد تازہ کرنے کے لیے محفل میلاد کا انعقاد کیا جاتا ہے،تو یہ غیر شرعی کیسے ہوسکتا ہے؟۔

(المولد الروی فی المولد النبوی:ص ۹۰۱۷)

رسول اللہ ﷺ کی شان سے خوش ہونا:

محبت کی چوتھی علامت یہ ہے کہ محبوب کا ذکر سننے سے محبّ خوش ہوتا ہے تو جب رسول اللہ ﷺ کی نعت پڑھی جارہی ہو اور آپ ﷺ کے فضائل وکمالات بیان کیے جارہے ہوں تو جن چہروں پر خوشی ومسرت کے آثار ہوں، جو چہرے پھول کی طرح کھِل جائیں ، جولوگ آپ ﷺ کی تعریف سن کر وجد میں آنے لگیں اور مسرت سے نعرے لگائیں وہ آپ ﷺ کے محبّ ہیں اور جن لوگوں کے چہرے آپ ﷺ کے فضائل وکمالات سن کر مرجھا جائیں ، جولوگ آپ ﷺ کے محامد اور محاسن سن کر غیظ وغضب میں آجائیں ، جولوگ آپ ﷺ کا ذکر کرنے اور آپ ﷺ پر درود وسلام پڑھنے سے روکیں اور منع کریں وہ آپ ﷺ

کے محبّ کیسے ہو سکتے ہیں؟۔

رسول اللہ ﷺ کی تعظیم وتوقیر کرنا

محبت رسول ﷺ کی ایک علامت یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی سب سے بڑھ کر تعظیم کی جائے۔

نبی کریم ﷺ کی تعظیم وتوقیر میں صحابہ کرام کا عمل:

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میرے نزدیک رسول اللہ ﷺ سے زیادہ کوئی محبوب نہیں تھا، اور نہ آپ ﷺ سے بڑھ کر کوئی میری نگاہ میں بزرگ تھا اور آپ ﷺ کے احترام کی وجہ سے میں نگاہ بھر کر آپ ﷺ کو دیکھنے کی طاقت نہیں رکھتا تھا، اور اگر مجھ سے یہ سوال کیا جاتا کہ میں آپ ﷺ کا حلیہ بیان کروں تو میں نہیں کرسکتا، کیونکہ میں نے آپ ﷺ کو نگاہ بھر کر نہیں دیکھا تھا۔ (صحیح مسلم، ایمان: رقم الحدیث: ۱۹۲(۱۲۱)(۳۱۴)

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اپنے اصحاب مہاجرین اور انصار کے پاس جایا کرتے تھے اور وہ بیٹھے ہوئے ہوتے تھے۔ ان میں حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما بھی ہوتے تھے، پس حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے سوا کوئی آپ ﷺ کی طرف آنکھ اٹھا کر نہیں دیکھتا تھا، وہ دونوں آپ ﷺ کی طرف دیکھتے تھے اور آپ ﷺ ان کی طرف دیکھتے تھے اور وہ آپ ﷺ کی طرف دیکھ کر مسکراتے تھے اور آپ ﷺ ان کی طرف دیکھ کر مسکراتے تھے۔ (جامع الترمذی، رقم الحدیث: ۳۶۸۸)

حضرت اسامہ بن شریک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور صحابہ کرام آپ ﷺ کے گرد اس طرح بیٹھے ہوئے تھے جیسے ان کے سروں پر پرندے ہوں۔ (بالکل بے حس وحرکت بیٹے ہوئے تھے) (سنن ابوداؤد، رقم الحدیث: ۳۸۵۵)

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ حجام رسول اللہ ﷺ کا سر

مونڈ رہا تھا، اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آپ ﷺ کو گھیرے میں لیا ہوا تھا اور جب بھی آپ ﷺ کا کوئی بال مبارک گرتا تو وہ کسی نہ کسی صحابی کے ہاتھ میں ہوتا۔

(صحیح مسلم، الرویا: ۵۷(۲۳۲۵)(۵۹۲۹))

صلح حدیبیہ میں جب رسول اللہ ﷺ نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو مکہ میں مشرکین کے پاس اپنا سفیر بنا کر بھیجا تو قریش نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے کہا: تم کعبہ کا طواف کرلو۔ تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں اس وقت تک کعبہ کا طواف نہیں کروں گا جب تک رسول اللہ ﷺ کعبہ کا طواف نہ کرلیں۔ (دلائل النبوۃ ج ۴، ص ۱۳۵۔۱۳۳)

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ سے کوئی بات پوچھنا چاہتا تھا لیکن آپ ﷺ کی ہیبت کی وجہ سے اس کو برسوں ٹالتا رہا۔ (الشفا، ج ۲، ص ۳۴)

رسول اللہ ﷺ کا ادب تمام فرائض سے بڑھ کر ہے:

اللہ تعالیٰ کے نزدیک تمام فرائض سے بڑا فرض نبی کریم ﷺ کی تعظیم ہے، یہی وجہ ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نبی کریم ﷺ کی تعظیم کو قرآن مجید کے عمل پر مقدم رکھتے تھے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا اپنی جان ہلاکت میں ڈالنا:

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ﴾ (النساء: ۲۹)

''اور تم اپنی جانوں کو قتل نہ کرو''۔

﴿وَلَا تُلْقُوْا بِاَيْدِيْكُمْ اِلَى التَّهْلُكَةِ﴾ (البقرۃ: ۱۹۵)

''اور تم اپنے آپ کو ہلاکت میں نہ ڈالو''۔

قرآن مجید نے جان کو ہلاکت میں ڈالنے سے منع فرمایا ہے۔ لیکن حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کے ادب و احترام کی خاطر غار ثور میں سانپ اور بچھو کے

بل پر اپنی ایڑی رکھ کر اپنی جان کو خطرہ میں ڈال دیا۔ سانپ ڈنک مارتا رہا لیکن حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنا پیر نہیں ہٹایا۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ (ہجرت کے موقع پر) رسول اللہ ﷺ کو اپنے کندھے پر اٹھائے ہوئے غار ثور میں پہنچے، پھر کہا آپ ﷺ پہلے غار میں داخل نہ ہونا جب تک کہ میں اس میں داخل نہ ہو جاؤں کیونکہ اگر اس میں کوئی تکلیف دہ چیز ہے تو آپ ﷺ سے پہلے مجھے اس کا سامنا ہو۔ وہ غار میں گئے تو انہیں کوئی چیز نظر نہیں آئی۔ پھر وہ رسول اللہ ﷺ کو غار میں لے گئے اور غار میں جگہ جگہ سوراخ تھے۔ انہوں نے اپنا کپڑا پھاڑ کر اس کے ٹکڑے ان سوراخوں میں بھر دیئے اور ایک سوراخ باقی رہ گیا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو یہ خوف ہوا کہ کوئی سانپ نکل کر رسول اللہ ﷺ کو ایذا نہ پہنچائے، تو انہوں نے اس سوراخ پر اپنا پیر رکھ دیا، وہ سانپ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو ڈنک مارتا رہا اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے۔

ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ داخل ہوئے اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی گود میں سر رکھ کر سو گئے۔ ایک سوراخ سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو ڈنک مارا گیا اور انہوں نے بالکل حرکت نہیں کی، لیکن ان کے آنسو رسول اللہ ﷺ کے چہرے پر گرے۔ آپ ﷺ نے پوچھا اے ابوبکر کیا ہوا؟ انہوں نے کہا: آپ (ﷺ) پر میرے ماں باپ فدا ہوں، مجھے ڈنک مارا گیا ہے۔ تب رسول اللہ ﷺ نے اپنا لعاب دہن لگایا تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی تکلیف ختم ہو گئی۔

(الریاض النضرۃ فی مناقب العشرۃ ج ۱، ص ۱۰۶، المواہب اللدنیہ، ج ۱، ص ۱۴۹، انسان العیون ج ۲، ص ۲۰۵، مدارج النبوۃ ج ۲، ص ۵۸، سبل الھدی والرشاد ج ۳، ص ۲۴۰، البدایہ والنہایہ ج ۳، ص ۱۹۱)

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا نمازِ عصر چھوڑ دینا:

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

﴿حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوٰتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى﴾ (البقرۃ:۲۳۸)

''سب نمازوں کی پابندی کرو اور درمیانی نماز کی''۔

اس آیت میں خصوصیت کے ساتھ نماز عصر کی پابندی کا حکم فرمایا گیا ہے لیکن حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایک موقع پر رسول اللہ ﷺ کے ادب اور احترام کی خاطر عصر کی نماز چھوڑ دی اور آپ ﷺ کو نیند سے بیدار نہیں کیا۔ امام ابوجعفر احمد بن محمد الطحاوی روایت کرتے ہیں: حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی طرف وحی کی جارہی تھی اور آپ ﷺ کا سر حضرت علی رضی اللہ عنہ کی گود میں تھا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عصر کی نماز نہیں پڑھی تھی کہ سورج غروب ہو گیا۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اے علی (رضی اللہ عنہ)! تم نے نماز پڑھ لی ہے؟ انہوں نے کہا نہیں، تب رسول اللہ ﷺ نے دعا کی: اے اللہ (جل جلالہ)! یہ تیری اور تیرے رسول کی اطاعت میں تھا، اس پر سورج کو لوٹا دے۔ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کہتی ہیں میں نے دیکھا کہ سورج غروب ہو گیا تھا، پھر میں نے اس کو غروب کے بعد طلوع ہوتے ہوئے دیکھا۔ (مشکل الآثار ج ۴، رقم الحدیث: ۳۸۵۰)

حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے مقام صہبا میں ظہر کی نماز پڑھی، پھر آپ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو کسی کام سے بھیجا وہ واپس آگئے، اس اثناء میں نبی کریم ﷺ (عصر) کی نماز پڑھ چکے تھے، نبی کریم ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی گود میں سر رکھا، پھر آپ نے کوئی حرکت نہیں کی حتیٰ کہ سورج غروب ہو گیا، تب نبی کریم ﷺ نے دعا کی:

''بے شک تیرے بندے علی نے اپنے نفس کو تیرے نبی پر روک لیا تھا' سو اس پر سورج کی روشنی لوٹا دے''۔

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کہتی ہیں سورج طلوع ہو گیا حتیٰ کہ اس کی روشنی پہاڑوں اور زمین پر واقع ہوئی۔ پھر حضرت علی ﷜ اٹھے انہوں نے وضو کیا اور عصر کی نماز پڑھ لی پھر سورج غائب ہو گیا۔ یہ واقعہ صہبا کے مقام پر ہوا تھا۔ (مشکل الاثار، ج ۴، رقم الحدیث: ۳۸۵۱)

بعد از وصال بھی تعظیم رسول فرض ہے:

قاضی عیاض ابوالفضل عیاض بن موسیٰ لکھتے ہیں:

وصال کے بعد بھی نبی کریم ﷺ کی توقیر اور تعظیم لازم ہے، جس طرح آپ ﷺ کی (ظاہری) زندگی میں لازم تھی اور اس کا موقع وہ ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ کا ذکر کیا جائے، آپ ﷺ کی حدیث کا ذکر کیا جائے، آپ ﷺ کی سنت کا ذکر کیا جائے، آپ ﷺ کے نام مبارک اور آپ ﷺ کی سیرت طیبہ کا بیان کیا جائے تو آپ کی تعظیم کی جائے۔ اگر آپ ﷺ کی آل اور عترت کے ساتھ کوئی معاملہ کیا جائے تو آپ ﷺ کے اہل بیت اور آپ ﷺ کے اصحاب ﷡ کی تعظیم کی جائے۔

ابوابراہیم نے کہا ہر مومن پر واجب ہے کہ جب وہ آپ ﷺ کا ذکر کرے یا اس کے سامنے آپ ﷺ کا ذکر کیا جائے تو وہ خشوع و خضوع کی حالت میں ہو اور اس کی حرکات اور سکنات سے وقار ظاہر ہو اور اس پر اسی طرح ہیبت طاری ہو جیسے وہ آپ ﷺ کے سامنے مؤدب کھڑا ہے۔

امیر المومنین ابوجعفر نے امام مالک علیہ الرحمۃ والرضوان سے رسول اللہ ﷺ کی مسجد میں مناظرہ کیا۔ امام مالک نے ان سے کہا امیر المومنین! آپ اس مسجد میں آواز اونچی نہ کریں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو یہ ادب سکھایا ہے کہ:

''تم نبی ﷺ کی آواز پر اپنی آوازوں کو اونچا نہ کرو' اور نہ آپ کے سامنے اس طرح بلند آواز سے بولو جس طرح تم آپس میں بلند آواز سے بولتے ہو، (ایسا نہ ہو کہ) تمہارے

اعمال ضائع ہو جائیں اور تمہیں پتا بھی نہ چلے''۔(الحجرات:۳)

اور اللہ تعالیٰ نے اس قوم کی مذمت کی جو آپ ﷺ کو حجروں سے باہر پکار کر بلاتی تھی اور اور ان کو بے عقل فرمایا اور اور آپ ﷺ کا احترام اب بھی اسی طرح ہے جس طرح (ظاہری) زندگی میں آپ ﷺ کا احترام تھا۔خلیفہ ابوجعفر نے امام مالک کی بات کو تسلیم کرلیا اور پوچھا: جب میں رسول اللہ ﷺ کے مواجہہ شریف میں کھڑا ہوکر دعا کروں تو آپ ﷺ کی طرف منہ کروں یا قبلہ کی طرف منہ کروں؟ امام مالک نے کہا آپ رسول اللہ ﷺ سے اپنا رخ کیوں پھیرتے ہیں حالانکہ حضور ﷺ آپ کے باپ حضرت آدم علیہ السلام کے قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں وسیلہ ہیں، بلکہ آپ رسول اللہ ﷺ کی طرف منہ کیجئے اور آپ ﷺ سے شفاعت طلب کیجئے ،اللہ تعالیٰ آپ کے حق میں شفاعت کو قبول فرمائے گا،اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

''اور اگر وہ اپنی جانوں پر ظلم کر بیٹھیں تو وہ آپ کے پاس آجائیں ، پھر اللہ تعالیٰ سے مغفرت طلب کریں اور رسول (بھی) ان کے لیے اللہ سے مغفرت طلب کریں تو وہ ضرور اللہ کو بہت توبہ قبول کرنے والا بہت مہربان پائیں گے''۔(النساء:٦٤)

(الشفاء، ج ۲،ص ۳۹۔۳۵)

آپ ﷺ کے ذکر کی تعظیم وتوقیر کرنا:

آپ کے ذکر کے وقت آپ ﷺ کی تعظیم وتوقیر کرنا ،اور آپ ﷺ کا اسم مبارک سننے پر اظہار خشوع وخضوع کرنا بھی آپ سے محبت کی علامت ہے۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں:

ابو ابراہیم یحییٰ فرماتے ہیں کہ ہر مسلمان پر لازم ہے کہ جب اس کے سامنے رسول اللہ ﷺ کا ذکر کیا جائے تو وہ ادب اور احترام سے سنے اور بدن کو جنبش تک نہ دے

اورخود پراس طرح ہیبت وجلال طاری کرلے گویا کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے کھڑا ہے:

حضرت ابوایوب سختیانی ﷺ کے سامنے جب رسول اللہ ﷺ کا ذکر کیا جاتا تو اس قدر روتے کہ لوگوں کوان کے حال پر رحم آجاتا۔

جعفر بن محمد بہت زیادہ مزاح کرنے والے اور ہنس مکھ شخص تھے مگر جب ان کے سامنے رسول اللہ ﷺ کا ذکر کیا جاتا تو ان کا رنگ زرد پڑ جاتا۔

عبد الرحمان بن مہدی کے سامنے جب حدیث پڑھی جاتی لوگوں کو خاموش ہونے کا حکم دیتے اور کہتے:

اے ایمان والو! اس نبی ﷺ کی آواز پر اپنی آواز اونچی نہ کرو۔ (الحجرات:۲)

وہ کہتے تھے جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے کلام کے دوران خاموش رہنا ضروری ہے اس طرح آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی حدیث سننے کے وقت بھی خاموش رہنا ضروری ہے کیونکہ حدیث بھی آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا کلام ہے۔

(مدارج النبوت ج اص ۳۰۰)

قاضی عیاض ابوالفضل عیاض بن موسیٰ لکھتے ہیں:

مصعب بن عبداللہ کہتے ہیں کہ امام مالک کے سامنے جب رسول اللہ ﷺ کا ذکر کیا جاتا تو ان کے چہرے کا رنگ تبدیل ہوجاتا ،اور وہ اسی وقت جھک جاتے ،جب امام مالک سے اس کی وجہ پوچھی گئی تو انہوں نے کہا'' محمد بن المنکدر'' سید القراء تھے ہم جب ان سے کسی حدیث کے متعلق پوچھتے تو ان پراس قدر گریہ طاری ہوتا کہ ہم ان کے لیے رحم کی دعا کرتے اور میں نے حضرت جعفر بن محمد الصادق کو دیکھا وہ بہت ہنس مکھ اور مزاح کرنے والے شخص تھے لیکن جب ان کے سامنے رسول اللہ ﷺ کا ذکر کیا جاتا تو ان کا چہرہ زرد پڑ جاتا اور میں نے ان کو کبھی بغیر وضو کے رسول اللہ ﷺ کی احادیث بیان کرتے

ہوئے نہیں دیکھا، پھر امام مالک نے بیان کیا کہ.....عبدالرحمٰن بن قاسم نبی کریم ﷺ کا ذکر کرتے تو ان کے رنگ کی طرف دیکھا جاتا، لگتا تھا کہ ان کا خون نچوڑ لیا گیا ہے اور رسول اللہ ﷺ کی ہیبت سے ان کی زبان خشک ہوگئی ہے۔

عامر بن عبداللہ بن الزبیر کے سامنے جب رسول اللہ ﷺ کا ذکر کیا جاتا تو وہ اس قدر روتے کہ ان کی آنکھوں سے آنسو ختم ہو جاتے، اور زہری بہت خوش مزاج اور ملنسار شخص تھے لیکن جب ان کے سامنے رسول اللہ ﷺ کا ذکر کیا جاتا تو لگتا تھا کہ وہ اپنے مخاطب کو بالکل نہیں پہچانتے، یعنی رسول اللہ ﷺ کے تصور میں اس طرح ڈوب جاتے کہ گردوپیش سے بے گانہ اور بے خبر ہو جاتے۔

صفوان بن سُلَیم بہت بڑے عابد اور زبردست مُجْتَہِد تھے ان کے سامنے جب رسول اللہ ﷺ کا ذکر کیا جاتا تو وہ اس قدر روتے کہ لوگ ان کے پاس سے اٹھ کر چلے جاتے، اور ابن سیرین ہنستے رہتے تھے اور جب ان کے سامنے رسول اللہ ﷺ کی حدیث ذکر کی جاتی تو ان پر خشوع وخضوع طاری ہو جاتا۔

ابراہیم بن عبداللہ بیان کرتے ہیں کہ امام مالک بن انس، امام ابو حازم کی مجلس کے پاس سے گزرے وہ اس وقت حدیث بیان کر رہے تھے، امام مالک وہاں سے چلے گئے اور کہا میرے بیٹھنے کی جگہ نہیں تھی اور میں نے کھڑے ہو کر رسول اللہ ﷺ کی حدیث کو سننا ناپسند کیا۔ امام مالک بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے ابن المسیب سے ایک حدیث پوچھی وہ اس وقت لیٹے ہوئے تھے، وہ اٹھ کر بیٹھ گئے پھر حدیث بیان کی اور کہا میں نے اس کو ناپسند کیا کہ میں لیٹ کر رسول اللہ ﷺ کی حدیث بیان کروں۔

ابو مصعب بیان کرتے ہیں کہ امام مالک بن انس ہمیشہ باوضو رسول اللہ ﷺ کی حدیث بیان کرتے تھے۔ مصعب بن عبداللہ بیان کرتے ہیں کہ امام مالک بن انس جب

حدیث بیان کرتے تو وضو کرتے ، تیار ہوتے ،عمدہ لباس پہنتے ، پھر حدیث بیان کرتے ۔ ابن ابی اویس نے کہا کہ امام مالک راستے میں یا کھڑے ہوئے یا جلدی کے وقت حدیث بیان کرنا ناپسند کرتے تھے۔

عبداللہ بن المبارک نے کہا میں امام مالک کے پاس تھا، وہ ہم کو حدیث بیان کررہے تھے، ان کو بچھو نے سولہ مرتبہ ڈنک مارا، ان کے چہرے کا رنگ تبدیل ہوکر زرد پڑ گیا لیکن انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی حدیث کا بیان درمیان میں نہیں چھوڑا۔ جب مجلس ختم ہوگئی تو لوگوں نے آپ کے چہرے کے رنگت تبدیل ہونے کی وجہ پوچھی۔ امام مالک نے فرمایاہاں! مجھے سولہ مرتبہ بچھونے ڈنک مارااور میں صبر کرتا رہااور میرا صبر صرف رسول اللہ ﷺ کی حدیث کے احترام کی وجہ سے تھا۔

عبداللہ بن صالح نے کہا امام مالک اور لیث بغیر وضو کے حدیث نہیں لکھتے تھے، اور قتادہ کہتے تھے کہ مستحب یہ ہے کہ بغیر وضو کے نبی کریم ﷺ کی احادیث نہ پڑھی جائیں، اوراعمش جب بے وضو ہوتے اور حدیث بیان کرنے کا ارادہ کرتے تو تیمّم کرلیا کرتے تھے۔ (الشفاء، ج۲،ص۳۹۔۳۵)

نبی کریم ﷺ کی عظمت اور شان بیان کرنا:

نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی محبت کا تقاضا یہ بھی ہے کہ قرآن وحدیث سے آپ کے فضائل اور آپ کی امتیازی خصوصیات کو بیان کیا جائے۔ جو آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے سچی محبت کرتا ہے وہ ڈھونڈ ڈھونڈ کر قرآن وحدیث کے وہ دلائل بیان کرتا ہے جن سے نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی فضیلت اور شان ظاہر ہوتی ہے۔

جیسے احادیث میں ہے:

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ

تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا:

مجھے پانچ ایسی چیزیں دی گئی ہیں جو مجھ سے پہلے کسی اور نبی کو نہیں دی گئیں، ایک ماہ کی مسافت سے میرا رعب طاری کر کے میری مدد کی گئی، تمام روئے زمین کو میرے لیے مسجد اور آلہ طہارت بنا دیا گیا، پس میری امت میں سے جو شخص بھی (جہاں) نماز کا وقت پا ئے وہ نماز پڑھ لے، اور میرے لیے مال غنیمت حلال کر دیا گیا جو مجھ سے پہلے کسی کے لیے حلال نہیں کیا گیا تھا اور (پہلے) ہر نبی صرف اپنی قوم کی طرف مبعوث کیا جاتا تھا اور مجھے تمام لوگوں کی طرف رسول بنا کر بھیجا گیا ہے۔

(صحیح البخاری رقم الحدیث: ۳۳۵، صحیح مسلم رقم الحدیث: ۵۲۱، سنن النسائی رقم الحدیث: ۴۳۲، ۷۳۲)

امام مسلم کی روایت میں ہے:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا:

مجھے (پہلے) انبیاء پر چھ طرح سے فضیلت دی گئی ہے، مجھے جوامع الکلم (ایسا کلام جس میں الفاظ کم اور معانی زیادہ ہوں) عطا کئے گئے، میری رعب سے مدد کی گئی، میرے لیے مال غنیمت حلال کیا گیا، میرے لیے تمام روئے زمین کو مسجد اور آلہ طہارت بنا دیا گیا، مجھے تمام مخلوق کی طرف رسول بنا کر بھیجا گیا اور نبیوں کا سلسلہ مجھ پر ختم کر دیا گیا۔

(صحیح مسلم المساجد: ۵، (۵۲۳) ۱۱۴۷، جامع الترمذی رقم الحدیث: ۱۵۵۳، سنن ابن ماجہ رقم الحدیث: ۵۶۷)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا:

مجھے پانچ چیزیں ایسی دی گئی ہیں جو مجھ سے پہلے انبیاء میں سے کسی کو نبی کو نہیں دی گئیں۔ میرے لیے تمام روَے زمین پاک کرنے والی (آلہ تیمّم) اور مسجد بنا دی گئی، اور پہلے انبیاء میں سے کوئی نبی اپنی محراب (مسجد) کے بغیر کسی اور جگہ نماز نہیں پڑھتا تھا۔

ایک ماہ کی مسافت کے رعب سے میری مدد کی گئی ہے، جب میرے سامنے مشرکین آتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان کے دلوں میں میرا رعب قائم کر دیتا ہے، اور پہلے نبی کو اس کی مخصوص قوم کی طرف مبعوث کیا جاتا تھا اور مجھے تمام جنات اور انسانوں کی طرف مبعوث کیا گیا ہے، اور پہلے انبیاء خُمس (مال غنیمت میں سے پانچواں حصہ) کو الگ کر دیتے تھے، پھر آگ آ کر اس کو کھا جاتی تھی اور مجھے یہ حکم دیا گیا ہے کہ میں اس خمس کو اپنی امت کے فقراء میں تقسیم کر دوں، اور ہر نبی کو ایک شفاعت عطا کی گئی ہے۔(صحیح مسلم میں ہے ہر نبی نے اس شفاعت کو دنیا میں خرچ کر لیا) اور میں نے اس شفاعت کو اپنی امت کے لیے (قیامت تک) مؤخر کر لیا ہے۔ (مسند البزار رقم الحدیث: ۲۴۴۱)

حضرت واثلہ بن الاسقع رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا:

''بے شک اللہ تعالیٰ نے حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں سے کنانہ کو منتخب فرمایا، اور کنانہ کی اولاد میں سے قریش کو منتخب فرمایا اور قریش میں سے بنو ہاشم کو منتخب فرمایا اور بنو ہاشم میں سے مجھ کو چنا''۔

(صحیح مسلم، کتاب الفضائل، باب فضل نسب النبی ﷺ)

کھانے کا تسبیح پڑھنا:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ ہم سفر میں حضور نبی کریم ﷺ کے ساتھ تھے کہ پانی میں کمی واقع ہوگئی۔ آپ ﷺ نے فرمایا، بچا ہوا پانی لے آؤ، ہم نے ایک برتن میں تھوڑا سا پانی پیش کیا آپ ﷺ نے اس میں اپنی مبارک انگلیاں داخل فرما دیں اور فرمایا:

''مبارک پانی کی طرف آؤ اور برکت اللہ کی طرف سے ہے''۔

میں نے دیکھا آپ ﷺ کی مبارک انگلیوں سے پانی کے چشمے پھوٹ پڑے ۔حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں :

''ہم کھانا کھاتے ہوئے کھانے کی تسبیح سنا کرتے''

(صحیح البخاری ، کتاب المناقب ، ابن حبان ، ۸، ۱۴۴)

کنکروں کا تسبیح پڑھنا:

حضرت ابوذَر غِفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر تھا اور آپ ﷺ کے دست اقدس میں کنکریاں تھیں جو تسبیح پڑھ رہی تھیں ۔'' ان کی تسبیح کو حضرت ابوبکر، حضرت عمر، حضرت عثمان اور حضرت علی رضی اللہ عنہم نے بھی سنا ۔

(امام ابونعیم ، دلائل النبوۃ ،۲، ۵۵۵)

درخت نے جنات کی اطلاع دی:

طائف کے واقعہ کے بعد ایک رات نبی کریم ﷺ قرآن مجید کی تلاوت فرمارہے تھے ۔ کچھ جنات بھی درخت کے پیچھے سے آپ ﷺ کی تلاوت سن رہے تھے ۔اس درخت نے آپ ﷺ کو ان کی موجودگی کی اطلاع دی ۔حضرت عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن مسعود کہتے ہیں کہ میں نے مسروق سے پوچھا اس رات آپ ﷺ کو کس نے اطلاع دی تھی کہ آپ کا قرآن جنات بھی سن رہے ہیں ۔فرمایا تیرے والد (عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ) نے مجھے بتایا تھا، درخت نے ان کے بارے میں اطلاع دی تھی ۔

(صحیح البخاری ،مناقب الانصار)

پتھروں، درختوں اور جانوروں کا آپ کو سجدۂ تعظیمی کرنا:

سجدہ کی دو قسمیں ہیں :۱۔سجدۂ عبادت ۲۔سجدۂ تعظیمی

۱:۔سجدۂ عبادت تو صرف اللہ تعالیٰ کے لئے ہی جائز ہے کسی اور کے لئے ہرگز

جائز نہیں ۔ یہ سجدہ ہماری شریعت میں بھی ممنوع ہے اور پچھلی شریعتوں میں بھی ممنوع تھا۔
۲:۔سجدۂ تعظیمی انسانی تخلیق سے لے کر حضور ﷺ کی تشریف آوری تک پچھلی شریعتوں میں جائز تھا۔حضرت آدم علیہ السلام کو فرشتوں نے جو سجدہ کیا اکثر مفسرین کی رائے کے مطابق وہ سجدہ تعظیمی ہی تھا۔اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

ترجمہ:''اور یاد کرو جب ہم نے فرشتوں کو حکم دیا کہ آدم کو سجدہ کرو تو سب نے سجدہ کیا سوائے ابلیس کے کہ منکر ہوا اور غرور کیا اور کافر ہو گیا''۔(البقرہ۔۳۴)

حضرت یوسف اور ان کے والدین علیہم السلام کے واقعہ میں ارشاد ہوتا ہے:

ترجمہ''اور اپنے ماں باپ کو تخت پر بٹھایا اور سب اس کے لئے سجدہ میں گرے اور یوسف نے کہا اے میرے باپ یہ میرے پہلے خواب کی تعبیر ہے۔''(سورۃ یوسف،۱۰۰)

یہ بھی سجدہ تعظیمی ہی تھا اور یہ آپ ﷺ کی تشریف آوری تک جائز رہا۔

حضرت عبداللہ بن اوفی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ شام سے آئے تو انہوں نے آپ ﷺ کی خدمت میں سجدہ کیا آپ ﷺ نے پوچھا یہ کیا؟ عرض کیا یارسول اللہ (ﷺ)! میں شام گیا تو وہاں لوگ اپنے سر براہوں کو سجدہ کرتے ہیں۔میں نے چاہا کیوں نہ میں آپ ﷺ کو سجدہ کروں۔فرمایا آئندہ ہرگز ایسا نہ کرنا۔اگر کسی کے لئے سجدہ جائز ہوتا تو میں بیوی کو حکم دیتا وہ اپنے خاوند کو سجدہ کیا کرے۔

(اسے امام احمد، ابن ماجہ، ابن حبان نے روایت کیا، اس کے راوی، رجال صحیح ہیں۔امام ابن ماجہ اور بزار نے رجال صحیح کے ساتھ روایت کیا، حاکم نے صحیح کہا، ذھبی نے ان کے حکم کو ثابت رکھا اور اس حدیث کے کثیر شواھد ہیں۔مسند احمد،۴،۳۸۱)

یہ سجدہ صرف تعظیمی اور احترام واکرام کے لئے تھا۔سجدہ عبادت نہیں تھا۔لیکن حضور ﷺ نے اسے بھی حرام فرمادیا اور اعلان فرمادیا کہ یہ آئندہ کبھی کسی انسان کے لئے جائز نہیں۔پتھروں، درختوں اور جانوروں نے نبی کریم ﷺ کو جو سجدہ کیا وہ سجدہ بطور تعظیم تھا بطور عبادت نہ تھا۔ان کے سجدہ کرنے پر رسول اللہ ﷺ نے منع نہیں فرمایا اس لئے ان

کے لئے سجدۂ تعظیمی جائز رہااور ویسے بھی شریعت کے احکام انسانوں پر لاگو ہوتے ہیں، پتھروں، درختوں اور جانوروں پر لاگو نہیں ہوتے۔

حضرت ابو موسیٰ اشعری ﷺ سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کے چچا ابو طالب، قریش کے سرداروں کے ساتھ شام کی طرف نکلے، حضور نبی کریم ﷺ بھی ان کے ساتھ تھے۔ جب راہب کے پاس پہنچے تو راہب ان کو ملنے کے لئے خود آ گیا، حالانکہ اس سے پہلے ملنے نہیں آتا تھا بلکہ توجہ ہی نہ دیتا تھا۔ قافلہ میں سے ہر ایک کو دیکھتا ہوا آپ ﷺ کے پاس آ گیا آپ ﷺ کا دست مبارک پکڑ کر کہنے لگا۔

''یہ تمام کائنات کے سردار، یہ رب العالمین کے رسول اور انہیں اللہ تعالیٰ نے رحمۃ للعالمین بنا کر مبعوث فرمایا ہے۔''

قریشی سرداروں نے کہا تجھے اس کا کیسے علم ہو گیا ہے؟

کہنے لگا۔ میں دیکھ رہا تھا جب تم سامنے کی گھاٹی چڑھے ہو۔

''کوئی درخت اور پتھر ایسا نہ تھا جو سجدہ نہ کر رہا ہو اور یہ (درخت اور پتھر) نبی کے لئے ہی سجدہ کرتے ہیں''۔

(ابن ابی شیبہ، ترمذی نے اسے حسن کہا، ابونعیم اور حاکم نے صحیح کہا، تیمی اور بیہقی نے بھی نقل کیا تمام نے قراد (عبدالرحمٰن بن غزوان الضبی) سے جو ثقہ ہے اور یونس بن ابی اسحاق جو صدوق اور رجال مسلم میں سے ہے۔ ابو بکر بن ابی موسیٰ سے جو ثقہ ہے روایت کیا اور انہوں نے اپنے والد گرامی سے روایت کیا ہے۔)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ بنو عامر کا ایک آدمی آپ ﷺ کی خدمت میں آیا۔ وہ طبیب تھا۔ کہنے لگا: اے محمد (ﷺ)! آپ عجیب قسم کی باتیں کرتے ہیں (العیاذ باللہ) کیا میں آپ کا علاج نہ کر دوں؟

آپ ﷺ نے فرمایا:

''میں تجھے کوئی نشانی نہ دکھاؤں؟ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے سامنے کھجور کے

درخت کو بلایا'' وہ اس طرح حاضر ہوا کبھی سجدہ ریز ہوتا کبھی سر اٹھاتا حتی کہ آکر آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی خدمت میں کھڑا ہوگیا۔ پھر آپ ﷺ نے اسے واپس جانے کا حکم دیا تو وہ اپنے مقام پر لوٹ گیا، اس پر وہ معالج (حکیم) کہنے لگا'' اللہ کی قسم اس کے بعد آپ ﷺ کی کسی بات کو کبھی بھی نہیں جھٹلاؤں گا''۔ (اسے ابویعلی نے رجال صحیح سے روایت کیا ہے۔ ماسوائے ابراہیم بن حجاج کے اور وہ بھی ثقہ ہیں۔ ابن حبان نے اسے صحیح کہا ہے، طبرانی نے کبیر میں، ابن سعد، ابونعیم اور بیہقی نے دلائل میں اسی طرح نقل کیا ہے، امام احمد، ترمذی اور حاکم نے صحیح قرار دیا ہے۔ امام بخاری نے تاریخ میں، طبرانی نے کبیر میں اور دارمی وبیہقی نے بھی لفظ سجود کے علاوہ یہ روایت ذکر کی ہے۔ مسند ابویعلی، ۴، ۲۳۶)

امام احمد بن حنبل اپنی سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انصار کے ایک گھرانے کے پاس ایک اونٹ تھا جس پر وہ پانی (کی مشکیں لادکر) لاتے تھے، ان کا وہ اونٹ سرکش ہوگیا اور اس نے اپنے اوپر پانی لادنے نہ دیا۔ وہ انصار آپ ﷺ کے پاس آئے انہوں نے کہا کہ ہمارے پاس ایک اونٹ تھا جس پر ہم پانی لادکر لاتے تھے اب وہ سرکش ہوگیا ہے اور ہمیں اپنی پشت پر پانی لادنے نہیں دیتا اور ہمارے کھیت اور ہمارے باغ سوکھے پڑے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا چلو۔ آپ کے اصحاب اٹھے۔ آپ ﷺ باغ میں داخل ہوئے جس کے ایک کونے میں وہ اونٹ کھڑا ہوا تھا، نبی کریم ﷺ اس کی طرف جانے لگے، انصار نے کہا: یارسول اللہ (ﷺ) وہ اونٹ تو اب کاٹنے والے پاگل کتے کی طرح ہوگیا ہے اور ہمیں خطرہ ہے کہ وہ آپ پر حملہ کردے گا۔

آپ ﷺ نے فرمایا: مجھے اس سے کوئی خطرہ نہیں ہے۔ جب اونٹ نے رسول اللہ ﷺ کی طرف دیکھا تو وہ آپ کی طرف آیا اور آپ کے سامنے آکر سجدہ میں گر گیا، رسول اللہ ﷺ نے اس کو پیشانی سے پکڑا تو وہ پہلے سے بہت زیادہ عاجز اور فرماں بردار تھا۔ یہاں تک کہ آپ نے اس کو کام میں لگا دیا، آپ کے اصحاب نے آپ سے کہا یہ بے عقل جانور آپ

کوسجدہ کرتا ہے تو ہم عقل والے اس بات کے زیادہ مستحق ہیں کہ آپ کوسجدہ کریں ۔آپ ﷺ نے فرمایا کسی بشر کے لیے دوسرے بشر کوسجدہ کرنا جائز نہیں ہے اور اگر کسی بشر کے لیے دوسرے بشر کوسجدہ کرنا جائز ہوتا تو میں عورت کو یہ حکم دیتا کہ وہ اپنے خاوند کوسجدہ کرے، کیونکہ خاوند کا اپنی بیوی پر عظیم حق ہے ۔

(مسند احمد ج ۳ص ۱۵۹۔ ۱۵۸ قدیم، مسند احمد رقم الحدیث : ۱۲۶۴۱، عالم الکتب بیروت، مسند احمد رقم الحدیث : ۱۲۵۵۱، دارلحدیث قاہرہ، حمزہ احمد زین نے کہا اس حدیث کی سند صحیح ہے، حافظ الہیثمی نے بھی کہا اس حدیث کی سند صحیح ہے ۔مجمع الزوائد ج ۹ص ۴، دلائل النبوۃ لابی نعیم رقم الحدیث : ۲۸۷، مسند البزار رقم الحدیث : ۲۴۵۴، حافظ منذری نے اس حدیث کے متعلق لکھا ہے : اس حدیث کو امام احمد نے سند جید کے ساتھ روایت کیا ہے، اس کے راوی ثقہ اور مشہور ہیں، اور امام بزار نے بھی اسکی مثل روایت کی ہے ۔اور امام نسائی نے اس کو مختصراً روایت کیا ہے الترغیب والترہیب ج ۳ص ۵۵، مطبوعہ دارالحدیث قاہرہ، الترغیب والترہیب ج ۲ص ۶۷۵، رقم الحدیث : ۲۸۹۳، مطبوعہ دار ابن کثیر بیروت، صحیح ابن حبان رقم الحدیث : ۱۴۱۶۲، السنن الکبریٰ للنسائی رقم الحدیث : ۹۱۴۷)

امام طبرانی اپنی سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں :

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ کے پاس کچھ لوگ آئے اور انہوں نے کہا ہمارا اونٹ غضب ناک ہوگیا ہے اور وہ باغ میں ہے، نبی ﷺ اس اونٹ کے پاس آئے اور فرمایا آؤ، وہ آپ کے پاس سر جھکائے ہوئے آیا حتیٰ کہ آپ نے اس کو نکیل ڈال دی اور وہ اونٹ اس کے مالکوں کے حوالے کر دیا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسول اللہ ﷺ! گویا کہ اس کو علم تھا آپ نبی ہیں؟ آپ نے فرمایا: ''مدینہ کی دو سیاہ پتھریلی زمینوں کے درمیان جو کوئی بھی ہے وہ یہ جانتا ہے کہ میں نبی ہوں سوا کافر جنوں اور انسانوں کے ۔''

(المعجم الکبیر رقم الحدیث : ۱۲۷۴۴، دلائل النبوۃ لابی نعیم رقم الحدیث : ۲۷۹، دلائل النبوۃ للبیھقی ج ۶ص ۳۰، مصنف ابن شیبہ ج ۱۱ص ۴۷۳، سنن الدارمی رقم الحدیث : ۱۱)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے گھر ایک وحشی حمار (گدھا) تھا ۔جب آپ ﷺ باہر تشریف لے جاتے تو وہ کھیلتا کودتا آگے پیچھے ہوتا

جب وہ محسوس کرتا آپ ﷺ تشریف لے آئے ہیں تو وہ بے حرکت ہو جاتا ۔ جب تک تشریف فرما رہتے وہ بدکتا تک نہ تھا تا کہ کہیں آپ ﷺ کو تکلیف نہ ہو“ ۔

(اسے امام احمد نے دو طریق سے روایت کیا ہے ۔ ابو یعلی ، بزار ، طبرانی نے اوسط میں ابو نعیم اور بیہقی نے دلائل میں اور دار قطنی نے رجال صحیح سے نقل کیا ہے ۔ ۔ حافظ ابن کثیر سند امام احمد کے بارے میں لکھتے ہیں ۔ یہ سند صحیح کی شرائط پر ہے مگر انہوں نے اس کی تخریج نہیں کی اور یہ حدیث مشہور ہے ۔ شمائل الرسول لابن کثیر، ۲۸۳)

امام طبرانی اپنی سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں :

عبد اللہ بن یعلیٰ بن مرہ اپنے والد سے اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ میں تین چیزیں دیکھیں جو مجھ سے پہلے کسی نے نہیں دیکھیں ، میں آپ کے ساتھ مکہ کے ایک راستہ میں جا رہا تھا ، آپ ایک عورت کے پاس سے گزرے جس کا بیٹا بہت سخت جنون میں مبتلا تھا ، اس عورت نے کہا یا رسول اللہ (ﷺ) آپ دیکھ رہے ہیں میرے بیٹے کا کیا حال ہے ، آپ نے فرمایا اگر تم چاہو تو میں اس کے لیے دعا کر دوں ، آپ نے اس کے لیے دعا کی پھر آپ چلے گئے ، پھر آپ ایک اونٹ کے پاس سے گزرے جو اپنی گردن بڑھا کر بڑ بڑا رہا تھا ، آپ نے فرمایا اس اونٹ کے مالک کو بلاؤ جب وہ آیا تو آپ نے فرمایا ، یہ اونٹ کہہ رہا ہے کہ میں ان کے ہاں پیدا ہوا ، انہوں نے مجھ سے کام لینا شروع کر دیا حتیٰ کہ اب میں بوڑھا ہو گیا تو یہ لوگ مجھے ذبح کرنا چاہتے ہیں ، پھر آپ آگے گئے تو آپ نے دو الگ الگ درختوں کو دیکھا ، آپ نے مجھ سے فرمایا جاؤ ان دونوں درختوں سے کہو کہ وہ مل کر ایک دوسرے کے ساتھ جڑ جائیں ، جب وہ درخت آپس میں مل گئے تو آپ نے ان کی اوٹ میں رفع حاجت فرمائی اور فرمایا جاؤ ان سے کہو اب یہ الگ الگ ہو جائیں پھر آپ آگے گئے ، جب واپس آئے تو اس بچہ کے پاس سے گزرے وہ بچوں کے ساتھ کھیل رہا تھا اس کی ماں کے پاس چھ مینڈھے تھے اس نے دو مینڈھے آپ کو ہدیہ کیے ، اور کہنے لگی اس پر دوبارہ بالکل جنون طاری نہیں ہوا ،

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''ماسوا کافر یا فاسق جنوں اور انسانوں کے ہر چیز جانتی ہے کہ میں (ﷺ) اللہ جل جلالہ کا رسول ہوں''۔

(المعجم الکبیر ج ۲۲ص ۲۶۲۔ ۲۶۱، رقم الحدیث: دلائل النبوۃ للبیہقی ج ۶ص ۲۳ مصنف ابن ابی شیبہ ج ۱۱ص ۴۹۳، امام حاکم اور ذہبی نے کہا ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے، المستدرک ج ۲ص ۶۱۸، ۶۱۷ دلائل النبوۃ لابی نعیم رقم الحدیث: ۲۹۲، ۲۸۳ ،مسند احمد ج ۴ص ۱۷۲، قدیم مسند احمد رقم الحدیث: ۱۷۴۸۹، دارالحدیث قاہرہ، حمزہ احمد زین نے کہا اس حدیث کی سند صحیح ہے، البدایہ والنہایہ ج ۴ص ۵۳۴، ۵۳۳)

حافظ اسماعیل بن عمر بن کثیر روایت کرتے ہیں:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ انصار کے ساتھ ایک باغ میں داخل ہوئے، آپ کے ساتھ حضرت ابوبکر، حضرت عمر اور ایک انصاری صحابی رضی اللہ عنہم تھے، اس باغ میں بکریاں تھیں انہوں نے آپ کو سجدہ کیا، حضرت ابوبکر نے کہا یا رسول اللہ ﷺ! ان بکریوں کی بہ نسبت آپ کو سجدہ کرنے کے ہم زیادہ حقدار ہیں، آپ نے فرمایا کسی شخص کے لیے جائز نہیں کہ وہ دوسرے کو سجدہ کرے اور اگر کسی کے لیے یہ جائز ہوتا کہ وہ دوسرے کو سجدہ کرے تو میں عورت کو حکم دیتا کہ وہ اپنے خاوند کو سجدہ کرے۔

(البدایہ والنہایہ ج ۴ص ۵۳۷)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ انصار کی حویلی میں داخل ہوئے وہاں دو اونٹ آپس میں لڑ رہے تھے۔

''جب رسول اللہ ﷺ کو انہوں نے دیکھا تو دونوں نے اپنے چہرے زمین پر رکھ دیئے''

صحابہ نے عرض کیا، ہم بھی آپ ﷺ کو سجدہ کرنا چاہتے ہیں۔ فرمایا کسی انسان کا دوسرے انسان کو سجدہ کرنا جائز نہیں اگر جائز ہوتا تو میں خاوند کے عظیم حق کی بنا پر بیوی کو سجدہ کا حکم دیتا۔ (صحیح ابن حبان، ۳، ۱۵۸)

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں حضور نبی کریم ﷺ کے ساتھ سفر میں تھا۔ اچانک ایک اونٹ بلبلاتا ہوا حاضر ہوا،

''جب وہ سامنے راستہ کے درمیان پہنچا تو سجدہ ریز ہوگیا''۔

آپ ﷺ نے پوچھا اس کا مالک کون ہے؟ لوگوں نے کہا حضور (ﷺ)! یہ اونٹ ہمارا ہے۔ فرمایا کیا معاملہ ہے؟ عرض کیا یہ بیس سال سے ہمارے پاس ہے اب اس کی عمر زیادہ ہوگئی ہے ہم اسے ذبح کر کے تقسیم کرنا چاہتے ہیں۔ فرمایا کیا مجھے بیچتے ہو؟ عرض کیا۔

''حضور ﷺ یہ آپ ہی کا ہے''۔

آپ نے فرمایا: ''موت تک اس سے حسن سلوک کرو''۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا:

'' ہم آپ ﷺ کو سجدہ کرنے کا جانوروں سے زیادہ حق رکھتے ہیں''۔

فرمایا کسی انسان کا کسی انسان کو سجدہ جائز نہیں۔ اگر جائز ہوتا تو خواتین، خاوندوں کو سجدہ کرتیں۔

(اسے ابن ابی شیبہ، بیہقی اور ابونعیم نے دلائل میں اور دارمی نے روایت کیا ہے۔ حافظ ابن کثیر کہتے ہیں اس کی سند جید اور راوی ثقہ ہیں۔ الدارمی، ۱، ۸۱)

بھوکے، خونخوار شیر کی اطاعت:

محمد بن منکدر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے خادم حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ روم کی سرزمین میں لشکر سے بچھڑ گئے۔ سمندری سفر تھا۔ کشتی ٹوٹ گئی اور وہ اس کے ایک تختے پر تھے اس تختے نے ان کو شیروں کے جنگل میں پہنچا دیا۔ اچانک ایک شیر ان کی طرف حملہ کے لئے بڑھا تو انہوں نے کہا:

''میں رسول اللہ ﷺ کا خادم ہوں اور اس طرح یہاں پہنچا ہوں''

یہ سن کر اس نے سر جھکا دیا اور دم ہلاتا ہوا ان کے پاس آ گیا۔ پھر ان کو اپنے

اوپر سوار کرلیا اور جنگل سے نکل کر راستہ پر لے آیا اور واپس جاتے ہوئے یوں آہستہ آہستہ بولنے لگا جیسے ان کو الوداع کہہ رہا ہو۔

(مشکوٰۃ،ص ۵۴۵، اسے حاکم نے شرط مسلم پر صحیح قرار دیا، ذھبی نے اس حکم کو ثابت رکھا، طبرانی نے کبیر میں، بزار، عبد الرزاق نے مصنف میں، ابونعیم نے حلیہ اور دلائل میں، بیہقی اور تیمی نے دلائل میں، ابویعلی نے، سیوطی نے اس کی نسبت خصائص میں ابن سعد اور ابن مندہ کی طرف کی ہے، اس کے رجال ثقہ ہیں، اکثر نے اسے محمد بن منکدر سے نقل کیا ہے۔ لیکن ان سے ابوریحانہ کے طریق پر بھی مروی ہے۔)

زہریلا گوشت بول اٹھا:

محبت کا ایک تقاضا یہ بھی ہے کہ محبت کرنے والا ہر اس شے سے ڈرتا ہے جس سے اس کے محبوب کو خطرہ ہو۔ خطرے کی اطلاع دینے کے لئے محبت کرنے والا بے اختیار، محبت کے جذبے سے مجبور ہو کر بول اٹھتا ہے اور اس کے لئے خاموش رہنا ہرگز ممکن نہیں رہتا۔

جب غزوہ خیبر اپنے اختتام کو پہنچا تو ایک یہودی عورت نے صحابہ ﷺ سے پوچھا حضور نبی کریم ﷺ بکری کے گوشت کا کون سا حصہ پسند کرتے ہیں؟ اسے بتا دیا گیا، اس نے بکری ذبح کر کے پکائی اور اس کی دستی کو زہر آلود کر کے آپ ﷺ کی خدمت میں پیش کیا۔ آپ ﷺ اور آپ ﷺ کے صحابہ ﷺ کھانا تناول کرنے کے لیے جلوہ افروز ہوئے، ابھی لقمہ کو اٹھا کر منہ میں رکھا ہی تھا کہ اس دستی نے اطلاع دی:

''میں، بلکہ تمام بکری زہر آلود ہے''۔

آپ ﷺ نے صحابہ ﷺ کو کھانے سے منع فرما دیا۔ آپ ﷺ نے یہود سے پوچھا تو انہوں نے اس بات کا اعتراف کرلیا۔

حضرت انس بن مالک ﷺ سے روایت ہے ایک یہودی عورت نے زہر آلود گوشت آپ ﷺ کو پیش کیا آپ ﷺ نے تناول فرمایا پھر اس خاتون کو آپ ﷺ کی خدمت میں لایا گیا تو اس نے اعتراف کرتے ہوئے کہا میں آپ ﷺ کو قتل کرنا چاہتی تھی۔ آپ

ﷺ نے فرمایا۔

''اللہ تعالیٰ نے تجھے ناکام فرما دیا ہے''۔

(البخاری ، کتاب الھبہ، البخاری، کتاب الطب)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ جب خیبر فتح ہوا تو آپ ﷺ کی خدمت میں زہر آلود بکری کا گوشت لایا گیا۔

آپ ﷺ نے فرمایا جو یہودی یہاں ہیں ان کو میرے پاس لاؤ جب ان کو اکٹھا کر دیا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا میں تم سے ایک بات پوچھنا چاہتا ہوں تم سچ کہو گے انہوں نے کہا ہاں ضرور فرمایا تمہارا والد کون ہے؟ کہنے لگے فلاں ہے فرمایا تم نے جھوٹ بولا تمہارا والد تو فلاں ہے۔ کہنے لگے آپ ﷺ نے سچ کہا۔ فرمایا: ایک اور بات پوچھتا ہوں تم سچ کہو گے؟ کہنے لگے: ہاں۔ فرمایا: کیا تم نے اس بکری میں زہر ملایا تھا؟ کہنے لگے: ہاں۔ فرمایا: کیوں ایسا کیا؟ کہنے لگے: ہم نے چاہا تھا اگر آپ (ﷺ) سچے نہیں ہیں (معاذ اللہ) تو ہماری جان چھوٹ جائے گی اور اگر آپ (ﷺ) نبی ہیں تو نقصان ہی نہ دے گا''۔

(صحیح البخاری، کتاب الطب)

ابو داؤد میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے صحابہ کو کھانے سے منع فرما کر اس یہودی عورت کو طلب فرمایا اور پوچھا کیا تو نے اس میں زہر ڈالا ہے؟ کہنے لگی آپ ﷺ کو کس نے بتایا؟ فرمایا۔

ترجمہ ''مجھے اس دستی نے اطلاع دی ہے''۔

(سنن ابوداؤد، کتاب الدیات)

بغیر اجازت ذبح ہونے والی بکری کی پکار:

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ہم ایک جنازہ کے لئے رسول ﷺ کے ساتھ نکلے۔ میں نے دیکھا آپ ﷺ قبر کھودنے والے کو ہدایت دے رہے

ہیں کہ اسے پاؤں اور سر کی طرف سے کشادہ کرو۔ جب واپس ہوئے تو ایک خاتون نے کھانے کے لئے عرض کیا۔ آپ ﷺ تشریف لائے ۔ پہلے آپ ﷺ نے شروع فرمایا پھر صحابہ رضی اللہ عنہم نے ، کیونکہ صحابہ رضی اللہ عنہم کی عادت تھی کہ آپ ﷺ سے پہلے وہ شروع نہیں کرتے تھے۔آپ ﷺ نے منہ میں لقمہ رکھا ہی تھا کہ فرمایا:

’’میں نے محسوس کرلیا ہے کہ اس بکری کو مالک کی اجازت کے بغیر ذبح کیا گیا ہے‘‘۔

آپ ﷺ نے خاتون سے پوچھا تو اس نے عرض کیا: یارسول اللہ (ﷺ) میں نے بکری خریدنے کے لئے آدمی بھیجا تھا مگر نہ ملی پھر پڑوسی کی طرف پیغام بھیجا کہ اپنی بکری ہمیں بیچ دومگر وہ بھی وہاں موجود نہ تھے پھر میں نے اس کی بیوی کو پیغام بھیجا تو اس نے بکری بھیج دی ۔(ایک دوسری روایت میں ہے کہ خاتون سے پوچھا تو عرض کرنے لگیں یا نبی اللہ (ﷺ)! ہمارے اور سعد بن معاذ کے خاندان میں اس قدر باہمی اعتماد ہے کہ چیزوں کی قیمتیں پوچھے بغیر ہم ان کی اور وہ ہماری چیزیں استعمال کرتے ہیں۔)

آپ ﷺ نے فرمایا اس کا گوشت قیدیوں کو کھلایا جائے۔

(اسے امام ابوداؤد، امام احمد، بیہقی اور دارقطنی نے اسناد صحیحہ سے بیان کیا ہے۔)

اللہ تعالٰی نے اپنے نبی اور حبیب ﷺ کو مال حرام سے محفوظ رکھا اور اس لقمہ سے آگاہ کرایا جسے آپ ﷺ نے منہ میں ڈالا تھا، یہ اللہ تعالٰی کی آپ ﷺ پر خصوصی عنایت ہے۔

رسول اللہ ﷺ سے ملاقات کا شوق ہونا:

محبت کی ایک علامت یہ ہے کہ محبوب سے ملاقات کا شوق ہو، ہر طالب اور محبّ اپنے مطلوب اور محبوب سے ملاقات کا خواہش مند ہوتا ہے، اس لئے رسول اللہ ﷺ سے محبت کی علامت یہ ہے کہ مسلمان کے دل میں آپ ﷺ کی زیارت اور آپ ﷺ سے ملاقات کا شوق ہو۔

امام مسلم روایت کرتے ہیں:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

میری امت میں مجھ سے سب سے زیادہ محبت کرنے والے لوگ میرے بعد ہوں گے، ان میں سے کسی ایک شخص کی یہ تمنا ہوگی کہ کاش اس کے تمام اہل اور مال کے بدلہ میں اس کو میری زیارت ہو جائے۔

(صحیح مسلم ج ۲ ص ۳۷۹، امام احمد بن حنبل، مسند احمد ج ۵ ص ۱۷۰، ۱۵۶)

آپ ﷺ کی تشریف آوری پر تمام شہر مدینہ کا روشن ہو جانا:

محبت کرنے والا اپنے محبوب کی آمد پر خوشی اور مسرت کا اظہار کرتا ہے اور اسی طرح محبوب کی جدائی پر غمگین اور افسردہ ہو جاتا ہے۔شہر مدینہ بھی آپ سے محبت کرتا ہے۔ کیونکہ اس کا معاملہ بھی اسی طرح ہے۔ہجرت کے موقعہ پر جب آپ ﷺ کی تشریف آوری ہوئی اور جب رفیق اعلیٰ کی طرف آپ ﷺ کا وصال ہوا، حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس روز آپ ﷺ مدینہ طیبہ تشریف فرما ہوئے تو:

اَضَاءَ مِن الْمَدِیْنَةِ کلُ شیءٍ

''مدینہ کی ہر شے روشن ہوگئی''

اور جس دن آپ کا وصال ہوا تو

اَظْلَمَ مِنَ الْمَدِیْنَةِ کلُّ شیءٍ

'' مدینہ کی ہر شے تاریک ہوگئی''

جب ہم تدفین سے فارغ ہوئے تو ہمارے دل نہایت ہی پریشان و مضطرب تھے۔

(مسند احمد، ۳، ۲۲، جامع الترمذی۔ابن حبان اور حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے، اسے ابن ماجہ بھی روایت کیا ہے۔)

یعنی جس طرح محبّ، محبوب کی آمد پر خوش ہو جاتا ہے اور جدائی پر غمزدہ ہو جاتا ہے۔شہر مدینہ بھی آپ ﷺ کی تشریف آوری پر خوش ہو کر روشن ہو گیا اور جب وصال ہوا تو تاریک

ہوکرغم کا اظہار کرنے لگا۔

رسول اللہ ﷺ کے محبوبوں سے محبت کرنا:

محبت کی ایک علامت یہ ہے کہ انسان محبوب کے محبوبوں سے بھی محبت کرتا ہے اس لیے رسول اللہ ﷺ کے محبت کا تقاضا یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے اصحاب' اہل بیت اور ازواج مطہرات سے بھی محبت ہو۔

محبتِ رسول ﷺ کی علامت تعظیمِ صحابہ رضی اللہ عنہم:

حضرت ابوسعید خدری ﷺ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

میرے کسی صحابہ کو گالی نہ دو کیونکہ اگر تم میں سے کوئی کوہ اُحد کے برابر بھی سونا خرچ کرے تو اُس کے ایک صاع (تقریباً ساڑھے چار کلوگرام) بلکہ نصف صاع کے ثواب کو بھی نہیں پہنچے گا۔

(مشکوٰۃ، باب مناقب الصحابۃ، الفصل الاول، بحوالہ بخاری ومسلم)

ابو بردہ نے اپنے والدمحترم سے روایت کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے سر مبارک آسمان کی طرف اُٹھایا اور آپ ﷺ سرِ اقدس کو اکثر آسمان کی طرف اُٹھایا کرتے تھے اورفرمایا کہ ستارے آسمان کے لئے باعثِ امن ہیں۔ جب ستارے چلے جائیں گے تو آسمان پر وہ واقع ہوجائے گا جس کا اُس سے وعدہ کیا گیا ہے۔ میں اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کے لئے امن ہوں۔ جب میں چلا جاؤں گا تو میرے صحابہ رضی اللہ عنہم پر واقع ہوجائے گا جو اُن سے وعدہ کیا گیا اور میرے صحابہ رضی اللہ عنہم میری اُمّت کے لیے امن ہیں۔ جب میرے صحابہ رضی اللہ عنہم چلے جائیں گے تو میری اُمّت پر واقع ہوجائے گا جو اُس سے وعدہ کیا گیا ہے۔

(مشکوٰۃ، باب مناقب الصحابۃ، الفصل الاول، بحوالہ صحیح مسلم)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ

علیہ والہ وسلم نے فرمایا:

لوگوں پر ایک زمانہ ایسا بھی آئے گا کہ لوگوں میں سے ایک جماعت جہاد کرے گی تو لوگ کہیں گے:

کیا آپ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا کوئی صحابی ہے؟ وہ کہیں گے ہاں۔

پس انہیں فتح دی جائے گی۔ پھر لوگوں پر ایسا زمانہ بھی آئے گا کہ لوگوں میں سے ایک جماعت جہاد کرے گی تو اُن سے کہا جائے گا:

کیا آپ کے درمیان رسول اللہ ﷺ کے کسی صحابی کا کوئی ساتھی ہے؟ وہ کہیں گے ہاں۔

پس اُنہیں فتح دی جائے گی۔ پھر لوگوں پر ایسا زمانہ بھی آئے گا کہ لوگوں کی ایک جماعت جہاد کرے گی تو اُن سے کہا جائے گا:

''کیا آپ میں رسول اللہ ﷺ کے اصحاب کے ساتھی کا کوئی ساتھی ہے؟ وہ کہیں گے، ہاں۔ پس انہیں فتح دی جائے گی''۔

(مشکوٰۃ، باب مناقب الصحابۃ، الفصل الاول، بحوالہ صحیح بخاری ومسلم)

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

میری امت میں بہتر زمانہ میرا ہے۔ پھر اُن کے ساتھ والوں کا، پھر اُن کے ساتھ والوں کا۔ پھر اُن کے بعد ایسے لوگ ہوں گے کہ گواہی دیں گے اور اُنہیں گواہ بنایا نہیں جائے گا۔ خیانت کریں گے اور امین نہیں بنائے جائیں گے۔ نذر مانیں گے لیکن پوری نہیں کریں گے اور اُن پر موٹاپا چھا جائے گا۔ ایک اور روایت میں ہے کہ وہ حلف اٹھائیں گے اور ان سے قسم لی نہیں جائے گی۔ (مشکوٰۃ، باب مناقب الصحابۃ، الفصل الاول، بحوالہ صحیح بخاری ومسلم)

حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ

علیہ والہ وسلم نے فرمایا:

میرے صحابہ رضی اللہ عنھم کی عزت کرو کیونکہ وہ تم میں سے بہتر ہیں۔ پھر اُن کے ساتھ والے، پھر اُن کے ساتھ والے، پھر جھوٹ عام ہو جائے گا۔ یہاں تک کہ آدمی قسم دے گا اور اُس سے طلب نہیں کی جائے گی۔ آگاہ ہو جاؤ جس کو جنت کے اندر جانا پسند ہے تو جماعت کو لازم پکڑے۔ کیونکہ اکیلے کے ساتھ شیطان ہے اور وہ دو سے دور رہتا ہے اور آدمی کسی عورت کے پاس تنہا نہ رہے۔ کیونکہ تیسرا شیطان ہے۔ جس کو نیکی اچھی لگے اور برائی کو بُرا سمجھے، وہ مومن ہے۔

(مشکوٰۃ، باب مناقب الصحابۃ، الفصل الثانی، بحوالہ سنن نسائی، اس کی اسناد صحیح ہیں اور اس کے رجال بخاری والے ہیں سوائے ایک ابراھیم بن حسن خثعمی کے، کیونکہ شیخان نے اُس سے تخریج نہیں کی لیکن وہ ثقہ ثابت ہے۔ ''لمعات ومرقات'')

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

اُس مسلمان کو آگ نہیں چھوئے گی جس نے مجھے دیکھا یا مجھے دیکھنے والے کو۔

(مشکوٰۃ، باب مناقب الصحابۃ، الفصل الثانی، بحوالہ جامع الترمذی)

حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا:

میرے صحابہ رضی اللہ عنہم کے بارے میں اللہ سے ڈرنا، میرے صحابہ رضی اللہ عنہم کے بارے میں اللہ سے ڈرنا۔ میرے بعد انہیں نشانہ نہ بنالینا۔ جو اُن سے محبت کرتا ہے تو مجھ سے محبت رکھنے کے باعث محبت کرتا ہے اور جو اُن سے عداوت رکھتا ہے تو مجھ سے عداوت رکھنے کے باعث عداوت رکھتا ہے۔ جس نے اُنہیں تکلیف دی اُس نے مجھے تکلیف دی اور جس نے مجھے تکلیف دی اُس نے اللہ تعالیٰ کو تکلیف دی اور جس نے اللہ تعالیٰ کو تکلیف دی تو قریب ہے کہ وہ اُسے پکڑے۔

(مشکوٰۃ، باب مناقب الصحابۃ، الفصل الثانی، بحوالہ جامع الترمذی، امام ترمذی کہا کہ یہ حدیث غریب ہے)۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا:

میری امت میں میرے صحابہ کی مثال نمک جیسی ہے کیونکہ نمک کے بغیر کھانا درست نہیں ہوتا۔

حضرت حسن بصری علیہ الرحمۃ نے فرمایا: ہمارا نمک جا چکا، اب ہم کس طرح درست رہ سکتے ہیں۔

(مشکوۃ، باب مناقب الصحابۃ، الفصل الثانی، بحوالہ شرح السنۃ)

عبداللہ بن بُریدہ نے اپنے والد ماجد سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''میرے صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے جو بھی کسی سرزمین میں فوت ہوگا تو اُن لوگوں کا قائد بنا کر اٹھایا جائے گا اور قیامت کے روز اُن کے لئے نور ہوگا''۔

(مشکوۃ، باب مناقب الصحابۃ، الفصل الثالث، بحوالہ جامع الترمذی، امام ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث غریب ہے)

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

جب تم لوگوں کو دیکھو کہ میرے صحابہ کو گالیاں دیتے ہوں تو کہو:

تمہاری شرارت پر اللہ کی لعنت۔

(مشکوۃ، باب مناقب الصحابۃ، الفصل الثالث، بحوالہ جامع ترمذی)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سُنا:

میں نے اپنے رب سے اپنے صحابہ کے اختلاف سے متعلق سوال کیا جو میرے بعد ہوگا۔ میری طرف وحی فرمائی کہ اے محمد (ﷺ)! تمہارے اصحاب میرے نزدیک آسمان کے تاروں کی طرح ہیں جس کے بعض، بعض سے قوی ہیں لیکن سب نورانی ہیں۔ اپنے اختلاف میں وہ جس موقف پر ہیں اُن میں سے جو کسی کو اختیار کرے وہ میرے

نزدیک ہدایت پر ہے۔ راوی کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

میرے صحابہ تاروں کی طرح ہیں۔ اُن میں سے جس کی پیروی کروگے تو ہدایت ہی پاؤ گے۔

(مشکوٰۃ، باب مناقب الصحابۃ، الفصل الثالث، بحوالہ رزین)

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ کو فرماتے سُنا:

ان سے مومن ہی محبت رکھتا ہے اور منافق ہی بغض رکھتا ہے جو ان سے محبت کرے اللہ تعالیٰ اس سے محبت کرتا ہے اور جو ان سے عداوت رکھے وہ اللہ تعالیٰ کا ناپسندیدہ ہے۔ راوی کہتے ہیں ہم نے عدی بن ثابت سے پوچھا کیا آپ نے حضرت براء رضی اللہ عنہ سے خود سنا۔ فرمایا: انہوں نے مجھ ہی سے تو بیان کیا۔

(یہ حدیث صحیح ہے۔ جامع ترمذی ص ۵۵۳)

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے انہیں جنگ ذاتُ السَّلاسِل کا سردار مقرر فرمایا، فرماتے ہیں میں نے حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ (ﷺ)! آپ (ﷺ) کو لوگوں میں سے کون زیادہ محبوب ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا:

''عائشہ'' عرض کیا مردوں میں سے؟

فرمایا:۔ ان کے والد (حضرت ابوبکر صدّیق رضی اللہ عنہ)

(یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ جامع ترمذی ص ۵۵۱)

محبت رسول ﷺ کی علامت محبت اہل بیت

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

سنو اے لوگو! میں تو صرف ایک بشر ہوں، عنقریب میرے پاس اللہ کا سفیر (ملک الموت) آئے گا اور میں اس کی دعوت کو قبول کروں گا، میں تم میں دو بھاری چیزیں چھوڑنے والا ہوں ان میں سے ایک اللہ کی کتاب ہے جس میں ہدایت اور نور ہے سو تم اللہ

کی کتاب کو پکڑلو اور اس کا دامن تھام لو۔ پھر آپ نے کتاب اللہ پر برانگیختہ کیا (اس پر عمل کرنے کی اہمیت بیان کی) اور اس کی طرف راغب کیا، اور فرمایا دوسری بھاری چیز میرے اہل بیت ہیں، میں تم کو اپنے اہل بیت کے متعلق اللہ کی یاد دلاتا ہوں، حصین رضی اللہ عنہ نے حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے پوچھا:

اے زید! آپ کے اہل بیت کون ہیں؟ کیا آپ کی ازواج مطہرات آپ کی اہل بیت نہیں ہیں؟ حضرت زید بن ارقم نے کہا آپ کی ازواج مطہرات بھی اہل بیت ہیں لیکن (اس ارشاد میں) آپ کے اہل بیت سے مراد وہ لوگ ہیں جن پر آپ کے بعد صدقہ کرنا حرام ہے، حصین رضی اللہ عنہ نے پوچھا وہ کون ہیں؟ انہوں نے کہا وہ آل علی، آل عقیل، آل جعفر اور آل عباس ہیں رضی اللہ عنہم، اس نے پوچھا ان سب پر صدقہ حرام ہے؟ انہوں نے کہا ہاں۔

(صحیح مسلم رقم الحدیث: ۲۴۰۸، السنن الکبریٰ للنسائی رقم الحدیث: ۸۱۷۵)

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو حج کے موقع پر دیکھا آپ اپنی اونٹنی القصواء پر سوار ہو کر خطبہ دے رہے تھے، آپ فرما رہے تھے: اے لوگو! میں نے تم میں دو ایسی چیزیں چھوڑی ہیں کہ اگر تم نے ان کو پکڑ لیا تو تم کبھی گمراہ نہیں ہو گے۔ اللہ جل جلالہ کی کتاب اور اولاد، میرے اہل بیت رضوان اللہ علیہم اجمعین۔

(جامع الترمذی رقم الحدیث: ۳۷۸۶، المعجم الکبیر رقم الحدیث: ۲۶۸۰)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لے پالک حضرت عمر بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ آیت حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں نازل ہوئی:

''اے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر والو! اللہ کا صرف یہ ارادہ ہے کہ تم سے ہر قسم کی نجاست دور رکھے اور تم کو خوب ستھرا اور پاکیزہ رکھے۔'' (الاحزاب: ۳۳)

نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے حضرت فاطمہ، حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہم

کو بلوایا اور ان سب کو ایک چادر میں ڈھانپ لیا، اور حضرت علی رضی اللہ عنہ آپ کی پشت کے پیچھے تھے پس آپ نے ان کو بھی اس چادر میں ڈھانپ لیا پھر کہا اے اللہ! یہ میرے اہل بیت ہیں، تو ان سے (ہر قسم کی) نجاست کو دور رکھنا اور ان کو خوب پاکیزہ رکھنا، حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہا یا رسول اللہ (ﷺ)! آیا میں بھی ان کے ساتھ ہوں؟ آپ نے فرمایا تم اپنے مقام پر ہو اور میری طرف منسوب ہو، نیک ہو، دوسری روایت میں ہے تم خیر پر ہو۔

(جامع الترمذی رقم الحدیث: ۳۷۸۷، ۳۲۰۵)

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا:

میں تم میں ایسی چیزیں چھوڑ کر جا رہا ہوں کہ اگر تم نے ان کو تھام لیا تو تم میرے بعد کبھی گمراہ نہیں ہو گے۔ ان میں سے ایک دوسری سے زیادہ عظیم ہے، ایک کتاب اللہ ہے۔ یہ وہ رسی ہے جو آسمان سے زمین تک تانی ہوئی ہے اور دوسری میری اولاد، میرے اہل بیت ہیں، وہ ہرگز ایک دوسرے سے الگ نہیں ہوں گے حتی کہ وہ دونوں میرے پاس حوض پر وارد ہوں گے، پس غور کرو کہ تم میرے بعد ان سے کس طرح پیش آتے ہو۔

(جامع الترمذی رقم الحدیث: ۳۷۸۸، مصنف ابن ابی شیبہ ج ۱۰ ص ۵۰۶، مسند احمد ج ۳ ص ۱۴، ۱۷، ۲۶، ۵۹، مسند ابو یعلٰی رقم الحدیث: ۱۰۲۱، ۱۰۲۷، الضعفاء للعقیلی ج ۲ ص ۲۵۰، المعجم الکبیر رقم الحدیث: ۲۶۷۸، المعجم الاوسط رقم الحدیث: ۳۵۶۶، المعجم الصغیر رقم الحدیث: ۳۶۳)

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے حضرت فاطمہ، حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہم کو (امام طبرانی کی دیگر روایات میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ذکر بھی ہے) کو ایک کپڑے میں داخل کیا (ایک حدیث میں سیاہ چادر کا ذکر ہے) پھر فرمایا:

اے اللہ! یہ میرے اہل بیت ہیں۔

میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک و الک وسلم ! مجھے بھی ان کے ساتھ داخل فرما لیں ۔آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا تم (بھی) میرے اہل بیت رضوان اللہ علیہم اجمعین سے ہو، دیگر روایات میں سورۃ الاحزاب کی آیت نمبر۳۳ کی تلاوت کا بھی ذکر ہے۔

(المعجم الکبیر رقم الحدیث:۲۶۷۳،۲۶۷۲)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آیت:

اِنَّمَا يُرِيدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَ يُطَهِّرَ كُمْ تَطْهِيْرًا.

(سورۃ الاحزاب: ۳۳)

''اے رسول اللہ ﷺ کے گھر والو! اللہ کا صرف یہ ارادہ ہے کہ تم سے ہر قسم کی نجاست دور رکھے اور تم کو خوب ستھرا اور پاکیزہ رکھے۔'' (الاحزاب:۳۳)

(یہ آیت) حضرت علی، حضرت فاطمہ، حضرت حسن، اور حضرت حسین رضی اللہ عنہم کے متعلق نازل ہوئی ہے۔

(مسند البزار رقم الحدیث:۲۶۱۱، تاریخ دمشق الکبیر ج ۶۳ ص ۶۶، رقم الحدیث:۲۶۱۱)

ابوالحمراء بلال بن الحارث رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہر روز حضرت علی اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہما کے دروازے پر جا کر فرماتے:

الصلوۃ الصلوۃ (نماز کے لیے اٹھو) ﴿ اِنَّمَا يُرِيدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَ يُطَهِّرَ كُمْ تَطْهِيْرًا ﴾. (سورۃ الاحزاب: ۳۳)

''اے رسول ﷺ کے گھر والو! اللہ کا صرف یہ ارادہ ہے کہ تم سے ہر قسم کی نجاست دور رکھے اور تم کو خوب ستھرا اور پاکیزہ رکھے۔''

(تاریخ دمشق الکبیر ج ۴ ص ۱۹۸، رقم الحدیث:۱۰۷۸)

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ مکہ اور مدینہ کے

درمیان غدیرخم کے مقام پر خطبہ دینے کے لیے کھڑے ہوئے، آپ نے اللہ کی حمد اور ثناء کے بعد وعظ اور نصیحت کی، اس کے بعد آپ نے فرمایا: سنو اے لوگو! عنقریب میرے پاس اللہ کی طرف لے جانے والا آئے گا اور میں چلا جاؤں گا، اور میں تم میں دو عظیم چیزیں چھوڑ کر جا رہا ہوں، ان میں سے پہلی عظیم چیز اللہ کی کتاب ہے جس میں ہدایت اور نور ہے، سو تم اللہ کی کتاب کو لازم رکھو اس سے وابستہ رہو، پھر آپ نے کتاب پر برانگیختہ کیا اور اس کی ترغیب دی، پھر فرمایا اور دوسری عظیم چیز میرے اہل بیت ہیں، میں اپنے اہل بیت کے متعلق تمہیں اللہ کا حکم یاد دلاتا ہوں، میں اپنے اہل بیت کے متعلق تمہیں اللہ کا حکم یاد دلاتا ہوں، میں اپنے اہل بیت کے متعلق تمہیں اللہ کا حکم یاد دلاتا ہوں۔

(صحیح مسلم رقم الحدیث: ۲۴۰۸، مسند احمد ج ۳ ص ۱۷۔۱۴)

آپ ﷺ نے قرآن مجید اور اہل بیت دونوں کو ثقلین فرمایا کیونکہ ان دونوں کے ساتھ وابستہ رہنا اور ان کے احکام پر عمل کرنا ثقیل ہے، اور ہر وہ چیز جو نفیس اور عظیم ہو اس کو عرب ثقیل کہتے ہیں، آپ نے ان دونوں کو ثقلین فرمایا کیونکہ یہ دونوں بہت عظیم قدر و منزلت اور بلند مرتبے والی ہیں۔

(اکمال المعلم بفوائد مسلم ج ۷ ص ۴۱۹)

آپ نے تین بار فرمایا میں اپنے اہل بیت کے متعلق تمہیں اللہ کا حکم یاد دلاتا ہوں، ہوسکتا ہے اس سے مراد یہ حکم ہو:

﴿ قُلْ لَا اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْراً اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبىٰ ﴾ (الشوریٰ:۲۳)

ترجمہ: ''آپ کہیے کہ میں تم سے اس تبلیغ دین پر اس کے سوا اور کوئی اجر طلب نہیں کرتا کہ تم میرے قرابت داروں سے محبت رکھو''۔

آپ نے جو تین بار یہ وصیت فرمائی ہے اس میں بہت عظیم تاکید ہے، جس کا تقاضا یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ کی آل اور آپ کے اہل بیت کا احترام اور ان کی تعظیم واجب

ہے اور یہ ان فرائض میں سے ہے جن کا ترک کرنا کسی شخص کے لیے کسی حال میں جائز نہیں ہے، اور اس کا سبب ان کی نبی کریم ﷺ کے ساتھ خصوصیت ہے، اور اس وجہ سے کہ وہ آپ کا جزو ہیں۔

جس طرح آپ ﷺ نے فرمایا ہے:

فاطمہ رضی اللہ عنہا میرا جزو ہے جو چیز اس کو اذیت پہنچاتی ہے وہ مجھے اذیت پہنچاتی ہے۔

(صحیح البخاری ۵۲۷۸، صحیح مسلم ۲۴۴۹، سنن ابوداؤد: ۲۰۷۱، جامع الترمذی ۳۸۶۷)

اس کے باوجو بنوامیہ (یزید اور مروانیوں) نے ان کے عظیم حقوق کو پامال کیا اور آپ کے حکم کی نافرمانی کی انہوں نے اہل بیت کا خون بہایا ان کی پاک خواتین کو قید کیا ان کے بچوں کو گرفتار کیا، ان کے گھروں کو ویران کیا اور ان کے شرف اور ان کی فضیلت کا انکار کیا، ان پر لعن طعن کرنے کو جائز قرار دیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی اس وصیت کی مخالفت کی اور اس پر عمل کرنے کے بجائے اس کے الٹ اور آپ کے حکم اور آپ کی خواہش کے برعکس کام کیے۔ جب وہ بروز قیامت آپ کے سامنے کھڑے ہوں گے تو آپ کو کیا منہ دکھائیں گے اور اس وقت ان کی کیسی ذلت اور رسوائی ہوگی!

(تبیان القرآن بحوالہ المفہم ج ۶ ص ۳۰۴)

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی:

آؤ ہم اپنے بیٹوں کو بلائیں اور تم اپنے بیٹوں کو (۳:۶۱)

تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے حضرت علی، حضرت فاطمہ، حضرت حسن اور حضرت حسین رضوان اللہ علیہم اجمعین کو بلایا اور کہا:

اے اللہ! یہ میرے اہل بیت ہیں۔

(مشکوۃ، باب مناقب اہل بیت النبی ﷺ الفصل الاول، بحوالہ صحیح مسلم)

حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب ابراہیم رضی اللہ عنہ فوت ہوئے تو رسول

اللہ ﷺ نے فرمایا:

بے شک اس کے لئے جنت میں دودھ پلانے والی ہے۔

(مشکوٰۃ، باب مناقب اہل بیت النبی ﷺ الفصل الاول، بحوالہ صحیح بخاری)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی بیویاں آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے پاس تھیں کہ فاطمہ آگئیں، ان کا چلنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے چلنے سے مختلف نہیں تھا۔

جب آپ ﷺ نے انہیں دیکھا تو فرمایا:

میری بیٹی، خوش آمدید۔ پھر انہیں بٹھایا اور ان کے ساتھ سرگوشی فرمائی تو وہ بہت زیادہ روئیں جب آپ ﷺ نے ان کا غم ملاحظہ فرمایا تو دوبارہ سرگوشی فرمائی تو وہ ہنسنے لگیں۔ جب رسول اللہ ﷺ تشریف لے گئے تو میں نے پوچھا کہ تم سے کیا سرگوشی فرمائی تھی؟ آپ نے فرمایا: میں رسول اللہ ﷺ کے راز کو فاش نہیں کرسکتی۔ جب حضور ﷺ نے وفات پائی تو میں نے کہا۔ میں تمہیں اس حق کا واسطہ دیتی ہوں جو میرا تم پر ہے کہ مجھے وہ بات بتادو۔ فرمایا ہاں اب بتادیتی ہوں۔ پہلی دفعہ جب آپ ﷺ نے مجھ سے سرگوشی فرمائی تو بتایا کہ جبرائیل علیہ السلام میرے ساتھ ہر سال ایک دفعہ قرآن مجید کا دور کیا کرتے تھے اور اس سال دوبار کیا ہے۔ میرے خیال میں میرا آخری وقت قریب آ گیا ہے لہٰذا اللہ تعالیٰ سے ڈرنا اور صبر کرنا کیونکہ میں تمہارے لئے اچھا پیش رو ہوں۔ پس میں روئی جب میری پریشانی ملاحظہ فرمائی تو دوبارہ سرگوشی کی اور فرمایا:

اے فاطمہ! کیا تم اس بات پر راضی نہیں ہو کہ تم جنتی عورتوں کی سردار ہو یا ایمان والی عورتوں کی۔ دوسری روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے مجھ سے سرگوشی فرمائی کہ میں اس تکلیف میں وفات پا جاؤں گا تو میں رونے لگی۔ پھر سرگوشی فرماتے ہوئے مجھے بتایا کہ آپ کے اہل بیت میں سے سب سے پہلے میں آپ ﷺ سے جاملوں گی تو میں ہنس پڑی۔

(مشکوٰۃ، باب مناقب اہل بیت النبی ﷺ الفصل الاول، بحوالہ صحیح مسلم، صحیح بخاری)

حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

فاطمہ رضی اللہ عنہا میرے جسم کا ٹکڑا ہے جس نے اسے ناراض کیا اس نے مجھے ناراض کیا۔ دوسری روایت میں ہے کہ وہ چیز مجھے پریشان کرتی ہے جو اسے پریشان کرے اور مجھے تکلیف دیتی ہے جو اسے تکلیف دے۔

(مشکوٰۃ، باب مناقب اہل بیت النبی ﷺ الفصل الاول، بحوالہ صحیح مسلم، صحیح بخاری)

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک روز رسول اللہ ﷺ ہمارے درمیان خم نامی چشمے پر خطبہ دینے کھڑے ہوئے جو مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے درمیان ہے تو اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا بیان کی۔ وعظ ونصیحت فرمائی، پھر ارشاد ہوا:۔ اما بعد۔ اے لوگو! میں بشر ہوں۔ قریب ہے کہ اللہ کا قاصد میرے پاس آئے اور میں اسے قبول کرلوں میں تم میں دو عظیم چیزیں چھوڑے جاتا ہوں جن میں سے پہلی اللہ جل جلالہ کی کتاب ہے جس میں ہدایت اور نور ہے۔ پس اللہ جل جلالہ کی کتاب لو اور اسے مضبوطی سے تھامو اور اللہ جل جلالہ کی کتاب کی طرف ابھارا اور ادھر راغب کیا۔ پھر فرمایا کہ: دوسرے میرے اہل بیت ہیں اور میں اپنے اہل بیت کے بارے میں تمہیں اللہ جل جلالہ یاد دلاتا ہوں۔ دوسری روایت میں ہے کہ اللہ جل جلالہ کی کتاب ہی اللہ کی رسی ہے جس نے اس کی پیروی کی وہ ہدایت پر ہے اور جس نے اسے چھوڑا وہ گمراہی پر ہے۔

(مشکوٰۃ، باب مناقب اہل بیت النبی ﷺ الفصل الاول، بحوالہ صحیح مسلم)

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ آپ ﷺ جب ابن جعفر کو سلام کرتے تو فرماتے:

اے دو پروں والے کے بیٹے! تم پر سلام ہو۔

(مشکوٰۃ، باب مناقب اہل بیت النبی ﷺ الفصل الاول، بحوالہ، صحیح بخاری)

حضرت براء ﷺ سے رویت ہے کہ: میں نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا کہ حسن بن علی آپ ﷺ کے دوش اقدس پر تھے اور آپ ﷺ کہہ رہے تھے:

اے اللہ (ﷻ)! میں اس سے محبت رکھتا ہوں پس تو بھی اس سے محبت فرما۔

(مشکوٰۃ، باب مناقب اہل بیت النبی ﷺ الفصل الاول، بحوالہ صحیح مسلم، صحیح بخاری)

حضرت ابو ہریرہ ﷺ سے روایت ہے کہ میں دن کے ایک حصہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نکلا۔ آپ ﷺ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی رہائش گاہ پر تشریف فرما ہوئے اور فرمایا کیا منّا یہاں ہے؟ یعنی امام حسن ﷺ۔ تھوڑی ہی دیر میں وہ دوڑتے ہوئے آ گئے یہاں تک کہ دونوں ایک دوسرے سے لپٹ گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اے اللہ (ﷻ)! میں اس سے محبت رکھتا ہوں تو بھی اس سے محبت رکھ اور اس سے بھی جو اس سے محبت رکھے۔

(مشکوٰۃ، باب مناقب اہل بیت النبی ﷺ الفصل الاول، بحوالہ صحیح مسلم، صحیح بخاری)

حضرت ابی بکرہ ﷺ سے روایت ہے کہ میں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ سبز چادر پر جلوہ افروز تھے اور حسن بن علی آپ ﷺ کے پہلو میں تھے۔ کبھی آپ ﷺ لوگوں کی جانب متوجہ ہوتے اور کبھی ان کی طرف اور فرما رہے تھے:

میرا یہ بیٹا حقیقی سردار ہے اور شاید اس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کے دو بہت بڑے گروہوں میں صلح کروا دے گا۔

(مشکوٰۃ، باب مناقب اہل بیت النبی ﷺ الفصل الاول، بحوالہ صحیح بخاری)

عبدالرحمٰن بن ابو نُعَیم سے روایت ہے کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے سنا جب کہ ایک آدمی نے ان سے احرام والے کے متعلق پوچھا۔ شُعبہ نے کہا کہ میرے خیال میں مکھی مارنے کے متعلق پوچھتے ہیں حالانکہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے نواسے (ﷺ) کو شہید کر دیا تھا حالانکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے:

یہ دونوں دنیا میں میرے پھول ہیں۔

(مشکوٰۃ، باب مناقب اہل بیت النبی ﷺ الفصل الاول، بحوالہ صحیح بخاری)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کے ساتھ حسن بن علی سے زیادہ مشابہت رکھنے والا کوئی نہیں تھا اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے متعلق بھی فرمایا کہ وہ رسول اللہ ﷺ سے بہت زیادہ مشابہت رکھتے تھے۔

(مشکوٰۃ، باب مناقب اہل بیت النبی ﷺ الفصل الاول، بحوالہ صحیح بخاری)

حضرت ابن عبّاس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ نے مجھے اپنے سینے مبارک سے لگا کر کہا! اے اللہ! اسے حکمت سکھا دے۔ دوسری روایت میں ہے کہ اسے کتاب سکھا دے۔

(مشکوٰۃ، باب مناقب اہل بیت النبی ﷺ الفصل الاول، بحوالہ صحیح بخاری)

حضرت ابن عبّاس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ بیت الخلاء میں داخل ہوئے تو میں نے آپ ﷺ کے لئے پانی رکھ دیا جب باہر نکلے تو فرمایا:

یہ کس نے رکھا ہے۔ آپ ﷺ کو بتایا گیا تو فرمایا:

اے اللہ! اسے دین کی سمجھ بوجھ (فقہ) عطا فرما۔

(مشکوٰۃ، باب مناقب اہل بیت النبی ﷺ الفصل الاول، بحوالہ صحیح مسلم، صحیح بخاری)

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے انہیں اور حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو پکڑا اور فرمایا:

اے اللہ! میں ان دونوں سے محبت رکھتا ہوں تو بھی ان دونوں سے محبت رکھ۔ دوسری روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ انہیں پکڑ کر اپنی ایک ران پر بٹھا لیتے اور حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما کو دوسری ران مبارک پر۔ پھر دونوں کو ملا کر کہتے:

اے اللہ! ان دونوں پر رحم فرما کیوں کہ میں بھی ان پر مہربانی کرتا ہوں۔

(مشکوٰۃ، باب مناقب اہل بیت النبی ﷺ الفصل الاول، بحوالہ صحیح بخاری)

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک لشکر روانہ کیا اور حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کو اس کا افسر مقرر فرمایا۔ بعض لوگوں نے ان کو امیر بنانے پر نکتہ چینی کی۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اگر تم اس کی امارت میں طعن کرتے ہو تو اس کے باپ کی امارت میں بھی اس سے پہلے نکتہ چینی کر چکے ہو۔ خدا کی قسم! وہ امارت کے لائق تھے اور ان لوگوں سے تھے جو مجھے سب سے پیارے ہیں اور یہ ان بعد والوں سے ہے جو مجھے سب سے پیارے ہیں۔

(مشکوٰۃ، باب مناقب اہل بیت النبی ﷺ الفصل الاول، بحوالہ صحیح مسلم، صحیح بخاری)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو آپ ﷺ کے حج کے موقع پر عرفات میں دیکھا کہ اپنی قصواء اونٹنی پر خطبہ دے رہے تھے۔ میں نے آپ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: اے لوگو! میں تم میں ایسی چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں کہ اگر انہیں پکڑے رہو گے تو گمراہ نہیں ہو گے وہ اللہ کی کتاب اور میری عترت یعنی اہل بیت ہیں۔

(مشکوٰۃ، باب مناقب اہل بیت النبی ﷺ الفصل الثانی، بحوالہ سنن ترمذی)

جُمَیع بن عمر سے روایت ہے کہ میں اپنی پھوپھی جان کے ساتھ حضرت عائشہ صدّیقہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا۔ میں نے پوچھا کہ لوگوں میں سے رسول اللہ ﷺ کو سب سے پیارا کون تھا۔ فرمایا: فاطمہ رضی اللہ عنہا۔ کہا گیا مردوں میں سے فرمایا: ان کا خاوند۔

(مشکوٰۃ، باب مناقب اہل بیت النبی ﷺ الفصل الثانی، بحوالہ جامع الترمذی)

حضرت عبدالمطلب بن ربیعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ غصے کی حالت میں رسول اللہصلی اللہ علیہ والہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور میں حاضر بارگاہ تھا آپ نے فرمایا تمہیں کس نے ناراض کیا؟ عرض گزار ہوئے: یارسول اللہصلی اللہ علیک والک وسلم! قریش کا ہمارے ساتھ یہ کیا

سلوک ہے کہ جب آپس میں ملیں تو خندہ پیشانی سے ملتے ہیں اور جب ہم سے ملتے ہیں تو دوسری طرح ۔ رسول اللہصلی اللہ علیہ والہ وسلم ناراض ہو گئے یہاں تک کہ پُر نور چہرہ سرخ ہوگیا، پھر فرمایا: قسم اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے، ایمان کسی آدمی کے دل میں داخل نہیں ہوتا جب تک وہ اللہ اور اس کے رسول کے لئے محبت نہ کرے۔ پھر فرمایا: اے لوگو! جس نے میرے چچا جان کو تکلیف دی اس نے مجھے تکلیف دی کیونکہ آدمی کا چچا اس کے باپ کی مثل ہے۔

(مشکوٰۃ، باب مناقب اہل بیت النبی ﷺ الفصل الثانی، بحوالہ سنن ترمذی)

حضرت ابن عبّاس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

عبّاس (رضی اللہ عنہ) مجھ سے ہیں اور میں ان سے ہوں۔

(مشکوٰۃ، باب مناقب اہل بیت النبی ﷺ الفصل الثانی، بحوالہ جامع الترمذی)

حضرت ابن عبّاس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عبّاس رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

جب پیر کی صبح ہو تو اپنے بیٹے کے ساتھ میرے پاس آنا میں تمہارے لیے دعا کروں گا جو تمہیں اور تمہارے بیٹے کو نفع دے گی۔ جب وہ صبح ہوئی تو ہم آپ کے ساتھ حاضر بارگاہ ہوئے۔ حضور ﷺ نے ہمیں اپنی چادر اُڑھائی اور کہا:

اے اللہ! عبّاس کی مغفرت فرما اور ان کے بیٹے کی ایسی ظاہری و باطنی مغفرت جو کوئی گناہ باقی نہ چھوڑے۔ اے اللہ! ان کی حفاظت فرما اور ان کے بیٹے کی۔

(مشکوٰۃ، باب مناقب اہل بیت النبی ﷺ الفصل الثانی، بحوالہ جامع الترمذی)

حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی اکرم ﷺ کو منبر پر فرماتے ہوئے سنا کہ:

بنی ہشام بن مغیرہ نے مجھ سے اجازت مانگی کہ وہ اپنی لڑکی، حضرت علی رضی اللہ عنہ کے

نکاح میں دیں، میں انہیں اجازت نہیں دیتا پھر میں انہیں اجازت نہیں دیتا۔مگر یہ کہ علی رضی اللہ عنہ میری صاحبزادی کو طلاق دے کر ان کی لڑکی سے نکاح کریں، فاطمہ رضی اللہ عنہا میرے جگر کا ٹکڑا ہیں اس کی تکلیف میری تکلیف ہے جو چیز اسے اذیّت دے میرے لیے بھی اذیّت ناک ہے۔

(یہ حدیث حسن صحیح ہے۔جامع ترمذی ص ۵۴۹)

حضرت بُــرَیــدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کو عورتوں میں سب سے زیادہ محبت حضرت فاطمہ زہراء رضی اللہ عنہا سے تھی اور مردوں میں سے حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سب سے زیادہ محبوب تھے۔ابراہیم کہتے ہیں۔

''یعنی اہل بیت میں سے''۔

(یہ حدیث حسن غریب ہے، جامع ترمذی ص ۵۴۹)

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ،رسول کریم ﷺ نے حضرت علی ، فاطمہ،حسن اور حسین رضی اللہ عنہم سے فرمایا: جن سے تم لڑو گے میں بھی اس سے لڑوں گا اور جس سے تمہاری صلح اس سے میری بھی صلح ہے۔

(یہ حدیث غریب ہے۔جامع ترمذی ص ۵۵۰)

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

کسی منافق کو حضرت علی رضی اللہ عنہ سے محبت نہیں ہوسکتی اور کوئی مومن آپ رضی اللہ عنہ سے بغض نہیں رکھتا۔

(یہ حدیث حسن غریب ہے۔جامع ترمذی ص ۵۳۳)

حضرت یعلیٰ بن مُرَّہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

حسین رضی اللہ عنہ مجھ سے ہیں اور میں حسین رضی اللہ عنہ سے ہوں۔اللہ جل شانہ اس سے محبت رکھے جو حسین رضی اللہ عنہ سے محبت رکھتا ہے۔(جامع ترمذی ص ۵۴۰)

حضرت برّاء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کو دیکھا تو فرمایا:

یا اللہ (جل جلالہ)! میں ان سے محبت کرتا ہوں تُو بھی انہیں محبوب رکھنا۔

(یہ حدیث حسن صحیح ہے، جامع ترمذی ص ۵۴۱)

زید بن اسلم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کا وظیفہ ساڑھے تین ہزار اور حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا وظیفہ تین ہزار مقرر فرمایا۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اپنے والد سے پوچھا:

آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کو مجھ پر کیوں فضیلت دی؟ وہ کسی جنگ میں مجھ پر سبقت نہیں لے گئے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت زید رضی اللہ عنہ، تمہارے باپ سے اور حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ تم سے زیادہ محبوب تھے۔ تو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے محبوب کو اپنے محبوب پر ترجیح دی ہے۔

(یہ حدیث حسن غریب ہے، جامع ترمذی ص ۵۴۴)

محبوب کی نسبتوں سے محبت:

محبت کی ایک علامت یہ بھی ہے کہ جس کو کسی شخص سے محبت ہو وہ اس کی نسبتوں سے بھی محبت کرتا ہے، تو جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت ہے وہ قرآن مجید سے محبت کرے گا اس لئے کہ یہ کلام آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا ہے، وہ مکہ مکرمہ سے محبت کرے گا کہ یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا مَولد (پیدا ہونے کی جگہ) ہے، وہ مدینہ منورہ سے محبت کرے گا کہ یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا مسکن (گھر) ہے، وہ کعبہ سے محبت کرے گا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کا طواف کرتے تھے، وہ غارِ حراء سے محبت کرے گا کہ اس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر پہلی وحی نازل ہوئی تھی، وہ غارِ ثور سے محبت کرے گا کہ ہجرت کے موقع پر تین دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس غار میں تشریف فرما رہے، وہ اُحد

پہاڑ سے محبت کرے گا کیونکہ آپ ﷺ نے فرمایا:

''اُحد پہاڑ ہم سے محبت کرتا ہے، ہم اس سے محبت کرتے ہیں''

وہ وادی بدر سے محبت کرے گا اس لئے کہ یہاں رسول اللہ ﷺ نے اسلام کے دفاع میں کفار سے پہلا مقابلہ کیا تھا، وہ مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے پتھروں سے محبت کرے گا کیونکہ ان کو رسول اللہ ﷺ کے مبارک تلووں سے نسبت ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

''مجھے اس شہر کی قسم درآں حالیکہ [اے محبوب (ﷺ)] آپ اس شہر میں آپ جلوہ فرما ہیں۔'' (سورۃ البلد: ۱۔۲)

امام بخاری علیہ الرحمۃ والرضوان روایت کرتے ہیں:

حضرت عائشہ صدّیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے دعا فرمائی:

اے اللہ! ہمیں مدینہ، مکّہ کی طرح محبوب کر دے بلکہ اس سے بھی زیادہ۔

(صحیح بخاری، ج ا ص ۲۵۳)

حضرت عمر ﷺ نے دعا کی اے اللہ مجھے اپنے راستہ میں شہادت عطا فرما، اور اپنے رسول ﷺ کے شہر میں مجھے موت عطا فرما۔ (صحیح بخاری، ج ا ص ۲۵۴۔۲۵۳)

رسول اللہ ﷺ کی کدو شریف سے محبت:

نبی کریم ﷺ سے محبت کرنے والا کدو شریف سے محبت کرے گا کیونکہ آپ ﷺ نے کدو سے محبت فرمائی ہے۔ امام ترمذی علیہ الرحمۃ والرضوان روایت کرتے ہیں:

ابو طالوت کہتے ہیں کہ میں حضرت انس بن مالک ﷛ کے پاس گیا درآں حالیکہ وہ کدّو شریف (لوکی) کھا رہے تھے، اور فرما رہے تھے:

اے کدو! تیری کیا شان ہے میں تجھ سے کس قدر محبت کرتا ہوں کیونکہ رسول

اللہ ﷺ تجھ سے محبت کرتے تھے۔ (جامع ترمذی ص ۲۷۷)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے دیکھا رسول اللہ ﷺ پیالہ میں کدّو شریف تلاش کر رہے ہیں میں اس وقت سے کدّو سے محبت کرتا ہوں۔
(یہ حدیث حسن صحیح ہے، جامع ترمذی ص ۲۷۷)

رسول اللہ ﷺ کے دشمنوں سے عداوت رکھنا:

محبت کی علامت یہ بھی ہے کہ مُحبّ (مَحبت کرنے والا) اپنے محبوب کے دشمنوں سے دشمنی رکھتا ہے، اس لیے رسول اللہ ﷺ کی محبت کا تقاضا یہ ہے کہ آپ ﷺ کے دشمنوں سے دشمنی رکھی جائے اور جو آپ ﷺ کے دین کے مخالف ہوں ان کی مخالفت کی جائے اور ان سے محبت نہ رکھی جائے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

''(اے محبوب!) جو لوگ اللہ پر اور روزِ قیامت پر ایمان رکھتے ہیں آپ ان کو اللہ اور اس کے رسول کے دشمنوں سے محبت کرنے والا نہ پائیں گے، خواہ ان کے باپ ہوں، یا بیٹے، یا بھائی یا قریبی رشتہ دار۔'' (مجادلہ:۲۲)

امام ابن اسحاق نے اپنی سند کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ کعب بن اشرف ایک یہودی تاجر تھا جو رسول اللہ ﷺ کو سخت ایذاء پہنچاتا تھا اور عربوں کو مسلمانوں کے خلاف جنگ پر بھڑکاتا تھا، جب وہ قتل کر دیا گیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو یہودی تم لوگوں کے ہاتھ لگے اس کو قتل کردو، تو حضرت محیصہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے ابن سنّیہ نام کے ایک یہودی تاجر کو قتل کر دیا، حضرت محیصہ رضی اللہ عنہ کے بڑے بھائی حویصہ بن مسعود اس وقت تک اسلام نہیں لائے تھے، جب حضرت محیصہ رضی اللہ عنہ نے اس کو قتل کر دیا تو حویصہ حضرت محیصہ رضی اللہ عنہ کو مارنے لگے اور کہنے لگے اے دشمنِ خدا! تم نے اِس کو قتل کر دیا خدا کی قسم!

اس کے مال کی چربی تو ابھی تک تمہارے پیٹ میں موجود ہے! حضرت محیصہ ﷛ نے ان سے کہا خدا کی قسم! جس ذات نے مجھے اس کو قتل کرنے کا حکم دیا تھا یہ تو الگ رہا، اگر وہ مجھے تمہیں قتل کرنے کا حکم بھی دیتے تو میں تمہاری گردن بھی تن سے جدا کر دیتا!

حویصہ نے کہا: کیا واقعی اگر وہ میرے قتل کا حکم دیتے تو تم مجھے قتل کر دیتے؟

حضرت محیصہ ﷛ نے کہا: ہاں خدا کی قسم اگر وہ مجھے تمہیں قتل کرنے کا حکم دیتے تو میں تم کو قتل کر دیتا۔

حویصہ نے کہا: خدا کی قسم یہ دین تمہارے رگ و پے میں سرایت کر چکا ہے اور یہ بڑے تعجب کی بات ہے!

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی محبت اور دین اسلام کی اس اطاعت کے جذبہ سے متاثر ہو کر حویصہ نے بھی اسلام قبول کر لیا: رضی اللہ عنہما۔

(استعیاب علی ہامش الاصابہ ج ۳ ص ۵۰۰، ۴۹۸)

محدث ملا علی قاری حنفی علیہ الرحمۃ والرضوان لکھتے ہیں:

جنگ بدر میں حضرت ابو عبیدہ ﷛ نے اپنے باپ کو قتل کر دیا، حضرت مصعب بن عمیر ﷛ نے اپنے بھائی کو قتل کر دیا اور حضرت عمر بن الخطاب ﷛ نے اپنے ماموں عاص کو قتل کر دیا، حضرت علی ﷛ نے اپنے کئی رشتہ داروں کو قتل کر دیا۔ اور حضرت ابو بکر صدّیق ﷛ نے اپنے بیٹے کو مقابلہ کے لئے للکارا۔ (شرح الشفاء ج ۳ ص ۳۶۸)

رسول ﷺ کی تقسیم پر اعتراض کرنے والے:

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ حنین سے واپسی پر جعرانہ میں تھے، اسی اثناء میں ایک شخص آپ کے پاس آیا۔ حضرت بلال ﷛

کے کپڑے میں چاندی تھی اور رسول اللہ ﷺ اس سے مٹھی بھر بھر کر لوگوں کو دے رہے تھے ۔ایک شخص نے کہا:

''اے محمد ﷺ! عدل کیجئے''۔

آپ ﷺ نے فرمایا:

تمہیں عذاب ہو اگر میں عدل نہیں کروں گا تو کون عدل کرے گا، اگر میں عدل نہ کرتا تو میں (اپنے مشن میں) کامیاب نہ ہوتا۔

حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے کہا:

یارسول اللہ ﷺ! مجھے اجازت دیجئے کہ میں اس شخص کو قتل کر دوں!

آپ ﷺ نے فرمایا:

معاذاللہ! کہیں لوگ یہ نہ کہیں کہ میں اپنے اصحاب کو قتل کرتا ہوں۔ یہ شخص اور اس کے ساتھی قرآن پڑھیں گے مگر قرآن ان کے گلوں سے نیچے نہیں اترے گا اور یہ لوگ دین سے اس طرح صاف نکل جائیں گے جس طرح تیر نشانہ سے نکل جاتا ہے۔

(صحیح مسلم، الزکوۃ: ۱۴۲ (۱۰۶۳) صحیح البخاری رقم الحدیث: ۳۱۶۸، سنن ابن ماجہ رقم الحدیث: ۱۷۲، سنن کبریٰ للنسائی رقم الحدیث: ۸۰۸۷، مسند احمد ج ۳ ص ۳۵۴-۳۵۳)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ کچھ تقسیم فرما رہے تھے کہ بنو تمیم سے ذُوالْخُوَیصرہ نامی ایک شخص آیا اور اس نے کہا:

اے اللہ کے رسول (ﷺ)! عدل کرو۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

تجھے عذاب ہو اگر میں عدل نہیں کروں گا تو اور کون عدل کرے گا! اگر میں عدل نہیں کروں گا تو میں (اپنے مشن میں) کامیاب نہیں ہوں گا۔

حضرت عمر فاروق ﷛ نے کہا: یا رسول اللہ (ﷺ)! مجھے اجازت دیجئے کہ میں اس کی گردن اُڑا دوں!

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: رہنے دو، کیونکہ اس کے ایسے ساتھی ہیں جن کی نمازوں کے مقابلہ میں تم اپنی نمازوں کو حقیر سمجھو گے، اور ان کے روزوں کے مقابلہ میں تم اپنے روزوں کو حقیر گردانو گے، یہ لوگ قرآن مجید پڑھیں گے لیکن وہ ان کے گلوں سے نیچے نہیں اترے گا، اور یہ لوگ دین سے اس طرح نکل جائیں گے جس طرح تیر شکار سے نکل جاتا ہے کہ تیر انداز تیر کے پھل کو دیکھتا ہے اور اس میں خون کا اثر نہیں ہوتا پھر پھل کی جڑ کو دیکھتا ہے تو اس میں بھی خون نہیں ہوتا، پھر اس کے پر کو دیکھتا ہے تو اس میں بھی کچھ نہیں ہوتا، حالانکہ تیر شکار کی بیٹ اور خون کے درمیان سے نکلتا ہے، ان لوگوں کی نشانی یہ ہے کہ ان میں ایک کالا آدمی ہوگا جس کا ایک شانہ عورت کے پستان کی طرح ہوگا، یا جیسے ہلتے ہوئے گوشت کا لوتھڑا ہو، یہ گروہ اس وقت ظاہر ہوگا جب لوگوں میں تفرقہ ہوگا۔

حضرت ابوسعید ﷛ کہتے ہیں کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے یہ حدیث رسول اللہ ﷺ سے سنی اور میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت علی ﷛ نے ان سے قتال کیا اور میں اس وقت حضرت علی ﷛ کے ساتھ تھا۔ حضرت علی ﷛ نے اس آدمی کو تلاش کرنے کا حکم دیا۔ وہ مل گیا اور اس کو حضرت علی ﷛ کے پاس لایا گیا اور میں نے اس شخص کو ان ہی صفات کے ساتھ پایا جو رسول اللہ ﷺ نے بیان فرمائی تھیں۔

(صحیح البخاری رقم الحدیث: ٦١٦٣، صحیح مسلم، الزکوۃ: ١٤٨ (١٠٦٤) ٢٤١٧، سنن ابن ماجہ رقم الحدیث: ١٦٩، سنن کبریٰ للنسائی رقم الحدیث: ٨٠٨٩)

حضرت ابوسعید خدری ﷛ بیان کرتے ہیں کہ حضرت علی ﷛ نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں یمن سے کچھ سونا بھیجا جس میں کچھ مٹی بھی تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے وہ سونا چار آدمیوں میں تقسیم فرما دیا۔ اقرع بن حابس، حنظلی، عیینہ بن بدر الفزاری اور علقمہ بن علاثہ

العامری، پھر بنوکلاب کے ایک شخص کواور زید الخیر الطائی کو، پھر بنونبہان کے ایک شخص کو۔

حضرت ابن مسعود کہتے ہیں کہ قریش ناراض ہو گئے کہ حضور ﷺ نجد کے سرداروں کو دے رہے ہیں اور ہمیں چھوڑ رہے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

یہ میں نے اس لیے کیا ہے کہ میں ان لوگوں کی تالیف کروں (دلوں میں اسلام کی محبت پیدا کروں)۔ پھر ایک شخص آیا جس کی ڈاڑھی گھنی تھی، گال ابھرے ہوئے تھے اور آنکھیں اندر دھنسی ہوئی تھیں، پیشانی اونچی تھی اور سر منڈا ہوا تھا۔ اس نے کہا:

اے محمد (ﷺ)! اللہ سے ڈرو۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اگر میں اللہ کی نافرمانی کروں گا تو پھر کون اللہ سے ڈرے گا، اللہ تعالیٰ نے مجھے زمین پر امین بنا کر بھیجا ہے اور تم مجھے امین نہیں مانتے؟ پھر وہ شخص پشت پھیر کر چل دیا۔ مسلمانوں میں سے ایک شخص نے اس کو قتل کرنے کی اجازت طلب کی، راوی کا گمان ہے وہ (اجازت طلب کرنے والے) حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اس کی نسل سے ایک ایسی قوم پیدا ہوگی جو قرآن پڑھے گی اور قرآن اس کے گلے سے نیچے نہیں اترے گا، یہ لوگ مسلمانوں کو قتل کریں گے اور کافروں کو چھوڑ دیں گے اور یہ لوگ اسلام سے اس طرح نکل جائیں گے جس طرح تیر شکار سے نکل جاتا ہے، اگر میں ان لوگوں کو (ان کا زمانہ) پالیتا تو قوم عاد کی طرح ان کو قتل کر ڈالتا۔

(صحیح البخاری رقم الحدیث: ۴۳۵۱، صحیح مسلم رقم الحدیث: ۱۰۶۴، الزکوٰۃ: ۱۴۴، سنن ابوداؤد رقم الحدیث: ۴۷۶۴، سنن النسائی رقم الحدیث: ۴۱۱۲، مسند احمد ج ۳ ص ۴)

گستاخ رسول واجب القتل ہے:

عبد اللہ بن ابی بن سلول کے بیٹے حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے اپنے باپ کے

خلاف اس وقت تلوار کھینچ لی تھی جب اس نے رسول اللہ ﷺ کی شان میں ایک گستاخانہ کلمہ کہا اور اس وقت تک تلوار میان میں نہیں رکھی جب تک کہ اس نے اس گستاخانہ کلمہ کو واپس نہیں لے لیا۔

علامہ سید محمود آلوسی علیہ الرحمۃ والرضوان لکھتے ہیں:

غزوہ بنوالمصطلق میں رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی بن سلول نے ایک گستاخانہ کلمہ کہا جس کا قرآن مجید میں ذکر ہے:

''(وہ منافقین) کہتے ہیں کہ اگر اب ہم مدینہ کی طرف لوٹ کر گئے تو ضرور وہاں سے عزت والا ذلت والے کو نکال دے گا۔'' (سورۃ المنافقون:۸)

عبداللہ بن ابی بن سلول کے بیٹے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ مخلص صحابی تھے ان کو جب یہ علم ہوا کہ عبداللہ بن ابی نے یہ گستاخانہ کلمہ کہا ہے تو انہوں نے مدینہ کے قریب پہنچ کر اپنے باپ پر تلوار سونت لی، اور کہا خدا کی قسم میں اس تلوار کو اس وقت تک میان میں نہیں ڈالوں گا جب تک تم یہ نہیں کہو گے کہ محمد ﷺ عزت والے، اور میں ذلت والا ہوں، اور جب تک عبداللہ بن ابی نے یہ نہیں کہا انہوں نے اس کو نہیں چھوڑا۔

ایک روایت میں یہ ہے کہ انہوں نے اپنے باپ عبداللہ بن ابی کو مدینہ میں داخل ہونے سے روک دیا اور کہا جب تک تم رسول اللہ ﷺ سے مدینہ میں داخل ہونے کی اجازت حاصل نہیں کرو گے میں تم کو مدینہ جانے نہیں دوں گا، تاکہ تم کو یہ معلوم ہو جائے کہ آج عزت والا کون ہے اور ذلت والا کون ہے، یہاں تک کہ اس نے رسول اللہ ﷺ سے اجازت حاصل کی، تب حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے اس کو مدینہ میں داخل ہونے دیا۔

امام بخاری، امام مسلم اور امام ترمذی علیہم الرحمۃ نے روایت کیا ہے کہ جب عبداللہ بن ابی نے یہ گستاخانہ کلمہ کہا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا یارسول اللہ (ﷺ)! مجھے اجازت دیں میں

اس منافق کی گردن اُڑا دوں! تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

چھوڑ و، لوگ یہ نہ کہیں کہ محمد (ﷺ) اپنے اصحاب کو قتل کر رہے ہیں۔

(روح المعانی ج ۲۸ ص ۱۱۶۔۱۱۵)

رسول اللہ ﷺ سے محبت کرنے والے کیلئے انعامات:

حضور نبی کریم ﷺ سے محبت کرنے والے اور آپ کو ساری مخلوق سے بڑھ کر عزیز رکھنے والے کو اللہ تعالیٰ دنیا اور آخرت میں بے شمار انعامات سے نوازتا ہے۔ ہم یہاں چند ایک کا ذکر کرتے ہیں۔

آخرت میں آپ ﷺ کی سنگت:

ہر انسان بروز قیامت اپنے محبوب کے ساتھ ہی اٹھایا جائے گا۔ تو جو شخص رسول اللہ ﷺ اور اولیاء امت کے ساتھ محبت کرتا ہے وہ انہی کے ساتھ اٹھایا جائے گا۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے ہے ایک شخص آپ ﷺ کی خدمت اقدس میں آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ قیامت کب ہوگی؟ آپ نے فرمایا:

وَمَا اَعْدَدْتَّ لِلسَّاعَةِ

''تو نے قیامت کے لئے کیا تیاری کر رکھی ہے''؟

عرض کرنے لگا:

حُبُ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ

''اللہ اور اس کے رسول سے محبت''۔

آپ ﷺ نے فرمایا:

فَاِنَّکَ مَعَ مَنْ اَحْبَبْتَ

ترجمہ: ''تو اپنے محبوب کے ساتھ ہی ہوگا''۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہنے لگے۔

'' میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ، ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنہما سے محبت رکھتا ہوں ۔ امیدوار ہوں کہ ان کی سنگت ملے گی اگر چہ میں نے ان کے برابر عمل نہیں کئے ۔ ''

بخاری ومسلم کی ایک روایت کے یہ الفاظ ہیں ۔

'' میں نے قیامت کے لئے زیادہ نمازیں، روزے اور صدقات تو نہیں کئے مگر میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت رکھتا ہوں'' ۔

آپ ﷺ نے فرمایا۔

اَنْتَ مَعَ مَنْ اَحْبَبْتَ

'' تو اس کے ساتھ ہوگا جس کے ساتھ محبت کرتا ہے'' ۔

(صحیح المسلم ، کتاب البر والصلہ)

'' تم اس کے ساتھ ہو گے جس کے ساتھ محبت کرتے ہو'' ۔ یہ حدیث تقریباً بیس صحابہ سے مروی ہے۔

ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم حضرت ابو بکر، حضرت عمر، حضرت عثمان غنی، حضرت علی اور تمام صحابہ واہل بیت رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے محبت رکھتے ہیں اور امیدوار ہیں کہ قیامت کے دن ان کا سایہ نصیب ہوگا اگر چہ ہمارے اعمال ان جیسے نہیں ہیں ۔ یہاں ان لوگوں کو اپنی آخرت کی فکر کرنی چاہئے جو اللہ والوں کی بجائے فلمی اداکاروں اور ناچنے گانے والوں سے بے اندازہ محبت کرتے ہیں ۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں آیا اور عرض کیا:

'' اس شخص کے بارے میں آپ ﷺ کا کیا خیال ہے جو کچھ لوگوں سے محبت کرتا ہے مگر ان سے ملا نہیں'' ۔

آپ ﷺ نے فرمایا: ''اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبّ''

''ہر انسان اپنے محبوب کے ساتھ ہوگا''۔

(صحیح البخاری، کتاب الادب)

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ کی پریشانی:

حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ ﷺ کے خادم اور محبّ تھے، جس دن وہ آپ ﷺ کی زیارت نہ کر لیتے ان پر دنیا تنگ ہو جایا کرتی، گھر سے نکلتے ہی آپ ﷺ کو تلاش کرتے یا جہاں بھی ملاقات ہوتی زیارت کرتے، ایک دن سوچنے لگے یہ دنیا میں حال ہے آخرت میں کیا بنے گا؟ اگر ثوبان رضی اللہ عنہ جنت میں ہوا تو رسول اللہ ﷺ اعلیٰ علیین میں ہوں گے اور ثوبان عام مسلمانوں کے ساتھ، اگر خدانخواستہ ثوبان رضی اللہ عنہ دوزخ میں چلا گیا تو پھر کبھی بھی آپ ﷺ کی زیارت نہ ہوگی۔ اس فکر نے حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ کو پریشان کر دیا یہاں تک کہ یہ مرض بن گیا جن کی وجہ سے ان کا رنگ زرد پڑ گیا، رؤف ورحیم رسول ﷺ نے انہیں دیکھ کر فرمایا:

''مَابِکَ یَا ثَوْبَانُ ؟ اَبِکَ مِن مَرَضٍ ''؟

ترجمہ: ''ثوبان تجھے کیا ہوگیا ہے؟ کیا تو بیمار ہے؟''

انہوں نے عرض کیا:

'' آپ ﷺ کی زیارت نہیں پاتا تو پریشان ہو جاتا ہوں۔ لیکن پھر حاضر ہو کر زیارت کر لیتا ہوں''۔ مجھے آخرت یاد آگئی اگر میں جنت میں گیا تو آپ ﷺ اعلیٰ علیین میں ہوں گے اور میں عام مسلمانوں کے ساتھ، اور اگر میں دوزخ میں گیا تو پھر کبھی بھی آپ ﷺ کی زیارت نہ کر پاؤں گا اس پر آپ ﷺ نے خاموشی اختیار فرمائی، اللہ ﷻ نے یہ آیت نازل فرمائی:

''اور جو اللہ ﷻ اور اس کے رسول ﷺ کا حکم مانے تو اسے ان کا ساتھ ملے گا جن پر اللہ نے فضل کیا، انبیاء، صدیق، شہید اور نیک لوگ یہ کیا ہی اچھے ساتھی ہیں''۔

(سیدنا محمد رسول اللہ ص: ۴۰۷ بحوالہ معالم التنزیل)

محبت کرنے والے کو قیامت کے دن اس کے محبوب کے ساتھ جمع کر دیا جائے گا۔ نبی کریم ﷺ کے مطیع اور فرمانبردار کو آپ ﷺ کی سنگت عطا کی جائے گی اور یہ انعام یافتہ لوگ انبیاء، صدیقین، شہدا اور صالحین بھی جنت میں آپ ﷺ کے ساتھی ہوں گے۔ یہ رفاقت اور سنگت کتنی اعلیٰ و احسن ہوگی۔ ہم بھی اللہ تعالیٰ سے یہ فضل عظیم مانگتے ہیں۔

''یہ اللہ کا فضل ہے اور اللہ کافی ہے جاننے والا''۔ (النساء۔۷۰)

حلاوت ایمان کا پانا:

ایمان کے مختلف درجے ہیں۔ سب سے کم درجہ پر عام لوگوں کا ایمان ہوتا ہے اور سب سے بلند درجہ پر حلاوت پانے والے کا ایمان ہوتا ہے۔ ایمان کی حلاوت (حقیقی مٹھاس اور چاشنی) اسے ملتی ہے جو اپنے شب و روز محبت رسول ﷺ کی مستی میں بسر کرے اور اس کی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت تمام مخلوق کی محبت سے بڑھ کر ہو۔ جس میں یہ صفت نہیں وہ ایمان کے اس بلند درجہ کو نہیں پا سکتا۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا:

''جس میں یہ تین چیزیں ہوں وہ ایمان کی حلاوت پائے گا۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ سے ہر شے سے بڑھ کر محبت کرتا ہو، صرف اللہ تعالیٰ کی خاطر دوسروں سے محبت کرے اور کفر سے نجات کے بعد اس کی طرف جانا اس طرح ناپسند کرے جس طرح آگ میں جانا ناپسند کرتا ہے''۔ (البخاری، باب حلاوۃ الایمان)

مقام احسان پر فائز ہونا:

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلمسے ایسی محبت جو حلاوت ایمان کا ذریعہ بن سکتی ہے وہ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی نبوت ورسالت کو دل و جاں سے کامل طور پر تسلیم کرنے کے بعد ہوگی۔

حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''ایمان کا ذائقہ وہی پا سکتا ہے جو اللہ تعالیٰ کے رب ، اسلام کے دین اور حضور ﷺ کے رسول ہونے کو کامل طور پر تسلیم کرلے''۔ (جامع ترمذی ج ۲،ص ۸۶،صحیح مسلم ج ۱،ص ۴۷)

جس شخص نے آپ ﷺ کی رسالت ونبوت کو مکمل طور پر مان لیا اور اس کو تمام لوگوں سے بلکہ اپنی جان سے بڑھ کر آپ ﷺ سے محبت ہوگئی تو ایسا آدمی ایمان کے اعلیٰ درجے کو پالے گا اور ان لوگوں میں شامل ہو جائے گا جو ایمان کی مستی وسرشاری کو شب و روز اپنے اندر پاتے ہیں اور جو شخص ایسا نہیں اس کا ایمان ناقص ہے کیونکہ ایسا آدمی احسان کو نہیں پا سکتا۔احسان کے بارے میں نبی کریم ﷺ کا ارشاد پاک ہے:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ لوگوں کے پاس تشریف فرما تھے کہ اتنے میں ایک شخص آیا۔اس طویل حدیث میں ہے کہ آنے والے نے آپ سے ایمان اور اسلام کے بارے میں سوال کئے۔آپ نے جوابات ارشاد فرمائے۔ پھر اس نے احسان کے بارے میں پوچھا اور کہا:

''احسان کیا ہے''؟

آپ ﷺ نے فرمایا۔

''احسان یہ ہے کہ تو اللہ کی اس طرح عبادت کرے کہ گویا تو اسے دیکھ رہا ہے اور اگر تو اسے نہیں دیکھ رہا تو وہ تجھے یقیناً دیکھ رہا ہے''۔

صحیح مسلم میں حضرت ابو ہریرہ ﷺ سے یوں روایت ہے:

''احسان یہ ہے کہ تو اللہ سے اس طرح ڈرے کہ گویا تو اسے دیکھ رہا ہے اور اگر تو اسے نہیں دیکھ رہا تو وہ تجھے یقیناً دیکھ رہا ہے''۔

(صحیح بخاری ج ا،ص ۱۲، صحیح مسلم ج ا،ص ۲۹)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بندے پر لازم ہے کہ وہ اپنے رب کی اس حال میں عبادت کرے (حکم مانے) کہ گویا اسے اپنے آنکھوں سے دیکھ رہا ہے اور وہ ذات تو یقیناً اسے دیکھ رہی ہے۔

اسلام میں عبادت کا مفہوم کسی وقت، جگہ یا کسی حالت کے ساتھ مخصوص نہیں بلکہ یہ ہر وقت کا عمل ہے خواہ دن ہو یا رات، فراغت ہو یا مصروفیت، جلوت ہو یا خلوت، نیند ہو یا حالت بیداری، گھر میں ہو یا سفر میں، مسجد ہو یا بازار، گرمی ہو یا سردی، علم ہو یا عمل، مہمان نوازی ہو یا خاندان کے کسی فرد سے مصروفیت، مریدوں اور شاگردوں کی تعلیم و تربیت ہو یا رزق حلال کمانے کے لئے محنت و کوشش غرضیکہ مسلمان ہمہ وقت عابد ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ﴾ (الذاریات۔۵۶)

ترجمہ: ''اور میں نے جن اور آدمی اسی لئے بنائے کہ میری بندگی کریں''۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ ہر بندۂ مومن پر لازم ہے کہ دن رات کا ایک ایک لمحہ اس طرح بسر کرے کہ اس کی توجہ اپنے خالق و مالک کی طرف رہے اور تھوڑی دیر کے لئے بھی اس کی یاد سے غافل نہ رہے۔ ایسے ہی بندوں کے بارے اللہ کریم کا ارشاد ہے:

﴿رِجَالٌ لَّا تُلْهِيْهِمْ تِجَارَةٌ وَّ لَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ﴾

''کچھ بندگان خدا ایسے ہیں کہ تجارت اور خرید و فروخت ان کو اللہ کی یاد سے غافل نہیں کرتی'' (سورۃ النور: آیت۔۳۷)

یہ صفت ان لوگوں میں پیدا ہوتی ہے جو احسان کے مقام پر ہوتے ہیں۔ احسان کا یہ اعلیٰ درجہ ان کو ہی ملتا ہے جن کے دل محبت نبوی سے ہر وقت سرشار رہتے ہیں اور یہی لوگ ایمان کی حلاوت اور ذائقہ پاسکتے ہیں۔

محبت کرنے والے کے لئے اللہ تعالیٰ کی محبت:

حضور نبی کریم ﷺ سے محبت کرنے والے کی ایک علامت یہ ہے کہ وہ آپ کی اتباع کرتا ہے۔ آپ ﷺ کی اتباع کرنے والوں کے متعلق اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِی یُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ﴾ (آل عمران۔۳۱)

ترجمہ: ''(اے محبوب) آپ فرمادیں (کہ اے لوگو!) اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میری اتباع کرو، اللہ تم سے محبت فرمائے گا''۔

اس آیت مبارکہ سے معلوم ہوا کہ آپ ﷺ کی اتباع کرنے والا اللہ کا حبیب اور محبوب ہوتا ہے۔ جس کو اللہ تعالیٰ اپنا محبوب بنالیتا ہے اس کی شان حدیث قدسی میں اس طرح بیان ہوئی ہے۔ حضرت ابو ہریرہ ﷛ سے روایت ہے:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ، جس نے میرے کسی دوست سے دشمنی کی، میرا اس کے ساتھ اعلان جنگ ہے، بندہ فرائض سے بڑھ کر، کسی اور ذریعہ سے میرا قرب نہیں پاسکتا، (فرائض پورے کرنے کے بعد) نوافل کے ذریعے بندہ میرا قرب پاتا رہتا ہے یہاں تک کہ میں اسے محبوب بنالیتا ہوں، جب میں اسے محبوب بنالیتا ہوں تو میں اس کے کان بن جاتا ہوں جن سے وہ سنتا ہے، میں اس کی آنکھیں بن جاتا ہوں جن سے وہ دیکھتا ہے، میں اس کا ہاتھ بن جاتا ہوں جن سے وہ پکڑتا ہے، میں اس کے چلنے کی طاقت بنتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے، اگر وہ مجھ سے مانگے تو میں اسے عطا کرتا ہوں اور اگر پناہ مانگے تو میں اسے پناہ دیتا ہوں، میں جو کام کرتا ہوں اس میں اتنا تردد(

اتنی تاخیر) نہیں کرتا جتنا تردد (جتنی تاخیر) میں مومن کی روح کو قبض کرنے میں کرتا ہوں۔ وہ موت کو ناپسند کرتا ہے اور میں اسے رنجیدہ کرنے کو ناپسند کرتا ہوں۔

(البخاری، کتاب الرقاق)

امام رازی تفسیر کبیر میں اس حدیث کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

جب اللہ کا نور جلال اس کے کان ہو جاتا ہے تو وہ قریب اور دور سے سن لیتا ہے اور جب اس کا نور جلال اس کی آنکھ ہو جاتا ہے تو وہ قریب اور دور کو دیکھ لیتا ہے اور جب اس کا نور اس کے ہاتھ ہو جاتا ہے تو وہ مشکل اور آسان چیزوں پر اور قریب اور دور کی چیزوں کے تصرف پر قادر ہو جاتا ہے۔ (تفسیر کبیر ج ۷ ص ۴۳۶)

اللہ ﷻ کے ولی (محبوب) کی شان:

قیام پاکستان سے پہلے کی بات ہے کہ فیروز پور میں ایک بہت بڑا ڈاکو تھا جس کا نام جلال دین تھا۔ وہ ہندو مہاجنوں کو لوٹا کرتا تھا۔ اس نے بہت سوں کو قتل بھی کیا تھا۔ پولیس اس کا پیچھا کرتی لیکن وہ ہر مرتبہ بچ نکلتا۔ آخر کار گرفتار ہو گیا۔ اس کی لوٹ مار اتنی زیادہ تھی کہ اس کی حویلی سے کئی چھکڑے اسلحے کے برآمد ہوئے۔ عدالت میں کیس چلا۔ اس کے خلاف قتل اور ڈکیتی کے بہت سے مقدمات تھے۔ اسے یقین تھا کہ عدالت ضرور پھانسی کی سزا ہی سنائے گی۔ فیصلے کی تاریخ سے پہلے اس کی والدہ اللہ ﷻ کے ولی کامل، حضرت سید محمد اسماعیل شاہ بخاری المعروف حضرت کرماں والے رحمۃ اللہ علیہ کے درِ دولت پر حاضر ہوئی اور کسی کے ذریعے پیغام بھجوایا کہ میرے بیٹے نے بہت بڑے بڑے جرم کئے ہیں آپ دعا فرمائیں اسے پھانسی کی سزا نہ ہو، عمر قید ہو جائے تاکہ میں جیتے جی اسے دیکھتی تو رہوں۔ یہ سن کر آپ کا دریائے کرم جوش میں آیا۔ چوروں کو قطب بنانے والی نگاہ نے دیکھا کہ جلال دین کے نامہ اعمال کی سیاہی توبہ کی ربڑ سے صاف ہو سکتی ہے

چنانچہ آپ نے یہ فیصلہ صادر فرمایا:

''مائی سے کہہ دیں کہ اس کا بیٹا بری ہو جائے گا''

جاننے والے جانتے تھے کہ اس زبان سے نکلے ہوئے الفاظ واپس نہیں ہوا کرتے ۔آخرکار وہ دن بھی آ گیا جس دن عدالت نے فیصلہ سنانا تھا۔جج انگریز تھا اور جلال دین کا جرم ہر طرح سے ثابت ہو چکا تھا۔جج نے فیصلہ لکھا کہ جلال دین کو پھانسی کی سزا دی جائے ۔لیکن جب دیکھا تو کاغذ پر جلال دین کے بری کیے جانے کی تحریر تھی ۔جج نے دوبارہ پھانسی کی سزا لکھی لیکن کاغذ پر پھر بری کیے جانے کی تحریر تھی ۔ وہ حیران تھا کہ اس کا قلم اس کا ساتھ نہیں دے رہا تھا۔وہ پھانسی لکھتا رہا اور کوئی نادیدہ طاقت قلم کو پھانسی لکھنے سے روکتی رہی یہاں تک کہ اس نے سو مرتبہ پھانسی لکھا لیکن قلم نے ہر بار پھانسی کو بری سے بدل ڈالا ۔آخرکار انگریز جج عاجز آ گیا اور جلال دین بری ہو گیا۔اس نے مجسمہ حیرت بن کر متجسس نگاہوں سے جلال دین کی طرف دیکھا اور پوچھا:

''کیا آپ کا کوئی پیر یا دری ہے؟''

جلال دین سمجھ گیا کہ حضرت صاحب حضرت کرماں والے (علیہ الرحمۃ والرضوان) کی دعا کا اثر ظاہر ہو گیا ہے ۔اگرچہ وہ ابھی آپ کا مرید نہیں ہوا تھا لیکن دل میں عقیدت موجود تھی اس لیے کہا ہاں ! ہمارے بزرگ کرموں والا میں ہیں ۔ چنانچہ وہ انگریز جج آپ کی زیارت کرنے کے لیے جلال دین کے ہمراہ آپ کی خانقاہ عالیہ میں حاضر ہوا۔جج کے بارے میں تو معلوم نہیں ہو سکا کہ بعد میں اس کا کیا ہوا لیکن جلال دین اس کے بعد ایک طویل عرصہ زندہ رہا۔جن لوگوں نے اسے دیکھا تھا وہ تادم تحریر زندہ ہیں وہ بتاتے ہیں کہ پھر تو وہ بالکل ہی بدل گیا تھا۔اس نے حضرت صاحب کے ہاتھ پر بیعت کر لی ۔لوٹ مار اور ہر طرح کی برائیوں سے توبہ کر کے آپ کے سچے مریدوں میں شامل

ہو گیا۔آپ کا انداز تبلیغ اتنا مؤثر ثابت ہوا کہ اس نامور ڈاکو کا شمار نیک اور پرہیز گار لوگوں میں ہونے لگا۔

(حضرت صاحب حضرت کرماں والے رحمۃ اللہ علیہ کے خادم حاجی محمد رمضان عرف رمضانی سے راقم نے یہ واقعہ خود سنا)

حضور ﷺ کا محبت کرنے والوں سے ملاقات کا شوق:

حضور نبی کریم ﷺ کو اپنے غلاموں سے بہت زیادہ محبت ہے اور جتنی محبت آپ کو ہم سے ہے ہم تو اتنی محبت کر ہی نہیں سکتے بلکہ ہم اتنی محبت خود اپنے آپ سے بھی نہیں کر سکتے جتنی محبت آپ ﷺ ہم گناہ گاروں سے فرماتے ہیں۔حضور ﷺ نے بعد میں آنے والوں کو دیکھنے کی خواہش بھی فرمائی۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم قبرستان تشریف لائے اور فرمایا:

''اے اہل ایمان تم پر سلام ہو اور ہم بھی اللہ کے حکم سے تمہارے ساتھ ملنے والے ہیں۔میں اپنے بھائیوں سے ملاقات کا شوق رکھتا ہوں''۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا:

''یارسول اللہ ﷺ کیا ہم آپ کے بھائی نہیں؟''

آپ ﷺ نے فرمایا:

''تم میرے صحابی ہو اور میرے بھائی وہ ہیں جو ابھی نہیں ہیں''۔

انہوں نے عرض کیا:

''آپ ﷺ انہیں کیسے پہچان لیں گے جو ابھی تک پیدا نہیں ہوئے''۔

آپ ﷺ نے فرمایا:

''پانچ کلیان گھوڑے کا مالک اپنے گھوڑے کو دوسرے گھوڑوں کے درمیان

پہچان لیتا ہے یا نہیں؟''

انہوں نے عرض کیا:

''یارسول اللہ (ﷺ)!وہ ضرور پہچان لیتا ہے۔''

آپ ﷺ نے فرمایا:

''وہ اس حال میں آئیں گے کہ وضو کی وجہ سے ان کی پیشانیاں چمک رہی ہوں گی اور میں حوض پر ان کا انتظار وانتظام کروں گا''۔

(صحیح المسلم، کتاب الطھارۃ)

حضور نبی کریم ﷺ اپنی امت کو دیگر امتوں میں سے اس طرح پہچان لیں گے جیسے کوئی دوسرے گھوڑوں میں سے اپنا پانچ کلیان گھوڑا پہچان لیتا ہے۔

اس حدیث میں نبی کریم ﷺ کا ارشادِ پاک کہ:

''تم میرے صحابی ہو اور میرے بھائی وہ ہیں جو ابھی نہیں ہیں''

آپ ﷺ کے عجز وانکسار کو ظاہر کررہا ہے اور یہ آپ ﷺ کی شان ہے کہ آپ نے ہم غلاموں کو اپنا بھائی فرمایا۔اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ اب ہمارے لئے بھی نبی کریم ﷺ کو بھائی کہنا جائز ہو گیا کیونکہ ہمارے لئے ایسا کہنا سخت بے ادبی ہے، ہاں آپ ہمیں بھائی فرمائیں تو آپ سید کائنات ہیں، ایسا فرما سکتے ہیں۔

جب صحابہ کرام ؓ نے عرض کیا کہ ہم آپ کے بھائی نہیں ہیں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا تم میرے صحابہ ہو۔ یہاں یہ سوال پیدا ہوسکتا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے بعد میں آنے والے مومنوں کو بھائی فرمایا لیکن صحابہ ؓ کو بھائی کیوں نہیں فرمایا۔اس کی تفصیل یہ ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے بعد میں آنے والے مومنوں کو بھائی فرما کر اس رشتے کا اظہار فرمایا جو ایمان کی وجہ سے قائم ہوا کیونکہ ارشاد ہوا:

﴿اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ﴾ (سورۃ الحجرات)

''تمام اہل ایمان آپس میں بھائی ہیں''

یہ رشتہ تو ان سب لوگوں کے لئے ہے جو مومن ہیں، لیکن صحابہ ﷺ کی شان دوسرے تمام مومنوں سے افضل ہے۔ جس نے بھی آپ ﷺ کی صحبت پائی خواہ زندگی میں ایک بار ہی آپ ﷺ سے ملاقات کر لی تو وہ ملاقات اسے بعد میں آنے والے تمام لوگوں سے افضل بنا دیتی ہے۔ کیونکہ صحبت نبوی کا مقابلہ کوئی عمل نہیں کر سکتا۔ نبی کریم ﷺ نے صحابہ کرام ﷺ کے لئے ''صحابی'' کا لفظ ارشاد فرمایا اور بعد میں آنے والوں کو بھائی فرمایا تو یہ صحابہ ﷺ کی شان میں مزید اضافہ کرنے کے لئے تھا اور فرمان کا مقصد یہ تھا کہ صحابہ بھی بھائی (مومن) تو ہیں مگر بعد میں آنے والے بھائی (مومن) تو ہوں گے صحابہ نہیں ہوں گے۔

سعادت دارین کا حصول:

یہ تو سادہ سی بات ہے کہ جو شخص نبی کریم ﷺ سے محبت کرتا ہے وہ کثرت کے ساتھ آپ ﷺ پر درود و سلام پڑھتا ہے اور درود شریف کی کثرت کرنے والے کے لئے آپ ﷺ نے خوشخبری دی ہے کہ درود شریف اس کے دنیوی اور اخروی معاملات کے لئے کافی ہو جائے گا۔

حضرت ابی بن کعب ﷺ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا:

یارسول اللہ (ﷺ)! میں آپ ﷺ پر بہت درود پڑھتا ہوں۔ میں اپنی دعاؤں میں سے آپ (ﷺ) پر درود کتنا پڑھوں؟ آپ نے فرمایا:۔ جتنا تم چاہو۔ میں نے عرض کیا میں اپنی دعاؤں میں سے چوتھائی حصہ آپ پر درود پڑھوں؟

آپ ﷺ نے فرمایا:۔ جتنا تم چاہو اور اگر تم زیادہ کرو تو وہ بہتر ہے۔

میں نے عرض کیا کیا نصف حصہ؟ آپ ﷺ نے فرمایا:۔ جتنا تم چاہو اور اگر تم زیادہ کرو تو وہ بہتر ہے۔ میں نے کہا دو تہائی؟ آپ ﷺ نے فرمایا:۔ جتنا تم چاہو اور اگر تم زیادہ کرو تو وہ

بہتر ہے۔ میں نے عرض کیا: میں اپنی تمام دعاؤں میں آپ ﷺ پر درود شریف پڑھوں گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: (اگر تم ایسا کرو گے) تو یہ تمہارے (دنیاوی) کاموں کے لئے کافی ہو جائے گا اور اور تمہارے گناہوں کو بخش دیا جائے گا۔ (جامع ترمذی رقم الحدیث: ۲۴۵۷)

اس حدیث شریف کے بعد ذرا غور فرمایئے کہ اس شخص کو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے کیا انعام ملے گا جو درود شریف پڑھنے کے ساتھ ساتھ نبی کریم ﷺ کے ساتھ کامل محبت رکھتا ہے اور اس کی آپ ﷺ سے محبت والدین، اولاد، مال اور تمام لوگوں سے بڑھ کر ہے۔ یہاں محبت سے مراد ایسی محبت نہیں کہ محبت کرنے والوں کا حال آپ ﷺ کی تعلیمات کے بالکل الٹ ہو اور ان کا عمل خود ہی ان کے دعویٰ کو جھٹلا رہا ہو بلکہ محبت سے مراد وہ محبت ہے جو محبت کرنے والے کو، حال، قال، اخلاق اور کردار میں آپ ﷺ کی تعلیمات اور آپ کے اسوۂ حسنہ پر عمل پیرا ہونے پر مجبور کر دے۔ نبی کریم ﷺ سے ایسی محبت کرنے والے کو یقیناً اس دنیا اور آخرت میں ہر طرح کی سعادتیں نصیب ہوں گی۔

صفت ایمان کا عطا ہونا:

حضور نبی کریم ﷺ کا یہ ارشادگرامی ہم نے بار بار سنا کہ:

''تم میں سے کوئی صاحب ایمان نہیں ہوسکتا جب تک میں اسے اس کے والدین ،اولاد اور تمام لوگوں سے بڑھ کر محبوب نہ ہو جاؤں''۔(متفق علیہ)

تو جو شخص حضور ﷺ سے شریعت کے مقرر کردہ طریقہ پر محبت کرے گا اور آپ ﷺ کو اپنے والدین، اولاد، گھر، مال اور تمام لوگوں سے مقدم سمجھے گا وہی صاحب ایمان ہو گا جیسے جیسے اس کی محبت میں اضافہ ہوتا چلا جائے گا ایمان بھی کامل ہو گا اور جیسے ہی (خدانخواستہ) محبت میں کمی آئے گی ایمان ناقص ہو جائے گا۔ اللہ تعالیٰ نے سورہ توبہ کی اس آیت میں ان لوگوں کو وعید سنائی ہے جو مخلوق کی محبت کو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول

ﷺ کی محبت پر مقدم سمجھتے ہیں۔

''تم فرماؤ اگر تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے تمہارے بھائی اور تمہاری عورتیں اور تمہارا کنبہ تمہاری کمائی کے مال اور وہ سودا جس کے نقصان کا تمہیں ڈر ہے اور تمہارے پسند کا مکان یہ چیزیں اللہ اور اس کے رسول ﷺ اور اس کی راہ میں لڑنے سے زیادہ پیاری ہوں تو راستہ دیکھو یہاں تک کہ اللہ اپنا حکم لائے اور اللہ فاسقوں کو راہ نہیں دیتا''۔

(التوبہ۔۲۴)

انصار رضی اللہ عنہم اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی محبت کو ایمان کی علامت قرار دیا گیا ہے۔ جیسا کہ حضور ﷺ کا مبارک فرمان حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

''انصار کی محبت ایمان کی علامت اور انصار سے بغض منافقت کی علامت ہے''۔

(البخاری، مناقب الانصار)

حضرت برّاء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

''انصار سے فقط مومن ہی محبت کرے گا اور ان سے بغض صرف منافق کا کام ہے۔ جو ان سے محبت کرے گا اس سے اللہ محبت فرمائے گا اور جو ان سے بغض رکھے گا اسے اللہ ناپسند فرمائے گا'' (صحیح مسلم، رقم الحدیث: ۲۳۷)

حضرت زِر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا:

قسم ہے اس ذات کی جس نے بیج کو اگایا اور زندہ چیزوں کو وجود بخشا ہے، نبی کریم ﷺ نے مجھ سے وعدہ فرمایا کہ مجھ سے صرف مومن ہی محبت کرے گا اور منافق ہی نفرت کرے گا۔ (صحیح مسلم، رقم الحدیث: ۲۴۰)

انصار رضی اللہ عنہم اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کو یہ شرف کہاں سے ملا؟ یقیناً صرف آپ رضی اللہ عنہ کی محبت اور آپ ﷺ کی خدمت کی برکت سے یہ مقام نصیب ہوا ہے تو خود رسول اللہ ﷺ سے محبت کا مقام کیا ہوگا؟ یقیناً آپ ﷺ سے صرف اہل ایمان ہی محبت کرتے ہیں اور آپ ﷺ

سے سوائے کافر یا منافق کے کوئی نفرت نہیں کرتا۔

آپ ﷺ سے محبت کرنے والا ایمان سے خارج نہیں ہوتا:

جو شخص اللہ تعالٰی اور اس کے رسول ﷺ سے محبت کرتا ہے۔اس کے لئے ایمان ثابت ہو گیا، جب تک محبت دل میں موجود ہے اس سے ایمان نہیں چھنتا اس لئے اسے منافق نہیں کہا جا سکتا یہاں تک کہ اس سے اگر بشری کمزوری اور غفلت کی وجہ سے کوئی گناہ بھی ہو گیا تب بھی ایمان سے خارج نہیں ہو گا اگر چہ گناہ گار ہو جائے گا اور اسلامی قانون کے مطابق اسے سزا بھی ملے گی۔

حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

حضور ﷺ کی ظاہری حیات میں ایک شخص تھا جس کا نام عبداللہ اور لقب حمار تھا، وہ حضور ﷺ کو ہنسایا بھی کرتا تھا، آپ ﷺ نے اسے شراب پینے پر حد لگوائی (کوڑے لگوائے)۔ایک دن پھر اسے لایا گیا اور اسے حد کی سزا دی گئی لوگوں میں سے ایک آدمی نے کہا:''اے اللہ اس پر لعنت فرما اس نے کس قدر پریشان کیا ہے''۔

حضور ﷺ نے فرمایا:

''اس پر لعنت نہ کرو اللہ کی قسم میں جانتا ہوں یہ اللہ اور رسول سے محبت کرتا ہے''۔

(البخاری، کتاب لحدود)

گنہگار مومن پر لعنت نہیں کی جا سکتی کیونکہ جو چیز ناپسندیدہ ہے وہ اس کا عمل اور فعل ہے اس کی ذات ناپسندیدہ نہیں ہے۔ہاں جب کسی سے ایسا کفر ثابت ہو جائے جس کی کوئی تاویل نہ کی جا سکتی ہو تو اس صورت میں اس سے نفرت کی جائے گی اور یہ بات کسی مومن، مسلم اور رسول اللہ ﷺ سے محبت کرنے والے سے کیسے متصور ہو سکتی ہے؟ اسی لئے حضور ﷺ نے گناہ گار مسلمان پر لعنت اور اسے گالی

دینے سے منع فرمایا ہے کیونکہ یہ شیطان کی مدد ہے۔ حالانکہ ہمیں گناہ گار کی مدد کر کے اسے گناہ سے نکالنا ہے۔ اگر مسلمان گناہ گار کو گالی دی جائے تو وہ نیکی سے مزید دور ہوسکتا ہے اور کسی کو نیکی سے دور کرنا تو گویا شیطان کی مدد ہے۔ جیسا کہ حدیث شریف میں ہے:

''حضرت ابو ہریرہ ﷛ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کے پاس ایک نشے والے کو لایا گیا، آپ نے اس پر سزا نافذ فرمائی، کسی نے اسے ہاتھ سے مارا، کسی نے جوتے سے اور کسی نے کپڑے سے''،

ایک شخص نے اسے کہا:

''اللہ تعالیٰ نے اسے کتنا ذلیل کیا ہے''۔

آپ ﷺ نے فرمایا:

''اپنے بھائی کے خلاف شیطان کے مددگار نہ بنو''۔

دوسری روایت کے الفاظ ہیں:

''ایسی بات نہ کرو اور اس کے خلاف شیطان کے مددگار مت بنو''۔

(صحیح البخاری، کتاب الحدود)

ابوداؤد کی روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے اس شرابی کے لئے دعا کا حکم دیا اور فرمایا:

ترجمہ: ''تم یہ کہو! اے اللہ اس پر رحم فرما اور اسے معاف فرما دے''۔

(ابوداؤد، کتاب الحدود)

مغرور اور متکبر بندے سے حسن سلوک:

راقم کے شیخ طریقت سید میر طیب علی شاہ بخاری مدظلہ العالی سجادہ نشین آستانہ عالیہ حضرت کرماں والا شریف نے ایک موقع پر تقریر کرتے ہوئے متکبر اور مغرور بندے کے ساتھ بھی حسن سلوک کرنے کا بہت خوبصورت نکتہ بیان فرمایا۔ آپ نے کہا:

ہمیں ناپسندیدہ شخص سے بھی اخلاق کرنا چاہیے۔ کیونکہ پسندیدہ شخص سے تو سب ہی اخلاق کرتے ہیں، اور میں تو یہ بھی کہتا ہوں کہ متکبر آدمی کے ساتھ بھی اخلاق کریں، اور اس خیال کے ساتھ وسعت نظر پیدا کریں کہ اس میں باطنی بیماری ہے۔ جب تک وہ بیماری دور نہ ہوئی اس کی روحانی ترقی نہیں ہو سکے گی۔ اس کے ساتھ اخلاق کرنا خوشامد کے طور پر نہیں۔ خوشامد تو تب ہوگی جب اس کے غلط نظریے کی تصدیق کر دی جائے گی۔ اگر اس کی بہتری کے لئے اس سے اخلاق کیا جائے تو اور نیت یہ کی جائے کہ اس کا تکبر دور ہو گیا تو وہ اچھا مبلغ ثابت ہو سکے گا تو ضرور اس سے بھی اخلاق کر لینا چاہیے۔

رسول اللہ ﷺ سے محبت کرنے والے روزِ قیامت سایہ (رحمت) میں:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ روز قیامت فرمائے گا۔

''میری خاطر محبت کرنے والے آج کہاں ہیں؟ میں انہیں سایہ عطا کروں جبکہ میرے سایہ کے علاوہ کوئی سایہ نہیں۔'' (صحیح مسلم، رقم الحدیث: ۶۵۴۸)

جب یہ مقام ان لوگوں کا ہے جو آپس میں اللہ تعالیٰ کی خاطر محبت کرتے ہیں تو ان لوگوں کا کیا مقام ہوگا جو رسول اللہ ﷺ سے محبت کرنے والے ہوں گے! یقیناً وہ لوگ رسول اللہ ﷺ سے محبت کرنے کی وجہ سے اس دن سائے کے زیادہ حقدار ہوں گے۔

......روزہ رکھیں......

فہرس

صلی اللہ علی حبیبہ محمد والہ وسلم

قرآن مجید میں روزے کا حکم

اللہ تعالیٰ کا ارشاد پاک ہے:

﴿یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَیْكُمُ الصِّیَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ﴾۵ (سورۃ البقرہ)

ترجمہ: اے ایمان والو! تم پر روزے رکھنا فرض کیا گیا ہے جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر روزے رکھنا فرض کیا گیا تھا تا کہ تم متقی بن جاؤ۔

روزے کا مفہوم

روزے کا مطلب کسی چیز سے رکنا اور اس کو چھوڑ دینا ہے اور جب کوئی مومن ثواب کی نیت سے طلوع فجر سے لے کر غروب آفتاب تک کھانے پینے کو اور جنسی خواہش کو چھوڑ دیتا ہے اور اپنے آپ کو تقویٰ کے حصول کے لیے تیار کرتا ہے تو شریعت میں اسے روزہ دار کہا جاتا ہے۔

حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری علیہ الرحمۃ والرضوان روزے کی حقیقی شرائط لکھتے ہوئے فرماتے ہیں:

ہر روزے کے لئے درست نیت اور سچی شرط لازمی ہے۔ نفس کو روکنے کی بہت سی شرائط ہیں مثلاً پیٹ کو کھانے سے بچانا، آنکھ کو نظر شہوت سے، کان کو غیبت سننے سے، زبان کو فضول اور بیہودہ باتوں سے، جسم کو شیطان کی پیروی اور شریعت کی مخالفت سے۔ صرف ان شرائط کے پورا ہونے کی صورت میں روزہ درست ہے۔

(کشف المحجوب، کشف حجاب ہفتم، روزہ)

روزہ اورقرآن شفاعت کریں گے

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
روزہ اور قرآن کریم بندے کی شفاعت کریں گے۔ روزہ کہے گا اے اللہ! میں نے اس کو دن میں کھانے اور خواہشات کی تکمیل سے روکے رکھا تھا لہٰذا اس کے حق میں میری شفاعت کو قبول فرما۔ قرآن کریم کہے گا میں نے اس کو رات میں سونے سے روکے رکھا۔ اس کے حق میں میری شفاعت کو قبول فرما۔ لہٰذا ان دونوں کی شفاعت کو قبول کیا جائے گا۔

(مشکوٰۃ، کتاب الصوم، الفصل الثالث، بحوالہ بیہقی فی شعب الایمان)

رمضان کی پہلی رات

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنما روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
بیشک جنت کو ابتدائے سال سے رمضان کے آنے تک رمضان کے لیے آراستہ کیا جاتا ہے۔ جب رمضان کی پہلی تاریخ ہوتی ہے تو عرش کے نیچے سے جنت کے پتوں سے حُوروں پر ہوا چلتی ہے تو وہ کہتی ہیں اے اللہ! اپنے بندوں میں سے ہمیں ایسے خاوند عطا فرما جو ہماری آنکھوں کی ٹھنڈک ہوں۔

(مشکوٰۃ، کتاب الصوم، الفصل الثالث، بحوالہ بیہقی فی شعب الایمان)

رمضان کی آخری رات

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
رمضان کی آخری رات کو امت کی بخشش کی جاتی ہے۔ لوگوں نے دریافت کیا کیا بخشش کی وہ شب لیلۃ القدر ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا:
نہیں لیکن کام کرنے والے کو جب وہ کام مکمل کر لیتا ہے تو محنت کا حق دیا جاتا ہے۔

(مشکوٰۃ، کتاب الصوم، الفصل الثالث، بحوالہ مسند احمد)

روزہ دار کہاں ہیں؟

حضرت سہل ﷺ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

جنت میں ایک دروازہ ہے، جس کا نام ریان ہے، اس دروازہ سے قیامت کے دن روزہ دار داخل ہوں گے، ان کے علاوہ اور کوئی اس دروازے سے داخل نہیں ہوگا، کہا جائے گا کہ روزہ دار کہاں ہیں؟ پھر روزہ دار کھڑے ہو جائیں گے، ان کے علاوہ اور کوئی اس دروازہ سے داخل نہیں ہوگا، ان کے داخل ہونے کے بعد اس دروازے کو بند کر دیا جا ئے گا پھر اس میں کوئی داخل نہیں ہو سکے گا۔

(صحیح بخاری ج ا ص ۲۵۴)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا:

جب رمضان داخل ہوتا ہے تو آسمانوں کے دروازے کھل جاتے ہیں اور جہنم کے دروازے بند کر دیے جاتے ہیں اور شیاطین کر جکڑ دیا جاتا ہے۔ (صحیح مسلم ج ا ص ۳۴۶)

اللہ تعالیٰ کو اس کی بھوک پیاس کی ضرورت نہیں

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا:

جس نے حالت ایمان میں ثواب کی نیت سے لیلتہ القدر میں قیام کیا اس کے پہلے گناہ بخش دیے جائیں گے اور جس نے حالت ایمان میں ثواب کی نیت سے روزہ رکھا اس کے پہلے گناہ بخش دیئے جائیں گے۔ حضرت ابو ہریرہ ﷺ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں جس نے جھوٹی بات اور اس پر عمل کرنا نہیں چھوڑا تو اللہ کو اس کے کھانا پینا چھوڑنے کی کوئی حاجت نہیں۔

روزہ کے آداب

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ روزے کے سوا ابن آدم کا ہر عمل اس کے لیے ہوتا ہے۔روزہ میرے لیے ہے اور میں ہی اس کی جزا دوں گا۔روزہ ڈھال ہے اور جب تم میں سے کوئی شخص روزہ سے ہو تو وہ نہ فحش باتیں کرے نہ شوروغوغا کرے۔اگر کوئی شخص اس کو گالی دے یا اس سے لڑے تو وہ یہ کہہ دے کہ میں روزہ دار ہوں، اور اس ذات کی قسم جس کے قبضہ وقدرت میں میری جان ہے روزہ دار کے منہ کی بو اللہ کے نزدیک مشک سے زیادہ پسندیدہ ہے۔روزہ دار کے لیے دو خوشیاں ہیں۔ایک خوشی افطار کے وقت اور ایک خوشی اپنے رب سے ملاقات کے وقت ہوگی۔اس وقت وہ اپنے روزے سے خوش ہوگا۔

(صحیح بخاری ج ا ص ۲۵۵)

تم میں میرے جیسا کون ہے؟

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے وصال کے روزے رکھے تو صحابہ رضی اللہ عنہم نے بھی وصال کے روزہ رکھے۔ان پر یہ روزے دشوار ہوئے، آپ ﷺ نے ان کو منع فرمایا تو صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا:

یارسول اللہ (ﷺ)! آپ بھی تو وصال کے روزے رکھتے ہیں! آپ نے فرمایا تم میں میری مثل کون ہے؟ مجھے تو کھلایا جاتا ہے اور پلایا جاتا ہے۔ (صحیح بخاری ج ا ص ۲۵۷)

رمضان کے روزے کا کوئی بدل نہیں

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

جس شخص نے رمضان کا ایک روزہ بھی بغیر عذر یا بغیر مرض کے چھوڑا تو اگر وہ تمام دہر (سال) بھی روزے رکھے تو اس کا بدل نہیں ہوسکتا۔(صحیح بخاری ج ا ص ۲۵۹)

جہنم سے ستر سال کی دوری:

حضرت ابوسعید خدری ﷛ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

جو شخص ایک دن اللہ کی راہ میں روزہ رکھتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے چہرہ کو جہنم سے ستر سال کی مسافت دور کر دیتا ہے۔ (صحیح مسلم ج۱ص۳۶۴)

گناہوں کا کفارہ:

حضرت ابو ہریرہ ﷛ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا پانچ نمازیں، ایک جمعہ سے دوسرا جمعہ، اور ایک رمضان سے دوسرا رمضان ان کے درمیان ہونے والے گناہوں کا کفارہ ہیں جب کہ گناہ کبیرہ سے بچا جائے۔

(الترغیب والترہیب ج۲ص۱۰۶۔۹۲ بحوالہ صحیح مسلم)

رسول اللہ ﷺ نے تین بار آمین فرمایا:

حضرت مالک بن حویرث ﷛ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ منبر پر چڑھے، جب آپ نے پہلی سیڑھی پر قدم رکھا تو فرمایا آمین، جب دوسری سیڑھی پر قدم رکھا فرمایا آمین پھر جب تیسری سیڑھی پر قدم رکھا تو فرمایا آمین، پھر آپ ﷺ نے فرمایا:

میرے پاس جبرائیل ؑ آئے اور کہا اے (سیدنا) محمد (ﷺ)! جس نے رمضان کو پایا اور اس کی بخشش نہیں کی گئی اللہ اس کو (اپنی رحمت سے) دور کر دے، میں نے کہا آمین، اور کہا جس نے اپنے ماں باپ یا ان میں سے کسی ایک کو پایا۔ اس کے باوجود وہ دوزخ میں داخل ہو گیا (ان کی خدمت کر کے جنت حاصل نہ کی)، اللہ اس کو اپنی رحمت سے دور کر دے میں نے کہا آمین اور کہا جس کے سامنے آپ کا ذکر کیا جائے اور وہ آپ پر درود نہ پڑھے اللہ اس کو (اپنی رحمت سے) دور کر دے میں نے کہا آمین۔

(الترغیب والترہیب ج۲ص۱۰۶۔۹۲ بحوالہ صحیح ابن حبان)

رمضان میں نیکیوں کی ترغیب دیں:

حضرت سلمان ؓ بیان کرتے ہیں کہ ہمیں رسول اللہ ﷺ نے شعبان کے آخری دن خطبہ دیا اور فرمایا:

اے لوگو! تمہارے پاس ایک عظیم اور مبارک مہینہ آ پہنچا ہے اس مہینہ میں ایک رات ہے جو ہزار مہینوں سے بہتر ہے، اللہ نے اس مہینہ میں روزہ کو فرض کر دیا ہے اور اس کی رات میں قیام کو نفل کر دیا ہے۔ جو شخص اس مہینہ میں کوئی نیکی کرے تو وہ دوسرے مہینہ میں فرض ادا کرنے کی مثل ہے، اور جو شخص اس مہینہ میں فرض ادا کرے تو وہ ایسا ہے جیسے دوسرے مہینہ میں ستر فرض ادا کیے۔ یہ صبر کا مہینہ ہے اور صبر کا ثواب جنت ہے۔ یہ غمگساری کرنے کا مہینہ ہے۔ یہ وہ مہینہ ہے جس میں مومن کے رزق میں زیادتی کی جاتی ہے۔ اس مہینہ میں جو کسی روزہ دار کو روزہ افطار کرائے اس کے لیے گناہوں کی مغفرت ہے، اور اس کی گردن کے لیے دوزخ سے آزادی ہے، اور اس کو بھی روزہ دار کی مثل اجر ملے گا اور اس روزہ دار کے اجر میں کوئی کمی نہیں ہوگی، صحابہ ؓ نے کہا یا رسول اللہ (ﷺ)! ہم میں سے ہر شخص کی یہ استطاعت نہیں ہے کہ وہ روزہ دار کو افطار کرا سکے، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اللہ تعالیٰ یہ ثواب اس شخص کو بھی عطا فرمائے گا جو روزہ دار کو ایک کھجور یا ایک گھونٹ پانی یا ایک گھونٹ دودھ سے روزہ افطار کرائے۔ یہ وہ مہینہ ہے جس کا اول رحمت ہے، جس کا درمیان مغفرت ہے، اور جس کا آخر جہنم سے آزادی ہے۔ جس شخص نے اس مہینہ میں اپنے خادم سے کام لینے میں کمی کی اللہ اس کی مغفرت کر دے گا، اور اس کو دوزخ سے آزاد کر دے گا۔ اس مہینہ میں چار خصلتوں کو جمع کرو، دو خصلتوں سے تم اپنے رب کو راضی کرو اور دو خصلتوں کے بغیر تمہارے لیے کوئی چارہ کار نہیں ہے۔ جن دو خصلتوں سے تم

اپنے رب کو راضی کرو گے وہ کلمہ شہادت پڑھنا ہے اور اللہ تعالیٰ سے استغفار کرنا ہے۔ اور جن دو خصلتوں کے بغیر کوئی چارہ نہیں ہے وہ یہ ہیں کہ تم اللہ سے جنت کا سوال کرو اور اس کی دوزخ سے پناہ طلب کرو اور جو شخص کسی روزہ دار کو پانی پلائے گا، اللہ تعالیٰ اس کو میرے حوض سے پلائے گا اسے پھر کبھی پیاس نہیں لگے گی حتی کہ وہ جنت میں چلا جائے گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے یہ بھی فرمایا کہ جس شخص نے رمضان کے مہینہ میں اپنی حلال کمائی سے کسی روزہ دار کا روزہ افطار کرایا تو مضان کی تمام راتوں میں فرشتے اس کے لیے استغفار کرتے ہیں اور لیلتہ القدر میں جبریل علیہ السلام اس سے مصافحہ کرتے ہیں اور جس سے جبریل علیہ السلام مصافحہ کرتے ہیں اس کے دل میں رقت پیدا ہوتی ہے اور اس کے بہت آنسو نکلتے ہیں۔ حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے کہا یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! یہ فرمایئے کسی شخص کے پاس افطار کرانے کے لیے کچھ نہ ہو؟ آپ نے فرمایا وہ ایک مٹھی کھانا دے دے، میں نے کہا یہ فرمایئے اگر اس کے پاس روٹی کا ایک لقمہ بھی نہ ہو؟ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا وہ ایک گھونٹ دودھ دے دے، میں نے عرض کیا اگر اس کے پاس وہ بھی نہ ہو؟ فرمایا وہ ایک گھونٹ پانی دے دے۔

(الترغیب والترہیب ج ۲ ص ۱۰۶۔۹۲ بحوالہ صحیح ابن خزیمہ، بیہقی، صحیح ابن حبان)

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب رمضان آیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا:

تمہارے پاس رمضان آ گیا ہے، یہ برکت کا مہینہ ہے اللہ تعالیٰ تم کو اس میں ڈھانپ لیتا ہے اس میں رحمت نازل ہوتی ہے اور گناہ جھڑ جاتے ہیں اور اس میں دعا مقبول ہوتی ہے، اللہ تعالیٰ اس مہینہ میں تمہاری رغبت کو دیکھتا ہے سو تم اللہ کو اس مہینہ میں نیک کام کر کے دکھاؤ کیونکہ وہ شخص بد بخت ہے جو اس مہینہ میں اللہ عزوجل کی رحمت سے محروم رہا۔

(الترغیب والترہیب ج ۲ ص ۱۰۶۔۹۲)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

جب ماہ رمضان کی پہلی رات آتی ہے، تو جنتوں کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور پھر پورے ماہ ان میں سے ایک دروازہ بھی بند نہیں کیا جاتا، اور دوزخ کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں اور پھر پورے ماہ ان میں سے کوئی دروازہ کھولا نہیں جاتا، اور سرکش جنوں کے گلوں میں طوق ڈال دیا جاتا ہے اور ہر رات صبح تک ایک منادی آسمان سے ندا کرتا ہے کہ اے نیکی کے طلب کرنے والے نیکی کا قصد کر اور زیادہ نیکی کر، اور اے برائی کے طلب کرنے والے برائی میں کمی کر اور آخرت میں غور وفکر کر۔ کوئی مغفرت طلب کرنے والا ہے تو اس کی مغفرت کر دی جائے اور کوئی توبہ کرنے والا ہے تو اس کی توبہ قبول کی جائے اور کوئی دعا کرنے والا ہے تو اس کی دعا قبول کی جائے اور کوئی سوال کرنے والا ہے تو اس کا سوال پورا کیا جائے۔ اللہ تعالیٰ ﷻ ماہ رمضان کی ہر رات میں ساٹھ ہزار لوگوں کو جہنم سے آزاد کرتا ہے، اور رمضان کی ہر رات میں جتنے لوگوں کو جہنم سے آزاد کرتا ہے عید کے دن اس سے تیس گنا زیادہ لوگوں کو جہنم سے آزاد کرتا ہے۔

(الترغیب والترہیب ج۲ص۱۰۶۔۹۲)

رمضان میں قیام کا ثواب

حضرت عبدالرحمان بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے رمضان کا ذکر کیا اور تمام مہینوں پر اس کی فضیلت بیان کی پس فرمایا جس نے رمضان میں ایمان کی حالت میں ثواب کی نیت سے قیام کیا (نفلی نمازیں ادا کیں) وہ گناہوں سے اس طرح پاک ہو جائے گا جس طرح آج اپنی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا ہے۔

(الترغیب والترہیب ج۲ص۱۰۶۔۹۲،)

صدیقین اور شہداء میں شمار

حضرت عمرو بن مرہ جہنی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے نبی ﷺ سے سوال کیا:

یا رسول اللہ (ﷺ)! یہ بتایئے اگر میں اللہ کے وحدہ لاشریک ہونے اور آپ کے رسول اللہ ہونے کی گواہی دوں، اور پانچوں نمازیں پڑھوں اور زکوٰۃ ادا کروں اور رمضان کے روزے رکھوں اور قیام کروں تو میرا کن لوگوں میں شمار ہوگا؟ آپ نے فرمایا:

''صدیقین اور شہداء میں''۔

(مسند بزار، صحیح ابن خزیمہ، صحیح ابن حبان بحوالہ الترغیب والترہیب ج ۲ ص ۱۰۶-۹۲)

اعمال کی سات قسمیں اور انکا اجر:

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا:

اللہ تعالیٰ کے نزدیک اعمال کی سات قسمیں ہیں:

دو عمل ایسے ہیں جو واجب کرتے ہیں، دو عمل ایسے ہیں جن کا بدلہ ایک مثل ہے، ایک عمل ایسا ہے جس کا بدلہ دس گنا ہے، ایک عمل ایسا ہے جس کا بدلہ سات سو گنا ہے اور ایک عمل ایسا ہے کہ اس کے ثواب کو اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

وہ عمل جو واجب کرتے ہیں تو وہ یہ ہیں کہ جو شخص اس حال میں اللہ سے ملاقات کرے کہ اس نے اخلاص کے ساتھ اللہ کی عبادت کی ہو اور شرک بالکل نہ کیا ہو اس کے لیے جنت واجب ہے اور جس نے اللہ سے اس حال میں ملاقات کی ہو کہ اس نے شرک کیا ہو اس کے لیے دوزخ واجب ہے۔

جن دو کاموں کا ایک مثل اجر ہے وہ یہ ہیں کہ جس نے برا کام کیا اس کو ایک برائی کی سزا ملے گی، اور جس نے نیکی کا صرف ارادہ کیا تو اس کو ایک نیکی کا اجر ملے گا۔

جن کاموں کا سات سو گنا اجر ہے وہ یہ ہیں کہ جس نے اللہ کی راہ میں ایک درہم خرچ کیا اس کو سات سو درہموں کا اجر ملے گا اور جس نے اللہ کی راہ میں ایک دینار خرچ کیا اس کو سات سو دیناروں کا اجر ملے گا۔

وہ عمل جس کے ثواب کو اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا وہ روزہ ہے کیونکہ روزہ اللہ کے لیے ہے اس لئے اس کے ثواب کو اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

(الدرالمنثو رج ا ص ۳۳۹۔۳۳۶، بحوالہ امام بیہقی شعب الایمان)

حضرت داؤد علیہ السلام کے روزے:

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا:

اے عبداللہ! مجھے یہ خبر دی گئی ہے تو کیا تم دن کو روزہ رکھتے ہو اور رات کو قیام کرتے ہو؟ میں نے کہا کیوں نہیں؟ یا رسول اللہ (ﷺ)! آپ نے فرمایا: ایسا نہ کرو، روزہ بھی رکھو اور افطار بھی کرو (بغیر روزہ کے رہو) قیام بھی کرو اور سوؤ بھی، کیونکہ تمہارے جسم کا بھی تم پر حق ہے اور تمہاری آنکھوں کا بھی تم پر حق ہے اور تمہاری بیوی کا بھی تم پر حق ہے، اور تمہارے مہمان کا بھی تم پر حق ہے، اور تمہارے لیے یہ کافی ہے کہ تم ہر مہینہ کے تین دن روزے رکھو، اور تمہیں ہر نیکی کا دس گنا اجر ملے گا اور یہ تمہارے لیے پورے دہر کے روزے ہو جائیں گے۔ میں نے اصرار کیا اور کہا یا رسول اللہ (ﷺ)! میں قوت پاتا ہوں تو آپ نے فرمایا: اللہ کے نبی داؤد علیہ السلام کے روزے رکھو اور اس پر زیادتی نہ کرو۔ میں نے عرض کیا اللہ کے نبی داؤد علیہ السلام کے روزے کس طرح تھے؟ آپ نے فرمایا نصف دہر، (ایک دن روزہ اور پھر ایک دن چھوڑ کر اگلے دن روزہ) (صحیح بخاری ج ا ص ۲۶۵)

ایام بیض کے روزے:

ابن ملحان قیسی اپنے والد رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہمیں ایام بیض کے روزے رکھنے کا حکم دیتے تھے (تیرھویں، چودھویں اور پندرھویں تاریخ کے روزے کا) اور فرماتے ان روزوں سے پورے دہر (سال) کے روزوں کا اجر ملے گا۔

(سنن ابوداؤد ج ا ص ۳۳۲)

تین روزوں کا دس گنا اجر ملے گا جیسا کہ صحیح بخاری کی روایت میں ہے تو ہر ماہ تین روزے رکھنے سے پورے ماہ کے روزوں کا اجر ملے گا اور جو شخص ہمیشہ یہ روزے رکھے گا اس کو تمام دہر کے روزوں کا اجر ملے گا۔

پورے سال کے روزوں کا ثواب:

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

جس شخص نے رمضان کے روزے رکھے پھر اس نے شوال کے چھ روزے رکھے تو اس کو تمام دہر (پورا سال) کے روزوں کا اجر ملے گا۔ (صحیح مسلم ج ا ص ۳۶۹)

ہر نیکی کا دس گنا اجر ہوتا ہے تو چھتیس روزوں کا اجر ۳۶۰ روزوں کے برابر ہوگا، گویا وہ پورا سال روزہ دار رہا۔

ایک سال پہلے اور ایک سال بعد کے گناہ معاف:

حضرت ابوقتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا:

عرفہ (۹ ذوالحجہ) کو روزہ رکھنے سے مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس سے ایک سال پہلے اور ایک سال بعد کے گناہ مٹا دے گا اور دس محرم کو روزہ رکھنے سے مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس سے ایک سال پہلے کے گناہ مٹا دے گا۔ (صحیح مسلم ج ا ص ۳۶۷)

پیراور جمعرات کا روزہ:

قدامہ بن مظعون بیان کرتے ہیں کہ وہ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے ساتھ وادی القریٰ میں اپنے مال کی طلب میں گئے ،حضرت اسامہ پیراور جمعرات کا روزہ رکھتے تھے،قدامہ نے کہا آپ بوڑھے آدمی ہیں آپ پیراور جمعرات کا روزہ کیوں رکھتے ہیں؟انہوں نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم پیراور جمعرات کا روزہ رکھتے تھے۔

آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے پوچھا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا:

پیراور جمعرات کو بندوں کے اعمال پیش کیے جاتے ہیں۔

(سنن ابوداؤد ج ۱ص ۳۳۱)

محرم الحرام کے روزے:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

ماہ رمضان کے بعد سب سے افضل روزے اللہ کے مہینہ محرم کے روزے ہیں اور فرض نماز کے بعد سب سے افضل نماز رات کی نماز ہے۔(تہجد کی نماز)

(سنن ابوداؤد ج ۱ص ۳۳۰)

شعبان کے روزے:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم (مسلسل) روزے رکھتے یہاں تک کہ ہم کہتے کہ اب آپ افطار نہیں کریں گے (روزہ رکھنا نہیں چھوڑیں گے)،اور آپ روزے نہ رکھتے حتی کہ ہم کہتے اب آپ روزہ نہیں رکھیں گے،اور میں نے رمضان کے علاوہ آپ کو کسی ماہ کے مکمل روزے رکھتے ہوئے نہیں دیکھا اور نہ شعبان کے مہینہ سے زیادہ کسی اور مہینہ میں روزے رکھتے ہوئے دیکھا۔

(سنن ابوداؤد ج ۱ص ۳۳۱-۳۳۰)

جن دنوں میں روزہ رکھنے کی ممانعت ہے:

حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ان دو دنوں میں روزہ رکھنے سے منع فرمایا، عیدالاضحیٰ کے دن کیوں کہ اس دن تم اپنی قربانی کا گوشت کھاتے ہو اور عیدالفطر کے دن کیونکہ اس دن تم اپنے روزوں سے افطار کرتے ہو۔ (سنن ابوداؤد ج ا ص ۳۲۸)

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

یوم عرفہ، یوم نحر اور ایام تشریق (9 ذوالحجہ سے 13 ذوالحجہ تک) ہم اہل اسلام کی عید ہیں اور یہ کھانے پینے کے ایام ہیں۔ (سنن ابوداؤد ج ا ص ۳۲۹۔۳۲۸)

میدان عرفات میں یوم عرفہ کا روزہ رکھنا منع ہے اور دوسری جگہوں میں اس دن روزہ رکھنا کارِ ثواب ہے اور عیدین میں روزہ رکھنا ممنوع ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے میدان عرفات میں روزہ رکھنے سے منع فرمایا۔ (سنن ابوداؤد ج ا ص ۳۳۱)

فالحمدلله اولاواخراوظاهراباطنا

......روزمرہ زندگی اسوۂ حسنہ کے مطابق گزاریں......

فہرس

صلی اللہ علی حبیبہ سیدنا محمد والہ والہ وسلم

کھانے پینے کے آداب

کھانے سے پہلے اور بعد میں ہاتھ دھوئیں، کلی کریں

حضرت سلمان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

میں نے تورات میں پڑھا تھا کہ کھانے کے بعد ہاتھ دھونے سے کھانے میں برکت ہوتی ہے۔ میں نے اس کا نبی کریم ﷺ سے ذکر کیا اور میں نے تورات میں جو پڑھا تھا وہ عرض کیا، تو آپ ﷺ نے فرمایا: کھانے میں برکت کھانے سے پہلے اور کھانے کے بعد ہاتھ دھونے اور کلی کرنے سے ہوتی ہے۔

(جامع الترمذی، ج ۳، رقم الحدیث: ۱۸۵۳، سنن ابو داؤد، ج ۳، رقم الحدیث: ۳۷۶۱، مسند احمد، ج ۹، رقم الحدیث: ۲۳۷۹۳، مسند ابو داؤد، الطیالسی، رقم الحدیث: ۱۶۷۴)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

جو یہ چاہتا ہو کہ اللہ تعالیٰ اس کے گھر میں خیر کی کثرت کرے، وہ کھانے سے پہلے اور کھانے کے بعد ہاتھ دھوئے اور کلی کرے۔

(سنن ابن ماجہ، ج ۲، رقم الحدیث: ۳۲۶۰)

حضرت حکم بن عمیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک طعام (کی دعوت) میں تھے۔ ایک شخص نے گھر والوں کے خادم سے تولیہ طلب کیا، اس نے کپڑا لا کر دیا اس نے اس سے ہاتھ پونچھے، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا:

جس کپڑے کو تم نے نہ پہنا اس کا تولیہ نہ بناؤ۔

(المعجم الکبیر، ج ۳، رقم الحدیث: ۱۳۹۱)

(غالبًا آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا مطلب یہ تھا کہ اس کام کے لیے پرانے

کپڑے استعمال کرو تا کہ نیا کپڑا ضائع نہ ہو۔آجکل جو ہمارے ہاں تولیے استعمال ہوتے ہیں وہ خاص طور پر ہاتھ وغیرہ پونچھنے کے لئے ہی بنائے جاتے ہیں اس لئے وہ اس حدیث شریف کے حکم میں داخل نہیں)

کھانے سے پہلے ہاتھ دھوکر نہ پونچھیں:

کھانے کے آداب میں سے یہ ہے کہ پہلے ہاتھ دھوئے اور ہاتھ نہ پونچھے اور کھانے کے بعد ہاتھ دھولے اور ہاتھ پونچھ لے۔

(فتاویٰ بزازیہ علی ہامش الھندیہ، ج ٦،ص ٣٥٢)

﷽ پڑھ کر، دائیں ہاتھ سے اور اپنے آگے سے کھائیں:

حضرت عمر بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اس وقت آپ ﷺ کے پاس طعام (یعنی کھانا) رکھا تھا، آپ ﷺ نے فرمایا:

اے میرے بیٹے قریب آؤ، ﷽ پڑھو اور اپنے دائیں ہاتھ سے کھاؤ اور اپنے آگے سے کھاؤ۔

(جامع الترمذی، ج ٣، رقم الحدیث: ١٨٦٤، صحیح البخاری، ج ٦، رقم الحدیث: ٥٣٧٦، صحیح مسلم، اشربہ: ١٠٨، (٢٠٢٢) ١٧/٥١، سنن ابی داؤد، ج ٣، رقم الحدیث: ٣٧٧٧، سنن ابن ماجہ، ج ٢، رقم الحدیث: ٣٢٦٥، مسند احمد، ج ٥، رقم الحدیث: ١٦٣٣٤)

حضرت عائشہ صدّیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:۔

جب تم میں سے کوئی شخص کھانا کھائے تو بسم اللہ پڑھے اگر وہ اس کے شروع میں بسم اللہ پڑھنا بھول گیا تو کہے بِسْمِ اللّٰہِ فِیْ اَوَّلِہٖ وَ آخِرِہٖ۔

(سنن الترمذی، ج ٣، رقم الحدیث: ١٨٦٥، سنن ابو داؤد، ج ٣، رقم الحدیث: ٣٧٦٧، صحیح ابن حبان، ج ١٢، رقم الحدیث: ٢٥١٤، مسند احمد، ج ١٠، رقم الحدیث: ٢٦١٤٨، سنن کبریٰ للبیہقی، ج ٧، ص ٢٧٦)

کھانے اور پانی میں پھونک نہ ماریں:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کھانے اور مشروب (یعنی پانی) میں پھونک نہیں مارتے تھے اور نہ برتن میں سانس لیتے تھے۔

(سنن ابن ماجہ، ج ۲، رقم الحدیث: ۳۲۸۸، سنن ابوداؤد، ج ۳، رقم الحدیث: ۳۷۲۸، جامع الترمذی، ج ۳، رقم الحدیث: ۱۸۹۶، ۱۸۹۵)

باقی لوگوں کے فارغ ہونے سے پہلے ہاتھ نہ کھینچیں:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب دستر خوان بچھایا جائے تو کوئی شخص دستر خوان اٹھانے سے پہلے کھڑا نہ ہو خواہ اس کا پیٹ بھر گیا ہو۔ وہ اپنا ہاتھ نہ کھینچے یہاں تک کہ باقی لوگ بھی فارغ ہو جائیں یا وہ اپنا عذر بیان کرے۔ کیونکہ جب کوئی شخص اپنا ہاتھ کھانے سے کھینچ لیتا ہے تو وہ اپنے ساتھی کو شرمندہ کرتا ہے اور ہوسکتا ہے کہ ابھی اس کو کھانے کی حاجت ہو۔

(سنن ابن ماجہ، ج ۲، رقم الحدیث: ۳۲۹۵)

کھا، پی کر دعا مانگیں:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''اللہ تعالیٰ اس بندے سے راضی ہوتا ہے جب وہ کوئی چیز کھا کر یا پی کر اللہ تعالیٰ کی حمد کرتا ہے''۔

(صحیح مسلم، الذکر والدعا: ۲۴، (۲۷۲۴) سنن الترمذی، ج ۳، رقم الحدیث ۱۸۲۳)

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب کوئی چیز کھاتے یا پیتے تو یہ دعا کرتے:

''اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَطْعَمَنَا وَسَقَانَا وَجَعَلَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ''

(جامع الترمذی، ج ۵، رقم الحدیث: ۳۴۶۸، سنن ابن ماجہ، ج ۲، رقم الحدیث ۳۲۸۳)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جس نے کھانے کے بعد یہ دعا کی:

''اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَطْعَمَنِی ھٰذَا وَرَزَقَنِیْہِ مِن غَیرِ حَوْلٍ مِّنِّی وَلَا قُوَّۃً''

تو اس کے پچھلے گناہ بخش دیے جائیں گے۔

(جامع الترمذی، ج ۵، رقم الحدیث: ۳۴۶۹، سنن ابوداؤد، ج ۳، رقم الحدیث: ۴۰۲۳، سنن ابن ماجہ، ج ۲، رقم الحدیث: ۳۲۸۵)

کسی کی دعوت کھاؤ تو اسے جزا دو:

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابو الہیثم بن النیہان رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ کے لیے کھانا تیار کیا۔ نبی کریم ﷺ نے اپنے اصحاب کو بھی دعوت دی، جب سب کھانے سے فارغ ہو گئے تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

اپنے بھائی کو جزا دو۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے پوچھا: یا رسول اللہ ﷺ اس کی جزا کیا ہے؟

آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا:

جب کوئی شخص کسی کے گھر جائے اور اس کا کھانا کھائے اور اس کے مشروبات پئے اور پھر اس کے لیے دعا کر دے تو یہ اس کی جزا ہے۔

(سنن ابوداؤد، ج ۳، رقم الحدیث: ۳۸۵۳)

کھڑے ہو کر کھانا پینا پسندیدہ کام نہیں:

حضرت انس ﷜ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے اس سے منع فرمایا کہ کوئی شخص کھڑا ہو کر پانی پئے قتادہ نے کہا ہم نے پوچھا اور کھانا، حضرت انس ﷜ نے فرمایا: یہ تو زیادہ برا ہے یا فرمایا: یہ زیادہ برا کام ہے۔

(صحیح مسلم، اشربہ: ۱۱۳، (۲۰۲۴) ۵۱۷۷، جامع الترمذی، ج ۳، رقم الحدیث: ۱۸۸۶، سنن ابی داؤد، ج ۳، رقم الحدیث: ۳۷۱۷، سنن ابن ماجہ، ج ۲، رقم الحدیث: ۳۴۲۴)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا:

''تم میں سے کوئی شخص ہرگز کھڑے ہوکر پانی نہ پیئے۔سو جو شخص بھول جائے اس کو چاہیے کہ وہ قے کر دے''۔

(قے کر دینے کا حکم تاکید کے لئے ہے، قے کرنا واجب نہیں)

(صحیح مسلم،اشربہ:۱۱۶،(۲۰۲۶)۵۱۸۱۱)اس حدیث کو ائمہ ستہ میں سے صرف امام مسلم نے روایت کیا ہے۔)

وضو کا بچا ہوا پانی کھڑے ہوکر پینا:

وضو کا بچا ہوا پانی کھڑے ہوکر پینا نبی کریم ﷺ کی سنت ہے۔

نزال بن سبرۃ بیان کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ظہر کی نماز پڑھی، پھر لوگوں کی ضروریات پوری کرنے کے لیے کوفہ کی کھلی جگہ میں بیٹھ گئے۔حتیٰ کہ عصر کی نماز کا وقت آ گیا، پھر پانی لایا گیا اور انہوں نے وضو کیا، پھر کھڑے ہوکر وضو کا بچا ہوا پانی پیا، پھر فرمایا: لوگ کھڑے ہوکر پانی پینے کو مکروہ کہتے ہیں۔اور بے شک نبی کریم ﷺ نے اس طرح کیا ہے جس طرح میں نے کیا ہے۔

(صحیح البخاری، ج۶،رقم الحدیث:۵۶۱۶،۵۶۱۵،سنن ابو داؤد، ج۳،رقم الحدیث:۳۷۱۸،سنن النسائی، ج۱، رقم الحدیث:۱۳۰)

آب زمزم کھڑے ہوکر پینا:

زمزم کا پانی کھڑے ہوکر پینا نبی کریم ﷺ کی سنت ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے زمزم کا پانی کھڑے ہوکر پیا۔

(صحیح البخاری، ج۶،رقم الحدیث:۵۶۱۷،صحیح مسلم،اشربہ،۱۲۰،۱۱۹،۱۱۸،۱۱۷،(۲۰۲۷)۵۱۸۵،۵۱۸۴،۵۱۸۳،۵۱۸۲، جامع الترمذی، ج۳،رقم الحدیث:۱۸۸۹،سنن النسائی،رقم الحدیث:۲۹۶۴،سنن ابن ماجہ، ج۲،رقم الحدیث:۳۴۲۲)

عذر کی وجہ سے کھڑے ہوکر پانی پینا:

حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم ان کے پاس تشریف لائے ، ان کے گھر میں ایک مشک لٹکی ہوئی تھی ، آپ ﷺ نے کھڑے ہوکر مشک کے منہ سے پانی پیا۔

(مسند احمد ، ج ۳ ، ص ۱۱۹ ، ج ٦ ، ص ۴۳۱ ، ۳۷٦ ، المعجم الکبیر ، ج ۲۵ ، ص ۱۲۷ ـ ۱۲٦ ، المعجم الاوسط ، ج ۱ ، رقم الحدیث : ٦۵۸ ، شرح معانی الآثار ، ج ۲ ، ص ۳۵۸ ، مجمع الزوائد ، ج ۵ ، ص ۷۹)

بیان جواز کے لئے نبی کریم ﷺ نے کھڑے ہوکر پانی پیا:

حضور نبی کریم ﷺ نے بعض اوقات بیان جواز کے لئے کھڑے ہوکر کھایا پیا ہے تا کہ کھڑے ہوکر کھانے پینے کو حرام قرار نہ دے دیا جائے ۔ کیونکہ آپ ﷺ بہت سے پسندیدہ کام اس لئے چھوڑ دیا کرتے تھے کہ کہیں ان کو فرض نہ کر دیا جائے اور بعد میں آنے والی امت بشری کمزوریوں کی وجہ سے اس پر عمل نہ کر سکے اوراس وجہ سے آخرت میں اس پر سختی ہو۔ بیٹھ کر کھانا پینا بھی آپ کو پسند تھا لیکن ہماری سہولت کو دیکھتے ہوئے آپ ﷺ نے اپنی پسند کو چھوڑ دیا اس کی وضاحت یوں بھی ہوسکتی ہے کہ آپ ﷺ نے امت کو کھڑے ہوکر کھانے پینے کی تلقین نہیں فرمائی بلکہ بیٹھ کر کھانے پینے کا حکم فرمایا ، اسی لئے جو احادیث آپ ﷺ کے کھڑے ہوکر کھانے پینے کے بارے منقول ہیں ان میں آپ کا اپنا فعل تو ہے لیکن کہیں بھی ہمارے لئے کھڑے ہوکر کھانے پینے کا حکم نہیں فرمایا۔ جیسے کہ ان احادیث میں ہے :

عمرو بن شعیب اپنے والد سے اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو کھڑے ہوکر (مشروب) پیتے ہوئے دیکھا ہے۔

(امام ابوعیسٰی ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ جامع الترمذی ، ج ۳ ، رقم الحدیث : ۱۸۹۰ ، مسند احمد ج ۲ ، ص ۲۱۵ ، ۲۰٦ ، ۱۹۰ ، ۱۷۹ ، ۱۷۴ ، شرح السنہ ، ج ٦ ، رقم الحدیث : ۲۹۴۲)

حضرت عائشہ صدّیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو کھڑے ہوئے اور بیٹھے ہوئے (مشروب) پیتے دیکھا ہے۔

(المعجم الاوسط، ج۲، رقم الحدیث: ۱۲۳۵، حافظ الہیثمی نے کیا اس حدیث کے تمام راوی ثقہ ہے۔ مجمع الزوائد ، ج۵، ص۸۰)

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو کھڑے ہوئے (کوئی مشروب) پیتے دیکھا۔ امام بزار کی روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے کھڑے ہوکر دودھ پیا۔

(مسند ابویعلیٰ، ج۶، رقم الحدیث: ۳۵۶۰، مسند البزار، ج۳، رقم الحدیث: ۲۸۹۹) حافظ الہیثمی نے کہا ہے کہ امام ابویعلیٰ اور امام بزار کی سند صحیح ہے۔ (مجمع الزوائد، ج۵، ص۷۹)

پیٹ بھر کر کھانا:

حضرت مقدام بن معدی کرب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے آدمی کے پیٹ سے بڑھ کر کسی برتن کو بھرنا برا نہیں ہے۔ ابن آدم کے لیے چند لقمے کافی ہیں جن سے اس کی کمر قائم رہ سکے اور اگر اس نے ضرور ہی زیادہ کھانا ہو تو (پیٹ) کا تہائی حصہ کھانے کے لیے رکھے اور تہائی حصہ پانی کے لئے اور تہائی حصہ سانس لینے کے لیے۔

(جامع ترمذی، ج۴، رقم الحدیث: ۲۳۸۷، السنن الکبریٰ للنسائی، رقم الحدیث: ۶۷۶۹، مسند احمد، ج۶، رقم الحدیث: ۱۷۱۸۶)

مومن ایک آنت اور کافر سات میں کھاتا ہے:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک شخص (ثمامہ بن اثال) مہمان ہوا۔ وہ کافر تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کے لئے بکری کا دودھ لانے کا حکم دیا۔ اس نے ایک بکری کا دوہا ہوا دودھ پی لیا۔ پھر دوسری بکری کا، پھر تیسری بکری کا حتیٰ کہ وہ سات بکریوں کا دودھ پی

گیا۔ صبح اٹھ کر اس نے اسلام قبول کر لیا۔ رسول اللہ ﷺ نے پھر اس کے لئے ایک بکری کا دودھ لانے کا حکم دیا، پھر دوسری بکری کا دودھ لایا گیا تو وہ اس کو پورا نہ پی سکا۔ تب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مومن ایک آنت میں پیتا ہے اور کافر سات آنتوں میں پیتا ہے۔

(امام مسلم کی دیگر روایات میں اس طرح ہے، مومن ایک آنت میں کھاتا ہے اور کافر سات آنتوں میں کھاتا ہے۔ صحیح مسلم، اشربہ: ۱۸۶، (۲۰۶۳، ۵۲۸۱، جامع ترمذی، ج ۳، رقم الحدیث: ۱۸۲۶)

اونچی آواز ڈکار لینا کچھ مناسب نہیں:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے نبی کریم ﷺ کے سامنے ڈکار لی تو آپ ﷺ نے فرمایا:

''ہمارے سامنے اپنی ڈکار روک کر رکھو کیونکہ جو لوگ دنیا میں بہت زیادہ سیر ہو کر کھاتے ہیں وہ قیامت کے دن بہت زیادہ بھوکے ہوں گے''۔

(جامع ترمذی، ج ۴، رقم الحدیث: ۲۴۸۶، سنن ابن ماجہ، ج ۲، رقم الحدیث: ۳۳۵۰)

کھانے کی ہر خواہش کے مطابق کھالینا:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

یہ بھی اسراف (فضول خرچی) ہے کہ تم اپنی ہر خواہش کے مطابق چیز کھالو۔

(سنن ابن ماجہ، ج ۲، رقم الحدیث: ۳۳۵۲)

زندہ رہنے کے لئے کھانا:

حضرت لجلاج رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب سے میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ اسلام لایا ہوں میں نے کبھی پیٹ بھر کر کھانا نہیں کھایا میں صرف اتنا کھاتا پیتا ہوں جس سے میری حیات باقی رہ سکے۔

(المعجم الکبیر، ج ۱۹، رقم الحدیث: ۴۸۷، ص ۲۱۸، مجمع الزوائد، ج ۵، ص ۳۱، رقم الحدیث: 7961)

لباس پہننے کے آداب

لباس کے بارے قرآن مجید کا حکم:

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِيْنَةَ اللّٰهِ الَّتِي اَخْرَجَ لِعِبَادِهٖ وَالطَّيِّبٰتِ مِنَ الرِّزْقِ قُلْ هِيَ لِلَّذِيْنَ آمَنُوْا فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا خَالِصَةً يَّوْمَ الْقِيَامَةِ كَذَالِكَ نُفَصِّلُ الآيَاتِ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْن ﴾(الاعراف:۳۲)

ترجمہ: آپ ان لوگوں سے پوچھئے کہ اللہ تعالیٰ نے جو زینت وآرائش اور کھانے پینے کی صاف ستھری چیزیں اپنے بندوں کے لئے پیدا کی ہیں ان کو حرام کس نے کیا ہے؟ (یارسول اللہ ﷺ) آپ فرمادیں کہ یہ چیزیں دنیا کی زندگی میں (بھی) مومنوں کے لئے ہیں اور قیامت کے دن (تو) خاص ان ہی کا حصہ ہوں گی۔اسی طرح ہم جاننے والوں کے لئے اپنی آیتیں کھول کھول کر بیان فرماتے ہیں۔

زمانہ جاہلیت میں لوگ کعبہ کا ننگے ہو کر طواف کرتے تھے اور پاک اور حلال چیزوں کو اپنے اوپر حرام کر لیتے تھے۔تب یہ آیت نازل ہوئی کہ آپ ان لوگوں سے فرمایئے اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے لیے زینت پیدا کی ہے تم خوبصورت لباس پہنو اور اللہ کے رزق میں سے حلال چیزیں کھاؤ۔(امام ابوجعفر محمد بن جریر طبری، جامع البیان جز ۸،ص ۱۵)

تکبر اور فضول خرچی کے بغیر جو چاہو پہنو:

امام بخاری روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

کھاؤ اور پیو اور لباس پہنو اور صدقہ کرو بغیر فضول خرچی اور تکبر کے، اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا تم جو چاہو کھاؤ، اور جو چاہو پہنو، جب تک فضول خرچی یا تکبر نہ ہو۔(صحیح البخاری، کتاب اللباس، باب ا، ج ۷،ص ۴۳)

آ ج کل کچھ لوگ انگریزوں کی پیروی میں ایسا لباس پہنتے ہیں کہ ان کے جسم کے وہ حصے جن کو چھپانے کا حکم ہے نمایاں ہو جاتے ہیں اور واضح بے پردگی ہوتی ہے۔ایسے لباس پہننے کی شریعت اسلامی میں بالکل کوئی گنجائش نہیں ہے۔ہاں جو لباس پردے کی ضرورت کو پورا کررہا ہو وہ جائز ہے۔اسی طرح ریشمی لباس پہننے کی بھی مرد کو اجازت نہیں ہے۔

نیا کپڑا پہن کر دعا مانگیں:

حضرت ابوسعید خدری ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب کوئی نیا کپڑا پہنتے تو اس کا نام لیتے۔خواہ قمیص ہو یا عمامہ ہو، پھر یہ دعا کرتے:

اے اللہ (جل جلالہ)! تیرے لیے حمد ہے کہ تو نے مجھے یہ کپڑا پہنایا، میں تجھ سے اس کپڑے کی خیر کا سوال کرتا ہوں اور جس کے لیے یہ بنایا گیا ہے اس کی خیر کا سوال کرتا ہوں اور میں اس کپڑے کے شر سے اور جس کے لیے یہ بنایا گیا ہے اس کے شر سے تیری پناہ میں آتا ہوں۔

(سنن ابوداؤد، رقم الحدیث: ۴۰۲۰، جامع الترمذی، رقم الحدیث: ۱۷۶۷)

کپڑوں کو استعمال کریں، ایک بار پہن کر ضائع نہ کریں:

حضرت ام خالد رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس کچھ کپڑے آئے ان میں ایک چھوٹی اونی چادر تھی۔آپ ﷺ نے پوچھا:۔تمہاری رائے میں اس کا کون زیادہ مستحق ہے؟ لوگ خاموش رہے۔آپ ﷺ نے فرمایا:۔میرے پاس ام خالد کو لاؤ۔ان کو بلایا گیا تو آپ ﷺ نے وہ چادر ان کو پہنا دی۔آپ ﷺ نے دوبار فرمایا:۔تم اس کو پرانا کرو اور دوسروں کے لیے چھوڑو۔

(سنن ابوداؤد، رقم الحدیث: ۴۰۲۴، صحیح البخاری، رقم الحدیث: ۵۸۴۵)

نبی کریم ﷺ نے قمیص پسند فرمائی:

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی ﷺ کو تمام کپڑوں میں قمیص سب سے زیادہ پسند تھی۔

(سنن ابوداؤد، رقم الحدیث: ۴۰۲۵، جامع الترمذی، رقم الحدیث: ۱۷۶۸)

حضرت مسور بن مخرمہ ﷺ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے شیروانیاں تقسیم کیں اور مخرمہ کو کچھ نہیں دیا۔ مخرمہ نے کہا اے بیٹے! مجھے رسول اللہ ﷺ کے پاس لے چلو۔ میں ان کو لے گیا۔ پھر کہا:

''رسول اللہ ﷺ کو میرے لیے بلاؤ۔ میں نے آپ ﷺ کو بلایا۔ آپ ﷺ تشریف لائے اس حال میں کہ آپ ﷺ کے پاس ان شیروانیوں میں سے ایک شیروانی تھی''۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

میں نے تمہارے لیے اس کو چھپا کر رکھا ہوا تھا۔

(سنن ابوداؤد، رقم الحدیث: ۴۰۲۸، صحیح البخاری، رقم الحدیث: ۵۸۰۰)

تہبند کی جگہ شلوار اور جوتوں کی جگہ موزے پہن سکتے ہیں:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا:

جس شخص کو تہبند میسر نہ ہو وہ شلوار پہنے اور جس شخص کو جوتے میسر نہ ہو، وہ موزے پہنے۔

(صحیح البخاری، رقم الحدیث: ۵۸۰۴)

آپ ﷺ نے سفید رنگ کی ٹوپی پہنی:

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ سفید ٹوپی پہنتے تھے۔

(المعجم الاوسط، ج ۷، رقم الحدیث: ۶۱۷۹، مجمع الزوائد، ج ۵، ص ۱۲۱)

نبی کریم ﷺ نے کوٹ زیب تن فرمایا:

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم قضاء حاجت کے لیے گئے، پھر آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم آئے تو میں آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے لیے پانی لے کر آیا۔ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے وضو کیا۔ اس وقت آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے شامی کوٹ پہنا ہوا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے کلی کی، ناک میں پانی ڈالا اور چہرہ دھویا۔ پھر آپ ﷺ اپنی کلائیوں کو آستینوں سے نکالنے لگے۔ وہ آستینیں تنگ تھیں پھر آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے کوٹ کے نیچے سے ہاتھوں کو نکال لیا اور کلائیوں کو دھویا اور سر پر اور موزوں پر مسح کیا۔

(صحیح البخاری، رقم الحدیث: ۵۷۹۸، صحیح مسلم، رقم الحدیث: ۶۱۶، سنن النسائی، رقم الحدیث: ۱۲۳)

بہترین لباس سفید ہے:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا:

''تم سفید لباس پہنو وہ تمہارا بہترین لباس ہے اور اسی میں اپنے مردوں کو کفن دو اور بہترین سرمہ ''اثمد'' ہے یہ نظر تیز کرتا ہے اور بال اگاتا ہے''۔

(سنن ابوداؤد، رقم الحدیث: ۴۰۶۱، سنن ابن ماجہ، رقم الحدیث: ۳۵۶۶)

نبی کریم ﷺ نے حلہ زیب تن فرمایا:

حضرت براء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ متوسط قامت کے تھے۔ (نہ بہت زیادہ لمبے اور نہ ہی چھوٹے قد کے تھے) میں نے آپ ﷺ کو سرخ حلہ میں دیکھا۔ (ایک قسم کی دو چادریں، ایک بطور تہبند باندھی جائے اور ایک بالائی بدن پر لپیٹ لی جائے) میں نے آپ ﷺ سے زیادہ حسین کوئی چیز نہیں دیکھی۔

(صحیح البخاری، رقم الحدیث، ۵۸۴۲)

حضرت براء ؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے سرخ حلہ میں رسول اللہ ﷺ سے زیادہ حسین کوئی ذی لِمَّہ (جس کے بال کانوں کی لو سے متجاوز ہوں) نہیں دیکھا۔

(صحیح مسلم، رقم الحدیث: ۲۳۳۷، سنن ابوداؤد، رقم الحدیث: ۴۱۸۳، جامع الترمذی، رقم الحدیث: ۱۷۳۰، سنن النسائی، رقم الحدیث: ۵۲۴۸، مصنف ابن ابی شیبہ، رقم الحدیث: ۴۷۶۷)

اچھی جوتی اور اچھے کپڑے پہنو:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

جس شخص کے دل میں ایک ذرہ کے برابر بھی تکبر ہوا، وہ جنت میں داخل نہیں ہوگا۔ ایک شخص نے کہا ایک آدمی یہ چاہتا ہے کہ اس کے کپڑے اچھے ہوں اور اس کی جوتی اچھی ہو۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

''اللہ جل جلالہٗ جمیل (حسین) ہے اور جمال سے محبت کرتا ہے۔ تکبر حق کا انکار کرنا اور لوگوں کو حقیر جاننا ہے''۔ (صحیح مسلم، رقم الحدیث: ۹۱، جامع الترمذی، رقم الحدیث: ۲۰۰۶، سنن ابوداؤد، رقم الحدیث: ۴۰۹۱، سنن ابن ماجہ، رقم الحدیث: ۵۹، شعب الایمان، ج ۵، رقم الحدیث: ۶۱۹۲)

دھلے ہوئے کپڑے پہنو:

امام احمد کی روایت میں ہے اس شخص نے کہا یارسول اللہ (ﷺ)! مجھے یہ اچھا لگتا ہے کہ میرے کپڑے دھلے ہوئے ہوں اور میرے سر میں تیل لگا ہوا ہو اور میری جوتی نئی ہو۔ اس نے اور بھی کئی چیزیں ذکر کیں حتیٰ کہ اپنے چابک کی ڈوری کا بھی ذکر کیا اور پوچھا یارسول اللہ (ﷺ)! کیا یہ چیزیں تکبر سے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا:

''نہیں یہ جمال ہے اور بے شک اللہ جل جلالہٗ جمیل ہے اور جمال سے محبت کرتا ہے۔ لیکن تکبر حق کا انکار کرنا اور لوگوں کو حقیر جاننا ہے''۔

(مسند احمد، ج ۲، رقم الحدیث: ۳۷۸۹، اس حدیث کی سند صحیح ہے۔ مسند احمد، ج ۴، رقم الحدیث: ۳۷۸۹)

اپنا حلیہ اپنی حیثیت کے مطابق رکھو:

ابوالاحوص کے والد ﷛ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھا ہوا تھا آپ ﷺ نے مجھے گھٹیا کپڑے پہنے ہوئے دیکھا تو آپ ﷺ نے فرمایا:

کیا تمہارے پاس مال ہے؟ میں نے عرض کیا ہاں یارسول اللہ (ﷺ)! میرے پاس ہر قسم کا مال ہے۔ (دوسری روایت میں ہے میرے پاس اونٹ، بکریاں، گھوڑے، غلام ہر قسم کا مال ہے) آپ ﷺ نے فرمایا:

جب اللہ تعالیٰ نے تمہیں مال دیا ہے تو تم پر اس کا اثر ظاہر ہونا چاہیے۔

(سنن النسائی، رقم الحدیث: ۵۲۳۹، ۵۲۳۸، ۵۳۰۹، سنن ابو داؤد، رقم الحدیث: ۴۰۶۳، شعب الایمان؟ ج ۵، رقم الحدیث: ۶۱۹۷)

عمرو بن شعیب اپنے والد سے اور وہ اپنے دادا ﷛ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اللہ تعالیٰ یہ پسند کرتا ہے کہ وہ اپنے بندے پر اپنی نعمت کا اثر دیکھے۔

(جامع الترمذی، رقم الحدیث: ۲۸۲۸، مسند احمد، ج ۷، رقم الحدیث: ۱۹۹۵۴)

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک غزوہ میں گئے۔ جس وقت ہم ایک درخت کے نیچے ٹھہرے ہوئے تھے تو میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھ لیا۔ میں نے عرض کیا:

یارسول اللہ (ﷺ)! سائے کی طرف آجائیں۔ رسول اللہ ﷺ تشریف لے آئے۔ اس وقت مجھے دستر خوان میں ایک چھوٹی سی ککڑی ملی۔ آپ ﷺ نے پوچھا: یہ تم کو کہاں سے ملی؟ پھر آپ ﷺ نے کوئی اور بات ذکر کی۔ پھر ایک شخص چلا گیا جس نے دو پرانے کپڑے پہنے ہوئے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کی طرف دیکھ کر فرمایا:

''کیا اس کے پاس ان دو کپڑوں کے سوا اور کوئی کپڑا نہیں ہے؟ میں نے عرض کیا یارسول

اللہ (ﷺ) اس کے دو کپڑے صندوق میں رکھے ہوئے ہیں جو میں نے اس کو پہنائے تھے۔آپ ﷺ نے فرمایا:

''اس کو بلاؤ اور اس سے کہو کہ وہ دو کپڑے پہن لے۔اس نے جا کر وہ کپڑے پہن لیے''۔(امام بزار نے اس حدیث کو متعدد اسانید سے روایت کیا ہے جن میں سے ایک کی سند صحیح ہے،مسند البزار،رقم الحدیث:۲۹۶۴،۲۹۶۳،۲۹۶۲)

حضرت ابو ہریرہ ﷺ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے نبی کریم ﷺ سے ایک کپڑا پہن کر نماز پڑھنے سے متعلق سوال کیا۔آپ ﷺ نے فرمایا:

''کیا تم میں سے ہر شخص کے پاس دو کپڑے ہیں؟ پھر ایک شخص نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے سوال کیا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا جب اللہ تعالیٰ نے وسعت دی ہے تو وسعت کو اختیار کرو''۔

(صحیح البخاری،رقم الحدیث:۳۶۵)

محمد بن سیرین نے کہا تمیم نے ایک ہزار درہم کی چادر خریدی جس کو پہن کر وہ نماز پڑھتے تھے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ،ج ۸،رقم الحدیث:۴۹۶۵)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے صحابہ ﷺ میں سے ایک شخص کو سات سو درہم کا لباس خرید کر پہنایا۔

(مصنف ابن ابی شیبہ،ج ۸،رقم الحدیث:۴۹۶۶)

صاف ستھرے رہو:

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی خدمت میں آئے آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ایک شخص کو دیکھا جس کے بال غبار آلود اور بکھرے ہوئے تھے۔

آپ ﷺ نے فرمایا:

کیا اس کو کوئی ایسی چیز نہیں ملتی جس کے ساتھ یہ اپنے بالوں کو سنوار سکے؟ ایک اور شخص کو دیکھا جو میلے کپڑے پہنے ہوئے تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

کیا اس شخص کو پانی میسر نہیں ہے جس سے یہ اپنے کپڑوں کو دھو سکے۔

(سنن ابوداؤد، رقم الحدیث،۴۰۶۲، شعب الایمان، ج ۵، رقم الحدیث،۶۲۲۴)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اسلام صاف ستھرا ہے سو تم صاف ستھرے رہو، کیونکہ جنت میں صرف صاف ستھرے لوگ داخل ہوں گے۔ (المعجم الاوسط، ج ۵، رقم الحدیث: ۴۸۹۰)

دس چیزیں فطرت سے ہیں:

حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ دس چیزیں فطرت سے ہیں:

(1) مونچھیں ترشوانا (2) داڑھی بڑھانا (3) مسواک کرنا (4) ناک میں پانی ڈالنا (5) ناخن کاٹنا (6) جوڑوں کو دھونا (7) بغلوں کے بال نوچنا (8) موئے زیر ناف مونڈنا (9) استنجا کرنا (10)

راوی نے کہا کہ میں دسویں چیز بھول گیا، یا وہ شاید ''کلی کرنا'' تھا

(امام جلال الدین سیوطی، الجامع الصغیر رقم الحدیث: 5432 بحوالہ صحیح مسلم، سنن ابی داؤود، جامع ترمذی، سنن ابن ماجہ سنن نسائی، المصنف لابن ابی شیبہ)

آتش پرستوں کی مخالفت کرو:

حضرت ابو ہریرہ ﷛ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

آتش پرستوں کی مخالفت کرو۔ مونچھوں ترشواؤ اور داڑھی بڑھاؤ۔

(صحیح مسلم، رقم الحدیث:511)

مشرکوں کی مخالفت کرو:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''مونچھیں کٹوا کر اور داڑھی بڑھا کر مشرکوں کی مخالفت کرو''۔

(صحیح مسلم، رقم الحدیث:510)

مصافحہ، معانقہ اور سلام کرنے کی فضیلت اور آداب

اسلام کا سب سے بہتر وصف:

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے نبی کریم ﷺ سے سوال کیا کہ اسلام کا کون سا وصف سب سے بہتر ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا:

''تم کھانا کھلاؤ اور ہر (مسلمان) کو سلام کرو خواہ تم اس کو پہچانتے ہو یا نہیں''۔

(صحیح البخاری، رقم الحدیث:۱۲ سنن ابوداؤد رقم الحدیث:۵۱۹۴)

کثرت سے ایک دوسرے کو سلام کرو:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا:

جب تک تم ایمان نہیں لاؤ گے جنت میں داخل نہیں ہو گے، اور جب تک تم ایک دوسرے سے محبت نہیں کرو گے تمہارا ایمان (کامل) نہیں ہوگا، کیا میں تم کو ایسی چیز نہ بتاؤں جس کے کرنے کے بعد تم ایک دوسرے سے محبت کرو؟ ایک دوسرے کو بکثرت سلام کیا کرو۔

(صحیح مسلم، رقم الحدیث: ۵۴، سنن ابوداؤد، رقم الحدیث: ۵۱۹۳، جامع ترمذی رقم الحدیث: ۲۶۹۷، سنن ابن ماجہ، رقم الحدیث: ۳۶۹۲)

پسندیدہ وہ جو سلام میں پہل کرے:

حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ پسندیدہ وہ شخص ہے جو سلام کرنے میں پہل کرے''۔

(سنن ابوداؤد، رقم الحدیث: ۵۱۹۷، جامع ترمذی، رقم الحدیث: ۲۶۹۴)

حضرت انس بن مالک ﷛ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ہوتے اگر ہم کسی درخت کی وجہ سے جدا ہو کر پھر مل جاتے تو ایک دوسرے کو سلام کرتے۔

(اس حدیث کی سند حسن ہے۔ المعجم الاوسط، رقم الحدیث: ۷۹۸۳)

حضرت ابو ہریرہ ﷛ فرماتے ہیں کہ جب تم میں سے کوئی شخص اپنے بھائی سے ملاقات کرے تو اس کو سلام کرے، اگر دونوں کے درمیان درخت یا دیوار یا پتھر حائل ہو جائے اور پھر ملاقات ہو تو دوبارہ سلام کرے۔

(سنن ابوداؤد، رقم الحدیث: ۵۲۰۰)

سلام کہنے کا ثواب:

حضرت عمران بن حصین ﷛ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا:

السلام علیکم۔ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اس کے سلام کا جواب دیا اور وہ بیٹھ گیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: دس (نیکیاں)، پھر ایک اور شخص آیا اس نے کہا السلام علیکم ورحمتہ اللہ۔ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اس کے سلام کا جواب دیا اور وہ بیٹھ گیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: بیس (نیکیاں) پھر ایک اور شخص آیا اس نے کہا السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ۔ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے سلام کا جواب دیا اور وہ بیٹھ گیا پھر آپ نے فرمایا (تیس) نیکیاں، امام ابوداؤد کی روایت میں یہ اضافہ ہے:

پھر ایک اور شخص آیا اس نے کہا السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ ومغفرتہ آپ ﷺ نے فرمایا: چالیس (نیکیاں)۔

(سنن ابوداؤد، رقم الحدیث: ۵۱۹۵، جامع ترمذی، ، رقم الحدیث: ۲۶۹۸، کتاب الاداب للبیہقی رقم الحدیث ،: ۲۸۰ ،الادب المفرد، رقم الحدیث، ۹۸۶، عمل الیوم واللیلۃ للنسائی، رقم الحدیث: ۳۳۹)

مصافحہ کرنے والوں کی بخشش:

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول ﷺ نے فرمایا:
جب بھی دو مسلمان ملاقات کے بعد مصافحہ کرتے ہیں تو ان کے الگ ہونے سے پہلے ان کو بخش دیا جاتا ہے۔

(سنن ابوداؤد، رقم الحدیث: ۵۲۱۲، جامع ترمذی، رقم الحدیث: ۲۷۳۶، سنن ابن ماجہ، رقم الحدیث: ۳۷۰۳)

دور سے آئیں تو معانقہ کریں:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے اصحاب جب ملاقات کرتے تو مصافحہ کرتے اور جب سفر سے آتے تو معانقہ کرتے۔ (گلے ملتے)

(اس حدیث کی سند صحیح ہے۔ الترغیب والترہیب ج ۳ ص ۴۲۳، المعجم الاوسط، رقم الحدیث: ۹۷)

دونوں ہاتھوں سے مصافحہ کریں:

حماد بن زید نے ابن المبارک سے دونوں ہاتھوں سے مصافحہ کیا۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے تشہد کی تعلیم دی اس حال میں کہ میری ہتھیلی آپ کی دونوں ہتھیلیوں میں تھی۔

(صحیح البخاری کتاب الاستیذان، باب ۱۲۸، الاخذ بالیدین، رقم الحدیث: ۶۲۶۵)

سلام میں پہل کرنے والا تکبر سے بری:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جو شخص سلام کرنے میں ابتداء کرے وہ تکبر سے بری ہو جاتا ہے۔ (شعب الایمان، رقم الحدیث: ۸۷۸۶)

کون کس کوسلام کرے:

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

سوار، پیدل کوسلام کرے اور پیدل بیٹھے ہوئے کوسلام کرے اور کم لوگ زیادہ لوگوں کوسلام کریں۔ (صحیح بخاری، رقم الحدیث: ۶۳۳۲، صحیح مسلم، رقم الحدیث: ۲۱۶۰، سنن ابوداؤد رقم الحدیث: ۵۱۹۸، جامع ترمذی، رقم الحدیث: ۲۷۱۲)

حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ تھا۔ آپ کا بچوں کے پاس سے گزر ہوا تو آپ نے ان کوسلام کیا۔

(صحیح البخاری، رقم الحدیث: ۶۲۴۷، صحیح مسلم، رقم الحدیث: ۲۱۶۸، سنن ابوداؤد، رقم الحدیث: ۵۲۰۲، جامع ترمذی، رقم الحدیث: ۲۷۰۵، عمل الیوم واللیلۃ للنسائی رقم الحدیث: ۳۳۱، سنن ابن ماجہ، رقم الحدیث: ۳۷۰۰)

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

چھوٹا بڑے کوسلام کرے، اور گزرنے والا بیٹھے ہوئے کو اور قلیل (کم لوگ)، کثیر (زیادہ لوگوں کو) کو۔

(صحیح البخاری، رقم الحدیث ۶۲۳۱، جامع ترمذی، رقم الحدیث: ۲۷۱۳، سنن ابوداؤد، رقم الحدیث: ۵۱۹۸)

سلام سے گھر میں برکت:

حضرت انس بن مالکؓ بیان کرتے ہیں کہ مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اے میرے بیٹے! تم اپنے گھر میں داخل ہوتو سلام کرو اس سے تم پر برکت ہوگی اور تمہارے گھر والوں پر برکت ہوگی۔

(جامع ترمذی، رقم الحدیث: ۲۷۰۷)

بات کرنے سے پہلے سلام کرو:

حضرت جابر بن عبداللہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کلام سے پہلے سلام کرو۔ (جامع ترمذی: رقم الحدیث: ۲۷۹۸)

اہل کتاب کوسلام کرنے کا طریقہ:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تم کو اہل کتاب سلام کریں تو تم کہو وعلیکم۔

(صحیح مسلم رقم الحدیث:۲۱۶۳،سنن ابوداؤد، رقم الحدیث:۵۲۰۷)

☆ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے یہودی کوسلام کی ابتدا نہ کرو، امام ابوحنیفہ علیہ الرحمۃ والرضوان نے کہا ہے اس کو خط میں بھی سلام نہ کہو، امام ابو یوسف علیہ الرحمۃ والرضوان نے کہا نہ ان کو سلام کرو نہ ان سے مصافحہ، اور جب تم ان پر داخل ہو تو کہو السَّلامُ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰی اور بعض علماء نے کہا ہے کہ ضرورت کے وقت ان کو بتداءً سلام کرنا جائز ہے (مثلاً کسی کا افسر کافر یا بدمذہب ہو تو اس کو اس کے دائیں بائیں فرشتوں کی نیت کر کے سلام کرے) اور جب وہ سلام کریں تو وعلیک کہنا چاہئے۔

☆ جب جمعہ کے دن امام خطبہ دے رہا ہو تو حاضرین کوسلام نہ کریں کیونکہ لوگ امام کا خطبہ سننے میں مشغول ہیں۔

☆ اگر حمام میں لوگ برہنہ نہا رہے ہوں تو ان کوسلام نہ کرے اور اگر ازار باندھ کر نہا رہے ہوں تو ان کوسلام کر سکتا ہے۔

جو شخص قرآن مجید کی تلاوت کر رہا ہو، روایت حدیث کر رہا ہو، یا مذاکرہ علم میں مشغول ہو اس کو بھی نہ کریں۔

☆ جو شخص اذان اور اقامت میں مشغول ہو اس کو بھی سلام نہ کریں۔

☆ امام ابو یوسف علیہ الرحمۃ والرضوان نے کہا جو شخص چوسر یا شطرنج کھیل رہا ہو یا کبوتر اڑا رہا ہو، یا کسی گناہ میں مبتلا ہو اس کو بھی سلام نہ کریں۔

☆ جو شخص قضاء حاجت میں مشغول ہو اس کوسلام نہ کریں۔

☆ جو شخص گھر میں داخل ہو تو اپنی بیوی کو سلام کرے اگر اس ساتھ کوئی اجنبی عورت ہو تو اس کو سلام نہ کریں۔ (تفسیر کبیر ج ۳ ص ۲۸۰)

سلام کرنا سنت ہے اور اس کا جواب دینا واجب ہے، اگر کسی نے بہت سے لوگوں کو سلام کیا تو ہر ایک پر جواب دینا فرض کفایہ ہے یعنی جب کسی ایک نے جواب دے دیا تو سب کی طرف سے جواب ہو جائے گا۔ کھلم کھلا شریعت کی خلاف ورزی کرنے والے کو پہلے سلام نہیں کرنا چاہئے۔ اگر کوئی اجنبی عورت کسی مرد کو سلام کرے تو اگر بوڑھی ہو تو اس کا جواب دینا چاہئے اور اگر جوان ہو تو اس کے سلام کا جواب نہ دے۔

گھروں میں دخل ہونے کے آداب:

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُيُوتاً غَيْرَ بُيُوْتِكُمْ حَتّٰى تَسْتَاْنِسُوْا وَتُسَلِّمُوْا عَلٰى اَهْلِهَا ذَالِكَ خَيْرٌ لَّكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْن﴾ (سورۃ النور:۲۷)

ترجمہ: اے ایمان والو! دوسروں کے گھروں میں بغیر اجازت اور بغیر سلام کئے داخل نہ ہوا کرو۔ یہ تمہارے لئے بہتر ہے شاید کہ تمہیں نصیحت ہو۔

حضرت عدی بن ثابت ﷺ بیان کرتے ہیں کہ انصار کی ایک عورت نے کہا یا رسول اللہ (ﷺ)! میں اپنے گھر میں اس حال میں ہوتی ہوں کہ اس حال میں، میں یہ نہیں چاہتی کہ کوئی مجھے دیکھے خواہ میرا والد ہو یا میرا بیٹا ہو، اور ہمارے گھر میں لوگ آتے جاتے رہتے ہیں اور میں ایسے حال میں ہوتی ہوں تب یہ آیت نازل ہوئی۔

جامع البیان رقم الحدیث: ۱۹۶۲۰)

عطاء بن ابی رباح کہتے ہیں کہ جب تمہارے بچے بالغ ہو جائیں تو وہ اجازت طلب کریں، ابن جریج نے کہا میں نے عطاء سے پوچھا کیا کسی شخص پر یہ واجب ہے کہ وہ اپنی

ماں اور محارم (جن سے نکاح حرام ہے) کے پاس جانے کے لیے بھی اجازت طلب کرے، انہوں نے کہا ہاں! عطاء بن یسار کہتے ہیں کہ ایک شخص نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا: کیا کوئی شخص اپنی ماں کے پاس جاتے وقت بھی اجازت طلب کرے؟ آپ نے فرمایا: ہاں! اس نے کہا میرے علاوہ اس کا اور کوئی خدمت گار نہیں ہے، کیا میں پھر بھی داخل ہونے کے لیے اجازت طلب کروں؟ آپ نے اس سے پوچھا کیا تم اس کو برہنہ دیکھنا پسند کرتے ہو، اس نے کہا نہیں! آپ نے فرمایا پھر تم اس سے اجازت لے کر داخل ہو۔

(جامع البیان رقم الحدیث:١٩٦٢٤)

تین بار اجازت مانگو، نہ ملے تو واپس چلے جاؤ:

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابو موسیٰ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے پاس گئے اور کہا: السلام علیکم یہ عبداللہ بن قیس ہیں! حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اجازت نہیں دی، انہوں نے دوبارہ کہا: السلام علیکم یہ ابوموسیٰ ہے، پھر کہا السلام علیکم یہ الاشعری ہے! پھر واپس چلے گئے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: ان کو میرے پاس واپس لاؤ، ان کو واپس لایا گیا، وہ آ گئے، پوچھا: اے ابوموسیٰ! تم کیوں واپس چلے گئے؟ ہم کام میں مشغول تھے۔ انہوں نے کہا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے تم تین مرتبہ اجازت طلب کرو، اگر اجازت مل جائے تو ٹھیک ورنہ واپس چلے جاؤ۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا تم اس حدیث پر گواہ پیش کرو ورنہ میں تم کو سزا دوں گا۔

(صحیح مسلم رقم الحدیث بلاتکرار :٢١٥٣، الرقم المسلسل :٥٥٢٦، سنن ابوداؤد رقم الحدیث :٥١٨١)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں انصار کی ایک مجلس میں بیٹھا ہوا تھا کہ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ خوف زدہ حالت میں آئے انہوں نے کہا میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے تین مرتبہ اجازت طلب کی، مجھے اجازت نہیں دی گئی تو میں واپس چلا گیا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا تم کیوں چلے گئے تھے؟ میں نے کہا میں نے تین مرتبہ اجازت طلب

کی، مجھے اجازت ہیں دی گئی تو میں واپس چلا گیا، اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
جب تم میں سے کوئی شخص تین مرتبہ اجازت طلب کرے اور اس کو اجازت نہ دی جائے تو وہ واپس چلا جائے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ کی قسم! تم ضرور اس حدیث پر گواہی پیش کرو گے۔ پس کیا تم میں سے کوئی شخص ہے جس نے نبی کریم ﷺ سے یہ حدیث سنی ہو؟ حضرت ابی بن کعب نے کہا اللہ کی قسم! مسلمانوں میں سب سے کم عمر شخص اس حدیث کی شہادت دے گا، حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہا میں سب سے کم عمر تھا میں ان کے ساتھ کھڑا ہو گیا اور میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو خبر دی کہ بے شک نبی کریم ﷺ نے اس طرح فرمایا تھا۔

صحیح البخاری رقم الحدیث: ۶۲۴۵، صحیح مسلم رقم الحدیث: ۲۱۵۳، سنن ابو داؤد رقم الحدیث: ۵۱۸۰، جامع الترمذی رقم الحدیث: ۲۶۹۰، سنن ابن ماجہ رقم الحدیث: ۳۷۰۶، مصنف عبدالرزاق رقم الحدیث: ۱۹۴۲۳، مسند احمد رقم الحدیث: ۱۹۸۴۰، سنن دارمی رقم الحدیث: ۲۶۳۲، صحیح ابن حبان رقم الحدیث: ۵۸۱۰)

تین دفعہ سلام کرنے کا اس لیے حکم دیا ہے کہ جب تین مرتبہ سلام کرنے کے بعد گھر والا اندر آنے کے لیے نہ کہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ گھر والا اس کو بلانا نہیں چاہتا ممکن ہے اس کو کوئی ایسا عذر ہو جس کی وجہ سے وہ اس کو نہ بلانا چاہتا ہو۔

اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے زمانے میں احادیث بیان کرتے ہوئے بہت زیادہ احتیاط سے کام لیا جاتا تھا! صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی اس احتیاط کی وجہ سے ہی آج ہمارے پاس نبی کریم ﷺ کے صحیح ارشادات موجود ہیں اور ان میں ایک حرف کا بھی فرق نہیں۔

اجازت مانگنے کا طریقہ:

ربعی بیان کرتے ہیں کہ بنو عامر کے ایک شخص نے بتایا کہ اس نے نبی کریم ﷺ کے گھر میں آنے کی اجازت طلب کی اور یہ کہا کیا میں اندر آ جاؤں؟ نبی ﷺ نے اپنے

خادم سے فرمایا جاؤ، اس کو اجازت طلب کرنے کا طریقہ سکھاؤ، اس سے کہو یوں کہے:

السلام علیکم کیا میں داخل ہو جاؤں؟

اس شخص نے یہ سن کر کہا:

السلام علیکم کیا میں داخل ہوجاؤں؟

پھر نبی کریم ﷺ نے اس کو اجازت دی اور وہ داخل ہو گیا۔

(سنن ابوداؤد رقم الحدیث: ۵۱۷۷)

نبی کریم ﷺ تین بار سلام کہہ کر واپس تشریف لے گئے:

قیس بن سعد بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہم سے ملاقات کے لیے آئے، اور پھر فرمایا: السلام علیکم ورحمۃ اللہ! حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے بہت آہستہ سے جواب دیا، قیس کہتے ہیں میں نے حضرت سعد سے پوچھا کیا آپ رسول اللہ ﷺ کو اجازت نہیں دیتے؟ انہوں نے کہا: رہنے دو آپ ﷺ ہم کو زیادہ بار سلام کریں گے (زیادہ بار نبی کریم ﷺ کی زبان اقدس سے سلامتی کی دعا لینا چاہتے تھے)، رسول ﷺ نے پھر فرمایا: السلام علیکم ورحمتہ اللہ! حضرت سعد نے پھر بہت آہستہ جواب دیا، رسول اللہ ﷺ نے پھر فرمایا: السلام علیکم ورحمۃ اللہ! پھر رسول اللہ ﷺ لوٹ گئے اور سعد رضی اللہ عنہ آپ کے پیچھے گئے، اور کہا یا رسول اللہ (ﷺ)! میں نے آپ کا سلام سن لیا تھا اور آپ کو جان بوجھ کر آہستہ جواب دیا تھا تا کہ آپ زیادہ بار سلام کریں تب رسول اللہ ﷺ ان کے ساتھ چلے گئے۔

(سنن ابوداؤد رقم الحدیث: ۵۱۸۵)

اندر سے پوچھا جائے "کون" تو اپنا نام بتائے:

جب کوئی شخص کسی کا دروازہ کھٹکھٹائے اور پوچھا جائے کہ کون ہے؟ تو یہ نہ کہے کہ "میں" ہوں بلکہ اپنا نام بتائے۔ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں اپنے والد کے قرض کے سلسلہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے پاس گیا پس میں نے دروازہ کھٹکھٹایا، آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کون ہے؟ میں نے کہا میں ہوں۔

آپ ﷺ نے فرمایا میں، میں! گویا آپ نے اس جواب کو ناپسندیدہ قرار دیا۔
(صحیح البخاری رقم الحدیث:۶۲۵۰، صحیح مسلم رقم الحدیث:۲۱۵۵، سنن النسائی رقم الحدیث:۳۶۳۸، مسند احمد رقم الحدیث:۱۴۱۱)

بغیر اجازت کسی کے گھر نہ جھانکے:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:
جو کسی کے گھر میں بغیر اس کی جازت کے جھانکے تو گھر والوں کے لئے جائز ہے کہ وہ اس کی آنکھ پھوڑ دیں۔ (صحیح مسلم رقم الحدیث:۲۱۵۸)

اس حدیث سے یہ معلوم ہوا کہ اگر گھر کا دروازہ بند ہو تو اس کی جھریوں سے اندر جھانکنا ممنوع ہے اور اگر گھر والے نے جھانکنے والے کی آنکھ تیر یا کسی لکڑی سے پھوڑ دی تو اس پر قصاص (آنکھ کا بدلہ) نہیں ہے اور جھانکنے والے کی آنکھ پھوڑنا گناہ نہیں ہے، کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی اجازت دی ہے۔ جیسے کوئی شخص کسی کو قتل کرنے کے لیے اس پر حملہ کرے تو اپنے دفاع میں اس کا قتل کرنا جائز ہے، گناہ نہیں ہے۔ یہ بات معلوم ہے کہ اگر کوئی شخص کسی کے گھر میں جھانک کر کسی کی بیوی یا بیٹی کا چہرہ دیکھے تو وہ اس پر سخت مشتعل ہوتا ہے، ہوسکتا ہے وہ اپنی بیوی سے مشغول ہو یا وہ برہنہ ہو اس لیے اسے جھانکنے والا اس سزا کا مستحق ہے۔ اگر گھر والے کی اپنی غلطی ہو کہ اس نے دروازہ بند نہیں کیا، کھلا چھوڑ دیا پھر کسی نے ان کی طرف دیکھا تو پھر اس کی آنکھ پھوڑنا جائز نہیں کیونکہ اس میں گھر والے کی اپنی غلطی ہے اور اگر کوئی شخص اپنے گھر کی چھت سے دوسروں کے گھروں میں جھانکے تو اس کا بھی یہی حکم ہے۔ (فتح الباری ج۱۴ص۲۳۹۔۲۳۸ ملخصاً)

اپنے گھر جائے یا آئے تو بھی سلام کہے:

ابن جریج نے کہا عطا بن ابی رباح سے سوال کیا گیا کسی شخص پر یہ حق ہے کہ جب وہ اپنے گھر جائے تو گھر والوں کو سلام کرے؟ انہوں نے کہا ہاں!
(جامع البیان رقم الحدیث:۱۹۸۹۲)

ابن جریج کہتے ہیں میں نے عطا بن ابی رباح سے پوچھا کیا کسی شخص پر واجب ہے کہ جب وہ گھر سے نکلے تو گھر والوں کو سلام کرے عطا نے کہا میں اس کو واجب نہیں جانتا نہ کسی نے مجھ سے کہا کہ یہ واجب ہے لیکن میرے نزدیک یہ مستحب ہے، میں سوائے بھول کے اس کو ترک نہیں کرتا۔ ابن جریج نے کہا میں نے عطا بن ابی رباح سے پوچھا اگر گھر میں کوئی نہ ہو تو؟ انہوں نے کہا سلام کرو اور کہو:

'' **اَلسَّلَامُ عَلٰی النَّبِیِّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُهٗ اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِیْنَ ، اَلسَّلَامُ عَلٰی اَهْلِ الْبَیْتِ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ** ''

(جامع البیان رقم الحدیث: ۱۹۸۹۴)

دوا کرنے اور علاج کرانے کے آداب

ہر بیماری کی دوا ہے:

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا:

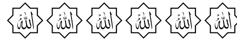
ہر بیماری کی دوا ہے پس جب کسی بیماری کی دوا حاصل ہو جائے تو وہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے تندرست ہو جاتا ہے۔

(صحیح مسلم، الطب ۶۹، (۲۲۰۴) ۵۶۳۷، السنن الکبریٰ للنسائی، ج ۴، رقم الحدیث: ۷۵۵۶، مسند احمد، ج ۳، ص ۳۳۵، جامع الاصول، ج ۷، رقم الحدیث: ۵۶۲۷)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا:

''اللہ تعالیٰ نے کوئی بیماری نازل نہیں کی مگر اس کی دوا بھی نازل کی ہے''۔

(صحیح البخاری، رقم الحدیث: ۵۶۷۸، سنن ابن ماجہ، رقم الحدیث: ۳۴۳۹)



حضرت اسامہ بن شریک ﷛ بیان کرتے ہیں کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے پوچھا: یارسول اللہ (ﷺ)! کیا ہم دوا کریں؟ آپ ﷺ نے فرمایا:

دوا کرو، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے بڑھاپے کے علاوہ جو بیماری بنائی ہے اس کے لیے دوا بھی بنائی ہے۔ (سنن ابو داؤد، رقم الحدیث: ۳۸۵۵، سنن ابن ماجہ، رقم الحدیث: ۳۴۳۶، جامع الترمذی، رقم الحدیث: ۲۰۴۵، السنن الکبریٰ، للنسائی، ج ۴، رقم الحدیث: ۷۵۵۳)

آپریشن کروانا جائز ہے:

حضرت جابر ﷛ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے حضرت ابی بن کعب ﷛ کی طرف ایک طبیب بھیجا، اس نے ان کی ایک رگ کاٹی پھر اس پر گرم لوہے سے داغ لگایا۔

(صحیح مسلم، سلام: ۷۳ (۲۲۰۷) ۵۶۴۱، سنن ابوداؤد، رقم الحدیث: ۳۸۶۴، سنن ابن ماجہ، رقم الحدیث: ۳۴۹۳)

حضرت جابر ﷛ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت سعد بن معاذ ﷛ کو تیر کے زخم کی وجہ سے گرم لوہے سے داغ لگایا۔ (سنن ابوداؤد، رقم الحدیث: ۳۸۶۶)

حضرت سہل بن سعد ﷛ سے سوال کیا گیا کہ نبی کریم ﷺ کا کس چیز سے علاج کیا گیا تھا؟ انہوں نے کہا:

اب اس چیز کو مجھ سے زیادہ جاننے والا کوئی باقی نہ رہا۔ حضرت علی ﷛ ڈھال میں پانی لے کر آتے اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا اس سے زخم کو دھوتیں پھر چٹائی کو جلایا گیا اور اس کی راکھ زخم میں بھر دی گئی۔ (صحیح البخاری، رقم الحدیث: ۲۴۳، صحیح مسلم، جہاد: ۱۰۰ (۱۷۹۰) ۴۵۶۱، جامع الترمذی، رقم الحدیث: ۲۰۹۲، سنن ابن ماجہ، رقم الحدیث: ۳۴۶۴)

حضرت انس ﷛ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ گردن کی دونوں جانبوں کی رگوں اور کندھوں کے درمیان فصد لگواتے تھے اور آپ ﷺ سترہ، انیس اور اکیس تاریخ کو فصد لگواتے تھے۔

(نبی کریم ﷺ نے فرمایا:۔تمہاری بہترین دوا فصد لگانا ہے)

(صحیح البخاری، رقم الحدیث:۵۶۹۶، جامع الترمذی، رقم الحدیث:۲۰۵۸، ۳۸۶۰سنن ابن ماجہ، رقم الحدیث :۳۴۸۳، مسند احمد، ج ۴، رقم الحدیث:۱۲۱۹۲)

نبی کریم ﷺ نے پیروں کے چھالے پر مہندی لگوائی:

حضرت سلمٰی رضی اللہ عنہا جو نبی کریم ﷺ کی خدمت کرتی تھیں وہ بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے پیر میں جب بھی کوئی چھالا یا زخم ہوتا تو آپ ﷺ مجھے حکم دیتے کہ میں اس پر مہندی لگا دوں۔

(جامع الترمذی، رقم الحدیث:۲۰۵۴، سنن ابوداؤد، رقم الحدیث:۳۸۵۸)

آپ بیمار ہوتے تو کلونجی کھاتے:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب نبی کریم ﷺ بیمار ہوتے تو ایک مٹھی کلونجی پھانک لیتے اور اس کے اوپر پانی اور شہد پیتے۔

(المعجم الاوسط، ج ۱، رقم الحدیث:۱۰۹، مجمع الزوائد، ج ۵، ص ۸۷)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

کلونجی میں موت کے سوا ہر بیماری کے لیے شفاء ہے۔

(صحیح البخاری رقم الحدیث:۵۶۸۸، صحیح مسلم رقم الحدیث:۲۲۱۵)

بیماری میں حضور ﷺ دم بھی کرواتے:

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ جب نبی کریم ﷺ بیمار ہوتے تو حضرت جبرئیل علیہ السلام آکر آپ ﷺ پر ان کلمات سے دم کرتے:

''بِاسْمِ يُبْرِيْكَ وَمِنْ كُلِّ دَاءٍ يَشْفِيْكَ وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ إِذَا حَسَدَ وَشَرِّ كُلِّ ذِيْ عَيْنٍ''.

(صحیح مسلم، الطب:۳۹، (۲۱۸۵) ۵۵۹۵)

پانی سے بخار کا علاج:

حضور نبی کریم ﷺ نے خود بھی علاج کیا ہے اور اس زمانہ میں علاج کے جو طریقے معروف تھے ان پر عمل فرمایا:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ ان کے حجرے میں داخل ہوئے اور آپ کا درد بہت شدید ہو گیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

مجھ پر ایسی سات مشکوں کا پانی انڈیلو جن کا منہ کھولا نہ گیا ہو، شاید میں لوگوں کو وصیت کروں۔ آپ ﷺ کو حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے ٹب میں بٹھا دیا گیا، پھر ہم نے آپ کے اوپر مشکوں سے پانی انڈیلنا شروع کیا یہاں تک کہ آپ نے ہماری طرف اشارہ کر کے فرمایا: بس کرو، پھر آپ لوگوں کی طرف چلے گئے۔

(صحیح البخاری رقم الحدیث: ۱۹۸۔ سنن النسائی رقم الحدیث: ۸۳۴، السنن الکبریٰ للنسائی رقم الحدیث: ۷۰۸۴)

حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ بخار جہنم کی شدت سے ہے، اس کو پانی سے ٹھنڈا کرو۔ (صحیح البخاری رقم الحدیث: ۵۷۲۶، صحیح مسلم رقم الحدیث ۲۲۱۲، جامع الترمذی رقم الحدیث: ۲۰۷۴، سنن ابن ماجہ رقم الحدیث: ۳۴۷۴)

جدید طبی تحقیق بھی یہی ہے کہ جب بہت تیز بخار ہو تو مریض کو برف سے ٹھنڈک پہنچائی جائے۔

پرہیز کرنا نبی کریم ﷺ کا اسوۂ حسنہ ہے:

بعض لوگ پرہیز کے بہت مخالف ہیں۔ نہ خود پرہیز کرتے ہیں اور نہ دوسروں کو کرنے دیتے ہیں، خاص طور پر بہت سے شوگر کے مریض مٹھائی کھاتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں۔ ''میٹھی اور نشاستہ والی چیزوں کو نہ کھانا کفران نعمت ہے (نعمتوں کی ناشکری ہے)، ہم اللہ کی نعمتوں کو چھوڑ نہیں سکتے۔'' حالانکہ نبی کریم ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو پرہیز کرایا ہے۔

حضرت المنذر بنت قیس الانصاریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان کرتی ہیں کہ میرے پاس رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور آپ ﷺ کے ساتھ حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ (بیماری سے اٹھ کر) کمزور تھے اور ہمارے پاس کھجوروں کا خوشہ لٹکا ہوا تھا۔ رسول اللہ ﷺ کھڑے ہو کر اس سے کھجوریں کھانے لگے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی کھانے کے لیے کھڑے ہوئے۔ رسول اللہ ﷺ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمانے لگے، چھوڑ و، تم کمزور ہو۔ (آپ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو کھجوریں کھانے سے منع فرما دیا) حضرت علی رضی اللہ عنہ رک گئے اور میں نے جو اور چقندر کا کھانا بنایا تھا۔ میں وہ لے کر آئی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اے علی رضی اللہ عنہ اس سے کھاؤ، یہ تمہارے لیے فائدہ مند ہے۔

(سنن ابو داؤد، ج ۳، رقم الحدیث: ۳۸۵۶، جامع الترمذی، ج ۴، رقم الحدیث: ۲۰۴۳، سنن ابن ماجہ، ج ۲، رقم الحدیث: ۳۴۴۲، مسند احمد، ج ۶، ص ۳۶۴، مشکوۃ، ج ۲، رقم الحدیث: ۴۲۱۶)

حضرت قتادہ بن نعمان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے محبت کرتا ہے تو اس کا دنیا سے اس طرح پرہیز کراتا ہے جس طرح تم میں سے کوئی شخص استسقاء کے مریض کا پانی سے پرہیز کراتا ہے۔

(جامع الترمذی، ج ۴، رقم الحدیث: ۲۰۴۴، صحیح ابن حبان، ج ۲، رقم الحدیث: ۶۶۹، المستدرک، ج ۴، ص ۳۰۹، ۲۰۷)

نیک کاموں کو دائیں جانب سے شروع کرنا:

دائیں جانب کو بائیں جانب پر شرف اور فضیلت حاصل ہے تمام نیک، مستحسن اور مبارک کام دائیں ہاتھ سے کیے جاتے ہیں اور گھٹیا اور نامبارک کام بائیں ہاتھ سے کیے جاتے ہیں، اس سلسلے میں حسب ذیل احادیث ہیں:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ کو جوتی پہننے میں، کنگھی کرنے میں، وضو کرنے میں اور تمام کاموں میں دائیں جانب سے ابتداء کرنا پسند تھا۔

(صحیح البخاری رقم الحدیث: ۱۶۸، صحیح مسلم رقم الحدیث: ۲۶۸، سنن ابوداؤد رقم الحدیث: ۴۱۴۰، جامع الترمذی رقم الحدیث: ۶۰۸، سنن ابن ماجہ رقم الحدیث: ۴۰۱، سنن النسائی رقم الحدیث: ۱۱۲)

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے پاس ایک مشروب کا پیالہ لایا گیا، آپ کی دائیں جانب لوگوں میں سب سے کم عمر ایک لڑکا تھا اور بڑی عمر کے لوگ آپ کی بائیں جانب تھے، آپ ﷺ نے فرمایا: اے لڑکے کیا تم مجھے اجازت دیتے ہو کہ میں (اپنا تبرک) بڑی عمر کے لوگوں کو دے دوں؟ اس نے کہا یا رسول اللہ ﷺ! آپ کے بچے ہوئے تبرک لینے کو میں اپنے اوپر کسی کو ترجیح نہیں دوں گا، پھر آپ ﷺ نے (وہ تبرک) اس لڑکے کو عطا فرمایا۔

(صحیح البخاری رقم الحدیث: ۲۳۵۱، صحیح مسلم رقم الحدیث: ۲۰۳۰، السنن الکبریٰ للنسائی رقم الحدیث: ۶۸۶۸)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے لیے ایک بکری کا دودھ دوہ کر لایا گیا، وہ بکری حضرت انس بن مالک کے گھر میں تھی، رسول اللہ ﷺ کو ایک پیالہ میں دودھ پیش کیا گیا، آپ نے اس میں سے کچھ دودھ پیا یہاں تک کہ آپ نے منہ سے پیالہ ہٹا لیا، اس وقت آپ کی بائیں جانب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تھے اور دائیں جانب ایک اعرابی (دیہاتی) تھا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو یہ خدشہ ہوا کہ آپ اپنا تبرک اس اعرابی کو دے دیں گے۔ انہوں نے جلدی سے کہا: یا رسول اللہ (ﷺ)! ابوبکر آپ کے پاس بیٹھے ہیں ان کو عطا فرما دیں! آپ ﷺ نے اپنا تبرک اس اعرابی کو عطا فرما دیا جو آپ کی دائیں جانب تھا۔ پھر آپ نے فرمایا:

دائیں جانب سے ابتداء کرو، اس کے بعد پھر دائیں جانب سے ابتداء کرو۔

(صحیح البخاری رقم الحدیث: ۲۳۵۲، صحیح مسلم رقم الحدیث: ۲۰۲۹، سنن ابوداؤد رقم الحدیث: ۳۷۲۶، جامع ترمذی رقم الحدیث: ۱۸۹۳، سنن ابن ماجہ رقم الحدیث: ۳۴۲۵)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

جب تم میں سے کوئی شخص جوتی پہنے تو دائیں جانب سے ابتداء کرے اور جب جوتی اتارے تو بائیں جانب سے ابتداء کرے تاکہ جوتی پہننے کی ابتداء بھی دائیں جانب سے ہو اور انتہا بھی دائیں جانب سے ہو۔

(صحیح البخاری رقم الحدیث: ۵۸۵۵، صحیح مسلم رقم الحدیث: ۲۰۹۷، سنن ابوداؤد رقم الحدیث ۴۱۳۹، جامع الترمذی رقم الحدیث: ۱۷۷۴، سنن ابن ماجہ رقم الحدیث: ۳۶۱۶، مسند احمد رقم الحدیث: ۷۳۴۳)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ مسجد میں پہلے دایاں پیر داخل کرتے تھے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا کہ سنت سے یہ ہے کہ جب تم مسجد میں داخل ہوتو دائیں پیر سے ابتداء کرو اور جب تم مسجد سے نکلو بائیں پیر سے ابتداء کرو۔
(المستدرک ج ا ص ۲۱۸، قدیم، المستدرک رقم الحدیث: ۷۹۱)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما جب مسجد میں داخل ہوتے تو دایاں پیر پہلے داخل کرتے اور جب باہر نکلتے تو بایاں پیر پہلے نکالتے۔ (صحیح البخاری، باب التیمن فی وخول المسجد وغیرہ رقم الحدیث :۴۲۶)

حضرت عمر بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نوخیز لڑکا تھا اور رسول اللہ ﷺ کی گود میں بیٹھا ہوا تھا اور میں پلیٹ میں ہر طرف سے لے کر کھا رہا تھا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اے لڑکے بسم اللہ پڑھو اور داہنے ہاتھ سے کھاؤ اور اپنے قریب سے کھاؤ، پھر میں ہمیشہ اسی طرح سے کھاتا رہا''۔ (صحیح البخاری رقم الحدیث: ۵۳۷۶، صحیح مسلم رقم الحدیث: ۲۰۲۲، سنن کبریٰ رقم الحدیث: ۶۷۵۹، سنن ابن ماجہ رقم الحدیث: ۳۲۶۷)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تم لباس پہنو یا وضو کرو تو دائیں جانب سے ابتداء کرو۔ (سنن ابوداؤد رقم الحدیث: ۴۱۴۱، سنن ابن ماجہ رقم الحدیث: ۴۰۲)

حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

جب تم میں سے کوئی شخص پانی پیئے تو برتن میں سانس نہ لے اور جب بیت الخلا میں جائے تو اپنی شرم گاہ کو دائیں ہاتھ سے نہ چھوئے اور نہ دائیں ہاتھ سے استنجا کرے۔ (صحیح البخاری رقم الحدیث: ۱۵۳، صحیح مسلم الحدیث: ۲۶۷، سنن ابوداؤد رقم الحدیث: ۳۱، جامع ترمذی رقم الحدیث: ۱۵، سنن النسائی رقم الحدیث: ۲۵-۲۴، سنن ابن ماجہ رقم الحدیث: ۳۱۰، السنن الکبریٰ رقم الحدیث: ۴۱)

......سچ بولیں اور امانت دار رہیں......

فہرست

صلی اللہ علی حبیبہ محمد والہ وسلم

سچ بولنے کا حکم قرآن مجید میں:

اللہ تعالیٰ کا قرآن مجید میں ارشاد پاک ہے:

﴿كُونُوا مَعَ الصَّادِقِين﴾. (سورۃ توبہ: آیۃ: 119)

''سچوں کے ساتھ ہو جاؤ۔''

سچ کو لازم رکھو:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

سچ کو لازم رکھو، کیونکہ سچ نیکی کی ہدایت دیتا ہے، اور نیکی جنت کی ہدایت دیتی ہے، ایک انسان ہمیشہ سچ بولتا رہتا ہے اور سچ کا قصد کرتا ہے حتیٰ کہ وہ اللہ کے نزدیک سچا لکھ دیا جاتا ہے، اور تم جھوٹ سے بچو کیونکہ جھوٹ گناہوں کی طرف لے جاتا ہے اور گناہ دوزخ کی طرف لے جاتے ہیں۔ ایک بندہ ہمیشہ جھوٹ بولتا رہتا ہے اور جھوٹ کا قصد (ارادہ) کرتا ہے، حتیٰ کہ وہ اللہ کے نزدیک جھوٹا لکھ دیا جاتا ہے۔

(صحیح البخاری رقم الحدیث: ۶۰۹۴، صحیح مسلم رقم الحدیث: ۲۶۰۷، سنن ابوداؤد رقم الحدیث: ۴۹۸۹، سنن الترمذی رقم الحدیث: ۱۹۷۱)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

سنجیدگی سے جھوٹ بولنا جائز ہے نہ مذاق سے۔

(شعب الایمان رقم الحدیث: ۴۷۹۰)

جھوٹ کی بدبو سے فرشتہ ایک میل دور چلا جاتا ہے:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا:

''جب کوئی بندہ جھوٹ بولتا ہے تو اس کی بدبو کی وجہ سے فرشتہ ایک میل دور چلا جاتا ہے''۔

(جامع الترمذی رقم الحدیث: ۱۹۷۲۔ المعجم الاوسط رقم الحدیث: ۷۳۹۴، حلیۃ الاولیاء ج ۸ ص ۱۹۷، الکامل لابن عدی ج ۱ ص ۲۵)

جھوٹے کی سزا:

حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

میں نے خواب دیکھا کہ میرے پاس دو شخص آئے اور انہوں نے کہا آپ نے جس شخص کو دیکھا تھا کہ اس کا جبڑا چیرا جارہا تھا یہ وہ شخص تھا جو جھوٹ بولتا تھا، پھر وہ جھوٹ اس سے نکل کر دنیا میں پھیل جاتا تھا، اس کے ساتھ قیامت تک یہی کیا جاتا رہے گا۔

(صحیح البخاری رقم الحدیث:۶۰۹۶)

ہر جھوٹ لکھا جاتا ہے:

حضرت نواس بن سمعان رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا:

کیا وجہ ہے کہ میں تم کو جھوٹ پر اس طرح گرتے ہوئے دیکھتا ہوں جس طرح پروانے آگ پر گرتے ہیں؟ ہر جھوٹ ضرور لکھا جاتا ہے سوا اس کے کہ کوئی شخص جنگ میں جھوٹ بولے، کیونکہ جنگ ایک دھوکا ہے، یا کوئی شخص دو آدمیوں کے درمیان صلح کرانے کے لیے جھوٹ بولے، یا کوئی شخص اپنی بیوی کو خوش کرنے کے لیے بولے۔

(یعنی اس کی خوبصورتی کی تعریف کرے) (شعب الایمان رقم الحدیث:۴۷۹۸)

کہاں جھوٹ بولنا جائز ہے؟

علامہ شامی نے امام غزالی کے حوالے سے لکھا ہے کہ اگر کسی مسلمان کی جان یا اس کی امانت کو بچانا جھوٹ بولنے پر موقوف ہو تو جھوٹ بولنا واجب ہے۔ اگر اس نے تنہائی میں کوئی بے حیائی کا کام کیا ہو تو اس کے لیے جھوٹ بولنا جائز ہے کیونکہ بے حیائی کا اظہار کرنا بھی بے حیائی ہے اور مبالغہ میں جھوٹ جائز ہے جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا ''رہا ابوجہم وہ تو اپنے کندھے سے لاٹھی اتارتا ہی نہیں'' اور توریہ کرنے میں جھوٹ سے بچنے کی وسیع گنجائش ہے۔ (ردالمختار ج۵ ص۴۷۲)

توریہ کی مثال یہ ہے کہ کسی شخص کو گرفتار کرنے کے لئے پولیس تعاقب میں تھی۔ پھر اچانک اس تک پہنچ گئی اوراسی سے جا کر پوچھا: ''آپ نے فلاں شخص کوکہیں دیکھا ہے؟'' وہ جہاں کھڑا تھا اس سے ایک قدم پیچھے ہٹ کر کھڑا ہو گیا اور جس جگہ پہلے کھڑا تھا اس جگہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے پولیس سے کہنے لگا: ''ابھی یہیں تھا'' پولیس کو اس کی بات سمجھ میں نہ آئی اور اس کی تلاش میں آگے چلی گئی اور وہ کسی اور طرف بھاگ گیا۔

جھوٹ برائیوں کی جڑ:

امام فخر الدین رازی لکھتے ہیں:

ایک شخص نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اورعرض کیا کہ میں آپ پر ایمان لانا چاہتا ہوں مگر میں شراب نوشی، زنا کرنے، چوری کرنے اور جھوٹ بولنے سے محبت رکھتا ہوں، اورلوگ یہ کہتے ہیں کہ آپ ان چیزوں کو حرام کہتے ہیں اور مجھ میں ان تمام چیزوں کو چھوڑنے کی طاقت نہیں ہے، اگر آپ اس پر قناعت کرلیں کہ میں ان میں سے کسی ایک چیز کو ترک کردوں تو میں آپ ﷺ پر ایمان لے آتا ہوں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جھوٹ بولنا چھوڑ دو۔ اس نے اس کو قبول کرلیا اور مسلمان ہو گیا۔ جب وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے گیا تو اس کو شراب پیش کی گئی، اس نے سوچا کہ اگر میں نے شراب پی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے شراب پینے کے متعلق سوال کیا اور میں نے جھوٹ بولا تو عہد شکنی ہوگی اور اگر میں نے سچ بولا تو آپ مجھ پر حد قائم کردیں گے، پھر اس نے شراب کو ترک کردیا، پھر اس کو زنا کرنے کی پیشکش ہوئی، اس کے دل میں پھر یہی خیال آیا، اس نے پھر اس کو بھی ترک کردیا، اسی طرح چوری کا معاملہ ہوا، پھر وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے کہا آپ نے بہت اچھا کیا کہ مجھے جھوٹ بولنے

سے روک دیا اور اس نے مجھ پر تمام گناہوں کے دروازے بند کر دیئے پھر وہ تمام گناہوں سے تائب ہو گیا۔ (تفسیر کبیر ج۶ ص ۱۶۸)

حدیث شریف میں جھوٹ بولنا کفر ہے:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:
''جس نے مجھ پر جان بوجھ کر جھوٹ بولا وہ اپنا ٹھکانا آگ میں بنا لے''۔

(صحیح بخاری، صحیح مسلم۔ یہ حدیث شریف خبر متواتر ہے اور جتنے صحابہ کرام علیہم الرضوان اس حدیث کے راوی ہیں اتنے کسی دوسری حدیث کے نہیں ہیں۔ اس حدیث کو بہت زیادہ محدثین نے اپنی کتب حدیث میں روایت کیا ہے۔)

ملا علی قاری حنفی علیہ الرحمۃ والرضوان لکھتے ہیں:

ابن جوزی نے عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے ایک روز اپنے ساتھیوں سے فرمایا:

کیا تمہیں معلوم ہے کہ اس حدیث شریف ''جس نے مجھ پر جان بوجھ کر جھوٹ بولا وہ اپنا ٹھکانا آگ میں بنا لے۔'' کا کیا مطلب ہے؟

ایک شخص کو ایک عورت سے عشق ہو گیا۔ وہ ایک روز شام کے وقت اس عورت کے گھر والوں کے پاس گیا اور کہنے لگا میں رسول اللہ ﷺ کا قاصد ہوں۔ آپ ﷺ نے مجھے تمہارے پاس اس لئے بھیجا ہے کہ میں تمہارے گھروں میں سے جس گھر میں چاہوں قیام کروں۔ اور وہ شام کا انتظار کرتا رہا۔ اس عورت کے گھر والوں میں سے ایک شخص حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: فلاں شخص ہمارے پاس آیا اور اس طرح کہتا ہے کہ آپ نے اسے حکم دیا ہے کہ وہ ہمارے گھروں میں سے جس میں چاہے رات گزارے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اس نے جھوٹ بولا۔ اے فلاں اس شخص کے ساتھ جاؤ، اگر اللہ تعالیٰ تجھے اس پر قدرت دے تو اسے قتل کر دینا اور آگ میں جلا دینا۔ مگر میرا خیال ہے کہ اسے موت کافی ہو گئی ہوگی۔ آسمان سے بارش شروع ہوئی اور وہ شخص وضو

کرنے کے لئے باہر نکلا تو اسے سانپ نے ڈس لیا۔ جب نبی کریم ﷺ کو یہ خبر پہنچی تو آپ نے فرمایا وہ دوزخ میں ہے۔ (ملاعلی قاری، موضوعات کبیر، جلد ۱، ص: ۴۱)

اس طرح کے واقعات اور بھی ہیں جن میں یہ واضح ہو رہا ہے کہ نبی کریم ﷺ کے بارے جھوٹ بولنے والا عام لوگوں پر جھوٹ بولنے والے کی طرح نہیں ہے کیونکہ عام لوگوں پر جھوٹ بولنے والا تو صرف گناہ گار ہوتا ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم پر جھوٹ بولنے والا ایمان سے ہی خارج ہو جاتا ہے۔ اسی بات کی دوسری احادیث میں وضاحت بھی موجود ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے وسیلہ سے ہمیں دانستہ یا نادانستہ جھوٹ بولنے سے بچائے۔

چار خصلتیں:

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا:

جب تمہیں چار خصلتیں حاصل ہوں تو پھر تم دنیا کی کسی نعمت سے محروم ہونے پر ملال نہ کرو۔ (۱) امانت کی حفاظت کرنا (۲) اچھے اخلاق (۳) سچ بولنا (۴) پاکیزہ کمائی۔

(مسند احمد ج ۲ ص ۱۷۷)

منافق کی تین نشانیاں:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا:

منافق کی تین نشانیاں ہیں، جب بات کرے تو جھوٹ بولے، جب وعدہ کرے تو اس کے خلاف کرے اور جب اس کے پاس امانت رکھی جائے تو اس میں خیانت کرے۔

(صحیح البخاری، رقم الحدیث: ۳۵، صحیح مسلم، الایمان: ۱۰۶ (۵۸) ۲۰۶، جامع الترمذی، رقم الحدیث: ۲۶۳۸)

جوتم سے خیانت کرے اس سے بھی خیانت نہ کرو:

حضرت ابو ہریرہ ﷛ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

جوتمہارے پاس امانت رکھے اس کی امانت ادا کرو اور جوتم سے خیانت کرے اس کے ساتھ (خیانت) مت کرو۔

(سنن ابوداؤد، رقم الحدیث: ۱۲۳۵، ۱۲۳۴، سنن الترمذی، رقم الحدیث: ۱۲۷۱، المستدرک، ج ۲، ص ۴۶، مسند احمد، ج ۳، ص ۴، مکارم الاخلاق، رقم الحدیث: ۱۶۰، سنن دارمی، رقم الحدیث: ۲۶۰۰)

سچے کو جھوٹا کہنا بھی خیانت ہے:

حضرت نواس بن سمعان ﷛ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

بہت بڑی خیانت یہ ہے کہ تمہارا بھائی تم سے کوئی بات کہے اور وہ اس میں سچا ہو اور تم اس کو جھوٹا کہو۔

(مسند احمد، ج ۴، ص ۱۸۳، مجمع الزوائد، ج ۸، ص ۹۸، اتحاف السادۃ المھر ۃ، ج ۸، ص ۲۶۴، رقم الحدیث: ۶۰۲۳)

چھ چیزوں کی ضمانت پر جنت:

حضرت عبادہ بن الصامت ﷛ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

تم میرے لیے چھ چیزوں کے ضامن بن جاؤ تو میں تمہارے لیے جنت کا ضامن ہوں، جب تمہارے پاس امانت رکھی جائے تو تم اس کو ادا کرو، جب تم عہد کرو تو اس کو پورا کرو، جب تم بات کرو تو سچ بولو، تم اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کرو، اپنی نظروں کو نیچا رکھو اور اپنے ہاتھوں کو کسی کے آگے نہ پھیلاؤ۔

(شعب الایمان، ج ۴، رقم الحدیث: ۵۲۵۵، مکارم الاخلاق، رقم الحدیث: ۱۷۵، سنن کبریٰ، ج ۶، ص ۲۸۸)

امانت شہید کو بھی معاف نہیں:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں شہید ہوجانے سے تمام گناہوں کا کفارہ ہوجاتا ہے ماسوا امانت کے۔ قیامت کے دن

ایک بندے کو لایا جائے گا خود وہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں شہید ہو چکا ہو۔ اس سے کہا جائے گا کہ اپنی امانت کو ادا کرو۔ وہ کہے گا اے رب میں اب کیسے امانت کو ادا کروں اب تو دنیا ختم ہو چکی ہے، پھر کہا جائے گا اس کو دوزخ کی طرف لے جاؤ، اس کو دوزخ کی طرف لے جایا جائے گا پھر اس کے سامنے اس امانت کی مثل پیش کی جائے گی جس شکل وصورت میں اس کو وہ امانت دنیا میں پیش کی گئی تھی۔ وہ اس کو پہچان لے گا وہ اس امانت کے پیچھے دوزخ کے ایک گڑھے میں اترے گا حتیٰ کہ اس کو اٹھا کر اپنے کندھوں پر رکھے گا اور جب وہ گمان کرلے گا کہ وہ اس گڑھے سے باہر نکل رہا ہے تو وہ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے اس گڑھے میں نیچے گرتا چلا جائے گا۔ پھر حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا نماز امانت ہے اور وضو امانت ہے اور وزن امانت ہے اور پیمائش امانت ہے اور انہوں نے کئی چیزیں گنیں اور ان سب سے بڑی امانت وہ ہے جو لوگ کسی کے پاس کوئی چیز رکھتے ہیں۔

زاذان کہتے ہیں کہ پھر میں حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ کے پاس گیا انہوں نے بھی اسی طرح بیان کیا جس طرح حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا تھا۔ اور قرآن مجید میں ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہیں حکم دیتا ہے کہ تم امانت رکھوانے والوں کو ان کی امانتیں ادا کرو۔ (مکارم الاخلاق، رقم الحدیث: ۱۴۵، شعب الایمان، ج ۴، رقم الحدیث: ۵۲۶۶)

سب سے پہلے امانت اٹھالی جائے گی:

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا:

سب سے پہلے لوگوں سے جو چیز اٹھالی جائے گی وہ امانت ہے، اور آخر میں جو چیز باقی رہ جائے گی، وہ نماز ہے اور بہت سے نمازی ایسے ہیں کہ ان کی نماز میں کوئی خیر نہیں ہے۔ (شعب الایمان، ج ۴، رقم الحدیث ۵۲۷۴، السنن الکبریٰ للبیہقی، ج ۶، ص ۲۸۹، مکارم الاخلاق، رقم الحدیث: ۱۶۰)

حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے دو حدیثیں بیان کی تھیں، ایک تو پوری ہو چکی ہے اور دوسری کا میں انتظار کر رہا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ امانت لوگوں کے دلوں کی گہرائی میں اتری، پھر قرآن نازل ہوا اور لوگوں نے قرآن اور حدیث کا علم حاصل کیا۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے امانت اٹھ جانے کی پیش گوئی بیان کی اور فرمایا ایک شخص تھوڑی دیر سوئے گا اور امانت اس کے دل سے نکل جائے گی، اور چھالے کی طرح اس کا اثر رہ جائے گا جس طرح پیر کے نیچے انگارہ آنے سے آبلہ پڑ جاتا ہے اور اس کے اندر کچھ نہیں ہوتا۔ پھر آپ ﷺ نے ایک کنکری لے کر اس کو اپنے پیر پر لڑھکا دیا اور فرمایا: پھر لوگ خرید و فروخت کریں گے اور ان میں سے کوئی بھی امانت داری اور دیانت داری سے کام نہیں لے گا حتیٰ کہ لوگ کہیں گے کہ فلاں قبیلہ میں ایک دیانت دار شخص ہوا کرتا تھا اور یہ کہ فلاں شخص کس قدر بیدار مغز، خوش مزاج اور زیرک ہے، لیکن اس کے دل میں ایمان کا ایک ذرہ بھی نہیں ہے۔ اس کے بعد حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ایک وہ وقت تھا جب میں ہر شخص سے بغیر کسی خدشے اور کھٹکے کے خرید و فروخت کر لیتا تھا اور سوچتا تھا کہ اگر یہ شخص مسلمان ہے تو اس کا دین اس کو خیانت سے روکے گا، اور اگر وہ یہودی یا نصرانی ہے تو حاکم کے خوف سے خیانت نہیں کرے گا لیکن اس زمانے میں، میں فلاں فلاں شخص کے علاوہ خرید و فروخت میں اور کسی پر اعتماد نہیں کرتا۔

(صحیح البخاری، رقم الحدیث: ۶۴۹۷، صحیح مسلم، ایمان: ۲۳۰ (۱۴۳) ۳۲۶۰، سنن الترمذی، رقم الحدیث: ۲۱۸۶، سنن ابن ماجہ، رقم الحدیث: ۴۰۵۳)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

تمہارے دین میں سے جو چیز سب سے پہلے گم ہوگی وہ امانت ہے اور آخر میں نماز گم ہوگی۔ ثابت بنانی نے کہا ایک شخص روزے رکھتا ہے، نماز پڑھتا ہے لیکن جب اس

کے پاس امانت رکھوائی جائے تو وہ امانت ادا نہیں کرتا۔

(مکارم الاخلاق، رقم الحدیث: ۱۵۵، المعجم الکبیر، ج۹، رقم الحدیث: ۸۶۹۹، مجمع الزوائد، ج۷، ص۳۲۹)

جو امانت دار نہیں وہ دین دار نہیں:

حضرت حسن رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

تم کسی شخص کی نماز اور اس کے روزے سے دھوکہ نہ کھانا، جو چاہے روزہ رکھے اور جو چاہے نماز پڑھے لیکن جو امانت دار نہیں وہ دین دار نہیں۔

(مصنف عبدالرزاق، ج۱۱، رقم الحدیث: ۲۰۱۹۲، مصنف ابن ابی شیبہ، ج۶، رقم الحدیث: ۳۰۳۱۷، شعب الایمان، ج۴، رقم الحدیث: ۵۲۷۹، کنز العمال، رقم الحدیث: ۸۴۳۶، مکارم الاخلاق، رقم الحدیث: ۱۴۶)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا:

کسی شخص کی نماز کو دیکھو نہ اس کے روزے کو، یہ دیکھو وہ اپنی بات میں کس قدر سچا ہے، اور جب اس کے پاس امانت رکھوائی جائے تو وہ کس قدر امانت دار ہے اور جب اس پر دنیا پیش کی جائے تو وہ کس قدر متقی ہے۔

(شعب الایمان، ج۴، رقم الحدیث: ۵۲۷۹، کنز العمال، رقم الحدیث: ۸۴۳۵)

قیامت میں امانت کی جگہ نیکیاں دینی ہوں گی:

عطا خراسانی بیان کرتے ہیں کہ ہم حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس بیٹھے ہوئے تھے انہوں نے فرمایا:

جو شخص اللہ عزوجل سے اس حال میں ملاقات کرے گا کہ اس نے کسی شخص کی امانت ادا نہیں کی ہوگی، اللہ عزوجل اس کی نیکیوں کو لے لے گا جب کہ وہاں دینار ہوگا نہ درہم۔

(مکارم الاخلاق، رقم الحدیث: ۱۴۸)

خیانت سے گھر میں برکت نہیں رہتی:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا جب کسی گھر میں خیانت ہو تو اس سے برکت چلی جاتی ہے۔ (مکارم الاخلاق، رقم الحدیث: ۱۵۱)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مومن وہ ہے جس کو لوگ اپنی جان اور مال میں امین سمجھیں۔

(مکارم الاخلاق، رقم الحدیث: ۱۵۶، سنن ابن ماجہ، رقم الحدیث: ۳۹۳۴)

خیانت کرنے والا جنت میں داخل نہیں ہوگا:

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

جنت میں جبار (جبر کرنے والا) داخل نہ ہوگا نہ بخیل، نہ خائن اور نہ بد خلق۔

(مکارم الاخلاق، رقم الحدیث: ۱۵۷، جامع الترمذی، رقم الحدیث: ۱۹۵۳، سنن ابن ماجہ، رقم الحدیث: ۳۶۹۱)

امام مجاہد نے کہا مکر، دھوکا اور خیانت دوزخ میں ہیں اور مکر اور خیانت مومن کے اخلاق میں سے نہیں ہیں۔ (مکارم الاخلاق، رقم الحدیث: ۱۵۸، المستدرک، ج ۴، ص ۶۰۷)

یقیناً رسول اللہ ﷺ کا ارشاد سچ ہے:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

عنقریب لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئے گا جس میں سچے کو جھوٹا کہا جائے گا اور جھوٹے کو سچا کہا جائے گا اور خائن کو امانت دار کہا جائے گا اور امانت دار کو خائن (یعنی خیانت کرنے والا) کہا جائے گا۔ (مکارم الاخلاق، رقم الحدیث: ۱۶۷، مسند احمد، ج ۲، ص ۲۹۱)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے جب بھی خطبہ دیا تو اس میں فرمایا: ''سنو! جو امانت ادا نہ کرے وہ ایمان دار نہیں اور جو عہد پورا نہ کرے وہ دین دار نہیں''۔ (مکارم الاخلاق، رقم الحدیث: ۱۴۷، سنن کبریٰ للبیہقی، ج ۶، ص ۲۸۸، مسند احمد، ج ۳، ص ۱۳۵،۱۵۴،۲۱۰،۲۵۱)

تین چیزیں ہر نیک و بد کو دی جائیں:

میمون بن مہران نے کہا تین چیزیں ہر نیک اور بد کو ادا کی جائیں گی (۱) صلہ رحمی کرو خواہ نیک ہو یا بد (۲) وعدہ جس سے بھی کیا ہے پورا کرو خواہ نیک ہو یا بد (۳) ہر ایک

کی امانت ادا کرو خواہ نیک ہو یا بد۔ (مکارم الاخلاق، رقم الحدیث:۱۵۹)

رسول اللہ ﷺ کی وصیت:

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

میں تم کو اللہ سے ڈرتے رہنے کی وصیت کرتا ہوں اور سچ بولنے کی اور عہد پورا کرنے کی، اور امانت ادا کرنے کی اور خیانت ترک کرنے کی، اور پڑوسی کی حفاظت کرنے کی اور یتیم پر رحم کرنے کی اور ملائمت سے بات کرنے کی اور (ہر مسلمان کو) سلام کرنے کی اور تواضع اور عاجزی کی۔ (حلیۃ الاولیاء، ج۱، ص۲۴۱-۲۴۰)

صدقات کے عامل پر رسول اللہ ﷺ کی ناراضگی:

حضرت ابوحمید الساعدی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ایک شخص کو صدقات وصول کرنے کا عامل بنایا۔ جب وہ آیا تو اس نے کہا یہ چیزیں تمہارے لیے ہیں اور یہ چیزیں مجھے ہدیہ کی گئی ہیں۔ نبی کریم ﷺ منبر پر تشریف فرما ہوئے اور آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی حمد کے بعد فرمایا:

ان لوگوں کا کیا حال ہے جن کو ہم اپنے بعض مناصب پر عامل بناتے ہیں پھر وہ ہمارے پاس آ کر یہ کہتا ہے کہ یہ چیز تمہارے لیے ہے اور یہ چیز مجھے ہدیہ کی گئی ہے، وہ اپنی ماں کے گھر میں یا اپنے باپ کے گھر میں کیوں نہ بیٹھ گیا، پھر یہ دیکھا جاتا کہ اس کو کوئی چیز ہدیہ کی گئی ہے یا نہیں اور اس ذات کی قسم جس کے قبضہ وقدرت میں میری جان ہے، تم میں سے جو شخص بھی کوئی چیز لے گا، وہ قیامت کے دن اس کی گردن پر سوار ہوگی۔ اگر وہ اونٹ ہے تو وہ بڑبڑا رہا ہوگا، اگر وہ گائے ہے تو وہ ڈکرا رہی ہوگی اور اگر وہ بکری ہے تو وہ ممیا رہی ہوگی! پھر آپ ﷺ نے ہاتھ بلند کر کے تین دفعہ فرمایا:

اے اللہ! کیا میں نے تبلیغ کر دی ہے؟

(مکارم الاخلاق، رقم الحدیث:۱۳۹، صحیح البخاری، رقم الحدیث:۷۱۷۴، ۲۵۹۷، صحیح مسلم، الامارۃ:۲۶(۱۸۳۲)۴۶۵۶، سنن ابوداؤد، رقم الحدیث:۲۹۴۶، سنن دارمی، رقم الحدیث:۱۶۶۹، مسند احمد، ج۵، ص۴۲۳، ۲۸۵، ۲۷۷)

......سوال نہ کریں......

فہرس

صلی اللہ علی حبیبہ محمد والہ وسلم

مال بڑھانے کے لئے سوال، انگاروں کا سوال ہے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا:

''جو شخص اپنا مال بڑھانے کے لیے لوگوں سے سوال کرتا ہے وہ انگاروں کا سوال کرتا ہے، خواہ سوال کم کرے یا زیادہ''۔

(صحیح مسلم ج۱ص۳۳۳)

امام ابوداؤد روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

جس شخص نے سوال کیا اس حال میں کہ اس کے پاس اتنا مال تھا جو اس کو سوال سے مستغنی (یعنی بے نیاز) کر سکتا تھا وہ جہنم کے انگارے جمع کرتا ہے، راوی نے پوچھا مال کی کتنی مقدار ہو تو سوال نہیں کرنا چاہئے؟ فرمایا جس کے پاس صبح اور شام کا کھانا ہو وہ سوال نہ کرے، ایک اور روایت میں ہے جس کے پاس اتنا کھانا ہو کہ وہ ایک دن اور ایک رات سیر ہو کر کھا سکے وہ سوال نہ کرے۔

(سنن ابوداؤد ج۱ص۲۳۰)

سوال کرنے سے محتاجی آتی ہے:

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''کوئی شخص اپنے اوپر سوال کرنے کا دروازہ نہیں کھولتا مگر اللہ تعالیٰ اس کے اوپر فقر (محتاجی) کا دروازہ کھول دیتا ہے۔

(امام ابن عساکر، مختصر تاریخ دمشق ج۴ص۳۳۸)

تین شخصوں کے لئے سوال جائز ہے:

حضرت قبیصہ بن مخارق ہلالی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

تین شخصوں کے علاوہ اور کسی شخص کے لیے سوال کرنا جائز نہیں ہے، ایک وہ شخص جو مقروض ہو اس کے لیے اتنی مقدار کا سوال جائز ہے جس سے اس کا قرض ادا ہو جائے، اس کے بعد وہ سوال سے رک جائے، دوسرا وہ شخص جس کے مال کو کوئی ناگہانی آفت پہنچی ہو جس سے اس کا مال تباہ ہو گیا ہو، اس کے لیے اتنی مقدار کا سوال کرنا جائز ہے جس سے اس کا گزارا ہو جائے، تیسرا وہ شخص جو فاقہ زدہ ہو اور اس کے قبیلہ کے تین عقلمند آدمی گواہی دیں کہ واقعی یہ فاقہ زدہ ہے، تو اس کے لیے بھی اتنی مقدار کا سوال کرنا جائز ہے جس سے اس کا گزارا ہو جائے، اور اے قبیصہ! ان تین شخصوں کے علاوہ سوال کرنا حرام ہے اور جو (ان کے علاوہ) سوال کرتا ہے وہ حرام کھاتا ہے۔

(صحیح مسلم ج ۱ ص ۳۳۴)

صحت مند جو کما سکتا ہو اس کے لئے صدقہ جائز نہیں:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

صدقہ لینا نہ تو مالدار کے لیے جائز ہے اور نہ صحیح الاعضا اور قوی شخص کے لیے۔

(سنن ابوداؤد ج ۱ ص ۲۳۱)

سوال نہ کرنے کا عہد:

حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم سات، آٹھ یا نو افراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے، آپ نے فرمایا کیا تم رسول اللہ صلی

اللہ علیہ وسلم سے بیعت نہیں کرتے ، اس وقت ہم نے آپ سے نئی نئی بیعت کی تھی ، ہم نے عرض کیا ہم آپ سے بیعت کر چکے ہیں ، حتیٰ کہ آپ نے تین مرتبہ فرمایا ۔ ہم نے اپنے ہاتھوں کو بڑھایا اور آپ سے بیعت کر لی ، ایک کہنے والے نے کہا یا رسول اللہ ﷺ! ہم آپ سے بیعت کر چکے ہیں اب ہم آپ سے کس چیز پر بیعت کریں گے؟ آپ نے فرمایا:
تم اس چیز پر بیعت کرو کہ تم اللہ کی عبادت کرو گے اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرو گے ، اور تم پانچ وقت کی نمازیں پڑھو گے اور اس کے احکام سنو گے اور اطاعت کرو گے اور آپ نے چپکے سے ایک بات کہی کہ تم لوگوں سے بالکل سوال نہیں کرو گے ۔ حضرت عوف بیان کرتے ہیں کہ ہمارے بعض ساتھیوں نے اس عہد پر اس پابندی سے عمل کیا کہ اگر کسی کا چابک نیچے گر جاتا تو وہ کسی سے اس چابک کو اٹھا کر دینے کا بھی سوال نہیں کرتا تھا ۔
(سنن ابی داؤد رقم الحدیث : ۱۶۴۲ ، صحیح مسلم رقم الحدیث : ۱۰۴۳ ، سنن النسائی رقم الحدیث : ۴۵۹ ، سنن ابن ماجہ رقم الحدیث ؛ ۲۸۶۷)

سوال کرنے کی مذمت اور سوال نہ کرنے کی فضیلت:

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

ناواقف شخص ان کے سوال نہ کرنے کی وجہ سے ان کو خوشحال سمجھتا ہے ، اے مخاطب تم (ان میں بھوک کے آثار دیکھ کر) ان کو صورت سے پہچان لو گے وہ لوگوں سے گڑ گڑا کر سوال نہیں کرتے ۔

حافظ امام جلال الدین سیوطی بیان کرتے ہیں:

امام بخاری ، امام مسلم ، امام ابوداؤد ، امام نسائی علیہم الرحمۃ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
'' وہ شخص مسکین نہیں ہے ، جس کو ایک کھجور یا دو کھجور لوٹا دیں ، یا ایک لقمہ ، دو لقمے لوٹا دیں ، مسکین تو صرف وہ شخص ہے جو سوال کرنے سے باز رہے اور

اگر تم چاہو تو یہ آیت پڑھو:

''وہ لوگوں سے گڑ گڑا کر سوال نہیں کرتے''۔

بے نور چہرہ:

امام بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

جس شخص نے اپنے فاقہ یا اپنے گھر والوں کے فاقہ کے بغیر سوال کیا، قیامت کے دن اس کے چہرے پر گوشت نہیں ہوگا، اور اللہ تعالیٰ اس پر فاقوں کا دروازہ کھول دے گا جہاں سے اس کا گمان بھی نہیں ہوگا۔

امام طبرانی نے معجم اوسط میں حضرت جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''جس شخص نے بلا ضرورت سوال کیا قیامت کے دن اس کے چہرے پر خراشیں پڑی ہوں گی''۔

(الدرالمنثور ج۱ص۳۶۲۔۳۵۸)

جنت کی ضمانت:

امام احمد علیہ الرحمۃ، امام ابوداؤد سجستانی علیہ الرحمۃ، امام احمد بن شعیب نسائی علیہ الرحمۃ، اور امام ابن ماجہ علیہ الرحمۃ نے حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

جو آدمی مجھے اس بات کی ضمانت دے کہ وہ لوگوں سے سوال نہیں کرے گا میں اس کے لیے جنت کا ضامن ہوں۔

(الدرالمنثور ج۱ص۳۶۲۔۳۵۸)

غنی کون ہے؟

امام محمد بن اسماعیل بخاری، امام مسلم بن حجاج قشیری، امام ابوداؤد سجستانی، امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی اور امام احمد بن شعیب نسائی علیہم الرحمۃ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

کوئی شخص کثرت مال سے غنی نہیں ہوتا، لیکن غنی وہ شخص ہے جس کا دل غنی ہو۔

(الدرالمنثور ج ا ص ۳۶۲۔۳۵۸)

فقر کیا ہے؟

امام طبرانی نے معجم اوسط میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''تم حرص کرنے سے بچو، کیونکہ حرص ہی درحقیقت فقر ہے اور اس بات سے بچو کہ تم سے معذرت کی جائے۔

(الدرالمنثور ج ا ص ۳۶۲۔۳۵۸)

سوال کی بجائے محنت کرلو

امام ابن ابی شیبہ، امام محمد بن اسماعیل بخاری اور امام ابن ماجہ علیہم الرحمۃ نے حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا:

''اگر تم میں سے کوئی شخص رسی سے لکڑیوں کا ایک گٹھا باندھ کر اپنی کمر پر لادے اور اس کو فروخت کرکے سوال کرنے سے بچے وہ اس سے بہتر ہے کہ وہ لوگوں سے سوال کرے وہ اس کو دیں یا منع کردیں''۔

(الدرالمنثور ج ا ص ۳۶۲۔۳۵۸)

جو بغیر مانگے ملے وہ لے لو:

امام احمد، امام ابویعلی، امام ابن حبان، امام طبرانی اور امام ابن حاکم نے تصحیح سند کے ساتھ حضرت خالد بن عدی الجہنی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

جس شخص کے پاس اس کے بھائی کی طرف سے کوئی چیز کسی طمع اور بغیر کسی سوال کے پہنچی ہو وہ اس کو قبول کر لے یہ اس کو اللہ نے رزق عطا کیا ہے۔

(الدر المنثور ج ۱ ص ۳۶۲ ـ ۳۵۸)

اگر پتا ہو تو غیر ضرورت مند سوالی کو دینا حرام ہے:

علامہ علاء الدین حصکفی حنفی علیہ الرحمۃ والرضوان لکھتے ہیں:

جس شخص کے پاس ایک دن کی خوراک ہو، خواہ وہ خوراک بنفسہ موجود ہو یا اس شخص میں اس خوراک کو کما کر لانے کی صلاحیت ہو اس طرح کہ وہ تندرست اور کمانے والا ہو، ایسے شخص کے لیے خوراک کا سوال کرنا جائز نہیں ہے، اور اگر خیرات دینے والے کو اس کے حال کا علم ہو اور اس کے باوجود اس کو بھیک دے تو وہ گناہ گار ہو گا، کیونکہ وہ ایک حرام کام میں مدد کر رہا ہے اور اگر سائل ضرورت مند ہو اور کپڑوں کا سوال کرے یا جہاد یا طلب علم میں مشغول ہونے کی وجہ سے خوراک کا سوال کرے اور اس کو ان چیزوں کی ضرورت بھی ہو تو اس کا سوال کرنا جائز ہے اور اس کو دینا بھی جائز ہے۔

(در مختار علی هامش رد مختار ج ۲ ص ۶۹)

......صبر اور شکر کریں......

فہرس

صلی اللہ علی حبیبہ محمد والہ وسلم

مومن کی ہر حال میں خیر ہے

حضرت صہیب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
''مومن کے حال پر تعجب ہوتا ہے اس کے ہر حال میں خیر ہے اور یہ مومن کے علاوہ اور کسی کا حال نہیں ہے اگر اس کو خوشی پہنچتی ہے تو وہ شکر ادا کرتا ہے اس کے لیے خیر ہے اور اگر اس کو تکلیف پہنچتی ہے تو وہ صبر کرتا ہے اور یہ (بھی) اس کے لیے خیر ہے''۔
(صحیح مسلم رقم الحدیث: ۲۹۹۹، الترغیب والترہیب ج ۴ ص ۲۷۸، کنز العمال رقم الحدیث ۱۰۷، مشکوۃ المصابیح رقم الحدیث: ۵۲۹۷ مسند احمد ج ۴ ص ۳۳۳،۳۳۲، صحیح ابن حبان رقم الحدیث: ۲۸۹۶)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ''میرا مومن بندہ ہر خیر کے مرتبہ میں ہے وہ اس وقت بھی میری حمد کرتا ہے جب میں اس کی پیشانی سے روح نکال رہا ہوتا ہوں''۔
(شعب الایمان رقم الحدیث: ۴۴۹۴)

اللہ جل جلالہ کا علم اور حلم!

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرمایا:
اے عیسیٰ! میں تمہارے بعد ایک امت کو بھیجنے والا ہوں، جب ان کو ان کی پسندیدہ چیزیں ملیں گی تو وہ اللہ کی حمد کریں گے اور جب ان کو ان کی ناپسند چیزیں ملیں گی تو وہ ثواب کی امید رکھیں گے اور صبر کریں گے، اور ان کا ذاتی (خلق) حلم اور علم نہیں ہوگا، حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کہا: یا رب (جل جلالہ)! یہ کیسے ہوگا؟ فرمایا: ''میں ان کو اپنا حلم اور علم عطا کروں گا''۔ (المستدرک ج ۱ ص ۳۴۸، حاکم نے کہا یہ حدیث صحیح ہے اور ذہبی نے اس کی موافقت کی، حلیۃ الاولیاء ج ۱ ص ۲۲۷، ج ۵ ص ۲۴۳)

صبر اور شکر کرنے والے کو اجر:

حضرت بخرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''جس شخص کو کچھ دیا گیا تو اس نے شکر ادا کیا، اور اس پر مصیبت آئی تو اس نے صبر کیا، اس نے اپنی جان پر ظلم کیا تو اس نے استغفار کیا، اس پر ظلم کیا گیا تو اس نے معاف کر دیا۔ پھر آپ خاموش ہو گئے، صحابہ کرام نے پوچھا: یا رسول اللہ (ﷺ)! اس کے لیے کیا اجر ہے؟ فرمایا:

''ان ہی کے لیے (عذاب سے) امن ہے اور وہی ہدایت یافتہ ہیں''۔ (الانعام:۸۲)

(المعجم الکبیر رقم الحدیث:۶۶۱۳، مجمع الزوائد ج ۱۰ ص ۲۴۸، تفسیر کبیر ج ۷ ص ۳۶)

جس نے ماشاء اللہ لا قوۃ الا با اللہ کہا

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا:

''اللہ بندہ کے اہل، مال اور اولاد میں جو نعمت عطا فرمائے'' اور بندہ کہے:

''**ماشاء اللہ لا قوۃ الا با اللہ**''(جو اللہ چاہے، اللہ کے سوا کوئی قوت عطا کرنے والی نہیں)

تو وہ موت کے سوا ان میں کوئی آفت نہیں دیکھے گا۔

(المعجم الاوسط رقم الحدیث:۴۲۷۳، المعجم الصغیر رقم الحدیث:۵۸۸، مجمع الزوائد ج ۱۰ ص ۱۴۰)

مینڈک کا ذکر:

مغیرہ بن عیینہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے کہا اے میرے رب! کیا تیری مخلوق میں سے کسی نے مجھ سے بھی زیادہ لمبی رات تک تیرا ذکر کیا ہے؟ اللہ عزوجل نے وحی نازل فرمائی: ''ہاں مینڈک نے، پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اے آلِ داؤد شکر کرو، میرے بندوں میں شکر گزار بہت کم ہیں۔ (سبا:۱۳)

حضرت داؤد علیہ السلام نے کہا:

اے میرے رب! میں تیرے شکر کی کیسے طاقت رکھ سکتا ہوں، تو مجھ پر نعمت فرماتا ہے پھر اس نعمت پر نعمت فرماتا ہے، تو مجھ پر مسلسل نعمت فرماتا ہے میں اس کا شکر ادا کیسے کر سکتا ہوں! فرمایا اے داؤد! اب تم نے مجھے پہچان لیا جو پہچاننے کا حق ہے۔

(کتاب الزہد لاحمد ص ۸۹۔۸۸، شعب الایمان رقم الحدیث: ۴۴۱۳)

نعمتوں کو بیان کرنا:

ابوالخالد بیان کرتے ہیں کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے کہا اے رب! میں تیرا شکر کس طرح ادا کروں جو شکر ادا کروں گا وہ تیری نعمت سے ادا کروں گا۔ فرمایا:

اے داؤد علیہ السلام! کیا تم یہ نہیں جانتے کہ تمہارے پاس جو نعمتیں ہیں وہ میری دی ہوئی ہے اور ان کو بیان نہ کرنا ناشکری ہے اور جو کم نعمتوں کا شکر نہیں ادا کرتا وہ زیادہ نعمتوں کا بھی شکر ادا نہیں کرتا۔

(شعب الایمان رقم الحدیث: ۴۴۱۹، مسند احمد ج ۴ ص ۲۷۸)

اللہ کتنا مہربان ہے!

حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہ بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا:

اللہ عزوجل کسی بندے کو نعمت عطا فرمائے اور وہ یہ جان لے کہ وہ نعمت اللہ کی طرف سے ہے تو اللہ تعالیٰ اس کا شکر لکھ دیتا ہے اور جو بندہ اپنے گناہ پر نادم ہو تو اللہ تعالیٰ اس کے استغفار کرنے سے پہلے اس کو بخش دیتا ہے اور جو بندہ کوئی کپڑا خریدتا ہے اور اس کو پہنتے ہوئے اللہ کی حمد کرتا ہے تو ابھی وہ لباس اس کے گھٹنوں تک نہیں پہنچتا کہ اللہ تعالیٰ اس کو بخش دیتا ہے۔

(شعب الایمان رقم الحدیث: ۴۳۷۹، المستدرک ج ۱ ص ۵۱۴)

شکر سے عاجزی کا اظہار:

ابوالجلد بیان کرتے ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا: اے رب! میں تیرا شکر کیسے ادا کرسکتا ہوں جب کہ تیری سب سے چھوٹی نعمت کی جزا بھی میری تمام عبادات نہیں ہوسکتیں تو ان پر وحی آئی کہ تم نے اب میرا شکرا دا کردیا ہے۔

(شعب الایمان رقم الحدیث: ۴۴۱۵)

حضرت حسن رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے کہا:
اے میرے رب! اگر میرے ہر بال کی زبان ہو اور وہ دن رات تیری تسبیح کریں پھر بھی تیرا شکر ادا نہیں ہوسکتا۔

(رسائل ابن ابی الدنیا جلد۳ جز۲ رقم الحدیث: ۲۵)

نعمتوں کی کثرت اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ کی ڈھیل ہے:

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
جب تم دیکھو کہ اللہ تعالیٰ بندوں کی نافرمانیوں کے باوجود ان کو نعمتیں عطا فرمارہا ہے تو یہ اس کی طرف سے بندوں پر ڈھیل ہے۔

(مسند احمد ج۴ ص ۱۴۵)

تیرا شکر کیسے ادا کروں؟

حضرت عبد اللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ الصلوۃ السلام نے عرض کیا:
''اے میرے رب تیرا شکر کس طرح ادا کرنا چاہیے۔ فرمایا اے موسیٰ! تمہاری زبان ہمیشہ میرے ذکر سے تر رہے''۔

(رسائل ابن ابی الدنیا ج ۳ جز۲ رقم الحدیث: ۳۹)

عمرو بن شعیب اپنے والد سے اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

بغیر تکبر اور اسراف (فضول خرچی) کے کھاؤ اور پیو اور صدقہ کرو، کیونکہ اللہ عزوجل اس کو پسند کرتا ہے کہ اس کے بندوں پر اس کی نعمت کا اثر نظر آئے۔

(مسند احمد ج ۲ ص ۱۸۲) (۱۸)

ابوالاحوص کے والد بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس وقت میں پراگندہ حال تھا، آپ ﷺ نے پوچھا:

''کیا تمہارے پاس مال ہے''؟

میں نے عرض کیا:

''مجھے اللہ نے ہر قسم کا مال عطا کیا ہے: اونٹ، گھوڑے، غلام، بکریاں''۔

آپ ﷺ نے فرمایا:

جب اللہ عزوجل نے تمہیں مال دیا ہے تو وہ تم پر نظر آنا چاہیے۔

(سنن ابوداؤد رقم الحدیث: ۴۰۶۳، سنن الترمذی رقم الحدیث: ۲۰۰۶، مسند احمد ج ۳ ص ۴۷۳)

شکر کے فائدے:

ابوقلابہ کہتے ہیں کہ جب تم دنیا کی نعمتوں کا شکر ادا کرو گے تو تم کو دنیا سے نقصان نہیں ہوگا۔

(رسائل ابن ابی الدنیا ج ۳ جز ۲ رقم الحدیث: ۹۵)

حضرت حسن رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ مجھے یہ حدیث پہنچی ہے کہ اللہ عزوجل جب کسی قوم کو نعمت عطا فرماتا ہے تو اس سے شکر کا سوال کرتا ہے، شکر کریں تو وہ ان کی نعمت کو زیادہ کرنے پر قادر ہے، اور جب وہ ناشکری کریں تو وہ ان کو عذاب دینے پر قادر ہے اور ان کی نعمت کو ان پر عذاب بنا دیتا ہے۔

(رسائل ابن ابی الدنیا ج ۳ جز ۲ رقم الحدیث: ۶۰)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

''سب سے پہلے ان لوگوں کو جنت میں بلایا جائے گا جو آرام اور تکلیف میں اللہ تعالیٰ کی حمد کرتے تھے''۔

(شعب الایمان رقم الحدیث:۴۴۸۳)

آئینہ دیکھ کر اللہ جل جلالہ کا شکر

جعفر بن محمد اپنے والد رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب آئینہ میں دیکھتے تو یہ فرماتے:

''تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے جس نے میری صورت اور میرے اخلاق کو حسین بنایا اور مجھ میں وہ چیزیں مزین (خوبصورت) کر دیں جو میرے غیر میں قبیح (بری) ہیں''۔(شعب الایمان رقم الحدیث:۴۴۵۹)

پانی پی کر شکر کریں:

حضرت ابوجعفر بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم جب پانی پیتے تو فرماتے:

''تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جس نے پانی کو میٹھا بنایا، اور ہمارے گناہوں کی وجہ سے اس کو کڑوا اور کھارا نہیں بنایا''۔

(شعب الایمان رقم الحدیث:۴۴۷۹)

عظیم چیز کا شکر:

منصور بن صفیہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک شخص کے پاس سے گزر ہوا، وہ کہہ رہا تھا کہ تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں جس نے مجھے اسلام کی ہدایت دی اور مجھے (سیدنا) احمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی امت میں رکھا۔ نبی کریم صلی اللہ

علیہ وسلم نے فرمایا: تم نے بہت عظیم چیز کا شکر ادا کیا۔ (شعب الایمان رقم الحدیث: ۴۴۹۸)

جس کو چار چیزوں کی توفیق دی:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

جس شخص کو چار چیزوں کی توفیق دی گئی اس کو چار چیزیں عطا کی جائیں گی۔ جس کو اللہ کے ذکر کی توفیق دی گئی اللہ اس کا ذکر کرے گا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

مجھ سے دعا کرو میں تمہاری دعا قبول کروں گا۔

جس کو شکر کی توفیق دی گئی اس کی نعمت زیادہ ہوگی، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

اگر تم نے شکر کیا تو میں ضرور (تمہاری نعمت کو) زیادہ کروں گا۔

اور جس شخص کو استغفار کی توفیق دی گئی اس کو مغفرت عطا کی جائے گی کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: تم اپنے رب سے استغفار کرو بے شک وہ بہت مغفرت کرنے والا ہے۔

(شعب الایمان رقم الحدیث: ۴۵۲۹)

نعمتوں کے ساتھ اچھا برتاؤ کرو:

حضرت ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میرے پاس رسول اللہ صلی علیہ وسلم تشریف لائے، آپ نے میرے گھر میں روٹی کا ایک ٹکڑا پڑا ہوا دیکھا۔ آپ اس کے پاس گئے، اس کو اٹھا کر سونگھا پھر اس کو کھا لیا اور فرمایا:

اے عائشہ! اللہ کی نعمتوں کے ساتھ اچھا برتاؤ کرو، جو گھر والے کسی نعمت سے نفرت کا اظہا کریں گے وہ ان کے پاس بہت کم لوٹ کر آئے گی۔ (شعب الایمان رقم الحدیث: ۴۵۵۸)

معیار زندگی کیسا ہو؟

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''جس شخص نے دین میں اپنے سے بلند مرتبہ شخص کو دیکھا اور دنیا میں اپنے سے

کم مرتبہ شخص کو دیکھا اس کو اللہ صابر شاکر لکھ دیتا ہے، اور جس نے دنیا میں اپنے سے بلند مرتبہ شخص کو اور دین میں اپنے سے کم مرتبہ شخص کو دیکھا اس کو صابر شاکر نہیں لکھتا''۔

(شعب الایمان رقم الحدیث: ۴۵۷۵)

آج کل عام طور پر ہم اپنا موازنہ ان لوگوں سے کرتے ہیں جو مال ودولت میں ہم سے زیادہ ہوتے ہیں اور ہم ان جیسا رہن سہن اور ویسی ہی طرز بود وباش اختیار کرنے کی کوشش کرتے ہیں جبکہ دین کے معاملے میں آسانیاں تلاش کرتے ہیں اور ان لوگوں کی نقل کرتے ہیں جو دینی اعتبار سے تقویٰ وطہارت کے زیادہ پابند نہیں ہوتے ۔ حالانکہ حدیث شریف کے مطابق ہمیں دنیاوی سہولتوں کے لئے کم مال ودولت والے لوگوں کی طرف دیکھنا چاہیے اور دینی معیار کے لئے زیادہ متقی اور پرہیز گار لوگوں کی پیروی کرنی چاہیے۔

جو تھوڑے رزق سے راضی ہو گیا:

حضرت مولا علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

جو شخص تھوڑے سے رزق سے راضی ہو گیا اللہ تعالیٰ اس کے تھوڑے سے عمل سے راضی ہو جاتا ہے۔

(شعب الایمان رقم الحدیث: ۴۵۸۵)

قیامت کے دن نعمت کے بارے پوچھا جائے گا:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ غلام ابوعسیب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ایک رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے بلایا، میں آپ کے پاس آیا، پھر آپ حضرت ابوبکر کے پاس گئے اور انہیں بلایا۔ وہ آگئے، پھر آپ حضرت عمر کے پاس گئے، ان کو بلایا وہ بھی آگئے، پھر آپ ایک انصاری کے باغ میں گئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

نے باغ والے کو بلایا، اور فرمایا ہمارے لیے کھجوریں لاؤ، اس نے کھجوروں کا خوشہ لاکر رکھ دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب نے وہ کھجوریں کھائیں، پھر آپ نے پانی منگایا اور پانی پیا، پھر آپ ﷺ نے فرمایا:

قیامت کے دن تم سے اس نعمت کے متعلق ضرور سوال کیا جائے گا، حضرت عمر نے ان کھجوروں کی طرف اشارہ کر کے کہا یا نبی اللہ ﷺ! کیا قیامت کے دن ان کے متعلق بھی ہم سے ضرور سوال کیا جائے گا؟ آپ نے فرمایا:

ہاں! تین چیزوں کے سوا، وہ کپڑا جو تمہاری شرم گاہ چھپانے کے لیے کافی ہو، وہ روٹی کا ٹکڑا جو تمہاری بھوک دور کرنے کے لیے کافی ہو اور وہ کوٹھڑی جو تمہیں گرمی اور سردی سے محفوظ رکھ سکے۔

(مشکوٰۃ، باب الضیافۃ، الفصل الثالث، بحوالہ شعب الایمان رقم الحدیث)

شکر کرنے والے کو صبر کا اجر:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

کھا کر شکر کرنے والے کو وہ اجر ملے گا جو صبر کر کے روزہ رکھنے والے کو ملے گا۔

(شعب الایمان رقم الحدیث: ۴۴۶۱)

اللہ ﷻ اگر ہمارا پردہ نہ رکھتا!

محمود بن آدم بیان کرتے ہیں کہ سفیان بن عیینہ یہ کہتے تھے:

اگر اللہ عزوجل ہمارا پردہ نہ رکھتا تو ہم کسی کے پاس بیٹھنے کے قابل نہ ہوتے۔

(شعب الایمان رقم الحدیث: ۴۵۲۱)

اللہ تعالیٰ پوچھے گا نعمتوں کا شکر کہاں ہے؟

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

قیامت کے دن جس چیز کا سب سے پہلے حساب لیا جائے گا وہ یہ ہے کہ اس سے

کہا جائے گا کیا میں نے تمہیں درست نہیں بنایا تھا، کیا میں نے تمہیں ٹھنڈا پانی نہیں پلایا تھا۔

(شعب الایمان رقم الحدیث: ۴۶۰۷)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اللہ عزوجل قیامت کے دن اپنے بندے سے فرمائے گا:

اے ابن آدم! میں نے تم کو گھوڑوں اور اونٹوں پر سوار نہیں کیا تھا؟ کیا میں نے عورتوں کو تمہارے نکاح میں نہیں دیا تھا؟ کیا میں نے تم کو سردار اور رئیس نہیں بنایا تھا؟ وہ بندہ کہے گا۔ کیوں نہیں اے میرے رب! اللہ تعالیٰ فرمائے گا:

پھر ان کا شکر کہاں ہے؟

(شعب الایمان رقم الحدیث: ۴۶۰۸)

ظاہری اور باطنی نعمتیں:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

ترجمہ: ''اللہ نے تم پر ظاہری اور باطنی نعمتیں مکمل کر دی ہیں''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

تم پر ظاہری نعمت یہ ہے کہ تمہارا مکمل صحیح جسم بنایا اور تم پر باطنی نعمت یہ ہے کہ تمہارے عیوب کو چھپایا، اگر وہ تمہارے عیوب کو ظاہر کر دیتا تو تمہارے اہل وعیال سمیت سب لوگ تم سے متنفر ہو جاتے۔ (نفرت کرتے)

(شعب الایمان رقم الحدیث: ۴۵۰۴)

کھانا کھانے کے بعد اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ کا شکر:

حضرت ابو ایوب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کھانا کھانے کے بعد فرماتے:

''تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جس نے کھلایا اور پلایا، کھانے کو حلق سے نیچے

اتارا اور اس کے لیے مخرج (نکلنے کا راستہ) بنایا''۔

(شعب الایمان رقم الحدیث: ۴۴۷۶)

اللہ تعالیٰ بہت محبت فرماتا ہے:

حضرت حسن رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے کہا:

ہمارے رب اللہ کے لیے حمد ہے کیونکہ اس نے ہمیں بہت زیادہ نعمتیں عطا کی ہیں، تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

بے شک اللہ تم سے بہت زیادہ محبت رکھتا ہے۔

(شعب الایمان رقم الحدیث: ۴۴۶۰)

ہر نماز کے بعد اس طرح دعا:

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا:

اے معاذ! اللہ کی قسم! میں تم سے محبت کرتا ہوں اور اے معاذ! تم کو یہ وصیت کرتا ہوں کہ تم ہر نماز کے بعد یہ دعا کیا کرو:

''اے اللہ! اپنے ذکر، اور اپنے شکر اور اپنے اچھے طریقہ سے عبادت پر میری مدد فرما''۔

(حضرت معاذ نے صنابحی کو اس دعا کی وصیت کی اور صنابحی نے ابوعبدالرحمن کو اس کی وصیت کی۔سنن ابوداؤد رقم الحدیث: ۱۵۲۲، سنن النسائی رقم الحدیث: ۱۳۰۲، مصنف عبدالرزاق رقم الحدیث: ۱۹۶۳۲، مسند احمد ج۲ ص۲۹۹)

شکر ادا کرنے کے طریقے:

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

جب کوئی بندہ اللہ کی دی ہوئی نعمت پر الحمد للہ کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو اس سے افضل نعمت عطا فرماتا ہے۔ (سنن ابن ماجہ، رقم الحدیث: ۳۸۰۵، مطبوعہ دارالفکر، بیروت، ۱۴۱۵ھ)

حضرت حکم بن عمیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:۔
جب تم نے **الحمد الله رب العلمين** کہا تو تم نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کر دیا اور اللہ تعالیٰ تمہاری نعمت میں زیادتی کرے گا۔

(جامع البیان، ج ۱، ص ۹۰)

حضرت اسود بن سریع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کو اپنی ثناء اور تعریف میں الحمد للہ سے زیادہ کوئی کلمہ پسند نہیں ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے خود الحمد للہ سے اپنی ثناء کی ہے۔

(مسند احمد، ج ۵، رقم الحدیث: ۱۵۵۸۶)

انا لله وانا اليه راجعون پڑھنے کا اجر:

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:
نعمت خواہ کتنی پرانی ہو جائے جب بھی بندہ اس نعمت پر اللہ تعالیٰ کی حمد کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو نیا ثواب عطا فرماتا ہے اور مصیبت خواہ کتنی پرانی ہو جائے جب بھی بندہ اس پر **انا لله وانا اليه راجعون** پڑھتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو نیا ثواب اور اجر عطا فرماتا ہے۔ نعمت پر شکر ادا کرنے سے اس نعمت کی مسئولیت (یعنی قیامت کے دن اس نعمت کے بارے میں پوچھ گچھ) کم ہو جاتی ہے اور مصیبت پر صبر کرنے سے اس کے ثمرات کی حفاظت ہوتی ہے۔

(نوادر الاصول، ج ۲، ص ۲۰۳)

نعمت کی ناقدری کرنے والے:

حضرت عائشہ صدّیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم میرے پاس تشریف لائے اور اپنے گھر میں روٹی کا ایک ٹکڑا پڑا ہوا دیکھا۔ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم اس کے پاس چل کر گئے۔

آپ ﷺ نے اس کو اٹھایا، اس پر ہاتھ پھیرا اور فرمایا:

اے عائشہ! اللہ کی نعمتوں کے ساتھ اچھا سلوک کرو۔ جس نعمت کی لوگ ناقدری کرتے ہیں، ان کے پاس وہ نعمت بہت کم دوبارہ آتی ہے۔

(نوادرالاصول، ج ۴، ص ۱۷۴)

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:۔

جس نے قلیل چیز کا شکر ادا نہیں کیا اس نے کثیر چیز کا بھی شکر ادا نہیں کیا اور اللہ کی نعمت کا بیان کرنا شکر ہے اور اس بیان کو ترک کرنا کفر ہے۔ (یعنی ناشکری ہے)

(اس حدیث کی سند صحیح ہے، مسند احمد، ج ۱۴، رقم الحدیث: ۱۸۳۶۱)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:۔

جو بندوں کا شکر ادا نہیں کرتا، وہ اللہ کا بھی شکر ادا نہیں کرتا۔

(سنن ابو داؤد، ج ۴، رقم الحدیث: ۴۸۱۱، سنن الترمذی، ج ۳، رقم الحدیث: ۱۹۶۱، مسند احمد، ج ۷، رقم الحدیث: ۷۴۹۵، صحیح ابن حبان، رقم الحدیث: ۲۰۷۰، الادب المفرد، رقم الحدیث: ۲۱۸، مسند ابویعلی، رقم الحدیث: ۱۱۲۲)

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

جس شخص کو کوئی چیز دی گئی تو وہ اس کے بدلے میں کوئی چیز دے۔ اگر کوئی چیز نہ ملے تو اس کی تعریف کرے۔ جس نے اس کی تعریف کی اس نے اس کا شکر کیا اور جس نے اس کو چھپایا، اس نے کفر کیا۔ (ناشکری کی)

(سنن ابوداؤد، ج ۴، رقم الحدیث: ۴۸۱۳)

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:۔

جس شخص کے ساتھ کوئی نیکی کی گئی اور اس نے اس نیکی کرنے والے سے کہا:

جزاک اللہ خیرا (یعنی اللہ تعالیٰ تمہیں جزائے خیر دے۔)

تو اس نے اس شخص کی پوری تعریف کر دی۔

(جامع الترمذی، ج ۳، رقم الحدیث: ۲۰۴۲)

صبر اور شکر کے بدلے سونا بھی قبول نہ فرمایا:

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:۔
میرے رب نے مکہ کی وادی کو پیش کیا تا کہ اس کو میرے لیے سونا بنا دے۔ میں نے کہا: اے میرے رب! میں ایک دن سیر ہو کر کھاؤں گا اور ایک دن بھوکا رہوں گا، جب میں بھوکا ہوں گا تو تجھے یاد کروں گا تجھ سے فریاد کروں گا اور جب میں سیر ہوں گا تو تیرا شکر ادا کروں گا اور تیری حمد کروں گا۔

(جامع الترمذی، ج۴، رقم الحدیث:۲۳۵۴، مسند احمد، ج۸، رقم الحدیث:۲۲۲۵۲)

اپنا حال بتاتے ہوئے اللہ ﷻ کا شکر کرنا چاہیے:

حضرت فضیل بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے اپنے اصحاب میں سے ایک شخص سے ملاقات کی۔ آپ ﷺ نے اس سے پوچھا تمہارا کیا حال ہے؟ اس نے کہا: میں ٹھیک ہوں، آپ ﷺ نے پھر پوچھا تمہارا کیا حال ہے؟ اس نے کہا میں ٹھیک ہوں اور اللہ کا شکر ادا کرتا ہوں، آپ ﷺ نے فرمایا:۔

میں تم سے یہی سننا چاہتا تھا۔

(کتاب الدعاء للطبرانی، رقم الحدیث:۱۹۳۹)

پہلی بار ہی مصیبت پر صبر:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک عورت کے قریب سے گزرے جو قبر کے پاس رو رہی تھی، آپ نے فرمایا اللہ سے ڈرو اور صبر کرو اس نے کہا کہ ایک طرف ہٹو، تم کو میری طرح مصیبت نہیں پہنچی، اس نے آپ کو پہچانا نہیں تھا، اس کو بتایا گیا کہ یہ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دروازہ پر آئی وہاں اس نے کوئی دربان نہیں پایا، اس نے کہا میں نے آپ کو پہچانا

نہیں تھا، آپ ﷺ نے فرمایا:

جب پہلی بار صدمہ (یا مصیبت) پہنچے، اسی وقت (نفس کو روکنا) صبر ہوتا ہے۔

(صحیح البخاری، رقم الحدیث: ۱۲۸۳، صحیح مسلم، رقم الحدیث: ۹۲۶)

عافیت کا سوال کرو:

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سنا ایک شخص یوں دعا کررہا تھا:

''اے اللہ! میں تجھ سے صبر کا سوال کرتا ہوں! آپ ﷺ نے فرمایا تم نے اللہ سے بلا (مصیبت) کا سوال کیا ہے، تم اللہ سے عافیت کا سوال کرو''۔

(جامع الترمذی رقم الحدیث: ۳۵۲۷، مصنف ابن ابی شیبہ ج ۱۰ ص ۲۶۹، مسند احمد ج ۵ ص ۲۳۱)

حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دشمنوں سے جنگ کرتے ہوئے ایک دن انتظار کیا حتی کہ سورج ڈھل گیا، پھر آپ نے لوگوں میں خطبہ دیتے ہوئے فرمایا:

اے لوگو! دشمن سے مقابلہ کی توقع نہ کرو، اور اللہ سے عافیت کا سوال کرو، اور جب تمہارا دشمن سے مقابلہ ہوتو صبر کرو (یعنی بزدلی نہ دکھاؤ) اور یقین رکھو کہ جنت تلواروں کے سائے کے نیچے ہے۔

(صحیح البخاری، رقم الحدیث: ۲۶، ۲۹۶۵، صحیح مسلم، رقم الحدیث: ۱۸۷۷)

میں زیادہ حقدار ہوں کہ قیام کی مشقت پر صبر کروں:

حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما بیان کرتی ہیں کہ جس دن سورج گرہن ہوا اس دن نبی صلی اللہ علیہ وسلم گھبرائے آپ نے اپنی قمیض پہنی، اور چادر اوڑھی، پھر آپ نے لوگوں کو نماز پڑھائی اور اس میں بہت لمبا قیام کیا، پھر آپ نے رکوع کیا، میں نے دیکھا کہ ایک عورت مجھ سے عمر میں بڑی تھی اور وہ کھڑی ہوئی تھی اور ایک عورت میری بہ

نسبت بیمارتھی وہ بھی قیام میں تھی ،تو میں نے دل میں کہا میں تمہاری بہ نسبت زیادہ حقدار ہوں کہ طول قیام کی مشقت پرصبر کروں''۔(مسند احمد ج ۶ ص ۳۴۹)

مریض اپنے مرض کی شکایت نہ کرے:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔اللہ تبارک وتعالیٰ ارشادفرماتا ہے:

جب میں اپنے مومن بندہ کوکسی مصیبت (یا مرض) میں مبتلا کرتا ہوں،اوروہ اپنے عیادت کرنے والوں سے میری شکایت نہ کرے تو میں اس کوقید سے آزاد کردیتا ہوں اوراس کا گوشت پہلے گوشت سے بہتر بنادیتا ہوں،اوراس کا خون پہلے خون سے بہتر بنادیتا ہوں اورازسرنواس کے عمل شروع کردیتا ہوں۔(سنن کبریٰ للبیہقی ج ۳،ص ۳۷۵،المستدرک ج ۱،ص ۳۴۸)

اللہ جَلَّ جَلَالُهٗ کو دو گھونٹ پسند ہیں:

حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ارشادفرمایا:

''اللہ تعالیٰ کو دوقطرے زیادہ محبوب ہیں،ایک وہ (خون کا) قطرہ جواس کے راستہ میں گرا ہو،ایک وہ آنسو کا قطرہ جواس شخص کی آنکھ سے گرا ہو جوآدھی رات کواللہ کے خوف سے کھڑا عبادت کررہا ہو،اوراللہ تعالیٰ کو دوگھونٹ زیادہ محبوب ہیں،ایک صبر کا وہ گھونٹ جب کوئی شخص سخت درد کو برداشت کرکے صبر کا گھونٹ بھرلے اور دوسرا وہ گھونٹ جب کوئی شخص غصہ کو برداشت کرکے صبر کا گھونٹ پی لے''۔(مصنف ابن ابی شیبہ ج ۷،رقم الحدیث:۳۴۳۹۸)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا:''اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ اجر والا وہ گھونٹ ہے کہ بندہ اللہ کی رضا کے لیے غصہ کو مضبوط کرکے گھونٹ بھرلے''۔(سنن ابن ماجہ رقم الحدیث:۴۱۸۹، مسند احمد ج ۲،ص ۱۲۸)

ایمان کا ایک حصہ صبر اور دوسرا شکر ہے:

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ایمان کے دو حصے ہیں، ایک حصہ صبر میں ہے اور ایک حصہ شکر میں ہے۔

(شعب الایمان رقم الحدیث: ۹۷۱۵، الفردوس للدیلمی رقم الحدیث: ۳۷۸، الجامع الصغیر رقم الحدیث: ۳۱۰۶، جمع الجوامع رقم احدیث: ۹۷۴۳، کنز العمال رقم الحدیث: ۶۱)

مصائب اور بیماریوں کو چھپائیں:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

صدقہ کو پوشیدہ رکھنا اور مصائب اور بیماریوں کو چھپانا نیکی کے خزانوں میں سے ہے اور جس نے اپنی پریشانی کا اظہار کیا، اس نے صبر نہیں کیا۔ (شعب الایمان رقم الحدیث: ۱۰۰۵۰، کامل ابن عدی ج ۳، ص ۱۰۸۸)

اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے ولی کا حدیث رسول (ﷺ) پر عمل:

حضرت سید محمد اسماعیل شاہ بخاری المعروف حضرت کرماں والے صاحب رحمۃ اللہ علیہ شکوہ شکایت کو ناپسند فرماتے تھے اور شکر ادا کرنے کی تلقین فرمایا کرتے تھے۔ آپ کی خانقاہ عالیہ حضرت کرماں والا شریف میں جب جامع مسجد بنانے کا آغاز ہو رہا تھا آپ نے ایک سن رسیدہ شخص (جس کا نام بلندا تھا) کو جگہ کی پیمائش کے لئے بھیجا جب وہ واپس آیا تو اس نے شکایت کی کہ میرے پاؤں میں کانٹا چبھ گیا ہے آپ نے اس بات کو ناپسند فرمایا اور قدرے جلال میں ارشاد فرمایا: تمھیں وہ بات یاد نہیں جب ہندوستان میں جوانی کے عالم میں تم چوری کرنے گئے تھے گھر والے جاگ گئے تھے تو تم دیوار پر چڑھ کر بھاگنے لگے تھے اور گھر والوں نے تمھارے سر پر ڈنڈے برسانے شروع کر دیے تھے وہ ڈنڈے تمھارے سر پر لگنے کے بجائے دیوار پر لگے تھے وہ شخص ہاتھ جوڑ کر کھڑا ہو گیا اور عرض کیا: میں اپنی غلطی پر نادم ہوں۔ (سبحان اللہ! آپ نے اپنے کشف سے اس کی جوانی کے حالات بتا دیے)

......شرم وحیاء کو اختیار کریں......

فہرس

صلی اللہ علی حبیبہ محمد والہ وسلم

حیاء کا قرآن مجید میں حکم:

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿قُلْ لِلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ ذٰلِكَ اَزْكٰى لَهُمْ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌ بِمَا يَصْنَعُوْنَ﴾ (النور:۳۰)

آپ مومنوں سے کہیے کہ اپنی نگاہوں کو نیچے رکھیں اور اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کریں یہ ان کے لئے بڑی پاکیزگی کی بات ہے۔ بے شک ان کے کاموں سے اللہ تعالیٰ باخبر ہے۔

حیاء ایمان کا حصہ ہے:

حضرتِ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ ایک انصاری آدمی کے پاس سے گزرے جو اپنے بھائی کو حیاء کی نصیحت کر رہا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''حیاء ایمان کا ایک حصّہ ہے''۔

(مشکوٰۃ، باب الرفق والحیاء، الفصل الاول، بحوالہ بخاری و مسلم)

حضرت ابنِ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

حیاء اور ایمان دونوں کو ایک دوسرے سے مِلا دیا گیا ہے۔ جب اِن میں سے ایک کو اُٹھا لیا جاتا ہے تو دوسری چیز بھی اُڑ جاتی ہے اور حضرت ابن عبّاس کی روایت میں ہے کہ جب ان میں سے ایک چیز چھین لی جاتی ہے تو دوسری بھی اُس کے پیچھے چلی جاتی ہے۔

(مشکوٰۃ، باب الرفق والحیاء، الفصل الاول، بحوالہ بیہقی فی شعب الایمان)

حیاء میں بھلائی ہے:

حضرت عمران بن حُصَین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''حیانہیں لاتی مگر بھلائی۔ایک اور روایت میں ہے: حیاساری ہی بھلائی ہے''۔

(مشکوٰۃ،باب الرفق والحیاء،الفصل الاول،بحوالہ بخاری ومسلم)

تجھے حیاء نہ ہوتو جو چاہے کر:

حضرت ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''پہلی نبوّت کی باتوں سے جو بات لوگوں کو ملی وہ یہ ہے کہ جب تجھے حیانہ رہے تو جو چاہے کر''۔

(مشکوٰۃ،باب الرفق والحیاء،الفصل الاول،بحوالہ بخاری ومسلم)

جس کو حیاء نہ ہو وہ پتھر دل ہوتا ہے:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''حیاء ایمان سے ہے اور ایمان جنت سے ہے۔فحش گوئی سنگ دلی سے ہے اور سنگ دلی جہنم سے ہے''۔

(مشکوٰۃ،باب الرفق والحیاء،الفصل الثانی بحوالہ احمد،ترمذی)

حضرت زید بن طلحہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

ہر دین کا ایک خُلق ہوتا ہے اور اسلام کا خُلق حیاء ہے۔

(مشکوٰۃ،باب الرفق والحیاء،الفصل الثالث بحوالہ امام مالک،ابنِ ماجہ،بیہقی فی شعب الایمان)

عورتوں کو گھر سے باہر نکلنے کے لئے نقاب پہننا:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (خیبر سے) مدینہ تشریف لائے اس وقت کہ آپ ﷺ نے حضرت صفیہ بنت حیی رضی اللہ عنہا سے شادی کی ہوئی تھی انصار کی عورتوں نے آ کر حضرت صفیہ کے متعلق بیان کیا، میں نے

اپنا حلیہ بدلا اور نقاب پہن کر (انہیں دیکھنے) گھر سے نکلی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میری آنکھ کو دیکھ کر پہچان لیا، میں (واپس) تیزی سے دوڑی، آپ نے مجھے پکڑ کر گود میں اٹھالیا اور فرمایا:

''تم نے ان کو کیسا پایا''؟ میں نے کہا''اس یہودی عورت کو یہودیوں میں بھیج دیجئے''۔

(سنن ابن ماجہ رقم الحدیث: ۱۹۸۰)

اس حدیث شریف میں ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے نقاب پہننے کا ذکر ہے اور یہ کہ ازواج مطہرات اور مسلم خواتین جب کسی ضرورت کے لئے گھر سے باہر نکلتی تھیں تو چادروں سے اپنے چہرے ڈھانپ لیتی تھیں۔

امام بخاری حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے واقعہ افک کی حدیث روایت کرتے ہوئے آپ رضی اللہ عنہا کا اپنے چہرے کو کپڑے سے چھپانے کا ذکر کرتے ہیں، آپ رضی اللہ عنھا فرماتی ہیں:

میں اپنے پڑاؤ پر بیٹھی ہوئی تھی کہ مجھ پر نیند غالب آ گئی، اور میں سوگئی اور حضرت صفوان بن معطل اسلمی رضی اللہ عنہ لشکر کے پیچھے تھے، وہ رات کے آخری حصہ میں چلے اور صبح کے وقت میرے پڑاؤ پر پہنچے تو انہوں نے ایک انسانی ہیولا دیکھا، جب وہ میرے پاس آئے تو انہوں نے مجھے پہچان لیا کیونکہ انہوں نے حجاب کے حکم سے پہلے مجھے دیکھا ہوا تھا۔ انہوں نے کہا''انا للہ وانا الیہ راجعون'' میں یہ سن کر بیدار ہوگئی اور میں نے اپنی چادر سے اپنا چہرہ ڈھانپ لیا۔

(صحیح البخاری رقم الحدیث: ۴۱۴۱)

احرام کے احکام سے چہرہ چھپانے کا ثبوت:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے کھڑے ہوکر کہا یا رسول اللہ ﷺ! آپ احرام میں ہمیں کون سے کپڑے پہننے کا حکم دیتے ہیں؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

قمیصیں اور شلواریں نہ پہنو، عمامے اور ٹوپیاں نہ پہنو، البتہ اگر کسی کے پاس جوتیاں نہ ہوں تو وہ موزے پہن سکتا ہے لیکن ان کو ٹخنوں کے نیچے سے کاٹ لے اور کوئی ایسا کپڑا نہ پہنو جس کو زعفران یا ورس [واؤ، راء، سین (ایک گھاس جس سے سرخ رنگ نکلتا ہے)] سے رنگا ہوا ہو اور احرام کی حالت میں عورت نقاب ڈالے نہ دستانے پہنے۔

(صحیح البخاری رقم الحدیث:۱۸۳۸، سنن ابوداؤد رقم الحدیث:۱۸۲۳، صحیح مسلم رقم الحدیث:۱۱۷۷، سنن النسائی رقم الحدیث:۲۶۶۶)

احرام میں نقاب ڈالنے کی ممانعت سے یہ واضح ہوتا ہے کہ عام حالات میں خواتین نقاب ڈالتی تھیں۔

میں نے بیٹا کھویا ہے حیاء نہیں:

حضرت شماس رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ام خلاد نام کی ایک عورت نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اس حال میں کہ اس نے نقاب پہنی ہوئی تھی۔ اس کا بیٹا شہید ہوگیا تھا وہ اس کے متعلق پوچھنے آئی تھی، نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے بعض صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنھم نے کہا: تم اپنے بیٹے کے متعلق پوچھ رہی ہو اور اس حال میں بھی تم نے نقاب پہنی ہوئی ہے! اس نے کہا میں نے اپنے بیٹا کھویا ہے اپنی حیاء نہیں کھوئی۔

(سنن ابوداؤد رقم الحدیث: ۲۴۸۸)

امام بخاری فرماتے ہیں کہ سعید بن ابی الحسن نے حسن بصری سے پوچھا کہ عجمی عورتیں اپنے سینوں اور سروں کو کھلا رکھتی ہیں؟ انہوں نے کہا تم اپنی آنکھوں کو ان سے دور

رکھو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: آپ مسلمان مردوں سے کہیے کہ اپنی نگاہوں کو نیچے رکھیں۔ (النور: ۳۰) زہری نے کہا جن نابالغ لڑکیوں پر شہوت آئے ان کے جسم کے کسی حصہ کو دیکھنا جائز نہیں ہے خواہ وہ کم عمر ہوں۔

(صحیح البخاری کتاب الاستیذان، باب: ۲)

مردوں کے لئے نامحرم عورتوں کی طرف دیکھنا جائز نہیں:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی سواری کے پچھلے حصے پر اپنے پیچھے حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہما کو بٹھا لیا ،اور حضرت فضل بن عباس بہت خوبصورت تھے، یہ دس ذوالحجہ کا دن تھا۔لوگ آپ سے مسائل پوچھ رہے تھے،اور آپ ان کو جواب دے رہے تھے،قبیلہ خثعم کی ایک حسین عورت آئی وہ بھی آپ سے سوال کر رہی تھی۔حضرت فضل کو اس عورت کی خوب صورتی اچھی لگی وہ اس کی طرف دیکھنے لگے۔نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مڑ کر حضرت فضل کو اس عورت کی طرف دیکھتے ہوئے دیکھا۔آپ ﷺ نے حضرت فضل کی ٹھوڑی اپنے ہاتھ سے پکڑی اور ان کا چہرہ اس عورت کی طرف سے دوسری جانب پھیر دیا۔اس عورت نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ مسئلہ معلوم کیا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر حج فرض کیا ہے اور اس کا باپ بہت بوڑھا ہے وہ سواری پر بیٹھ نہیں سکتا ہے۔کیا وہ اس کی طرف سے حج ادا کر سکتی ہے؟۔نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں!

(صحیح البخاری رقم الحدیث: ۶۲۲۸، صحیح مسلم رقم الحدیث: ۱۳۳۴، سنن ابو داؤد رقم الحدیث: ۱۸۰۹، سنن النسائی رقم الحدیث ۲۶۴۱)

حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اچانک نظر پڑ جانے کے متعلق سوال کیا، آپ نے مجھے حکم دیا کہ میں فوراً نظر ہٹا لوں۔ (جامع الترمذی رقم الحدیث: ۲۷۷۶، سنن ابو داؤد رقم الحدیث: ۲۱۴۸)

رسول اللہ ﷺ نے راستوں میں بیٹھنے سے منع فرمایا:

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

تم راستوں میں بیٹھنے سے بچو۔صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا یا رسول اللہ (ﷺ) ! راستوں میں بیٹھنے کے سوا تو ہمارا گزارا نہیں۔ہم وہاں بیٹھ کر باتیں کرتے ہیں۔آپ ﷺ نے فرمایا: اگر تمہارا راستوں میں بیٹھنا ضروری ہے تو پھر تم راستوں کا حق ادا کرو۔صحابہ رضی اللہ عنہم نے پوچھا یارسول اللہ ﷺ! راستوں کا حق کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا:

''نظر نیچی رکھنا، راستہ سے تکلیف دہ چیز کو دور کرنا، سلام کا جواب دینا، نیکی کا حکم دینا اور برائی سے روکنا''۔

(صحیح البخاری رقم الحدیث: ۶۲۲۹، صحیح مسلم رقم الحدیث: ۲۱۲۱، سنن ابوداؤد رقم الحدیث: ۴۸۱۵)

زبان اور آنکھ کی بدکاری:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

اللہ تبارک وتعالیٰ نے ابن آدم کا زنا سے حصہ لکھ دیا ہے، جس کو وہ ضرور پائے گا پس آنکھوں کا زنا (غیر محرم عورت کو) دیکھنا ہے، اور زبان کا زنا (فحش) بات کرنا ہے، نفس تمنا کرتا اور خواہش کرتا ہے اور اس کی شرم گاہ اس کی تصدیق یا تکذیب کرتی ہے۔ (بندہ جب برائی کر لیتا ہے تو نفس کی خواہش سچی ہو جاتی ہے اور جب برائی سے رک جاتا ہے نفس کی کی خواہش جھوٹی ہو جاتی ہے۔)

(صحیح البخاری رقم الحدیث: ۶۲۴۳، صحیح مسلم رقم الحدیث: ۲۶۵۷، سنن ابو داؤد رقم الحدیث: ۲۱۵۲، سنن النسائی رقم الحدیث: ۱۳۷)

نظریں نیچی کرنے والے کو اجر:

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

جو مسلمان بھی کسی عورت کی طرف پہلی نظر ڈال کر نظر نیچی کر لیتا ہے اللہ اس کے

لیےایسی عبادت پیدا کر دیتا ہے جس میں حلاوت ہوتی ہے۔

(مسند احمد ج ۵ ص ۲۶۴، المعجم الکبیر رقم الحدیث: ۷۸۴۲، شعب الایمان، رقم الحدیث: ۵۴۳۱، مجمع الزوائد ج ۴ ص ۶۳)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ قیامت کے دن ہر آنکھ رو رہی ہو گی سوا اس آنکھ کے جو اللہ کی حرام کی ہوئی چیزوں کو دیکھ کر جھک گئی اور سوا اس آنکھ کے جو اللہ کی راہ میں بیدار رہی اور سوا اس آنکھ کے جس سے اللہ کے خوف سے آنسو کا ایک ننھا سا قطرہ بھی نکلا۔

(الفردوس بماثور الخطاب رقم الحدیث: ۴۷۵۹، کنز العمال رقم الحدیث: ۴۳۳۵۷)

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
تم میرے لیے چھ چیزوں کے ضامن ہو جاؤ میں تمہارے لیے جنت کا ضامن ہوں، جب تم میں سے کوئی شخص بات کرے تو جھوٹ نہ بولے اور جب وعدے کرے تو اس کی خلاف ورزی نہ کرے، اور جب امانت رکھی جائے تو اس میں خیانت نہ کرے اور اپنی نظریں نیچی رکھو، اور اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کرو، اور اپنے ہاتھوں کو روکے رکھو۔

(المعجم الکبیر رقم الحدیث: ۸۰۱۸، مجمع الزوائد ج ۱۰ ص ۳۰۱)

نظر ابلیس کے تیروں میں سے تیر ہے:

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''نظر ابلیس کے زہریلے تیروں میں سے ایک تیر ہے جس شخص نے اللہ کے خوف کی وجہ سے اس کو ترک کر دیا اللہ عزوجل اس کے دل میں ایمان کی حلاوت پیدا کر دے گا''۔ (المستدرک رقم الحدیث: ۷۹۴۵، مجمع الزوائد ج ۸ ص ۶۳)

عورتیں بھی مردوں کو نہ دیکھیں:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ محترمہ حضرت ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ وہ اور آپ کی دوسری زوجہ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم کے پاس بیٹھی ہوئی تھیں کہ حضرت ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ آپ کے پاس آئے، یہ اس وقت کی بات ہے جب ہمیں حجاب میں رہنے کا حکم دیا گیا تھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم دونوں اس سے حجاب میں چلی جاؤ، میں نے عرض کیا:

یا رسول اللہ ﷺ! کیا یہ نابینا نہیں ہے، یہ تو ہم کو نہیں دیکھ سکے گا، تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

کیا تم دونوں بھی نابینا ہو، کیا تم اس کو نہیں دیکھ رہیں۔

(یہ حدیث حسن صحیح ہے، سنن الترمذی رقم الحدیث: ۲۷۷۸، سنن ابوداؤد رقم الحدیث: ۴۱۱۲)

آج کل شرفا میں بھی عام طور پر عورتوں کا مردوں کو دیکھنا اتنا برا نہیں سمجھا جاتا۔ عورتیں اپنے گھروں کی کھڑکیوں اور دروازے کی جھریوں وغیرہ سے مردوں کو جھانک لیا کرتی ہیں۔ انہیں اس حدیث پاک سے خوب خوب درس عبرت حاصل کرنا چاہئے۔

مخنث سے بھی پردہ:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج کے پاس ایک مخنث آتا جاتا تھا اور گھر والوں کو یہ گمان تھا کہ اس کو عورتوں کی خواہش نہیں ہے، ایک دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم آئے اور وہ آپ کی ازواج کے پاس بیٹھا ہوا تھا، وہ ایک عورت کی تعریف کر رہا تھا کہ وہ اتنی موٹی ہے کہ اس کے جسم پر سلوٹیں پڑتی ہیں جب وہ آتی ہے تو اس کے جسم پر چار سلوٹیں پڑتی ہیں اور جب وہ جاتی ہے تو اس کے جسم پر آٹھ سلوٹیں پڑتی ہیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں یہ گمان نہیں کرتا تھا کہ یہ ان تمام چیزوں کو سمجھتا ہے، یہ تمہارے پاس نہ آیا کرے، پھر ازواج مطہرات اس سے پردہ کرنے لگیں۔

(صحیح مسلم رقم الحدیث: ۲۱۸۱، سنن ابوداؤد رقم الحدیث: ۴۱۰۷، السنن الکبریٰ للنسائی رقم الحدیث: ۹۲۴۷)

......صلہ رحمی کریں......

فہرس

صلی اللہ علی حبیبہ محمد والہ وسلم

اظہار نبوت سے پہلے آپ کا نمایاں وصف:

حضور نبی کریم ﷺ غارِ حرا میں تھے۔حضرت جبریل علیہ السلام پہلی وحی لے کر حاضر ہوئے ۔آپ ﷺ کپکپاتے ہوئے گھر واپس تشریف آئے ۔اس وقت ام المومنین حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے جس پاکیزہ گفتگو سے حضور علیہ السلام کی دلجوئی کی اور تسلی دی،اس میں سرکار دوعالم علیہ السلام کے اخلاق کریمہ اور اسوۂ حسنہ کا بہت خوبصورت انداز میں ذکر کیا۔آپ نے عرض کی۔

''یارسول اللہ (ﷺ) ! مبارک ہو۔ بخدا اللہ تعالیٰ کبھی آپ کو رسوا نہ کرے گا۔ آپ صلہ رحمی کرتے ہیں ۔لوگوں کا بوجھ اٹھاتے ہیں ۔اپنی کمائی سے غریبوں ، ناداروں کی امداد فرماتے ہیں ۔مہمانوں کی مہمان نوازی کرتے ہیں ۔اگر کسی پر کوئی مصیبت آ جائے تو آپ اس کی امداد فرماتے ہیں ۔'' (صحیح البخاری ج ا،ص۲)

صلہ رحمی سے رزق میں اضافہ اور رحمت کا نزول:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے جو چاہے کہ اُس کے رزق میں فراخی اور اُس کی عمر میں درازی ہو تو اُسے چاہیے کہ صلہ رحمی کرے۔ (مشکوۃ ، باب البر والصلۃ ،الفصل الاول بحوالہ بخاری ومسلم)

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اللہ میں ہوں ، رحمٰن میں ہوں ، رحم کو میں نے پیدا کیا، اُسے اپنے نام سے نکالا جو اُسے جوڑے تو میں اُسے جوڑوں گا اور جو اُسے توڑے اُسے میں توڑوں گا۔ (مشکوۃ ، باب البر والصلۃ ،الفصل الثانی بحوالہ ابوداؤد)

حضرت عبداللہ بن ابی **اوفی** رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا اس قوم پر رحمت نازل نہیں ہوتی جس میں قطع رحمی کرنے والا ہو۔

(مشکوۃ ، باب البر والصلۃ ،الفصل الثانی بحوالہ شعب الایمان للبیھقی)

حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اپنے نسب سیکھو تا کہ اپنوں سے صلہ رحمی کر سکو۔ صلہ رحمی سے خاندان والوں میں محبت، مال میں کثرت اور عمر میں درازی ہوتی ہے۔ (مشکوٰۃ، باب البر والصلۃ، الفصل الثانی بحوالہ جامع ترمذی)

تین دن سے زیادہ مسلمان بھائی کو چھوڑنے کی ممانعت:

حضرت ابوایوب انصاری ؓ سے روایت ہے رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کسی مسلمان کے لیے جائز نہیں کہ وہ اپنے (مسلمان) بھائی کو تین راتوں سے زیادہ چھوڑے رکھے وہ آپس میں (یوں) ملاقات کریں کہ یہ ادھر منہ پھیرے اور وہ ادھر۔ اور ان میں سے بہتر وہ ہے جو سلام کہنے میں ابتداء کرے۔

(مشکوٰۃ، باب ماینہی عنہ من التہاجر والتقاطع، الفصل الاول، بحوالہ بخاری ومسلم)

حضرت ابو ہریرہ ؓ سے مروی ہے نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کسی مسلمان کے لئے جائز نہیں کہ وہ اپنے بھائی سے تین دن سے زیادہ تعلقات توڑ رکھے پس جس نے تین دن سے زیادہ قطع تعلق رکھا اور (اسی حالت میں) مر گیا۔ وہ جہنم میں داخل ہوگا۔

(مشکوٰۃ، باب ماینہی عنہ من التہاجر والتقاطع، الفصل الثانی، بحوالہ سنن ابوداؤد)

حضرت ابوخراش حدرد بن ابی حدرد اسلمی (سلمی صحابی بھی کہا جاتا ہے) ؓ فرماتے ہیں انہوں نے نبی کریم ﷺ سے سنا آپ ﷺ نے فرمایا جس نے اپنے بھائی کو ایک سال تک چھوڑے رکھا تو یہ خون بہانے کے مترادف ہے۔

(مشکوٰۃ، باب ماینہی عنہ من التہاجر والتقاطع، الفصل الثانی، بحوالہ سنن ابوداؤد)

حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کسی مسلمان کے لیے جائز نہیں کہ وہ کسی مومن کو تین دن سے زیادہ چھوڑے رکھے اگر تین دن گزر جائیں تو اس سے ملاقات کر کے سلام کہے اگر وہ سلام کا جواب دے دے تو ثواب میں دونوں شریک ہوں گے اور اگر جواب نہ دے تو گناہ اس پر ہوگا اور سلام دینے والا قطع

تعلق سے بری الذمہ ہوگیا۔ (مشکوٰۃ، باب ما ینھیٰ عنہ من التھاجر والتقاطع، الفصل الثانی، بحوالہ ابوداؤد، امام ابوداؤد نے فرمایا جب قطع تعلق اللہ تعالیٰ کے لیے ہوتو اس میں کوئی گناہ نہیں۔

صلہ رحمی کرنے والا کون ہے؟

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بدلہ چکانے والا صلہ رحمی کرنے والا نہیں، صلہ رحمی کرنے والا وہ ہے جب اس سے رشتہ داری توڑ دی جائے تب بھی وہ صلہ رحمی کرے۔ (مشکوٰۃ، باب البر والصلۃ، الفصل الاول بحوالہ صحیح بخاری)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی عرض گزار ہوا یارسول اللہ (ﷺ) میرے کچھ رشتہ دار ہیں کہ میں اُن سے جوڑتا ہوں وہ مجھ سے توڑتے ہیں، میں اُن کے ساتھ نیکی کرتا ہوں اور وہ میرے ساتھ برائی کرتے ہیں میں اُن کے ساتھ بردباری سے پیش آتا ہوں اور میرے ساتھ جہالت سے۔ فرمایا اگر یہی بات ہے جو تم نے بیان کی تو تم ان کا منہ بھوبل سے بھرتے ہو جب تک تم اسی طریقے پر کاربند رہو گے تو اللہ تعالیٰ برابر تمہاری مدد فرماتا رہے گا۔ (مشکوٰۃ، باب البر والصلۃ، الفصل الاول بحوالہ صحیح مسلم)

بیوی کے رشتے داروں سے اچھا سلوک کرو:

حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ بارگاہ نبوت میں جب کوئی شخص ہدیہ پیش کرتا تو حضور ﷺ فرماتے کہ یہ فلاں خاتون کو پہنچا دو کیونکہ وہ میری رفیقہ حیات خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کی سہیلی تھی۔ وہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے محبت کرتی تھی۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے آپ فرماتی ہیں کہ حضور ﷺ جب کوئی بکری ذبح کرتے تو اس کا گوشت ام المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کی سہیلیوں کی طرف بھیجا کرتے۔ ایک دفعہ آپ کی بہن حضور ﷺ کی ملاقات کے لئے آئی۔ حضور ﷺ نے بڑی خوشی سے ان سے گفتگو کی اور ان کی بات سنی۔

ایک دن ایک خاتون حاضر خدمت ہوئی ۔حضور ﷺ نے اس کی آمد پر بڑی مسرت کا اظہار کیا اور اس کے حالات احسن طریق سے دریافت کئے ۔ وہ چلی گئی تو حضور ﷺ نے فرمایا، یہ وہ خاتون ہے کہ حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے زمانہ میں اکثر آتی تھی۔حضور ﷺ نے فرمایا:''اِنَّ حُسْنَ الْعَهْدِ مِنَ الْاِيْمَان'' ''پرانے تعلقات کوملحوظ رکھنا اور جوتم سے محبت کرے اس کا خیال رکھنا اور جو تیرے محبت کرنے والے سے محبت کرے اس کا خیال رکھنا ایمان کا حصہ ہے۔'' (الشفاء، جلد۱، صفحہ۱۶۶)

نجاشی کے وفد کی مہمانداری:

حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں:

ایک دفعہ نجاشی کی طرف سے ایک وفد آیا ۔حضور ﷺ بنفس نفیس ان کی مہمانداری اور خاطر مدارات کا انتظام کرنے لگے۔صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی یارسول اللہ (ﷺ) ہم حاضر ہیں ہم ان کی خاطر مدارات میں کوئی کسر نہیں اٹھا رکھیں گے ،حضور ﷺ خود کیوں تکلیف فرماتے ہیں۔حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

''میرے صحابہ جب وہاں گئے تو ان لوگوں نے ان کی بڑی عزت کی ۔ میں چاہتا ہوں کہ میں ان کو اس خاطر مدارات کا خود صلہ دوں۔'' (الشفاء، جلد۱، صفحہ۱۶۶)

رضاعی ماں اور اس کے قریبی رشتہ داروں سے سلوک:

ابوطفیل کہتے ہیں میں نے ایک روز دیکھا، جب میں ابھی بچہ تھا، کہ ایک خاتون حضور ﷺ کی خدمت میں آئی جب وہ قریب پہنچی تو حضور ﷺ نے اپنی چادر مبارک اس کے لئے بچھا دی اور اس کو اپنی چادر پر بیٹھنے کا حکم دیا۔ میں نے لوگوں سے پوچھا یہ کون خاتون ہے جس کی حضور ﷺ اتنی تعظیم وتکریم فرمارہے ہیں؟ لوگوں نے بتایا کہ یہ حضور ﷺ کی رضاعی والدہ ہیں۔

ثویبہ جو ابو لہب کی لونڈی تھی اس نے سرور عالم ﷺ کو دودھ پلایا تھا حضور ﷺ ہمیشہ اس کی طرف تحائف بھیجتے جن میں اس کے پہننے کے کپڑے بھی ہوتے۔ جب وہ فوت ہوگئی تو حضور ﷺ نے اس کے قریبی رشتہ داروں کے بارے میں پوچھا۔ عرض کی گئی اس کا کوئی رشتہ دار زندہ نہیں ہے۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ اگر اس کے قریبی رشتہ داروں سے کوئی زندہ ہوتا تو حضور ﷺ اس کو بھی ضرور اپنے انعام و اکرام سے نوازتے رہتے۔ (ضیاء النبی بحوالہ الشفاء للقاضی عیاض اندلسی)

اللہ جل جلالہ کے نزدیک محبوب عمل:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سوال کیا کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ محبوب عمل کون سا ہے آپ ﷺ نے فرمایا: نماز کو اپنے وقت پر پڑھنا، میں نے پوچھا پھر کون سا عمل ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا ماں باپ کے ساتھ نیکی کرنا، میں نے پوچھا پھر کون سا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا اللہ کی راہ میں جہاد کرنا۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا آپ نے مجھے یہ احکام بیان فرمائے، اگر میں اور پوچھتا تو آپ اور بتا دیتے۔

(صحیح بخاری رقم الحدیث: ۵۲۷، صحیح مسلم رقم الحدیث: ۸۵، جامع الترمذی رقم الحدیث: ۱۷۳، سنن النسائی رقم الحدیث: ۶۱۰)

اس حدیث میں نبی ﷺ نے نماز کے بعد ماں باپ کے ساتھ نیکی کرنے کا حکم دیا اور اس نیکی کو جہاد سے ایک درجہ اوپر رکھا ہے۔ ماں باپ کی خدمت اور ان کی اطاعت کا یہ تقاضا ہے کہ نہ براہ راست ان کی گستاخی کی جائے اور نہ کوئی ایسا کام کیا جائے جو ان کی دل آزاری کا سبب بنے۔

سب سے کبیرہ گناہ:

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تمام

کبیرہ گناہوں میں سے بڑا کبیرہ گناہ یہ ہے کہ انسان اپنے والدین کو گالی دے یا لعنت کرے ۔ کہا گیا یارسول اللہ (ﷺ) کوئی شخص اپنے ماں باپ پر کیسے لعنت کرے گا ، فرمایا ایک شخص دوسرے شخص کے ماں باپ کو گالی دے گا ،تو وہ دوسرا شخص اس کے ماں باپ کو گالی دے گا ۔
(صحیح البخاری رقم الحدیث:۵۹۷۳،صحیح مسلم رقم الحدیث:۹،سنن ابوداؤدرقم الحدیث:۵۱۴۱، جامع الترمذی رقم الحدیث:۱۹۰۲)

ماں باپ کی خدمت میں جہاد:

حضرت عبداللہ بن عمرو بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے نبی کریم ﷺ سے پوچھا: کیا میں جہاد کروں؟ آپ ﷺ نے پوچھا: کیا تمہارے ماں باپ ہیں؟ اس نے کہا جی ہاں! آپ ﷺ نے فرمایا: پھر تم ان کی خدمت میں جہاد کرو۔
(صحیح البخاری رقم الحدیث :۵۹۷۲،صحیح مسلم رقم الحدیث :۲۵۴۹،سنن ابی داؤد رقم الحدیث :۲۵۹)

عورت کے لئے جنت واجب:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میرے پاس ایک مسکین عورت اپنی دو بیٹیوں کو اٹھائے ہوئے آئی ، میں نے اس کو تین کھجوریں دیں ، اس نے ان میں سے ہر بیٹی کو ایک کھجور دی ، اور ایک کھجور کھانے کے لیے اپنے منہ کی طرف اٹھائی ، اس کی بیٹیوں نے اس سے وہ کھجور مانگی ، اس نے اس کھجور کے دو ٹکڑے کیے اور آدھی آدھی دونوں بیٹیوں کو دے دی ، مجھے اس پر تعجب ہوا پھر میں نے رسول اللہ ﷺ سے ذکر کیا کہ کس طرح اس عورت نے اپنی بیٹیوں کو اپنے حصہ کی بھی کھجور کھلا دی ۔ آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے اس عورت کے لیے جنت کو واجب کر دیا۔ (صحیح البخاری قم الحدیث:۲۶۳۰)

دو لڑکیوں کی پرورش کا اجر:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس

شخص نے دولڑکیوں کی پرورش کی حتیٰ کہ دونوں بالغ ہوگئیں، آپ نے اپنی انگلیوں کو ملا کر فرمایا قیامت کے دن میں اور وہ اس طرح ہوں گے۔ (صحیح مسلم رقم الحدیث:۲۶۳۱)

بیٹی کی اچھی تعلیم وتربیت کا اجر:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''جس شخص کی ایک بیٹی ہو وہ اس کو ادب سکھائے اور اچھا ادب سکھائے اور اس کو تعلیم دے اور اچھی تعلیم دے، اور اللہ تعالیٰ نے اس کو جو نعمتیں دی ہیں ان نعمتوں میں سے اس کو بھی دے تو اس کی وہ بیٹی دوزخ کی آگ سے ستر حجاب ہو جائے گی''۔

(حلیۃ الاولیاء ج ۵ ص ۵۷، حلیہ الاولیاء رقم الحدیث: ۶۳۴۸، تنزیہہ الشریعہ رقم الحدیث: ۲۰۱۷، کنز العمال رقم الحدیث: ۴۵۳۹۱)

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''جس شخص کی تین بیٹیاں ہوں اور وہ ان پر صبر کرے، ان کو کھلائے اور پلائے اور ان کو اپنی کمائی سے کپڑے پہنائے تو وہ لڑکیاں اس کے لیے دوزخ کی آگ سے حجاب بن جائیں گی''۔ (مسند احمد رقم الحدیث: ۱۷۵۳۸، الادب المفرد رقم الحدیث: ۷۶، سنن ابن ماجہ رقم الحدیث: ۳۶۶۹)

ماں باپ کے بڑھاپے میں ان سے نیک سلوک کرنا:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر چڑھے پھر فرمایا: آمین، آمین، آمین، آپ سے پوچھا گیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ نے کس چیز پر آمین کہی؟ آپ نے فرمایا میرے پاس ابھی جبرائیل علیہ السلام آئے تھے انہوں نے کہا یا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)! اس شخص کی ناک خاک آلود ہو جس کے سامنے آپ کا ذکر کیا گیا اور اس نے آپ پر درود نہیں پڑھا، آپ کہیے، آمین تو میں نے کہا آمین! پھر اس نے کہا اس شخص کی ناک خاک آلود ہو جس پر رمضان کا مہینہ داخل ہوا اور اس کی مغفرت کے بغیر وہ مہینہ گزر گیا آپ کہیے آمین تو میں نے کہا آمین! پھر اس نے کہا اس شخص کی ناک خاک آلود ہو نے اپنے ماں باپ یا

دونوں میں سے کسی ایک کو بڑھاپے میں پایا اور انہوں نے اس کو جنت مین داخل نہیں کیا، آپ کہیے آمین تو میں نے کہا آمین۔

(جامع الترمذی رقم الحدیث: ۳۵۴۵ مسند احمد رقم الحدیث: ۷۴۴۴، علم الکتب، صحیح ابن حبان رقم الحدیث: ۹۰۸)

ماں باپ کے مرنے کے بعد ان سے حسن سلوک:

ماں باپ کے مرنے کے بعد ان کے ساتھ حسن سلوک یہ ہے کہ ان کے دوستوں کے ساتھ حسن سلوک کیا جائے، حدیث میں ہے:

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ سب سے بڑی نیکی یہ ہے کے ماں باپ کے مرنے کے بعد ان کے دوستوں کے ساتھ نیکی کی جائے۔ (صحیح مسلم رقم الحدیث: ۲۵۵۲، جامع الترمذی رقم الحدیث: ۱۹۰۳)

حضرت مالک بن ربیعہ الساعدی بیان کرتے ہیں کہ جس وقت میں بیٹھا ہوا تھا اس وقت انصار میں سے ایک شخص آیا اور کہا یا رسول اللہ (ﷺ)! کیا ماں باپ کے فوت ہونے کے بعد بھی ان کے ساتھ کوئی نیکی کرنا میرے ذمہ ہے؟ آپ نے فرمایا: ہاں چار قسم کی نیکیاں ہیں (۱) ان کی نماز جنازہ پڑھنا (۲) ان کے لیے استغفار کرنا اور ان کے عہد کو پورا کرنا (۳) ان کے دوستوں کی تعظیم کرنا (۴) اور ان کے رشتہ داروں کے ساتھ صلہ رحمی کرنا، یہ ان کے ساتھ وہ نیکیاں ہیں جو ان کی موت کے بعد تم پر باقی ہیں۔

(سنن ابوداؤد رقم الحدیث: ۵۱۴۲، سنن ابن ماجہ رقم الحدیث: ۳۶۶۴، ج ۴ص ۱۵۴)

یہ تو ایک بار خندہ پیشانی کا بدل بھی نہیں:

سلیمان بن بریدہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص اپنی ماں کو اٹھائے ہوئے خانہ کعبہ کا طواف کر رہا تھا، اس نے نبی کریم ﷺ سے سوال کیا: ''کیا میں نے اپنی ماں کا حق ادا کر دیا ہے آپ نے فرمایا نہیں، یہ تو اس کی ایک بار خندہ پیشانی کا بھی بدل نہیں ہے''۔ (مسند البزار رقم الحدیث: ۱۸۷۲، حافظ الہیثمی نے کہا اس حدیث کی سند حسن ہے۔ مجمع الزوئد ج ۸ص ۱۳۷)

والدین انسان کی جنت یا دوزخ ہیں:

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ (ﷺ)! والدین کا اپنی اولاد پر کیا حق ہے؟ آپ نے فرمایا:

وہ اس کی جنت اور دوزخ ہیں۔

(سنن ابن ماجہ رقم الحدیث: ۳۶۶۲)

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص کے ماں باپ یا ان میں سے کوئی ایک جس وقت فوت ہوتے ہیں وہ اس وقت ان کا نافرمان ہوتا ہے پھر وہ ان کے لیے مسلسل مغفرت کی دعا کرتا رہتا ہے حتیٰ کہ اللہ اس کو نیکو کار لکھ دیتا ہے۔ (شعب الایمان رقم الحدیث: ۷۹۰۲)

فرمانبردار کے لئے جنت کے دروازے کھلتے ہیں:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ علیہ السلام نے فرمایا:

جو شخص اس حال میں صبح کرتا ہے کہ وہ اپنے ماں باپ کے معاملہ میں اللہ تعالیٰ کا اطاعت گزار ہوتا ہے، اس کے لیے جنت کے دو دروازے کھلے ہوئے ہوتے ہیں اور اگر وہ ایک کا اطاعت گزار ہوتا ہے تو ایک دروازہ کھلا ہوا ہوتا ہے، اور جو شخص شام کے وقت اس حال میں ہوتا ہے کہ وہ اپنے ماں باپ کے معاملہ میں اللہ تعالیٰ کا نافرمان ہوتا ہے تو صبح کے وقت اس کے لیے دوزخ کے دو دروازے کھلے ہوئے ہوتے ہیں اور اگر وہ ایک کا نافرمان ہوتا ہے تو ایک دروازہ کھلا ہوا ہوتا ہے۔ ایک شخص نے کہا خواہ اس کے ماں باپ اس پر ظلم کریں فرمایا: اگر چہ وہ اس پر ظلم کریں، اگر چہ وہ اس پر ظلم کریں، اگر چہ وہ اس پر ظلم کریں۔ (شعب الایمان رقم الحدیث: ۷۹۱۶)

ماں باپ کی طرف خوشی سے دیکھنے کا اجر:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ علیہ السلام نے فرمایا:

جو نیک شخص اپنے ماں باپ کی طرف رحمت کی نظر سے دیکھے اللہ تعالیٰ اس کو ہر نظر

کے بدلہ میں حج مبرور (مقبول) کا ثواب عطا فرماتا ہے،صحابہ ﷢نے پوچھا خواہ وہ ہر روز سومرتبہ رحمت کی نظر کرے؟ آپ نے فرمایا ہاں! اللہ بہت بڑا اور بہت پاک ہے۔

(شعب الایمان رقم الحدیث:۷۸۵۹)

ماں باپ کی نافرمانی کی سزا زندگی میں ہی:

حضرت ابوبکر ﷜ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''ماں باپ کی نافرمانی کے سوا اللہ ﷻ ہر گناہ میں سے جس کو چاہے گا معاف فرمادے گا اور ماں باپ کی نافرمانی کی سزا انسان کو زندگی میں موت سے پہلے مل جائے گی''۔

(شعب الایمان رقم الحدیث:۷۸۹۰)

ماں باپ سے نیکی کا اجر دنیا میں بھی:

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تین آدمی سفر کررہے تھے۔ان کو بارش نے آلیا،انہوں نے پہاڑ کے اندر ایک غار میں پناہ لی ،غار کے منہ پر پہاڑ سے ایک چٹان ٹوٹ کر آگری اور غار کا منہ بند ہوگیا، پھرانہوں نے ایک دوسرے سے کہا،تم نے جو نیک عمل اللہ ﷻ کے لیے کیے ہوں ان کے وسیلہ سے اللہ ﷻ سے دعا کرو شاید اللہ ﷻ غار کا منہ کھول دے،ان میں سے ایک نے کہا اے اللہ ! میرے ماں باپ بوڑھے تھے اور میری ایک چھوٹی بچی تھی جب میں شام کو آتا تو بکری کا دودھ دوہ کر پہلے اپنے ماں باپ کو پلاتا پھر اپنی بچی، بیوی اور گھر والوں کو پلاتا،ایک دن مجھے دیر ہوگئی میں حسب معمول دودھ لے کر ماں باپ کے پاس گیا، وہ سو چکے تھے، میں نے ان کو جگانا ناپسند کیا اور ان کے دودھ دینے سے پہلے بچی کو دودھ دینا ناپسند کیا، بچی رات بھر بھوک سے میرے قدموں میں روتی رہی اور میں صبح تک دودھ لے کر ماں باپ کے سرہانے کھڑا رہا۔اے اللہ! تجھے خوب علم ہے کہ میں نے یہ فعل صرف تیری رضا کے لیے کیا تھا تو ہمارے لیے اتنی کشادگی دے کہ ہم آسمان کو دیکھ لیں، اللہ ﷻ نے ان کے

لیے کشادگی کردی حتیٰ کہ انہوں نے آسمان دیکھ لیا۔

(صحیح البخاری رقم الحدیث: ۲۲۱۵، صحیح مسلم رقم الحدیث: ۲۷۴۳، سنن ابوداؤد رقم الحدیث ۳۳۸۷)

سب سے پسندیدہ عمل:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا اللہ جل جلالہ کو سب سے زیادہ کون سا عمل پسند ہے، آپ ﷺ نے فرمایا:

نماز کو وقت پر پڑھنا میں نے پوچھا پھر کون سا عمل؟ فرمایا: ماں باپ کے ساتھ نیکی کرنا۔

(الترغیب والترہیب ج ۳ ص ۳۲۳۔۳۲۴ بحوالہ صحیح بخاری و مسلم)

ماں باپ کے ساتھ نیکی کرنے والے کا اجر:

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

جو شخص اپنے ماں باپ کے ساتھ نیکی کرے گا اس کے لیے طوبیٰ (جنت کا ایک سایہ دار درخت) ہے، اور اللہ تعالیٰ اس کی عمر میں زیادتی (برکت پیدا) کرتا ہے

(ابویعلی، طبرانی، حاکم، اصبہانی، حاکم نے کہا اس کی سند صحیح ہے بحوالہ الترغیب والترہیب ج ۳ ص ۳۲۳۔۳۲۴)

اللہ جل جلالہ کی رضا باپ کی رضا میں:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اللہ جل جلالہ کی رضا والد کی رضا میں ہے اور اللہ کی ناراضگی باپ کی ناراضگی میں ہے۔

(الترغیب والترہیب ج ۳ ص ۳۲۳۔۳۲۴ بحوالہ جامع الترمذی، ابن حبان، حاکم، طبرانی)

ان احادیث سے یہ معلوم ہوا کہ ماں باپ کے ساتھ نیکی کرنا اللہ جل جلالہ کے نزدیک محبوب عمل ہے، اس کا ثواب جہاد کے برابر بلکہ اس سے بڑھ کر ہے اور اس کا اجر حج وعمرہ کے مساوی ہے، ماں باپ کے قدموں میں رہنا جنت کی طرف پہنچاتا ہے، اس سے عمر زیادہ ہوتی ہے، دعا قبول ہوتی ہے، دوزخ سے نجات ملتی ہے، مغفرت ہوتی ہے،

اوران کوراضی کرنے سے اللہ ﷻ راضی ہوتا ہے۔

سب سے بڑا گناہ ماں باپ کی نافرمانی:

حضرت ابوبکر صدیق ؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے تین بار فرمایا: ”کیا میں تم کو سب سے زیادہ بڑا گناہ نہ بتاؤں؟ ہم نے کہا کیوں نہیں یا رسول اللہ (ﷺ)! آپ نے فرمایا اللہ ﷻ کے ساتھ شریک کرنا، ماں باپ کی نافرمانی کرنا“، آپ ٹیک لگائے ہوئے تھے پھر بیٹھ گئے، اور فرمایا سنو! جھوٹ اور جھوٹی گواہی، آپ بار بار یہ فرماتے رہے حتیٰ کہ ہم نے کہا کاش! آپ خاموشی اختیار فرماتے۔

(الترغیب والترہیب ج ۳ ص ۳۳۳۔۳۲۴ بحوالہ صحیح بخاری، مسلم، جامع ترمذی)

ماں باپ کے نافرمان کی طرف اللہ ﷻ نظر رحمت نہیں فرمائے گا:

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا:

تین شخصوں کی طرف اللہ تعالیٰ قیامت کے دن نظر (رحمت) نہیں فرمائے گا، ماں باپ کا نافرمان، عادی شرابی، کوئی چیز دے کر احسان جتلانے والا، اور تین آدمی جنت میں داخل نہیں ہوں گے، ماں باپ کا نافرمان، دیوث (اپنی بیوی کی بدکاری پر علم کے باوجود خاموش رہنے والا) اور جو عورت مردوں کی مشابہت کرے۔

(الترغیب والترہیب ج ۳ ص ۳۳۳۔۳۲۴ بحوالہ سنن نسائی، مسند بزار، ان دونوں کی سند حسن ہے، حاکم نے کہا اس کی سند صحیح ہے)

ماں باپ کے نافرمان کو جنت کی خوشبو نصیب نہیں ہوگی:

حضرت ابوہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

پانچ سو میل کی مسافت سے جنت کی خوشبو آئے گی اپنے کام کا احسان جتلانے والے کو، ماں باپ کے نافرمان کو اور عادی شرابی کو یہ خوشبو نصیب نہیں ہوگی۔

(الترغیب والترہیب ج ۳ ص ۳۳۳۔۳۳۴ بحوالہ طبرانی)

حضرت ابوامامہ ﷛ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

تین آدمیوں کا اللہ تعالیٰ کوئی فرض قبول کرے گا نہ نفل، ماں باپ کا نافرمان، احسان جتلانے اور تقدیر کو جھٹلانے والا۔

(کتاب السنۃ بحوالہ الترغیب والترہیب ج۳ص۳۳۳-۳۳۴)

اونچا مقام پانے کیلئے والدین کی فرماں برداری شرط ہے:

حضرت عمرو بن مرہ جہنی ﷛ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ؑ کی خدمت میں ایک شخص آیا اور اس نے کہا یا رسول اللہ (ﷺ)! میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ ﷻ کے سوا کوئی معبود نہیں اور بے شک آپ اللہ ﷻ کے رسول ہیں! اور پانچ نمازیں پڑھتا ہوں، اپنے مال کی زکوٰۃ دیتا ہوں رمضان کے روزے رکھتا ہوں، نبی کریم ؑ نے فرمایا:

جو شخص اس عمل پر فوت ہوگیا، وہ قیامت کے دن نبیوں، صدیقوں اور شہداء کے ساتھ ہوگا، پھر آپ نے دونوں انگلیاں کھڑی کر کے فرمایا شرطیکہ اس نے ماں باپ کی نافرمانی نہ کی ہو۔

(مسند احمد بحوالہ الترغیب والترہیب ج۳ص۳۳۳-۳۲۴، طبرانی ان دونوں نے دوسندوں کے ساتھ روایت کیا ہے اور ان میں سے ایک سند صحیح ہے، ابن خزیمہ اور ابن حبان نے اس کو اپنی صحیح میں اختصار کے ساتھ روایت کیا ہے۔)

ماں باپ کا نافرمان لعنتی ہے:

حضرت ابو ہریرہ ﷛ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ؑ نے فرمایا:

اللہ تعالیٰ سات آسمانوں کے اوپر سے لعنت بھیجتا ہے، اور ان میں سے ہر ایک پر تین بار لعنت بھیجتا ہے، اور ہر ایک کو ایسی لعنت بھیجتا ہے جو اس کو کافی ہے، قوم لوط کا عمل کرنے والا ملعون ہے، قوم لوط کو عمل کرنے والا ملعون ہے، قوم لوط کا عمل کرنے والا ملعون ہے، غیر اللہ کے لیے ذبح کرنے والا ملعون ہے، اپنے ماں باپ کی نافرمانی کرنے والا ملعون ہے۔ (الترغیب والترہیب ج۳ص۳۳۳-۳۲۴ بحوالہ طبرانی، حاکم نے کہا اس کی سند صحیح ہے)

ماں کے نافرمان کی زبان کلمہ نہیں پڑھتی:

حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نبی ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے، آپ کے پاس ایک شخص آیا اور اس نے کہا ایک جوان آدمی قریب المرگ ہے اس سے کہا گیا کہ لا الہ الا اللہ پڑھو تو وہ نہیں پڑھ سکا، آپ ﷺ نے فرمایا:

وہ نماز پڑھتا تھا؟ اس نے کہا ہاں!

پھر رسول اللہ علیہ السلام اٹھے اور ہم بھی آپ کے ساتھ اٹھے، آپ اس جوان کے پاس گئے اور فرمایا کہو لا الہ الا اللہ اس نے کہا مجھ سے نہیں پڑھا جا رہا۔ آپ نے اس کے متعلق پوچھا، کسی نے کہا یہ اپنی والدہ کی نافرمانی کرتا تھا، نبی کریم علیہ السلام نے پوچھا کیا اس کی والدہ زندہ ہے؟ لوگوں نے کہا ہاں! آپ نے فرمایا اس کو بلاؤ وہ آئی آپ نے پوچھا یہ تمہارا بیٹا ہے؟ اس نے کہا ہاں! آپ ﷺ نے فرمایا یہ بتاؤ اگر آگ جلائی جائے اور تم سے یہ کہا جائے کہ اگر تم شفاعت کرو تو اس کو چھوڑ دیتے ہیں ورنہ اس کو آگ میں ڈال دیتے ہیں تو کیا تم اس کی شفاعت کرو گی؟ اس نے کہا یا رسول اللہ (ﷺ)! اس وقت میں اس کی شفاعت کروں گی۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

تب تم اللہ جل جلالہ کو گواہ کر کے کہو تم اس سے راضی ہوگئی ہو۔ اس عورت نے کہا اے اللہ (جل جلالہ)! میں تجھ کو گواہ کرتی ہوں اور تیرے رسول ﷺ کو گواہ کرتی ہوں کہ میں اپنے بیٹے سے راضی ہوں۔

پھر رسول اللہ علیہ السلام نے فرمایا اے لڑکے! اب کہو:

لا الہ الا اللہ وحدہ لاشریک لہ واشھدان محمدا عبدہ ورسولہ

تو اس لڑکے نے کلمہ پڑھا، پس رسول اللہ علیہ السلام نے فرمایا: ’اللہ جل جلالہ کا شکر ہے جس نے اس کو میری وجہ سے آگ سے نجات دی‘‘۔ (الترغیب والترہیب ج ۳ ص ۳۳۳۔۳۲۴ بحوالہ طبرانی واحمد)

حسن سلوک کا زیادہ حق دار کون:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نبی کریم علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: یا رسول اللہ (ﷺ)! میرے حسن سلوک کا کون سب سے زیادہ حق دار ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا تمہاری ماں، اس نے پوچھا پھر کون ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا تمہاری ماں، اس نے پوچھا پھر کون ہے؟ آپ نے فرمایا تمہاری ماں، اس نے پوچھا پھر کون ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا تمہارا باپ۔ (صحیح البخاری رقم الحدیث:۵۹۷۱، صحیح مسلم رقم الحدیث:۲۵۴۸)

تم اور تمہارا مال تمہارے باپ کا ہے:

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ علیہ السلام کے پاس ایک شخص آیا اور اس نے کہا یا رسول اللہ (ﷺ)! میرے پاس مال بھی ہے اور میری اولاد بھی ہے اور میرے والد کو میرے مال کی ضرورت ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تم خود اور تمہارا مال تمہارے باپ کی ملکیت ہے، بے شک تمہاری اولاد تمہاری پاکیزہ کمائی میں سے ہے۔ پس تم اپنی اولاد کی کمائی سے کھاؤ۔ (سنن ابوداؤد رقم الحدیث:۳۵۳۰، سنن ابن ماجہ رقم الحدیث:۲۹۹۲)

ماں کی طرف سے روزے رکھو اور حج کرو:

حضرت بریدہ بن الحصیب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ علیہ السلام کے پاس بیٹھے تھے کہ ایک عورت آئی اور اس نے پوچھا میں نے اپنی ماں پر ایک باندی کو صدقہ کیا تھا، اب وہ فوت ہوگئی ہیں، آپ نے فرمایا تمہارا اجر ثابت ہوگیا اور وراثت نے اس کو تمہیں واپس کر دیا، اس نے کہا یا رسول اللہ (ﷺ)! اس پر ایک ماہ کے روزے تھے، کیا میں اس کی طرف سے روزے رکھوں؟ آپ نے فرمایا اس کی طرف سے روزے رکھو، اس نے پوچھا اس نے حج نہیں کیا تھا آیا میں اس کی طرف سے حج کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس کی طرف سے حج کرو''۔

(صحیح مسلم رقم الحدیث:۱۱۴۹، جامع الترمذی رقم الحدیث:۶۶۷۔۹۲۹، سنن ابوداؤد رقم الحدیث:۱۶۵۶۔۲۸۷۷۔۳۳۰۹)

غیر مسلم ماں سے بھی ملو:

حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میری ماں میرے پاس آئیں وہ رسول اللہ ﷺ کے عہد میں مشرکہ تھیں میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ میری ماں اسلام سے اعراض کرنے والی ہیں، کیا میں ان سے ملوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا تم ان سے ملو۔ (صحیح البخاری رقم الحدیث: ۲۶۲۰ ،صحیح مسلم رقم الحدیث: ۱۰۰۳،سنن ابوداؤد رقم الحدیث: ۱۶۶۸)

خالہ کے ساتھ نیکی کرو:

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے نبی کریم ﷺ کے پاس آکر عرض کیا: یا رسول اللہ (ﷺ)! میں نے بہت بڑا گناہ کرلیا ہے آیا میری توبہ ہوسکتی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کیا تیری ماں ہے؟ اس نے کہا نہیں، آپ نے فرمایا کیا تیری خالہ ہے؟ اس نے کہا جی ہاں! آپ نے فرمایا اس کے ساتھ نیکی کرو۔

(جامع الترمذی رقم الحدیث: ۱۹۰۴،سنن الدارمی رقم الحدیث: ۲۵۱۰ ،مسند احمد ج ۲ ص ۱۳ جامع الاصول رقم الحدیث: ۲۰۲)

رضاعی ماں کی عزت:

حضرت ابو الطفیل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے دیکھا رسول اللہ ﷺ الجعرانہ میں گوشت تقسیم فرمارہے تھے، میں اس وقت لڑکا تھا اور گوشت اٹھا کر لا رہا تھا، ایک عورت آئی اور نبی کریم ﷺ کے قریب پہنچی آپ نے اس کے لیے اپنی چادر بچھا دی، میں نے پوچھا یہ کون ہے؟ لوگوں نے کہا یہ آپ کی رضاعی ماں ہے۔

(سنن ابوداؤد رقم الحدیث: ۵۱۴۴، الادب المفرد رقم الحدیث: ۱۲۹۵، جامع الاصول رقم الحدیث: ۲۰۷)

جنت ماں کے قدموں تلے ہے:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

جنت ماؤں کے قدموں کے نیچے ہے۔

(الجامع الصغیر رقم الحدیث: ۳۶۴۲ ،الکشف والبیان ج ۷ ص ۲۷۲)

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ ماں باپ کی نافرمانی گناہ کبیرہ ہے، اس کی وجہ سے انسان جہنم میں جا گرتا ہے، محشر میں جنت کی خوشبو سے محروم رہتا ہے، ماں باپ کے نافرمان کا کوئی عمل مقبول نہیں ہوتا، موت سے پہلے اس کو دنیا میں فقر اور ذلت اور مہلک بیماریوں کی سزا ملتی ہے۔ اس پر اللہ ﷻ اور اس کے رسول ﷺ کی اور فرشتوں کی لعنت ہے، ماں باپ کے نافرمان کا خاتمہ خراب ہوتا ہے، اس کی بصیرت چھن جاتی ہے اور ایمان جاتا رہتا ہے اور وہ مرتے وقت کلمہ شہادت نہیں پڑھ سکتا۔ اے اللہ! ہم پر ہمارے والدین کو راضی رکھ اور ان کو ہماری طرف سے بہترین جزاء عطا فرما!

رشتہ داروں سے تعلق توڑنے کا بیان:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

ہر جمعرات کو جمعہ کی شب بنو آدم کے اعمال پیش کیے جاتے ہیں، جو شخص رشتہ داروں سے تعلق توڑنے والا ہو اس کا عمل قبول نہیں ہوتا۔

(اس حدیث کو امام احمد نے روایت کیا ہے اور اس کے تمام راوی ثقہ ہیں۔ الترغیب والترہیب ۳ ص ۳۴۳)

یتیم کی پرورش کرنے والا:

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں اور یتیم کی پرورش کرنے والا جنت میں اس طرح ہوں گے آپ نے انگشت شہادت اور درمیانی انگلی کو ملا کر اشارہ کیا''۔ (الترغیب والترہیب ج ۳ ص ۳۴۶ بحوالہ صحیح بخاری، سنن ابی داؤد، جامع الترمذی)

بیوہ اور مسکین کے لئے جد جہد کرنے والا:

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

بیوہ اور مسکین کی پرورش کے لیے جد و جہد کرنے والا، اللہ ﷻ کی راہ میں جہاد کرنے والے کی مثل ہے اور میرا گمان ہے آپ نے فرمایا اس شخص کی مثل ہے جو اکتائے بغیر قیام کرے اور مسلسل روزے رکھے۔

(الترغیب والترہیب ج ۳ ص ۳۵۱ بحوالہ صحیح بخاری و مسلم، سنن ابن ماجہ)

عدل اور انصاف سے کام لیں

فہرس

صلی اللہ علی حبیبہ محمد والہ وسلم

عدل کا حکم قرآن مجید میں :

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد پاک ہے:

اِعۡدِلُوۡا هُوَ اَقۡرَبُ لِلتَّقۡوٰى (سورۃ المائدہ: ۷)

ترجمہ: عدل کرو وہ (عدل کرنا) تقویٰ کے سب سے زیادہ قریب ہے۔

عدل کرنے والوں کی فضیلت :

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

عدل کرنے والے اللہ تعالیٰ کے پاس نور کے منبروں پر رحمٰن کی دائیں جانب بیٹھے ہوں گے اور رحمٰن کے دونوں ہاتھ دائیں ہیں، جو لوگ اپنے گھروں اور جن پر ان کو حاکم بنایا گیا ان میں عدل سے فیصلے کریں گے۔

(صحیح مسلم رقم الحدیث: ۱۸۲۷)

بچوں میں اپنا مال درست تقسیم کریں:

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے میرے والد نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی خدمت میں لے کر حاضر ہوئے اور عرض کیا آپ اس پر گواہ ہو جائیں کہ میں نے نعمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنے مال سے اتنی تنی چیزیں ہبہ کر دیں ہیں۔ آپ نے پوچھا تم نے جتنی چیزیں نعمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دی ہیں کیا اپنے باقی بیٹوں کو بھی اتنی چیزیں دی ہیں، انہوں نے کہا نہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا پھر تم اس پر میرے علاوہ کسی اور کو گواہ بنالو۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا:

کیا تم کو اس سے خوشی نہیں ہوگی کہ تمہارے تمام بیٹے تمہارے ساتھ نیکی کرنے میں

برابر ہوں؟ انہوں نے کہا کیوں نہیں! آپ نے فرمایا: پھر تم بھی ان کے ساتھ برابر کا سلوک کرو۔ایک اور روایت میں ہے آپ نے فرمایا مجھ کو گواہ نہ بناؤ کیونکہ میں ظلم پر گواہی نہیں دیتا۔

(صحیح البخاری رقم الحدیث: ۲۶۵۰،صحیح مسلم رقم الحدیث: ۱۶۲۳،سنن النسائی رقم الحدیث: ۳۷۱۱)

اس حدیث پاک میں ان لوگوں کے لئے درس عبرت ہے جو اپنی جائیداد میں سے اپنی اولاد کو اپنی مرضی سے کم یا زیادہ حصہ دے دیتے ہیں۔ ہمارے معاشرے میں یہ برائی اور ناانصافی اس قدر غالب ہے کہ بہت سے پڑھے لکھے لوگ بھی اس کی لپیٹ میں ہیں۔ خاص طور پر بیٹیوں کو وراثت کے مال کا حقدار نہیں سمجھا جاتا اور اکثر والدین اپنی زندگی میں ہی جائیداد کو بیٹوں میں تقسیم کر کے فارغ ہو جاتے ہیں۔ بیٹیوں کو جہیز دے کر مطمئن کر دیا جاتا ہے اور اگر کوئی خاتون اپنے جائز شرعی حق کا مطالبہ بھی کرے تو اسے بہت برا سمجھا جاتا ہے۔ وہ بہنیں جو اپنے بھائیوں سے اپنا جائز حق لے لیتی ہیں انہیں ہمیشہ ہمیشہ کے لئے اپنے بھائیوں سے تعلق ختم کرنا پڑتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اولاد کے معاملے میں ہر طرح کی ناانصافی اور ظلم سے بچائے اور جائیداد کو شریعت کے مطابق تقسیم کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

عدل کے بغیر خوشحالی نہیں:

ربیعہ بن ابی عبدالرحمٰن بیان کرتے ہیں کہ عراق والوں میں سے کوئی شخص حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور کہا میں آپ کے پاس ایک ایسے کام کے لیے آیا ہوں جس کا کوئی سر ہے نہ کوئی دم ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا وہ کیا ہے؟ اس نے کہا ہمارے علاقے میں جھوٹی گواہیاں دینے کا بہت رواج ہو گیا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا کیا واقعی ایسا ہوا ہے؟ اس نے کہا ہاں!

آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

اللہ کی قسم! عدل کے بغیر اسلام میں کوئی شخص خوشحال نہیں ہو سکتا۔

(موطا امام مالک، کتاب الشہادات: رقم الحدیث: ۱۴۶۵)

عدل کا دروازہ اعتبار ہے:

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے مثالیں بیان کی ہیں اور تمہارے لیے ایک قول کو بار بار دہرایا ہے، تاکہ دل زندہ ہوں کیونکہ دل سینوں میں مردہ ہیں جب تک اللہ جل جلالہ ان کو زندہ نہ کرے، جس نے کسی چیز کا علم حاصل کیا اس کو اس سے نفع پہچانا چاہیے، بے شک عدل کی کچھ علامتیں ہیں اور عدل کی کچھ خوشخبریاں ہیں۔ عدل کی علامتیں یہ ہیں: حیاء سخاوت، آسانی اور نرمی، اور عدل کے لیے خوشخبری رحمت ہے، اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کا ایک دروازہ بنایا ہے، اور ہر دروازے کی ایک چابی بنائی ہے، پس عدل کا دروازہ اعتبار ہے، اور اس کی چابی زہد ہے، اور اس کا اعتبار مال بھیج کر موت کو یاد کرنا اور اس کی تیاری کرنا ہے، اور زہد ہر اس شخص سے حق وصول کرتا ہے جس پر کسی کا حق ہو اور جس شخص کو بقدر ضرورت چیزیں مل جائیں ان پر قناعت کرتا ہے اور اگر اس کو بقدر ضرورت چیزیں کافی نہ ہوں تو اس کو کوئی چیز بے نیاز نہیں کر سکتی۔ (البدایہ والنہایہ ج ۷ ص ۳۷)

کسی کی واقفیت کا معیار:

خرشہ بن الحر بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس شہادت دی، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا میں تم کو نہیں پہچانتا، اور اگر میں تم کو نہیں پہچانتا تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے، تم اس شخص کو لے کر آؤ جو تم کو پہچانتا ہو، قوم میں سے ایک شخص نے کہا میں اس کو پہچانتا ہوں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا تم کس وجہ سے اس کو پہچانتے ہو؟ اس نے کہا عدل اور فضل سے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا کیا وہ تمہارا قریب ترین پڑوسی ہے، تم جس کو دن رات دیکھتے ہو اور اس کے گھر سے نکلنے اور گھر میں داخل ہونے میں واقف ہو؟ اس نے کہا نہیں! حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا کیا تمہارا اس سے کبھی روپے پیسے کا لین دین ہوا ہے

جس سے معاملات میں اس کی خدا ﷻ خوفی معلوم کی جا سکے؟ اس نے کہا نہیں! حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا کیا یہ شخص کبھی سفر میں تمہارا ساتھی رہا ہے جس سے اس کے اخلاق کا پتہ چل سکے؟ اس نے کہا نہیں! حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا پھر تم اس شخص کو نہیں پہچانتے۔ پھر گواہی دینے والے شخص سے فرمایا تم اس شخص کو لے کر آؤ، جو تم کو پہچانتا ہو۔ (سنن کبریٰ للبیہقی ج۱۰ص۱۲۶۔۱۲۵)

قریش کی خلافت کب تک؟

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم ایک گھر کے دروازے پر کھڑے ہوئے تھے جس میں قریش کی ایک جماعت تھی آپ نے اس گھر کی چوکھٹ کو پکڑ کر فرمایا اس گھر میں صرف قریشی ہیں؟ آپ سے کہا گیا اس میں فلاں شخص ہمارا بھانجا بھی ہے، آپ نے فرمایا کسی قوم کا بھانجا بھی اس قوم میں شمار ہوتا ہے۔ پھر آپ علیہ السلام نے فرمایا:

''یہ خلافت اس وقت تک قریش میں رہے گی جب تک ان سے رحم طلب کیا جائے تو یہ رحم کرتے ہیں۔ اور جب تک یہ انصاف سے فیصلے کرتے رہیں اور ان میں سے جو شخص اس طرح نہیں کرے گا، اس پر اللہ ﷻ کی، فرشتوں کی اور تمام لوگوں کی لعنت ہو اس کا کوئی فرض قبول ہوگا نہ نفل''۔ (مسند احمد ج۴ص۳۹۶،اس حدیث کی سند صحیح ہے)

امام مہدی علیہ السلام دنیا کو انصاف سے بھر دیں گے:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ علیہ السلام نے فرمایا:

اگر دنیا کی بقا میں صرف ایک دن رہ جائے گا، تو اللہ ﷻ اس دن کو ضرور طویل کردے گا، حتیٰ کہ میرے اہل بیت رضی اللہ عنہم میں سے ایک دن اس شخص کو بھیجے گا، جس کا نام میرے نام کے موافق ہوگا اور جس کے والد کا نام میرے والد کے نام کے موافق ہوگا، وہ زمین کو عدل اور انصاف سے اس طرح بھردے گا جس طرح زمین پہلے ظلم اور بے انصافی سے بھری ہوئی تھی۔

(سنن ابوداؤد رقم الحدیث:۴۲۸۲، جامع الترمذی رقم الحدیث:۲۲۳۱، مسند احمد ج۳ص۲۸۔۲۷)

......عجز وانکساری اختیار کریں......

فہرس

صلی اللہ علی حبیبہ محمد والہ وسلم

تکبر کی مذمت:

عَمر و بن شعیب اپنے والد سے اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

قیامت کے دن تکبر کرنے والوں کو چیونٹیوں کی صورت میں اٹھایا جائے گا، ان کو ہر طرف سے ذلت اور رسوائی گھیر لے گی، ان کو دوزخ کے قید خانہ کی طرف ہانک کر لے جایا جائے گا، جس کا نام بولس ہے، جس میں ہر طرف اور اوپر تلے آگ ہو گی، ان کو دوزخیوں کے جسموں سے نکلی ہوئی پیپ اور خون کا آمیزہ پلایا جائے گا۔

(جامع الترمذی رقم الحدیث: ۲۴۹۲، مسند الحمیدی رقم الحدیث: ۵۹۸، مصنف ابن ابی شیبہ ۹۰ ص، مسند احمد ج ۲ ص ۱۷۹، السنن الکبری للنسائی رقم الحدیث: ۸۸۰۰)

رسول اللہ ﷺ کے آزاد شدہ غلام حضرت نافع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مسکین متکبر، بوڑھا زانی اور اپنے عمل سے اللہ تعالیٰ پر احسان جتانے والا جنت میں داخل نہیں ہوگا''۔ (مجمع الزوائد، ج ۶، ص ۲۵۶)

اچھے کپڑوں اور اچھے جوتے کا استعمال تکبر نہیں:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

جس شخص کے دل میں رائی کے دانہ برابر بھی تکبر ہو وہ گا جنت میں داخل نہیں ہوگا، ایک شخص نے کہا ایک انسان یہ چاہتا ہے کہ اس کے کپڑے خوبصورت ہوں اس کی جوتی خوبصورت ہو، آپ نے فرمایا اللہ عزوجل جمیل ہے اور جمال سے محبت کرتا ہے، تکبر حق کا انکار کرنا اور لوگوں کو حقیر جاننا ہے۔

(صحیح مسلم رقم الحدیث: ۹۱، سنن ابوداؤد رقم الحدیث: ۴۰۹۱، جامع الترمذی رقم الحدیث: ۱۹۹۹۔۱۹۹۸،)

تکبر میری چادر ہے:

حضرت ابوسعید اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے عزت میری ازار (تہبند) ہے اور کبریاء (تکبر) میری چادر ہے جس شخص نے بھی ان کو مجھ سے چھیننے کی کوشش کی میں اس کو عذاب دوں گا‘‘۔

(مسند حمیدی رقم الحدیث: ۱۱۴۹، مسند احمد ج ۲ ص ۲۴۸، صحیح مسلم رقم الحدیث: ۲۶۲۰، سنن ابوداؤد رقم الحدیث: ۴۰۸۹۰، سنن ابن ماجہ رقم الحدیث: ۴۱۷۴)

جس نے تکبر سے کپڑا الٹکایا:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

جس شخص نے تکبر سے (قدموں کے نیچے) کپڑا الٹکایا، اللہ عزوجل قیامت کے دن اس طرف نظر (رحمت) نہیں فرمائے گا۔

(صحیح البخاری رقم الحدیث: ۵۷۸۳، صحیح مسلم رقم الحدیث: ۲۰۸۵، موطا امام مالک رقم الحدیث: ۵۷۰، مسند احمد ج ۲ ص ۵۶)

تکبر سے چلنے والا دھنسا دیا گیا:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

پچھلی امتوں میں ایک آدمی اتراتا ہوا ایک حلہ (ایک قسم کی دو چادریں) پہن کر چل رہا تھا اس نے اپنے بالوں میں سیدھی کنگھی کی ہوئی تھی وہ تکبر سے چل رہا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو زمین میں دھنسا دیا وہ قیامت تک زمین میں گڑگڑاہٹ کے ساتھ دھنستا رہے گا۔

(مسند احمد ج ۲ ص ۳۹۰، صحیح مسلم رقم الحدیث: ۲۰۸۸، صحیح البخاری رقم الحدیث: ۵۷۸۸)

تین کام کرنے والا متکبر نہیں:

حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، انہوں نے لوگوں سے کہا تم مجھے کہتے ہو کہ مجھ میں تکبر ہے، حالانکہ میں گدھے پر سواری کرتا ہوں اور چوڑی چادر پہنتا ہوں اور

بکری کا دودھ دوہتا ہوں اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

جوشخص یہ کام کرے گا اس میں بالکل تکبر نہیں ہوگا۔

(جامع الترمذی رقم الحدیث:۲۰۰۱، جامع الاصول رقم الحدیث:۸۲۲۵)

اللہ جل جلالہ جس کواونچا کرتا ہے اسے نیچا بھی کردیتا ہے:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ کی اونٹنی کا نام عضباء تھا اور وہ تمام سواریوں میں ہمیشہ سب سے آگے رہتی تھی اور کوئی اس سے آگے نہیں نکل سکتا تھا ،ایک مرتبہ ایک اعرابی ایک اونٹ پرسوار تھا وہ عضباء سے آگے نکل گیا تو مسلمانوں کواس سے بہت رنج ہوا اورانہوں نے افسوس سے کہا: عضباء پیچھے رہ گئی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:''اللہ تعالیٰ نے اپنے اوپر یہ لازم کرلیا ہے کہ جس چیز کو دنیا میں سر بلند کرتا ہے اس کو (ایک بار) سرنگوں بھی کرتا ہے''۔

(صحیح البخاری رقم الحدیث:۲۸۷۲، سنن ابوداؤد رقم الحدیث:۴۸۰۳، سنن النسائی رقم الحدیث:۳۵۹۰، مسند احمد رقم الحدیث:۱۲۰۳۳، صحیح ابن ماجہ حبان رقم الحدیث:۷۰۳)

جودی پہاڑ اللہ عزوجل کی بارگاہ میں خضوع اور خشوع کیا تو اللہ تعالیٰ نے اس کو یہ عزت اور سرفرازی عطا فرمائی کہ حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی اس پہاڑ پر لنگر انداز ہوئی اور مخلوق میں اللہ تعالیٰ کی یہی سنت جاری ہے کہ جو اس کے سامنے تواضع اور عاجزی کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو سرفراز اور بلند کرتا ہے اور جو اکڑتا ہے ،فخر کرتا ہے اور تکبر کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو ذلیل اور خوار کرتا ہے ، نیز جو شخص ہمیشہ کامیاب اور سرفراز رہتا ہے اور کبھی ناکام نہ ہوتا ہو اور لوگ اس کو ناقابل شکست اور ناقابل تسخیر سمجھتے ہوں اللہ تعالیٰ اس کو ایک مرتبہ ناکام کردیتا ہے اور یہ واضح کردیتا ہے کہ ہمیشہ سربلند رہنے والی صرف اللہ جل جلالہ کی ذات ہے۔(ملخصاً تبیان القرآن)

جواللہ ﷻ کے سامنے عاجزی کرتا ہے،اللہ ﷻ اسے اونچا کردیتا ہے:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

صدقہ کسی مال میں کمی نہیں کرتا ، اور معافی مانگنے سے اللہ ﷻ بندے کی عزت میں اضافہ فرمادیتا ہے ، اور جو شخص بھی اللہ رب العزۃ کی بارگاہ میں تواضع کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو سر بلند کرتا ہے ۔ (صحیح مسلم رقم الحدیث: ۲۵۸۸،مسند احمد رقم الحدیث: ۹۰۱۸)

دوسروں کو چھوٹا سمجھنے والا اور ظلم کرنے والا متکبر ہے:

حضرت عیاض بن حماد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ ہمارے درمیان قیام فرما ہوئے اور آپ ﷺ نے خطبہ دیا اور فرمایا: ''اللہ ﷻ نے میری طرف یہ وحی کی ہے کہ تم تواضع اور انکسار کرو حتیٰ کہ کوئی شخص دوسرے پر فخر نہ کرے اور کوئی شخص دوسرے پر ظلم نہ کرے'' ۔ (صحیح مسلم رقم الحدیث: ۲۸۶۵،سنن ابن ماجہ رقم الحدیث: ۴۱۷۹)

حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

ہمیشہ آدمی اپنے آپ کو بڑا سمجھتا رہتا ہے حتیٰ کہ اس کو متکبرین میں لکھ دیا جاتا ہے اور اس کو متکبرین کا عذاب پہنچتا ہے ۔

(جامع الترمذی، رقم الحدیث: ۲۰۰۷، جامع الاصول، رقم الحدیث: ۸۲۱۳)

لوگوں کی دو ہی قسمیں ، پرہیزگار اور گناہ گار:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فتح مکہ کے دن خطبہ دیا اور فرمایا:

اے لوگو! بے شک اللہ ﷻ نے تم سے زمانہ جاہلیت کے بوجھ کو اتار دیا ہے اور تمہارے باپ دادا کی بڑائی کو ختم کر دیا ہے، اب لوگوں کی دو قسمیں ہیں، نیک پرہیزگار ، وہ اللہ ﷻ کے نزدیک کریم ہے اور فاجر بد بخت ، وہ اللہ ﷻ کے نزدیک ذلیل ہے، تمام

لوگ آدم علیہ السلام کی اولاد ہیں اور اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کومٹی سے پیدا کیا تھا۔اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

اے لوگو! ہم نے تم کوایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا ہے اور ہم نے تمہاری مختلف قومیں اور قبیلے بنائے تاکہ تم ایک دوسرے کی شناخت کرو، بے شک اللہ جل جلالہ کے نزدیک تم میں سب سے زیادہ عزت والا وہ ہے جو سب سے زیادہ متقی ہو۔

(جامع الترمذی، رقم الحدیث: ۳۲۷۷، صحیح ابن خزیمہ، رقم الحدیث: ۲۷۸۱، جامع الاصول، رقم الحدیث: ۸۲۱۴)

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ علیہ السلام نے فرمایا:

بے شک تمہارا رب ایک ہے اور تمہارا باپ واحد ہے، پس کسی عربی کو عجمی پر اور کسی گورے کو کالے پر تقویٰ کے سوا اور کسی وجہ سے فضیلت نہیں ہے، اور مسند بزار میں اس طرح ہے: تمہارا باپ ایک ہے اور تمہارا دین ایک ہے۔تمہارا باپ آدم ہے اور آدم کو مٹی سے پیدا کیا تھا۔ (المعجم الاوسط، ج ۵، رقم الحدیث: ۴۱۴۳، مسند البزار، رقم الحدیث: ۲۰۴۴، ۳۵۸۳، حافظ الھیثمی نے لکھا ہے کہ مسند البزار کی سند صحیح ہے، مجمع الزوائد، ج ۸، ص ۱۶۰)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ علیہ السلام کے دو غلام تھے ایک حبشی تھا دوسرا نبطی تھا۔دونوں نے ایک دوسرے کو برا کہا اور نبی کریم علیہ السلام سن رہے تھے، ایک نے دوسرے سے کہا اے نبطی، دوسرے نے اس کو کہا اے حبشی۔آپ علیہ السلام نے فرمایا: تم دونوں اس طرح نہ کہو، تم دونوں (سیدنا) محمد علیہ السلام کے اصحاب میں سے ہو۔

(مسند ابو یعلی، ج ۷، رقم الحدیث: ۴۱۴۶، مجمع الزوائد، ج ۸، ص ۸۶، المطالب العالیہ، رقم الحدیث: ۲۵۲۴، اتحاف السادۃ المھرۃ، ج ۷، رقم الحدیث: ۶۱۰۷)

جنت اور دوزخ میں مباحثہ:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم علیہ السلام نے فرمایا:

دوزخ اور جنت نے مباحثہ کیا، دوزخ نے کہا:

مجھ میں متکبر اور متجبر (ظلم کرنے والے) لوگ داخل کئے گئے ہیں اور جنت نے کہا:

مجھے کیا پرواہ ہے جب کہ مجھ میں صرف کمزور، عاجز اور متواضع لوگ داخل کئے گئے ہیں۔

(صحیح مسلم، کتاب المنافقین: ۳۵ (۲۸۴۶)، صحیح البخاری، رقم الحدیث: ۴۸۵۰)

تکبر سے بری تو جنت میں:

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

وہ شخص جنت میں داخل کیا جائے گا جو اس حال میں مرا کہ وہ ان تین چیزوں سے بری تھا: تکبر، خیانت اور قرض۔

(جامع الترمذی، رقم الحدیث: ۱۵۷۸، مسند احمد، ج ۸، رقم الحدیث: ۲۲۴۳۲)

حضرت حارثہ بن وھب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے:

کیا میں تم کو اہل جنت کی خبر نہ دوں؟ ہر کمزور شخص جس کو بے حد کمزور سمجھا جاتا ہو اگر وہ اللہ عزوجل پر (کسی کام کی) قسم کھالے تو اللہ عزوجل اس کی قسم ضرور پورا کرے گا، اور کیا میں تم کو اہل دوزخ کی خبر نہ دوں، ہر سرکش، اکڑ کر چلنے والا متکبر۔

(صحیح البخاری، رقم الحدیث: ۶۶۵۷، صحیح مسلم، رقم الحدیث: ۲۸۵۳، سنن ابن ماجہ، رقم الحدیث: ۴۱۱۶)

کیسا برا بندہ ہے وہ بندہ:

ضرت نعیم بن ھماز الغطفانی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

کیسا برا بندہ ہے وہ بندہ جو بڑا بنے اور تکبر کرے اور الکبیر المتعال (اللہ تعالیٰ جو حقیقتاً سب سے بڑا ہے) کو بھول جائے، اور کیسا برا بندہ ہے وہ بندہ جو دین کے بدلہ میں دنیا لے، اور کیسا برا بندہ ہے وہ بندہ جو لہو ولعب میں وقت گزارے اور قبروں کو اور جسم کے بوسیدہ ہونے کو بھول جائے، اور کیسا برا بندہ ہے وہ بندہ جو شبہات سے حرام مال کو حلال کرے، اور کیسا برا بندہ ہے وہ بندہ جس کو خواہش (نفس) گمراہ کردے، اور کیسا برا ہے وہ بندہ جو اس چیز میں رغبت کرے جو اس کو ذلیل کردے۔

(جامع الترمذی، رقم الحدیث: ۲۴۵۶، مجمع الزوائد، ج ۱۰، ص ۲۳۴)

......عقائد قرآن وسنت کے مطابق کرلیں......

فہرس

صلى الله علی حبيبه محمد واله وسلم

عقائد کی درستگی اور اہمیت

اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں درست عقائد کے بغیر اعمال کی قبولیت ممکن ہی نہیں ہے۔اسی لئے کفار کے نیک اعمال کا اجرانہیں دنیا میں ہی دے دیا جاتا ہے اور آخرت میں ان کا کوئی حصہ نہیں ہے۔حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی احمد فاروقی سرہندی علیہ الرحمۃ والرضوان فرماتے ہیں:

''سب سے پہلے آدمی کونجات پانے والے فرقے اہل سنت و جماعت کی رائے کے مطابق (جوکہ مسلمانوں کی سب سے بڑی جماعت ہے) عقیدے کا درست کرنا ضروری ہے تاکہ آخرت کی کامیابی اورنجات متصور ہو سکے۔(درست عقیدے کے بغیرتو آخرت کی کامیابی کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا)۔بداعتقادی جو اہل سنت کے عقیدے کے خلاف ہے، زہرقاتل ہے۔جوابدی موت اور ہمیشہ ہمیشہ کے عذاب تک پہنچاتی ہے۔ہاں عمل میں اگرکوئی کوتاہی اورسستی ہوتواس کی بخشش کی امید ہوسکتی ہے۔لیکن اگر عقیدہ کی سستی ہوتواس کی معافی کی امیدنہیں ہے۔

''اللہ تعالیٰ شرک کو معاف نہیں فرمائیگا اوراس کے علاوہ جوگناہ ہیں، وہ جسے چاہیں معاف فرمادے۔''(سورۃ نساء)

اہل سنت و جماعت کے عقائد کومختصر طور پرلکھا جاتا ہے۔ان کے عقیدہ کے مطابق اپنے عقیدہ کوصحیح کریں۔اوراس دولت پراللہ تعالیٰ سے عاجزی، زاری اوراستقامت سے دعا کریں۔

اللہ تعالیٰ اپنی قدیم ذات کے ساتھ موجود ہے اورتمام اشیاءاس کے پیدا کرنے سے وجود میں آئی ہیں۔

اللہ تعالیٰ اکیلا ہے۔اس کا کوئی شریک نہیں، نہ واجب الوجود میں اور نہ عبادت کے مستحق ہونے میں۔(واجب الوجود سے مراد یہ ہے کہ اسے اپنا وجود قائم رکھنے کے لئے کسی کی ضرورت نہیں وہ بذات خود قائم ہے،اور مخلوق میں سے کوئی بھی ایسا نہیں ہوسکتا)۔

اللہ تعالیٰ کی صفات نقص اور عیب سے پاک اور منزہ ہیں۔جسم، وقت، جگہ اور سمت کی اس بارگاہ میں کوئی گنجائش نہیں۔کیونکہ یہ سب اس کی مخلوق ہیں۔اس کے لئے محدود ہونا نقص ہے۔وہ لامحدود ہے۔چھوٹا اور لمبا ہونا، وسیع اور تنگ ہونا بھی اس کے لئے نقص اور عیب ہے۔ہاں وہ وسعت اور فراخی والا ہے لیکن وہ وسعت نہیں جو ہماری سمجھ میں آتی ہے۔وہ احاطہ کرنے والا ہے لیکن وہ احاطہ نہیں جس کا ادراک کیا جاسکے۔وہ قریب ہے لیکن وہ قرب نہیں جو ہماری سمجھ میں آتا ہے۔وہ ہمارے ساتھ ہے لیکن اس طرح نہیں جس طرح دوسری چیزیں ہمارے ساتھ ہیں۔ہم ایمان لاتے ہیں، وہ فراخی والا ہے، احاطہ کرنے والا ہے، قریب ہے اور ہمارے ساتھ ہے، لیکن ان صفات کی کیفیات کو ہم نہیں جان سکتے کہ وہ کیسی ہیں۔

اللہ تعالیٰ کسی چیز کے ساتھ متحد نہیں، اللہ تعالیٰ کسی چیز میں حلول بھی نہیں کرتا اور نہ ہی کوئی چیز اس میں حلول کرسکتی ہے۔اللہ تعالیٰ جزو اور حصے ہونے سے پاک ہے۔اس کی ذات وصفات بے شبیہ (ہم شکل ہونا) اور بے نمونہ ہیں۔ہم صرف اتنا جانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے اسماء اور صفات کاملہ کے ساتھ موجود ہے اس طرح جس طرح اس نے آپ اپنی تعریف کی ہے۔جو بھی چیز ہماری عقل اور سمجھ میں آئے یا ہمارے تصور میں آئے وہ اس سے پاک ہے۔

قرآن مجید اللہ تعالیٰ کا کلام ہے جو حروف اور آواز کے لباس میں آیا ہے اور ہمارے نبی حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر نازل ہوا ہے۔اسی طرح وہ کتابیں اور صحیفے جو پہلے

انبیاءعلیہم السلام پر نازل ہوئے وہ سب اللہ تعالیٰ کا کلام ہیں۔(سوا ان کے جن میں لوگوں نے تبدیلی کردی)۔

انبیاء کرام علیہم السلام اللہ تعالیٰ کی طرف سے مخلوق کی طرف بھیجے ہوئے ہیں تاکہ وہ لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف دعوت دیں اور انہیں گمراہی سے راہ راست پر لائیں۔انہوں نے جو کچھ بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے بیان کیا وہ حق اور سچ ہے۔اس میں غلطی اور جھوٹ کی بالکل گنجائش نہیں ہوسکتی۔ ہمارے نبی جناب محمد مصطفیٰ ﷺ تمام نبیوں سے آخری نبی ﷺ ہیں۔قیامت کے قریب حضرت عیسیٰ علیہ السلام جو نزول فرمائیں گے تو وہ امتی کی حیثیت سے رہیں گےاور آپ کی شریعت پر ہی عمل کریں گے۔

انبیاء اور اللہ کے نیک بندے اللہ کے اذن سے قیامت کے دن مومنوں کی شفاعت کریں گے۔ پہلے سیدالانبیاء ﷺ، پھر دوسرے انبیاء علیہم السلام اور پھر اللہ کے نیک بندے شفاعت فرمائیں گے۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے:''میری شفاعت امت میں سے کبیرہ گناہ والوں کے لئے ہے''

پل صراط کو دوزخ کی پشت پر رکھا جائے گا۔مومن اس پر سے گذر کر جنت میں چلے جائیں گے اور کافروں کے پاؤں لڑکھڑا جائیں گے،وہ دوزخ میں گر پڑیں گے۔بہشت جو کہ مومنوں کی نعمتوں کے لئے ہے اور دوزخ جو کافروں کو سزا دینے کے لئے بنائی گئی ہے۔دونوں مخلوق ہیں اور ہمیشہ ہمیشہ باقی رہیں گی۔

حساب کتاب کے بعد جب مومن جنت میں چلے جائیں گےاور کافر دوزخ میں تو نہ مومن جنت سے باہر آئیں گےاور نہ کافر دوزخ سے۔

فرشتے اللہ تعالیٰ عزوجل کے مکرم بندے ہیں اور اللہ تعالیٰ عزوجل کی نافرمانی نہیں کرسکتے۔انہیں جو حکم دیا جاتا ہے وہ کرتے ہیں۔وہ عورت اور مرد ہونے سے پاک

ہیں اوران میں اپنی نسل آگے بڑھانے کا سلسلہ نہیں ہے۔ان میں سے بعض کو اللہ تعالیٰ ﷻ نے اپنے پیغام انبیاء علیہم السلام تک پہنچانے کے لئے منتخب فرمایا۔انہوں نے بغیر کسی خطا اورخلل کے اللہ تعالیٰ ﷻ کے پیغام اس کے انبیاء علیہم السلام تک پہنچائے۔

(حصہ ہفتم، دفتر دوم، مکتوب نمبر: ٦٧)

آپ ﷺ خاتم النبیین ہیں:

قرآن مجید میں ارشاد پاک ہے:

﴿مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِن رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُولَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ﴾ (سورۃ الاحزاب)

ترجمہ: محمد (ﷺ) تم میں سے کسی مرد کے باپ نہیں ہیں،اور لیکن وہ رسول ہیں اور خاتم النبیین ہیں۔

حضور سیدنا محمد ﷺ خاتم النبیین ہیں۔خاتم النبیین کا مطلب یہ ہے کہ آپ آخری نبی ہیں اور آپ کے بعد کوئی نبی آنے والا نہیں ہے۔اس کے علاوہ قرآن مجید کے اس ارشاد کا کوئی دوسرا مطلب نہیں ہے کیونکہ اسی پر پوری امت مسلمہ کا اتفاق ہے اور نبی کریم ﷺ کے واضح ارشادات سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا:

''میری مثال اور مجھ سے پہلے انبیاء کی مثال اس شخص کی طرح ہے،جس نے بہت حسین وجمیل ایک گھر بنایا،مگر اس کے کونے میں ایک اینٹ کی جگہ چھوڑ دی،لوگ اس گھر کے گرد گھومنے لگے اور تعجب سے یہ کہنے لگے،اس نے یہ اینٹ کیوں رکھی ہے آپ نے فرمایا میں (قصر نبوت کی) وہ اینٹ ہوں اور میں خاتم النبیین ہوں''۔

(صحیح البخاری رقم الحدیث: ٣٥٣٥،صحیح مسلم رقم الحدیث: ٢٢٨٦)

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

بے شک اللہ نے میرے لیے تمام روئے زمین کو لپیٹ دیا اور میں نے اس کی مشارق اور مغارب کو دیکھا لیا۔ (پھر فرمایا) عنقریب میری امت میں تیس کذاب (جھوٹے) ہوں گے، ان میں سے ہر ایک کا یہ خیال ہوگا کہ وہ نبی ہے، حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں اور میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔

(سنن ابوداؤد رقم الحدیث: ۴۲۵۲، صحیح مسلم رقم الحدیث: ۲۸۸۹، جامع الترمذی رقم الحدیث: ۲۲۰۲ سنن ابن ماجہ رقم الحدیث: ۳۹۵۲، صحیح البخاری رقم الحدیث: ۱۲۱ا۷ میں ہے عنقریب تیس کذاب نکلیں گے ان میں سے ہر ایک کا یہ خیال ہوگا کہ وہ رسول اللہ ہے۔)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

میری اور مجھ سے پہلے نبیوں کی مثل اس شخص کی طرح ہے جس نے گھر بنا کر مکمل کیا اور اس میں ایک اینٹ کی جگہ چھوڑ دی، پس میں آیا اور میں نے اس اینٹ کو رکھ کر اس گھر کو مکمل کر دیا۔

(مسند احمد ج ۳ ص ۹، اس حدیث کی سند صحیح ہے)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا مجھے چھ وجوہ سے انبیاء پر فضیلت دی گئی ہے:

(۱) مجھے جوامع الکلم عطا کیے گئے۔

(۲) رعب سے میری مدد کی گئی ہے۔

(۳) میرے لیے مال غنیمت کو حلال کر دیا گیا ہے۔

(۴) تمام روئے زمین کو میرے لیے آلہ طہارت اور نماز کی جگہ بنا دیا گیا ہے۔

(۵) مجھے تمام مخلوق کی طرف (نبی بنا کر) بھیجا گیا ہے۔

(۶) مجھ پر نبیوں کو ختم کیا گیا ہے۔

(صحیح مسلم رقم الحدیث: ۵۲۳، جامع الترمذی رقم الحدیث: ۱۵۵۳، سنن ابن ماجہ رقم الحدیث: ۵۶۷)

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا تم میرے لیے ایسے ہو جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لیے ہارون علیہ السلام تھے، مگر میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔

(صحیح بخاری رقم الحدیث: ۴۴۱۶، صحیح مسلم رقم الحدیث: ۲۴۰۴ جامع الترمذی رقم الحدیث: ۳۷۳۱)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

بنی اسرائیل کا ملکی نظام ان کے انبیاء علیہم السلام چلایا کرتے تھے، جب بھی کوئی نبی فوت ہو جاتا تو اس کا قائم مقام دوسرا نبی ہو جاتا، اور بے شک میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا، اور میرے بعد بکثرت خلفاء ہوں گے۔

(صحیح البخاری رقم الحدیث: ۳۴۵۵، صحیح مسلم رقم الحدیث: ۱۸۴۲، سنن ابن ماجہ رقم الحدیث: ۲۸۷۱)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

بے شک رسالت اور نبوت منقطع ہو چکی ہے، پس میرے بعد کوئی نبی ہوگا نہ رسول ہوگا۔ (جامع الترمذی رقم الحدیث: ۲۲۷۲)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ ہم آخر ہیں (سب سے بعد میں ہیں) اور قیامت کے دن سابق (سب سے آگے) ہوں گے۔ (صحیح البخاری رقم الحدیث: ۸۷۶، صحیح مسلم رقم الحدیث: ۸۵۵، سنن النسائی رقم الحدیث: ۱۳۶۷)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

میں آخر الانبیاء ہوں اور میری مسجد آخر المساجد ہے (انبیاء کی مساجد میں سے آخری ہے)۔ (صحیح مسلم رقم الحدیث: ۱۳۹۴)

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

میں پیدائش میں سب سے پہلا ہوں اور بعثت میں سب سے آخر ہوں۔

(کنز العمال رقم الحدیث: ۳۱۹۱۶۔۳۲۱۲۶)

حضرت عرباض بن ساریہ ﷜ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
بے شک میں اللہ کے نزدیک خاتم النبیین تھا جبکہ آدم اپنی مٹی میں گندھے ہوئے
تھے۔ (ﷺ) (مسند احمد ج ۴ص ۱۲۷، المعجم الکبیر ج ۱۸، رقم الحدیث: ۲۵۲، مسند البزار رقم الحدیث: ۲۳۶۵)

حضرت جابر ﷜ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا میں تمام رسولوں کا قائد ہوں اور فخر نہیں اور میں خاتم النبیین ہوں اور فخر نہیں۔ (سنن الدارمی رقم الحدیث: ۵۰، کنز العمال رقم الحدیث: ۳۱۸۳)

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: ایک دن رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس آئے گویا ہمیں رخصت فرما رہے ہوں پھر تین بار فرمایا میں محمد نبی امی ہوں اور میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔ (مسند احمد ج ۲ص ۱۷۲)

حضرت ابو ہریرہ ﷜ حدیث معراج میں بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے انبیاء علیہم السلام کے سامنے فرمایا تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جس نے مجھے رحمۃ للعالمین بنایا اور تمام لوگوں کے لیے بشیر (خوشخبری سنانے والا) ونذیر (ڈرسنانے والا) بنایا، مجھ پر قرآن مجید نازل کیا جس میں ہر چیز کا بیان ہے اور میری امت کو تمام امتوں سے بہتر بنایا جو لوگوں کے نفع کے لیے بنائی گئی ہیں، اور میری امت کو معتدل امت بنایا اور میری امت کو اول اور آخر بنایا، اور اس نے میرا سینہ کھول دیا، میرا بوجھ اتار دیا اور میرے لیے میرا ذکر بلند کیا اور مجھ کو افتتاح کرنے والا اور (نبیوں کو) ختم کرنے والا بنایا۔
(مسند البزار رقم الحدیث: ۵۵، مجمع الزوائد ج ۱ص ۷۱)

حضرت ابو سعید خدری ﷜ حدیث معراج میں بیان کرتے ہیں کہ جب آپ بیت المقدس پہنچے، آپ نے اپنی سواری کو ایک بڑے پتھر کے ساتھ باندھ دیا پھر آپ نے مسجد میں داخل ہو کر فرشتوں کے ساتھ نماز پڑھی، نماز کے بعد نبیوں نے حضرت جبریل ﷤ سے پوچھا یہ آپ کے ساتھ کون ہیں؟ انہوں نے کہا یہ محمد رسول اللہ ﷺ خاتم النبیین ہیں۔ (المواہب اللدنیہ ج ۲ص ۳۶۲)

حضرت علی رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کے شمائل بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں آپ کے دو کندھوں کے درمیان مہر نبوت تھی اور آپ خاتم النبیین تھے۔

(جامع الترمذی رقم الحدیث: ۳۶۳۸، شمائل ترمذی رقم الحدیث: ۱۹۔ ۷،)

حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے (فتنہ دجال کے متعلق ایک طویل حدیث میں) فرمایا:

میں آخری نبی ہوں اور تم آخری امت ہو۔

(سنن ابن ماجہ رقم الحدیث: ۴۰۷۷)

حضرت ابوقُتیلہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے خطبہ حجۃ الوداع میں فرمایا:

میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے اور تمہارے بعد کوئی امت نہیں ہے سوتم اپنے رب کی عبادت کرو اور پانچ وقت نمازیں پڑھو، اپنے مہینہ کے روزے رکھو، اپنے احکام کی اطاعت کرو اور اپنے رب کی جنت میں داخل ہو جاؤ۔

(المعجم الکبیر ج ۲۲ رقم الحدیث: ۷۹۷ ج ۸ رقم الحدیث: ۷۵۳۵۔ ۷۶۱۷)

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے ابوذر! پہلے رسول آدم ہیں اور آخری رسول محمد (ﷺ) ہیں۔ (کنز العمال رقم الحدیث: ۳۲۲۶۹)

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر بن الخطاب (رضی اللہ عنہ) ہوتے۔

(جامع الترمذی رقم الحدیث: ۳۶۸۶، مسند احمد ج ۴ ص ۵۴)

حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ میرے کئی اسماء ہیں، میں محمد ہوں اور میں احمد ہوں اور میں ماحی (مٹانے والا) ہوں اللہ میرے سبب سے کفر کو مٹائے گا، اور میں حاشر (جمع کرنے والا) ہوں کہ لوگ میرے قدموں پر اٹھائے جائیں گے اور میں عاقب (آخر میں مبعوث ہونے والا) ہوں،

جس کے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔ صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم
(صحیح البخاری رقم الحدیث: ۳۵۳۲، صحیح مسلم رقم الحدیث: ۲۳۵۴، جامع الترمذی رقم الحدیث: ۲۸۴۰)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں احمد ہوں، اور میں محمد ہوں، اور حاشر ہوں اور مقفی (سب نبیوں کے بعد مبعوث ہونے والا) اور خاتم ہوں۔ صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم
(المعجم الصغیر رقم الحدیث: ۱۵۶، مجمع الزوائد رقم الحدیث: ۱۴۰۶۲)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا میں قیامت کے ساتھ ان دو انگلیوں کی طرح مبعوث کیا گیا ہوں۔ (ﷺ) (صحیح البخاری رقم الحدیث: ۶۵۰۵)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ صبح کی نماز سے فارغ ہوکر فرماتے تھے کیا تم میں سے کسی نے آج رات کوئی خواب دیکھا ہے؟ پھر فرماتے میرے بعد نبوت میں سے صرف اچھے خواب باقی رہ گئے ہیں۔ (سنن ابوداؤد رقم الحدیث: ۵۰۱۷)

اسماعیل بن ابی خالد کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے پوچھا کیا آپ نے رسول اللہ ﷺ کے صاحبزادے حضرت ابراہیم کو دیکھا تھا؟ انہوں نے کہا وہ کم سنی میں فوت ہوگئے اور اگر ان کے لیے رسول اللہ ﷺ کے بعد زندہ رہنا مقدر ہوتا تو وہ نبی ہوتے لیکن آپ کے بعد کوئی نبی مبعوث نہیں ہوگا۔
(سنن ابن ماجہ رقم الحدیث: ۱۵۱۰، صحیح البخاری رقم الحدیث: ۶۱۹۴)

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ اگر نبی کریم ﷺ کے بیٹے حضرت ابراہیم زندہ ہوتے تو سچے نبی ہوتے۔
(مسند احمد ج ۳ ص ۱۳۳، الجامع الصغیر رقم الحدیث: ۳۴۵۷، کنز العمال رقم الحدیث: ۳۲۲۰۴)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
نبوت میں سے صرف مبشرات باقی بچے ہیں، مسلمانوں نے پوچھا یا رسول اللہ

(ﷺ)!مبشرات کیا ہیں ۔آپ نے فرمایا اچھے خواب ۔(صحیح البخاری رقم الحدیث:۶۹۹۰)

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا میری امت میں ستائیس دجال اور کذاب ہوں گے، ان میں سے چار عورتیں ہوں گی حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے ۔(مسند احمد ج ۵ ص ۳۹۶،اس حدیث کی سند صحیح ہے)

حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ ایک طویل حدیث کے آخر میں بیان کرتے ہیں کہ ان کے باپ اور چچا ان کو رسول اللہ ﷺ کی غلامی سے آزاد کرانے کے لیے آئے اور آپ سے کہا آپ جو چاہے اس کی قیمت لے لیں اور اس کو ہمارے ساتھ بھیج دیں! آپ نے ان سے فرمایا میں تم سے یہ سوال کرتا ہوں کہ تم لا الٰہ الا اللہ کی شہادت دو اور یہ کہ میں خاتم الانبیاء والرسل ہوں میں اس کو تمہارے ساتھ بھیج دوں گا ،انہوں نے اس پر عذر پیش کیا اور دیناروں کی پیش کش کی ،آپ نے فرمایا اچھا زید سے پوچھو اگر وہ تمہارے ساتھ جانا چاہے تو میں اس کو تمہارے ساتھ بلا معاوضہ بھیج دیتا ہوں ،حضرت زید نے کہا میں رسول اللہ ﷺ پر نہ تو اپنے باپ کو ترجیح دوں گا اور نہ اپنی اولاد کو، یہ سن کر حضرت زید کے والد حارثہ مسلمان ہو گئے اور کہا:

اشهدان لااله الاالله واشهدان محمداعبده ورسوله

اور ان کے باقی رشتہ داروں نے کلمہ پڑھنے سے انکار کر دیا۔(المستدرک رقم الحدیث:۴۹۴۶)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا میں ایک ہزار یا اس سے زائد انبیاء کا خاتم ہوں ۔

(المستدرک رقم الحدیث: ۴۱۶۸،ایک ہزار سے زائد کا مطلب ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء ہیں جیسا کہ المستدرک رقم الحدیث:۴۱۶۸ میں اس کی وضاحت ہے)

حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے درد ہو گیا تو میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، آپ نے مجھے اپنی جگہ کھڑا کیا اور خود نماز پڑھنے لگے اور مجھ پر اپنی چادر کا پلہ

ڈال دیا، پھر فرمایا اے ابو طالب کے بیٹے! تم ٹھیک ہو گئے اور اب تم کو کوئی تکلیف نہیں ہے، میں نے اللہ تعالیٰ سے جس چیز کا سوال کیا ہے، تمہارے لیے بھی اس چیز کا سوال کیا ہے، اور میں نے اللہ تعالیٰ سے جس چیز کا سوال کیا ہے، اللہ تعالیٰ نے مجھے وہ عطا فرما دی سوا اس کے کہ مجھ سے کہا گیا کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔

(المعجم الاوسط رقم الحدیث: ۷۹۱۳، حافظ الھیثمی نے کہا اس حدیث کے رجال صحیح ہیں، مجمع الزوائد ج ۹ ص ۱۱۰)

بہز بن حکیم رضی اللہ عنہ اپنے والد سے اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

ہم قیامت کے دن ستر امتوں کو مکمل کریں گے ہم ان میں سب سے آخری اور سب سے بہتر امت ہیں۔ (سنن ابن ماجہ رقم الحدیث: ۴۲۸۷، مسند احمد ج ۴ ص ۴۴۷، سنن دارمی رقم الحدیث: ۲۷۶۲)

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ نے آپ سے ہجرت کرنے کی اجازت طلب کی، آپ نے ان سے فرمایا:

آپ اسی جگہ ٹھہریں جہاں آپ ہیں، کیونکہ اللہ تعالیٰ عزوجل آپ پر اس طرح ہجرت کو ختم کرے گا جس طرح مجھ پر نبوت کو ختم کیا ہے۔

(المعجم الکبیر رقم الحدیث: ۵۸۲۸، مجمع الزوائد ج ص ۲۶۹، اس کی سند میں اسماعیل بن قیس متروک ہے)

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب نبی کریم ﷺ یہ آیت پڑھتے:

وَاِذْاَخَذْنَا مِنَ النَّبِيّٖنَ مِيْثَاقَهُمْ وَمِنْكَ وَمِنْ نُّوْحٍ (الاحزاب: ۷)

تو آپ فرماتے مجھ سے خیر کی ابتداء کی گئی ہے اور میں بعثت میں سب نبیوں میں آخر ہوں۔

(مصنف ابن ابی شیبہ رقم الحدیث: ۳۱۷۵۳)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب مجھے آسمانوں کی معراج کرائی گئی تو میرے رب عزوجل نے مجھے اپنے قریب کیا حتیٰ کہ میرے اور اس کے درمیان دو کمانوں کے سروں کا فاصلہ رہ گیا یا اس سے بھی زیادہ نزدیک، بلکہ اس سے بھی

زیادہ نزدیک، اللہ ﷻ نے فرمایا اے میرے حبیب! اے محمد! کیا آپ کو اس کا غم ہے کہ آپ کو سب نبیوں کا آخر بنایا ہے، میں نے کہا اے میرے رب! نہیں! فرمایا: آپ اپنی امت کو میرا سلام پہنچا دیں اور ان کو خبر دیں کہ میں نے ان کو آخری امت بنایا ہے تا کہ میں دوسری امتوں کو ان کے سامنے شرمندہ کروں اور ان کو کسی امت کے سامنے شرمندہ نہ کروں۔

(الفردوس بماثور الخطاب رقم الحدیث:۵۳۲۱ کنزالعمال رقم الحدیث ۳۲۱۱۱، تاریخ بغداد ج ۵ ص ۱۳۰، تاریخ دمشق الکبیر ج ۳ ص ۲۹۶، ۲۹۵، رقم الحدیث:۸۱۱)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

جب حضرت آدم علیہ السلام کو ہند میں اتارا گیا تو وہ گھبرائے پس جبریل علیہ السلام نے نازل ہوکر اذان دی، (**اللہ اکبر ، اللہ اکبر ، اشھد ان لاالہ الا اللہ دوبار ، اشھد ان محمد الرسول اللہ دوبار**، حضرت آدم علیہ السلام نے پوچھا محمد (ﷺ) کون ہیں؟ حضرت جبریل علیہ السلام نے کہا وہ آپ کی اولاد میں سے آخری نبی ہیں۔

(تاریخ دمشق الکبیر ج ۷ ص ۳۰۹، رقم الحدیث:۱۹۷۹)

حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ نے ایک طویل حدیث روایت کی ہے اس کے آخر میں ہے:

فرشتے قبر میں مردہ پر سوال کریں گے تیرا رب کون ہے؟ تیرا دین کیا ہے اور تیرا نبی کون ہے؟ وہ کہے گا میرا رب اللہ وحدہ لاشریک ہے اور اسلام میرا دین ہے اور (سیدنا) محمد (ﷺ) میرے نبی ہیں اور وہ خاتم النبیین ہیں، فرشتے کہیں گے تم نے سچ کہا۔

(الدرالمنثور ج ۸ ص ۳۳ بحوالہ مسند ابویعلی)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے شفاعت کبریٰ کے متعلق ایک طویل حدیث روایت کی ہے اس کے آخر میں ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرمائیں گے میں شفاعت کا اہل نہیں ہوں، میری اللہ ﷻ کے سوا پرستش کی گئی ہے، آج مجھے صرف اپنی فکر ہے، یہ بتاؤ کہ اگر کسی سیل بند برتن میں کوئی چیز ہو تو کیا کوئی شخص سیل توڑے بغیر اس کو کھول سکتا ہے؟ لوگوں نے

کہانہیں،حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا پس (سیدنا) محمد (ﷺ) خاتم النبیین ہیں اور وہ یہاں موجود ہیں اللہ نے ان کو اگلی، پچھلی ہر طرح کی معافی دے دی ہے۔

(مسند ابویعلیٰ رقم الحدیث: ۲۳۲۸، مسند احمد ج ۱ص ۲۸۱)

حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے گوہ سے پوچھا میں کون ہوں؟ تو اس نے کہا آپ رسول رب العلمین اور خاتم النبیین ہیں۔

(المعجم الصغیر رقم الحدیث: ۹۴۸، مجمع الزوائد رقم الحدیث: ۱۴۰۸۶)

ایاس بن سلمہ بیان کرتے ہیں کہ مجھ سے میرے والد نے حدیث بیان کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

ابوبکر تمام لوگوں سے افضل ہیں مگر وہ نبی نہیں ہیں۔

(الکامل لابن عدی ج ۶ ص ۴۸۴)

حضرت ابوالطفیل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

میرے رب کے پاس میرے دس نام ہیں، حضرت ابوالطفیل نے کہا مجھے ان میں سے آٹھ یاد ہیں، محمد، احمد، ابوالقاسم، الفاتح (نبوت کا افتتاح کرنے والا) الخاتم (نبوت کو ختم کرنے والا) العاقب (جس کے بعد کوئی نبی نہ آئے) الحاشر، الماحی (شرک کو مٹانے والا)۔صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم

(دلائل النبوۃ لابی نُعیم ج ۱ ص ۶۱، رقم الحدیث: ۲۰)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا:

جب حضرت موسیٰ علیہ السلام پر تورات نازل کی گئی تو انہوں نے اس میں اس امت کا ذکر پڑھا پس انہوں نے کہا: ''اے میرے رب (عزوجل)! میں نے تورات کی الواح (تختیاں) میں پڑھا ہے کہ ایک امت تمام امتوں کے آخر میں ہوگی اور قیامت کے

دن سب پر مقدم ہوگی اس کو میری امت بنا دے فرمایا وہ امت احمد علی صاحبہا الصلوۃ والتسلیم ہے۔(دلائل النبوۃ لابی نعیم ج۱ص ۶۸ رقم الحدیث:۳۱)

حضرت حسان بن ثابت ؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے مدینہ کے ٹیلوں میں سے ایک ٹیلے پر دیکھا ایک یہودی کے پاس آگ کا شعلہ تھا،لوگ اس کے گرد جمع تھے اور وہ یہ کہہ رہا تھا یہ احمد (ﷺ) کا ستارہ ہے جوطلوع ہو چکا ہے یہ صرف نبوت کے موقع پرطلوع ہوتا ہے اور انبیاء میں سے اب صرف احمد (ﷺ) کا آنا باقی رہ گیا ہے۔

(دلائل النبوۃ لابی نعیم ج۱ص ۶۷۔۷۵،رقم الحدیث:۳۵)

حضرت نعمان بن بشیر ؓ بیان کرتے ہیں کہ حضرت زید بن خارجہ انصاری ؓ جب فوت ہوگئے تو ان پر جو کپڑا تھا اس کے نیچے سے آواز آرہی تھی،لوگوں نے ان کے سینہ اور چہرہ سے کپڑا ہٹایا تو ان کے منہ سے آواز آرہی تھی:

محمد رسول اللہ النبی الامی ﷺ خاتم النبیین ہیں ان کے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔

(رسائل ابن ابی الدنیا ج۳ص ۳۸۸)

حضرت ابو ہریرہ ؓ معراج کی ایک طویل حدیث روایت کرتے ہیں اس میں ہے کہ مسجد اقصیٰ میں نبیوں نے حضرت جبریل علیہ السلام سے رسول اللہ ﷺ کے متعلق پوچھا تو انہوں نے کہا:

ھذا محمد رسول اللہ خاتم النبیین

ترجمہ:''یہ محمد اللہ کے رسول خاتم النبیین ہیں''۔

(مسند البزار ج۱ص ۴۰،رقم الحدیث: ۵۵،مجمع الزوائد ج۱ص ۶۹)

اسی روایت میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام نبیوں کے خطبات کے بعد یہ خطبہ پڑھا:''تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جس نے مجھے تمام جہانوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا اور تمام لوگوں کے لیے ثواب کی بشارت دینے والا اور عذاب سے

ڈرانے والا بنا کر بھیجا اور مجھ پر قرآن نازل کیا جس میں ہر چیز کا بیان ہے اور میری امت کو تمام امتوں میں بہتر اور کامل بنایا جس کو لوگوں کے سامنے بھیجا گیا اور میری امت کو (قیامت میں) اول اور (دنیا میں) آخر بنایا اور میرے سینہ کو کھول دیا اور مجھے نبوت کی ابتداء کرنے والا اور نبوت کو ختم کرنے والا بنایا۔ (مسند البزار ج ۱ ص ۴۱، رقم الحدیث: ۵۵، مجمع الزوائد ج ۱ ص ۶۹)

اور اس حدیث کے آخر میں ہے اللہ تعالیٰ عزّوجلّ نے رسول اللہ ﷺ سے فرمایا:

''میں نے آپ کو خلیل بنایا، اور تورات میں لکھا ہوا ہے محمد رحمان کے حبیب ہیں اور میں نے آپ کو تمام لوگوں کے لئے رسول بنایا اور آپ کی امت کو اول اور آخر بنایا اور جب تک آپ کی امت یہ گواہی نہ دے کہ آپ میرے بندے اور میرے رسول ہیں ان کا خطبہ جائز نہیں ہوگا، اور میں نے آپ کو پیدائش میں تمام نبیوں سے پہلے بنایا اور دنیا میں سب سے آخر میں بھیجا اور آپ کو نبوت کی ابتداء کرنے والا اور نبوت کو ختم کرنے والا بنایا''۔

(مسند البزار ج ۱ ص ۴۴، رقم الحدیث: ۵۵، مجمع الزوائد ج ۱ ص ۷۱)

حضرت ابن زمل رضی اللہ عنہ نے ایک خواب دیکھا نبی ﷺ نے اس خواب کی تعبیر بیان کرتے ہوئے فرمایا: رہی وہ اونٹنی جس کو تم نے خواب میں دیکھا اور یہ دیکھا کہ میں اس اونٹنی کو چلا رہا ہوں تو اس سے مراد قیامت ہے، نہ میرے بعد کوئی نبی ہوگا اور نہ میری امت کے بعد کوئی امت ہوگی۔

(دلائل النبوۃ ج ۷ ص ۱۳۸ المعجم الکبیر رقم الحدیث: ۸۱۴۶، کنز العمال رقم الحدیث: ۴۲۰۱۸ تفسیر ابن کثیر ج ۴ ص ۳۱۵)

حضرت کرماں والے علیہ الرحمۃ والرضوان کا ختم نبوت کے منکر کو سمجھانے کا منفرد انداز:

آپ کی خدمت میں مرزا غلام احمد قادیانی جھوٹے نبی کے پیروکار بھی حاضر ہوتے۔ حضرت کرماں والا شریف میں مرزائیوں کا ایک گھرانہ تھا آپ اکثر ان کو بہت دلنشیں پیرائے میں سمجھاتے ایک مرتبہ ایک مرزائی کو سچے نبی کی علامات بتاتے ہوئے

ارشادفرمایا:

(۱) سچے نبی کا نام دوناموں کا مجموعہ نہیں ہوتا (جیسے مرزاغلام احمد کا نام ''غلام'' اور ''احمد'' کا مجموعہ ہے)

(۲) سچے نبی کی پیشین گوئی کبھی جھوٹی نہیں ہوسکتی (مرزا غلام احمد کی بہت سی پیشین گوئیاں غلط ثابت ہوچکی ہیں جیسے محمدی بیگم کے ساتھ شادی نہ ہونے کا قصہ)

(۳) سچے نبی کا کوئی انسان استاذ نہیں ہوتا اور وہ براہ راست اللہ تعالیٰ سے علم حاصل کرتا ہے (مرزاغلام احمد قادیانی حصول علم کے لئے مختلف اداروں میں مختلف اساتذہ سے پڑھتا رہا)

(۴) سچا نبی طاقت کی گولیاں نہیں کھاتا اللہ تعالیٰ اس کو چالیس مردوں کی طاقت دے کر بھیجتا ہے (مرزاغلام احمد قادیانی قوت باہ کی طاقت کی گولیاں کھاتا تھا)

(۵) سچے نبی کا مدفن وصال کی جگہ پر ہوتا ہے (مرزاغلام احمد قادیانی کی قبراس کے مرنے کی جگہ پر نہیں ہے)

رسول اللہ ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے علم غیب عطافرمایا:

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے ارشادفرمایا:

﴿مَا كَانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُم عَلىٰ الْغَيْبِ وَلٰكِنَّ اللهَ يَجْتَبِى مِنْ رُسُلِهٖ ..الخ﴾

(سورۃ النساء آیت:179)

''اللہ کی شان یہ نہیں کہ غیب پر کسی کو اطلاع دے، ہاں اللہ اپنے جن رسولوں کو چن لیتا ہے''

﴿عَالِمُ الْغَيبِ فَلَا يُظهِرُ عَلىٰ غَيْبِهٖ اَحداًاِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِن رَّسُولٍ...الخ﴾

''عالم الغیب اپنے غیب کا کسی پر اظہار نہیں فرماتا مگر جس رسول کو پسند کرلے'' (سورۃ الجن 27-26)

نبی کریم ﷺ کو جس قدر غیوب پر مطلع فرمایا گیا تھا اس حوالے سے احادیث کا ایک سمندر ہے جس کی گہرائی کا اندازہ نہیں کیا جاسکتا اور آپ کا یہ معجزہ ان معجزات میں سے ہے جو ہم کو یقینی طور

معلوم ہیں، کیونکہ وہ احادیث معناً متواتر ہیں اوران کے راوی بہت زیادہ ہیں ۔(الشفاء ج ا،ص ۲۴۹)

حضرت حذیفہ ﷛ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہم میں تشریف فرما ہوئے اور قیامت تک جو امور پیش ہونے والے تھے آپ نے ان میں سے کسی کو نہ چھوڑا اور وہ سب امور بیان کر دیئے جس نے ان کو یاد رکھا اس نے یاد رکھا اور جس نے ان کو بھلا دیا اس نے بھلا دیا، اور میرے ان اصحاب کو ان کا علم ہے، ان میں سے کئی ایسی چیزیں واقع ہوئیں جن کو میں بھول چکا تھا جب میں نے ان کو دیکھا تو وہ یاد آ گئیں، جیسے کوئی شخص غائب ہو جائے تو اس کا چہرہ دیکھ کر اس کو یاد آ جاتا ہے کہ اس نے اس کو دیکھا تھا۔

(صحیح البخاری رقم الحدیث :۶۶۰۴،صحیح مسلم،رقم الحدیث : ۲۸۹۱،سنن ابوداؤد رقم الحدیث : ۴۲۴۰)

حضرت ابوزید عمرو بن الخطاب ﷛ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہم کو صبح کی نماز پڑھائی اور منبر پر رونق افروز ہوئے ، پھر آپ نے ہمیں خطبہ دیا حتیٰ کہ ظہر آ گئی ، آپ منبر سے اترے اور نماز پڑھائی ، پھر منبر پر رونق افروز ہوئے اور ہمیں خطبہ دیا حتیٰ کہ عصر آ گئی ، پھر آپ منبر سے اترے اور نماز پڑھائی ، پھر منبر پر تشریف فرما ہوئے اور ہم کو خطبہ دیا حتیٰ کہ سورج غروب ہو گیا، پھر آپ نے ہمیں ما کان وما یکون (جو ہو چکا ہے اور جو ہونے والا ہے) کی خبریں دیں، پس ہم میں سے زیادہ عالم وہ تھا جو سب سے زیادہ حافظہ والا تھا۔

(صحیح مسلم الجنہ :۲۶(۲۸۹۲)۱۳۴،مسند احمد ج ۳،ص ۳۱۵،مسند عبد بن حمید رقم الحدیث :۱۰۲۹،البدایہ والنہایہ ج ۶،ص ۱۹۲

حضرت عمر ﷛ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہم میں تشریف فرما ہوئے اور آپ نے ہمیں مخلوق کی ابتداء سے خبریں دینی شروع کیں ،حتیٰ کہ اہل جنت اپنے ٹھکانوں میں داخل ہو گئے اور اہل دوزخ اپنے ٹھکانوں میں داخل ہو گئے جس نے اس کو یاد رکھا اس نے یاد رکھا اور جس نے اس کو بھلا دیا اس نے بھلا دیا۔

(صحیح البخاری رقم الحدیث :۳۱۹۲ ،امام ترمذی نے کہا اس باب میں حضرت حذیفہ،حضرت ابو ریم ،حضرت زید اور حضرت مغیرہ بن شعبہ سے احادیث مروی ہیں انہوں نے ذکر کیا کہ نبی ﷺ نے ان کو قیامت تک ہونے والے امور بیان کر دیئے، جامع الترمذی رقم الحدیث :۲۱۹۸)

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہمیں رسول اللہ ﷺ نے اس حال میں چھوڑا کہ فضا میں جو بھی اپنے پروں سے اڑنے والا پرندہ تھا آپ نے ہمیں اس سے متعلق علم کا ذکر کیا۔

(مسند احمد ج ۵، ص ۱۵۳، مسند احمد رقم الحدیث: ۲۱۲۵۸، المعجم الکبیر رقم الحدیث: ۱۶۴۷، مسند البزار رقم الحدیث: ۱۴۷، صحیح ابن حبان رقم الحدیث: ۳۲۵، اس حدیث کے راوی صحیح ہیں۔ مجمع الزوائد ج ۸، ص ۲۶۴)

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اللہ عزوجل نے تمام روئے زمین کو میرے لیے سکیڑ دیا ہے، سو میں نے اس کو مشارق اور مغارب کو دیکھ لیا، اور میری امت کی حکومت عنقریب وہاں تک پہنچے گی جہاں تک کہ زمین میرے لیے سکیڑ دی گئی تھی اور مجھے سرخ اور سفید دو خزانے دیئے گئے ہیں۔

(صحیح مسلم الفتن ۱۹ (۲۸۸۹) ۷۱۲۵، ۷۱۲۶، سنن ابو داؤد رقم الحدیث: ۴۲۵۲، جامع ترمذی رقم الحدیث: ۲۱۸۳، سنن ابن ماجہ رقم الحدیث: ۳۹۵۲)

سعید بیان کرتے ہیں کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے دوات پکڑی اور رسول اللہ ﷺ کے پیچھے پیچھے گئے، رسول اللہ ﷺ نے ان کی طرف دیکھ کر فرمایا:

اے معاویہ! اگر تم کو کسی علاقہ کا والی بنا دیا جائے تو اللہ سے ڈرنا اور عدل کرنا۔

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا مجھے اس وقت سے یہ یقین تھا کہ مجھے کسی منصب کا والی بنایا جائے گا اور اس کی وجہ رسول اللہ ﷺ کا یہ ارشاد تھا۔

(مسند احمد، ج ۴، ص ۱۰۱، دلائل النبوۃ، ج ۶، ص ۴۴۶، البدایہ والنہایہ، ج ۸، ص ۱۲۳)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

خلافت مدینہ میں ہوگی اور ملوکیت شام میں۔

(سنن ابو داؤد، رقم الحدیث: ۴۸۸۸، دلائل النبوۃ، ج ۶، ص ۴۴۷)

حضرت ام حرام رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ ان کے گھر آئے انہوں نے آپ ﷺ کو کھانا کھلایا اور آپ ﷺ کا سر سہلایا، رسول اللہ ﷺ سو گئے، پھر ہنستے ہوئے بیدار ہوئے، میں نے عرض کیا:

یارسول اللہ (ﷺ)! آپ ﷺ کو کس چیز نے ہنسایا؟

آپ ﷺ نے فرمایا:

مجھے میری امت کے کچھ لوگ دکھائے گئے جو سمندر کے راستے جہاد کریں گے۔

حضرت ام حرام رضی اللہ عنہا نے عرض کیا یارسول اللہ (ﷺ) اللہ تعالیٰ ﷻ سے دعا کیجئے کہ اللہ تعالیٰ ﷻ مجھے ان میں سے کردے آپ ﷺ نے ان کے لیے دعا کی، پھر سو گئے۔ پھر آپ ﷺ ہنستے ہوئے بیدار ہوئے، میں نے عرض کیا:

یارسول اللہ ﷺ! کس بات پر ہنس رہے ہیں؟

فرمایا: مجھے میری امت کے کچھ لوگ دکھائے گئے جو اللہ کی راہ میں جہاد کریں گے (بخاری کی روایت میں ہے: میری امت کا جو پہلا لشکر قیصر کے شہر میں جہاد کرے گا وہ بخشا ہوا ہے۔) میں نے کہا یارسول اللہ (ﷺ)! میرے لیے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ مجھے ان میں سے کردے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

تم پہلے لشکر میں سے ہو۔ حضرت ام حرام بنت ملحان رضی اللہ عنہا حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے زمانے میں سمندر کے راستہ جہاد میں گئیں وہ اپنی سواری سے گر گئیں، ان کو سمندر سے نکالا گیا تو شہید ہو چکی تھیں۔

(صحیح البخاری، رقم الحدیث: ۲۷۸۸، صحیح مسلم، الجہاد: ۱۶۰(۱۹۱۲)۴۸۵۱، سنن ابن داؤد، رقم الحدیث: ۲۴۹۱، جامع الترمذی، رقم الحدیث: ۱۶۵۲، سنن النسائی، رقم الحدیث: ۳۱۷۱)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

میری امت کی ہلاکت قریش کے لڑکوں کے ہاتھوں ہوگی، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا اگر تم چاہو تو میں بنو فلاں، اور بنو فلاں کا نام لوں۔

(صحیح البخاری، رقم الحدیث: ۳۶۰۵، ۳۶۰۴، صحیح مسلم، الفتن: ۷۴(۲۹۱۷)۷۱۹۲)

حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نبی کریم ﷺ کے پاس بیٹھے

ہوئے تھے کہ آپ ﷺ کے پاس ایک شخص آیا جس نے فاقہ کی شکایت کی، پھر دوسرا شخص آیا جس نے راستہ کے ڈاکوؤں کی شکایت کی۔آپ ﷺ نے فرمایا: اے عدی! کیا تم نے الحیرۃ دیکھا ہے، میں نے کہا میں نے اس کو دیکھا تو نہیں لیکن مجھے اس کی خبر دی گئی ہے، آپ ﷺ نے فرمایا:

اگر تمہاری زندگی دراز ہوئی تو تم ایک مسافرہ کو دیکھو گے جو الحیرۃ سے سفر کر کے کعبہ کا طواف کرے گی اور اس کو اللہ کے سوا اور کسی کا خوف نہیں ہوگا، میں نے اپنے دل میں کہا پھر اس شہر کے ڈاکو کہاں چلے جائیں گے جنہوں نے شہروں میں فتنہ اور فساد کی آگ بھڑکا دی ہے۔(پھر فرمایا) اور اگر تمہاری زندگی دراز ہوئی تو تم دیکھو گے کہ ایک شخص مٹھی بھر سونا یا چاندی لے کر نکلے گا اور اس کو لینے والے کو ڈھونڈے گا اور اسے کوئی شخص نہیں ملے گا جو اس کو قبول کر لے، اور تم میں سے ضرور ایک شخص قیامت کے دن اللہ ﷻ سے اس حال میں ملاقات کرے گا کہ اس کے اور اللہ کے درمیان کوئی ترجمان نہیں ہوگا جو ترجمہ کرے، اللہ تعالیٰ ﷻ فرمائے گا کیا میں نے تمہاری طرف کوئی رسول نہیں بھیجا تھا جس نے تم کو تبلیغ کی؟ وہ کہے گا کیوں نہیں! اللہ تعالیٰ فرمائے گا کیا میں نے تم کو مال نہیں دیا تھا جو تم سے زائد تھا؟ وہ کہے گا کیوں نہیں! پھر وہ اپنی دائیں طرف دیکھے گا تو صرف جہنم نظر آئے گا اور بائیں طرف دیکھے گا تو صرف جہنم نظر آئے گا۔حضرت عدی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ آگ سے بچو، خواہ کھجور کے ایک ٹکڑے (کے صدقہ) سے، اور جس کو کھجور کا ٹکڑا نہ ملے تو وہ کوئی نیک بات کہہ دے، حضرت عدی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے ایک مسافرہ کو دیکھا جس نے الحیرۃ سے سفر کر کے خانہ کعبہ کا طواف کیا اور اس کو اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کا خوف نہیں تھا، اور میں ان لوگوں میں سے تھا جنہوں نے کسریٰ ابن ہرمز کے خزانوں کو کھولا اور اگر تمہاری زندگی دراز ہوئی تو تم

ضرور وہ نشانی دیکھ لو گے جو نبی کریم ﷺ نے فرمائی تھی کہ ایک آدمی مٹھی بھر (سونا یا چاندی) لے کر نکلے گا۔ (صحیح البخاری، رقم الحدیث: ۳۵۹۵، دلائل النبوۃ، ج ۶، ص ۳۲۳)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

کسریٰ فوت ہو گیا اور اس کے بعد کوئی کسریٰ نہیں ہے اور جب قیصر ہلاک ہو جائے گا تو اس کے بعد کوئی قیصر نہیں ہو گا اور اس ذات کی قسم جس کے قبضہ وقدرت میں میری جان ہے تم ضرور ان کے خزانوں کو اللہ کی راہ میں خرچ کرو گے۔

(صحیح البخاری، رقم الحدیث: ۳۰۲۷، صحیح مسلم، الفتن: ۵۷ (۲۹۱۸) ۷۱۹۴، جامع الترمذی، رقم الحدیث: ۲۲۲۳)

حسن بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس کسریٰ کی پوستین لائی گئی اور ان کے سامنے رکھ دی گئی، اور قوم میں حضرت سراقہ بن مالک بن جعشم رضی اللہ عنہ بھی تھے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت سراقہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں میں کنگن دیکھے تو فرمایا الحمد للہ! امام شافعی رضی اللہ عنہ نے کہا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت سراقہ رضی اللہ عنہ کو یہ کنگن اس لیے پہنائے تھے کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت سراقہ رضی اللہ عنہ کی کلائیوں کو دیکھتے ہوئے فرمایا تھا، گویا کہ تمہارے ہاتھ کسریٰ کے کنگن پہنے ہوئے ہیں، امام شافعی رضی اللہ عنہ نے کہا جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کسریٰ کے کنگن حضرت سراقہ رضی اللہ عنہ کو پہنائے تو کہا تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں، جس نے کسریٰ بن ہرمز سے کنگن چھین کر سراقہ بن جعشم رضی اللہ عنہ کو پہنا دیے جو بنو مدلج کا ایک اعرابی ہے۔

(دلائل النبوۃ، ج ۶، ص ۳۲۶۔۳۲۵)

حضرت انس اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

بے شک اللہ عزوجل نے دنیا کو میرے لیے اٹھا لیا اور میں دنیا کی طرف اور قیامت تک دنیا میں جو کچھ ہونے والا ہے اس کو اس طرح دیکھ رہا ہوں جیسے اپنے ہاتھوں کی ہتھیلیوں کو دیکھ رہا ہوں، جو اللہ عزوجل کے حکم سے روشن ہیں، اس نے اپنے نبی کے لیے ان کو

روشن کیا، جس طرح پہلے نبیوں کے لیے روشن کیا تھا۔

(حلیۃ الاولیاء، ج ٦، ص ١٠١، الجامع الکبیر، رقم الحدیث: ٤٨٤٩، کنز العمال، رقم الحدیث: ٣١٨١٠، ٣١٩٧٩، مجمع الزوائد، ج ٨، ص ٢٨٧)

حضرت عبد اللہ بن حوالہ ﷛ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے، ہم نے آپ ﷺ سے سامان کی کمی، غربت اور افلاس کی شکایت کی آپ ﷺ نے فرمایا: ''تمہیں خوش خبری ہو کیونکہ مجھے تم پر اشیاء کی قلت کی بہ نسبت اشیاء کی کثرت کا زیادہ خوف ہے، بخدا یہ دین تم میں رہے گا حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ تمہارے لیے سرزمین فارس، سرزمین روم اور سرزمین حِمْیَرْ (ح ِ، م ْ، یَ، رْ) فتح کر دے گا''۔ (دلائل النبوۃ، ج ٦، ص ٣٢٧)

حضرت ابو ہریرہ ﷛ بیان کرتے ہیں کہ ہم نبی کریم ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ آپ ﷺ پر سورہ جمعہ نازل ہوئی جب آپ ﷺ نے یہ آیت پڑھی:

''اور وہ نبی ان میں سے دوسروں کو بھی (کتاب وحکمت کی تعلیم دیتے ہیں اور ان کا باطن صاف کرتے ہیں) جو ابھی ان سے لاحق نہیں ہوئے۔ (الجمعۃ: ٣) تو ایک شخص نے پوچھا یا رسول اللہ (ﷺ)! یہ لوگ کون ہیں! نبی کریم ﷺ نے اس کو جواب نہیں دیا، حتیٰ کہ اس نے دو یا تین مرتبہ سوال کیا اور ہم میں حضرت سلمان فارسی ﷛ بھی تھے تو نبی کریم ﷺ نے حضرت سلمان فارسی ﷛ پر اپنا ہاتھ رکھا اور فرمایا:

اگر ایمان ثریا (ستارے) کے پاس بھی ہو تو ان کی طرف کے لوگ اس کو حاصل کر لیں گے۔

(صحیح البخاری، رقم الحدیث: ٤٨٩٧، صحیح مسلم، فضائل الصحابہ: ٢٣٠ (٢٥٤٦) ٦٣٧٩، جامع الترمذی، رقم الحدیث: ٣٣١٧)

حضرت ابو ہریرہ ﷛ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

بنو اسرائیل کا ملکی نظام ان کے نبی چلاتے تھے، جب ایک نبی فوت ہو جاتا تو اس کی جگہ دوسرا نبی آ جاتا، اور میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا اور عنقریب خلفاء ہوں گے اور

بہت ہوں گے، صحابہ نے پوچھا پھر آپ ﷺ کیا حکم دیتے ہیں۔ فرمایا:

پہلے کی بیعت سے وفا کرو، پھر پہلے کی، اور ان کے حقوق ادا کرو، کیونکہ اللہ عزوجل ان سے سوال کرے گا کہ انھوں نے عوام کے ساتھ کس طرح معاملہ کیا۔

(صحیح البخاری، رقم الحدیث: ۳۴۵۵، صحیح مسلم، الامارہ: ۴۴ (۱۸۴۲) ۴۶۹۱، سنن ابن ماجہ، رقم الحدیث: ۲۸۷۱)

حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

خلافت تیس سال رہے گی پھر اللہ جس کو چاہے گا ملک دے دے گا۔

(سنن ابو داؤد، رقم الحدیث: ۴۶۴۶، مسند احمد، ج ۵، ص ۴۴، دلائل النبوۃ، ج ۶، ص ۴۳۱)

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی خلافت دو سال چار ماہ رہی (دس دن کم تھے) حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت دس سال چھ ماہ چار دن رہی، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت بارہ دن کم بارہ سال رہی اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت دو یا تین ماہ کم پانچ سال رہی۔ (دلائل النبوۃ، ج ۶، ص ۳۴۲۔۳۴۱)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے اپنے مرض الموت میں فرمایا:

میرے لیے ابو بکر کو اور اپنے بھائی کو بلاؤ کیونکہ مجھے یہ خوف ہے کہ کوئی (خلافت کی) تمنا کرنے والا تمنا کرے گا اور کہے گا کہ میں (خلافت کے) زیادہ لائق ہوں اور اللہ عزوجل اور مومنین ابو بکر کے غیر کا انکار کر دیں گے۔

(صحیح مسلم، فضائل الصحابہ: ۱۱، (۲۳۸۷) ۶۰۶۴، سنن ابن ماجہ، رقم الحدیث: ۱۴۶۵،)

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ احد پہاڑ پر چڑھے (ایک راوی کا خیال ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے حراء پہاڑ کہا تھا) اور آپ ﷺ کے ساتھ حضرت ابو بکر، حضرت عمر اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہم تھے۔ وہ پہاڑ لرزنے لگا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

(اے پہاڑ!) ساکن ہو جا، تجھ پر ایک نبی، ایک صدیق اور دو شہید ہیں۔

(صحیح البخاری، رقم الحدیث: ۳۶۷۵، ۳۶۸۶، ۳۶۹۹، جامع الترمذی، رقم الحدیث: ۳۷۱۷، سنن ابو داؤد، رقم الحدیث: ۴۶۵۱)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی:

''اے ایمان والو! نبی کریم ﷺ کی آواز پر اپنی آوازوں کو بلند نہ کرو۔'' (الحجرات:۲)

تو حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ اپنے گھر میں بیٹھ گئے اور کہا میں اہل دوزخ سے ہوں اور نبی کریم ﷺ کی مجلس میں حاضر نہیں ہوئے، نبی کریم ﷺ نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے ان کے متعلق پوچھا اور فرمایا: اے ابوعمرو! ثابت کا کیا حال ہے؟ کیا وہ بیمار ہے؟ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے کہا وہ میرا پڑوسی ہے اور مجھے اس کی بیماری کا کوئی علم نہیں، پھر حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے ان سے رسول اللہ ﷺ کے دریافت کرنے کا ذکر کیا، حضرت ثابت رضی اللہ عنہ نے کہا یہ آیت نازل ہوچکی ہے اور تمہیں معلوم ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے میری آواز سب سے اونچی ہے، پس میں اہل دوزخ سے ہوں، حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے اس بات کا ذکر کیا آپ ﷺ نے فرمایا: ''بلکہ وہ اہل جنت میں سے ہے''۔

(صحیح البخاری، رقم الحدیث: ۴۸۴۶۔ امام مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ جب حضرت ثابت رضی اللہ عنہ ہمارے درمیان چلتے تھے تو ہم یقین کرتے تھے کہ یہ جنتی ہیں۔ (رقم الحدیث: ۳۱۰) حضرت ثابت رضی اللہ عنہ مسیلمہ کذاب کے خلاف جہاد کرتے ہوئے شہید ہوئے۔ دلائل النبوۃ، ج ۶، ص ۳۵۵، المستدرک، ج ۳، ص ۲۳۴، مجمع الزوائد، ج ۹، ص ۳۲۲)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ مجھ سے یہ بیان کیا گیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ایک دن میں سویا ہوا تھا تو میں نے خواب میں دیکھا کہ میرے ہاتھوں میں سونے کے دو کنگن رکھے گئے ہیں، میں ان سے گھبرا گیا اور مجھ کو وہ ناگوار لگے پھر مجھے اجازت دی گئی کہ میں ان کو پھونک سے اڑا دوں، سو میں نے پھونک مار کر ان کو اڑا دیا۔ عبیداللہ نے کہا ان میں سے ایک عنسی تھا جس کو فیروز نے یمن میں قتل کیا اور دوسرا مسیلمہ تھا۔

(صحیح البخاری، رقم الحدیث: ۷۰۳۴، صحیح مسلم، الرویا: ۲۲، (۲۲۷۴) ۵۸۲۶، جامع الترمذی، رقم الحدیث: ۲۲۹۹)

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: شیطان اس سے مایوس ہوگیا ہے کہ جزیرہ عرب میں نمازی اس کی عبادت کریں

لیکن وہ ان میں اختلاف اور نزاع پیدا کرنے کے لیے مایوس نہیں ہے۔

(صحیح مسلم، کتاب المنافقین: ۶۵ (۲۸۱۲) ۷۰۹۶، جامع الترمذی، رقم الحدیث: ۱۹۳۷)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی صاحبزادی سیدتنا فاطمہ زہراء رضی اللہ عنہا کو بلایا اور ان سے سرگوشی کی وہ رونے لگیں، پھر دوبارہ سرگوشی کی تو وہ ہنسنے لگیں، حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا رسول اللہ ﷺ نے کیا سرگوشی کی تھی جس پر آپ رضی اللہ عنہا روئیں اور پھر سرگوشی کی تو آپ رضی اللہ عنہا ہنسیں، حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا آپ ﷺ نے مجھ سے سرگوشی کر کے مجھے اپنی وفات کی خبر دی تو میں رونے لگی، پھر سرگوشی کر کے یہ خبر دی کہ آپ ﷺ آپ اپنے اہل میں سے سب سے پہلے میں مجھ سے ملوگی تو پھر میں ہنس دی۔

(صحیح البخاری، رقم الحدیث: ۳۶۲۵، صحیح مسلم، فضائل صحابہ: ۹۸ (۲۴۵۰) ۶۱۹۶)

حضرت ام ورقہ بنت عبداللہ بن الحارث رضی اللہ عنہا کی ملاقات کے لیے رسول اللہ ﷺ تشریف لے جاتے اور آپ ﷺ نے ان کا نام الشہیدۃ رکھا تھا، وہ قرآن کی حافظہ تھیں، جب رسول اللہ ﷺ غزوہ بدر کے لیے تشریف لے گئے تو انہوں نے کہا آپ ﷺ مجھے اجازت دیں تو میں بھی آپ ﷺ کے ساتھ جاؤں اور زخمیوں کی مرہم پٹی اور بیماروں کی تیمارداری کروں، شاید اللہ تعالیٰ ﷻ مجھے شہادت عطا فرمائے، آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ تم کو شہادت عطا فرمائے گا اور آپ ﷺ ان کو الشہیدہ کہتے تھے، اور نبی کریم ﷺ نے ان کو حکم دیا تھا کہ وہ اپنے گھر کی خواتین کی امامت کیا کریں، ان کو مال غنیمت میں سے ایک باندی اور ایک غلام ملا تھا، جن کو انہوں نے مدبر کر دیا تھا (ان سے کہہ دیا تھا کہ میرے مرنے کے بعد تم آزاد ہو) حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں ان دونوں نے حضرت ام ورقہ رضی اللہ عنہا کو قتل کر دیا اور دونوں بھاگ گئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے حکم سے ان کو پکڑ لیا گیا اور ان دونوں کو سولی پر لٹکایا، مدینہ میں ان کو سب سے پہلی سولی دی گئی تھی،

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا رسول اللہ ﷺ نے سچ فرمایا تھا، آپ ﷺ فرماتے تھے چلو الشہیدہ کی زیارت کے لیے چلیں۔

(مسند احمد، ج ۱۸، رقم الحدیث: ۲۷۱۵۸، ۲۷۱۵۷، اس حدیث کی سند صحیح ہے، المستدرک، ج ۱، ص ۱۶۱، رقم الحدیث: ۵۹۲، صحیح ابن خزیمہ، ج ۳، ص ۸۹، رقم الحدیث: ۱۶۷۶، سنن کبریٰ للبیہقی، ج ۳، ص ۱۳۰، دلائل النبوۃ، ج ۶، ص ۳۸۱)

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے اپنے گھر میں وضو کیا اور سوچا آج میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ رہوں گا، آپ ﷺ مسجد میں نہیں تھے، میں آپ ﷺ کی تلاش میں نکلا آپ ﷺ اریس نامی کنویں کی منڈیر پر کنویں میں ٹانگیں لٹکائے ہوئے بیٹھے تھے، میں اس کے دروازہ پر چلا گیا اور میں نے سوچا کہ میں آج رسول اللہ ﷺ کا دربان بنوں گا، تھوڑی دیر بعد کسی نے دروازہ کھٹکھٹایا میں نے پوچھا کون ہے، آنے والے نے کہا ابوبکر! میں نے کہا ٹھہریں، پھر رسول اللہ ﷺ سے ان کے لیے اجازت طلب کی آپ ﷺ نے فرمایا: ان کو اجازت دے دو، اور ان کو جنت کی بشارت دو، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آکر رسول اللہ ﷺ کی دائیں جانب منڈیر پر ٹانگیں لٹکا کر بیٹھ گئے۔ تھوڑی دیر بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دروازے پر دستک دی، میں نے کہا ٹھہریں اور رسول اللہ ﷺ سے ان کے لیے اجازت طلب کی، آپ ﷺ نے فرمایا: ان کو اجازت دے دو اور ان کو جنت کی بشارت دے دو، وہ آکر رسول اللہ ﷺ کی بائیں جانب منڈیر پر ٹانگیں لٹکا کر بیٹھ گئے۔ اس کے بعد حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے دروازہ پر دستک دی، میں نے کہا ٹھہریں اور رسول اللہ ﷺ سے ان کے لیے اجازت طلب کی، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

ان کو اجازت دے دو، اور جنت کی بشارت دو ان مصائب اور فتنوں کے ساتھ جو ان کو لاحق ہوں گے۔

(صحیح البخاری، رقم الحدیث: ۳۶۹۳، صحیح مسلم، فضائل الصحابۃ: ۲۹ (۲۴۰۳) ۶۰۹۷، جامع الترمذی، رقم الحدیث: ۳۷۱۰)

حضرت مرہ بن کعب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فتنوں کا ذکر کیا

اور بتایا کہ وہ عنقریب واقع ہونے والے ہیں، اس وقت ایک شخص کپڑے سے اپنے آپ کو ڈھانپے ہوئے گزرا، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: یہ شخص اس وقت ہدایت پر ہوگا، میں نے کھڑے ہوکر دیکھا تو وہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ تھے، میں نے پھر آپ ﷺ کی طرف رخ کر کے پوچھا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں!

(جامع الترمذی، رقم الحدیث: ۳۷۰۴، صحیح ابن حبان، رقم الحدیث: ۶۹۱۴، مصنف ابن ابی شیبہ، ج ۱۲، ص ۴۰، المعجم الکبیر، ج ۲۰، ص ۵۲۷، مسند احمد، ج ۷، رقم الحدیث: ۲۰۳۷۴)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فتنوں کا ذکر کیا۔ پھر آپ ﷺ نے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے متعلق فرمایا کہ یہ شخص فتنوں میں مظلوماً قتل کیا جائے گا۔ (جامع الترمذی، رقم الحدیث: ۳۷۰۸)

ابو سہلہ بیان کرتے ہیں کہ جن دنوں میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ اپنے گھر میں محصور تھے۔ انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے ایک عہد لیا تھا اور میں اس پر صابر ہوں۔ (جامع الترمذی، رقم الحدیث: ۳۷۱۱، سنن ابن ماجہ، رقم الحدیث: ۱۱۳)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کے متعلق فرمایا:

جس وقت وہ خندق کھود رہے تھے آپ ﷺ نے ان کے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے فرمایا: اے ابن سمیہ! افسوس ہے، تم کو ایک باغی گروہ قتل کرے گا۔

(صحیح مسلم، کتاب الفتن: ۷۰ا (۲۹۱۵) ۷۱۸۷)

حضرت **فُضالہ ابن ابی فُضالہ** رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں اپنے والد حضرت **ابو فُضالہ** رضی اللہ عنہ کے ساتھ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی عیادت کے لیے گیا، میرے والد نے کہا کاش آپ رضی اللہ عنہ کی جگہ مجھے اجل آجاتی! حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے یہ عہد لیا تھا کہ میں اس وقت تک نہیں مروں گا حتیٰ کہ مجھے امیر بنا دیا جائے اور

میری یہ داڑھی خون سے رنگین ہو جائے یعنی میں شہید ہو جاؤں، حضرت علی رضی اللہ عنہ شہید کر دیے گئے اور **حضرت ابو فُضالہ** رضی اللہ عنہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف سے لڑتے ہوئے جنگ صفین میں شہید ہوئے۔

(اس حدیث کی سند صحیح ہے۔ مسند احمد، ج ۱، رقم الحدیث: ۸۰۲، الطبقات الکبریٰ، ج ۳، ص ۳۴، مجمع الزوائد، ج ۹، ص ۱۳۷۔۱۳۶، دلائل النبوۃ، ج ۶، ص ۴۳۸)

حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے دیکھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر بیٹھے ہوئے تھے اور حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو میں تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کبھی لوگوں کی طرف متوجہ ہوتے اور کبھی ان کی طرف متوجہ ہوتے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرا یہ بیٹا سردار ہے، امید ہے کہ اللہ اس کے سبب سے مسلمانوں کی دو جماعتوں میں صلح فرما دے گا۔ (صحیح البخاری، رقم الحدیث: ۲۷۰۴، مشکوۃ، رقم الحدیث: ۶۱۴۴، مسند احمد، ج ۵، ص ۴۹)

عمار بن ابی عمار بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا میں نے خواب میں دیکھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بال بکھرے ہوئے اور غبار آلود ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم دوپہر کے وقت ایک شیشی اٹھائے ہوئے ہیں جس میں خون بھرا ہوا ہے، میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر میرے ماں باپ فدا ہوں یہ کیا چیز ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ حسین اور ان کے اصحاب کا خون ہے میں آج دن سے لے کر اب تک یہ خون جمع کرتا رہا ہوں۔ ہم نے وہ دن یاد رکھا پھر معلوم ہوا کہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو اسی دن شہید کیا گیا تھا۔

(مسند احمد، ج ۲، رقم الحدیث: ۲۱۶۵، ج ۳، رقم الحدیث: ۲۵۵۳، اس حدیث کی سند صحیح ہے)

حضرت عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے اپنے بیٹے حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ کو کسی کام سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیجا، انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک شخص کو بیٹھے ہوئے دیکھا تو وہ لوٹ آئے۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا میں نے اپنے بیٹے کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کسی کام سے بھیجا تھا وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس

ایک شخص کو دیکھ کر لوٹ آئے، اور بات نہ کر سکے، آپ ﷺ نے فرمایا:
تم کو معلوم ہے وہ شخص کون تھا، وہ شخص جبریل علیہ السلام تھے اور (حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما) اس وقت تک فوت نہیں ہوں گے جب تک نابینا نہ ہو جائیں اور ان کو علم دیا جائے گا۔ (مسند احمد، رقم الحدیث: ۲۶۷۹، ۲۸۴۸، طبع جدید، المعجم الکبیر، رقم الحدیث: ۱۰۵۸۴، ۱۲۸۳۶، مسند احمد کی سند صحیح ہے)

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
عنقریب تم مصر کو فتح کرو گے اور یہ وہ زمین ہے جس میں قیراط کا ذکر کیا جاتا ہے تم وہاں کے رہنے والوں کے ساتھ خیر خواہی کرنا کیونکہ ان کا ذمہ اور رحم ہے۔ (ذمہ سے مراد حرمت اور حق ہے اور رحم سے مراد یہ ہے کہ حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا، حضرت اسماعیل علیہ السلام کی والدہ مصری تھیں)

(صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابہ، ۲۲۷، (۲۵۴۳) ۶۳۷۵، مسند احمد، ج ۶، ص ۱۷۳)

حضرت **ابو واقد لَیْثِی** رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب حُنَین کی طرف گئے تو مشرکین کے ایک درخت کے پاس سے گزرے جس کو ذات انواط کہا جاتا تھا، جس پر وہ اپنے ہتھیار لٹکاتے تھے۔ مسلمانوں نے کہا یا رسول اللہ (ﷺ)! ہمارے لیے بھی ایک ایسا ذات انواط بنا دیجئے جیسا ان کے لیے ذات انواط ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: سبحان اللہ! یہ تو ایسا ہے جیسا حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم نے کہا تھا ہمارے لیے بھی ایسا خدا بنا دیں جیسے ان کے خدا ہیں، اس ذات کی قسم! جس کے قبضہ وقدرت میں میری جان ہے تم ضرور اپنے سے پہلے لوگوں کے طریقوں پر سوار ہو گے۔

(جامع الترمذی، رقم الحدیث، ۲۱۸۷)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
بے شک اللہ تعالیٰ ہر سو سال کے سر پر (صدی کی انتہا یا ابتداء پر) اس امت کے لیے اس شخص کو مبعوث کرے گا جو ان کے لیے ان کے دین کی تجدید کرے گا۔

(بدعات کو مٹائے گا اور جن احکام پر مسلمانوں نے عمل کرنا چھوڑ دیا تھا ان پر عمل کروائے گا۔) (سنن ابوداؤد، رقم الحدیث:۴۲۹۱)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی آخری زندگی میں ایک رات میں عشاء کی نماز پڑھائی اور جب سلام پھیر لیا تو فرمایا: مجھے یہ بتاؤ یہ کون سی رات ہے کیونکہ اس کے ایک سو سال بعد ان لوگوں میں سے کوئی زندہ نہیں رہے گا جو روئے زمین پر اب زندہ ہیں۔ (صحیح البخاری، رقم الحدیث:۶۰۱، صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابہ، رقم الحدیث:۲۱۷، (۲۵۳۷)۶۳۶۱، سنن ابوداؤد، رقم الحدیث:۴۳۴۸، جامع الترمذی، رقم الحدیث:۲۲۵۸)

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ اہل خیبر میں سے ایک یہودیہ نے ایک بھنی ہوئی بکری میں زہر ملا دیا پھر وہ نبی کریم ﷺ کو پیش کی۔ نبی کریم ﷺ نے اس بکری کی ایک دستی لی اور اس میں سے کھایا اور آپ ﷺ کے اصحاب رضی اللہ عنہم میں سے ایک جماعت نے بھی اس میں سے کھایا، پھر نبی کریم ﷺ نے اپنے اصحاب رضی اللہ عنہم سے کہا اپنے ہاتھ روک لو، اور نبی ﷺ نے اس یہودیہ کو بلوایا اور فرمایا کیا تم نے اس بکری میں زہر ملایا تھا؟ اس نے کہا ہاں! آپ ﷺ کو کس نے خبر دی؟ نبی کریم ﷺ نے اپنے ہاتھ میں پکڑے ہوئے دست کی طرف اشارہ کیا مجھے اس نے خبر دی ہے۔ اس نے کہا ہاں، آپ ﷺ نے فرمایا تم نے کس لیے ایسا کیا تھا؟ اس نے کہا میں نے سوچا اگر یہ نبی ہیں تو ان کو اس زہر سے نقصان نہیں ہوگا اور اگر یہ نبی نہیں ہیں تو ہماری خلاصی ہو جائے گی۔ نبی کریم ﷺ نے اس کو معاف کر دیا اور اس کو سزا نہیں دی، اور آپ ﷺ کے بعض اصحاب رضی اللہ عنہم جنہوں نے اس بکری کا گوشت کھایا تھا وہ فوت ہو گئے اور نبی کریم ﷺ نے اس بکری سے کھائے ہوئے گوشت کی وجہ سے پیٹھ کے اوپر گردن کے نیچے فصد لگوائی۔ بنو بیاضہ کے آزاد شدہ غلام نے یہ فصد لگائی تھی۔

(سنن دارمی، رقم الحدیث:۶۸، سنن ابوداؤد، رقم الحدیث:۴۵۱۰، الادب المفرد، رقم الحدیث:۲۴۳)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب خیبر فتح ہو گیا تو رسول اللہ ﷺ کو ایک بکری تحفہ میں پیش کی گئی جو زہر سے آلود تھی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

یہاں جتنے یہودی ہیں ان سب کو جمع کرو، یہودیوں کو جمع کیا گیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں تم سے ایک چیز کے متعلق سوال کرتا ہوں؟ کیا تم مجھ سے سچ بولو گے؟ انہوں نے کہا ہاں! اے ابوالقاسم! تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تمہارا باپ کون ہے''؟ انہوں نے کہا: ہمارا باپ فلاں ہے۔ پس رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''تم نے جھوٹ بولا بلکہ تمہارا باپ فلاں ہے''۔تب یہودیوں نے کہا آپ ﷺ نے سچ کہا اور نیک کام کیا، پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں تم سے ایک اور چیز کے متعلق سوال کرتا ہوں کیا تم مجھے سچ سچ بتادو گے؟ انہوں نے کہا ہاں! اے ابوالقاسم (ﷺ)، اور اگر ہم نے جھوٹ بھی بولا تو آپ ﷺ کو ہمارے جھوٹ کا علم ہو جائے گا جیسا کہ آپ ﷺ کو ہمارے باپ کے متعلق علم ہو گیا۔تب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اہل دوزخ کون ہیں؟ انہوں نے کہا ہم اس میں تھوڑی دیر رہیں گے، پھر ہمارے بعد تم لوگ دوزخ میں جاؤ گے! تب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم دوزخ میں دفع ہو جاؤ، بہ خدا ہم تمہارے بعد اس میں کبھی نہیں جائیں گے، پھر آپ ﷺ نے فرمایا اگر میں تم سے کسی چیز کے متعلق سوال کروں تو کیا سچ سچ بتاؤ گے؟ انہوں نے کہا ہاں! آپ ﷺ نے فرمایا تم نے اس بکری میں زہر ملایا تھا؟ انہوں نے کہا ہاں! آپ ﷺ نے پوچھا تم کو اس کام پر کس چیز نے برانگیختہ کیا؟ انہوں نے کہا ہم نے یہ ارادہ کیا تھا کہ اگر آپ ﷺ جھوٹے ہیں تو ہم کو آپ ﷺ سے نجات مل جائے گی اور اگر آپ ﷺ نبی ہیں تو یہ زہر آپ ﷺ کو ضرر نہیں دے گا۔ (صحیح البخاری، رقم الحدیث: ۵۷۷۷، مسند احمد، ج ۲، ص ۴۵۱)

انصار کے ایک آدمی سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک جنازہ میں گئے، آپ ﷺ قبر کھودنے والے کو وصیت فرما رہے تھے کہ پیروں کی جانب سے قبر کو

کشادہ کرو، اور سر کی جانب سے قبر کو کشادہ کرو، جب آپ ﷺ واپس ہوئے تو ایک عورت کی طرف سے دعوت دینے والا آیا، آپ ﷺ نے اس کی دعوت کو قبول کر لیا اور ہم بھی آپ ﷺ کے ساتھ تھے، پس کھانا لایا گیا، آپ ﷺ نے اپنا ہاتھ رکھا، پھر قوم نے اپنا ہاتھ رکھا، سب نے کھایا، ہم نے رسول اللہ ﷺ کی طرف دیکھا آپ ﷺ اپنے منہ میں ایک لقمہ چبا رہے تھے، آپ ﷺ نے فرمایا مجھے یہ علم ہوا ہے کہ یہ اس بکری کا گوشت ہے جس کو اس کے مالک کی مرضی کے بغیر لیا گیا ہے، پھر اس عورت کو بلایا گیا اس نے کہا یا رسول اللہ (ﷺ)! میں نے کسی کو نقیع (بکریاں فروخت کرنے کی جگہ) منڈی کی طرف بھیجا، تا کہ میرے لیے بکری خرید کر لائے، تو بکری نہیں ملی، میں نے اپنے پڑوسی کو پیغام بھیجا جس نے ایک بکری خریدی تھی کہ وہ بکری مجھے قیمت کے عوض بھیج دے تو وہ پڑوسی نہیں ملا، میں نے اس کی بیوی کو پیغام بھیجا تو اس نے وہ بکری مجھے بھیج دی، تب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ کھانا قیدیوں کو کھلا دو۔ (سنن ابوداؤد، رقم الحدیث: ۳۳۳۲، مسند احمد، ج ۵، ص ۲۹۳)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ (جنگ بدر کے دن) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

کل یہ فلاں کے گرنے کی جگہ ہے اور آپ ﷺ نے زمین پر ہاتھ رکھا اور کل یہ فلاں کے گرنے کی جگہ ہے اور زمین پر ہاتھ رکھا اور کل یہ فلاں کے گرنے کی جگہ ہے اور زمین پر ہاتھ رکھا۔ پھر حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا اس ذات کی قسم! جس کے قبضہ وقدرت میں میری جان ہے جس جگہ رسول اللہ ﷺ نے ہاتھ رکھا تھا کوئی شخص اس سے بالکل سر مو متجاوز نہیں ہوا (اسی جگہ گر کر مرا) پھر رسول اللہ ﷺ کے حکم سے ان کو گھسیٹ کر بدر کے کنویں میں ڈال دیا گیا۔ مسلم اور نسائی کی روایت میں ہے کل رسول اللہ ﷺ ہمیں کفار بدر کے گرنے کی جگہیں بتا رہے تھے اور فرما رہے تھے، کل فلاں یہاں گرے گا۔ ان شاء اللہ۔
(سنن ابوداؤد، رقم الحدیث: ۲۶۸۱، صحیح مسلم، کتاب المنافقین: ۵۷ (۲۸۷۲) ۷۰۸۸، سنن نسائی، رقم الحدیث: ۲۰۷۳)

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ایک سفر سے تشریف لائے اس وقت بڑے زور سے آندھی چلی لگتا تھا کہ سوار دفن ہو جائیں گے، تب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ایک منافق کی موت کی وجہ سے یہ آندھی بھیجی گئی ہے، جب ہم مدینہ کو پہنچے تو ایک بہت بڑا منافق مر چکا تھا۔

(صحیح مسلم، کتاب المنافقین: ۱۵ (۲۷۸۲) ۶۹۰۸، مسند احمد، ج ۳، ص ۳۱۵)

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ سے کچھ چیزوں کے متعلق سوال کیا گیا جن کو آپ ﷺ نے ناپسند کیا، جب بکثرت سوال کیے گئے تو آپ ﷺ غضب ناک ہوئے پھر آپ ﷺ نے لوگوں سے کہا تم جو چاہتے ہو مجھ سے سوال کرو، ایک شخص نے کہا میرا باپ کون ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا تمہارا باپ سالم ہے شیبہ کا آزاد کردہ غلام، جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کے چہرے پر غضب کے آثار دیکھے تو عرض کیا یا رسول اللہ (ﷺ) ! ہم اللہ عزوجل سے توبہ کرتے ہیں۔ (صحیح البخاری، رقم الحدیث: ۹۲، ۷۲۹۱)

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے جنگ خیبر کے دن فرمایا کل میں یہ جھنڈا ضرور اس شخص کو دوں گا جس کے ہاتھوں پر اللہ تعالیٰ فتح عطا فرمائے گا، وہ اللہ عزوجل اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہوگا اور اللہ عزوجل اور اس کا رسول اس سے محبت کرتے ہیں، وہ تمام رات مسلمانوں نے اس بے چینی میں گزاری کہ آپ ﷺ کس کو جھنڈا عطا فرماتے ہیں، صبح کو تمام مسلمان رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سب کو اس جھنڈے کے عطا کیے جانے کی امید تھی، آپ ﷺ نے پوچھا علی بن ابی طالب کہاں ہیں؟ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ان کی آنکھوں میں تکلیف ہے، پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ کو صحابہ رضی اللہ عنہم نے بلایا، وہ لائے گئے، رسول اللہ ﷺ نے ان کی آنکھوں میں لعاب دہن ڈالا اور ان کے لیے دعا کی، وہ تندرست ہو گئے گویا کہ ان کی آنکھوں میں کبھی تکلیف ہی نہ تھی، آپ ﷺ نے ان کو جھنڈا عطا فرمایا، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسول

اللہ (ﷺ) ! میں ان سے اس وقت تک قتال کروں گا حتیٰ کہ وہ ہماری طرح (مسلمان) نہ ہو جائیں، آپ ﷺ نے فرمایا اطمینان سے جانا، حتیٰ کہ تم ان کے علاقہ میں پہنچ جاؤ، پھر ان کو اسلام کی دعوت دینا، اور ان کو یہ بتانا کہ ان پر اللہ ﷻ کا کیا حق واجب ہے، اللہ کی قسم! اللہ ﷻ تمہارے سبب سے کسی ایک شخص کو ہدایت دے دے تو وہ تمہارے لیے سرخ اونٹوں سے بہتر ہے۔

(صحیح البخاری، رقم الحدیث: ۳۷۰۱، ۳۰۰۹، صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابہ: ۳۴ (۲۴۰۶) (۶۱۰۶)

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حجتہ الوداع میں میری اس بیماری میں عیادت کی جس کی وجہ سے میں موت کے کنارے پہنچ گیا تھا، میں نے عرض کیا یارسول اللہ (ﷺ)! آپ ﷺ دیکھ رہے ہیں کہ مجھے کتنی تکلیف ہے! میں مال دار ہوں اور میری صرف ایک بیٹی ہے کیا میں اپنا دو تہائی مال صدقہ کر دوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں! میں نے کہا کیا نصف مال صدقہ کر دوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: تہائی مال صدقہ کرو، تہائی مال بہت ہے، اگر تم اپنے وارثوں کو خوشحال چھوڑ و تو وہ اس سے بہتر ہے کہ تم ان کو فقراء چھوڑو اور وہ لوگوں کے آگے ہاتھ پھیلائیں، اور تم اللہ کی رضا جوئی کے لیے جو خرچ بھی کرو گے تم کو اس میں اجر دیا جائے گا حتیٰ کہ تم جو لقمہ اپنی بیوی کے منہ میں رکھو گے اس پر بھی اجر ملے گا، میں نے عرض کیا یارسول اللہ (ﷺ)! کیا میں اپنے احباب کے پیچھے رہ جاؤں گا۔ (حج کے بعد ان کے ساتھ مدینہ نہ جا سکوں گا؟) آپ ﷺ نے فرمایا تم ہرگز پیچھے نہیں رہو گے، تم اللہ ﷻ کی رضا جوئی کے لیے جو بھی کرو گے، تمہارے درجے اس سے زیادہ اور بلند ہوں گے اور شاید کہ تم بعد میں زندہ رہو اور تم سے ایک قوم کو فائدہ اور دوسری کو نقصان ہو، اے اللہ (ﷻ)! میرے اصحاب رضی اللہ عنہم کی ہجرت کو قائم رکھ اور ان کو ان کی ایڑیوں پر نہ لوٹا، لیکن سعد بن خولہ پر افسوس

ہے، حضرت سعد ﷛ نے کہا رسول اللہ ﷺ نے ان پر اس لیے افسوس کیا کہ وہ مکہ میں ہی فوت ہو گئے تھے۔ (حضرت سعد ﷛ رسول اللہ ﷺ کے وصال کے بعد تک زندہ رہے انہوں نے ایران کو فتح کیا جس سے مسلمانوں کو نفع اور مجوسیوں کو نقصان ہوا۔)

(صحیح البخاری، رقم الحدیث: ۴۴۰۹، صحیح مسلم، الوصیۃ: ۵، (۱۶۲۸) ۴۱۳۱، سنن ابو داؤد، رقم الحدیث: ۲۸۶۴، جامع الترمذی، رقم الحدیث: ۲۱۲۳، سنن ابن ماجہ، رقم الحدیث: ۲۷۰۸، سنن النسائی، رقم الحدیث: ۳۲۲۶)

حضرت ابو ہریرہ ﷛ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اس وقت تک قیامت قائم نہیں ہوگی جب تک کہ تم اس قوم سے جنگ نہ کرو جو بالوں والے چمڑے کی جوتیاں پہنیں گے اور حتیٰ کہ تم ترکوں سے قتال نہ کرو، جن کی آنکھیں چھوٹی ہوں گی اور ناک چپٹی ہوگی اور ان کے چہرے ہتھوڑوں سے کوٹی ہوئی ڈھالوں کی مانند ہوں گے۔

(صحیح البخاری، رقم الحدیث: ۳۵۸۷، صحیح مسلم، الفتن: ۶۲ (۲۹۱۲) ۷۱۷۷، سنن ابو داؤد، ررقم الحدیث: ۴۳۰۴، جامع الترمذی، رقم الحدیث: ۲۲۲۲، سنن ابن ماجہ، رقم الحدیث: ۴۰۹۶)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے:

تم یہود سے قتال کرو گے اور تم ان پر مسلط ہو جاؤ گے، حتیٰ کہ ایک پتھر یہ کہے گا کہ اے مسلمان! میرے پیچھے ایک یہودی ہے۔ اس کو قتل کر دو۔

(صحیح البخاری، رقم الحدیث: ۳۵۹۳، صحیح مسلم، کتاب الفتن ۷۹ (۲۹۲۲) ۷۲۰۲)

حضرت ابو ہریرہ ﷛ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہم سے غزوہ ہند کا وعدہ کیا کہ اگر میں اس غزوہ کو پا لوں تو میں اس میں اپنی جان اور مال کو خرچ کروں اگر میں اس میں شہید ہو گیا تو میں سب سے افضل شہید ہوں گا اور اگر میں لوٹ آیا تو میں جہنم سے آزاد ہوں گا۔ (سنن النسائی، رقم الحدیث: ۳۱۷۴، ۳۱۷۳)

حضرت عقبہ بن عامر ﷛ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ تشریف لے

گئے اور اہل اُحد پر نماز جنازہ پڑھی، پھر آپ ﷺ منبر کی طرف مڑ گئے، (مسجد کی طرف تشریف لے گئے) آپ ﷺ نے فرمایا: میں تمہارا پیش رو ہوں، اور میں تم پر گواہ ہوں، اور بے شک اللہ کی قسم! میں اب بھی اپنے حوض کی طرف ضرور دیکھ رہا ہوں، اور بے شک مجھے تمام روئے زمین کے خزانوں کی چابیاں عطا کی گئی ہیں، اور بیشک اللہ کی قسم! مجھے یہ خوف نہیں ہے کہ میرے بعد تم (سب) مشرک ہو جاؤ گے البتہ مجھے یہ خوف ہے کہ میرے بعد تم دنیا میں رغبت کرو گے۔

(صحیح البخاری، رقم الحدیث:۱۳۴۴، صحیح مسلم، کتاب الفتن:۳۰(۲۲۹۶)۵۸۶۴، سنن ابو داؤد، رقم الحدیث:۳۲۲۳، ۳۲۲۴، سنن النسائی، رقم الحدیث:۱۹۵۴)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے جنگ بدر کے دن اہل جاہلیت کا فدیہ چار سو (درہم) مقرر کیا، اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے یہ دعویٰ کیا کہ ان کے پاس بالکل مال نہیں ہے، تب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اچھا تو وہ مال کہاں ہے جو تم نے اور ام الفضل نے مل کر دفن کیا تھا اور تم نے کہا تھا کہ اگر میں اس مہم میں کام آ گیا تو یہ مال میرے ان بیٹوں کا ہے: الفضل، عبداللہ اور قثم۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے کہا اللہ کی قسم! مجھے اب یقین ہو گیا کہ آپ ﷺ واقعی اللہ کے رسول ہیں، اس بات کا میرے اور ام الفضل کے سوا کسی کو علم نہیں تھا۔ (سبل الہدی والرشاد، ج ۴، ص ۶۹)

امام ابن سعد، عبداللہ بن حارث بن نوفل سے روایت کرتے ہیں کہ جب جنگ بدر کے دن نوفل کو قید کیا گیا تو نبی کریم ﷺ نے ان سے فرمایا اپنی جان کے فدیہ میں وہ نیزہ دو جو جدہ میں ہے، انہوں نے کہا اللہ کی قسم! اللہ کے بعد میرے علاوہ کسی کو یہ علم نہیں تھا کہ میرے پاس جدہ میں نیزہ ہے۔ (سبل الهدی والرشاد، ج ۴، ص ۶۹)

عاصم بن زید السکونی بیان کرتے ہیں کہ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو جب نبی کریم ﷺ نے یمن کی طرف بھیجا، ان کے ساتھ نبی کریم ﷺ بھی باہر نکلے، آپ ﷺ ان کو وصیت

فرمارہے تھے، حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سوار تھے اور نبی کریم ﷺ ان کے ساتھ پیدل چل رہے تھے۔ جب آپ ﷺ نصیحت سے فارغ ہوئے تو فرمایا:

اے معاذ (رضی اللہ عنہ)! امید ہے کہ اس سال کے بعد تم مجھ سے ملاقات نہیں کرو گے اور شاید کہ تم میری مسجد اور میری قبر کے پاس سے گزرو، رسول اللہ ﷺ کی جدائی کے خیال سے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ رونے لگے، نبی کریم رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

اے معاذ مت روؤ کیونکہ (آواز سے) رونا شیطان کا کام ہے۔

(مسند احمد، ج ۱۶، رقم الحدیث: ۲۱۹۵۳، دلائل النبوۃ للبیہقی، ج ۵، ص ۴۰۵۔۴۰۴)

ان احادیث مبارکہ میں رسول اللہ ﷺ نے اپنے اصحاب کو ان کے دشمنوں پر غلبہ کی خبر دی اور مکہ مکرمہ، بیت المقدس، یمن، شام اور عراق کی فتوحات کی خبریں دیں اور امن کی خبر دی اور یہ کہ کل خیبر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں سے فتح ہوگا، اور آپ کی امت پر دنیا کی جو فتوحات کی جائیں گی اور وہ قیصر و کسریٰ کے خزانے تقسیم کریں گے، اور ان کے درمیان جو فتنے پیدا ہوں گے، اور امت میں جو اختلاف پیدا ہوگا اور وہ پچھلی امتوں کے طریقے پر چلیں گے، اور کسریٰ اور قیصر کی حکومتیں ختم ہو جائیں گی اور پھر ان کی حکومت قائم نہیں ہوگی اور یہ کہ روئے زمین کو آپ کے لیے لپیٹ دیا گیا ہے اور آپ نے اس کے مشارق اور مغارب کو دیکھ لیا ہے اور یہ کہ آپ کی امت کا ایک گروہ قیامت تک حق پر قائم رہے گا اور آپ نے بنو امیہ اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی حکومت کی خبر دی اور اہل بیت کی آزمائش اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شہادت کی خبر دی، آپ کے اہل بیت میں سب سے پہلے حضرت سیدتنا فاطمہ زہراء رضی اللہ عنہا کی وفات کی خبر دی، اور یہ کہ آپ کے بعد صرف تیس سال تک خلافت رہے گی، اور پھر بادشاہت ہو جائے گی۔ تیس دجالوں کے خروج کی خبر دی، قریش کے ہاتھوں امت کی ہلاکت کی خبر دی، قدریہ اور رافضیہ کے ظہور کی خبر دی، اہل فارس کے دین حاصل کرنے کی خبر دی، اپنی گمشدہ اونٹنی کی خبر دی، جنگ بدر میں کافر

کس جگہ گر کر مریں گے یہ خبر دی ، حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے صلح کرانے کی خبر دی ، حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی حیات کے متعلق خبر دی اور یہ خبر دی آپ کی ازواج میں سے جس کے ہاتھ زیادہ لمبے ہوں گے وہ آپ کے وصال کے بعد آپ سے سب سے پہلے ملیں گی ۔حضرت زید بن صوحان رضی اللہ عنہ کہ ہاتھ کے متعلق پیش گوئی کی ،سراقہ کے لیے سونے کے کنگنوں کی خبر دی اور بہت باتوں کی خبر دی ۔

اگر یہ کہا جائے کہ آپ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہ پر تہمت کے واقعہ میں پریشان کیوں ہوئے ،آپ کی مبارک جوتی میں سانپ تھا آپ نے اسے ظاہر نہیں کیا تو اس کا جواب یہ ہے کہ آپ کے ہر کام میں حکمت ہے اوراس کا مطلب یہ نہیں کہ آپ کو ان باتوں کی خبر نہیں تھی ۔اس کی مثال یوں ہے کہ جیسے میں اس وقت پڑھ رہا ہوں اور آپ بیٹھے سن رہے ہیں اب اگر کوئی کہے ہم بیٹھے ہیں اس لئے چل نہیں سکتے یا کھڑے ہیں تو بیٹھ نہیں سکتے تو اس کو کہا جائے گا کہ ہم کسی حکمت کے تحت بیٹھے ہیں اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ ہم چل نہیں سکتے یا ہمارے اندر چلنے کی صلاحیت نہیں ہے ۔

...... وسیلہ ......

قرآن مجید میں وسیلہ کا حکم :

﴿یـااَیُّھَاالَّذِیْنَ آمَنُوْااتَّقُوْاللّٰہَ وَابْتَغُوْااِلَیْہِ الْوَسِیْلَۃَ وَجَاھِدُوْا فِیْ سَبِیْلِہٖ لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ﴾

(سورۃ المائدہ آیت:35)

ترجمہ:اے ایمان والو!اللہ سے ڈرواوراس کی طرف وسیلہ تلاش کرواوراس کی راہ میں جہاد کروتا کہ تم کامیاب ہوجاؤ۔

رسول ﷺ کا خود اپنے وسیلہ سے دعا فرمانا:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ کی والدہ فاطمہ بنت اسد بن ہاشم رضی اللہ عنہا فوت ہوگئیں اور رسول اللہ ﷺ ان کی لحد کھودنے سے فارغ ہوگئے تو آپ ان کی لحد میں لیٹ گئے اور یہ دعا کی: ''اللہ عزوجل ہی زندہ کرتا ہے اور وہی مارتا ہے، اور وہی زندہ ہے جسے موت نہیں آئے گی، اے اللہ (عزوجل)! اپنے نبی اور مجھ سے پہلے انبیاء علیہم السلام کے وسیلہ سے میری ماں فاطمہ بنت اسد رضی اللہ عنہا کی مغفرت فرما، ان کو قبر میں سوالوں کے صحیح جواب دینے کی توفیق عطا فرما، ان کی قبر کو وسیع کر، بلاشبہ تو سب سے زیادہ رحم فرمانے والا ہے'' پھر آپ نے ان کی نماز جنازہ پڑھی اور آپ ﷺ نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان کو قبر میں اتارا۔

(مجمع الزوائد ج۹ص ۲۵۷۔۲۵۶، وفاء الوفاء ج۳ص ۸۹۹، ۸۹۸، اس حدیث کو امام طبرانی نے کبیر اور اوسط میں روایت کیا ہے، شیخ ناصر الدین البانی نے بھی اس حدیث کا ذکر کیا ہے۔ توسل: ص۱۰۲)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نبی کریم ﷺ کے وسیلہ سے دعا کرنا خود نبی کریم ﷺ کی بھی سنت ہے۔

حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک نابینا شخص نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، اس نے عرض کیا آپ اللہ عزوجل سے دعا کیجئے کہ اللہ تعالیٰ میری آنکھیں ٹھیک فرمادے، آپ نے فرمایا اگر تم چاہو تو میں اس کام کو مؤخر کر دوں اور یہ تمہارے لیے بہتر ہوگا اور اگر تم چاہو تو (ابھی) دعا کر دوں، اس نے کہا آپ دعا کر دیجئے، آپ نے فرمایا اچھی طرح وضو کرو، دو رکعت نماز پڑھو اس کے بعد یہ دعا کرو۔

''اے اللہ! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اور محمد نبی الرحمۃ (ﷺ) کے وسیلہ سے تیری طرف متوجہ ہوتا ہوں۔ اے محمد! (ﷺ) میں آپ کے وسیلہ سے اس حاجت میں اپنے رب عزوجل کی طرف متوجہ ہوا ہوں تاکہ میری یہ حاجت پوری ہو، اے اللہ! نبی کریم ﷺ کو میرے لیے شفاعت کرنے والا بنادے۔

(سنن ابن ماجہ ص۹۹، جامع ترمذی ج۱ ص ۵۱۵ ،مسند احمد ج۴ص ۱۳۸ ،مستدرک ج ۱ص۵۱۹ ،مختصر تاریخ دمشق ج۳ص۳۰۴،امام ابن ماجہ، امام ترمذی، امام احمد اور امام حاکم نے اس حدیث کوعمارہ بن خزیمہ بن ثابت کی سند سے روایت کیا ہےاور امام بیہقی اور امام ابن السنی نے اس حدیث کواس سند کے علاوہ ابوامامہ بن سہل بن حنیف کی سند سے بھی روایت کیا ہےاس روایت میں یہ اضافہ ہے:

قال عثما ن : فوالله ما تفرقناو لا طال الحديث حتى دخل الر جل و كا نه لم يكن به ضر قط

ترجمہ: ''حضرت عثمان بن حنیف نے کہا بہ خدا ابھی ہم اس مجلس سے اٹھے نہیں تھے اور نہ ابھی سلسلہ گفتگو دراز ہوا تھا کہ وہ (نابینا) شخص اس حال میں داخل ہوا کہ اس کی آنکھ میں کوئی تکلیف نہیں تھی''۔ (عمل الیوم واللیلہ ص۲۰۲)

علامہ نووی نے اس حدیث کوامام ابن ماجہ اور امام ترمذی کے حوالوں سے بیان کیا اور اس میں بھی یا محمد کے الفاظ ہیں، علامہ نووی نے لکھا ہے کہ امام ترمذی نے اس حدیث کوحسن لکھا ہے۔امام نسائی نے اس حدیث کو کبری ج ۶ ص ۱۶۹ میں روایت کیا ہے۔امام محمد جزری نے اس حدیث کوامام ترمذی، امام حاکم اور امام نسائی کے حوالوں سے ذکر کیا اور اس میں بھی ''یا محمد'' کے الفاظ ہیں۔(الاذکار ص ۱۶۷)

حضرت عثمان بن حنیف ﷺ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص اپنے کسی کام سے حضرت عثمان بن عفان ﷺ کے پاس جاتا تھا اور حضرت عثمان ﷺ اس کی طرف متوجہ نہیں ہوتے تھے، اور نہ اس کے کام کی طرف دھیان دیتے تھے، ایک دن اس شخص کی حضرت عثمان بن حنیف ﷺ سے ملاقات ہوئی، اس نے حضرت عثمان بن حنیف ﷺ سے اس بات کی شکایت کی، حضرت عثمان بن حنیف ﷺ نے اس سے کہا: ''تم وضو خانہ جا کر وضو کرو، پھر مسجد میں جاؤ اور وہاں دو رکعت نماز پڑھو'' پھر یہ کہو: ''اے اللہ! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اور ہمارے نبی، نبی الرحمۃ محمد ﷺ کے وسیلہ سے تیری طرف متوجہ ہوتا ہوں، اے محمد (ﷺ)! میں آپ کے واسطے سے آپ کے رب ﷻ کی طرف متوجہ ہوا ہوں تا کہ وہ میری حاجت روائی کرے۔ اور اپنی حاجت کا ذکر کرنا پھر میرے پاس آنا تا کہ میں تمہارے ساتھ جاؤں وہ شخص گیا اور اس نے حضرت عثمان بن حنیف ﷺ کے بتائے ہوئے طریقہ پر عمل کیا پھر وہ حضرت عثمان بن عفان ﷺ کے پاس گیا دربان نے ان کے لیے دروازہ کھولا اور ان کو حضرت عثمان بن عفان ﷺ کے پاس لے گیا، حضرت عثمان ﷺ نے

اس کو اپنے ساتھ مسند پر بٹھایا اور پوچھا تمہارا کیا کام ہے؟ اس نے اپنا کام ذکر کیا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اس کا کام کر دیا اور فرمایا تم نے اس سے پہلے اب تک اپنے کام کا ذکر نہیں کیا تھا اور فرمایا جب بھی تمہیں کوئی کام ہو تو تم ہمارے پاس آ جانا۔ پھر وہ شخص حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس سے چلا گیا اور جب اس کی حضرت عثمان بن حنیف سے ملاقات ہوئی تو اس نے کہا اللہ تعالیٰ آپ کو جزاء خیر دے، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ میری طرف متوجہ نہیں ہوتے تھے اور میرے معاملہ میں غور نہیں کرتے تھے حتیٰ کہ آپ نے ان سے میری سفارش کی، حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ نے کہا بخدا! میں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے کوئی بات نہیں کی، لیکن ایک مرتبہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں موجود تھا، آپ کے پاس ایک نابینا شخص آیا اور اس نے اپنے نابینا ہونے کی آپ سے شکایت کی۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کیا تم اس پر صبر کرو گے؟ اس نے کہا یا رسول اللہ (ﷺ) مجھے راستہ دکھانے والا کوئی نہیں ہے اور مجھے بڑی مشکل ہوتی ہے۔ نبی کریم ﷺ نے اس سے فرمایا تم وضو خانے جاؤ اور وضو کرو، پھر دو رکعت نماز پڑھو، پھر ان کلمات سے دعا کرو، حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ نے کہا ابھی ہم الگ نہیں ہوئے تھے اور نہ ابھی زیادہ باتیں ہوئی تھیں کہ وہ نابینا شخص آیا اس حال میں کہ اس کی آنکھیں روشن تھیں۔

(یہ حدیث صحیح ہے۔ الترغیب والترہیب ج ۱ ص ۴۷۶۔۴۷۴، مجمع الزوائد ج ۲ ص ۲۷۹)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں ایک سال قحط پڑ گیا تو حضرت بلال بن حارث مزنی رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے روضہ پر حاضر ہوئے اور عرض کیا اپنی امت کے لیے بارش کی دعا کیجئے۔

حافظ ابن ابی شیبہ اپنی سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں:

مالک الدار، جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے وزیر خوراک تھے وہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں (ایک بار) لوگوں پر قحط آ گیا، ایک شخص (حضرت بلال بن حارث مُزَنِیُ رضی اللہ عنہ) رسول اللہ ﷺ کی قبر مبارک پر گیا اور عرض کیا یا رسول اللہ (ﷺ)! اپنی

امت کے لیے بارش کی دعا کیجئے کیونکہ وہ (قحط سے) ہلاک ہورہے ہیں۔ نبی کریم ﷺ اس شخص کے خواب میں تشریف لائے اور فرمایا:

عمر (رضی اللہ عنہ) کے پاس جاؤ اور ان کو سلام کہو اور یہ خبر دو کہ تم پر یقیناً بارش ہوگی، اور ان سے کہو تم پر سوجھ بوجھ لازم ہے، تم پر سوجھ بوجھ لازم ہے۔ پھر وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس گئے اور ان کو یہ خبر دی حضرت عمر رضی اللہ عنہ رونے لگے اور کہا:

اے اللہ! میں صرف اسی چیز کو ترک کرتا ہوں جس سے میں عاجز ہوں۔

(المصنف ج ۱۲ص ۳۲، البدایہ والنہایہ ج ۷ص ۹۲ - ۹۱، الکامل فی التاریخ ج ۲ص ۳۹۰، فتح الباری ج ۲ص ۴۹۶ - ۴۹۵، اس حدیث کو حافظ ابن کثیر اور حافظ ابن حجر عسقلائی نے سنداً صحیح قرار دیا ہے)

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب لوگ قحط میں مبتلا ہوتے تو حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کے وسیلے سے بارش کی دعا کرتے اور یہ عرض کرتے۔ اے اللہ! ہم اپنے نبی ﷺ کے وسیلہ سے بارش کی دعا کیا کرتے تھے، تو، تو ہم پر بارش برساتا تھا (اب) ہم اپنے نبی کے عم (محترم) کو تیری طرف وسیلہ پیش کرتے ہیں، تو، تو ہم پر بارش نازل فرما۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا پھر لوگوں پر بارش ہوتی۔

(صحیح البخاری، ج ۱، رقم الحدیث: ۱۰۱۰)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

جو شخص اپنے گھر سے نماز پڑھنے کے لیے نکلا اور اس نے یہ دعا کی، اے اللہ! تجھ پر سائلین کا جو حق ہے میں اس کے وسیلہ سے سوال کرتا ہوں، کیونکہ میں بغیر اکڑنے اور اترانے اور بغیر دکھانے اور سنانے کے (محض) تیری ناراضگی کے ڈر اور تیری رضا کی طلب میں نکلا ہوں، سو میں تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ تو جہنم سے مجھے اپنی پناہ میں رکھنا اور میرے گناہوں کو بخش دینا اور بلاشبہ تیرے سوا کوئی گناہوں کو نہیں بخشے گا۔ (سو جو شخص یہ دعا کرے گا) اللہ تعالیٰ اس کی طرف متوجہ ہوگا اور ستر ہزار فرشتے اس کے لیے استغفار کریں گے۔ (سنن ابن ماجہ، رقم الحدیث: ۷۷۸، مسند احمد ج، ج ۱۰، رقم الحدیث: ۱۱۰۹۹)

عبدالرحمٰن بن یزید رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ کے اصحاب رضی اللہ عنہم کو خوب علم تھا کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ان میں سب سے زیادہ قریب اللہ عزوجل کی طرف وسیلہ ہے۔ (مسند احمد، ج ۵، ص ۳۹۵، اس حدیث کی سند صحیح ہے، مسند احمد، ج ۱۶ رقم الحدیث: ۲۳۲۰۱)

مشکل میں اللہ جل جلالہ کے نیک بندوں کو پکارنا شرک نہیں:

امام ابن ابی شیبہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا:

کراماً کاتبین کے علاوہ اللہ تعالیٰ نے فرشتے مقرر کیے ہیں جو درختوں سے گرنے والے پتوں کو لکھ لیتے ہیں جب تم میں سے کسی شخص کو سفر میں کوئی مشکل پیش آئے تو وہ یہ ندا کرے۔

''اے اللہ کے بندو تم پر اللہ رحم فرمائے میری مدد کرو۔''

(المصنف ج ۱۰ ص ۳۹۰)

حافظ ابوبکر دینوری ابن السنی علیہ الرحمۃ اپنی سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

جب تم میں سے کسی ایک شخص کی سواری ویران زمین میں بھاگ جائے تو وہ یہ ندا کرے: ''اے اللہ کے نیک بندو! اس کو روک لو، اے اللہ کے نیک بندو اس کو روک لو، کیونکہ زمین میں اللہ عزوجل کے کچھ روکنے والے ہیں جو اس کو روک لیتے ہیں''۔

(عمل الیوم واللیلہ ص ۱۶۲)

امام بزار اپنی سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

کراماً کاتبین کے سوا، اللہ تعالیٰ کے فرشتے ہیں جو درخت سے گرنے والے پتوں کو لکھ لیتے ہیں، جب تم میں سے کسی شخص کو جنگل کی سرزمین میں کوئی مشکل پیش آئے تو وہ یہ ندا کرے: ''یَا عِبَادَ اللّٰہِ اَعِیْنُوْنِیْ'' ''اے اللہ کے نیک بندو! میری مدد کرو''۔

(کشف الاستار عن زوائد البزار ج ۴ ص ۳۴)

حضرت عتبہ بن غزوان ﷜ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:
جب تم میں سے کوئی شخص کسی چیز کو گم کر دے جب کہ وہ کسی اجنبی جگہ پر ہو تو اس کو یہ کہنا چاہئے:

''اے اللہ کے بندو میری مدد کرو۔''

کیونکہ اللہ کے کچھ ایسے بندے ہیں جن کو ہم نہیں دیکھتے۔ (مجمع الزوائد ج ۱۰ص ۱۳۲)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
کراماً کاتبین کے سوا اللہ کے فرشتے ہیں جو درخت سے گرنے والے پتوں کو لکھ لیتے ہیں جب کسی ویران زمین پر کسی کو مشکل پیش آئے تو وہ یہ ندا کرے:۔

''اے اللہ کے نیک بندو میری مدد کرو۔''

(مجمع الزوائد ج ۱۰ص ۱۳۲)

حضرت عبداللہ بن مسعود ﷜ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
جب تم میں سے کسی ایک کی سواری کسی ویران زمین میں بھاگ جائے تو وہ یہ ندا کرے:

''اے اللہ کے نیک بندو روک لو۔''

کیونکہ زمین میں اللہ تعالیٰ کے روکنے والے ہیں جو اس کو عنقریب روک لیں گے۔

(اس حدیث کو امام ابویعلی اور طبرانی علیہما الرحمۃ نے روایت کیا ہے اور طبرانی علیہ الرحمۃ کی روایت میں یہ اضافہ ہے وہ اس کو تمہارے لیے روک لیں گے۔ مجمع الزوئد ج ۱۰ص ۱۳۲)

صحابہ کرام اور تابعین ﷢ کے زمانے میں مسلمانوں کا یہ طریقہ تھا کہ وہ مصیبت اور تکلیف کے وقت ''یا محمد'' کہہ کر رسول اللہ ﷺ کو پکارتے تھے۔ جنگ یمامہ میں جب مسیلمہ کذاب اور مسلمانوں کے درمیان گھمسان کی لڑائی ہو رہی تھی، اس کا نقشہ کھینچنے کے بعد علامہ ابن اثیر علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں:

پھر حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے (دشمن کو) للکار اور للکارنے والوں کو دعوت (قتال) دی پھر مسلمانوں نے معمول کے مطابق یا محمداہ کہہ کر نعرہ لگایا، پھر وہ جس شخص کو بھی للکارتے اس کو قتل کر دیتے تھے۔ (الکامل فی التاریخ ج۲ص۲۴۶)

حافظ ابن کثیر علیہ الرحمۃ بھی جنگ کے اس منظر کو نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

پھر حضرت خالد نے مسلمانوں کے معمول کے مطابق نعرہ لگایا اور اس زمانہ میں ان کا معمول یا محمد کا نعرہ لگانا تھا۔ (البدایہ والنہایہ ج۶ص۳۲۴)

حافظ ابن اثیر اور ابن کثیر نے یہ وضاحت کی ہے کہ عہد صحابہ اور تابعین رضی اللہ عنہم میں شدائد اور ابتلاء کے وقت یا محمداہ کہنے کا معمول تھا۔ حافظ ابن حجر عسقلانی علیہ الرحمۃ نے مطالب عالیہ میں ذکر کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر عیسیٰ علیہ السلام میری قبر پر کھڑے ہو کر ''یا محمد'' کہیں تو میں ان کو ضرور جواب دوں گا۔ (المطالب العالیہ ج۴ص۳۴۹)

نبی کریم ﷺ امت کے اعمال اور احوال جانتے ہیں:

اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے:

﴿وَيَكُونَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا﴾

اور یہ رسول تم پر گواہ ہو جائیں۔

بکثرت احادیث میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ نبی ﷺ پر پچھلی امتیں پیش کی گئیں اور اس امت کے افعال اور اعمال آپ پر پیش کیے گئے اور چونکہ آپ سب کے احوال اور افعال پر مطلع ہیں اس لیے سب کے متعلق گواہی دیں گے۔ قرآن مجید میں ہے:

فَكَيْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ بِشَهِيْدٍ وَّ جِئْنَا بِكَ عَلٰى هٰٓؤُلَآءِ شَهِيْدًا (النساء:۴۱)

ترجمہ: ''اس وقت کیا حال ہوگا جب ہم ہر امت سے ایک گواہ لائیں گے اور آپ کو ان (سب) پر گواہ بنا کر لائیں گے۔

علامہ بیضاوی علیہ الرحمۃ نے لکھا ہے کہ ہر نبی اپنی امت کے فاسد عقائد اور برے اعمال کے خلاف گواہی دے گا اور نبی کریم ﷺ تمام نبیوں کی گواہی کی سچائی پر گواہی دیں گے۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ نبی کریم ﷺ تمام امتوں کے احوال کو جانتے ہوں گے، کیونکہ بغیر علم کے گواہی جائز نہیں ہے۔ نبی کریم ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے تمام امتوں کے احوال اور افعال پر مطلع فرمایا ہے اور ان کی دنیا اور آخرت کا آپ کو علم عطا فرمایا ہے، اور خصوصاً آپ کی امت کے اعمال قبر انور میں آپ پر پیش کیے جاتے ہیں۔

امام احمد بن حنبل علیہ الرحمۃ روایت کرتے ہیں:

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ نے صبح کی نماز پڑھائی پھر وہاں چاشت کے وقت تک بیٹھے رہے، پھر رسول اللہ ﷺ ہنسے، پھر اسی جگہ بیٹھے رہے پھر آپ نے ظہر، عصر، مغرب اور عشاء پڑھیں اور اس دوران کسی سے بات نہ کی، پھر گھر تشریف لے گئے، لوگوں نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہا آپ نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا نہیں کہ آج کا دن آپ نے غیر معمولی طور پر گزارا، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے پوچھا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

دنیا اور آخرت کے امور میں سے جو کچھ بھی ہونے والا تھا وہ سب مجھ پر آج پیش کیا گیا، تمام اولین اور آخرین کو ایک میدان میں جمع کیا گیا لوگ گھبرا کر حضرت آدم علیہ السلام کے پاس گئے اس حال میں کہ وہ لوگ منہ تک پسینے میں ڈوبے ہوئے تھے۔

(مسند احمد ج ۱ ص ۴، مسند ابوعوانہ ج: ص ۱۷۷۔۱۷۶)

امام مسلم علیہ الرحمۃ والرضوان روایت کرتے ہیں:

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا مجھ پر امت کے اچھے اور برے (تمام) اعمال پیش کیے جاتے ہیں، میں نے نیک اعمال میں دیکھا کہ نجاست کو راستہ سے ایک طرف کر دیا گیا، اور برے اعمال میں دیکھا کہ ناک کی رینٹ کو مسجد میں

ڈال دیا گیا اور اس کو دفن نہیں کیا گیا۔ (صحیح مسلم ج ۱ص ۲۰۷)

ابوبکر بن عبداللہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میری حیات تمہارے لیے بہتر ہے تم باتیں کرتے ہو اور تمہارے لیے حدیث بیان کی جاتی ہے اور جب میں وفات پا جاؤں گا تو میری وفات تمہارے لیے بہتر ہوگی مجھ پر تمہارے اعمال پیش کیے جائیں گے۔ جب میں نیک عمل دیکھوں گا تو اللہ تعالیٰ کی حمد کروں گا اور جب میں برا عمل دیکھوں گا تو تمہارے لیے استغفار کروں گا۔ (الطبقات الکبری ج ۲ص ۱۹۴، الجامع الصغیر اص ۵۸۲، یہ حدیث حسن ہے۔)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

اللہ تعالیٰ کے کچھ فرشتے سیاحت کرنے والے ہیں وہ مجھے میری امت کا سلام پہنچاتے ہیں اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میری حیات تمہارے لیے بہتر ہے تم باتیں کرتے ہو اور تمہارے لیے حدیث بیان کی جاتی ہے اور میری وفات تمہارے لیے بہتر ہے، تمہارے اعمال مجھ پر پیش کیے جاتے ہیں۔ میں جو نیک عمل دیکھتا ہوں اس پر اللہ تعالیٰ کی حمد کرتا ہوں، اور میں جو برا عمل دیکھتا ہوں اس پر اللہ تعالیٰ سے استغفار کرتا ہوں۔

(البدایہ والنہایہ ج ۵ص ۲۷۵، مجمع الزوائد ج ۹ص ۲۴ اس کی سند صحیح ہے)

امام عبداللہ بن عدی علیہ الرحمۃ روایت کرتے ہیں:

خراش بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

میری حیات تمہارے لیے بہتر ہے اور میری موت تمہارے لیے بہتر ہے، حیات اس لیے بہتر ہے کہ میں تم سے حدیث بیان کرتا ہوں، اور میری موت اس لیے بہتر ہے کہ ہر پیر اور جمعرات کو تمہارے اعمال مجھ پر پیش کیے جاتے ہیں۔ سو جو نیک عمل ہوتے ہیں میں ان پر اللہ کی حمد کرتا ہوں اور جو برے عمل ہوتے ہیں تو میں تمہارے لیے استغفار کرتا ہوں۔ (الکامل فی ضعفاء الرجال، ج ۳ص ۹۴۵، اس حدیث کو امام ابن جوزی نے حضرت انس کی روایت سے ذکر کیا ہے، اس روایت میں ہر جمعرات کو عرض اعمال کا ذکر ہے پیر کا ذکر نہیں ہے، الوفا ص ۸۱۰)

امام ابوداؤد علیہ الرحمۃ والرضوان روایت کرتے ہیں:

حضرت اوس بن اوس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

تمہارے دنوں میں سب سے زیادہ فضیلت والا دن جمعہ ہے، اس دن مجھ پر بہت زیادہ صلوۃ (درود) پڑھا کرو، کیونکہ تمہاری صلوۃ مجھ پر پیش کی جاتی ہے، ہم نے عرض کیا: یارسول اللہ (ﷺ) ہماری صلوۃ آپ پر کیسے پیش کی جائے گی حالانکہ آپ کا جسم بوسیدہ ہو چکا ہوگا؟ آپ ﷺ نے فرمایا اللہ عزوجل نے انبیاء علیہم السلام کے اجسام کھانے کو زمین پر حرام کردیا ہے۔ (سنن ابوداؤد ج ۱ ص ۱۱۴، ۱۵۰)

امام ابوداؤد علیہ الرحمۃ والرضوان روایت کرتے ہیں: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مجھ پر میری امت کے (نیک کاموں کے) اجر پیش کیے گئے ہیں حتی کہ مسجد سے کوڑا کرکٹ نکال کر پھینکنے کا اجر پیش کیا گیا، اور میری امت کے گناہ پیش کیے گئے تو میں نے اس سے بڑا کوئی گناہ نہیں دیکھا کہ کسی شخص کو قرآن مجید کی کوئی سورت یا کوئی آیت دی گئی ہو اور اس نے اس کو بھلا دیا۔ (سنن ابوداؤد ج ۱ ص ۶۶)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد آپ کی امت پر جو کچھ ہونے والا تھا وہ آپ پر پیش کردیا۔ (المعجم الکبیر ج ۱۰ ص ۲۷۷)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مجھ پر میری امت کو پیش کیا گیا اور ان میں تابع (پیروی کرنے والا) ہو یا متبوع (جس کی پیروی کی جائے) مجھ پر کوئی پوشیدہ نہیں رہا۔ (مجمع الزوائد ج ۱ ص ۲۷)

تابع وہ لوگ جو کسی کے ماتحت ہوتے ہیں جیسے مرید پیر کے، شاگرد استاد کے، بیٹا باپ کے، بیوی شوہر کے، نوکر افسر کے اور رعایا بادشاہ کے ماتحت ہوتی ہے۔ اسی طرح یہ لوگ جن کے ماتحت ہوتے ہیں وہ متبوع کہلائیں گے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مجھ پر تمام امتیں پیش کی گئیں، ایک نبی کے ساتھ ایک جماعت گزری ایک نبی کے ساتھ ایک اور دو آدمی گزرے۔ (حلیۃ الاولیاء ج ۴ ص ۳۰۲)

نبی کریم ﷺ اللہ تعالیٰ کی عطا سے نفع پہنچاتے ہیں:

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

﴿ وَمَا نَقَمُوْا اِلَّا اَنْ اَغْنٰهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ مِنْ فَضْلِهٖ ﴾ (التوبہ: ۷۴)

ترجمہ: ''اور ان کو صرف یہ ناگوار ہوا کہ اللہ اور اس کے رسول نے ان کو اپنے فضل سے غنی کر دیا''۔

دوسرے مقام پر ارشاد ہے:

ترجمہ: ''اور کیسا اچھا ہوتا اگر وہ اس چیز پر راضی ہو جاتے جو ان کو اللہ اور اس کے رسول نے عطا کی اور وہ یہ کہتے کہ ہمیں اللہ کافی ہے، عنقریب ہم کو اللہ اپنے فضل سے عطا کرے گا اور اس کا رسول''۔ (التوبہ: ۵۹)

﴿ وَاِذْ تَقُوْلُ لِلَّذِیْۤ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاَنْعَمْتَ عَلَیْهِ ﴾ (الاحزاب: ۳۷)

ترجمہ: ''اور جب آپ اس شخص سے کہتے تھے جس پر اللہ نے انعام کیا اور آپ نے انعام کیا''۔

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ خیبر کے دن رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کل میں جھنڈا اس شخص کے ہاتھوں میں دوں گا جس کے ہاتھوں پر اللہ عزوجل خیبر کو فتح کرے گا، وہ اللہ عزوجل اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہوگا اور اللہ عزوجل اور اس کا رسول اس سے محبت کرتا ہوگا، پھر مسلمانوں نے رات اس طرح گزاری کہ وہ ساری رات بے قرار رہے کہ کس کو آپ صبح جھنڈا عطا فرمائیں گے۔ صبح کو سب رسول اللہ ﷺ کے پاس جا

پہنچے، ان میں سے ہر شخص کو یہ امید تھی کہ آپ اس کو جھنڈا عطا فرمائیں گے۔ آپ نے فرمایا:

علی بن ابی طالب کہاں ہیں؟

عرض کیا یا رسول اللہ (ﷺ)! ان کی آنکھوں میں تکلیف ہے۔ آپ نے فرمایا ان کو بلاؤ۔ ان کو لایا گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کی آنکھوں میں لعاب دہن ڈالا اور ان کی لیے دعا کی۔ وہ تندرست ہو گئے گویا کہ ان کی آنکھوں میں کبھی درد تھا ہی نہیں۔ آپ ﷺ نے ان کو جھنڈا عطا فرمایا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسول اللہ (ﷺ)! میں ان سے قتال کرتا رہوں گا حتیٰ کہ وہ ہماری طرح (مسلمان) ہو جائیں۔ آپ نے فرمایا تم اپنی مہم پر روانہ رہو حتیٰ کہ تم ان کے علاقے میں پہنچ جاؤ، پھر تم ان کو سلام کی دعوت دو اور ان کو بتاؤ کہ ان پر اللہ عزوجل کے کیا حقوق واجب ہیں۔ اللہ کی قسم! اگر اللہ عزوجل تمہاری وجہ سے کسی ایک شخص کو ہدایت دے دے تو یہ تمہارے لیے سرخ اونٹوں سے بہتر ہے۔

(صحیح البخاری رقم الحدیث: ۴۲۱۰ صحیح مسلم رقم الحدیث: ۲۴۰۶)

حضرت قتادہ بن نعمان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو ایک کمان ہدیہ کی گئی، جنگ احد کے دن رسول اللہ ﷺ نے یہ کمان مجھے عطا فرما دی۔ میں رسول اللہ ﷺ کی حفاظت کے لیے آپ کے سامنے اس کمان سے تیر مارتا رہا حتیٰ کہ وہ کمان ٹوٹ گئی، پھر بھی میں آپ کے سامنے کھڑا رہا اور آپ کے چہروں کی طرف آنے والے تیروں کے سامنے اپنا چہرہ کرتا رہا حتیٰ کہ ایک تیر میری آنکھ کے ڈھیلے پر لگا۔ وہ ڈھیلا میرے چہرے پر لٹک گیا۔ میں اس ڈھیلے کو اپنی ہتھیلی میں رکھ کر رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچا۔ جب رسول اللہ ﷺ نے اس کو دیکھا تو آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ آپ نے دعا کی:

اے اللہ! قتادہ نے اپنے چہرے سے تیرے نبی کے چہرے کی حفاظت کی ہے، پس اس کی اس آنکھ کو اس کی دونوں آنکھوں میں سے سب سے حسین اور سب سے تیز نظر والی بنادے تو حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ کی وہ آنکھ دونوں آنکھوں میں زیادہ حسین اور زیادہ تیز نظر والی تھی۔

(المعجم الکبیر ج ۱۹ص ۸، مسند ابو یعلی رقم الحدیث: ۱۵۴۹، دلائل النبوۃ لابی نعیم رقم الحدیث: ۴۱۷، المستدرک ج ۳ص ۲۹۵، السیرۃ النبویہ لابن کثیر ج ۳ص ۶۶)

حارث بن عبید رضی اللہ عنہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ جنگ احد میں حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کی آنکھ زخمی ہوگئی۔ نبی کریم ﷺ نے اس پر لعاب دہن لگادیا تو وہ دونوں آنکھوں میں زیادہ صحیح تھی۔ (مسند ابو یعلیٰ رقم الحدیث: ۱۵۵۰، مجمع الزوائد ج ۸ص ۲۹۸)

اللہ والوں کے تبرکات میں بھی نفع ہوتا ہے:

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کے آزاد کردہ غلام عبداللہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت اسماء کو بتایا کہ حضرت عبداللہ بن عمر مطلقاً ریشم کو حرام کہتے ہیں تو انہوں نے کہا: یہ رسول اللہ ﷺ کا جبہ ہے، انہوں نے ایک طیالیسہ کسروانیہ جبہ نکالا جس میں ریشم کے پیوند لگے ہوئے تھے اور اس کے سامنے اور پیچھے کے چاک پر یا آستینوں پر ریشم کے بیل بوٹے بنے ہوئے تھے۔ حضرت اسماء نے کہا یہ جبہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس تھا، جب وہ فوت ہوگئیں تو میں نے اس پر قبضہ کرلیا۔ نبی کریم ﷺ اس کو پہنا کرتے تھے، ہم بیماروں کے لیے اس کو دھوتے ہیں اور اس (کے دھوون) سے ان کے لیے شفا طلب کی جاتی ہے۔

(صحیح مسلم رقم الحدیث: ۲۰۶۹، مسند احمد رقم الحدیث: ۲۷۴۸۱)

ہم آپ کے جبہ کو دھو کر اس کا دھوون بیماروں کو پلاتے تھے اور ان کے بدنوں پر ملتے تھے اور رسول اللہ ﷺ کے آثار سے برکت حاصل کرتے تھے تو رسول اللہ ﷺ کی برکت سے اللہ تعالیٰ بیماروں کو شفا عطا فرماتا تھا۔ (نسیم الریاض ج ۳ص ۱۳۴)

قاضی عیاض مالکی اندلسی علیہ الرحمۃ والرضوان اپنی سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں: ابوالقاسم بن میمون بیان کرتے ہیں کہ ہمارے پاس نبی ﷺ کے پیالوں میں سے ایک پیالہ تھا، ہم بیماروں کے لیے اس میں پانی ڈالتے تھے اور وہ اس سے شفا حاصل کرتے تھے۔ (الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ ج۱، ص۲۴۶)

علامہ خفاجی نے لکھا ہے:

بیمار اس پیالہ میں پانی ڈال کر پیتے تھے اور شفا طلب کرتے تھے اور اس پانی سے آپ کے آثار برکت سے ان کو شفا حاصل ہوتی تھی۔ (نسیم الریاض ج۳، ص۱۳۴)

عثمان بن عبداللہ بن موہب بیان کرتے ہیں کہ میرے گھر والوں نے ایک برتن میں پانی ڈال کر مجھے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس بھیجا، اسرائیل نے تین انگلیوں کو ملایا یعنی وہ چاندی سے ملمع کی ہوئی ایک چھوٹی سی ڈبیا تھی تین انگل جتنی، اس میں نبی ﷺ کے مبارک بالوں میں سے کچھ بال تھے، جب کسی انسان کو نظر لگ جاتی یا اس کو اور کوئی بیماری ہو جاتی تو وہ آپ کے پاس ایک برتن بھیج دیتا۔ میں نے گھنٹی کی شکل کی ایک ڈبیا دیکھی اس میں سرخ رنگ کے بال تھے۔

(صحیح البخاری رقم الحدیث:۵۸۹۶، مشکوٰۃ رقم الحدیث:۴۸۶۸)

جو شخص بیمار ہو جاتا وہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس ایک برتن بھیجتا، وہ اس برتن میں نبی ﷺ کے ان مبارک بالوں کو رکھتیں پھر اس برتن میں پانی ڈالتیں اور ان کا دھوون اس بیمار کو پلاتیں، یا وہ آدمی شفا طلب کرنے کے لیے اس پانی سے غسل کرتا اور اس کو اس پانی کی برکت حاصل ہوتی۔ (فتح الباری ج۱۰، ص۳۵۳)

امام احمد بن علی بن مثنی تمیمی اپنی سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں: عبدالحمید بن جعفر اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم نے نبی

ﷺ کے ساتھ ایک عمرہ کیا، آپ نے اپنے سر کے بال منڈ وائے لوگ آپ کے بال لینے کی طرف جھپٹے، میں نے آپ کی پیشانی کے بالوں کی طرف سبقت کی۔ میں نے آپ کے بالوں کو لے کر ان کو اپنی ٹوپی میں رکھ لیا اور میں نے ان بالوں کو ٹوپی کے اگلے حصہ میں رکھا، اس کے بعد میں جس جنگ میں بھی گیا مجھے فتح حاصل ہوئی۔

(مسند ابو یعلی ج ۱۳، رقم الحدیث: ۷۱۸۳، المطالب ج ۴، رقم الحدیث: ۴۰۴۴)

عبدالحمید جعفر اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ جنگ یرموک کے دن حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی ٹوپی گم ہوگئی، حضرت خالد نے کہا: اس ٹوپی کو ڈھونڈو، لوگوں کو وہ ٹوپی نہیں ملی۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے پھر کہا: اس ٹوپی کی تلاش کرو، تو لوگوں کو وہ ٹوپی مل گئی، وہ ایک پرانی ٹوپی تھی، حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے عمرہ کیا اور اپنا سر منڈ وایا، مسلمان آپ کے بالوں کی طرف جھپٹے، میں نے آپ کی پیشانی کے بالوں کی طرف سبقت کی اور ان بالوں کو میں نے اس ٹوپی میں رکھ لیا، پھر میں جس جنگ میں بھی گیا یہ ٹوپی میرے ساتھ رہی اور مجھے فتح عطا کی گئی۔ (المعجم الکبیر ۴، رقم الحدیث: ۳۸۰۴)

حضرت یوسف علیہ السلام کی قمیض سے حضرت یعقوب علیہ السلام کی آنکھوں کی شفایابی کا تو ایک واقعہ ہے اور ہمارے نبی سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کے کپڑوں، آپ کے برتنوں اور آپ کے بالوں سے حصول شفاء کے متعدد واقعات ہیں اور یہ آپ کے مبارک بالوں کی برکت تھی کہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو ہر جنگ میں فتح حاصل ہوتی تھی۔

حضرت عمر کے زمانہ میں (۱۸ھ میں) جب عام قحط پڑا تو حضرت بلال بن حارث رضی اللہ عنہ کے گھر والوں نے ان سے کہا وہ بکری ذبح کریں، انہوں نے کہا اس میں کچھ نہیں ہے۔ گھر والوں کے اصرار پر جب بکری کو ذبح کیا تو اس کی ہڈیاں سرخ تھیں۔ انہوں نے پکارا یا محمداہ، خواب میں رسول اللہ ﷺ کی زیارت ہوئی، آپ ﷺ نے فرمایا: عمر (رضی اللہ عنہ) کو میرا سلام کہو اور اس سے کہنا میرا عہد تمہارے ساتھ پورا ہونے والا ہے، اس

کی گرہ سخت ہے اے عمر (رضی اللہ عنہ)! تم سمجھ داری سے کام لو، اے عمر (رضی اللہ عنہ)! تم سمجھ داری سے کام لو۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے نماز استسقاء پڑھی۔

(البدایہ والنہایہ ج ۵ ص ، ۱۶۷، الکامل فی التاریخ ۲ ص ۱۸۹، المنتظم لابن الجوزی ج ۳ ص ۱۵۷)

حضرت بلال بن حارث مزنی رضی اللہ عنہ کی اس صحیح حدیث میں یہ تصریح ہے کہ قحط کے ایام میں انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی قبر مبارک پر جا کر آپ کو پکارا اور آپ نے ان کو بارش کی خوش خبری دی، حضرت بلال بن حارث مزنی رضی اللہ عنہ نے محضر صحابہ رضی اللہ عنہم میں رسول اللہ ﷺ کا پیغام حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو سنایا اور تمام صحابہ رضی اللہ عنہم نے اس پر عمل کیا اور اس میں یہ دلیل ہے کہ وصال کے بعد رسول اللہ ﷺ سے استمداد اور آپ سے مدد طلب کرنے پر تمام صحابہ رضی اللہ عنہم کا اجماع تھا، اور اس حدیث میں مصائب میں وفات یافتہ بزرگوں سے مدد طلب کرنے کے جواز کی قوی اصل ہے۔

علامہ یحییٰ بن شرف الدین شافعی متوفی ۶۷۶ ھ لکھتے ہیں:

عتبی سے منقول ہے کہ میں نبی ﷺ کی قبر مبارک کے پاس بیٹھا ہوا تھا، ایک اعرابی آیا اور اس نے کہا: السلام علیک یا رسول اللہ! میں نے اللہ تعالیٰ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے: اور اگر بے شک وہ لوگ جنہوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا تھا، تیرے پاس آتے پس وہ اللہ سے معافی مانگتے اور ان کے لیے رسول بھی اللہ تعالیٰ سے معافی طلب کرتے تو وہ ضرور اللہ تعالیٰ کو توبہ قبول کرنے والا مہربان پاتے۔ (النساء:۶۴) پس میں آپ کے پاس اپنے گناہوں کی معافی طلب کرتا ہوا اور آپ سے شفاعت طلب کرتا ہوا آپ کے پاس آیا ہوں۔ پھر اس نے آپ کی مدح سرائی میں دو شعر پڑھے، پھر وہ شخص چلا گیا۔ (عتبی کہتے ہیں) میری آنکھوں سے آنسو بہنے لگے، پھر میں نے خواب میں نبی کریم ﷺ کی زیارت کی، آپ نے فرمایا: جا کر اس اعرابی سے ملو اور اس کو بشارت دو کہ اللہ تعالیٰ نے اس کی مغفرت کر دی ہے۔ (الاذکار ص ۱۸۵، شفاء السقام ص ۶۲، تفسیر الثعالبی ج ۲ ص ۲۵۷، تفسیر ابن کثیر ج ا ص ۵۸۹)

حضرت ابوایوب انصاری ﷛ سے صحیح روایت ہے کہ جب انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی قبر مبارک پر اپنا چہرہ رکھا تو کسی نے اس پر انکار کیا۔ انہوں نے کہا میں کسی اینٹ یا پتھر کے پاس نہیں آیا، میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا ہوں جیسا کہ عنقریب آئے گا، اس سے معلوم ہوا کہ اس آیت (النساء: ٦٤) کا حکم رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد بھی باقی ہے لہذا جس شخص نے کوئی گناہ کر کے اپنی جان پر ظلم کرلیا ہو اس کو چاہیے کہ وہ آپ کی قبر مبارک کی زیارت کرے اور آپ کی قبر کے پاس اللہ تعالیٰ سے استغفار کرے تو رسول اللہ ﷺ بھی اس کے لیے استغفار فرمائیں گے۔ (اعلاء السنن ج ۵ ص ۵۴۴)

عتبی کی اس نقل صحیح سے بھی یہ واضح ہوگیا کہ وفات کے بعد انبیاء علیہم السلام اور اسی طرح اولیاء کرام سے مدد طلب کرنا جائز ہے۔

اولیاءاللہ کی پہچان اور فضائل:

امام ابوجعفر محمد بن جریر طبری متوفی ۳۱۰ھ اپنی سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں:

سعید بن جبیر بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا گیا کہ اولیاء اللہ کون ہیں؟ تو آپ نے فرمایا:

یہ وہ لوگ ہیں کہ جب یہ دکھائی دیں تو اللہ یاد آجائے۔

(جامع البیان رقم الحدیث: ۱۳۷۲۵، جز ۱۱ ص ۱۷۱)

حضرت عمر ﷛ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

اللہ ﷻ کے بعض بندوں میں سے ایسے انسان ہیں جو نبی ہیں نہ شہید (لیکن) اللہ ﷻ کے نزدیک ان کا مرتبہ دیکھ کر انبیاء اور شہداء بھی ان کی تحسین کریں گے۔

صحابہ ﷡ نے کہا: یارسول اللہ (ﷺ)! ہمیں خبر دیں وہ کون لوگ ہیں؟ آپ نے فرمایا:

یہ لوگ وہ ہیں جو لوگوں سے محض اللہ ﷻ کی وجہ سے محبت کرتے ہیں حالانکہ وہ

لوگ ان کے رشتہ دار ہوتے ہیں اور نہ ان کو ان سے کوئی مالی فائدہ حاصل ہوتا ہے، اللہ ﷻ کی قسم ان کے چہرے منور ہوں گے، اور بے شک وہ نور پر فائز ہوں گے (بعض روایات میں ہے وہ نور کے منبر پر ہوں گے) اور جب لوگ خوف زدہ ہوں گے تو انہیں غم نہیں ہوگا، پھر آپ نے اس آیت کو پڑھا:

﴿ اَلَا اِنَّ اَوْلِيَاءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴾

(سنن ابو داؤد رقم الحدیث: ۳۵۲۸، حلیۃ الاولیاء ج ۱ ص ۳۶، شعب الایمان رقم الحدیث: ۸۹۹۸)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

بے شک اللہ ﷻ ارشاد فرماتا ہے جس شخص نے میرے ولی سے عداوت رکھی، میں اس سے اعلان جنگ کر دیتا ہوں، جس چیز سے بھی بندہ میرا قرب حاصل کرتا ہے اس میں سب سے زیادہ محبوب مجھے وہ عبادت ہے جو میں نے اس پر فرض کی ہے اور میرا بندہ ہمیشہ نوافل سے میرا تقرب حاصل کرتا رہتا ہے، حتیٰ کہ میں اس کو اپنا محبوب بنا لیتا ہوں، اور جب میں اس کو اپنا محبوب بنا لیتا ہوں تو میں اس کے کان ہو جاتا ہوں جن سے وہ سنتا ہے اور میں اس کی آنکھیں ہو جاتا ہوں جن سے وہ دیکھتا ہے، میں اس کے ہاتھ ہو جاتا ہوں جن سے وہ پکڑتا ہے اور اس کے پیر ہو جاتا ہوں جن سے وہ چلتا ہے اور اگر وہ مجھ سے سوال کرے تو میں اس کو ضرور عطا کرتا ہوں، اور اگر وہ مجھ سے پناہ طلب کرے تو میں اس کو ضرور پناہ دیتا ہوں، اور میں جس کام کو بھی کرنے والا ہوں کسی کام میں اتنا تردد (اتنی تاخیر) نہیں کرتا جتنا تردد (جتنی تاخیر) میں مومن کو روح قبض کرنے میں کرتا ہوں۔ وہ موت کو نا پسند کرتا ہے اور میں اسے رنجیدہ کرنے کو نا پسند کرتا ہوں۔

(صحیح البخاری رقم الحدیث: ۶۵۰۲، حافظ ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ اور حافظ محمود بن احمد عینی متوفی ۸۵۵ھ نے لکھا ہے کہ عبدالواحد کی روایت میں یہ اضافہ ہے کہ میں اس کا دل ہو جاتا ہوں جس سے وہ سوچتا ہے اور میں اس کی زبان ہو جاتا ہوں جس سے وہ کلام کرتا ہے۔ فتح الباری ج ۱۱ ص ۳۴۴، عمدۃ القاری جز ۲۲ ص ۹۰)

امام رازی اس حدیث کی تشریح میں فرماتے ہیں:

بندہ جب عبادات پر دوام (ہیشگی) کرتا ہے تو وہ اس مقام پر پہنچ جاتا ہے جس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں اس کی آنکھ ہوجاتا ہوں اور اس کے کان ہوجاتا ہوں پس جب اللہ ﷻ کا نورِ جلال اس کے کان ہوجاتا ہے تو وہ قریب اور دور سے سن لیتا ہے اور جب اس کا نورِ جلال اس کی آنکھ ہوجاتا ہے تو وہ قریب اور دور کو دیکھ لیتا ہے اور جب اس کا نور اس کے ہاتھ ہوجاتا ہے تو وہ مشکل اور آسان چیزوں پر اور قریب اور دور کی چیزوں کے تصرف پر قادر ہوجاتا ہے۔ (تفسیر کبیر ج ۷ ص ۴۳۶)

اللہ ﷻ کا ولی اس کا محبوب ہوکر اس مقام پر پہنچ جاتا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی صفات کا مظہر ہوجاتا ہے، لیکن بندہ، بندہ ہی رہتا ہے خدا نہیں ہوجاتا جیسے آئینہ میں کسی چیز کا عکس ہو تو آئینہ وہ چیز نہیں بن جاتا بلکہ اس کی صورت کا مظہر ہوجاتا ہے۔ بلاتشبیہ وتمثیل جب بندۂ کامل کی اپنی صفات فنا ہوجاتی ہیں تو وہ اللہ ﷻ کی صفات کا مظہر ہوجاتا ہے ۔جیسے اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کا واقعہ بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

ترجمہ:''پھر جب موسیٰ آگ کے پاس آئے تو انہیں میدان کے داہنے کنارے سے برکت والے مقام میں ایک درخت سے ندا کی گئی کہ اے موسیٰ! بے شک میں ہی اللہ ہوں تمام جہانوں کا پروردگار'' (القصص:۳۰)

دکھائی تو یہی دے رہا تھا کہ درخت کلام کررہا ہے اور اسی درخت سے آواز آرہی تھی کہ میں ہی اللہ ہوں تمام جہانوں کا پروردگار لیکن اس کا مطلب یہ نہیں کہ وہ درخت خدا بن گیا بلکہ درخت اللہ تعالیٰ کی صفت کلام کا مظہر بن گیا تھا کیونکہ اللہ ﷻ نے اس درخت میں تجلی فرمائی تھی، اور وہ اللہ تعالیٰ کی پہچان کے لیے واسطہ بن گیا تھا۔ جب ایک درخت اللہ ﷻ کی صفت کلام کا مظہر بن سکتا ہے اور اس کی معرفت کے لئے واسطہ بن

سکتا ہے تو بندہ جو اشرف المخلوقات اور حضور جناب محمد مصطفیٰ ﷺ کی امت کا ولی ہے اللہ ﷻ کا قرب حاصل کر کے اللہ ﷻ کی صفت سمع اور صفت بصر کیوں نہیں ہو سکتا!

زید بن اسلم اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ ایک دن حضرت عمر بن الخطاب ﷺ رسول اللہ ﷺ کی مسجد میں گئے، وہاں دیکھا کہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کی قبر مبارک کے پاس بیٹھے ہوئے رو رہے تھے۔ انہوں نے کہا تم کس وجہ سے رو رہے ہو؟ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے کہا میں اس وجہ سے رو رہا ہوں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ تھوڑا سا ریاء بھی شرک ہے اور بے شک جس شخص نے بھی میرے ولی سے عداوت رکھی اس نے اللہ ﷻ سے اعلان جنگ کر دیا، بے شک اللہ ﷻ ان نیک متقی بندوں سے محبت کرتا ہے جو چھپے رہتے ہیں، اگر وہ غائب ہوں تو ان کو تلاش نہیں کیا جاتا، اور اگر وہ حاضر ہوں تو ان کو بلایا نہیں جاتا، نہ پہچانا جاتا ہے، ان کے دل ہدایت کے چراغ ہیں اور وہ ہر غبار آلود اندھیروں سے نکل آتے ہیں۔

(سنن ابن ماجہ رقم الحدیث: ۳۰۸۹، المعجم الکبیر ج ۲۰ رقم الحدیث: ۳۲۱، ص ۱۵۴)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

جس نے میرے ولی کو ایذ پہنچائی، اس سے میری جنگ حلال ہو گئی۔

(حلیۃ الاولیاء رقم الحدیث: ۲، ص ۳۵، اتحاف السادۃ المتقین ج ۸ ص ۴۷۷)

حضرت عمرو بن الجموع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے:

میرے اولیاء میرے بندے اور میرے محبوب ہیں، یہ میری مخلوق میں سے وہ لوگ ہیں جو میرا ذکر کرتے ہیں اور میں ان کا ذکر کرتا ہوں۔

(مسند احمد ج ۳ ص ۴۳۰ حلیۃ الاولیاء رقم الحدیث: ۵)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ کتنے لوگ ہیں جن کے بال

بکھرے ہوئے غبار آلود ہوتے ہیں، وہ بوسیدہ چادریں پہنے ہوئے ہوتے ہیں، ان کی طرف توجہ نہیں کی جاتی۔ وہ اگر اللہ ﷻ پر (کسی کام کے کرنے کی) قسم کھائیں تو اللہ ﷻ ان کی قسم سچی کر دے گا، ان میں سے براء بن مالک رضی اللہ عنہ ہیں۔

(جامع الترمذی رقم الحدیث:۳۸۵۴)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اللہ ﷻ جب کسی بندے سے محبت کرتا ہے تو جبرائیل علیہ السلام کو بلا کر فرماتا ہے میں فلاں سے محبت کرتا ہوں تم اس سے محبت کرو، پس اس سے جبرائیل علیہ السلام محبت کرتا ہے، پھر وہ آسمان میں ندا کرتا ہے کہ اللہ ﷻ فلاں سے محبت کرتا ہے تم بھی اس سے محبت کرو، پس آسمان والے اس سے محبت کرتے ہیں، پھر زمین میں اس کے لیے مقبولیت رکھ دی جاتی ہے، اور جب وہ کسی بندے سے بغض رکھتا ہے تم اس سے بغض رکھو، تو آسمان والے اس سے بغض رکھتے ہیں پھر زمین میں اس کے لیے بغض رکھ دیا جاتا ہے۔

(صحیح مسلم رقم الحدیث:۲۶۳۷، صحیح البخاری رقم الحدیث:۷۴۸۵، جامع الترمذی رقم الحدیث:۳۱۶۱)

شریح بن عبید بیان کرتے ہیں کہ عراق میں حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے سامنے اہل شام کا ذکر کیا گیا۔ لوگوں نے کہا اے امیر المومنین! ان پر لعنت کیجئے، آپ نے کہا نہیں، کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ ابدال شام میں ہوں گے اور وہ چالیس مرد ہیں، جب بھی ان میں سے ایک شخص فوت ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی جگہ دوسرے شخص کو اس کا بدل بنا دیتا ہے، ان کی وجہ سے بارش ہوتی ہے، ان کی وجہ سے دشمنوں کے خلاف مدد حاصل ہوتی ہے، ان کی وجہ سے اہل شام سے عذاب دور کیا جاتا ہے۔

(مسند احمد رقم الحدیث:۸۹۶، اس کی سند حسن ہے)

اس حدیث کی تقویت اور ائمہ کے درمیان اس کے مشہور ہونے کی دلیل یہ ہے کہ امام شافعی علیہ الرحمۃ نے ایک شخص کے متعلق فرمایا، ہم اس کو ابدال میں شمار کرتے ہیں،

اور امام بخاری علیہ الرحمۃ نے ایک اور شخص کے متعلق فرمایا، اس کے ابدال میں سے ہونے کے متعلق کوئی شک نہیں کرتا، ان کے علاوہ نقاد، حفاظ اور ائمہ نے بہت سے لوگوں کے متعلق فرمایا کہ وہ ابدال میں سے ہیں۔ (المقاصد الحسنہ ص ۳۳)

حضرت عبادہ بن الصامت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

اس امت میں تیس ابدال ایسے ہیں جو خلیل الرحمٰن (علیہ السلام) کی مثل ہیں، جب بھی ان میں سے کوئی شخص فوت ہوتا ہے تو اللہ جل جلالہ اس کی جگہ دوسرے شخص کو بدل بنا دیتا ہے۔ (مسند احمد رقم الحدیث: ۲۲۵۴۰، اس کی سند حسن ہے)

حضرت عبادہ الصامت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

میری امت میں ہمیشہ تیس ایسے شخص رہیں گے جن کی وجہ سے زمین قائم رہے گی، ان ہی کی وجہ سے بارش ہوتی ہے اور ان ہی کی وجہ سے تمہاری مدد کی جاتی ہے۔ قتادہ نے کہا کہ مجھے امید ہے کہ حسن (بصری) اس میں سے ہیں۔ (اتحاف السادۃ المتقین ج ۸ ص ۳۸۶)

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

زمین ہرگز چالیس ایسے آدمیوں سے خالی نہیں رہے گی جو خلیل الرحمٰن (علیہ السلام) کی مثل ہیں، ان ہی کی وجہ سے تم پر بارش ہوتی ہے اور ان ہی کی وجہ سے تمہاری مدد کی جاتی ہے، جب ان میں سے ایک شخص فوت ہوتا ہے تو اللہ جل جلالہ اس کی جگہ دوسرا بدل پیدا فرما دیتا ہے۔

(المعجم الاوسط رقم الحدیث: ۴۱۱۳، مجمع الزوائد ج ۱۰ ص ۶۳، علامہ زبیدی نے کہا اس حدیث کی سند صحیح ہے، اتحاف السادۃ المتقین ج ۸ ص ۳۸۵)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں تین سو شخص ایسے ہیں جن کے دل حضرت آدم علیہ السلام کے دل کے موافق ہیں اور اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں چالیس ایسے شخص ہیں جن کے دل حضرت

موسیٰ علیہ السلام کے موافق ہیں اور اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں سات ایسے شخص ہیں جن کے دل حضرت ابراہیم علیہ السلام کے موافق ہیں اور اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں پانچ ایسے شخص ہیں جن کے دل حضرت جبرائیل علیہ السلام کے موافق ہیں اور اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں تین ایسے شخص ہیں جن کے دل حضرت میکائیل علیہ السلام کے موافق ہیں اور اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں ایک ایسا شخص ہے جس کا دل حضرت اسرافیل علیہ السلام کے موافق ہے۔ جب ایک شخص فوت ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ تین میں سے اس کا بدل لے آتا ہے اور جب تین میں سے کوئی فوت ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ پانچ میں سے اس کا بدل لے آتا ہے اور جب کوئی پانچ میں سے فوت ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ سات میں سے اس کا کوئی بدل لے آتا ہے اور جب تین سو میں سے سے کوئی فوت ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ عام لوگوں میں سے اس کا بدل لے آتا ہے ان ہی کی وجہ سے اللہ تعالیٰ زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے، بارش برساتا ہے اور فصل اگاتا ہے اور مصائب کو دور کرتا ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا، ان کی وجہ سے کیسے زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے؟ تو حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

وہ اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ امتوں میں کثرت ہو تو بہت لوگ پیدا ہوتے ہیں اور وہ ظالم اور جابر لوگوں کے خلاف دعا کرتے ہیں تو وہ ہلاک کر دیئے جاتے ہیں، وہ بارش کی دعا کرتے ہیں تو بارش ہوتی ہے، وہ اللہ جل جلالہ سے دعا کرتے ہیں تو زمین فصل اگاتی ہے، وہ دعا کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ بلاؤں اور مصائب کو ٹال دیتا ہے۔

(حلیۃ الاولیاء رقم الحدیث: ۱۶، ج ۱ ص ۴۰، کنز العمال رقم الحدیث: ۳۴۵۹۱)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ہر صدی میں میری امت کے بہترین افراد پانچ سو ہوں گے اور ابدال چالیس ہوں گے، پانچ سو میں کمی ہوگی نہ چالیس میں، جب ان میں سے کوئی شخص فوت ہو گیا تو اللہ تعالیٰ اس کی جگہ پانچ سو سے بدل دے گا، اور اس کی جگہ چالیس میں سے داخل کر دے گا،

صحابہ نے کہا یا رسول اللہ! ہمیں ان کے اعمال پر رہنمائی فرمائیں۔آپ نے فرمایا: جو ان پر ظلم کرے گا وہ اس کو معاف کردیں گے، اور بدی کا جواب نیکی سے دیں گے، اور اللہ ﷻ نے جو کچھ ان کو دیا ہے اس سے وہ لوگوں کے ساتھ حسن سلوک کریں گے۔

(حلیۃ الاولیاء ج ۱ص ۳۹ رقم الحدیث: ۱۵ اتحاف السادۃ المتقین ج ۸ص ۳۸۶)

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ علیہ السلام نے فرمایا:

جس شخص میں تین خصلتیں ہوں وہ ان ابدال میں سے ہے جن کی وجہ سے دنیا قائم ہے، وہ تقدیر پر راضی رہتے ہیں، اللہ کی حرام کی ہوئی چیزوں پر صبر کرتے ہیں اور اللہ ﷻ کی وجہ سے غضب ناک ہوتا ہے۔

(الفردوس بماثور الخطاب رقم الحدیث: ۲۴۵۷ اتحاف السادۃ المتقین ج ۸ص ۳۸۷)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم علیہ السلام نے فرمایا:

زمین ایسے تین آدمیوں سے ہرگز خالی نہیں ہوگی جو حضرت ابرہیم خلیل الرحمٰن علیہ السلام کی مثل ہیں، ان ہی کی وجہ سے لوگ عافیت میں رہتے ہیں اور ان ہی کی وجہ سے ان کو رزق دیا جاتا ہے اور ان ہی کی وجہ سے ان پر بارش ہوتی ہے۔

(اس حدیث کی سند حسن ہے، اتحاف السادۃ المتقین ج ۸ص ۳۸۷)

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم علیہ السلام نے فرمایا:

ایک خلیفہ کی موت کے وقت اختلاف ہوگا پھر ایک شخص (مَہدی) اہل مدینہ سے نکل کر مکہ کی طرف بھاگتا ہوا جائے گا، پھر اہل مکہ اس کو زبردستی امام بنائیں گے اور رکن اور مقام کے درمیان اس سے بیعت کریں گے، اس کی طرف شام سے ایک لشکر بھیجا جائے گا، اس لشکر کو مکہ اور مدینہ کے درمیان مقام بیدا میں زمین میں دھنسا دیا جائے گا، جب لوگ یہ واقعہ دیکھ لیں گے تو اس شخص کے پاس شام کے ابدال آئیں گے اور اہل عراق کی جماعتیں آئیں گی اور وہ سب اس کے ہاتھ پر بیعت کرلیں گے۔ (سنن ابوداؤد رقم الحدیث: ۴۲۸۶)

اللہ ﷻ والے حضور نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں رہتے ہیں:

حضرت سید محمد اسماعیل شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ حضرت کرماں والے روحانی طور پر ہر وقت رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں رہتے تھے۔ آپ فرمایا کرتے:

''رسول اللہ (ﷺ) کی بڑی شان ہے، رسول اللہ (ﷺ) کی بڑی شان ہے رسول اللہ (ﷺ) کی بڑی شان ہے''۔

اتنی بار فرماتے کہ سانس ختم ہو جاتا۔ یوں لگتا جیسے بارگاہ نبوی میں حاضر ہوں اور کمالاتِ نبوت سے فیض یاب ہو رہے ہوں۔ ایک بار تحدیثِ نعمت کے طور پر فرمایا:

''اللہ کے کچھ بندے ایسے ہیں جنہیں مہینے بعد رسول اللہ ﷺ کی زیارت نصیب ہوتی ہے، کچھ کو ہفتے بعد آپ کی بارگاہ میں حاضری میسر آتی ہے، کچھ ایسے ہوتے ہیں جو روزانہ حضور نبی کریم ﷺ کی کچہری میں حاضر ہوتے ہیں، میاں صاحب (پیرومرشد حضرت میاں شیرِ محمد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ) کی مہربانی سے ہمارا تو چوبیس گھنٹے ہی سوئچ لگا رہتا ہے''۔ (ہر وقت بارگاہِ نبوت میں حاضری رہتی ہے)

آپ آنکھ جھپکنے کی دیر بھی کبھی مجھ سے اوجھل نہیں ہوئے:

امام محمد یوسف بن اسماعیل نبہانی رحمۃ اللہ علیہ نے ''جامع کراماتِ اولیاء'' میں اور سید محمود آلوسی بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے ''روح المعانی'' میں نقل کیا ہے کہ حضرت احمد بن عمر انصاری ابوالعباس مرسی مالکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے:

''چالیس سال کا عرصہ گزر چکا ہے کہ میں حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالٰی علیہ والہ وسلم کی نگاہوں سے اوجھل نہیں ہوا۔ اگر آپ صلی اللہ تعالٰی علیہ والہ وسلم آنکھ جھپکنے کی دیر بھی مجھ سے اوجھل ہو جائیں تو میں اپنے آپ کو مسلمان نہ سمجھوں''۔

ہوسکتا ہے کسی کے ذہن میں شیطان یہ وسوسہ پیدا کرے کہ اتنے بڑے دعویٰ کو کسی دلیل کے بغیر کیسے تسلیم کیا جا سکتا ہے؟۔اس کا جواب یہ ہے کہ واقعی اتنے بڑے دعویٰ کو دلیل کے بغیر تسلیم نہیں کیا جا سکتا لیکن یہ بات ایسے شخص کے حق میں کہی جا سکتی ہے جسے ہم جانتے نہ ہوں اور اس کی سچائی کے بارے ہمیں کوئی شک ہو۔لیکن اگر شخصیات ایسی ہوں کہ جن کا تقویٰ اور بزرگی تسلیم شدہ ہو،جن کی صداقت کا اک زمانہ گواہ ہو،جنہیں دیکھنے سے خدا یاد آتا ہو،جن کا ہر کام شریعتِ مطہرہ کے مطابق ہو،جن کی کرامات بارش کے قطروں سے بھی زیادہ ہوں، وہ کوئی بات کہیں اور وہ بات خلاف شریعت بھی نہ ہوتو اس بات کو مان لینے میں کوئی حرج نہیں ہے کیونکہ ان کی کتابِ زندگی کا ایک ایک حرف سچائی کے نور سے چمک رہا ہے اور ان کے فضائل تواتر کے ساتھ ثابت ہیں اور یہی چیز ان کے دعویٰ کی سچائی پر دلیل ہے۔

اولیاءاللہ علیہم الرحمۃ کی کرامات حق ہیں:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے دس جاسوس بھیجے اور حضرت عاصم بن ثابت انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ان کا امیر بنایا۔جس وقت وہ عسفان اور مکہ کے درمیان ایک مقام پر پہنچے تو ہذیل کے ایک قبیلہ بن لحیان میں ان کا ذکر کیا گیا تو انہوں نے سو تیر اندازوں کا ایک دستہ ان کے تعاقب میں روانہ کیا، وہ ان کے قدموں کے نشانات کا پیچھا کرتے ہوئے گئے،حتیٰ کہ جس منزل میں ٹھہر کر انہوں نے کھجوریں کھائیں تھیں وہاں پہنچ گئے۔انہوں نے کہا:

یہ یثرب کی کھجوریں ہیں، پھر وہ ان نشانات پر چل پڑے حتیٰ کہ حضرت عاصم رضی اللہ عنہ اور ان کے اصحاب رضی اللہ عنہم کو ان کے آنے کا پتہ چل گیا،ان کافروں نے ان کا محاصرہ کرلیا اور مسلمانوں سے کہا:

تم اپنے آپ کو ہمارے حوالے کردو، ہم تم سے وعدہ کرتے ہیں کہ ہم تم میں سے کسی کو قتل

نہیں کریں گے۔حضرت عاصم بن ثابت رضی اللہ عنہ نے کہا:

میں کسی کافر کے وعدہ پر ہتھیار نہیں ڈالوں گا، پھر دعا کی:

اے اللہ! ہمارے حال سے ہمارے نبی ﷺ کو مطلع فرما دے۔

کافروں نے تیر مارنے شروع کیے اور حضرت عاصم رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا اور تین صحابہ رضی اللہ عنہم ان کی امان کے وعدہ پر ان کے پاس آ گئے۔ان میں حضرت خبیب، حضرت زید بن دثنہ رضی اللہ عنہما اور ایک اور صحابی رضی اللہ عنہ تھے جب کافروں نے ان کو باندھنا شروع کر دیا تو تیسرے صحابی رضی اللہ عنہ نے کہا:

یہ پہلی عہد شکنی ہے، اللہ کی قسم! میں تمہارے ساتھ نہیں جاؤں گا۔میرے لیے ان شہداء میں نمونہ ہے۔ (حضرت عاصم رضی اللہ عنہ کے ساتھ جو بقیہ سات (صحابہ کرام رضی اللہ عنہم) شہید ہو گئے تھے) انہوں نے ان کو گھسیٹ کر لے جانا چاہا مگر انہوں نے انکار کر دیا۔ وہ حضرت خبیب اور حضرت زید بن دثنہ رضی اللہ عنہما کو لے گئے حتیٰ کہ ان کو جنگ بدر کے بعد بیچ دیا۔ بنوالحارث بن عامر بن نوفل نے حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کو خرید لیا ۔حضرت خبیب رضی اللہ عنہ نے حارث بن عامر کو جنگ بدر میں قتل کر دیا تھا، حضرت خبیب رضی اللہ عنہ ان کے ہاں کئی دن قید رہے حتیٰ کہ ان لوگوں نے حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کو قتل کرنے کا ارادہ کر لیا۔حضرت خبیب رضی اللہ عنہ نے حارث کی بیٹی سے استرا مانگا تاکہ اس سے بال صاف کریں۔اس کا بچہ ان کے پاس چلا گیا۔اور وہ اس سے غافل تھی۔اس نے دیکھا کہ وہ بچہ حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کی ران پر بیٹھا ہے اور اُسترا ان کے ہاتھ میں ہے، وہ بہت ڈری۔حضرت خبیب رضی اللہ عنہ اس کے ڈر کو جان گئے، انہوں نے کہا: کیا تم کو یہ ڈر ہے کہ میں اس کو قتل کر دوں گا، میں ایسا نہیں کروں گا۔

اس نے کہا: اللہ کی قسم! میں نے خبیب رضی اللہ عنہ سے بہتر کوئی قیدی نہیں دیکھا۔اللہ کی

قسم! میں نے ایک دن دیکھا ان کے ہاتھ میں انگوروں کا ایک خوشہ تھا جس سے وہ کھا رہے تھے، اور وہ زنجیروں سے بندھے ہوئے تھے اور ان دنوں مکہ میں کوئی پھل نہ تھا۔ وہ یہ کہتی تھی کہ یہ وہ رزق تھا جو اللہ تعالیٰ نے خبیب رضی اللہ عنہ کو دیا تھا، جب وہ لوگ حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کو قتل کرنے کے لیے حرم سے باہر لے گئے تو ان سے حضرت خبیب رضی اللہ عنہ نے کہا:

مجھے دو رکعت نماز پڑھنے دو۔ انہوں نے ان کو چھوڑ دیا۔ حضرت خبیب رضی اللہ عنہ نے دو رکعت نماز پڑھی اور فرمایا:

اللہ کی قسم! اگر تم یہ گمان نہ کرتے کہ میں موت سے ڈر رہا ہوں تو میں نماز میں زیادہ دیر لگاتا، پھر دعا کی: اے اللہ! ان سب کو قتل کر دے اور ان میں سے کسی کو زندہ نہ چھوڑ، پھر انہوں نے دو شعر پڑھے، ان کا ترجمہ یہ ہے:

''جب میں حالت اسلام میں قتل کیا جا رہا ہوں تو مجھے کیا پرواہ ہوسکتی ہے، میں جس پہلو پر گروں میرا گرنا اللہ جل جلالہ ہی کے لیے ہوگا، اور یہ مرنا اللہ جل جلالہ کی رضا کے لیے ہے اور مجھے اپنے اعضاء کے کٹنے کا غم نہیں اگر اللہ جل جلالہ چاہے گا تو ان کٹے ہوئے اعضاء کو مبارک کر دے گا۔''

پھر ابو سروعہ عقبہ بن الحارث نے کھڑے ہو کر ان کو قتل کر دیا اور حضرت خبیب رضی اللہ عنہ وہ پہلے شخص تھے جنہوں نے ظلماً قتل کیے جانے سے پہلے نماز پڑھنے کی سنت قائم کی۔

جب کافروں کو پتہ چلا کہ حضرت عاصم بن ثابت رضی اللہ عنہ کو بھی قتل کر دیا ہے تو جن کافروں کے کسی بڑے آدمی کو حضرت عاصم رضی اللہ عنہ نے قتل کیا تھا تو انہوں نے لوگوں کو بھیجا کہ وہ ان کے جسم سے کچھ حصہ کاٹ کر لے آئیں۔ اللہ تعالیٰ نے شہد کی مکھیوں کو بھیج دیا، شہد کی مکھیاں ایک سائبان کی طرح ان کے جسم پر چھا گئیں، انہوں نے اس لاش کی حفاظت کی اور وہ کافر اس سے کچھ حصہ کاٹ کر لے جانے میں ناکام رہے۔

(صحیح البخاری رقم الحدیث: ۴۰۸۶)

اس حدیث میں اولیاء اللہ کی کرامات کا ثبوت ہے کیونکہ اس حدیث میں یہ بیان ہے کہ حضرت خبیب رضی اللہ عنہ زنجیروں میں جکڑے ہوئے تھے اور انگور کے خوشے سے انگور کھا رہے تھے حالانکہ اس وقت مکہ میں کوئی پھل موجود نہ تھا نیز اس حدیث میں حضرت عاصم بن ثابت رضی اللہ عنہ کی کرامت کا بھی ثبوت ہے، شہد کی مکھیاں ایک سائبان کی طرح ان کی لاش پر چھا گئیں اور کفار ان کی لاش کی بے حرمتی کرنے میں ناکام اور نامراد رہے۔ اس حدیث میں یہ ثبوت بھی ہے کہ مسلمانوں کو کفار کے وعدہ پر اعتماد نہیں کرنا چاہیے اور ان کی امان میں خود کو ان کے حوالے کرنے سے بہتر ہے کہ ان کے خلاف لڑ کر شہید ہو جائے جیسا کہ حضرت عاصم رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں نے کیا۔ نیز اگر مسلمان کفار کے ہاتھوں قید ہو جائے تو دوران قید اس کو ایسے اخلاق کا مظاہرہ کرنا چاہیے کہ دشمن بھی اس کے اخلاق سے متاثر ہو، جیسا کہ حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کے اخلاق سے ان کے دشمن متاثر ہوئے۔ شہادت سے پہلے دو رکعت نماز پڑھنا اور یہ سنت حضرت خبیب رضی اللہ عنہ نے قائم کی اور نبی علیہ السلام نے اس کو برقرار رکھا۔

طریقت کیا ہے؟ اور مرشد کون؟

اللہ تعالیٰ نے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی اتباع کا حکم فرمایا ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

ترجمہ: [یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)] آپ فرمائیے! اگر تم اللہ جل جلالہ سے محبت کرتے ہو تو میری اتباع کرو پھر اللہ جل جلالہ تم سے محبت فرمائے گا۔

حضور نبی کریم علیہ السلام کی ظاہری اتباع کا نام شریعت ہے اور باطنی اتباع کا نام طریقت ہے۔ آپ علیہ السلام کی باطنی اتباع کے لئے ایک ایسی کامل شخصیت کی ضرورت ہوتی ہے جو اللہ تعالیٰ اور حضور نبی کریم علیہ السلام کی بارگاہ تک پہنچنے کے لئے وسیلہ ہو۔ جس طرح علماء نے نبی کریم علیہ السلام کی ظاہری اتباع کے لئے روایات کو وسیلہ بنایا اسی طرح صوفیاء نے

باطنی اتباع کے لئے مرشد کامل کا وسیلہ اختیار کیا ہے اور مرشد کی ضرورت اس شعبے میں اتنی ہی ہے جتنی کہ حضور نبی کریم ﷺ کی باطنی اتباع کی ضرورت ہے۔ اسی پر امت مسلمہ کا عملی اجماع ہے۔ امام ربانی، حضرت مجدد الف ثانی احمد فاروقی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ نے نبی کریم ﷺ کی اتباع کے سات درجے بیان فرمائے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں:

اتباع کا پہلا درجہ

اتباعِ سنت کا پہلا درجہ عوام اہلِ اسلام کا ہے جو کہ شریعت کے احکام اور سنت کی پیروی سے وابستہ ہے جب کہ اس کے ساتھ دل کی تصدیق تو ہو لیکن اطمینان نفس ابھی حاصل نہ ہوا ہو۔ کیونکہ اطمینان نفس درجہ ولایت کے ساتھ تعلق رکھتا ہے اور علماء ظاہر اور وہ زاہد اور عابد لوگ جن کا معاملہ ابھی اطمینان نفس کے ساتھ وابستہ نہیں ہوا، سب اسی درجہ اتباع میں شریک ہیں۔ اور اتباع کی ظاہری صورت کے حصول میں سب برابر ہیں اور چونکہ نفس اس مقام میں کفر اور انکار سے آزاد نہیں ہوتا تو لازمی طور پر یہ خاص درجہ اتباع کی صرف صورت رکھتا ہے۔ اور اتباع کی یہ صورت حقیقی متابعت کی طرح آخرت میں کامیابی اور خلاصی کا ذریعہ ہے۔ اور جہنم کے عذاب سے نجات اور جنت کے داخلے کی بشارت دینے والی ہے۔ خداوند تعالیٰ نے اپنی کمال بخشش سے نفس کے انکار کا کوئی اعتبار نہیں کیا اور صرف دل کی تصدیق پر کفایت فرمائی ہے۔ نجات کا دارومدار اسی تصدیق پر رکھا ہے۔

اتباع کا دوسرا درجہ

اتباع کا دوسرا درجہ رسول اللہ ﷺ کے اقوال واعمال کی اتباع ہے۔ جو کہ باطن سے تعلق رکھتا ہے۔ اس میں اخلاق کی تہذیب اور رذیل صفات کی مدافعت اور امراض باطنی اور معنوی بیماریوں کا ازالہ ہے۔ جو کہ طریقت کے مقام سے متعلق ہے۔ اور اتباع کا یہ درجہ ان ارباب سلوک کے ساتھ خاص ہے۔ جنہوں نے صوفیاء کے طریقہ کو اپنے شیخ سے اخذ کیا ہو۔ اور سیر الی اللہ کے صحراؤں اور بیابانوں کو قطع کر رہے ہوں۔

اتباع کا تیسرا درجہ

اتباع کا تیسرا درجہ آنخضرت علیہ وعلی آلہ الصلوۃ والسلام کے احوال اوراذ واق اورمواجید کی متابعت ہے۔ یہ درجہ ولایت خاصہ کے مقام سے تعلق رکھتا ہے۔ اور یہ ان ارباب ولایت کے ساتھ خاص ہے۔ جو کہ مجذوب سالک ہوں، یا سالک مجذوب۔

اتباع کا چوتھا درجہ

اتباع کا چوتھا درجہ وہی ہے جو کہ پہلے درجہ میں تھا لیکن پہلے درجے میں اس کی صورت تھی اوراس درجہ میں اتباع کی حقیقت ہے۔ اور یہ چوتھا درجہ علماء راسخین کے ساتھ مخصوص ہے۔ جنہیں نفس کے اطمینان کے بعد متابعت کی دولت میسر آ گئی ہے۔ اولیاء اللہ (علیہم الرحمۃ) کو ہر چند تمکین قلب کے بعد ایک طرح کا اطمینان نفس حاصل ہوتا ہے۔ لیکن نفس کو کمال درجہ کا اطمینان کمالات نبوت کے حصول سے حاصل ہوتا ہے۔ جو کہ بطریق وراثت علمائے راسخین کو کمالات حاصل ہوتے ہیں۔

اتباع کا پانچواں درجہ

اتباع کا پانچواں درجہ آنخضرت علیہ وعلی آلہ الصلوۃ و السلام کے کمالات کی اتباع کا ہے۔ ان کمالات کے حصول میں علم اور عمل کو کوئی دخل نہیں ہے۔ بلکہ یہ صرف اللہ تعالیٰ کے فضل و احسان سے وابستہ ہے۔ اور یہ نہایت ہی بلند مقام ہے۔ پہلے ذکر شدہ مراتب کو اس مرتبہ سے کوئی نسبت ہی نہیں ہے۔

اتباع کا چھٹا درجہ

اتباع کا چھٹا درجہ آنخضرت علیہ وعلی آلہ الصلوۃ والسلام کے ان کمالات کی اتباع ہے۔ جو آنخضرت علیہ وعلی آلہ الصلوۃ و السلام کے مقام محبوبیّت کے ساتھ مخصوص ہیں۔ جس طرح درجہ پنجم میں کمالات کا فیضان صرف فضل اوراحسان سے تھا۔ اسی طرح اس چھٹے درجہ میں آنخضرت ﷺ کے کمالات کا فیضان صرف محبت سے ہے جو کہ پہلے والے فضل اوراحسان سے بلند ہے۔ اورمتابعت کا یہ درجہ بھی بہت ہی کم لوگوں کو نصیب ہوتا ہے۔

اتباع کا ساتواں درجہ

اتباع کا ساتواں درجہ وہ ہے۔ جونزول و ہبوط سے تعلق رکھتا ہے۔اور متابعت کا یہ ساتواں درجہ پہلے تمام درجات کا جامع ہے۔اس لئے کہ اس مقام میں نزول بھی تصدیق قلب اور اطمینان نفس ہے۔اور جسم کے عناصر اربعہ کا اعتدال بھی اس میں ہے کہ وہ سرکشی اور نافرمانی سے بعض آ جاتے ہیں۔ یوں سمجھیں کہ پہلے درجات اس متابعت کے اجزاء تھے۔اور یہ درجہ ان کے لحاظ سے کل کی حیثیت رکھتا ہے۔

اس مقام میں پہنچ کر تابع (مرید) اپنے متبوع (نبی کریم ﷺ) سے اس طرح کی مشابہت پیدا کر لیتا ہے۔ کہ گویا پیروی (تبعیّت) کا نام درمیان سے اٹھ جاتا ہے۔ اور تابع سے اپنے متبوع کا امتیاز دور ہو جاتا ہے۔ اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تابع اپنے متبوع کی طرف سے جو کچھ بھی حاصل کرتا ہے۔ وہ اصل سے براہ راست حاصل کرتا ہے۔ گویا دونوں ایک ہی چشمے سے پانی پیتے ہیں۔

عجب معاملہ ہے کہ اس مقام میں جتنا بھی گہری نظر سے مطالعہ کیا جائے۔ پیروی کی نسبت بالکل معلوم نہیں ہوتی۔اور تابعیت اور متبوعیت کا کوئی امتیاز نظر نہیں آتا۔بس اتنا ہے کہ تابع اپنے آپ کو طفیلی سمجھتا ہے اور اپنے آپ کو نبی ﷺ کے کمالات کا وارث جانتا ہے۔

قصہ مختصر یہ کہ جو دولت بھی آئی ہے۔ وہ اصل میں انبیاء علیہم الصلوات والتسلیمات کے لئے آئی ہے۔ اور امتوں کی سعادتمندی اس میں ہے کہ انبیاء علیہم الصلوات و التسلیمات کے طفیل اس دولت سے فائدہ حاصل کریں۔ اور ان کا بچا ہوا تناول فرمائیں۔

کامل اتباع کرنے والا وہ شخص ہے۔ جو ان سات درجات ہیں، پوری طرح اتباع سے آراستہ ہو۔

(مکتوب نمبر 54 مکتوبات امام ربانی، حصہ ہفتم، دفتر دوم)

مرشد کامل کیسا ہو؟

امام ربانی، حضرت مجدد الف ثانی احمد فاروقی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ آداب

طریقت کے بارے لکھتے ہیں:

پیر ایسا (ہونا) چاہیے جو جذبہ اور سلوک کی دولت سے مشرف ہوا ہو اور فناء و بقاء کی سعادت سے بہرہ ور ہو اور سیر الیٰ اللہ اور سیر فی اللہ اور سیر عن اللہ باللہ اور سیر فی الاشیاء باللہ (طریقت کے مختلف درجات) کو انجام تک پہنچایا ہو اور اگر اس کا جذبہ اس کے سلوک پر مقدم ہے اور مرادوں کی تربیت سے تربیت یافتہ ہے، تو اس کا وجود سرخ گندھک (کیمیاء) کی طرح ہے۔ اس کی کلام دواء اور اس کی نظر شفاء ہے۔ مردہ دل اس کی توجہ شریف سے زندہ ہوتے ہیں اور مرجھائی ہوئی جانیں اس کے لطیف التفات سے تازہ ہوتی ہیں اور اگر اس قسم کا صاحب دولت نہ ملے تو سالک مجذوب بھی غنیمت ہے، وہ بھی ناقصوں کی تربیت کر سکتا ہے اور فنا و بقا کی دولت تک پہنچا سکتا ہے۔ اور اگر خدا ﷻ کی عنایت سے کسی طالب (مرید) کو اس طرح کا پیر کامل مل جائے تو چاہیے کہ اس کے وجود شریف کو غنیمت سمجھے اور اپنے آپ کو ہمہ تن اُس کے حوالہ کر دے۔ اور اپنی سعادت کو اُس کی رضا مندی میں جانے اور اپنی بدبختی کو اُس کی ناراضگی میں سمجھے۔ حاصل کلام یہ کہ اپنی نفسانی خواہشات کو اُس کی رضا کے تابع کر دے ۔ حدیث نبوی علیہ وعلیٰ آلہٖ الصلوٰۃ والتسلیمات میں ہے:

''تم میں سے کوئی اُس وقت تک مومن نہیں ہوسکتا، جب تک کہ اس کی خواہش اُس امر کے تابع نہ ہو جائے جس کو میں لایا ہوں''

اور جان لے کہ آداب صحبت کی رعایت اور شرائط کو مدنظر رکھنا اس راہ کی ضروریات میں سے ہے تاکہ فائدہ اٹھانے اور فائدہ پہنچانے کا راستہ کھل جائے ورنہ صحبت سے کوئی نتیجہ پیدا نہ ہوگا اور مجلس سے کوئی فائدہ حاصل نہ ہوگا، بعض ضروری آداب و شرائط بیان کیے جاتے ہیں ۔ چاہیے کہ غور سے سنیں۔

طریقت کے آداب وشرائط:

طالب (مرید) کو چاہیے کہ اپنے دل کی توجہ تمام اطراف سے پھیر کر اپنے پیر کی طرف کر لے اور پیر کی خدمت میں، اُس کی اجازت کے بغیر نوافل واذکار میں مشغول نہ ہو اور اُس کے حضور میں اُس کے سوا کسی اور کی طرف توجہ نہ کرے اور بالکل اُسی کی طرف متوجہ ہو کر بیٹھا رہے۔ حتیٰ کہ جب تک وہ امر نہ کرے، ذکر میں بھی مشغول نہ ہو اور اُس کے حضور میں نماز فرض وسنت کے سوا کچھ ادا نہ کرے۔

کسی بادشاہ کی نسبت نقل کرتے ہیں کہ اُس کا وزیر اُس کے سامنے کھڑا تھا۔ اتفاقاً وزیر کی نظر اپنے کپڑوں پر پڑی اور وہ اپنے ہاتھ سے درست کرنے لگا۔ اسی حال میں بادشاہ کی نظر اُس وزیر پر پڑی اور دیکھا کہ غیر کی طرف متوجہ ہے۔ لہذا جھڑک کر فرمایا کہ میں یہ برداشت نہیں کر سکتا کہ تو میرا وزیر ہو اور میرے سامنے جامہ کے بند کی طرف توجہ کرے۔ تو سوچنا چاہیے کہ جب حقیر دنیا کے وسائل کے لیے اتنے چھوٹے آداب ضروری ہیں تو وصول الی اللہ کے وسائل کے لیے ان آداب کی رعایت نہایت ہی کامل طور پر ضروری ہوگی۔ اور جہاں تک ہو سکے مرید ایسی جگہ کھڑا نہ ہو کہ اُس کا سایہ پیر کے کپڑے یا پیر کے سایہ پر پڑے۔ اور پیر کے مصلے پر پاؤں نہ رکھے اور اُس کے وضو کی جگہ میں وضو نہ کرے۔ اور اُس کے برتنوں کو استعمال نہ کرے اور اُس کے سامنے پانی نہ پیئے اور کھانا نہ کھائے اور کسی کے ساتھ بات نہ کرے۔ بلکہ کسی اور کی طرف توجہ نہ کرے۔ اور پیر کی غیر حاضری میں جس طرف کہ وہ ہو اُس طرف پاؤں دراز نہ کرے۔ اور تھوک بھی اُس طرف نہ پھینکے اور جو کچھ پیر سے صادر ہو اُسے درست سمجھے خواہ ظاہر میں درست معلوم نہ ہو۔ پیر جو کچھ کرتا ہے، الہام سے کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے اذن سے کرتا ہے۔ اس صورت میں اعتراض کی گنجائش نہیں، اگر بعض صورتوں میں اُس کے الہام میں خطا واقع ہو جائے تو یہ الہامی خطا مثل خطائے اجتہادی ہے۔ اس پر ملامت واعتراض کرنا جائز نہیں اور

نیز چونکہ مرید کو پیر سے محبت پیدا ہو جاتی ہے، محبّ کی نظر میں محبوب سے جو کچھ صادر ہوتا ہے، محبوب ہی معلوم ہوتا ہے۔ پس اعتراض کی گنجائش نہیں اور چھوٹے بڑے ہر طرح کے امور کھانے پینے اور سونے اور اطاعت کرنے میں پیر کی پیروی کرے۔(کیونکہ پیر ظاہراور باطن میں حضور نبی کریم ﷺ کی اتباع کرتا ہے،اس لئے پیر کی اتباع دراصل حضور نبی کریم ﷺ کی اتباع ہی ہوتی ہے۔اگر پیراپنے عمل کے خلاف مرید کوکوئی حکم دے تو مرید کو چاہیے کہ حکم پر عمل کرے۔(راقم الحروف غفرلہٗ)اور پیر کی حرکات وسکنات میں کسی اعتراض کو دخل نہ دے۔ خواہ وہ اعتراض رائی کے دانے کی مقدار ہو۔ کیونکہ اعتراض کا نتیجہ سوائے محرومی کے کچھ نہیں ہےاور تمام مخلوقات میں سب سے بد بخت وہ شخص ہے جو اُس بزرگ کے عیب تلاش کرنے والا ہے،حق تعالیٰ ہم کو اس بڑی بلا سے نجات دے اور اپنے پیر سے خوارق و کرامات طلب نہ کرے۔ اگرچہ وہ طلب، خطرات اور وسواس کے طریق پر ہو۔کیا تو نے کبھی سنا ہے کہ کسی مومن نے کسی پیغمبر سے معجزہ طلب کیا ہو۔کفار و منکر ہی معجزے کے طالب ہوا کرتے ہیں۔

اگر دل میں شبہ پیدا ہوتو بغیر توقف کے عرض کرے۔اگر حل نہ ہوتو اپنا قصور سمجھے اور کوئی عیب پیر کی طرف عائد نہ کرےاور جو واقعہ پیش آئے، پیر سے پوشیدہ نہ رکھےاور واقعات کی تعبیر اُسی سے دریافت کرے۔اور اپنے کشف پر ہرگز اعتماد نہ کرے۔ کیونکہ اس دنیا میں حق و باطل اور صواب وخطا ملے جلے ہیں اور بغیر ضرورت وبغیر اجازت پیر سے جدا نہ ہو۔کیونکہ غیر کو اس پر اختیار کرنا ارادت کے خلاف ہےاور اپنی آواز کو اُس کی آواز پر بلند نہ کرے اور بلند آواز سے اُس سے بات نہ کرے، کیونکہ یہ بے ادبی ہے اور جو فیوض و فتوحات حاصل ہوں، اُن کو پیر ہی سے تصور کرے۔غرض الطریق کلہ ادب'' (طریقت ساری کی ساری ادب ہے)مثل مشہور ہے،کوئی بے ادب خدا تک نہیں پہنچا۔ اور اگر مرید آداب میں سے بعض کی رعایت میں اپنے آپ کو قصور وار جانے اور اُسے

کما حقہ ادا نہ کر سکے اور کوشش سے بھی اُسے پورا نہ کر سکے تو معاف ہے لیکن کوتاہی کا اقرار ضروری ہے۔ اگر نعوذ باللہ آداب کی رعایت نہ کرے اور اپنے آپ کو قصور وار بھی نہ جانے تو ان بزرگوں کی برکتوں سے محروم ہے۔

(پیر کی) خوارق و کرامات مریدوں کو جذب کرنے کے لیے نہیں ہیں، (بلکہ) مرید روحانی اور باطنی مناسبت سے کھنچے چلے آتے ہیں اور جو شخص ان بزرگواروں سے نسبت نہیں رکھتا، وہ ان کے کمالات کی دولت سے محروم رہتا ہے، اگرچہ ہزارہا معجزے اور خوارق و کرامات دیکھے، ابوجہل اور ابولہب کا حال اس بات کا شاہد ہے۔ حق تعالیٰ کفار کے متعلق فرماتا ہے۔

''خواہ یہ لوگ کتنے ہی آیات و معجزات دیکھیں، ان پر ایمان نہیں لائیں گے، حتیٰ کہ وہ تیرے پاس آتے ہیں تو جھگڑتے ہیں اور کافر لوگ کہتے ہیں کہ یہ تو پہلے لوگوں کے قصے کہانیاں ہیں۔''

(مکتوبات شریف، جلد اول، مکتوب شریف نمبر 292)

امام ابوالقاسم عبدالکریم بن ھوازن قشیری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

مسلمان پر لازم ہے کہ وہ صحیح العقیدہ عالم باعمل متبع شریعت کے ہاتھ پر بیعت ہو کیونکہ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے:

علماء انبیاء کے وارث ہیں۔

(سنن ابن ماجہ رقم الحدیث: ۲۲۳، صحیح البخاری، کتاب العلم)

اور مریدین ایسے عالم کے سامنے ایسے ہیں جیسے امت نبی ﷺ کے سامنے ہوتی ہے پس مرید کی شرط یہ ہے کہ وہ ایسے شخص کی اجازت کے بغیر سانس بھی نہ لے، اور جس نے ایسے شیخ کی مخالفت کی وہ صدق کی بو بھی نہیں پا سکے گا، اور اگر اس سے کوئی مخالفت سر زد ہو جائے تو وہ اس (شیخ) سے معذرت کرے اور جب مرید شیخ سے معذرت کرے تو شیخ پر واجب ہے کہ وہ اس کی تقصیر معاف کر دے، کیونکہ مریدین شیخ کی اولاد کے قائم مقام

ہیں۔شیخ پر واجب ہے کہ وہ اپنے احوال اور واردات سے اپنے مریدین پر توجہ کرے۔

(لطائف الاشارات ج۲ص ۳۷۶۔۳۷۵)

ہمارے شیخ طریقت کا ارشاد:

ہمارے شیخ طریقت، شیخ المشائخ قبلۂ عالم باباجی سید میر طیب علی شاہ بخاری دامت برکاتہم العالیہ فرماتے ہیں:

کسی مرشد کا بیعت ہونے سے پہلے خوب تحقیق کر لینی چاہیے (کہ اس کا سلسلہ طریقت حضور نبی کریم ﷺ تک جڑا ہوا ہو، اور اس کا ظاہر شریعت کے خلاف نہ ہو) جب تحقیق مکمل ہو جائے تو پھر اگر بیعت ہونا چاہے تو بیعت ہو جائے۔ اب جب کہ بیعت ہو گیا تو گویا شیخ کو تسلیم کر لیا، تسلیم کرنے کے بعد تحقیق نہیں کرنی چاہیے۔ کیونکہ تسلیم کرنے کے بعد تحقیق کرنا گمراہی کی طرف لے جاتا ہے۔

......علمِ نافع حاصل کیجئے......

فہرس

صلی اللہ علی حبیبہ محمد والہ وسلم

قرآن مجید میں اہل علم کی فضیلت

اللہ تعالیٰ کا قرآن مجید فرقان حمید میں ارشاد پاک ہے:

﴿هَلْ يَسْتَوِي الَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ وَالَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ﴾

ترجمہ: کیا علم والے اور بے علم برابر ہو سکتے ہیں؟

﴿اِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا ط﴾

ترجمہ: بے شک اسکے بندوں میں سے علم والے ہی اللہ سے ڈرنے والے ہیں۔

طالب علم کے لئے آسمان اور زمین والے استغفار کرتے ہیں:

حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے:

جو آدمی علم کی طلب میں کسی راستہ پر چلا، اللہ جل جلالہ اس کو جنت کے راستہ پر چلائے گا اور طالب علم کی رضا کے لیے فرشتے اپنے پر بچھاتے ہیں، اور آسمانوں اور زمینوں کی تمام چیزیں عالم کے لیے استغفار کرتی ہیں حتیٰ کے پانی میں مچھلیاں بھی، اور عالم کی فضیلت عابد پر اس طرح ہے جیسے چاند کی فضیلت تمام ستاروں پر ہے اور بے شک علماء انبیاء علیہم السلام کے وارث ہیں اور انبیاء علیہم السلام درہم اور دینار کے وارث نہیں بناتے وہ صرف علم کا وارث بناتے ہیں پس جس نے علم کو حاصل کیا اس نے بڑے حصے کو حاصل کیا۔

(جامع الترمذی رقم الحدیث: ۲۶۸۲۔ سنن ابو داؤد رقم الحدیث: ۳۶۴۱، سنن ابن ماجہ رقم الحدیث: ۲۲۳، مسند احمد ج ۵ ص ۱۹۶، سنن دارمی رقم الحدیث: ۳۴۹، صحیح ابن حبان رقم الحدیث: ۸۸)

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے سامنے دو آدمیوں کا ذکر کیا گیا ایک ان میں سے عابد تھا اور دوسرا عالم تھا، تب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

بے شک اللہ ﷻ اور اس کے فرشتے اور تمام آسمانوں اور زمینوں والے حتیٰ کہ چیونٹی اپنے بل میں اور حتیٰ کہ مچھلی بھی ، یہ سب نیکی کی تعلیم دینے والے کے لیے استغفار کرتے ہیں۔ (جامع الترمذی رقم الحدیث: ۲۶۸۵، المعجم الکبیر رقم الحدیث: ۷۹۱۱)

حضرت عائشہ صدّیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ ﷺ نے فرمایا:

اللہ تعالیٰ نے مجھ پر وحی بھیجی کہ جس نے حصول علم کے لئے کوئی راستہ اختیار کیا تو میں اس کے لئے جنت کا راستہ آسان کردوں گا۔ اور اگر کسی کی آنکھیں لوں گا تو جنت اس کے لیے مقرر کردوں گا اور علم کو عبادت پر فضیلت حاصل ہے اور دین کی بنیاد پرہیز گاری ہے۔

(مشکوۃ، کتاب العلم، الفصل الثالث، بحوالہ بیہقی فی شعب الایمان)

حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

جس نے علم حاصل کرنا شروع کیا اور اس کو مکمل کرلیا اس کو دوہرا ثواب ہے اور ارادہ کر کے حاصل نہ کرسکا تب بھی اس کو ثواب سے حصہ ملے گا۔

(مشکوۃ، کتاب العلم، الفصل الثالث، بحوالہ سنن الدارمی)

جس کے ساتھ اللہ ﷻ بھلائی کا ارادہ فرمائے:

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جس کے ساتھ اللہ عزوجل خیر کا ارادہ فرماتا ہے اس کو دین کی فقہ (سمجھ) عطا فرما دیتا ہے۔

(صحیح البخاری رقم الحدیث: ۷۰، صحیح مسلم رقم الحدیث: ۲۸۲۱، جامع الترمذی رقم الحدیث: ۲۸۵۵)

دو افراد کے ساتھ رشک جائز ہے:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

رشک دو افراد کے سوا کسی سے بھی مناسب نہیں ایک تو وہ جسے اللہ تعالیٰ نے

دولت سے نوازا اور اس کو راہ حق میں خرچ کرنے کی توفیق دی، دوسرا وہ جس کو اللہ تعالیٰ نے حکمت (سمجھ بوجھ) عطا فرمائی اور وہ اس سے فیصلے کرتا اور تعلیم دیتا ہے۔

(ریاض الصالحین، کتاب العلم، بحوالہ بخاری و مسلم)

علم نافع کا ثواب مرنے کے بعد بھی جاری رہتا ہے:

حضرت ابو ہریرہ ﷺ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

انسان کے مرنے کے بعد اس کے عمل منقطع ہو جاتے ہیں مگر صدقہ جاریہ اور ایسا علم جس سے دوسرے فائدہ اٹھاتے ہوں، نیک اولاد جو والدین کے لئے دعائیں کرتی ہو۔

(ریاض الصالحین، کتاب العلم، بحوالہ صحیح مسلم)

حضرت ابو ہریرہ ﷺ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مرنے کے بعد مومن کو جن اعمال خیر سے فائدہ ہوتا ہے ان میں علم بھی ہے جس کو اس مرنے والے نے سکھایا اور عام کیا یا نیک اولاد چھوڑی یا قرآن کریم کسی کو دیا۔ مسجد یا سرائے بنائی یا نہر کھدوائی یا اپنی صحت کی حالت میں اپنے مال سے صدقہ دیا تو اس کو مرنے کے بعد اس سے فائدہ ہوگا۔ (مشکوۃ، کتاب العلم، الفصل الثالث، بحوالہ ابن ماجہ، بیہقی فی شعب الایمان)

جب اللہ تعالیٰ علم واپس لے گا:

حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ لوگوں سے علم کو جب واپس لینا چاہے گا تو ان سے چھینے گا نہیں بلکہ علم کو اس طرح واپس لے گا کہ اہل علم کو اپنے یہاں بلا لے گا اور جب دنیا میں عالم باقی نہ رہیں گے تو لوگ اپنا سردار جہلاء کو بنالیں گے اور جب ان سے فتویٰ طلب کیا جائے گا تو وہ بغیر علم کے فتویٰ دے کر خود بھی گمراہ ہوں گے اور دوسروں کو بھی گمراہ کریں گے۔

(مشکوۃ، کتاب العلم، الفصل الاول، بحوالہ بخاری و مسلم)

فقیہ شیطان پر بھاری:

حضرت ابن عبّاس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ایک فقیہ شیطان پر ہزار عابدوں سے بھی بھاری ہے۔

(مشکوۃ، کتاب العلم، الفصل الثانی، بحوالہ جامع ترمذی، ابن ماجہ)

علم حاصل کرنا فرض ہے:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا:

''علم کا حاصل کرنا ہر مسلمان مرد، عاقل و بالغ پر فرض ہے اور نااہل کو پڑھانے والا ایسا ہے جیسا کہ خنزیر کو زروجواہر کے ہار پہنا دے''۔

(مشکوۃ، کتاب العلم، الفصل الثانی، بحوالہ ابن ماجہ)

منافق میں دو خصلتیں نہیں ہوسکتیں:

حضرت ابو ہریرہ ﷛ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''منافق میں دو خصلتیں جمع نہیں ہوتیں حسن خلق اور دین کی سمجھ بوجھ''۔

(مشکوۃ، کتاب العلم، الفصل الثانی، بحوالہ جامع ترمذی)

طالب علم اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ کی راہ میں رہتا ہے:

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا:

جو شخص حصولِ علم کے لئے گھر سے نکلا وہ جب تک واپس نہ آئے راہِ خدا سُبْحَانَہٗ وَتَعَالٰی میں رہتا ہے۔ (مشکوۃ، کتاب العلم، الفصل الثانی، بحوالہ جامع الترمذی والدارمی)

حصول علم غلطیوں کا کفارہ بن جاتا ہے:

حضرت سخبرہ اسدی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''جو علم حاصل کرتا ہے تو یہ عمل اُسکی ماضی کی غلطیوں کا کفارہ بن جاتا ہے''۔

(مشکوٰۃ، کتاب العلم، الفصل الثانی، بحوالہ جامع ترمذی ، سنن دارمی)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مومن بھلائی کی باتیں سننے سے شکم سیر نہیں ہوتا اور اس کی انتہائی منزل جنت ہوتی ہے۔ (مشکوٰۃ، کتاب العلم، الفصل الثانی، بحوالہ جامع الترمذی)

علم کو چھپانے والا:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اگر کسی شخص سے علمی بات معلوم کی گئی اور اس نے اس کو چھپایا تو قیامت کے دن اس کے منہ میں آگ کی لگام دی جائے گی۔ (مشکوٰۃ، کتاب العلم، الفصل الثانی، بحوالہ احمد، ابوداؤد، جامع ترمذی)

حصول علم میں اخلاص ضروری ہے:

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

جو شخص علم حاصل کرتا ہے کہ اس کی وجہ سے علماء پر فخر کرے یا ان پڑھوں سے جھگڑا کرے یا یہ سوچے کہ لوگ اس کی طرف متوجہ ہوں گے تو اللہ تعالیٰ اس کو جہنم میں ڈالے گا۔ (مشکوٰۃ، کتاب العلم، الفصل الثانی، بحوالہ جامع ترمذی)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

جو شخص اللہ تعالیٰ کی رضا مندی کے حصول کی بجائے دنیاوی فوائد کے لئے علم حاصل کرتا ہے تو اس کو قیامت کے دن جنت کی ہوا بھی نہ لگے گی۔

(مشکوٰۃ، کتاب العلم، الفصل الثانی، بحوالہ احمد، ابوداؤد، ابن ماجہ)

دین کی بات سن کر آگے پہنچانی چاہیئے:

حضرت عبداللہ بن مسعود ﷜ روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے۔آپ ﷺ نے فرمایا:

اللہ تعالیٰ اس کو خوش وخرم رکھے جس نے مجھ سے حدیث کو سن کر من وعن نقل کیا۔ اور بعض سننے والے سنانے والے سے زیادہ یاداشت رکھتے ہیں۔

(مشکوٰۃ، کتاب العلم، الفصل الثانی، بحوالہ جامع ترمذی)

ہر سو سال بعد ایک مجدد پیدا ہوگا:

حضرت ابو ہریرہ ﷜ روایت کرتے ہیں کہ میں جو کچھ بھی رسول اللہ ﷺ کے وسیلہ سے جانتا ہوں (اس میں یہ ہے) کہ اللہ تعالیٰ اس امت میں ہر سو سال کے بعد ایسے شخص کو پیدا فرمائے گا جو اُن کے لیے اُن کے دین کو تازہ کرے گا۔

(مشکوٰۃ، کتاب العلم، الفصل الثانی، بحوالہ جامع ترمذی)

جسے علم حاصل کرتے ہوئے موت آ گئی:

حضرت حسن ﷜ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اسلام کو زندہ کرنے کے لیے جس نے علم حاصل کرنا شروع کیا اور حصول علم کے دوران اس کی موت آ گئی تو اس کے اور انبیاء (علیہم السلام) کے درجات میں جنت میں صرف ایک درجہ کا فرق ہوگا۔ (مشکوٰۃ، کتاب العلم، الفصل الثالث بحوالہ سنن دارمی)

عالم کی عابد پر فضیلت:

حضرت حسن ﷜ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے بنی اسرائیل کے دو افراد کے بارے میں دریافت کیا گیا۔ان میں سے ایک عالم تھے جو فرض نماز ادا کر کے بیٹھتے اور لوگوں کو دینی تعلیم دیتے اور دوسرے کا حال یہ تھا کہ دن کو روزہ رکھتے اور رات کو قیام

کرتے تھے۔اس پر سرکار ﷺ نے ارشاد فرمایا:

عالم کو اس عابد پر جو دن کو روزہ رکھ کر رات کو عبادت کرتا ہے اتنی ہی فضیلت حاصل ہے جتنی کہ مجھے تمہارے ادنیٰ آدمی پر حاصل ہے۔

(مشکوٰۃ، کتاب العلم، الفصل الثانی، بحوالہ سنن دارمی)

دین کا عالم نفع پہنچاتا ہے:

حضرت علی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اچھا شخص وہ ہے جو دین کا علم رکھتا ہو۔ اگر اس سے معلومات کی جائیں تو نفع پہنچاتا ہے اور اگر اس سے بے پرواہی برتی جائے تو وہ بھی غیرت نفس کا اظہار کرتا ہے۔

(مشکوٰۃ، کتاب العلم، الفصل الثالث، بحوالہ رزین)

علم کی بات موقع محل کے مطابق کرو:

حضرت عکرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابن عبّاس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا: لوگوں کو ہفتہ میں ایک مرتبہ وعظ کہو اگر اس پر راضی نہ ہوں تو دو بار خطاب کرو اور اگر بہت ہی زیادہ ضرورت ہو تو ہفتہ میں صرف تین مرتبہ۔آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

قرآن کا نام لے کر لوگوں کو تنگ نہ کرو میں یہ نہیں چاہتا کہ تم کسی جگہ جاؤ اور وہاں لوگ باتوں میں مشغول ہوں اور تم وہاں قصہ خوانی کر کے ان کی گفتگو کو کاٹ کر انہیں پریشان کرو۔ایسے وقت خاموش رہو اور جب وہ خواہش کریں تو ان کو نصیحت کی باتیں بتاؤ اور دعا میں عبارت آرائی سے پرہیز کرو۔ کیونکہ مجھے معلوم ہے کہ رسولِ خدا ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا یہ عمل نہ تھا۔

(مشکوٰۃ، کتاب العلم، الفصل الثالث، بحوالہ صحیح بخاری)

علم سیکھنے کے لئے رات کو جاگنا:

حضرت ابن عبّاس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ علم سکھانے کے لئے تھوڑی رات جاگنا، پوری رات (کسی اور نفلی عبادت کے لئے) جاگنے سے بہتر ہے۔

(مشکوۃ، کتاب العلم، الفصل الثالث، بحوالہ سنن الدارمی)

مجھے معلم بنا کر بھیجا گیا:

حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مسجد نبوی میں دو گرہوں کو دیکھ کر فرمایا یہ دونوں گروہ خیر پر ہیں۔لیکن ان میں سے ایک گروہ دوسرے پر فضیلت رکھتا ہے۔ان میں سے جو اللہ تعالیٰ سے کچھ طلب کر رہے ہیں اور اس سے لو لگائے ہوئے ہیں ان کو اللہ تعالیٰ چاہے تو دیدے اور چاہے تو نہ دے۔لیکن جو لوگ فقہ یا کوئی دوسرا علم سیکھتے ہیں اور بے پڑھوں کو سکھاتے ہیں یہ زیادہ بہتر ہیں۔درحقیقت مجھے بھی اللہ تعالیٰ نے معلم بنا کر بھیجا ہے۔اس کے بعد سرکار ﷺ اسی معلمین کی جماعت میں بیٹھے۔

(مشکوۃ، کتاب العلم، الفصل الثالث، بحوالہ سنن دارمی)

جس نے چالیس حدیثیں یاد کرلیں:

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے دریافت کیا گیا کہ علم کی حد کیا ہے جس کو حاصل کر کے انسان فقیہ بن سکے؟ سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا:

میری امت کے جس شخص نے دین کے معاملات میں چالیس حدیثیں یاد کرلیں تو اللہ تعالیٰ اس کو فقیہ اٹھائے گا اور میں قیامت میں اس کا شفیع اور گواہ ہوں گا۔

(مشکوۃ، کتاب العلم، الفصل الثالث، بحوالہ البیہقی فی شعب الایمان)

علم حاصل کرنے والے کا پیٹ کبھی نہیں بھرتا:

عون رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

دو حریص کبھی شکم سیر نہیں ہوتے۔ ایک علم حاصل کرنے والا اور دوسرا دنیا کو حاصل کرنے والا اور یہ دونوں برابر نہیں۔ صاحب علم تو رضائے خداوندی کے لیے کوشاں ہوتا ہے اور دنیا کو حاصل کرنے والا سرکشی میں غرق رہتا ہے۔ اس کے بعد حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے یہ آیت پڑھی:

''بیشک انسان اس لئے سرکشی کرتا ہے تا کہ خود کو بے پرواہ دیکھے''

پھر اس کے بعد انہوں نے یہ آیت پڑھی:

''اللہ تعالیٰ سے خوف رکھنے والے بندوں میں عالم ہی ہیں۔

(مشکوۃ، کتاب العلم، الفصل الثالث، بحوالبیہقی فی شعب الایمان، دارمی)

علم حاصل کر کے دنیا تک پہنچنے والے:

حضرت عبداللہ ابن عبّاس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری امت کے کچھ لوگ دین کی سمجھ اور قرآنی علوم حاصل کر کے یہ کہیں گے کہ ہم امراء کی صحبت حاصل کر کے ان کے ذریعہ دنیا تک رسائی حاصل کریں گے اور اپنے دین کو محفوظ رکھیں گے لیکن ایسا ممکن نہ ہوگا کیونکہ خاردار درخت سے کانٹا ہی حاصل کیا جا سکتا ہے۔ اس طرح ان کے قرب سے کٹتے ہی چلے جائیں گے۔ اس موقع پر محمد بن صباح نے کہا ہے کہ وہ اس سے گناہوں کو مراد لیتے تھے۔ (مشکوۃ، کتاب العلم، الفصل الثالث، بحوالہ ابن ماجہ)

علم سکھانے میں اہل علم کی ذمہ داری:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ اگر اہل علم اپنے علم کی حفاظت کرتے ہوئے اس کو صرف اہل لوگوں کو سکھائیں تو اپنے زمانہ کے سردار بن جائیں۔ لیکن

اگر علم دنیا داروں کو سکھایا تاکہ دنیا حاصل کرلیں تو انہیں ذلت ہوگی۔ابن مسعود ﷺ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ جس نے صرف آخرت کو اپنا مقصود بنا لیا تو دنیا کے مقصد کے لئے اللہ تعالیٰ اس کو کافی ہے اور جس کے مقاصد دنیا کی طرح پراگندہ ہو گئے تو اللہ تعالیٰ کو یہ پرواہ نہیں کہ وہ کس جنگل میں مرتا ہے۔

(مشکوٰۃ، کتاب العلم، الفصل الثالث، بحوالہ ابن ماجہ، بیہقی فی شعب الایمان)

علم کو ضائع کرنا:

حضرت اعمش ﷺ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

علم کے لئے آفت (نسیان) بھولنا ہے اور اس کو ضائع کرنا یہ ہے کہ نااہلوں کے سامنے رکھا جائے۔ (مشکوٰۃ، کتاب العلم، الفصل الثالث، بحوالہ سنن الدارمی)

اصل اہل علم کون ہے؟

حضرت سفیان ﷺ روایت کرتے ہیں کہ جناب عمر ﷺ نے حضرت کعب ﷺ سے دریافت کیا: صاحبان علم کون ہیں؟ تو انہوں نے کہا کہ جو علم کے مطابق عمل کرتے ہیں۔ پھر معلوم کیا: کون سی چیز علم کو علماء کے دل سے نکالتی ہے؟ تو جناب کعب ﷺ نے کہا: لالچ۔

(مشکوٰۃ، کتاب العلم، الفصل الثالث، بحوالہ سنن الدارمی)

علم پر عمل کرنا آگ پر چلنے سے مشکل:

حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

''حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں'' میں نے تیس سال مجاہدہ کیا مگر مجھے کوئی کام علم حاصل کرنے اور اس پر عمل کرنے سے مشکل معلوم نہیں ہوا۔'' الغرض آگ پر چلنا آسان ہے مگر علم کے مطابق عمل کرنا مشکل۔ جاہل کے لئے ہزار بار پل صراط کو طے کرنا ایک علمی مسئلہ کو سیکھنے سے زیادہ مشکل ہے۔ فاسق کے لئے ایک علمی مسئلہ پر عمل

کرنا جہنم میں کھڑے ہونے سے زیادہ مشکل ہے۔ (کشف المحجوب، اثبات علم)

سب سے اچھے بھی علماء برے بھی:

حضرت احوص بن حکیم رضی اللہ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے شر کے بارے میں معلوم کیا تو سرکار ﷺ نے فرمایا:

مجھ سے شر کے بارے میں نہیں بلکہ خیر کے بارے میں معلوم کرو۔ یہ کلمات آپ ﷺ نے تین مرتبہ فرمائے اس کے بعد فرمایا:

بروں میں سب سے برے بھی علماء ہیں اور اچھوں میں سب سے بہتر بھی علماء ہی ہیں۔

(مشکوٰۃ، کتاب العلم، الفصل الثالث، بحوالہ دارمی)

حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ عالم سب سے بُرا ہے جس نے اپنے علم سے کسی کو فائدہ نہیں پہنچایا۔

(مشکوٰۃ، کتاب العلم، الفصل الثالث، بحوالہ دارمی)

حضرت زیاد بن حُدَیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھ سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا: کیا تمہیں معلوم ہے کہ اسلام (کی عمارت) کو کون سی چیز گرادیتی ہے۔ میں نے کہا مجھے معلوم نہیں۔ تو انہوں نے فرمایا: ''عالم کی لغزش، منافق کا کتاب اللہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں جھگڑا کرنا اور گمراہ سرداروں کا حکم جاری کرنا''۔ (فتویٰ دینا) (مشکوٰۃ، کتاب العلم، الفصل الثالث، بحوالہ سنن الدارمی)

علم کی دو قسمیں:

حضرت حسن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

علم کی دو قسمیں ہیں۔ قلبی اور لسانی علم نافع کا تعلق تو قلب سے ہے اور زبانی علم ابن آدم پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے حجت (دلیل) ہے۔

(مشکوٰۃ، کتاب العلم، الفصل الثالث، بحوالہ سنن الدارمی)

علم نافع حاصل کر کے آنا:

جب حضرت صاحب حضرت کرماں والے علیہ الرحمۃ والرضوان جب اعلیٰ دینی تعلیم کے حصول کیلئے گھر سے روانہ ہونے لگے تو آپ کے شفیق چچا پیر سید قطب الدین شاہ بخاری علیہ الرحمۃ والرضوان نے فرمایا:

''برخوردار! وہ علم حاصل کر کے آنا جس سے مخلوق خدا کو نفع پہنچے نہ کہ وہ علم جو خشک ہو اور صرف قیل و قال تک محدود ہو۔''

یہ بات آپ کے دل میں نقش ہوگئی تھی کہ علم وہی فائدہ مند ہے جس سے عمل صالح کی راہیں ہموار ہوں اور پھر آپ نے ایسا ہی علم حاصل کیا جس سے اللہ تعالیٰ کی بیشمار مخلوق کو فائدہ پہنچا۔

علم نہ ہو تو کہے اللہ ﷻ زیادہ جاننے والا ہے:

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے لوگوں سے فرمایا:

جو علم رکھتا ہے تو وہ کچھ کہے اور جو شخص علم نہ رکھنے کے بعد یہ کہہ دے کہ اللہ تعالیٰ زیادہ جاننے والا ہے تو یہ بات بھی علم ہی کی وجہ سے ہے اور اس کو صاف طور پر یہ کہنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ جانتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی پاک ﷺ سے فرمایا:

''تم فرما دو میں اِس پر تم سے اجر نہیں چاہتا اور نہ میں تکلف کرنے والوں سے ہوں''۔

(مشکوٰۃ، کتاب العلم، الفصل الثالث، بحوالہ بخاری و مسلم)

علم، دین ہے:

حضرت ابن سیرین رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ یہ علم دین ہے پس دیکھو کہ تم اس کو کس سے حاصل کرتے ہو۔

(مشکوٰۃ، کتاب العلم، الفصل الثالث، بحوالہ صحیح مسلم)

قاریوں کو تنبیہ:

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''اے قاریوں کے گروہ! استقامت حاصل کرو کیونکہ تمہیں آگے بڑھنے کی کافی صلاحیت دی گئی ہے اگر تم دائیں بائیں ہو گئے تو دُور کی گمراہی میں پڑ جاؤ گے''۔ (مشکوۃ، کتاب العلم، الفصل الثالث، بحوالہ صحیح بخاری)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
اللہ تعالیٰ کی جُبِّ حزن سے پناہ مانگو۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا جُبِّ حزن کیا ہے؟ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جہنم میں ایک وادی ہے جس سے جہنم روزانہ چار سو مرتبہ پناہ مانگتی ہے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا اس میں کون جائے گا؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا:

''ریاکار قرآن پڑھنے والے اعمال میں ریاکاری کرنے والے''۔

(مشکوۃ، کتاب العلم، الفصل الثالث، بحوالہ جامع ترمذی البتہ ابن ماجہ نے اس میں یہ اضافہ بھی کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان قاریوں کو ناپسند فرماتا ہے جو امراء کی صحبت اختیار کرتے ہیں۔)

عمل نہ کرنے سے علم چلا جائے گا:

حضرت زیاد بن لبید رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے کسی بات کو بیان کرتے ہوئے فرمایا: ''یہ علم کے چلے جانے کا وقت ہے۔ میں نے عرض کیا کہ علم کیسے جاتا رہے گا؟ جبکہ ہم قرآن کی تلاوت کرتے ہیں، اپنی اولاد کو پڑھاتے ہیں اور وہ اپنی اولاد کو پڑھائیں گے اور یہ سلسلہ قیامت تک جاری رہے گا''۔ میری بات پر سرکار ﷺ نے فرمایا: ''تیری ماں تجھ کو گم کرے میں تو تجھ کو مدینہ کے عقلمندوں میں سے سمجھتا تھا۔ کیا یہ یہودی اور نصرانی تورات و انجیل نہیں پڑھتے لیکن وہ اس کے احکام میں سے کسی پر عمل نہیں کرتے''۔ (مشکوۃ، کتاب العلم، الفصل الثالث، بحوالہ مسند احمد، جامع ترمذی، سنن ابن ماجہ۔ لیکن سنن الدارمی نے اس حدیث کو حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے)

علم سیکھو اور سکھاؤ:

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

علم سیکھو اور لوگوں کو سکھاؤ۔ فرائض (تقسیم ترکہ) کا علم حاصل کرو اور دوسروں کو بتاؤ۔ قرآن پڑھو اور دوسروں کو پڑھاؤ کیونکہ میرا وصال ہونے والا ہے۔ علم کم ہوتا جائے گا۔ اس کے بعد فتنے ظاہر ہوں گے یہاں تک کہ دو شخص فرض کے بارے میں اختلاف کریں گے اور کوئی ان کے درمیان فیصلہ کرنے والا نہ ہوگا۔

(مشکوٰۃ، کتاب العلم، الفصل الثالث، بحوالہ سنن دارمی، دارقطنی)

جو علم فائدہ نہ دے اس کی مثال:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اس علم کی مثال جس سے فائدہ حاصل نہ ہوتا ہو ایسی ہے جیسا کہ کوئی خزانہ جس میں سے اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ نہیں کیا جاتا۔

(مشکوٰۃ، کتاب العلم، الفصل الثالث، بحوالہ مسند احمد، سنن الدارمی)

......غیبت اور دوسری بیماریوں سے زبان کو بچائیں......

فہرس

صلی اللہ علی حبیبہ محمد والہ وسلم

غیبت کی ممانعت قرآن مجید میں

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے:

﴿وَلَا يَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضاً اَيُحِبُّ اَحَدُكُمْ اَنْ يَّاْكُلَ لَحْمَ اَخِيْهِ مَيْتاً فَكَرِهْتُمُوْهُ﴾ (الحجرات:12)

ترجمہ: اور ایک دوسرے کی غیبت نہ کیا کرو، کیا تم میں سے کوئی پسند کرے گا کہ وہ اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھائے؟ تو (یقیناً) یہ تمہیں گوارا نہ ہوگا۔

غیبت کیا ہے؟

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

کیا تم جانتے ہو کہ غیبت کیا چیز ہے؟ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: اللہ جل جلالہ اور اس کے رسول زیادہ جاننے والے ہیں، آپ نے فرمایا تم اپنے بھائی کے اس وصف کا ذکر کرو جس کو وہ ناپسند کرتا ہو، آپ سے عرض کیا گیا یہ بتائیے اگر میرے بھائی میں وہ عیب ہو جس کو میں بیان کرتا ہوں، آپ نے فرمایا اگر تمہارے بھائی میں وہ عیب ہو جس کو تم بیان کرتے ہو تب ہی تو تم اس کی غیبت کرو گے، اور اگر اس میں وہ عیب نہ ہو تو پھر تم اس پر بہتان باندھو گے۔ (صحیح مسلم، رقم الحدیث: ۲۵۸۹، سنن ابو داؤد، رقم الحدیث: ۴۸۷۴)

غیبت والے کا نماز اور روزہ:

حضرت عبداللہ بن عبّاس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ دو آدمیوں نے ظہر یا عصر کی نماز پڑھی اور دونوں روزہ دار تھے۔ جب نبی کریم ﷺ نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا: ''اپنا وضو اور اپنی نماز دہراؤ اور اپنے اس روزے کے بدلے کسی اور دن روزہ رکھنا۔ عرض گزار ہوئے یا رسول اللہ (ﷺ)! یہ کیوں؟ فرمایا کہ تم نے فلاں کی غیبت کی ہے''۔ (مشکوۃ، باب حفظ اللسان والغیبۃ والشتم، الفصل الثالث، بحوالہ بیہقی)

حضرت ابوسعید خدری اور حضرت جابر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: غیبت زنا سے بھی زیادہ سخت ہے۔ لوگ عرض گزار ہوئے کہ یا رسول اللہ (ﷺ)! غیبت زنا سے سخت تر کس طرح ہے؟ فرمایا: زانی اللہ تعالیٰ سے توبہ کر لیتا ہے۔ دوسری روایت میں ہے کہ توبہ کر لیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اُسے معاف فرما دیتا ہے۔ لیکن غیبت کرنے والے کو معاف نہیں کیا جاتا جب تک وہ معاف نہ کرے جس کی غیبت کی ہے اور حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت میں فرمایا: زانی توبہ کر لیتا ہے لیکن غیبت کرنے والے کی توبہ نہیں۔

(مشکوٰۃ، باب حفظ اللسان والغیبۃ والشتم، الفصل الثالث، بحوالہ بیہقی)

غیبت کا کفارہ:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

غیبت کا کفّارہ یہ ہے کہ جس کی غیبت کی ہے اُس کے لیے استغفار کرے اور کہے کہ اے اللہ! ہمیں اور اُسے بخش دے۔ (مشکوٰۃ، باب حفظ اللسان والغیبۃ والشتم، الفصل الثالث، بحوالہ بیہقی)

اگر اس بات کو سمندر میں ڈال دیا جائے:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا آپ کے لیے صفیہ کا اتنا اتنا (قد) کافی ہے! ان کا ارادہ تھا کہ ان کا قد چھوٹا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: تم نے ایسا کلمہ کہا ہے کہ اگر اس کو سمندر میں ڈال دیا جائے تو اس سے سارا پانی آلودہ ہو جائے گا۔ (سنن ابوداؤد: حدیث نمبر ۴۸۷۵)

بندہ کبھی اللہ جل جلالہ کی ناراضگی کی کوئی بات بول دیتا ہے:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

بندہ اللہ تعالیٰ کی رضامندی کا کوئی لفظ کہہ دیتا ہے، جس کو اُس نے اہمیت نہیں دی ہوتی لیکن اُس کے باعث اللہ تعالیٰ اُس کا درجہ بلند کر دیتا ہے اور بندہ اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا ایک

لفظ کہہ دیتا ہے جس کی اُسے پرواہ نہیں ہوتی لیکن وہ اُسے جہنم میں لے جاتا ہے۔

(بخاری۔ اور بخاری و مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ جہنم میں اتنا نیچے لے جاتا ہے جتنا مشرق و مغرب کے درمیان فاصلہ ہے)

نجات کیسے ہوگی؟

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ (ﷺ)! نجات کیسے ہوگی؟ آپ نے فرمایا:

اپنی زبان بند رکھو، اور اپنے گناہوں پر روؤ۔ (مسند احمد: ج۸ رقم الحدیث: ۲۲۲۹۸)

تمام اعضا زبان سے کہتے ہیں:

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

جب ابن آدم صبح کرتا ہے تو اس کے تمام اعضاء زبان کا انکار کرتے ہیں اور کہتے ہیں تو ہمارے متعلق اللہ جل جلالہ سے ڈر کیونکہ ہم تیرے ساتھ ہیں، اگر تو سیدھی رہی تو ہم سیدھے رہیں گے اور اگر تو ٹیڑھی ہوگئی تو ہم ٹیڑھے ہو جائیں گے۔ (جامع ترمذی، رقم الحدیث: ۲۴۱۵)

مسلمان بھائی کو گالی دینا:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مسلمان کو گالی دینا فسق اور اُسے قتل کرنا کفر ہے۔

(مشکوٰۃ، باب حفظ اللسان والغیبۃ والشتم، الفصل الاول، بحوالہ بخاری و مسلم)

کسی پر فسق یا کفر کی تہمت لگانا:

حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و الہ وسلم نے فرمایا:

کوئی آدمی دوسرے پر فسق یا کفر کی تہمت نہ لگائے ورنہ اُسی پر لوٹتی ہے جبکہ اُس کا ساتھی ایسا نہ ہو۔ (مشکوٰۃ، باب حفظ اللسان والغیبۃ والشتم، الفصل الاول، بحوالہ بخاری)

مجرم پہل کرنے والا ہے:

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

جس نے کسی کے کفر کا دعویٰ کیا یا اللہ جل جلالہ کا دشمن کہا اور وہ ایسا نہ ہو تو کہنے والے پر لوٹے گا۔ (مشکوٰۃ، باب حفظ اللسان والغیبۃ والشتم، الفصل الاول، بحوالہ بخاری ومسلم)

حضرت انس اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دو گالی گلوچ کرنے والوں میں مجرم پہل کرنے والا ہے۔ جب تک مظلوم زیادتی نہ کرے۔ (مشکوٰۃ، باب حفظ اللسان والغیبۃ والشتم، الفصل الاول، بحوالہ مسلم)

دومنہ والا قیامت میں سب سے برا:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

تم قیامت میں سب سے بُرا دومنہ والے آدمی کو دیکھو گے جو ایک کے منہ پر کچھ کہتا ہے اور دوسرے کے منہ پر کچھ۔ (مشکوٰۃ، باب حفظ اللسان والغیبۃ والشتم، الفصل الاول، بحوالہ بخاری ومسلم)

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

جنت میں چغل خور داخل نہیں ہوگا۔ (سنن ابوداؤد، رقم الحدیث: ۴۸۷۲)

بہت تعریف کرنے والے:

حضرت مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

جب تم بہت تعریف کرنے والوں کو دیکھو تو اُن کے منہ میں مٹی ڈال دیا کرو۔

(مشکوٰۃ، باب حفظ اللسان والغیبۃ والشتم، الفصل الاول، بحوالہ مسلم)

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں ایک آدمی نے دوسرے کی تعریف کی۔ آپ ﷺ نے تین دفعہ فرمایا: تم پر افسوس! تم نے اپنے بھائی کی گردن کاٹ دی۔ اگر تم میں سے کسی کی تعریف کرنی پڑ ہی جائے تو کہے:

میں فلاں کو ایسا سمجھتا ہُوں اور حساب لینے والا اللہ تعالیٰ ہے، جبکہ وہ اُس کی نظر میں ایسا ہو اور اللہ تعالیٰ کے مقابلے پر کسی کی صفائی بیان نہ کرے۔

(مشکوۃ، باب حفظ اللسان والغیبۃ والشتم، الفصل الاول، بحوالہ بخاری ومسلم)

مومن لعنت کرنے والا نہیں ہوتا:

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
مومن طعنہ دینے والا، لعنت کرنے والا، فحش گو اور بے غیرت نہیں ہوتا۔

(مشکوۃ، باب حفظ اللسان والغیبۃ والشتم، الفصل الاول، بحوالہ جامع الترمذی)

حضرت عبداللہ بنِ عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
مومن لعنت کرنے والا نہیں ہوتا، ایک اور روایت ہے، مؤمن کے لیے مناسب نہیں ہے کہ وہ لعنت کرنے والا بنے۔ (مشکوۃ، باب حفظ اللسان والغیبۃ والشتم، الفصل الاول، بحوالہ جامع ترمذی)

حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سُنا:

بہت لعنت کرنے والے قیامت کے روز نہ گواہ ہوں گے اور نہ شفاعت کرنے والے۔ (مشکوۃ، باب حفظ اللسان والغیبۃ والشتم، الفصل الاول، بحوالہ صحیح مسلم)

جو اپنے بھائی کو کسی گناہ کی ملامت کرے:

حضرت خالد بن معدان رضی اللہ عنہ نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

جو اپنے بھائی کو کسی گناہ کی وجہ سے ملامت کرے تو اُس وقت تک وہ نہیں مرے گا جب تک اُس گناہ کو نہ کر لے جبکہ اُس نے (اس ملامت کی) توبہ کر لی ہو۔

(مشکوۃ، باب حفظ اللسان والغیبۃ والشتم، الفصل الثانی، بحوالہ جامع ترمذی)

اپنے بھائی کومصیبت میں دیکھ کرخوش نہ ہو:

حضرت واثلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا:

اپنے بھائی کومصیبت میں مبتلا دیکھ کرخوشی کا اظہار نہ کرو۔مبادا اللہ تعالیٰ اُس پر رحم فرمائے اور تمہیں مبتلا کردے۔

(مشکوٰۃ، باب حفظ اللسان والغیبۃ والشتم، الفصل الثانی، بحوالہ جامع الترمذی)

مجھے نقل اتارنا پسند نہیں:

حضرت عائشہ صدّیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

مجھے یہ پسند نہیں کہ کسی کی نقل اُتاروں اگرچہ مجھے اتنا کچھ ملے۔

(مشکوٰۃ، باب حفظ اللسان والغیبۃ والشتم، الفصل الثانی، بحوالہ جامع ترمذی)

فوت شدہ لوگوں کی نیکیاں بیان کرو:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا:

ایک دوسرے کو برا کہنے والے جو کچھ کہتے ہیں اس کا وبال ابتداء کرنے والے پر ہوتا ہے جب تک کہ مظلوم تجاوز نہ کرے۔(صحیح مسلم، رقم الحدیث:۲۵۸۷؛ سنن ابوداؤد، رقم الحدیث:۴۸۹۴)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تم میں سے کوئی شخص فوت ہو جائے تو اس کو چھوڑ دو، اور اس کو برا نہ کہو۔(سنن ابوداؤد:۴۸۹۹)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اپنے فوت شدہ لوگوں کی نیکیاں بیان کرو اور ان کی برائیوں کے ذکر سے باز رہو۔

(سنن ابوداؤد:۴۹۰۰)

جواپنے مسلمان بھائی کی بے عزتی کرتا ہے:

حضرت جابر بن عبداللہ اور حضرت ابوطلحہ ﷛ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

جو شخص کسی مسلمان کی اس جگہ بے عزتی کرتا ہے جہاں اس کی عزت نہ کی جارہی ہو اور اس کی توقیر میں کمی کی جارہی ہو تو اللہ تعالیٰ اس کو ایسی جگہ بے عزت کرے گا جہاں وہ اپنی نصرت چاہتا ہو، اور جو شخص کسی مسلمان کو ایسی جگہ مدد کرے گا جہاں اس کی توقیر میں کمی کی جارہی ہو اور اس کی بے حرمتی کی جارہی ہو تو اللہ ﷻ اس کی ایسی جگہ مدد فرمائے گا جہاں وہ اپنی مدد پسند کرتا ہو۔ (سنن ابوداؤد:۴۸۸۴)

......کسبِ حلال کریں......

فہرس

صلی اللہ علی حبیبہ محمد والہ وسلم

قرآن مجید میں حلال کھانے کا حکم:

اللہ تعالیٰ کا قرآن مجید میں ارشاد ہے:

﴿یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا كُلُوْا مِنْ طَیِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ﴾ (البقرۃ:۲:۱۷۲)

ترجمہ: اے ایمان والو! جو کچھ ہم نے تمہیں دیا ہے اس میں سے حلال رزق کھاؤ۔

سب سے بہتر کھانا:

حضرت مقدام بن معدیکرب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ علیہ السلام نے فرمایا:

جو شخص اپنے ہاتھ سے کمائی کر کے کھاتا ہو اس سے بہتر طعام کوئی نہیں کھاتا اور اللہ جل جلالہ کے نبی حضرت داؤد علیہ السلام اپنے ہاتھ سے کمائی کر کے کھاتے تھے۔

(صحیح البخاری رقم الحدیث:۲۰۷۲)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ علیہ السلام نے فرمایا:

اللہ تعالی اس مومن سے محبت کرتا ہے جو کوئی (جائز) پیشہ کرتا ہو۔

(المعجم الکبیر رقم الحدیث:۱۳۲۰، شعب الایمان رقم الحدیث، الجامع الصغیر رقم الحدیث:۱۸۷۳، الکامل لابن عدی ج اص ۳۲۹، المعجم الاوسط رقم الحدیث:۹۰۹۷،۔مجمع الزوائد رقم الحدیث:۶۲۳۱)

حرام کھانے والے کی دعا مقبول نہیں ہوتی:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ پاک ہے اور نہیں قبول فرماتا مگر پاک کو اور بے شک اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں کو اسی بات کا حکم فرمایا ہے جس کا رسولوں کو حکم دیا تھا یعنی فرمایا:

اے رسل کی جماعت! پاک چیزوں سے کھاؤ اور نیک عمل کرو (۲۳:۵۱) اور فرمایا:

اے ایمان والو! پاک چیزوں سے کھاؤ جو ہم نے تمہیں روزی دی (۲:۱۷۲)

پھر ایک آدمی کا ذکر فرمایا جو طویل سفر کرتا ہے' بال بکھرے ہوئے اور غبار آلود ہیں۔ اپنے ہاتھوں کو آسمان کی طرف اٹھا کر کہتا ہے: اے رب ﷻ! اے رب! حالانکہ اس کا کھانا حرام، اس کا پینا حرام، اس کا لباس حرام اور اسے حرام غذا کھلائی جاتی ہے۔ بھلا اس کی التجا کیسے قبول کی جائے! (صحیح مسلم ج۱ص ۳۲۶)

کسب حلال سوال کرنے سے بہتر ہے:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ علیہ السلام نے فرمایا:

تم میں سے کوئی شخص لکڑیاں کاٹ کر اپنی پشت پر لاد کر لائے، وہ اس سے بہتر ہے کہ وہ لوگوں سے سوال کرے کوئی اس کو دے اور کوئی اس کو منع کر دے۔

(صحیح البخاری رقم الحدیث:۲۰۷۴، صحیح مسلم رقم الحدیث:۱۰۴۲، سنن النسائی رقم الحدیث:۲۵۸۴، جامع الترمذی رقم الحدیث:۶۸۰، مسند احمد رقم الحدیث:۵۱۳۷)

سب سے پاکیزہ پیشہ:

حضرت سعید بن عمیر انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ علیہ السلام سے سوال کیا گیا کہ کون سا پیشہ سب سے زیادہ پاکیزہ ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

کسی شخص کا اپنے ہاتھ سے کمانا اور ہر جائز بیع (خرید و فروخت، تجارت) ایک روایت میں ہے کسب حلال۔

(سنن کبریٰ للبیہقی ج۵ص۲۶۳، شعب الایمان رقم الحدیث:۱۲۲۵، ۱۲۲۶، المستدرک ج۲ص۱۰، حاکم نے کہا یہ حدیث صحیح ہے اور ذہبی نے اس کی موافقت کی۔)

قرب قیامت میں حلال وحرام کی پروا نہیں ہوگی:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ علیہ السلام نے فرمایا:۔ لوگوں پر ایسا زمانہ بھی آئے گا جبکہ آدمی پرواہ نہیں کرے گا کہ وہ جو حاصل کر رہا ہے وہ حلال سے ہے یا حرام سے۔ (مشکوٰۃ، باب الکسب وطلب الحلال، الفصل الاول، بحوالہ صحیح بخاری)

رزق حلال طلب کرنا ہر مسلمان پر واجب ہے:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رزق حلال کو طلب کرنا ہر مسلمان پر واجب ہے۔

(المعجم الاوسط رقم الحدیث: ۸۶۱۰)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

زمین کے گوشے گوشے سے رزق کو طلب کرو۔ امام بیہقی نے کہا اس سے مراد کھیتی باڑی کرنا ہے۔

(شعب الایمان رقم الحدیث: ۱۲۳۳، المعجم الاوسط رقم الحدیث: ۸۰۹۳، مسند ابویعلی رقم الحدیث: ۴۳۸۴)

کاروبار کا ایک اصول:

نافع بیان کرتے ہیں کہ میں شام کی طرف اور مصر کی طرف سامان تجارت لے کر جاتا تھا، اللہ تعالیٰ نے مجھے اس میں بہت اچھا اور زیادہ رزق عطا فرماتا تھا، پھر ایک بار عراق کی طرف سامان تجارت لے کر گیا تو میں اصل پونجی بھی کھو بیٹھا، پھر میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس گیا تو انھوں نے فرمایا:

اے میرے بیٹے! اپنی تجارت کو لازم رکھو کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے جب تمہارے لئے رزق کا کوئی دروازہ کھول دیا جائے تو اسی پر لازم رہو۔ (شعب الایمان رقم الحدیث: ۱۲۴۳)

جو گوشت حرام سے پیدا ہوا وہ جہنم میں ہے:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:۔

وہ گوشت جنّت میں داخل نہیں ہوگا جو حرام سے پیدا ہُوا ہے اور ہر وہ گوشت جو حرام سے پیدا ہُوا ہے اُس کے لیے جہنم ہی زیادہ مناسب ہے۔

(مشکوٰۃ، باب الکسب وطلب الحلال، الفصل الثانی، بحوالہ احمد، دارمی، بیہقی فی شعب الایمان)

جو چیز شک میں ڈالے اسے چھوڑ دو:

حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے اِس بات کو یاد رکھا ہے کہ جو بات تجھے شک میں ڈالتی ہے اُسے چھوڑ کر اُس بات کی طرف ہو جا جو تجھے شک میں نہیں ڈالتی کیونکہ سچائی میں اطمینان اور جھوٹ میں شک ہے۔

(مشکوٰۃ، باب الکسب وطلب الحلال، الفصل الثانی، بحوالہ مسند احمد، جامع الترمذی، سنن نسائی، سنن الدارمی)

رزق حلال کمانے والے کی بخشش:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا جو شخص شام تک اپنے ہاتھوں سے کام کرتا تھک گیا، اس کی مغفرت کر دی جائے گی۔ (المعجم الاوسط رقم الحدیث: ۶۲۳۸، مجمع الزوئد ج ۴ ص ۶۳)

معاش کی پریشانی سے گناہوں کا کفارہ:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

بعض گناہ ایسے ہیں جن کا کفارہ نماز، روزے، حج اور عمرہ سے نہیں ہوتا۔ مسلمانوں نے پوچھا یا رسول اللہ (ﷺ)! پھر ان گناہوں کا کفارہ کن چیزوں سے ہوتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: طلب معاش کی فکر اور پریشانی سے۔ (المعجم الاوسط رقم الحدیث: ۱۰۲)

شراب سے متعلق دس آدمیوں پر لعنت:

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے شراب سے متعلق دس آدمیوں پر لعنت فرمائی ہے ''اِس کے بنانے والے، بنوانے والے، پینے والے، اُٹھانے والے، جس کے لیے اُٹھا کر لائی جائے، پلانے والے، فروخت کرنے والے، اِس کی قیمت کھانے والے، خریدنے والے اور جس کے لیے خریدی جائے''۔

(مشکوٰۃ، باب الکسب وطلب الحلال، الفصل الثانی، بحوالہ جامع الترمذی، سنن ابنِ ماجہ)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کُتّے کی قیمت اور گانے والی کی کمائی سے منع فرمایا ہے۔

(مشکوٰۃ، باب الکسب وطلب الحلال، الفصل الثانی، بحوالہ شرح السنّۃ)

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے زکوٰۃ کے دودھ کی الٹی کر دی:

زید بن اسلم سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دودھ پیا اور اُسے پسند فرمایا۔ پلانے والے سے فرمایا کہ یہ دودھ تم نے کہاں سے حاصل کیا؟ اُس نے آپ رضی اللہ عنہ کو بتایا کہ میں ایک پانی کی جگہ سے گزرا، جس کا نام بھی لیا تو وہاں زکوٰۃ کے اُونٹ تھے جنہیں لوگ پانی پلا رہے تھے۔ اُنہوں نے میرے لیے اُن کا دودھ دوہا تو میں نے اپنے برتن میں ڈال لیا۔ یہ وہی تھا۔ پس حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنا ہاتھ اندر داخل کیا اور اُس کی قے کر دی۔

(مشکوٰۃ، باب الکسب وطلب الحلال، الفصل الثالث، بحوالہ بیہقی فی شعب الایمان)

حرام کا کپڑا پہن کر نماز نہیں ہوتی:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ جس نے دس درہم کا کپڑا خریدا اور اُس میں ایک درہم حرام کا ہے تو اللہ تعالیٰ اُس آدمی کی نماز قبول نہیں کرے گا جب تک وہ اُس کے جسم پر رہے گا۔ پھر اپنی دو انگلیاں اپنے دونوں کانوں میں داخل کر کے فرمایا کہ یہ دونوں بہرے ہو جائیں اگر میں نے نبی کریم ﷺ کو یہی فرماتے نہ سُنا ہو۔

(مشکوٰۃ، باب الکسب وطلب الحلال، الفصل الثالث، بحوالہ بیہقی فی شعب الایمان)

رزق حلال کی تلاش کرنے والا اللہ جل جلالہ کی راہ میں ہے:

حضرت ایوب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ اور آپ کے اصحاب رضی اللہ عنہم نے ٹیلے کی چوٹی سے قریش کے ایک آدمی کو آتے ہوئے دیکھا۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا یہ شخص کتنا طاقتور ہے، کاش اس کی طاقت اللہ کی راہ میں خرچ ہوتی۔ اس پر نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

''کیا صرف وہی شخص اللہ جل جلالہ کے راستہ میں ہے جو قتل کر دیا جائے؟ پھر فرمایا: جو شخص

اپنے گھر والوں کو سوال سے روکنے کے لیے حلال کی طلب میں نکلے وہ بھی اللہ ﷻ کے راستہ میں ہے اور جو شخص اپنے آپ کو سوال سے روکنے کے لیے حلال کی طلب میں نکلے، وہ بھی اللہ ﷻ کے راستہ میں ہے۔ البتہ جو شخص (صرف) مال کی طلب میں نکلے، وہ شخص شیطان کے راستہ میں ہے۔''

(مصنف عبدالرزاق ج ۵ ص ۲۷۲۔۲۷۱ شعب الایمان رقم الحدیث: ۱۰۳۷۷)

حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس سے ایک شخص گزرا۔ رسول اللہ ﷺ کے اصحاب نے اس کی قوت اور اطمینان کو دیکھ کر کہا یا رسول اللہ (ﷺ)! کاش یہ شخص اللہ ﷻ کی راہ میں ہوتا، پس رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اگر یہ شخص اپنے چھوٹے بچوں کے لیے کسب معاش کر رہا ہے تو بھی یہ اللہ ﷻ کی راہ میں ہے اور اگر یہ اپنے بوڑھے ماں باپ کے لیے کسب معاش کر رہا ہے تو بھی یہ اللہ ﷻ کی راہ میں ہے، اور اگر یہ دکھاوے اور فخر کے لیے نکلا ہے تو پھر یہ شیطان کے راستے میں نکلا ہے۔

(المعجم الکبیر ج ۱۹ ص ۱۲۹ رقم الحدیث: ۲۸۲، مجمع الزوئد ج ۴ ص ۳۲۵، شعب الایمان رقم الحدیث: ۸۷۱۰، ۸۷۱۱)

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا ذریعہ معاش:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بنایا گیا تو انہوں نے فرمایا:

میری قوم کو معلوم ہے کہ میرا پیشہ میرے اہل وعیال کی کفالت سے عاجز نہیں ہے لیکن اب میں مسلمانوں کے ملکی انتظام سنبھالنے میں مشغول ہو گیا ہوں، تو اب ابوبکر کی اولاد اس بیت المال سے کھائے گی اور ابوبکر مسلمانوں کے دینی اور ملکی امور انجام دے گا۔

(صحیح البخاری رقم الحدیث: ۲۰۷۰)

عطاء بن السائب بیان کرتے ہیں جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بنایا گیا تو

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اپنے کاندھے پر کپڑوں کی گٹھڑی رکھ کر کپڑے بیچنے کے لیے بازار نکل گئے، ان کی حضرت عمر اور حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہما سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے پوچھا اے خلیفہ رسول [(ﷺ)(رضی اللہ عنہ)]! آپ کہاں جا رہے ہیں؟ آپ رضی اللہ عنہ نے کہا: بازار۔ ان دونوں نے کہا یہ آپ کیا کر رہے ہیں؟ آپ مسلمانوں کے خلیفہ بن چکے ہیں۔ آپ نے کہا: پھر میں اپنے اہل وعیال کو کہاں سے کھلاؤں گا؟ ان دونوں نے کہا چلئے! ہم آپ کے لیے وظیفہ مقرر کر دیتے ہیں۔ پھر انہوں نے آپ کے لیے ہر روز آدھی بکری اور سر اور پیٹ چھپانے کا لباس مقرر کیا۔ (الطبقات الکبریٰ ج ۳ ص ۱۱۸۴)

کسب حلال کا کوئی پیشہ بھی گھٹیا نہیں:

آج کل جو شخص پھیری لگا کر کندھے پر گٹھڑی رکھ کر کپڑا بیچتا ہے، اس کو گھٹیا خیال کرتے ہیں مگر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ یہی کام کرتے تھے۔ امام احمد بن عمر الخصاف (المتوفی ۲۶۱ھ) بہت بڑے فقیہ اور عابد و زاہد تھے، ان کی فقہ میں بہت تصانیف ہیں، عربی میں خصاف موچی کو کہتے ہیں یہ جوتیوں کی مرمت کرتے ہیں، علامہ احمد بن محمد بن احمد القدوری بہت بڑے فقیہ ہیں عربی میں مٹی کی ہنڈیا بیچنے والے کو القدوری کہتے ہیں علامہ محمد بن احمد الحصیری (المتوفی ۵۴۶ھ) ایک فقیہ ہیں عربی میں الحصیری اس شخص کو کہتے ہیں جو چٹائی بناتا ہے۔ امام ابو بکر ابن علی الحدادی (المتوفی ۸۰۰ھ) بہت بڑے عالم تھے۔ انہوں نے مختصر القدوری کی شرح لکھی ہے۔ عربی میں حداد لوہار کو کہتے ہیں، اس لیے ان کو حدادی کہتے ہیں۔

آج کل کندھے پر گٹھڑی رکھ کر کپڑا بیچنے والے، جوتیوں کی مرمت کرنے والے، مٹی کے برتن بنانے والے، چٹائی بنانے والے اور لوہار کو حقیر اور کمتر آدمی سمجھا جاتا ہے اور پوش علاقوں میں رہنے والے ایسے لوگوں سے سلام لینے کو تیار نہیں ہوتے لیکن

مسلمانوں کے سنہری دور میں یہ لوگ مسلمانوں کے امام تھے۔اس زمانہ میں کسی بھی پیشہ کوصرف حصول رزق کا ذریعہ سمجھا جاتا تھا اور کسی پیشہ کوخسیس (گھٹیا) اور باعث عار نہیں سمجھا جاتا تھا۔اب عزت اور ذلت کا معیار اوراس کے پیمانے بدل گئے ہیں۔اب ذخیرہ اندوزی کرنے والے،سودی کاروبار کرنے والے،اسمگلنگ کرنے والے،نقلی دوائیں بنا کر بیچنے والے اور ناجائز اورحرام ذرائع سے مال بنا کر کوٹھیوں میں رہنے والے، بینک بیلنس والے عزت دار ہیں اور رزق حلال کے حصول کے لیے پھیری لگانے والا،لوہے کا کام کرنے والا،چٹائی بنانے والا،مٹی کے برتن بنانے والا اور جوتی کی مرمت کرنے والاحقیر اور ذلیل ہے۔جولوگ اللہ جل مجدہ الکریم اوراس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے نزدیک عزت والے ہیں،وہ اس دور کے لوگوں کے نزدیک ذلت والے ہیں۔(تبیان القرآن)

سودایک لعنت ہے:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ ے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سود کھانے والے،سود کھلانے والے،سود پر گواہی دینے والےاورسود کے لکھنے والے پرلعنت کی ہےاورفرمایا یہ سب برابر ہیں۔

(الدرالمنثور ج ا ص ۳٦۷ صحیح مسلم، بیہقی)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا:

اللہ تعالیٰ پر حق ہے کہ وہ چار آدمیوں کو جنت میں داخل نہ کرے اوران کو جنت کی نعمتیں نہ چکھائے، عادی شرابی،سودخور،ناحق مال یتیم کھانے والا اور ماں باپ کا نافرمان۔ (الدرالمنثور ج ا ص ۳٦۷)

حضرت عبداللہ بن سلام ﷜ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
انسان سود کا جو ایک درہم وصول کرتا ہے وہ اللہ ﷻ کے نزدیک اسلام میں تینتیس بار زنا کرنے سے زیادہ سخت ہے۔
(الدرالمنثور ج ۱ ص ۳۶۷)

حضرت براء بن عازب ﷜ نے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
سود کے بہتر درجہ ہیں اور سب سے کم درجہ یہ ہے کہ انسان اپنی ماں کے ساتھ بدکاری کرے۔ (معجم اوسط بحوالہ الدرالمنثور ج ۱ ص ۳۶۷)

حضرت عبداللہ بن مسعود ﷜ نے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
جس قوم میں زنا اور سود کی کثرت ہو جاتی ہے، اس قوم پر اللہ ﷻ کا عذاب حلال ہو جاتا ہے۔ (الدرالمنثور ج ۱ ص ۳۶۷)

حضرت عمرو بن العاص ﷜ نے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
جس قوم میں سود کی کثرت ہوتی ہے اس قوم پر قحط مسلط کر دیا جاتا ہے، اور جس قوم میں رشوت کی کثرت ہوتی ہے، اس پر رعب طاری کر دیا جاتا ہے۔ (الدرالمنثور ج ۱ ص ۳۶۷)

امام ابن ماجہ علیہ الرحمۃ والرضوان روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا
جس رات مجھے معراج کرائی گئی مجھے ایک ایسی قوم کے پاس سے گزارا گیا جن کے پیٹ کوٹھڑیوں کی طرح تھے ان کے پیٹوں میں باہر سے سانپ دکھائی دے رہے تھے میں نے پوچھا اے جبرائیل! یہ کون ہیں؟ کہا: یہ لوگ سود کھانے والے ہیں۔
(سنن ابن ماجہ، رقم الحدیث: ۲۲۷۳)

حضرت ابوہریرہ ﷜ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
سود کے ستر گناہ ہیں اور ان میں سب سے ہلکا یہ ہے کہ کوئی شخص اپنی ماں کے ساتھ زنا کرے۔ (سنن ابن ماجہ، رقم الحدیث: ۲۲۷۴)

حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک صبح کو اپنا خواب بیان فرمایا کہ مجھے جبرائیل علیہ السلام اور میکائیل علیہ السلام لے گئے میں نے دیکھا کہ خون کا ایک دریا ہے جس کے وسط میں ایک شخص کھڑا ہوا ہے اور دریا کے کنارے ایک شخص ہاتھ میں پتھر لیے ہوئے کھڑا ہے، جب دریا میں کھڑا ہوا شخص کنارے کی طرف آنے کی کوشش کرتا ہے تو کنارے پر کھڑا ہوا شخص اس کے منہ پر پتھر مارتا ہے اور اس کو پھر دریا کے وسط میں دھکیل دیتا ہے اور وہ جب بھی دریا سے نکلنے کی کوشش کرتا ہے اس کے ساتھ یہی ہوتا ہے اور قیامت تک ہوتا رہے گا، مجھے جبرائیل علیہ السلام اور میکائیل علیہ السلام نے بتایا کہ خون کے دریا میں ڈوبے ہوئے لوگ سود خور تھے۔ (صحیح بخاری ج ا ص ۱۸۵)

اس حدیث میں سود خوروں کے عذاب کا بیان ہے اور چونکہ یہ لوگ دنیا میں غریبوں کی رگوں سے خون نچوڑتے تھے اس لیے ان کو خون کے دریا میں ڈبویا گیا۔ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب کریم ﷺ کے صدقے ہمیں محفوظ فرمائے۔

مقروض کو مہلت دینے اور قرض معاف کرنے کی فضیلت:

حضرت ابوالیسر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

جس شخص نے تنگ دست کو مہلت دی یا اس کو معاف کر دیا اللہ جل جلالہ اس کو اس دن اپنے سائے میں رکھے گا جس دن اس کے سائے کے سوا اور کسی کا سایہ نہیں ہوگا۔

(الدر المنثور ج ا ص ۳۶۹۔۳۶۸ بحوالہ مسند احمد، صحیح مسلم، سنن ابن ماجہ)

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے روایت کیا ہے کہ اللہ عزوجل کے سامنے ایک شخص کو پیش کیا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ اس سے پوچھے گا تم نے دنیا میں کیا کیا؟ وہ کہے میں نے دنیا میں ایک ذرہ برابر بھی نیکی نہیں کی۔ تین بار یہی مکالمہ ہوگا، تیسری بار وہ کہے گا میں دنیا میں اپنا فاضل مال دے دیا کرتا تھا، (وہ رقم جو کاروبار میں نہیں لگائی ہوئی تھی) میں لوگوں کو چیزیں فروخت

کرتا امیر آدمی پر آسانی کرتا اور غریب کو مہلت دیتا، اللہ تعالیٰ فرمائے گا ہم تم سے زیادہ معاف کرنے کے حقدار ہیں، میرے بندے سے درگزر کرو، پھر اس کو بخش دیا جائے گا۔

(الدر المنثور ج ا ص ۳۶۹۔ ۳۶۸ بحوالہ مسند احمد، صحیح بخاری، صحیح مسلم)

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

جس شخص کا کسی آدمی پر کوئی حق ہو اور وہ اس کو موخر (لیٹ) کر دے تو اس کو ہر روز صدقہ کا اجر ملے گا۔ (الدر المنثور ج ا ص ۳۶۹۔ ۳۶۸ بحوالہ مسند احمد)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا:

جو شخص یہ چاہتا ہو کہ اس کی دعا قبول کی جائے اور اس کی مصیبت دور کی جائے وہ تنگ دست کے لیے کشادگی کرے۔ (جب تک اس غریب آدمی کے پاس اپنا قرض چکانے کے لئے پیسے نہ ہوں اس پر نرمی ہی کرے)

(الدر المنثور ج ا ص ۳۶۹۔ ۳۶۸ بحوالہ مسند احمد)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

جس شخص نے تنگ دست کو کشادگی تک مہلت دی اللہ تعالیٰ اس کو گناہوں سے توبہ کرنے کی مہلت دے گا۔

(امام طبرانی بحوالہ الدر المنثور ج ا ص ۳۶۹۔ ۳۶۸)

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ نے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

جس نے تنگ دست کو مہلت دی اس کو ہر دن قرض کے برابر صدقہ کا اجر ملے گا، پھر میں نے آپ سے سنا کہ جس نے تنگ دست کو مہلت دی اس کو ہر دن اس قرض کے دوگنے صدقہ کا اجر ملے گا، میں نے عرض کیا:

یا رسول اللہ (ﷺ) پہلے تو آپ نے قرض کے برابر صدقہ کا اجر فرمایا تھا، اور اب آپ نے

دگنے صدقہ کے اجر کا فرمایا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا:

جب تک قرض کی میعاد (مدت) پوری نہیں ہوگی اس کو ہر روز اس قرض کے برابر صدقہ کا اجر ملے گا اور جب میعاد پوری ہوجائے گی اور وہ اس کو اور مہلت دے گا تو پھر اس کو ہر روز اس کے دگنے صدقہ کا اجر ملتا رہے گا۔

(مسند احمد ج ۵ ص ۳۶۰، سنن ابن ماجہ ص ۱۷۴، شعب الایمان ج ۷ ص ۵۳۸)

امام احمد، امام دارمی اور امام بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

جس شخص نے مقروض کو مہلت دی یا اس کو معاف کردیا وہ قیامت کے دن عرش کے سایہ میں ہوگا۔

(مسند احمد ج ۲ ص ۳۵۹ سنن دارمی ج ۲ ص ۱۷۹، شعب الایمان ج ۷ ص ۵۳۵)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے روایت کیا ہے کہ جس شخص نے کسی تنگ دست کو مہلت دی یا اس کا قرض معاف کردیا اللہ تعالیٰ اس کو جہنم کی تپش سے محفوظ رکھے گا۔

(امام احمد بحوالہ الدر المنثور ج ا ص ۳۶۹۔۳۶۸)

اپنی پیداوار کو ایک سال کے لئے جمع کرنا:

نبی کریم ﷺ اپنے گھر والوں کو ایک سال کا طعام اور غلہ فراہم کردیتے تھے، جیسا کہ یہ حدیث مبارک ہے:

حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ بنی نضیر کے کھجور کے باغ فروخت کردیتے تھے اور اپنے گھر والوں کے لیے ایک سال کا رزق محفوظ کرکے رکھتے تھے۔

(صحیح البخاری رقم الحدیث: ۵۳۵۷، صحیح مسلم رقم الحدیث: ۱۷۵۷، سنن ابوداؤد رقم الحدیث: ۲۹۶۵، سنن النسائی رقم الحدیث: ۱۷۱۹، السنن الکبریٰ للنسائی رقم الحدیث: ۱۱۵۷۶)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے پھلوں یا غلہ کی

نصف پیداوار کے عوض خیبر کی زمین دی، آپ ہر سال ازواج مطہرات کو سو وسق طعام دیتے تھے (ایک وسق ۲۵۵ کلو گرام کے برابر ہے) جس میں اسی (۸۰) وسق کھجوریں اور بیس (۲۰) وسق جو ہوتے تھے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ جب خلیفہ ہوئے اور انہوں نے اموال خیبر کی تقسیم کی تو انہوں نے نبی کریم ﷺ کی ازواج کو اختیار دیا کہ وہ زمین اور پانی میں سے ایک حصہ لے لیں یا وہ ہر سال مقررہ وسق لے لیں، ازواج مطہرات میں اختلاف ہوا، بعض ازواج نے زمین اور پانی کو اختیار کیا اور بعض ازواج نے مقررہ وسق طعام لینے کو اختیار کیا، حضرت عائشہ اور حضرت حفصہ رضی اللہ عنہما ان میں سے تھیں جنہوں نے زمین اور پانی لینے کو اختیار کیا۔

(صحیح مسلم کتاب المساقاۃ باب:۱، رقم الحدیث:۲، رقم الحدیث بلاتکرار، ۱۵۵۱)

نبی کریم ﷺ کا یہ فعل اپنے نفس کے لیے بالکل نہیں تھا بلکہ اپنے اہل وعیال کے لیے تھا۔ اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ اپنے اہل وعیال کے لیے ایک سال کے رزق کو ذخیرہ کرنا اور جمع کرنا جائز ہے، اور یہ ذخیرہ اندوزی نہیں ہے۔

جب پورے سال کے لیے گھر میں طعام کا ذخیرہ ہوتا تھا تو اس میں سے آپ ضرورت مندوں پر خرچ بھی کرتے رہتے تھے اور بعض اوقات اتنا خرچ ہو جاتا تھا کہ آپ کے اہل وعیال کے لیے کچھ بھی باقی نہ بچتا تھا، اسی وجہ سے حدیث میں ہے:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا وصال ہو گیا اور آپ کی زرہ تیس صاع جو کے عوض ایک یہودی کے پاس رہن رکھی ہوئی تھی۔

(صحیح البخاری رقم الحدیث: ۲۹۱۶، سنن النسائی رقم الحدیث: ۴۶۰۹، سنن ابن ماجہ رقم الحدیث: ۲۴۳۶، ایک صاع قریباً چار کلو گرام ہوتا ہے)

......مسکرانا ترک نہ کریں......

فہرست

صلی اللہ علی حبیبہ محمد والہ وسلم

آپ ﷺ مسکرایا کرتے:

حضرت عبداللہ بن حارث بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے زیادہ کسی کو مسکراتے ہوئے نہیں دیکھا۔

(جامع الترمذی رقم الحدیث ۳۶۴۱، مسند احمد ج۴ ص ۱۹۱، ۱۹۰، شرح السنہ رقم الحدیث ۳۵۹۲)

حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں جب میں اسلام لایا ہوں حضور ﷺ مجھ سے اوجھل نہیں ہوتے اور آپ جب بھی مجھے دیکھتے ہیں ہنستے ہیں۔

(صحیح البخاری رقم الحدیث ۳۰۳۶، ۳۰۳۵ صحیح مسلم رقم الحدیث ۲۴۷۵ جامع الترمذی رقم الحدیث ۳۸۲۰)

آپ ﷺ یوں مسکراتے تھے:

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو کبھی اس طرح ہنستے ہوئے نہیں دیکھا کہ آپ کے منہ مبارک کا اندرونی حصہ حلق تک نظر آئے، آپ صرف مسکرایا کرتے تھے (اکثر اوقات)۔

(صحیح البخاری رقم الحدیث ۶۰۹۲، صحیح مسلم رقم الحدیث ۸۹۹ سنن ابی داؤد رقم الحدیث ۵۰۹۸)

میرے تو اور بھی گناہ ہیں:

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بے شک میں اس شخص کو ضرور جانتا ہوں جو گناہگار مسلمانوں میں سب سے پہلے جنت میں داخل ہوگا اور میں اس شخص کو ضرور جانتا ہوں جو سب سے آخر میں دوزخ سے نکالا جائے گا، ایک شخص کو قیامت کے دن لایا جائے گا اور کہا جائے گا اس کے سامنے اس کے چھوٹے چھوٹے گناہ پیش کرو اور اس سے اس کے بڑے بڑے گناہ چھپائے جائیں گے، اس سے کہا جائے گا: تو نے فلاں دن یہ کام کیا تھا وہ

اقرار کرے گا اور کسی گناہ کا انکار نہیں کرے گا اور اپنے بڑے بڑے گناہوں سے ڈر رہا ہوگا پھر کہا جائے گا اس کے ہر گناہ کے بدلے اس کو نیکی دیدو وہ کہے گا: میرے اربھی گناہ ہیں جن کو میں اس وقت یہاں نہیں دیکھ رہا حضرت ابوذر نے کہا پھر میں نے رسول اللہ ﷺ کو اس قدر ہنستے ہوئے دیکھا کہ آپ کی داڑھیں ظاہر ہوگئیں۔

(صحیح مسلم کتاب الایمان (۱۹۰) رقم الحدیث ۳۱۵، ۳۱۴، جامع الترمذی رقم الحدیث ۲۵۹۶، مسند احمد ج ۵ ص ۱۷۵، ۱۷۰)

تم مجھ سے فرشتے ہو کر مذاق کرتے ہو:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

میں اس شخص کو پہچانتا ہوں جس کو سب سے آخر میں دوزخ سے نکالا جائے گا، وہ پیٹ کے بل گھسٹتا ہوا دوزخ سے نکلے گا اسے سے کہا جائے گا: جنت میں داخل ہو جا، وہ جنت میں دداخل ہونے کے لئے جائیگا تو دیکھے گا کہ سب نے اپنے اپنے ٹھکانے بنا لئے ہیں اسے سے کہا جائے گا کیا تم کو وہ وقت یاد ہے جب تم دوزخ میں تھے، وہ کہے گا: جی ہاں! پھر اس سے کہا جائے گا ''تمنا کرو، تو وہ تمنا کرے گا'' پھر اس سے کہا جائے گا جو تم نے تمنا کی ہے وہ بھی اس سے دنیا کا دس گنا زیادہ لے لو، وہ کہے گا تم مجھ سے مذاق کر رہے ہو، حالانکہ تم فرشتے ہو۔ حضرت عبداللہ نے کہا کہ میں دیکھا کہ اس قدر ہنسے کہ آپ کی داڑھیں ظاہر ہوگئیں۔

(صحیح البخاری رقم الحدیث ۶۵۷۱، ۷۵۱۱، صحیح مسلم کتاب الایمان (۱۸۶) رقم الحدیث ۳۰۹، ۳۰۸ جامع الترمذی رقم الحدیث ۲۵۹۵ سنن ابن ماجہ ۴۳۳۹)

حضرت علی رضی اللہ عنہ ہنسے:

علی بن ربیعہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں اس موقعے پر حاضر تھا جب حضرت علی رضی اللہ عنہ کے سوار ہونے کے لئے ان کے پاس سواری لائی گئی جب انہوں نے اپنا پیر رقاب میں رکھا تو کہا بسم اللہ جل جلالہ اور جب سواری کی پشت پت سیدھے ہو کر بیٹھ گئے تو کہا الحمد للہ پھر کہا ''سبحان الذی

سخرلنا هٰذا وما کنا له مقرنین وانا الی ربنا لمنقلبون'' پھر تین دفعہ کہا: الحمدللہ اور تین دفعہ کہا: ''اللہ اکبر سبحانك انی ظلمت نفسی فاغفرلی فانہ لا یغفر الذنوب الا انت'' پھر ہنسے میں نے ان سے پوچھا: اے امیر المؤمنین! آپ کس وجہ سے ہنسے ہیں؟ انہوں نے کہا میں نے رسول اللہ ﷺ کو اس طرح کرتے ہوئے دیکھا ہے جس طرح میں نے کیا ہے، پھر آپ ہنسے، میں نے پوچھا: یارسول اللہ ﷺ! آپ کس وجہ سے ہنسے ہیں آپ نے فرمایا: بے شک تمہارا رب اپنے بندے سے اس وقت خوش ہوتا ہے جب وہ دعا کرتا ہے ''رب اغفرلی ذنوبي'' اے میرے گناہ بخش دے کیونکہ بندے کو یقین ہوتا ہے کہ اس کے سوا اور کوئی اس کے گناہوں کو نہیں بخشے گا۔

(سنن ابی داؤد رقم الحدیث: ۲۶۰۲، جامع الترمذی رقم الحدیث: ۳۴۴۶ مسند احمد اص ۹۷)

اونٹ نہیں اونٹنی کا بچہ:

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ سے سواری مانگی آپ نے فرمایا: میں تمہیں اونٹ کے بچے پر سوار کروں گا، اس نے کہا: میں اونٹنی کے بچے کا کیا کروں گا؟

آپ نے ارشاد فرمایا: اونٹ کو اونٹنی ہی جنتی ہے۔

(مشکوۃ باب المزاح الفصل الثانی بحوالہ جامع الترمذی وسنن ابی داؤد)

بوڑھی عورتیں جنت میں نہیں جائیں گی:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ایک بوڑھی عورت سے فرمایا: کوئی بوڑھی عورت جنت میں نہیں جائے گی، اس نے عرض کی: یہ کس لئے؟ جب کہ وہ تو قرآن مجید پڑھتی ہے، فرمایا تو کیا تم قرآن مجید میں یہ نہیں پڑھتی!

''ہم نے ان عورتوں کو اچھی اٹھان اٹھایا تو انہیں کنواریاں بنایا''

یعنی آپ کے کہنے کا مطلب تھا: بوڑھی عورتیں جوان ہوکر جنت میں جائیں گی۔

(مشکوۃ باب المزاح الفصل الثانی بحوالہ رزین، شرح السنہ)

کیا پورا ہی اندر آجاؤں؟

حضرت عوف بن مالک اشجعی نے فرمایا: کہ غزوہ تبوک کے موقعے پر رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے جب کہ آپ چمڑے کے خیمے میں جلوہ افروز تھے، میں نے سلام عرض کیا تو آپ نے جواب دیتے ہوئے فرمایا: اندر آجاؤ میں نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ کیا پورا ہی اندر آجاؤں؟ فرمایا پورے ہی اندر آجاؤ تو میں اندر داخل ہوگیا۔ عثمان بن ابو عاتکہ نے کہا: انہوں نے پورا اندر داخل ہونے کی بات اس لئے کی تھی کہ خیمہ چھوٹا تھا۔

(مشکوۃ باب المزاح الفصل الثانی بحوالہ ابوداؤد)

......مہمان نوازی کریں......

فہرست

صلی اللہ علی حبیبہ محمد والہ وسلم

قرآن مجید میں مہمان نوازی کا ذکر:

حضرت ابراہیم علیہ السلام بہت مہمان نواز تھے۔اللہ تعالیٰ نے حضرت براہیم علیہ السلام کی مہمان نوازی کا ذکر کرتے ہوئے ارشادفرمایا:

﴿هَلْ اَتٰكَ حَدِیْثُ ضَیْفِ اِبْرٰهِیْمَ الْمُكْرَمِیْنَ ۘ اِذْ دَخَلُوْا عَلَیْهِ فَقَالُوْا سَلٰمًا قَالَ سَلٰمٌ قَوْمٌ مُّنْكَرُوْنَ ۚ فَرَاغَ اِلٰۤى اَهْلِهٖ فَجَآءَ بِعِجْلٍ سَمِیْنٍ ۙ فَقَرَّبَهٗۤ اِلَیْهِمْ قَالَ اَلَا تَاْكُلُوْنَ﴾ (التوبۃ:۲۴تا۲۷)

ترجمہ:(اے محبوب ﷺ) کیا آپ کے پاس حضرت ابراہیم علیہ السلام کے معزز مہمان کی خبرآئی ؟جب وہ ان کے پاس آکر بولے کہ ''سلام''،تو ابراہیم علیہ السلام نے کہا''سلام''(ابراہیم علیہ السلام نے دل میں کہا) یہ تو ناشناس لوگ ہیں پھرابراہیم علیہ السلام گھر گئے اورایک فربہ(بھنا ہوا) بچھڑا لے آئے۔مہمانوں کے پاس رکھا تو کہاتم کھاتے کیوں نہیں؟

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم علیہ السلام نے فرمایا:

جوشخص اللہ اورقیامت کے دن پرایمان رکھتاہے اسے مہمان کی خاطرتواضع کرنی چاہیے کہ صلہ رحمی کرےاوراللہ تعالیٰ اورقیامت رکھنے والے کوچاہیے کہ اچھی بات کہے یاخاموش رہے۔

(مشکوۃ باب الضیافۃ الفصل الاول بحوالہ صحیح بخاری ومسلم)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایاجو اللہ جل جلالہ اورآخری دن پرایمان رکھتاہے وہ اپنے ہمسائے کوتکلیف نہ دے،جواللہ جل جلالہ اورآخری دن پرایمان رکھتاہے وہ اچھی بات کہے یاخاموش رہےایک روایت میں ہمسائے کی جگہ ہے کہ اللہ جل جلالہ اورآخری دن پر ایمان رکھتاہےوہ صلہ رحمی کرے۔

(مشکوۃ باب الضیافۃ الفصل الاول بحوالہ صحیح بخاری ومسلم)

جو اللہ ﷻ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہے وہ مہمان کی عزت کرے:

حضرت ابوشُریح رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میرے کانوں نے سنا اور میری آنکھوں نے دیکھا جب رسول اللہ ﷺ نے یہ فرمایا جو شخص اللہ ﷻ پر اور آخرت پر ایمان رکھتا ہو وہ مہمان کی عزت کرے اور اس کو جائزہ دے صحابہ رضی اللہ عنہم نے پوچھا یا رسول اللہ ﷻ جائزہ کیا ہے؟ فرمایا ایک اور ایک رات اس کی زیادہ خاطر اور مدارت کرے اور تین دن اس کی ضیافت کرے (کھانا کھلائے)اور اس سے زیادہ دن اس کی طرف سے صدقہ ہیں اور جو شخص اللہ ﷻ پر اور قیامت پر ایمان رکھتا ہو وہ اچھی بات کہے یا خاموش رہے۔(صحیح مسلم، کتاب اللقطہ ۱۴ رقم بلا تکرار ۱۷۲۶، سنن ابی داؤد رقم الحدیث ۳۷۴۸، جامع الترمذی رقم الحدیث ۱۹۶۸، ۱۹۶۷، سنن ابن ماجہ رقم الحدیث ۱۹۷۵)

حضرت ابوشُریح خُویلد بن عمرو خُزاعی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے رسول کریم ﷺ سے سنا آپ ﷺ فرماتے تھے: ''جو شخص اللہ تعالیٰ اور قیامت پر ایمان رکھتا ہو وہ مہمان کی اچھی طرح تواضع کرے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ (ﷺ) یہ کب تک ہے؟ فرمایا ایک دن اور ایک رات اور ضیافت تین دن تک ہے اور اس سے زائد صدقہ ہے''

(مشکوۃ، باب الضیافۃ الفصل الاول بحوالہ صحیح بخاری و مسلم)

قاضی عیاض بن موسی مالکی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں جائزہ کا مطلب ہے مہمان کو تحفہ وغیرہ پیش کرنا، ایک قول یہ ہے کہ تین دن مہمان کو کھانا کھلانے کے بعد اس کو روانہ کرے اور اس کے سفر کے لئے ایک دن ایک رات کا زادِ راہ پیش کرے، یہ جائزہ ہے، تین دن سے زیادہ ٹھہرنا اس لئے حرام ہے کہ میزبان اس کی ضیافت کے لئے کسی ناجائز ذریعہ کو تلاش نہ کرے یا تنگ آکر مہمان سے کوئی ناجائز بات نہ کرے ، ایک قول یہ ہے کہ مہمان کے لئے تین دن سے زیادہ قیام کرنا اس وقت حرام ہے جب اس کو یہ علم ہو کہ میزبان کے پاس تین دن سے اس کو کھلانے کے جائز وسائل نہیں ہیں اور اس کی وجہ سے میزبان کسی حرام کام میں مبتلا ہو جائے (تین دن سے زیادہ کی مہمان نوازی ضرورت مند پر صدقہ ہے اور جو غنی ہو اس کے لئے میزبان کی رضا اور خوشی کے بغیر مزید قیام کرنا حرام ہے)۔

(اکمال المعلم بفوائد مسلم ج ۶ ص ۲۲)

مہمان میزبان سے اپنا حق لے لے:

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں عرض گزار ہوا آپ ﷺ ہمیں بھیجتے ہیں تو ہم ایسی قوم کے پاس اترے ہیں کہ وہ ہماری ضیافت نہیں کرتے پس کیا حکم ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اگر تم ایسی قوم کے پاس اترو جو تمہارے لئے وہ چیز دینے کا حکم دے جو مہمان کے لائق ہے تو قبول کرلو اور اگر ایسا نہ کرے تو ان سے مہمان کا اتنا حق لے لو جو ان کے لئے مناسب ہوتا ہو۔ (مشکوۃ باب الضیافۃ الفصل الاول بحوالہ صحیح بخاری ومسلم)

حضرت مقدام بن معدی کرب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ فرماتے ہوئے سنا جو مسلمان کسی قوم کا مہمان ہوا اور صبح تک مہمانی سے محروم رہے تو ہر مسلمان پر اس کا حق ہے یہاں تک کہ وہ اپنی مہمانی اس کے مال اور زراعت سے حاصل کرے۔

(مشکوۃ باب الضیافۃ الفصل الثانی بحوالہ سنن الدارمی وابی داؤد)

ایک صحابی کی مہمان نوازی:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے دن یا رات میں باہر نکلے تو حضرت ابو بکر اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما بھی مل گئے فرمایا: ''تم دونوں کو اس وقت کس چیز نے تمہارے گھروں سے نکالا؟'' وہ عرض گزار ہوئے: بھوک نے، فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے مجھے بھی اسی چیز نے نکالا ہے جس نے تمہیں نکالا لہٰذا کھڑے رہو انصار سے ایک آدمی کے گھر تشریف لے گئے تو وہ گھر میں موجود نہ تھا جب اس کی بیوی نے دیکھا تو خوش آمدید اور مرحبا کہا، رسول اللہ ﷺ نے اس سے فرمایا: فلاں کہاں ہے؟ عرض گزار ہوئی کہ ہمارے لئے میٹھا پانی لیے گئے ہیں، جب انصاری صحابی آیا تو اس نے رسول اللہ ﷺ کو اور آپ ﷺ کے دونوں ساتھیوں سمیت دیکھا تو کہا ''سب تعریفیں اللہ جل جلالہ کے لئے ہیں کہ آج مجھ سے بڑھ کر عزت والے مہمان کسی کے پاس نہیں''۔ راوی کا بیان ہے کہ وہ گیا اور ان کے لئے ایک گچھا

لے کر حاضر ہوا جس میں کچی خشک اور تازہ کھجوریں تھیں عرض گزار ہوا کہ اس میں سے تناول فرمایئے پھر اس نے چھری پکڑی ،رسول اللہ ﷺ نے اس سے فرمایا کہ دودھ والے جانور سے بچنا(دودھ والے جانور کوذبح نہ کرنا)تواس نے ان کے لئے ذبح کیا۔

انہوں نے بکری کا گوشت اوراس گچھے سے کھجوریں کھائیں اور پانی پیا۔جب شکم سیر ہوکرلوٹ آئے تو رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابوبکراورحضرت عمر رضی اللہ عنہما سے فرمایا:قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہےتم سے قیامت کے روزان نعمتوں کے متعلق پوچھا جائے گاتمہیں بھوک نے اپنے گھروں سے نکالا اورتم واپس نہیں لوٹے کہ تمہیں نعمتیں مل گئیں۔

(مشکوۃ، باب الضیافۃ الفصل الاول،بحوالہ صحیح مسلم)

جومہمان نوازی نہ کرےاس کی بھی مہمان نوازی کرو:

ابوالاحوص جشمی ﷺ سے روایت ہے کہ ان کے والد ماجد نے فرمایامیں عرض گزار ہویارسول اللہ(ﷺ) کیاارشاد ہےاس بارے میں،میں جب بھی ایک آدمی کے پاس جاؤں تو نہ وہ میری مہمان نوازی کرےاورنہ ضیافت،پھراس کے بعد وہ میرے پاس آئے تو کیامیں اس کی مہمان نوازی کروں یابدلہ لوں؟فرمایا:اس کی مہمان نوازی کرو۔(مشکوۃ باب الضیافۃ الفصل الثانی بحوالہ جامع الترمذی)

کھانا کھلانے والے کی طرف بھلائی دوڑتی ہوئی آتی ہے:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشادفرمایا:

جس گھر میں کھانا کھلایا جائے بھلائی اس کی طرف کوہان کی طرف جانے والی چھری سے زیادہ تیزی کے سات دوڑتی ہے۔(مشکوۃ باب الضیافۃ الفصل الثالث بحوالہ ابن ماجہ)

اپنا کھانا پرہیز گاروں کوکھلاؤ:

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

مؤمن اورایمان کی مثال ایک گھوڑے جیسی ہے جواپنی رسی کے مطابق دوڑتا ہے پھراپنی

رسی کی طرف لوٹ آتا ہے، بے شک مومن جب بھول جائے تو اپنے ایمان کی طرف لوٹ آتا ہے لہٰذا تم اپنا کھانا پرہیزگاروں کو کھلاؤ اور ان لوگوں کو جو ایمان کے لحاظ سے معروف ہوں۔
(مشکوۃ باب الضیافۃ الفصل الثانی بحوالہ بیہقی)

نبی کریم ﷺ کا ثرید سے بھرا ٹب:

حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ کا ایک بہت بڑا ٹب تھا جس کو چار آدمی اٹھاتے تھے اور اس سے غرہ کہا جاتا تھا۔ چاشت کے وقت جب آپ ﷺ نماز چاشت ادا کر لیتے تو اس ٹب کو لایا جاتا جس میں ثرید بنایا ہوتا تھا، سب اس کے گرد جمع ہو جاتے، جب لوگ زیادہ ہوتے تو رسول اللہ ﷺ دوزانو بیٹھتے ایک اعرابی نے کہا: یہ کیسا بیٹھنا ہے؟ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھے متواضع یعنی عاجز بندہ بنایا ہے، مجھے متکبر و سرکش نہیں بنایا پھر فرمایا: اس کے کناروں سے کھاؤ اور اس کی بلندی کو چھوڑ دو کیونکہ اس میں برکت ہوتی ہے۔ (مشکوۃ باب الضیافۃ الفصل الثانی بحوالہ ابوداؤد)

مل کر کھانے سے برکت دی جاتی ہے:

وحشی بن حرب رضی اللہ عنہ اپنے والد ماجد سے اور وہ ان کے جد امجد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ رضی اللہ عنہ کے اصحاب عرض گزار ہوئے: یا رسول اللہ (رضی اللہ عنہ)! ہم کھاتے ہیں اور سیر نہیں ہوتے؟ فرمایا: شاید تم الگ الگ کھاتے ہو؟ عرض کی: جی ہاں، فرمایا: اپنے کھانے پر اکٹھے ہو جایا کرو اور اللہ جل جلالہ کا نام لیا کرو، تمہیں برکت دی جائیگی۔ (مشکوۃ باب الضیافۃ الفصل الثانی بحوالہ ابوداؤد)

مل کر کھاتے ہوئے ایک ساتھ کھانا بند کریں:

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

جب دسترخواں بچھا دیا جائے دسترخوان اٹھانے تک کوئی آدمی کھڑا نہ ہو اور نہ اپنا ہاتھ اٹھائے اگرچہ شکم سیر ہو گیا ہو یہاں تک کہ سب فارغ نہ ہو جائیں یا عذر بیان کر دیں ورنہ اس

کا ساتھی شرمسار ہوگا اور اپنا ہاتھ روک لے گا اور ہوسکتا ہے اسے ابھی کھانے کی ضرورت ہو۔

حضرت جعفر بن محمد ﷺ سے روایت ہے کہ ان کے والد ماجد رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

رسول اللہ رضی اللہ عنہ جب لوگوں کے ساتھ کھانا کھاتے تو ان سے آخر میں کھانا بند کرتے۔

(مشکوۃ باب الضیافۃ الفصل الثالث بحوالہ ابن ماجہ وبیہقی فی شعب الایمان)

بھوک اور جھوٹ کو جمع نہ کرو:

حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا نے بیان فرمایا کہ نبی کریم ﷺ کے حضور کھانا پیش کیا گیا آپ ﷺ نے ہمارے سامنے رکھ دیا ہم عرج گزار ہوئے کہ ہمیں تو خواہش نہیں آپ نے فرمایا: بھوک اور جھوٹ کو جمع نہ کرو۔

(مشکوۃ باب الضیافۃ الفصل الثانی بحوالہ ابن ماجہ وبیہقی فی شعب الایمان)

مہمان کو چھوڑنے دروازے تک جاؤ:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا:

''سنت یہ ہے کہ آدمی اپنے مہمان کے ساتھ گھر کے دروزے تک جائے''۔

(مشکوۃ باب الضیافۃ الفصل الثالث بحوالہ ابن ماجہ)

مہمان میزبان کو گناہ میں مبتلا نہ کرے:

حضرت ابوشُریح الخزاعی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مہمان نوازی تین دن ہے، اور جائزہ ایک خاطر و مدارت ایک دن ہے اور کسی مسلمان کے لئے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ اپنے بھائی کے پاس اتنے دن قیام کرے اور اس کو گناہ مبتلا کرے ۔صحابہ نے پوچھا: یارسول اللہ (ﷺ)! وہ اس کو گناہ میں کیسے مبتلا کرے گا؟ فرمایا: وہ اس کے پاس ایسی حالت میں قیام کرے کہ اس کے پاس اس کی مہمان نوازی کے لئے کچھ نہ ہو۔

(صحیح مسلم رقم الحدیث: ۱۵، ۱۷۲۶، ۴۴۳۵)

......نماز قائم کریں......

فہرست

صلی اللہ علی حبیبہ محمد والہ وسلم

قرآن مجید میں نماز قائم کرنے کا حکم:

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا:

اَقِیۡمُوا الصَّلٰوۃَ ''نماز قائم کرو۔''

اللہ تعالیٰ نے اپنے پاک کلام میں سینکڑوں بار نماز کو قائم کرنے کا حکم فرمایا ہے اور نماز کو قائم کرنے کا مطلب یہ ہے کہ نماز کو پورے آداب اور شرائط کے ساتھ پابندی سے ادا کیا جائے۔ نماز ادا کرنے کی کچھ شرائط ہیں۔ حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

1۔ ظاہر کی طہارت یہ ہے کہ جسم نجاست سے پاک ہو اور باطن کی طہارت یہ ہے کہ دل خواہشات نفس سے پاک ہوجائے۔ 2۔ ظاہر میں لباس نجاست سے پاک ہو اور باطن مال حرام سے پاک ہو۔ 3۔ نماز کی جگہ ظاہر میں گندگی سے پاک ہو اور باطن گناہ سے پاک ہو۔ 4۔ ظاہر کا رخ خانہ کعبہ کی طرف ہو اور باطن عرش اعظم یعنی اللہ تعالیٰ کے جلووں میں گم ہو۔ 5۔ نیت پاک توجہ کے ساتھ ہو۔

پانچ بار غسل کرنے سے کیا جسم پر کوئی میل رہے گا؟

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ علیہ السلام کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ یہ بتاؤ اگر تم میں سے کسی شخص کے دروازے پر ایک دریا ہو، جس میں وہ ہر روز دن میں پانچ مرتبہ غسل کرتا ہو تو تم کیا کہتے ہو، کیا اس کے بدن پر میل باقی رہے گا؟ صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا: اس کے بدن پر میل باقی نہیں رہے گا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا:

پانچ نمازوں کی ایسی ہی مثال ہے، اللہ تعالیٰ ان کی وجہ سے اس کے گناہوں کو مٹا دے گا۔

(صحیح البخاری رقم الحدیث:۵۲۸، صحیح مسلم رقم الحدیث:۶۶۷، جامع الترمذی رقم الحدیث:۲۸۶۸، سنن النسائی رقم الحدیث:۴۶۱)

شیطان تین گر ہیں لگا تا ہے:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

تم میں جب کوئی شخص سوتا ہے تو شیطان اس کی گدی پر تین گر ہیں لگا دیتا ہے، اور ہر گرہ میں یہ باندھتا ہے کہ تمہاری رات بہت لمبی ہے سو جاؤ، اگر وہ بیدار ہوا اور اللہ جل جلالہ کا ذکر کرے تو ایک گرہ کھل جاتی ہے۔ پھر اگر وضو کرے تو دوسری گرہ بھی کھل جاتی ہے اور اگر نماز پڑھ لے تو تیسری گرہ بھی کھل جاتی ہے۔، پھر وہ تر و تازگی اور پاکیزگی کے ساتھ صبح کرتا ہے ورنہ نحوست اور سستی کے ساتھ صبح کرتا ہے۔

(صحیح البخاری رقم الحدیث: ۱۱۴۲، صحیح مسلم رقم الحدیث: ۷۷۶، سنن ابوداؤد رقم الحدیث: ۱۳۰۶، سنن النسائی رقم الحدیث: ۱۶۰۶)

نماز پڑھنے سے گناہ معاف ہو جاتے ہیں:

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

﴿ اِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّئَاتِ ﴾ (ھود: ۱۱۴)

بیشک نیکیاں گناہوں کو مٹا دیتی ہیں۔

حضرت ابن عباس، محمد بن کعب قرظی، مجاہد، حسن، ضحاک، حضرت عبداللہ بن مسعود، حضرت سلمان فارسی اور مسروق رضی اللہ عنہم نے کہا:

ان نیکیوں سے مراد پانچ نمازیں ہیں، یہ پانچ نمازیں گناہوں کو اس طرح مٹا دیتی ہیں جس طرح سے پانی میل کو مٹا دیتا ہے اور دھو ڈالتا ہے۔

(جامع البیان جز ۱۲، ص ۱۷۲۔ ۱۷۱)

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے غلام حمران بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو دیکھا، انہوں نے پانی کا ایک برتن منگایا پھر اس میں سے تین مرتبہ پانی انڈیل کر اپنے ہاتھوں کو دھویا، پھر اپنا دایاں ہاتھ برتن میں ڈال کر پانی لیا اور کلی کی اور ناک میں پانی ڈالا

، پھر تین مرتبہ اپنے چہرے کو دھویا ، پھر تین مرتبہ اپنے ہاتھوں کو کہنیوں سمیت دھویا ، پھر اپنے سر کا مسح کیا، پھر تین مرتبہ اپنے پیروں کو ٹخنوں سمیت دھویا، پھر کہا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

جس نے میرے اس وضو کی مثل وضو کیا، پھر اس نے دو رکعت نماز پڑھی کہ اس نماز میں اس نے اپنے آپ سے باتیں نہیں کیں (دل میں از خود خیال آنا ممنوع نہیں ہے، ممنوع یہ ہے کہ انسان خود دنیاوی باتوں کو سوچنا اور ان میں غور وفکر کرنا شروع کر دے) تو اس کے تمام پچھلے گناہوں کو معاف کر دیا جائے گا۔

(صحیح البخاری رقم الحدیث: ۱۵۹، صحیح مسلم رقم الحدیث: ۲۲۶، سنن ابوداؤد رقم الحدیث: ۱۰۶، سنن النسائی رقم الحدیث: ۸۴)

حضرت ابو یُسر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میرے پاس ایک عورت کھجوریں خریدنے کے لیے آئی میں نے اس سے کہا اس سے زیادہ اچھی کھجوریں میرے گھر میں ہیں، پھر میں نے اس سے نفسانی خواہش کا ارادہ کیا اور اس کا بوسہ لے لیا، پھر میں نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے اس واقعہ کا ذکر کیا، انہوں نے فرمایا تم اپنے اوپر پردہ رکھو، اللہ جل جلالہ سے توبہ کرو اور کسی سے یہ واقعہ بیان نہیں کرنا، لیکن مجھ سے صبر نہ ہوسکا، میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے اس واقعہ کا ذکر کیا، انہوں نے (بھی) کہا اپنا پردہ رکھو، توبہ کرو کسی کو نہ بتاؤ، مجھ سے پھر صبر نہ ہوسکا، میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ کو اس واقعہ کی خبر دی۔ آپ نے پوچھا کیا تم نے اللہ جل جلالہ کی راہ میں جہاد کرنے والے کسی غازی کے گھر والوں کی اس کی غیر موجودگی میں خبر گیری کی ہے؟ میں نے کہا نہیں! (امام ابن جریر کی روایت میں ہے پھر پوچھا کیا تم نے کسی غازی کو جہاد کا سامان مہیا کیا ہے؟ میں نے کہا نہیں!) حتی کہ میں نے یہ تمنا کی کہ کاش میں اس وقت اسلام لایا ہوتا (یہ گناہ کرنے کے بعد) اور میں نے یہ گمان کر لیا کہ میں دوزخیوں میں سے ہوں۔ راوی نے کہا رسول اللہ ﷺ بڑی دیر تک سر جھکائے بیٹھے رہے حتی کہ اللہ تعالیٰ نے آپ پر اس آیت کی وحی نازل فرمائی: ''اور

صبح شام نماز قائم کریں اور (ابتدائی) رات کے کچھ حصوں میں، بے شک نیکیاں گناہوں کو ختم کر دیتی ہیں، یہ نصیحت قبول کرنے والوں کے لئے نصیحت ہے۔'' (ھود:۱۱۴)

حضرت ابو یسر رضی اللہ عنہ نے کہا پھر رسول اللہ ﷺ نے مجھ پر اس آیت کی تلاوت فرمائی۔ (یعنی آپ ﷺ نے نماز پڑھنے کا حکم دیا) آپ ﷺ کے اصحاب رضی اللہ عنہم نے پوچھا یا رسول اللہ (ﷺ)! یہ آیت اس کے ساتھ خاص ہے یا تمام لوگوں کے لیے عام ہے؟ آپ نے فرمایا کہ تمام لوگوں کے لیے عام ہے۔

(جامع الترمذی رقم الحدیث:۳۱۱۵، المعجم الکبیر ج ۹، رقم الحدیث:۳۷۱، جامع البیان رقم الحدیث:۱۴۳۸۰)

یہاں حضرت ابو یُسر رضی اللہ عنہ کا اپنی غلطی پر شدید احساس ندامت قابل تقلید ہے۔ اپنے آپ کو گناہوں کی آلودگی سے پاک کرنے کی سچی اور انتہائی مخلصانہ کوشش ان کے تقویٰ اور پرہیزگاری کے عظیم معیار کا پتہ دے رہی ہے۔ اس جگہ اگر شیطان یہ وسوسہ پیدا کرے کہ کیا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی اس قسم کے فحش کام کرتے تھے؟ تو اس کا جواب یہ ہے، کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی خطائیں تکمیلِ دین کا ذریعہ تھیں، جس صحابی رضی اللہ عنہ سے یہ لغزش ہوئی، ان کی اس لغزش کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے سورۂ ھود (آیت:۱۱۴) نازل فرمائی اور قیامت تک کی امت کے لیے یہ رحمت عام ہوئی کہ نیکیاں گناہوں کے مٹنے کا ذریعہ بن گئیں۔

آدھی رات کے قیام کا ثواب:

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے:

جس شخص نے عشاء کی نماز جماعت کے ساتھ پڑھی اس نے گویا آدھی رات تک قیام کیا اور جس نے صبح کی نماز جماعت کے ساتھ پڑھی اس نے گویا ساری رات قیام کیا۔

(صحیح مسلم رقم الحدیث:۶۵۶، سنن ابوداؤد رقم الحدیث:۵۵۵، جامع الترمذی رقم الحدیث:۲۲۱)

سمندر کی جھاگ کے برابر گناہوں کی بخشش:

محمد بن عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما کو مغرب کے بعد چھ رکعات نماز پڑھتے ہوئے دیکھا، اور انہوں نے کہا میرے حبیب رسول اللہ ﷺ مغرب کے بعد چھ رکعات پڑھتے تھے۔ اور آپ ﷺ نے فرمایا جس نے مغرب کے بعد چھ رکعات پڑھیں اس کے گناہ بخش دیئے جائیں گے خواہ اس کے گناہ سمندر کے جھاگ کے برابر ہوں۔

(المعجم الاوسط رقم الحدیث: ۸۳۳، المعجم الصغیر رقم الحدیث: ۹۰۰)

فرشتوں کی نمازوں پر گواہی:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

تم میں فرشتوں کی جماعتیں صبح و شام آتی ہیں اور نماز فجر و عصر میں اکٹھی ہوتی ہیں (صبح کی جماعت شام کو اور شام کی جماعت صبح کو واپس جاتی ہے) جب پہلی (صبح والی) جماعت واپس جاتی ہے تو رب تعالیٰ عالم الغیب ہونے کے باوجود دریافت فرماتا ہے: تم میرے بندے کو کس حال میں چھوڑ آئے ہو؟ فرشتے عرض کرتے ہیں کہ جب ہم پہنچے تو وہ مصروف نماز تھے اور اب جب آئے ہیں تو بھی مصروف نماز تھے۔

(مشکوٰۃ المصابیح بحوالہ بخاری و مسلم)

اذان اور اول صف کا اجر:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اگر لوگوں کو یہ معلوم ہو جائے کہ اذان اور صف اول میں کتنا اجر ہے اور انہیں اس کا موقع نہ ملے تو اس کا اجر حاصل کرنے کے لیے قرعہ اندازی کریں اور اگر ان کو نماز ظہر کی حاضری کا اجر معلوم ہو جائے تو اس کی طرف پہل کرنے کی کوشش کریں۔ اسی طرح

انہیں نماز فجر اور عشاء کا اجر معلوم ہو جائے تو چاہے پیٹھ کے بل گھسٹ کر آنا پڑے ضرور حاضر ہوں۔ (مشکوٰۃ المصابیح بحوالہ بخاری ومسلم)

فجر اور عشاء منافقوں پر بھاری ہے:

حضرت ابو ہریرہ ؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

منافقین پر کوئی نماز فجر اور عشاء سے زیادہ بھاری نہیں مگر انہیں اس کا اجر معلوم ہو جائے تو ضرور حاضر ہوں اگر چہ پیٹھ کے بل گھسٹ کر ہی کیوں نہ ہو۔

(مشکوٰۃ المصابیح بحوالہ بخاری ومسلم)

جو فجر کے لئے نکلا:

حضرت سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے سنا حضور علیہ السلام نے فرمایا:

جو نماز فجر کے لیے نکلا وہ ایمان کے جھنڈے کو لے کر نکلا۔ لیکن جو بازار کی طرف چلا وہ شیطانی جھنڈا لے کر نکلا۔ (فجر کو چھوڑ کر) (مشکوٰۃ المصابیح بحوالہ بخاری ومسلم)

حفاظت نماز کی تاکید:

حضرت ابو ایوب ؓ روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے نبی ﷺ کے پاس آکر عرض کیا مجھے کوئی ایسا عمل بتایئے جو مجھے جنت کے قریب اور دوزخ سے دور کر دے، آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا:

اللہ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو، نماز قائم کرو اور زکوۃ ادا کرو اور رشتہ داروں سے نیک سلوک کرو، جب وہ شخص چلا گیا تو آپ نے فرمایا اگر اس شخص نے اس پر عمل کیا تو جنت میں داخل ہو جائے گا۔

(الدر المنثور ج ا ص ۲۹۸۔۲۹۴ بحوالہ صحیح بخاری ومسلم، سنن النسائی)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اللہ تعالیٰ نے دین کی جس چیز کو سب سے پہلے لوگوں پر فرض کیا وہ نماز ہے، اور جو چیز سب سے آخر میں رہے گی وہ نماز ہے، اور سب سے پہلے جس چیز کا حساب لیا جائے گا وہ نماز ہے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا میرے بندوں کی نمازوں کو دیکھو اگر وہ مکمل ہوں تو مکمل لکھ دی جائیں گی، اور اگر وہ ناقص ہوں تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا دیکھو کیا اس کے نوافل ہیں؟ اگر نوافل ہوں گے تو فرائض کی کمی نوافل سے پوری کردی جائے گی۔ پھر فرمائے گا: دیکھو! اس کی زکوٰۃ پوری ہے؟ اگر زکوٰۃ پوری ہوئی تو پوری لکھ دی جائے گی اور اگر ناقص ہوئی تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا: دیکھو! اس نے کوئی صدقہ کیا ہے؟ اگر اس نے صدقہ کیا ہوگا تو اس صدقہ سے اس کی زکوٰۃ پوری کردی جائے گی۔ (مسند ابویعلی بحوالہ الدر المنثور ج ا ص ۲۹۸۔۲۹۴)

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

قیامت کے دن جس چیز کا سب سے پہلے بندے سے حساب لیا جائے گا وہ نماز ہے، اگر نماز درست ہوئی تو باقی عمل بھی درست ہوں گے اور اگر نماز فاسد ہو تو باقی عمل بھی فاسد ہوں گے۔ (امام طبرانی بحوالہ الدر المنثور ج ا ص ۲۹۸۔۲۹۴)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا:

جو شخص امانت دار نہ ہو اس کا کوئی ایمان نہیں، جس کا وضو نہ ہو اس کی کوئی نماز نہیں اور جس کی نماز نہ ہو اس کا کوئی دین نہیں، دین میں نماز ایسی ہے جیسے جسم میں سر ہے۔

(امام طبرانی بحوالہ الدر المنثور ج ا ص ۲۹۸۔۲۹۴)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

جس کی نماز نہ ہو اس کا اسلام میں کوئی حصہ نہیں۔

(مسند بزار بحوالہ الدر المنثور ج ا ص ۲۹۸۔۲۹۴)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

قیامت کے دن جو شخص پانچ نمازیں لے کر آیا جن کے وضو، ان کے اوقات اور ان کے رکوع اور سجود کی اس نے حفاظت کی ہوئی ہو، (سنت کے مطابق وضو کیا ہو، وقت پر نماز پڑھی ہو اور رکوع، سجود ارکان نماز کو صحیح طریقے سے سنت کے مطابق ادا کیا ہو) اس شخص کے ساتھ اللہ ﷻ کا عہد ہے کہ وہ اس کو عذاب نہیں دے گا، اور جس نے ان میں سے کسی چیز میں کمی کی اس کے ساتھ اللہ کا کوئی عہد نہیں ہے۔ اگر اللہ ﷻ چاہے تو اس پر رحم فرمائے اور چاہے تو اس کو عذاب دے۔

(امام طبرانی بحوالہ الدر المنثور ج ا ص ۲۹۸۔۲۹۴)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

جس نے تین چیزوں کی حفاظت کی وہ یقیناً (اللہ ﷻ کا) ولی ہے اور جس نے ان کو ضائع کیا وہ یقیناً (اللہ ﷻ کا) دشمن ہے، نماز، روزہ اور جنابت۔

(امام طبرانی بحوالہ الدر المنثور ج ا ص ۲۹۸۔۲۹۴)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

جس شخص نے اپنے وقت میں نماز پڑھی اور اس کے لیے مکمل وضو کیا اور نماز کے قیام، خشوع، رکوع اور سجود کو پوری طرح ادا کیا تو وہ نماز سفید اور نماز روشن ہوگی اور اس شخص سے کہے گی اللہ ﷻ تیری بھی اس طرح حفاظت کرے جس طرح تو نے میری حفاظت کی ہے، اور جس نے وقت نکلنے کے بعد نماز پڑھی، اس کے لیے مکمل وضو نہیں کیا اور نہ اس کے خشوع، رکوع اور سجود کو پوری طرح ادا کیا تو وہ نماز سیاہ اندھیری ہوگی اور کہے گی اللہ ﷻ تجھے بھی اس طرح ضائع کرے جس طرح تو نے مجھے ضائع کیا ہے حتیٰ کہ جب اللہ ﷻ چاہے گا اس نماز کو پرانے کپڑے میں لپیٹ کر اس شخص کے منہ پر مار دے گا۔

(امام طبرانی بحوالہ الدر المنثور ج ا ص ۲۹۸۔۲۹۴)

حضرت کعب بن عجرہ ﷺ روایت کرتے ہیں کہ ایک دن ہم ظہر کی نماز کے انتظار میں بیٹھے ہوئے تھے کہ رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور فرمایا: کیا تمہیں معلوم ہے کہ تمہارے رب ﷻ نے کیا فرمایا ہے؟ ہم نے کہا نہیں! آپ ﷺ نے فرمایا:

تمہارا رب ﷻ یہ فرماتا ہے کہ جس شخص نے نماز اپنے وقت میں پڑھی، اس کی حفاظت کی اور اس کے حق کو معمولی سمجھ کر ضائع نہ کیا اس کے ساتھ میرا یہ وعدہ ہے کہ میں اس کو جنت میں داخل کروں گا، اور جس شخص نے نماز اپنے وقت میں نہیں پڑھی۔ اس کی حفاظت نہیں کی، اور اس کے حق کو معمولی جان کر ضائع کیا، اس کے ساتھ میرا کوئی وعدہ نہیں ہے، اگر میں چاہوں تو اس کو عذاب دوں اور اگر میں چاہوں تو اس کو معاف کر دوں۔

(امام احمد، امام طبرانی، امام ابن مردویہ بحوالہ الدر المنثو رج اص ۲۹۸۔۲۹۴)

حضرت جابر بن عبداللہ ﷺ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

جنت کی چابی نماز ہے۔

(الدر المنثو رج اص ۲۹۸۔۲۹۴ بحوالہ سنن الدارمی)

حضرت مولا علی ﷺ روایت کرتے ہیں کہ نماز دین کا ستون ہے۔

(امام دیلمی بحوالہ الدر المنثو رج اص ۲۹۸۔۲۹۴)

حضرت عمر ﷺ نے روایت کیا ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا: یارسول اللہ (ﷺ)! کون سی چیز دین میں سب سے زیادہ محبوب ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا:
نماز کو اپنے وقت میں پڑھنا، جس شخص نے نماز کو چھوڑ دیا اس کا کوئی دین نہیں۔ نماز دین کا ستون ہے۔

(شعب الایمان بحوالہ الدر المنثو رج اص ۲۹۸۔۲۹۴)

نماز کو باجماعت ادا کریں:

حضرت ابن مسعود ﷺ سے روایت کرتے ہیں جس شخص کو اس سے خوشی ہو کہ وہ

کل اللہ تعالیٰ سے مسلمان ہونے کی حالت میں ملاقات کرے، اسے چاہیے کہ جب ان نمازوں کی اذان ہوتو وہ ان کی حفاظت کرے۔امام ابوداؤ دعلیہ الرحمۃ کی روایت یہ ہے کہ جب اذان ہوتو پانچوں نمازوں کی حفاظت کرو، کیونکہ جماعت سنت ہے اور اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کی سنت کوشریعت بنادیا ہے، اور ہمارے زمانے میں منافق کے سوا اور کوئی جماعت کونہیں چھوڑتا تھا۔ہم نے دیکھا ہے کہ ایک آدمی دوآدمیوں کے سہارے سے چل کرصف میں جاکرکھڑا ہوتا تھا۔ ہرشخص کے لیےاس کے گھر میں نماز کی جگہ ہوتی ہے اور اگرتم نے اپنے گھروں میں نماز پڑھی اوراپنی مسجدوں کوچھوڑ دیاتوتم اپنی نبی کی سنت کو ترک کروگے اور اگرتم نے اپنے نبی ﷺ کی سنت کو(کم درجہ جانتے ہوئے یااہانت کرتے ہوئے) چھوڑ دیاتوتم کافرہوجاؤگے۔

(الدرالمنثور رج ا ص ۲۹۸۔۲۹۴ بحوالہ صحیح مسلم، سنن ابوداؤد، سنن نسائی اور سنن ابن ماجہ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

قیامت کے دن بندے کے عمل سے جس چیز کا سب سے پہلے حساب لیا جائے گا وہ اس کی نماز ہے۔اگر وہ صحیح ہوئی تو وہ کامیاب اور کامران ہوگیا اور اگر وہ فاسد ہوئی تو وہ ناکام اور نامراد ہوگیا اور اگر اس کے فرض میں کچھ کمی ہوئی تو رب سبحانہ وتعالیٰ فرمائے گا، دیکھو میرے بندہ کا کوئی نفل ہے جس سے اس کا فرض پورا کیا جائے، پھر باقی اعمال کے ساتھ بھی یہی معاملہ ہوگا۔

(الدرالمنثور رج ا ص ۲۹۸۔۲۹۴ بحوالہ جامع ترمذی، سنن النسائی، سنن ابن ماجہ، المستدرک)

کسی کوبغیر تحقیق برا نہ کہیں:

حضرت ابوالطفیل عامر بن واثلہ رضی اللہ عنہ نے روایت کیا ہے کہ ایک شخص لوگوں کی ایک جماعت کے پاس سے گزرا اوران کوسلام کیا، لوگوں نے اس کے سلام کا جواب دیا، جب وہ گزرگیا تو ان میں سے ایک شخص نے کہا بخدا! میں اس شخص سے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے لیے

بغض رکھتا ہوں ،لوگوں نے کہا: تم نے بہت بری بات کی ہے۔اے فلاں شخص! جاؤ اس کو بلا کر لاؤ، وہ شخص اس کو بلا کر لے آیا، اور اس کو بتایا کہ اس کے متعلق کیا کہا گیا ہے۔ وہ شخص رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں گیا اور کہا یا رسول اللہ (ﷺ)! میں مسلمانوں کی ایک مجلس کے پاس سے گزرا میں نے ان کو سلام کیا اور انہوں نے میرے سلام کا جواب دیا۔ جب میں چلا گیا تو ایک شخص نے میرے متعلق کہا: میں اللہ ﷻ کے لیے اس شخص سے بغض رکھتا ہوں !یا رسول اللہ (ﷺ) ! اس شخص کو بلایئے اور اس سے بغض کی وجہ معلوم کیجئے۔رسول اللہ ﷺ نے اس شخص کو بلایا تو اس نے اعتراف کیا کہ اس نے یہ کہا تھا۔اس نے کہا یہ شخص میرا پڑوسی ہے بخدا! میں نے اس کو فرض نماز کے سوا اور کوئی نماز پڑھتے نہیں دیکھا جس کو ہر نیک اور بد پڑھتا ہے۔اس نے کہا: یا رسول اللہ (ﷺ)! اس سے پوچھئے کبھی میں نے نماز کو وقت سے موخر کر کے پڑھا یا اس کے وضو میں کوئی کمی کی، یا رکوع اور سجود میں کوئی کوتاہی کی؟ رسول اللہ ﷺ نے اس سے دریافت کیا تو اس نے کہا :نہیں۔ پھر اس نے کہا یا رسول اللہ (ﷺ) میں نے اس شخص کو رمضان کے سوا اور کوئی روزہ رکھتے نہیں دیکھا، جس مہینہ میں ہر نیک و بد روزہ رکھتا ہے، اس نے کہا: یا رسول اللہ (ﷺ) اس سے پوچھئے میں نے کبھی روزہ کے حق میں کوتاہی کی یا کمی کی؟ رسول اللہ ﷺ نے اس سے پوچھا تو اس نے کہا :نہیں۔ پھر اس نے کہا یا رسول اللہ (ﷺ)! میں نے زکوۃ کے سوا اس کو کبھی اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی راہ میں مال خرچ کرتے ہوئے نہیں دیکھا اور زکوۃ تو ہر نیک اور بد ادا کرتا ہے۔اس نے کہا: یا رسول اللہ (ﷺ) اس سے پوچھئے میں نے کبھی زکوٰۃ کی ادائیگی میں کوئی کوتاہی یا کمی کی۔اس نے کہا: نہیں۔آپ ﷺ نے (اعتراض کرنے والے سے) فرمایا: اٹھو! یہ تم سے بہتر ہے۔

(امام احمد، امام طبرانی بحوالہ الدر المنثور ج ا ص ۲۹۸۔۲۹۴)

نماز کو چھوڑنے والوں کے لئے وعیدیں:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان سے پوچھا گیا کہ اسلام کا کون سا درجہ افضل ہے؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا نماز اور جس نے نماز نہیں پڑھی اس کا کوئی دین نہیں، جس نے نماز کو ترک کیا اس نے کفر کیا۔

(امام طبرانی بحوالہ الدر المنثور ج ا ص ۲۹۸۔۲۹۴)

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ نے روایت کیا ہے کہ میرے محبوب رسول اللہ ﷺ نے مجھے سات چیزوں کی نصیحت فرمائی:

اللہ ذوالجلال والاکرام کے ساتھ بالکل شرک نہ کرو خواہ تمہارے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے جائیں، یا تم کو جلا دیا جائے یا تم کو سولی پر چڑھا دیا جائے، اور نماز کو عمداً (جان بوجھ کر) ترک نہ کرو کیونکہ جس نے عمداً (جان بوجھ کر) نماز کو ترک کیا وہ ملت اسلامیہ سے نکل گیا، اور گناہ نہ کرو، کیونکہ اس میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی ناراضگی ہے اور شراب نہ پیو کیونکہ یہ تمام برائیوں کی جڑ ہے۔

(امام طبرانی بحوالہ الدر المنثور ج ا ص ۲۹۸۔۲۹۴)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے روایت کیا کہ سیدنا محمد ﷺ کے اصحاب رضی اللہ عنہم نماز کے سوا اور کسی چیز کے ترک کو کفر نہیں کہتے تھے۔

(الدر المنثور ج ا ص ۲۹۸۔۲۹۴ بحوالہ جامع الترمذی، المستدرک)

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

کفر اور ایمان کے درمیان نماز ہے جس نے نماز کو ترک کیا اس نے شرک کیا۔

(امام طبرانی بحوالہ الدر المنثور ج ا ص ۲۹۸۔۲۹۴)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جب ان کی آنکھوں میں تکلیف ہو گئی تو ان سے کہا گیا کہ ہم آپ کا علاج کرتے ہیں آپ چند دن نماز چھوڑ دیں،

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا نہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

جس شخص نے نماز چھوڑ دی وہ اللہ عزوجل سے اس حال میں ملاقات کرے گا کہ اللہ عزوجل اس پر غضب ناک ہوگا۔ (امام بزار، امام طبرانی بحوالہ الدر المنثور ج اص ۲۹۸۔۲۹۴)

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

بارش کے دن جلدی نماز پڑھ لو، کیونکہ جس نے نماز کو ترک کیا اس نے کفر کیا۔

امام اصفہانی علیہ الرحمۃ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

جس نے عمداً (جان بوجھ کر) نماز کو ترک کیا اللہ عزوجل اس کے عمل کو ضائع کر دیتا ہے اور اس کا ذمہ اللہ عزوجل سے بری ہو جاتا ہے حتیٰ کہ وہ اللہ عزوجل سے توبہ کر لے۔

(امام ابن حبان، امام اصفہانی بحوالہ الدر المنثور ج اص ۲۹۸۔۲۹۴)

حضرت مولا علی رضی اللہ عنہ نے روایت کیا کہ جس نے نماز نہیں پڑھی وہ کافر ہے اور ایک روایت ہے کہ اس نے کفر کیا۔ امام مالک نے نافع سے روایت کیا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے عمال (گورنروں) کی طرف لکھا کہ میرے نزدیک تمہارے کاموں میں سب سے اہم کام نماز ہے۔ جس نے نماز کی حفاظت کی اس نے اپنے دین کی حفاظت کی اور جس نے نماز کو ضائع کیا وہ باقی دین کو زیادہ ضائع کرنے والا ہے۔

(امام ابن ابی شیبہ، مصنف، امام بخاری بحوالہ الدر المنثور ج اص ۲۹۸۔۲۹۴)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

جس نے بغیر عذر کے دو نمازوں کو جمع کیا اس نے گناہ کبیرہ کیا۔

(الدر المنثور ج اص ۲۹۸۔۲۹۴ بحوالہ جامع الترمذی، المستدرک)

حضرت نوفل بن معاویہ نے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

جس کی ایک نماز فوت ہوگئی گویا اس کے اہل اور مال ہلاک ہو گئے۔

(الدر المنثور ج اص ۲۹۸۔۲۹۴ بحوالہ امام نسائی، امام ابن حبان)

پانچوں نمازوں کے مستحب اوقات:

طلوع فجر کے بعد جب سفیدی ہو جائے تو فجر کا مستحب وقت ہوتا ہے، ظہر کی نماز کو گرمیوں میں ٹھنڈا کر کے اور ایک مثل سائے (جب چیزوں کا سایہ ایک گنا ہو جائے) تک مؤخر (لیٹ) کر کے پڑھنا مستحب ہے، عصر کی نماز کو مؤخر (لیٹ) کر کے سورج کے زرد ہونے سے پہلے پڑھنا مستحب ہے، مغرب کی نماز کو غروب آفتاب کے فوراً بعد پڑھنا مستحب ہے، اور عشاء کی نماز کو تہائی رات تک مؤخر (لیٹ) کر کے پڑھنا مستحب ہے۔

فجر کی نماز کا مستحب وقت:

حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

سفیدی پھیلنے کے بعد فجر کی نماز پڑھو اس میں زیادہ اجر ہے۔

(جامع ترمذی ص ۴۹ اور حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ ہم منہ اندھیرے نماز پڑھتے تھے، یہ عمل اس حدیث سے منسوخ ہے نیز یہ حدیث قولی ہے اور حضرت عائشہ کی حدیث فعلی ہے اور حدیث قولی حدیث فعلی پر راجح ہے۔)

اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ جب طلوع فجر کے بعد سفیدی ہو جائے تو اس وقت فجر کی نماز کا مستحب وقت ہوتا ہے۔

ظہر کی نماز کا مستحب وقت:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ علیہ السلام نے فرمایا:

جب گرمی شدید (سخت) ہو تو نماز کو ٹھنڈا کرو، کیونکہ گرمی کی شدت جہنم کے بھڑکنے سے ہوتی ہے۔ (جامع ترمذی ص ۵۰)

حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم علیہ السلام کا مؤذن ظہر کی اذان دینے لگا تو آپ نے فرمایا: ٹھنڈا کرو، ٹھنڈا کرو اور فرمایا گرمی کی شدت جہنم کے بھڑکنے سے ہوتی ہے۔ سو نماز کو ٹھنڈے وقت میں پڑھو، (حضرت ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں) حتی

کہ ہم نے ٹیلوں کا سایہ دیکھا۔ (صحیح بخاری ج۱ص۷۷۔۷۶)

ان احادیث مبارکہ سے **معلوم** ہوا کہ ظہر کا وقت دومثل سائے تک رہتا ہے (جب چیزوں کا سایہ دوگنا ہوجائے) اورایک مثل سائے سے ظہر کا وقت ختم نہیں ہوتا۔

عصر کا مستحب وقت:

حضرت انس ﷛ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

یہ منافق کی نماز ہے وہ سورج کو دیکھتا رہتا ہے، حتیٰ کہ جب سورج شیطان کے دو سینگوں کے درمیان ہوجاتا ہے (زرد ہوجاتا ہے) تو وہ کھڑا ہوکر چار ٹھونگیں مارلیتا ہے اوراللہ کا بہت کم ذکر کرتا ہے۔ (صحیح مسلم ج۱ص۲۲۵)

اس حدیث پاک سے **معلوم** ہوا کہ سورج کے زرد ہونے سے پہلے عصر کی نماز پڑھ لینی چاہئے۔

مغرب کا مستحب وقت:

امام ابوداؤد سجستانی علیہ الرحمۃ والرضوان روایت کرتے ہیں:

حضرت ابوایوب ﷛ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

جب تک میری امت مغرب کی نماز کو ستاروں کے نکلنے تک مؤخر (لیٹ) نہیں کرے گی وہ خیر پر رہے گی یا فرمایا نیکی پر رہے گی۔ (سنن ابوداؤد ج۱ص۶۰)

اس حدیث مبارک سے **معلوم** ہوا کہ مغرب کی نماز سورج غروب ہوتے ہی اول وقت میں پڑھنا مستحب (شریعت میں پسندیدہ) ہے۔

عشاء کا مستحب وقت:

حضرت ابوہریرہ ﷛ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اگر مجھے اپنی امت پر دشوار نہ ہوتا تو میں اس کو یہ حکم دیتا کہ وہ عشاء کی نماز کو تہائی

یا نصف رات تک مؤخر (لیٹ) کرے۔ (جامع الترمذی ص ۵۱)

اس حدیث مبارک سے معلوم ہوا کہ عشا کی نماز دیر سے پڑھنا مستحب (شریعت میں پسندیدہ) ہے۔

جن اوقات میں نبی کریم ﷺ نے نمازیں پڑھی ہیں، اور جن اوقات میں آپ نے نماز پڑھنے کی تلقین کی ہے اور ترغیب دی ہے ان ہی اوقات میں نماز پڑھنا مستحب (شریعت میں پسندیدہ) ہے۔

سجدہ کی فضیلت:

حضرت ابو ہریرہ ﷛ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بندہ اپنے رب کے سب سے زیادہ قریب اس وقت ہوتا ہے جب وہ سجدہ کر رہا ہو پس تم (سجدہ میں بہت دعا کیا کرو۔

(صحیح مسلم رقم الحدیث: ۴۸۲، سنن ابوداؤد رقم الحدیث: ۸۷۵، سنن النسائی رقم الحدیث: ۱۱۳۷)

حضرت ثوبان ﷛ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا مجھے وہ عمل بتائیے جس سے اللہ مجھے جنت میں داخل کر دے یا میں نے عرض کیا مجھے وہ عمل بتائیے جو اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ محبوب ہو۔ آپ خاموش رہے۔ میں نے پھر سوال کیا، آپ خاموش رہے۔ جب میں نے تیسری بار سوال کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا:

تم اللہ تعالیٰ کے لیے کثرت سے سجدے کیا کرو،، کیونکہ تم جب بھی اللہ کے لیے سجدہ کرو گے تو اللہ اس سجدہ کی وجہ سے تمہارا ایک درجہ بلند کرے گا اور تمہارا ایک گناہ مٹا دے گا۔

(صحیح مسلم رقم الحدیث: ۴۸۸، جامع الترمذی رقم الحدیث: ۳۸۹، ۳۸۸، سنن ابن ماجہ رقم الحدیث: سنن النسائی رقم الحدیث: ۱۱۳۸)

ربیعہ مانگو کیا مانگتے ہو؟

حضرت ربیعہ بن کعب اسلمی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں ایک رات رسول اللہ ﷺ کے پاس تھا، میں آپ کے وضو اور طہارت کے لیے پانی لایا۔ آپ علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا: مانگو!

میں نے عرض کیا: میں آپ سے جنت میں آپ کی رفاقت مانگتا ہوں۔

آپ علیہ السلام نے فرمایا: اس علاوہ بھی کچھ مانگنا چاہتے ہو؟

میں نے عرض کیا: یہ کافی ہے۔

آپ نے فرمایا: پھر کثرت سے سجدے کر کے اپنے نفس پر میری مدد کرو۔

(صحیح مسلم رقم الحدیث: ۴۸۹، سنن ابوداؤد رقم الحدیث: ۱۳۲۰ سنن النسائی رقم الحدیث: ۱۱۳۷)

انسان جب سجدہ کرتا ہے تو شیطان روتا ہے:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ علیہ السلام نے فرمایا: جب ابن آدم سجدہ تلاوت کی آیت تلاوت کر کے سجدہ کرتا ہے تو شیطان الگ جا کر روتا ہے اور کہتا ہے ہائے میرا عذاب! ابن آدم کو سجدہ کرنے کا حکم دیا گیا تو اس نے سجدہ کیا۔ تو اس کو تو جنت ملے گی، اور مجھے سجدہ کرنے کا حکم دیا گیا تو میں نے انکار کیا تو مجھے دوزخ ملے گی۔

(صحیح مسلم رقم الحدیث: ۸۱، سنن ابن ماجہ رقم الحدیث: ۶۱۰۵۲)

سجدے کے اعضا کو جلانا دوزخ پر حرام ہے:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ایک طویل حدیث مروی ہے اس میں ہے رسول اللہ علیہ السلام نے فرمایا:

اعضاء سجود کے جلانے کو اللہ تعالیٰ نے دوزخ پر حرام کر دیا ہے۔

(صحیح البخاری رقم الحدیث: ۸۰۶، صحیح مسلم رقم الحدیث: ۱۸۲، سنن النسائی رقم الحدیث: ۱۱۴۰)

سجدہ کرتے ہوئے بندے کو دیکھنا اللہ جل جلالہ کو محبوب ہے:

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
بندہ کا جو حال اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ محبوب ہے وہ یہ ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ بندے کو سجدہ کرتے ہوئے دیکھے اور اس کا چہرہ مٹی میں لتھڑا ہوا ہو۔

(المعجم الاوسط رقم الحدیث: ۶۰۷۲، ج ۷ص ۴۴)

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں افلح نامی ہمارا ایک غلام تھا، جب وہ سجدہ کرتا تو مٹی کو پھونک مار کر اڑاتا، آپ نے فرمایا:

اے افلح! اپنے چہرے کو خاک آلود کرو۔

(جامع الترمذی رقم الحدیث: ۳۸۱، مسند احمد ج ۶ص ۳۰۱)

مسجد بنانے کے فضائل:

جب لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کی مسجد (مسجد نبوی کو) از سر نو بنانے کے سلسلہ میں بہت اعتراض کیے تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

تم نے بہت اعتراض کیے ہیں اور میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جس شخص نے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی رضا کی طلب کے لیے مسجد بنائی اللہ سبحانہ وتعالیٰ اس کے لیے جنت میں گھر بنائے گا۔

(صحیح البخاری رقم الحدیث: ۴۵۰، صحیح مسلم رقم الحدیث: ۵۳۳، سنن ابن ماجہ رقم الحدیث: ۷۳۶، جامع الترمذی رقم الحدیث: ۳۱۸)

حضرت عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جس نے اس لیے مسجد بنائی تا کہ اس میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا ذکر کیا جائے اللہ سبحانہ وتعالیٰ اس کے لیے جنت میں گھر بنائے گا۔

(جامع الترمذی رقم الحدیث: ۱۶۳۵، سنن النسائی رقم الحدیث: ۶۳۵، مسند احمد ج ۴ص ۳۸۶)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
جو شخص صبح کو مسجد میں جائے یا شام کو مسجد میں جائے، اللہ تعالیٰ اس کے لیے ہر صبح

اور شام کو جنت سے مہمانی تیار کرتا ہے۔

(صحیح البخاری رقم الحدیث: ۶۶۲، صحیح مسلم رقم الحدیث: ۶۶۹)

جس کا دل مسجد میں لگا رہا اسے اللہ ﷻ اپنے سائے میں رکھے گا:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

سات آدمیوں کو اللہ تعالیٰ اس دن اپنے سایہ میں رکھے گا جس دن اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے سوا اور کسی کا سایہ نہیں ہوگا (۱) امام عادل، (۲) جو شخص اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی عبادت میں جوان ہوا، (۳) جس شخص کا دل مسجد سے نکلنے کے بعد بھی مسجد میں لگا رہا حتیٰ کہ وہ دوبارہ مسجد میں آیا، (۴) وہ دو آدمی جو اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی محبت میں جمع ہوئے اور اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی محبت میں الگ الگ ہوئے، (۵) جس شخص نے تنہائی میں بیٹھ کر اللہ سبحانہ و تعالیٰ کو یاد کیا اور اس کی آنکھوں نے آنسو بہائے، (۶) جس شخص کو خوبصورت عورت نے گناہ کی دعوت دی اور اس نے کہا میں اللہ سبحانہ و تعالیٰ سے ڈرتا ہوں، (۷) جس شخص نے چھپا کر صدقہ دیا حتیٰ کہ بائیں ہاتھ کو پتا نہ چلا کہ دائیں ہاتھ نے کیا دیا ہے۔

(صحیح البخاری رقم الحدیث: ۶۶۰، ۱۴۲۳، صحیح مسلم رقم الحدیث: ۱۰۳۱)

مسجد میں نماز پڑھنے کی فضیلت:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

انسان کو اپنے گھر میں نماز پڑھنے سے ایک نماز کا اجر ملتا ہے اور قبائل کی (جامع) مسجد میں نماز پڑھنے سے پچیس نمازوں کا اجر ملتا ہے اور میری مسجد (مسجد نبوی) میں نماز پڑھنے سے پچاس ہزار نمازوں کا اجر ملتا ہے اور مسجد حرام میں نماز پڑھنے سے ایک لاکھ نمازوں کا اجر ملتا ہے۔ (سنن ابن ماجہ رقم الحدیث: ۱۴۱۳)

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

جو اندھیروں میں چل کر مسجدوں تک جاتے ہیں انہیں قیامت کے دن نور تام

(مکمل نور) کی بشارت دے دو۔

(سنن ابوداؤد رقم الحدیث: ۵۶۱، جامع الترمذی رقم الحدیث: ۲۲۳، المعجم الکبیر ج ۲ رقم الحدیث: ۵۸۰۰)

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ فرماتا ہے:

مجھے اپنی عزت وجلال کی قسم! میں زمین والوں کو عذاب دینے کا ارادہ کرتا ہوں پھر میں ان لوگوں کو دیکھتا ہوں جو میرے گھروں کو آباد رکھتے ہیں اور جو میری وجہ سے آپس میں محبت رکھتے ہیں اور جو صبح کے وقت اٹھ کر مجھ سے استغفار کرتے ہیں تو میں ان سے عذاب کو پھیر دیتا ہوں۔ (تفسیر ابن کثیر ج ۲ ص ۳۸۳)

زیادہ دور سے آ کر مسجد میں نماز پڑھنے کی فضیلت:

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ کہ بنوسلمہ نے یہ ارادہ کیا کہ وہ مسجد کے قریب منتقل ہو جائیں تو رسول اللہ ﷺ نے مدینہ کے خالی کیے جانے کو ناپسند فرمایا، اور یہ ارشاد فرمایا: ''اے بنوسلمہ! تم اپنے قدموں کے نشانات میں ثواب کی نیت کیوں نہیں کرتے! سو وہ اپنے گھروں میں برقرار رہے''۔ (وہ مسجد کے قریب منتقل نہ ہوئے)

(شرح السنہ رقم الحدیث: ۴۷۰، صحیح البخاری رقم الحدیث: ۱۸۸۷، سنن ابن ماجہ رقم الحدیث: ۷۸۴، مسند احمد ج ۳ ص ۱۰۶، صحیح مسلم رقم الحدیث: ۶۶۵، صحیح ابن حبان رقم الحدیث: ۲۰۴۲)

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

نماز پڑھنے کا سب سے زیادہ اجر اس شخص کو ملتا ہے جو سب سے زیادہ دور سے نماز پڑھنے کے لیے مسجد میں آتا ہے، پھر اس کے بعد اس کو زیادہ اجر ملتا ہے جو اس کے بعد زیادہ دور سے نماز پڑھنے کے لیے مسجد میں آتا ہے، اور جو نماز کا انتظار کرتا رہتا ہے حتیٰ کے امام کے ساتھ نماز پڑھتا ہے، اس کو اس شخص سے زیادہ پڑھنے کا اجر ملتا ہے جو اپنی نماز پڑھ کر سو جاتا ہے۔

(صحیح البخاری رقم الحدیث ۶۵۱، صحیح مسلم رقم الحدیث: ۶۶۲، مسند ابویعلیٰ رقم الحدیث: ۷۲۹۴، سنن کبریٰ للبیہقی ج ۳ ص ۶۴)

جو شخص زیادہ دور سے نماز پڑھنے کے لیے مسجد میں آتا ہے اس کو زیادہ اجر اس لیے ملتا ہے کہ وہ زیادہ قدم چل کر مسجد میں آتا ہے اور زیادہ قدم چلنے کا اجر وثواب لکھ لیا جاتا ہے۔

حضرت ابی بن کعب ﷜ بیان کرتے ہیں کہ اہل مدینہ میں سے ایک شخص تھا جس کا گھر سب سے زیادہ مسجد سے دور تھا وہ تمام نمازیں مسجد میں آکر رسول اللہ ﷺ کے ساتھ پڑھتا تھا، میں نے اس سے کہا کاش تم ایک دراز گوش خرید لو اور سخت گرمی میں اور اندھیر راتوں میں اس پر سوار ہو کر آیا کرو، اس نے کہا اللہ ﷾ کی قسم! مجھے یہ پسند نہیں ہے کہ میرا گھر رسول اللہ ﷺ کی مسجد سے متصل ہو، میں نے رسول اللہ ﷺ کو اس بات کی خبر دی، رسول اللہ ﷺ نے اس سے اس کا سبب دریافت کیا تو اس نے کہا یا نبی اللہ (ﷺ)! تاکہ میرے گھر سے مسجد آنے اور مسجد سے واپس گھر جانے کا اجر وثواب لکھا جائے، آپ نے فرمایا:

''تم نے جو نیت کی ہے اللہ تعالیٰ نے تم کو اس کا ثواب عطا فرما دیا''۔

(مسند احمد رقم الحدیث: ۲۱۲۷۴)

امام ابن مردویہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا:

جب تم میں سے کوئی شخص اپنے گھر سے دوسرے کے گھر تک (کسی نیک مقصد کے لیے) چل کر جاتا ہے تو ہر قدم پر اللہ سبحانہ وتعالیٰ ایک نیکی لکھتا ہے اور ایک گناہ مٹا دیتا ہے۔

(الدر المنثور ج ۷ ص ۴۴)

حضرت ابو سعید خدری ﷾ بیان کرتے ہیں کہ جب تم کسی شخص کو مسجد کی حفاظت کرتے ہوئے دیکھو تو اس کے ایمان کی گواہی دو، کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿اِنَّمَا یَعْمُرُ مَسَاجِدَاللّٰہِ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ﴾(التوبہ:۱۸)

ترجمہ: بے شک اللہ ﷻ کی مساجد کو وہی لوگ آباد کرتے ہیں جو اللہ ﷻ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتے ہیں۔

(جامع الترمذی رقم الحدیث: ۲۶۱۷،سنن ابن ماجہ رقم الحدیث: ۸۰۲،سنن الدارمی رقم الحدیث:۱۲۲۳)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا:

جب تم جنت کے باغات سے گزرو تو اس میں چرا کرو کہا گیا یا رسول اللہ (ﷺ)! جنت کے باغات کون سے ہیں؟ آپ نے فرمایا: مساجد۔ پوچھا گیا ان میں چرنا کس طرح ہے؟ فرمایا:

''سبحان الله والحمدلله ولااله الله والله اکبر''(کہنا)

(جامع الترمذی رقم الحدیث:۳۵۰۹)

فرض نماز کے بعد سب سے افضل نماز تہجد ہے

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے:

ترجمہ:''بے شک متقی لوگ جنتوں اور چشموں میں ہوں گے وہ ان نعمتوں کو لے رہے ہوں گے جو ان کے رب نے ان کو عطا فرمائی ہیں۔ وہ اس سے پہلے (دنیا میں) نیکی کرنے والے تھے وہ رات کو بہت کم سویا کرتے تھے اور رات کے آخری حصہ میں بوقت سحر استغفار کیا کرتے تھے''۔(الذاریات:۱۸۔۱۵)

ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ نیک مسلمانوں کی صفات بیان کرتے ہوئے فرماتا ہے:

ترجمہ:''ان کی کروٹیں ان کے بستروں سے الگ رہتی ہیں، وہ اپنے رب ﷻ کی خوف اور امید کے ساتھ عبادت کرتے ہیں اور جو کچھ ہم نے ان کو دیا ہے اس میں سے وہ (ہماری راہ میں) خرچ کرتے ہیں''۔(السجدہ:۱۶)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

رمضان کے مہینہ کے بعد اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے مہینہ محرم کے روزے سب سے **افضل** ہیں اور فرض نماز کے بعد سب سے **افضل** تہجد کی نماز ہے۔ (صحیح مسلم رقم الحدیث: ۱۱۶۳، جامع الترمذی رقم الحدیث: ۴۳۸، سنن ابوداؤد رقم الحدیث: ۲۴۲۹، سنن ابن ماجہ رقم الحدیث: ۱۴۲۳، سنن النسائی رقم الحدیث: ۱۶۱۳۔۱۶۱۲)

عبداللہ بن ابی قیس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا:

رات کے قیام کو نہ چھوڑو، کیونکہ رسول اللہ ﷺ رات کے قیام کو ترک نہیں کرتے تھے اور جب آپ بیمار ہوتے یا تھکے ہوئے ہوتے تو بیٹھ کر نماز پڑھ لیتے تھے۔

(سنن ابوداؤد رقم الحدیث: ۱۳۰۷)

آدھی رات کو اٹھنا:

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ ایک سفر میں تھا، میں سفر کرتے ہوئے آپ کے بہت قریب ہوگیا۔ میں نے عرض کیا یارسول اللہ (ﷺ)! مجھے ایسا عمل بتائے جو مجھے جنت میں داخل کردے اور مجھ کو دوزخ سے دور کردے۔ آپ نے فرمایا: ''تم نے مجھ سے بہت عظیم چیز کے متعلق سوال کیا ہے اور یہ چیز اسی پر آسان ہوگی جس کے لیے اللہ سبحانہ وتعالیٰ اس کو آسان کردے گا، تم اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ بناؤ اور نماز قائم رکھو اور زکوٰۃ ادا کرتے رہو، اور رمضان کے روزے رکھو اور بیت اللہ کا حج کرو، پھر فرمایا: کیا میں تم کو خیر کے دروازوں کی رہنمائی نہ کروں؟ روزہ ڈھال ہے اور صدقہ اس طرح گناہوں کو مٹادیتا ہے جس طرح پانی آگ کو بجھادیتا ہے اور آدھی رات کو اٹھ کر آدمی کا نماز پڑھنا، پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: ''ان کی کروٹیں ان کے بستروں سے الگ رہتی ہیں، وہ اپنے رب کی خوف اور امید کے ساتھ عبادت کرتے ہیں اور جو کچھ ہم نے ان کو دیا ہے اس میں سے وہ (ہماری راہ میں) خرچ کرتے ہیں''۔

(السجدہ: ۱٦) (جامع الترمذی رقم الحدیث: ۲٦۱٦، مصنف عبدالرزاق رقم الحدیث: **۲۰۳۰۳**)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ جب درد یا کسی اور وجہ سے نبی کریم علیہ السلام کی تہجد کی نماز قضا ہو جاتی تو آپ دن میں بارہ رکعت پڑھتے تھے۔
(صحیح مسلم، کتاب صلوٰۃ المسافرین: رقم الحدیث: ۱۷۱۲، جامع الترمذی رقم الحدیث: ۴۴۵، سنن النسائی رقم الحدیث: ۱۷۹۰)

رات میں قبولیت کی گھڑی:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی کریم علیہ السلام کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ رات میں ایک ایسی ساعت ہے کہ جب کوئی مسلمان شخص اللہ تعالیٰ سے اس ساعت میں سوال کرے گا، خواہ وہ دنیا کی کسی خیر کا سوال کرے یا آخرت کی، تو اللہ تعالیٰ اس کو وہ عطا کر دے گا، اور یہ عطا پوری رات رہتی ہے۔ (صحیح مسلم، کتاب صلاۃ المسافرین: الرقم الحدیث: ۱۷۳۹)

رات کے آخری حصے میں رحمت پکارتی ہے:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ہمارا رب سبحانہ وتعالیٰ ہر رات کو آسمان دنیا کی طرف نازل ہوتا ہے (اپنی رحمت سے توجہ فرماتا ہے) جب رات کا آخری تہائی حصہ باقی رہ جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کوئی ہے جو مجھ سے دعا کرے تو میں اس کی دعا قبول کروں، کوئی ہے جو مجھ سے سوال کرے تو میں اس کو عطا کروں، کوئی ہے جو مجھ سے مغفرت طلب کرے تو میں اس کی مغفرت کر دوں؟ وہ فجر روشن ہونے تک یونہی فرماتا رہتا ہے، ترمذی کی روایت بھی اسی طرح ہے۔
(صحیح البخاری رقم الحدیث: ۱۱۴۵، صحیح مسلم رقم الحدیث: ۷۵۸، سنن ابوداؤد رقم الحدیث: ۱۳۱۴، ۴۷۳۳، سنن الترمذی رقم الحدیث: ۳۴۹۸، سنن ابن ماجہ رقم الحدیث: ۱۳۶۶)

اللہ سبحانہ وتعالیٰ اس شخص پر رحم فرمائے:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اللہ تعالیٰ اس شخص پر رحم فرمائے جو رات کو بیدار ہو کر نماز پڑھے اور اپنی اہلیہ کو بیدار کرے کہ وہ نماز پڑھے، اگر وہ اٹھنے سے انکار کرے تو اس کے منہ پر پانی چھڑکے اور

اللہ تعالیٰ اس عورت پر رحم فرمائے جو رات کو اٹھ کر نماز پڑھے، اور اپنے شوہر کو بیدار کرے تا کہ وہ نماز پڑھے اگر وہ اٹھنے سے انکار کرے تو اس کے منہ پر پانی چھڑکے۔

(مسند احمد رقم الحدیث: ۹۵۹۳، سنن ابو داؤد رقم الحدیث: ۱۳۰۸، سنن النسائی رقم الحدیث: ۱۶۱۰)

جنت میں داخل کرنے والا عمل:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ (ﷺ)! مجھے ایسے عمل کی خبر دیجئے کہ جب میں اسے کر لوں تو جنت میں داخل ہو جاؤں، آپ ﷺ نے فرمایا:

تم بلند آواز سے سلام کرو، کھانا کھلاؤ، رشتہ داروں سے نیک سلوک کرو اور جب لوگ سوئے ہوئے ہوں تو رات کو اٹھ کر نماز پڑھو، پھر سلامتی کے ساتھ جنت میں داخل ہو جاؤ۔

(جامع الترمذی رقم الحدیث: ۱۵۸۴، سنن ابن ماجہ رقم الحدیث: ۱۳۳۴ سنن الدارمی رقم الحدیث: ۱۴۶۰)

تہجد کس وقت افضل ہے:

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا کہ تہجد کی نماز کس وقت پڑھنا افضل ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا بقیہ رات کے درمیان یا آدھی رات میں، اور اس کو پڑھنے والے کم ہیں۔ (مسند احمد رقم الحدیث: ۲۱۴۴۷)

آپ کے قدم مبارک سوج جاتے:

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ علیہ السلام نماز میں اس قدر قیام کرتے تھے کہ آپ کے پیر مبارک سوج جاتے تھے، آپ علیہ السلام سے کہا گیا، یا رسول اللہ علیہ السلام آپ اس قدر کوشش کیوں کرتے ہیں حالانکہ آپ تو یقیناً بخشے ہوئے ہیں۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا:

کیا میں اللہ تعالیٰ کا شکر گزار بندہ (خاص) نہ بنوں؟

(صحیح البخاری رقم الحدیث: ۴۸۳۶، ۴۸۳۷، صحیح مسلم رقم الحدیث: ۲۸۱۹، جامع الترمذی رقم الحدیث: ۴۱۲)

......وعدہ پورا کریں......

فہرست

صلی اللہ علی حبیبہ محمد والہ وسلم

ایفائے عہد اور قرآنی اسلوب:

اللہ تعالیٰ کا قرآن مجید میں ارشاد پاک ہے

اَوۡفُوۡا بِالۡعَهۡدِ اِنَّ الۡعَهۡدَ كَانَ مَسۡـُٔوۡلًا ()

ترجمہ: وعدہ پورا کرو، بے شک وعدہ (پورا کرنے) کے بارے میں سوال کیا جائے گا۔

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡۤا اَوۡفُوۡا بِالۡعُقُوۡدِ (المائدہ،1)

ترجمہ: اے ایمان والو! اپنے قول پورے کرو۔

علامات منافق:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

''منافق کی تین علامات ہیں، بات کرے تو جھوٹ کہے، وعدہ کرے تو خلاف ورزی کرے، اس کے پاس امانت رکھی جائے تو خیانت کا مرتکب ہو۔''

(ریاض الصالحین باب الوفاء بحوالہ بخاری ومسلم)

صحیح مسلم کی روایت میں یہ بھی اضافہ ہے کہ ''اگرچہ روزہ رکھے، نماز پڑھے اور دعویٰ اسلام کرے''۔

منافق کی چار علامات:

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''جس میں (درج ذیل) چار باتیں ہوں وہ خالص منافق ہوگا اور جس میں ان میں سے کوئی ایک بات پائی جائے اس میں نفاق کی ایک خصلت پائی گئی یہاں تک کہ اسے چھوڑ دے، امانت رکھی جائے تو خیانت کرے، بات کرے تو جھوٹ بولے

،وعدہ کرے تو توڑ دے اور جھگڑا کرے تو بیہودہ بکے''۔

(ریاض الصالحین باب الوفاء بحوالہ بخاری ومسلم)

بحرین کے مال سے دینے کا وعدہ:

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے مجھے ارشاد فرمایا تھا:

اگر بحرین سے مال آیا تو تجھے اتنا اتنا اور اتنا دوں گا چنانچہ آپ ﷺ کے وصال مبارک تک مال بحرین نہ آیا۔ پھر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے زمانے میں مال بحرین آیا تو ان کے حکم سے اعلان کیا گیا کہ جس شخص سے نبی پاک علیہ السلام نے وعدہ فرمایا ہو یا آپ کے ذمے کسی کا قرض ہو تو وہ ہمارے پاس آئے۔ چنانچہ میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ نبی کریم نے مجھے یوں فرمایا تھا، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے دونوں ہتھیلیوں کے ساتھ مجھ کو مال دینا شروع فرمایا میں نے شمار کیا تو وہ پانچ سو تھے پھر فرمایا اس سے دوگنا اور لے لو۔

(مشکوۃ باب الوعد بحوالہ بخاری ومسلم)

13 اونٹنیاں دینے کا وعدہ:

حضرت ابوجحیفہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے رسول اللہ علیہ السلام کو دیکھا کہ سفید رنگ اور عمر رسیدہ تھے حسن بن علی رضی اللہ عنہما آپ علیہ السلام سے مشابہت رکھتے تھے آپ علیہ السلام نے ہمارے لئے 13 اونٹنیوں کا حکم فرمایا تھا ہم لینے گئے تو آپ علیہ السلام کی وفات کی خبر ملی اور کوئی چیز نہ مل سکی، جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور

فرمایا جس سے رسول اللہ ﷺ نے کوئی وعدہ فرمایا ہوتو آجائے پس میں آپ رضی اللہ عنہ کی طرف گیا اور انہیں یہ بات بتائی تو انہوں نے دینے کا حکم فرمایا۔

(مشکوۃ باب الوعد الفصل الثانی بحوالہ جامع الترمذی)

نبی کریم ﷺ تین دن ایک ہی جگہ کھڑے رہے:

حضرت عبداللہ بن ابوالحمساء رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ اعلان نبوت سے پہلے میں نے نبی کریم ﷺ کے ساتھ ایک سودا کیا تھا اور میری طرف کچھ بقایا رہ گیا تھا میں نے وعدہ کیا کہ ابھی آتا ہوں۔آپ ﷺ اسی جگہ کھڑے رہے ،میں بھول گیا،تین روز کے بعد مجھے یاد آیا تو آپ ﷺ اسی جگہ پر موجود تھے فرمایا تم نے مجھ پر مشقت ڈال دی میں یہاں تین دن سے تمہارا انتظار کررہا ہوں۔

(مشکوۃ باب الوعد الفصل الثانی بحوالہ سنن ابی داؤد)

وعدہ پورا کرنے کی کوشش واجب ہے:

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جب آدمی اپنے بھائی سے وعدہ کرے تو اور اس کی نیت وعدہ پورا کرنے کی ہو لیکن ایفائے عہد نہ کرسکے اور مقرروقت پر نہ آسکے تو اس پر کوئی گناہ نہیں۔

(مشکوۃ باب الوعد الفصل الثانی بحوالہ سنن ابی داؤد، جامع الترمذی)

بچوں کے ساتھ کیا گیا وعدہ بھی پورا کیا جائے:

حضرت عبداللہ بن عامر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میری والدہ محترمہ نے ایک روز مجھے بلایا اور حضور ﷺ ہمارے گھر جلوہ افروز تھے والدہ ماجدہ نے فرمایا ادھر آؤ تمہیں کچھ دوں گی ،رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا کہ تمہارا اسے کیا دینے کا ارادہ ہے؟ عرض گزار ہوئیں: میرا ارادہ ہے

کہ اسے کھجوریں دوں رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا اگر تم اسے کوئی چیز نہ دیتی تو تمہارے اوپر گناہ لکھا جاتا۔

(مشکوۃ باب الوعد الفصل الثانی بحوالہ سنن ابوداؤ دبیہقی فی شعب الایمان)

وعدہ کرنے والے کا ایک نماز کے وقت تک انتظار کیا جائے:

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''جو کسی آدمی سے وعدہ کرے اور ان میں سے ایک نماز کے وقت تک نہ آئے اور جانے والا نماز پڑھنے چلا جائے تو اس پر کوئی گناہ نہیں''۔

(مشکوۃ باب الوعد الفصل الثالث بحوالہ رزین)

خطبات عیدین و جمعہ و نکاح

خطبہ عید الفطر

﴿......خطبہ اول......﴾

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ حَمْدَالشَّاكِرِيْنَ ،اَلْحَمْدُلِلّٰهِ كَمَانَقُوْلُ خَيْرًا مِّمَّانَقُوْلُ ،اَلْحَمْدُلِلّٰهِ قَبْلَ كُلِّ شَيْءٍ اَلْحَمْدُلِلّٰهِ مَعَ كُلِّ شَيْءٍ ،اَلْحَمْدُلِلّٰهِ كَمَابِجَلَالِ وَجْهِهِ الْكَرِيْمِ،اَلْحَمْدُلِلّٰهِ كَمَاحَمِدَهُ الْاَنْبِيَآءُ وَالْمُرْسَلُوْنَ وَالْمَلَائِكَةُ الْمُقَرَّبُوْنَ وَعِبَادُاللّٰهِ الصَّالِحُوْنَ ،اَللّٰهُ اَكْبَرُاَللّٰهُ اَكْبَرُ لَااِلٰهَ اِلَّااللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُاللّٰهُ اَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ،وَاَفْضَلُ صَلَوَاتِ اللّٰهِ وَاَزْكٰى تَحِيَّاتِ اللّٰهِ عَلٰى خَيْرِ خَلْقِ اللّٰهِ وَسِرَاجِ اُفُقِ اللّٰهِ وَقَاسِمِ رِزْقِ اللّٰهِ وَاِمَامِ حَضْرَةِ اللّٰهِ وَزِيْنَةِ عَرْشِ اللّٰهِ وَعُرُوْسِ مَمْلُكَةِ اللّٰهِ ،نَبِيِّ الْاَنْبِيَآءِ عَظِيْمِ الرِّجَآءِ عَمِيْمِ الْجُوْدِ وَالْعَطَآءِ مَاحِى الذُّنُوْبِ وَالْخَطَآءِ حَبِيْبِ رَبِّ الْاَرْضِ وَالسَّمَآءِ الَّذِىْ كَانَ نَبِيًّاوَّاٰدَمَ بَيْنَ الْمَآءِ وَالطِّيْنِ نَبِيِّ الْحَرَمَيْنِ اِمَامِ الْقِبْلَتَيْنِ سَيِّدِالْكَوْنَيْنِ وَسِيْلَتِنَافِى الدَّارَيْنِ صَاحِبِ قَابَ قَوْسَيْنِ الْمُزَيَّنِ بِكُلِّ زَيْنِ الْمُنَزَّهِ مِنْ كُلِّ عَيْبٍ وَّشَيْنٍ جَدِّالْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ دُرِّاللّٰهِ الْمَكْنُوْنِ سِرِّاللّٰهِ الْمَخْزُوْنِ ط نُوْرِ الْاَفْئِدَةِ وَالْعُيُوْنِ سُرُوْرِ الْقَلْبِ الْمَحْزُوْنِ عَالِمِ مَاكَانَ وَمَايَكُوْنُ سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ خَاتَمِ النَّبِيِّيْنَ اَكْرَمِ الْاَوَّلِيْنَ وَالْاٰخِرِيْنَ قَآئِدِ الْغُرِّالْمُحَجَّلِيْنَ مَعْدَنِ اَنْوَارِاللّٰهِ وَمَخْزَنِ اَسْرَارِ اللّٰهِ وَخَزَائِنِ رَحْمَةِ اللّٰهِ نَبِيِّنَا وَحَبِيْبِنَاوَشَفِيْعِنَا وَغَيْثِنَا وَغَيَاثِنَاوَمُغِيْثِنَاوَعَوْنِنَاوَمُعِيْنِنَا وَوَكِيْلِنَاوَكَفِيْلِنَا وَسَيِّدِنَاوَمَوْلَانَا وَمَلْجَاْنَا وَمَاوٰىنَا مُحَمَّدٍ رَّسُوْلِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَعَلٰى اٰلِهِ

اَلطَّیِّبِیْنَ وَاَصْحَابِہِ الطَّاھِرِیْنَ وَاَزْوَاجِہِ الطَّاھِرَاتِ ،اُمَّھَاتِ الْمُؤْمِنِیْنَ الْمُعَظَّمِیْنَ وَاَوْلِیَآءِ مِلَّتِہِ الْکَامِلِیْنَ الْعَارِفِیْنَ وَعُلَمَآءِ اُمَّتِہِ الرَّاشِدِیْنَ الْمُرْشِدِیْنَ وَعَلَیْنَا مَعَھُمْ یَااَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ،اَللّٰہُ اَکْبَرُاَللّٰہُ اَکْبَرُ لَااِلٰہَ اِلَّااللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُاللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ،وَاَشْھَدُ اَنْ لَّآاِلٰہَ اِلَّااللّٰہُ وَحْدَہٗ لَاشَرِیْکَ لَہٗ اِلٰھًاوَّاحِدًااَحَدًاصَمَدًافَرْدًاقَیُّوْمًامَلِکًاجَبَّارًالِّلذُّنُوْبِ غَفَّارًاوَّلِلْعُیُوْبِ سَتَّارًاوَّاَشْھَدُاَنَّ سَیِّدَنَاوَمَوْلَانَامُحَمَّدًاعَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ اَرْسَلَہٗ بِالْھُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْھِرَہٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّہٖ وَکَفٰی بِاللّٰہِ شَھِیْدًا،اَللّٰہُ اَکْبَرُاَللّٰہُ اَکْبَرُ لَااِلٰہَ اِلَّااللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُاللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ،فَیَآاَیُّھَاالْمُؤْمِنُوْنَ رَحِمَنَاوَرَحِمَکُمُ اللّٰہُ اِعْلَمُوْااَنَّ یَوْمَکُمْ ھٰذَایَوْمٌ عَظِیْمٌ ،اَلَاوَلِلصَّآئِمِ فَرْحَتَانِ فَرْحَۃٌ عِنْدَالْاِفْطَارِ وَفَرْحَۃٌ عِنْدَلِقَآءِ الرَّحْمَانِ اَلَاوَاِنَّ فِی الْجَنَّۃِ بَابًایُّقَالُ لَہٗ الرَّیَّانُ لَایَدْخُلُہٗ اِلَّاالصَّآئِمُوْنَ ، اَللّٰہُ اَکْبَرُاَللّٰہُ اَکْبَرُ لَااِلٰہَ اِلَّااللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُاللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ ،بَارَکَ اللّٰہُ لَنَاوَلَکُمْ فِی الْقُرْآنِ الْعَظِیْمِ وَنَفَعَنَاوَاِیَّاکُمْ بِالْاٰیَاتِ وَالذِّکْرِالْحَکِیْمِ اِنَّہٗ تَعَالٰی مَلِکٌ کَرِیْمٌ جَوَّادٌ بَرٌّ رَؤُوْفٌ رَّحِیْمٌ اَقُوْلُ قَوْلِیْ ھٰذَا وَاَسْتَغْفِرُوااللّٰہَ لِی وَلَکُمْ وَلِسَائِرِالْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُسْلِمِیْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ اِنَّہٗ ھُوَالْغَفُوْرُالرَّحِیْمُ ، اَللّٰہُ اَکْبَرُاَللّٰہُ اَکْبَرُ لَااِلٰہَ اِلَّااللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُاللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ.....

دوسرا خطبہ شروع کرنے سے پہلے سات بار امام منبر پر کھڑے کھڑے اللہ اکبر آہستہ کہے، یہ سنت ہے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ

وَنَعُوْذُبِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَامُضِلَّ لَهٗ
وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَاهَادِىَ لَهٗ وَنَشْهَدُاَنْ لَّآاِلٰهَ اِلَّااللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ
وَنَشْهَدُ اَنَّ سَيِّدَنَاوَمَوْلَانَامُحَمَّدًاعَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ اَرْسَلَهٗ
،صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ وَبَارَكَ وَسَلَّمَ
اَبَدًااَلَّاسِيَّمَاعَلٰى اَوَّلِهِمْ بَالتَّصْدِيْقِ وَاَفْضَلِهِمْ بِالتَّحْقِيْقِ الْمَوْلٰى الْاِمَامِ
الصِّدِّيْقِ اَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَاالْاِمَامِ اَبِىْ بَكْرِ الصِّدِّيْقِ رَضِىَ اللّٰهُ
تَعَالٰى عَنْهُ وَعَلٰى اَعْدَلِ الْاَصْحَابِ مُزَيِّنِ الْمِنْبَرِوَالْمِحْرَابِ الْمَوَافِقِ رَأْيُهٗ
بِالْوَحْيِ وَالْكِتَابِ سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَاالْاِمَامِ اَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ غَيْظِ الْمُنَافِقِيْنَ اِمَامِ
الْمُجَاهِدِيْنَ فِى رَبِّ الْعَالَمِيْنَ اَبِى حَفْصٍ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِىَ اللّٰهُ
تَعَالٰى عَنْهُ وَعَلٰى جَامِعِ الْقُرْاٰنِ كَامِلِ الْحَيَآءِ وَالْاِيْمَانِ مُجَهِّزِ جَيْشِ
الْعُسْرَةِ فِى رِضَى الرَّحْمَانِ سَيِّدِنَاوَمَوْلَانَاالْاِمَامِ اَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ اِمَامِ
الْمُتَصَدِّقِيْنَ لِرَبِّ الْعَالَمِيْنَ اَبِى عَمْرٍوعُثْمَانَ بْنِ عَفَّانٍ رَضِىَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ
وَعَلٰى اَسَدِ اللّٰهِ الْغَالِبِ اِمَامِ الْمَشَارِقِ وَالْمَغَارِبِ حَلَّالِ الْمُشْكَلَاتِ
وَالنَّوَائِبِ دَفَّاعِ الْمُعَضَّلَاتِ وَالْمَصَائِبِ اَخِى الرَّسُوْلِ وَزَوْجِ الْبَتُوْلِ
سَيِّدِنَاوَمَوْلَانَاالْاِمَامِ اَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَاِمَامِ الْوَاصِلِيْنَ اِلٰى رَبِّ الْعَالَمِيْنَ اَبِى
الْحَسَنِ عَلِيِّ بْنِ اَبِىْ طَالِبٍ كَرَّمَ اللّٰهُ تَعَالٰى وَجْهَهُ الْكَرِيْمُ وَعَلَى ابْنَيْهِ
الْكَرِيْمَيْنِ السَّعِيْدَيْنِ الشَّاهِدَيْنِ الْقَمَرَيْنِ الْمُنِيْرَيْنِ النَّيِّرِيْنِ الزَّاهِرَيْنِ
الْبَاهِرَيْنِ الطَّيِّبَيْنِ الطَّاهِرَيْنِ سَيِّدِنَا اَبِى مُحَمَّدِ نِ الْحَسَنِ وَاَبِى عَبْدِاللّٰهِ
الْحُسَيْنِ رَضِىَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا وَعَلٰى اُمِّهِمَاسَيِّدَةِ النِّسَآءِ الْبَتُوْلِ الزَّهْرَاءِ

صَـلَـوَاتُ الـلّٰـهِ تَـعَـالـىٰ وَسَلَامُـهٗ عَـلٰـى اَبِيْهَـا الْكَرِيْمِ وَعَلَيْهَا وَعَلٰى بَعْلِهَا وَابْـنَيْهَـاوَعَـلٰـى عَمَّيْهِ الشَّرِيْفَيْنِ الْمُطَهَّرَيْنِ مِنَ الْاَدْنَاسِ سَيِّدَيْنَااَبِى عُمَّارَةَ حَـمْـزَـةَ وَاَبِـى الْـفَـضْـلِ الْـعَبَّـاسِ رَضِىَ اللّٰهُ تَعَالىٰ عَنْهُمَا وَعَلٰى سَائِرِفِرَقِ الْاَنْـصَـارِ وَالْـمُهَـاجِـرَةِ وَعَلَيْنَا مَعَهُمْ ،اَللّٰهُ اَكْبَرُاَللّٰهُ اَكْبَرُ لَااِلٰهَ اِلَّااللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَـرُالـلّٰـــهُ اَكْبَـــرُ وَلِـلّٰـــهِ الْـحَـمْـدُ،اَلـلّٰهُـمَّ انْـصُـرْمَـنْ نَّـصَـرَ دِيْـنَ سَيِّـدِنَـاوَمَـوْلَانَـامُـحَمَّدٍصَلَّى اللّٰهُ تَعَالىٰ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ وَبَـارَكَ وَسَـلَّـمَ رَبَّـنَــايَــامَـوْلَانَــاوَاجْـعَـلْـنَـامِنْهُمْ وَاخْذُلْ مَنْ خَذَلَ دِيْنَ سَيِّـدِنَاوَمَوْلَانَامُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ وَبَارَكَ وَسَـلَّـمَ رَبَّـنَـا يَامَوْلَانَا وَلَاتَجْعَلْنَا مِنْهُمْ اَللّٰهُ اَكْبَرُاَللّٰهُ اَكْبَرُ لَااِلٰهَ اِلَّااللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَـرُالـلّٰـهُ اَكْبَـرُ وَلِـلّٰهِ الْحَمْدُ،اِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِيْتَآئِ ذِى الْـقُرْبىٰ وَيَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْىِ ط يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَط وَلَذِكْرُاللّٰهِ تَعَالىٰ اَعْلٰى وَاَوْلٰى وَاَجَلُّ وَاَعَزُّ وَاَهَمُّ وَاَتَمُّ وَاَعْظَمُ وَاَكْبَرُ ۔۔

خطبہ عید الاضحیٰ

﴿......خطبہ اول......﴾

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ حَمْدَالشَّاكِرِيْنَ ،اَلْحَمْدُلِلّٰهِ كَمَانَقُوْلُ خَيْرًامِمَّانَقُوْلُ
،اَلْحَمْدُلِلّٰهِ قَبْلَ كُلِّ شَیْءٍ اَلْحَمْدُلِلّٰهِ مَعَ كُلِّ شَیْءٍ ،اَلْحَمْدُلِلّٰهِ كَمَابِجَلَالِ
وَجْهِهِ الْكَرِيْمِ،اَلْحَمْدُلِلّٰهِ كَمَاحَمِدَهُ الْاَنْبِيَآءُ وَالْمُرْسَلُوْنَ وَالْمَلَائِكَةُ
الْمُقَرَّبُوْنَ وَعِبَادُاللّٰهِ الصَّالِحُوْنَ ،اَللّٰهُ اَكْبَرُاَللّٰهُ اَكْبَرُ لَااِلٰهَ اِلَّااللّٰهُ وَاللّٰهُ
اَكْبَرُاللّٰهُ اَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ،وَاَفْضَلُ صَلَوَاتِ اللّٰهِ وَاَزْكٰى تَحِيَّاتِ اللّٰهِ عَلٰى
خَيْرِ خَلْقِ اللّٰهِ وَسِرَاجِ اُفُقِ اللّٰهِ وَقَاسِمِ رِزْقِ اللّٰهِ وَاِمَامِ حَضْرَةِ اللّٰهِ وَزِيْنَةِ
عَرْشِ اللّٰهِ وَعُرُوْسِ مَمْلُكَةِ اللّٰهِ ،نَبِیِّ الْاَنْبِيَآءِ عَظِيْمِ الرَّجَآءِ عَمِيْمِ الْجُوْدِ
وَالْعَطَآءِ مَاحِی الذُّنُوْبِ وَالْخَطَآءِ حَبِيْبِ رَبِّ الْاَرْضِ وَالسَّمَآءِ الَّذِیْ كَانَ
نَبِيًّاوَّاٰدَمَ بَيْنَ الْمَآءِ وَالطِّيْنِ نَبِیِّ الْحَرَمَيْنِ اِمَامِ الْقِبْلَتَيْنِ سَيِّدِالْكَوْنَيْنِ
وَسِيْلَتِنَافِی الدَّارَيْنِ صَاحِبِ قَابَ قَوْسَيْنِ الْمُزَيَّنِ بِكُلِّ زَيْنِ الْمُنَزَّهِ مِنْ كُلِّ
عَيْبٍ وَّشِيْنٍ جَدِّالْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ دُرِّاللّٰهِ الْمَكْنُوْنِ سِرِّاللّٰهِ الْمَخْزُوْنِ ط
نُوْرِ الْاَفْئِدَةِ وَالْعُيُوْنِ سُرُوْرِ الْقَلْبِ الْمَحْزُوْنِ عَالِمِ مَاكَانَ وَمَايَكُوْنُ سَيِّدِ
الْمُرْسَلِيْنَ خَاتَمِ النَّبِيِّيْنَ اَكْرَمِ الْاَوَّلِيْنَ وَالْاٰخِرِيْنَ قَآئِدِ الْغُرِّالْمُحَجَّلِيْنَ
مَعْدَنِ اَنْوَارِاللّٰهِ وَمَخْزَنِ اَسْرَارِ اللّٰهِ وَخَزَائِنِ رَحْمَةِ اللّٰهِ نَبِيِّنَا
وَحَبِيْبِنَاوَشَفِيْعِنَا وَغَيْثِنَا وَغَيَاثِنَاوَمُغِيْثِنَاوَعَوْنِنَاوَمُعِيْنِنَا وَوَكِيْلِنَاوَكَفِيْلِنَا
وَسَيِّدِنَاوَمَوْلَانَا وَمَلْجَاْنَا وَمَاوٰىٰ لَنَا مُحَمَّدٍ رَّسُوْلِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَعَلٰى اٰلِهِ
الطَّيِّبِيْنَ وَاَصْحَابِهِ الطَّاهِرِيْنَ وَاَزْوَاجِهِ الطَّاهِرَاتِ ،اُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِيْنَ

الْـمُـعَـظَّـمِيْـنَ وَاَوْلِيَـآءِ مِـلَّتِـهِ الْـكَـامِـلِيْنَ الْعَارِفِيْنَ وَعُلَمَآءِ اُمَّتِهِ الرَّاشِدِيْنَ
الْـمُرْشِدِيْنَ وَعَلَيْنَا مَعَهُمْ يَاَارْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ،اَللّٰهُ اَكْبَرُاَللّٰهُ اَكْبَرُ لَااِلٰهَ اِلَّااللّٰهُ
وَاللّٰهُ اَكْبَرُاللّٰهُ اَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ،وَاَشْهَدُ اَنْ لَّااِلٰهَ اِلَّااللّٰهُ وَحْدَهٗ لَاشَرِيْکَ لَهٗ
اِلٰهًـاوَّاحِـدًااَحَـدًاصَـمَـدًافَـرْدًاقَيُّـوْمًـامَـلِـكًـاجَبَّـارًالِّـلذُّنُوْبِ غَفَّارًاوَّلِلْعُيُوْبِ
سَتَّـارًاوَّاَشْهَـدُاَنَّ سَيِّـدَنَـاوَمَـوْلَانَـامُحَمَّدًاعَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اَرْسَلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ
الْحَقِّ لِيُـظْهِـرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا،اَللّٰهُ اَكْبَرُاَللّٰهُ اَكْبَرُ لَااِلٰهَ
اِلَّااللّٰـهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُاللّٰهُ اَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ،فَيٰاَيُّهَاالْمُؤْمِنُوْنَ رَحِمَنَاوَرَحِمَكُمُ
اللّٰهُ تَعَالٰى اِعْلَمُوْااَنَّ يَوْمَكُمْ هٰذَايَوْمٌ عَظِيْمٌ قَالَ شَفِيْعُ الْمُذْنِبِيْنَ رَسُوْلِ رَبِّ
الْعَالَمِيْنَ مَامِنْ اَيَّامِ الْعَمَلُ الصَّالِحُ فِيْهِمْ اَحَبُّ اِلَى اللّٰهِ تَعَالٰى مِنْ هٰذِهِ الْاَيَّامِ
الْـعَشْـرِوَقَـالَ مَـاعَـمِلَ ابْنُ اٰدَمَ مِنْ عَمِلَ يَوْمِ النَّحْرِ اَحَبُّ اِلَى اللّٰهِ تَعَالٰى مِنْ
اِهْـرَاقِ الـدَّمِ وَاِنَّـهٗ لَيَـاْتِـىْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِقُرُوْنِهَا وَاَشْعَارِهَاوَاَظْلَافِهَاوَاِنَّ الدَّمَ
لَيَـقَـعُ مِـنَ الـلّٰـهِ تَـعَالٰى بِمَكَانٍ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّقَعَ بِالْاَرْضِ فَطِيْبُوْابِهَا نَفْسًااَللّٰهُ
اَكْبَـرُاَلـلّٰـهُ اَكْبَرُ لَااِلٰهَ اِلَّااللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُاللّٰهُ اَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُاَعُوْذُبِاللّٰهِ مِنَ
الشَّيْـطَـانِ الـرَّجِيْـمِ فَـمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ
شَـرًّايَّـرَهٗ اَلـلّٰـهُ اَكْبَـرُاَلـلّٰـهُ اَكْبَرُ لَااِلٰـهَ اِلَّااللّٰـهُ وَاللّٰـهُ اَكْبَرُاللّٰـهُ اَكْبَرُ وَلِلّٰـهِ
الْـحَـمْـدُبَـارَکَ الـلّٰـهُ لَـنَـا وَلَـكُمْ وَلَكُمْ فِى الْقُرْاٰنِ الْعَظِيْمِ وَنَفَعَنَا وَاِيَّاكُمْ
بِالْاٰيَاتِ وَالذِّكْرِ الْحَكِيْمِ اِنَّهٗ تَعَالٰى مَلِكٌ كَرِيْمٌ جَوَّادٌ بَرٌّرَؤُفٌ رَّحِيْمٌ

﴿......دوسرا خطبہ......﴾

یہ پہلا خطبہ پڑھ کر تین آیات کا اندازہ بیٹھے، پھر اٹھ کر دوسرا خطبہ شروع کرے

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنُؤْمِنُ بِهٖ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ
وَنَعُوْذُبِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَامُضِلَّ لَهٗ
وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَاهَادِىَ لَهٗ وَنَشْهَدُاَنْ لَّااِلٰهَ اِلَّااللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ
وَنَشْهَدُ اَنَّ سَيِّدَنَاوَمَوْلَانَامُحَمَّدًاعَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ اَرْسَلَهٗ
،صَلَّى اللّٰهُ تَعَالىٰ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ وَبَارَكَ وَسَلَّمَ
اَبَدًااَلَّاسِيَّمَاعَلٰى اَوَّلِهِمْ بَالتَّصْدِيْقِ وَاَفْضَلِهِمْ بِالتَّحْقِيْقِ الْمَوْلٰى الْاِمَامِ
الصِّدِّيْقِ اَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَاالْاِمَامِ اَبِىْ بَكْرِ الصِّدِّيْقِ رَضِىَ اللّٰهُ
تَعَالىٰ عَنْهُ وَعَلٰى اَعْدَلِ الْاَصْحَابِ مُزَيِّنِ الْمِنْبَرِوَالْمِحْرَابِ الْمَوَافِقِ رَأْيُهٗ
بِالْوَحْيِ وَالْكِتَابِ سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَاالْاِمَامِ اَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ غَيْظِ الْمُنَافِقِيْنَ اِمَامِ
الْمُجَاهِدِيْنَ فِى رَبِّ الْعَالَمِيْنَ اَبِى حَفْصٍ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِىَ اللّٰهُ
تَعَالىٰ عَنْهُ وَعَلٰى جَامِعِ الْقُرْاٰنِ كَامِلِ الْحَيَآءِ وَالْاِيْمَانِ مُجَهِّزِ جَيْشِ
الْعُسْرَةِ فِى رِضَى الرَّحْمَانِ سَيِّدِنَاوَمَوْلَانَاالْاِمَامِ اَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ اِمَامِ
الْمُتَصَدِّقِيْنَ لِرَبِّ الْعَالَمِيْنَ اَبِى عَمْرٍوعُثْمَانَ بْنِ عَفَّانٍ رَضِىَ اللّٰهُ تَعَالىٰ عَنْهُ
وَعَلٰى اَسَدِ اللّٰهِ الْغَالِبِ اِمَامِ الْمَشَارِقِ وَالْمَغَارِبِ حَلَّالِ الْمُشْكَلَاتِ
وَالنَّوَائِبِ دَفَاعِ الْمُعْضَّلَاتِ وَالْمَصَائِبِ اَخِى الرَّسُوْلِ وَزَوْجِ الْبَتُوْلِ
سَيِّدِنَاوَمَوْلَانَاالْاِمَامِ اَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَاِمَامِ الْوَاصِلِيْنَ اِلٰى رَبِّ الْعَالَمِيْنَ اَبِى
الْحَسَنِ عَلِىِّ بْنِ اَبِىْ طَالِبٍ كَرَّمَ اللّٰهُ تَعَالىٰ وَجْهَهُ الْكَرِيْمُ وَعَلَى ابْنَيْهِ
الْكَرِيْمَيْنِ السَّعِيْدَيْنِ الشَّاهِدَيْنِ الْقَمَرَيْنِ الْمُنِيْرَيْنِ النَّيِّرِيْنِ الزَّاهِرَيْنِ
الْبَاهِرَيْنِ الطَّيِّبَيْنِ الطَّاهِرَيْنِ سَيِّدِنَا اَبِى مُحَمَّدِ نِ الْحَسَنِ وَاَبِى عَبْدِاللّٰهِ

الْـحُسَيْنِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالیٰ عَنْهُمَا وَعَلٰی اُمِّهِمَاسَيِّدَةِ النِّسَآءِ الْبَتُوْلِ الزَّهْرَاءِ
صَـلَـوَاتُ الـلّٰـهِ تَـعَـالـیٰ وَسَلَامُـهٗ عَـلٰـی اَبِيْهَـا الْكَرِيْمِ وَعَلَيْهَا وَعَلٰی بَعْلِهَا
وَابْـنَـيْهَـاوَعَـلٰـی عَمَّيْهِ الشَّرِيْفَيْنِ الْمُطَهَّرَيْنِ مِنَ الْاَدْنَاسِ سَيِّدَيْنَااَبِی عُمَّارَةَ
حَـمْـزَةَ وَاَبِـی الْـفَـضْـلِ الْـعَبَّـاسِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالیٰ عَنْهُمَا وَعَلٰی سَائِرِفِرَقِ
الْاَنْـصَـارِ وَالْـمُهَـاجِـرَةِ وَعَلَيْنَا مَعَهُمْ ،اَللّٰهُ اَكْبَرُاَللّٰهُ اَكْبَرُ لَااِلٰهَ اِلَّااللّٰهُ وَاللّٰهُ
اَكْبَـرُالـلّٰــهُ اَكْبَـرُ وَلِـلّٰــهِ الْـحَـمْـدُ،اَلـلّٰهُـمَّ انْـصُـرْمَـنْ نَّـصَـرَ دِيْـنَ
سَيِّـدِنَـاوَمَـوْلَانَـامُـحَمَّدٍصَلَّی اللّٰهُ تَعَالیٰ عَلَيْهِ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ
وَبَــارَكَ وَسَـلَّـمَ رَبَّـنَــايَــامَـوْلَانَــاوَاجْـعَـلْنَـامِنْهُمْ وَاخْذُلْ مَنْ خَذَلَ دِيْنَ
سَيِّـدِنَاوَمَوْلَانَامُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ وَبَارَكَ
وَسَـلَّـمَ رَبَّـنَـا يَامَوْلَانَا وَلَاتَجْعَلْنَا مِنْهُمْ اَللّٰهُ اَكْبَرُاَللّٰهُ اَكْبَرُ لَااِلٰهَ اِلَّااللّٰهُ وَاللّٰهُ
اَكْبَرُالـلّٰـهُ اَكْبَـرُ وَلِـلّٰهِ الْحَمْدُ،اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِيْتَآئِ ذِی
الْـقُرْبیٰ وَيَنْهٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ ط يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَط
وَلَذِكْرُاللّٰهِ تَعَالیٰ اَعْلٰی وَاَوْلٰی وَاَجَلُّ وَاَعَزُّ وَاَهَمُّ وَاَتَمُّ وَاَعْظَمُ وَاَكْبَرُ

﴿......خطبہ جمعۃ المبارک......﴾

اَلْـحَـمْـدُلِـلّٰــهِ الَّـذِیْ جَـعَـلَ الْجُمُعَةَرِقَـابَ الشُّهُوْرِوَالْاَوَانِ ،رَبِّ
الْـعَـالَـمِيْـنَ الَّـذِیْ رَبَّـنَـافِی الدُّنْيَابِنِعَمِ الْاَلْوَانِ ،اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ فِی الْقُبُوْرِ
وَالـدِّيْدَانِ ،مَالِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ فِيْهِ يَحْكُمُ بِالْعَدْلِ وَالْفَضْلِ وَالْبُرْهَانِ ،اِيَّاكَ
نَـعْبُـدُحَـقَّ الْـمَعْبُوْدِيَّةِ فِی كُلِّ حِيْنٍ وَّاٰنٍ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ عَلَی الْاَعْدَآءِ مِنَ
الْـجِـنِّ وَالشَّيْـطَـانَ اِهْـدِنَـاالـصِّـرَاطَ الْـمُسْتَقِيْمَ بِالْاِسْتِقَامَةِ عَلَی التَّوْحِيْدِ

وَالْاِیْـمَـانِ صِـرَاطَ الَّـذِیْـنَ اَنْـعَمْتَ عَلَیْهِمْ بِالْهِدَایَةِ اِلَی سَبِیْلِ الْجَنَانِ ،غَیْرِ الْـمَـغْـضُـوْبِ عَلَیْهِمْ مِّنْ اَهْلِ الْکُفْرِوَالشِّرْکِ وَالطُّغْیَانِ ،وَلَاالضَّالِیْنَ مِنْ اَهْلِ الْهَـوَاءِ وَالْبِـدْعِ وَالْعِصْیَانِ اٰمین اِجَابَةً لِّلّٰهِ تَعَالیٰ وَلِرَسُوْلِهٖ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالیٰ عَلَیْهِ وَاٰلِـهٖ وَسَـلَّـمَ شَوْقًااِلٰی لِقَاءِ الرَّحْمٰنِ وَنَشْهَدُاَنْ لَّااِلٰهَ اِلَّااللّٰهُ وَحْدَهٗ لَاشَرِیْکَ لَهٗ اِلٰهًـاصَـمَـدًاقَـادِرًاقَهَّـارًامَّـلِـکًـاجَبَّارًالِّلذُّنُوْبِ غَفَّارًاوَّلِلْعُیُوْبِ سَتَّارًاوَّنَشْهَدُ اَنَّ مُـحَـمَّـدًاعَبْـدُهٗ وَرَسُـوْلُـهٗ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالیٰ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَبَارَکَ وَسَلَّم اَمَّـابَعْدُ فَاَعُوْذُبِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ (اپنے موضوع کے مطابق کوئی بھی آیت پڑھ لیں مثلاًوماارسلناك الارحمة للعالمین) ،بَارَکَ الـلّٰـهُ لَـنَـا وَلَـکُمْ فِی الْقُرْاٰنِ الْعَظِیْمِ وَنَفَعَنَا وَاِیَّاکُمْ بِالْاٰیَاتِ وَالذِّکْرِ الْحَکِیْمِ اِنَّهٗ تَعَالٰی جَوَّادٌ کَرِیْمٌ مَّلِکٌ بَرٌّ رَّءُ وْفٌ رَّحِیْمٌ

﴿......دوسرا خطبہ......﴾

اگر کھڑے ہوں تو بیٹھ جائیں اگر بیٹھے ہوں تو کھڑے ہوجائیں اور پھر کم از کم تین آیات پڑھنے کے وقت کے مطابق توقف کریں اور پھر درج ذیل دوسرا خطبہ پڑھیں۔

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ الَّذِیْ حَمْدًا کَثِیْرًاوَّسَبِّحُوْهُ بُکْرَةً وَّاَصِیْلًاوَّمَااَرْسَلْنَاکَ اِلَّا مُبَشِّـرًاوَّنَـذِیْرًا،وَنَشْهَدُاَنْ لَّااِلٰهَ اِلَّااللّٰهُ وَحْدَهٗ لَاشَرِیْکَ لَهٗ سَمِیْعًاقَدِیْرًا ،وَنَشْهَـدُاَنَّ مُـحَـمَّـدًاعَبْـدُهٗ وَرَسُـوْلُـهٗ صَـلَّـی الـلّٰـهُ تَعَالیٰ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ مُـخَـاطِـبٌ نَّحْنُ نَزَّلْنَا عَلَیْکَ الْقُرْآنَ تَنْزِیْلًا اِنَّ اللّٰهَ وَمَلَائِکَتَهٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی الـنَّـبِـیِّ یٰـاَیُّهَـاالَّـذِیْـنَ اٰمَـنُـوْا صَـلُّـوْاعَـلَـیْـهِ وَسَـلِّمُوْاتَسْلِیْمًااَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی

مُـحَـمَّـدٍوَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍبِعَدَدِمَنْ قَعَدَ وَقَامَ وَصَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ بِـعَـدَدِمَـنْ صَـلّٰـی وَصَـامَ ،وَصَـلِّ عَـلٰـی جَـمِیْعِ الْاَنْبِیَآءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی مَلَآئِـکَتِکَ الْـمُـقَـرَّبِیْـنَ وَعَـلٰـی عِبَـادِ الـلّٰـهِ الصَّـالِحِیْنَ وَارْحَمْنَـا مَعَهُمْ بِـرَحْـمَتِکَ یَـااَرْحَـمَ الـرَّاحِمِیْنَ اَللّٰهُمَّ وَفِّقْ لِاَمِیْرِ الزَّمَانِ بِاَنْوَاعِ الْبَرَکَاتِ وَالْاِحْسَـانِ اَلـلّٰهُمَّ انْصُرْ مَنْ نَّصَرَدِیْنَ مُحَمَّدٍﷺوَّاجْعَلْنَامِنْهُمْ وَاخْذُلْ مَنْ اَعْـرَضَ دِیْـنَ مُـحَـمَّـدٍﷺوَّلَاتَـجْـعَلْنَامِنْهُمْ عِبَادَاللّٰهِ رَحِمَکُمُ اللّٰهُ اِنَّ اللّٰهَ یَـاْمُـرُبِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِیْتَآئِ ذِی الْقُرْبٰی وَیَنْهٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ وَالْبَـغْـیِ ط یَعِظُکُمْ لَعَلَّکُمْ تَذَکَّرُوْنَ اُذْکُرُواللّٰهَ یَذْکُرْکُمْ وَادْعُوْهُ یَسْتَجِبْ لَکُمْ وَلَذِکْرُاللّٰهِ تَعَالیٰ اَعْلٰی وَاَوْلٰی وَاَجَلُّ وَاَعَزُّوَاَتَمُّ وَاَهَمُّ وَاَعْظَمُ وَاَکْبَرُ.

﴿......خطبہ نکاح......﴾

اَلْـحَمْدُلِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِیْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنُؤْمِنُ بِهٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْهِ وَنَعُوْذُبِاللّٰهِ مِـنْ شُـرُوْرِاَنْـفُسِنَاوَمِنْ سَیِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ یُّضْلِلْهُ فَلَاهَادِیَ لَـهٗ وَاَشْهَدُاَنْ لَّآاِلٰهَ اِلَّااللّٰهُ وَاَشْهَدُاَنَّ مُحَمَّدًاعَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ یٰاَیُّهَاالَّذِیْنَ اٰمَنُوااتَّقُوااللّٰهَ حَقَّ تُـقَـاتِـهٖ وَلَاتَـمُـوْتُنَّ اِلَّاوَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ،یٰاَیُّهَاالنَّاسُ اتَّقُوْارَبَّکُمُ الَّذِیْ خَلَقَکُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّخَلَقَ مِنْهَازَوْجَهَاوَبَثَّ مِنْهُمَارِجَالًاکَثِیْرًاوَّنِسَاءً وَّاتَّقُوااللّٰهَ الَّذِیْ تَسَآءَ لُوْنَ بِهٖ وَالْاَرْحَـامَ اِنَّ الـلّٰـهَ کَـانَ عَـلَیْـکُـمْ رَقِیْبًـاط یٰـاَیُّهَـاالَّـذِیْـنَ اٰمَـنُـوْااتَّقُوااللّٰـهَ وَقُوْلُوْا قَـوْلًاسَـدِیْـدًایُّـصْـلِـحْ لَـکُـمْ وَیَـغْـفِـرْلَـکُـمْ ذُنُـوْبَکُمْ وَمَنْ یُّطِعِ اللّٰـهَ وَرَسُوْلَـهٗ فَقَدْفَازَ فَـوْزًاعَـظِیْـمًـاط قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺاَلنِّکَاحُ مِنْ سُنَّتِیْ وَقَالَ تَعَالیٰ فِیْ مَقَامٍ اٰخَرَ فَمَنْ رَّغِـبَ عَـنْ سُـنَّتِـیْ فَـلَـیْـسَ مِـنِّیْ ط سُبْحَانَ رَبِّکَ رَبِّ الْعِزَّةِعَمَّایَصِفُوْنَ وَسَلَامٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ وَالْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

دعاء بمعہ ترجمہ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍوَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَاوَبَارِکْ وَسَلِّمْ صَلِّ عَلٰی جَمِیْعِ الْاَنْبِیَآءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی مَلَائِکَتِکَ الْمُقَرَّبِیْنَ وَعَلٰی عِبَادِکَ الصَّالِحِیْنَ وَعَلٰی اَھْلِ طَاعَتِکَ اَجْمَعِیْنَ وَارْحَمْنَا مَعَھُمْ بِرَحْمَتِکَ یَااَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ اَللّٰھُمَّ یَارَبِّ بِجَاہِ نَبِیِّکَ الْمُصْطَفٰی وَحَبِیْبِکَ الْمُرْتَضٰی طَھِّرْقُلُوْبَنَامِنْ کُلِّ وَصْفٍ یُبَاعِدُنَا عَنْ مُّشَاھَدَتِکَ وَمَحَبَّتِکَ وَاَمِتْنَاعَلَی السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ وَالشَّوْقِ اِلٰی لِقَائِکَ یَاذَالْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ ط

اے اللہ !درود بھیج ہمارے سردار محمد ﷺ پراور آپ کی تمام اولاد پراورتمام انبیاء ومرسلین اور تمام مقربین فرشتوں پراور نیک بندوں پر اپنی رحمت بھیج اور تمام تابع فرمان بندوں پراوراے سب رحم کرنے والوں سے زیادہ رحم فرمانے والے ان کے ساتھ ہمیں بھی نواز دے۔

اے اللہ!،اے ہمارے پروردگار!اپنے برگزیدہ اپنے پیارے نبی ﷺ کے جاہ وجلال کا صدقہ اور اپنے چنے ہوئے حبیب ﷺ کا صدقہ ہمارے دلوں کو ان تمام باتوں سے پاک وصاف کردے جو تیرے مشاہدہ اور محبت سے ہمیں دور کرتی ہیں ۔اوراے عزت وجلال والے رب!ہمیں اپنی ملاقات کا شوق عطا فرمااور مذہب اہل سنت پر ہمارا خاتمہ فرما۔

خدایا بدہ شوق ذات رسول ﷺ	بدرد محمد ﷺ مرا کن قبول

اے خدائے پاک!ہمیں رسول کریم ﷺ کا شوق عطا فرمااور آپ کے دردومحبت کے ساتھ قبول فرما۔

شب وروز درعشق حضرت بدار	ہمہ عمر در وصل احمد گزار

دن رات ہمیں حضور ﷺ کے عشق میں مشغول رکھ اور ہمیں تمام عمر آپ کا قرب نصیب فرما۔

حیاتی مماتی ہمہ وقت ما	عطا کن وصال مرا مصطفٰے ﷺ

زندگی میں اور مرنے کے بعد ہمیشہ مصطفےٰ کریم ﷺ کا قرب نصیب فرما۔

تو ئی عاصیاں را خطا بخش و بس	نداریم غیر از تو فریاد رس

ہم تیرے علاوہ کسی کو فریاد رس نہیں سمجھتے ۔صرف اور صرف تو ہی ہمارے قصور معاف فرمائے گا۔

خطا در گزار و صوابم نما	نگہدار مارا ز راہ خطا

خطا کی راہ پر چلنے سے ہماری حفاظت فرما اور ہماری خطاؤں کو معاف فرما کر بھلائی کی طرف رہنمائی فرما۔

امت پہ تیری آ کے عجب وقت پڑا ہے	اے خاصائے خاصان رسل وقت دعا ہے

اے تمام نبیوں سے برگزیدہ اور جید رسول ﷺ دعا کرنے کا وقت ہے، آپ کی امت پر عجیب وقت آ گیا ہے۔

ترحم یا نبی اللہ (ﷺ) ترحم	ز مہجوری بر آمد جان عالم

آپ کی جدائی میں دنیا کی جان پر بنی ہوئی ہے رحم فرمائیں اے اللہ کے نبی (ﷺ)! ہم پر رحم فرمائیں۔

کنی بر حال لب خشکاں نگاہے	تو ابر رحمتی آں بہ کہ گاہے

آپ (ﷺ) رحمت حق کا بادل ہیں، ہم لب خشک حال خادموں پر نگاہ رحمت فرمائیے۔

مقیم در بارگاہ تو اند	ہمہ انبیاء در پناہ تو اند

تمام کے تمام نبی آپ (ﷺ) کی پناہ میں ہیں اور آپ کی بارگاہ میں حاضر ہیں۔

تو سلطان ملکی ہمہ چاکر اند	تو مہر منیری ہمہ اختر اند

آپ روشن چاند اور تمام انبیاء ستارے ہیں آپ (ﷺ) خدا ﷻ کی خدائی کے سلطان ہیں اور باقی سب آپ (ﷺ) کے غلام ہیں۔

یہ قصیدہ غوثیہ حضرت غوث اعظم علیہ الرحمۃ والرضوان کا شعر ہے آپ فرماتے ہیں کہ

عَلٰی قَدَمِ النَّبِیّ بَدْرِالْکَمَالٖ	وَ کُلُّ وَلِیٍّ لَّہٗ قَدَمٌ وَّاِنِّیْ

ہر ولی کے لئے قدم ہے اور میں نبی کریم ﷺ کے قدم پاک پر ہوں۔

ناقصاں را پیر کامل کاملاں را رہنما	گنج بخش فیض عالم مظہر نور خدا

حضرت داتا گنج بخش علیہ الرحمۃ والرضوان تمام دنیا کو فیض پہنچا رہے ہیں اور نور خدا کے مظہر ہیں ناقص لوگوں کے لئے کامل پیر اور کاملوں کے رہنما ہیں۔

آنکہ چوں خضر است پیر کامل مرد جلی	وز برائے حضرت خواجہ امیر الدین والی

اور حضرت خواجہ امیر الدین علیہ الرحمۃ والرضوان ولی کامل کے صدقے میں جو حضرت خضر علیہ السلام کی مانند کامل پیر اور بڑے بزرگ ہیں۔

آنکہ از تیغ محبت کرد بسمل ہر کہ دید	وز برائے حضرت شیر محمد بدر عید

اور حضرت میاں شیر محمد علیہ الرحمۃ والرضوان کے صدقے میں جو عید کا چاند ہیں کہ جو بھی آپ کو دیکھتا ہے وہ آپ کی محبت بھری نظر سے آپ پر قربان ہو جاتا ہے۔

در دو عالم ہست ذات پاک او مارا پناہ	وز برائے حضرت خواجہ ما سید محمد اسماعیل شاہ

اور حضرت خواجہ سید محمد اسماعیل شاہ بخاری علیہ الرحمۃ والرضوان کے صدقے میں، کہ دونوں جہاں میں ان کی ذات پاک ہے اور جو ہم کو پناہ دینے والی ہے۔

می نواز و خلق را از لطف خاص و فیض عام	نور چشم مصطفے ﷺ سید عالی مقام

جو نبی کریم ﷺ کی آنکھوں کا نور اور عالی مقام سید ہیں اور اپنے لطف خاص اور فیض عام سے تمام مخلوق کو نواز رہے ہیں۔

چاہیں خدا سے نہ سوائے خدا	ظاہر و باطن ہو برائے خدا

ہمارا ظاہر و باطن خدا کے لئے ہو اور ہم خدا کی ذات کے علاوہ کچھ نہیں چاہتے۔

دیدہ بینا ہو ہراک موئے تن	محو تجلی رہے روح و بدن

(ان کے طفیل) ہمارے جسم کا ہر ایک بال دیدہ بینا بن جائے اور روح و جسم ہمیشہ اس نور تجلی کے دیدار میں مشغول ہو۔

اے میرے مولا میرے والی ولی	کر عطا مجھ کو بطفیل نبی ﷺ
اور جو مسلمان بھائی ہیں میرے	ان کو بھی تو اپنے فضل سے رتبہ دے

صَلَوَاتُ اللّٰهِ وَمَلَائِكَتِهٖ وَاَنْبِيَآئِهٖ وَرُسُلِهٖ وَحَمَلَةِ عَرْشِهٖ وَجَمِيْعِ اُمَّتِهٖ عَلٰى سَيِّدِنَاوَمَوْلَانَاوَشَفِيْعِنَاوَحَبِيْبِنَامُحَمَّدٍوَّعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَاَزْوَاجِهٖ وَاَهْلِ بَيْتِهٖ وَعِتْرَتِهٖ وَعَشِيْرَتِهٖ اَجْمَعِيْنَ بِرَحْمَتِكَ يَااَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ .

اللہ تعالی اور اس کے فرشتوں اور اس کے نبیوں کو اور اس کے رسولوں اور اس کے عرش اٹھانے والوں اور نبی ﷺ کی تمام امت کے صلوۃ وسلام ہوں، ہمارے سردار مولا اور شفیع وحبیب حضرت محمد ﷺ اور آپ کے تمام صحابہ ازواج اور آپ کے اہل بیت اور آپ کے جمیع خاندان اور آپ کی اولاد پر اے سب رحم کرنے والوں سے بڑھ کر رحم کرنے والے ہم تیری رحمت کے محتاج ہیں۔

کتابیات

(۱) صحیح بخاری شریف......امام المحد ثین حضرت امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری علیہ الرحمۃ

(۲) صحیح مسلم شریف......امام المحد ثین حضرت امام مسلم بن حجاج قشیری

(۳) صحیح ابن خزیمہ......امام ابوبکر محمد بن اسحاق بن خزیمہ علیہ الرحمۃ

(۴) جامع ترمذی......امام المحد ثین حضرت امام محمد بن عیسیٰ ترمذی علیہ الرحمۃ

(۵) سنن ابی داؤد......امام المحد ثین حضرت امام سلیمان بن الاشعث سجستانی علیہ الرحمۃ

(۶) سنن نسائی......امام المحد ثین حضرت امام ابوعبدالرحمٰن احمد بن شعیب نسائی علیہ الرحمۃ

(۷) سنن ابن ماجہ......امام المحد ثین حضرت امام ابوعبداللہ محمد بن یزید القزوینی علیہ الرحمۃ

(۸) سنن الدارمی...... حضرت امام عبداللہ بن عبدالرحمٰن الدارمی علیہ الرحمۃ

(۹) سنن الدارقطنی......امام ابوالحسن علی بن عمر بن احمد بن مھدی دارقطنی علیہ الرحمۃ

(۱۰) سنن الکبریٰ للبیہقی......امام احمد بن حسین البیہقی علیہ الرحمۃ

(۱۱) سنن الکبریٰ للنسائی......امام المحد ثین حضرت امام ابوعبدالرحمٰن احمد بن شعیب نسائی علیہ الرحمۃ

(۱۲) سنن ابی داؤد الطیالسی......امام ابوداؤد الطیالسی علیہ الرحمۃ

(۱۳) موطا امام مالک......امام المحد ثین حضرت امام مالک بن انس اصبحی علیہ الرحمۃ

(۱۴) مسند امام احمد بن حنبل......امام المحد ثین حضرت امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ

(۱۵) مسند بزار......امام بزار کردری علیہ الرحمۃ

(۱۶) مسند الفردوس......امام دیلمی

(۱۷) مسند ابی یعلیٰ......شیخ الاسلام ابویعلیٰ احمد الموصلی

(۱۸) مسند عبد بن حمید......امام ابومحمد عبد بن حمید بن نصر علیہ الرحمۃ

(۱۹) مسند حمیدی......امام ابی بکر عبداللہ بن زبیر القریشی الحمیدی

(۲۰) مسند ابی عوانہ......امام یعقوب بن اسحاق المہرجانی علیہ الرحمۃ

(۲۱) الادب المفرد......امام المحدثین حضرت امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری علیہ الرحمۃ

(۲۲) صحیح ابن حبان......حافظ محمد بن حبان بن احمد ابی حاتم التمیمی علیہ الرحمۃ

(۲۳) شرح السنۃ......امام ابومحمد الحسین بن مسعود بن محمد علیہ الرحمۃ

(۲۴) حلیۃ الاولیاء......امام ابونُعیم احمد بن عبداللہ الاصفہانی علیہ الرحمۃ

(۲۵) دلائل النبوۃ لابی نعیم......امام ابونُعیم احمد بن عبداللہ الاصفہانی علیہ الرحمۃ

(۲۶) دلائل النبوۃ للبیہقی......امام احمد بن حسین البیہقی علیہ الرحمۃ

(۲۷) بیہقی فی شعب الایمان......امام احمد بن حسین البیہقی علیہ الرحمۃ

(۲۸) شمائل ترمذی......امام المحدثین حضرت امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی علیہ الرحمۃ

(۲۹) المعجم الصغیر......امام سلیمان بن احمد الطبرانی علیہ الرحمۃ

(۳۰) المعجم الاوسط......امام سلیمان بن احمد الطبرانی علیہ الرحمۃ

(۳۱) المعجم الکبیر......امام سلیمان بن احمد الطبرانی علیہ الرحمۃ

(۳۲) مجمع الزوائد......حافظ نورالدین علی بن ابوبکر ہیثمی علیہ الرحمۃ

(۳۳) المستدرک......امام ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ نیشاپوری علیہ الرحمۃ

(۳۴) الجامع الصغیر......امام جلال الدین سیوطی

(۳۵) الجامع الکبیر......امام جلال الدین سیوطی

(۳۶) جامع البیان......امام ابوجعفر محمد بن جعفر طبری علیہ الرحمۃ

(۳۷) احیاء العلوم......امام ابوحامد محمد بن محمد بن محمد الغزالی علیہ الرحمۃ

(۳۸) الدرالمنثور......امام الاجل الحافظ جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ

(۳۹) تاریخ بغداد......حافظ ابوبکر احمد بن علی الخطیب البغدادی علیہ الرحمۃ

(۴۰) تاریخ دمشق لابن عساکر......حافظ ابوالقاسم علی بن حسن الشافعی علیہ الرحمۃ

(۴۱) فردوس بمأثور الخطاب......حافظ شیرویہ بن شہردار بن شیرویہ الدیلمی

(۴۲) الترغیب والترھیب......امام زکی الدین عبدالعظیم المنذری علیہ الرحمۃ

(۴۳)مکارم الاخلاق......امام ابوبکر محمد بن جعفر الخرائطی علیہ الرحمۃ
(۴۴)مشکوۃ المصابیح......امام ولی الدین ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ الخطیب التبریزی علیہ الرحمۃ
(۴۵)کنز العمال......علامہ علاء الدین علی المتقی الہندی علیہ الرحمۃ
(۴۶)اتحاف السادۃ المہرۃ......احمد بن ابی بکر بن اسماعیل البوصیری
(۴۷)اتحاف السادۃ المتقین......علامہ سید محمد بن مرتضی حسینی الزبیدی علیہ الرحمۃ
(۴۸)جمع الجوامع......الحافظ الاجل الامام جلال الدین السیوطی علیہ الرحمۃ
(۴۹)المطالب العالیہ......الحافظ ابن حجر العسقلانی علیہ الرحمۃ
(۵۰)مصنف ابن ابی شیبہ......حافظ عبداللہ بن محمد بن ابی شیبہ علیہ الرحمۃ
(۵۱)نسیم الریاض......علامہ احمد شہاب الدین خفاجی المصری علیہ الرحمۃ
(۵۲)مصنف عبدالرزاق......امام ابوبکر عبدالرزاق بن ہمام علیہ الرحمۃ
(۵۳)طبقات الکبریٰ......ابوعبداللہ محمد بن سعد بن منیع علیہ الرحمۃ
(۵۴)عمل الیوم واللیلۃ لابن سنی......حافظ ابوبکر بن ابن سنی
(۵۵)عمل الیوم واللیلۃ......امام جلال الدین سیوطی
(۵۶)تفسیر کبیر......امام المفسرین حضرت امام فخر الدین محمد بن عمر رازی علیہ الرحمۃ
(۵۶)تفسیر امام ابن ابی حاتم......حافظ ابومحمد عبدالرحمٰن بن ابی حاتم علیہ الرحمۃ
(۵۷)اسباب النزول للواحدی......امام ابوالحسن علی بن احمد الواحدی علیہ الرحمۃ
(۵۸)تبیان القرآن......مفسر قرآن شیخ الحدیث علامہ غلام رسول سعیدی
(۵۹)تفسیر ابن کثیر......الحافظ عماد الدین ابن کثیر علیہ الرحمۃ
(۶۰)الجامع لاحکام القرآن......امام ابوعبداللہ محمد بن احمد انصاری علیہ الرحمۃ
(۶۲)مکتوبات امام ربانی......حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی فاروقی علیہ الرحمۃ
(۶۳)الکبائر......امام شمس الدین ذہبی
(۶۴)الزواجر......ابن حجر مکی ہیتمی

(٦٥) کشف المحجوب......حضرت علی ہجویری المعروف داتا گنج بخش علیہ الرحمۃ

(٦٦) فتح القدیر......محمد بن عبدالواحد بن ہمام علیہ الرحمۃ

(٦٧) الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ......الامام القاضی عیاض اندلسی علیہ الرحمۃ

(٦٨) شمائل الترمذی......امام المحدثین حضرت امام ابوعیسی محمد بن عیسیٰ ترمذی

(٦٩) صفوۃ الصفوۃ......امام عبدالرحمن بن علی الجوزی علیہ الرحمۃ

(٧٠) کتاب الزہد لامام احمد......امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ

(٧١) کتاب الزہد لابن المبارک......امام عبداللہ بن مبارک علیہ الرحمۃ

(٧٢) کتاب الزہد للوکیع......امام وکیع بن جراح

(٧٣) مناقب کردی......امام ابن بزار کردری علیہ الرحمۃ

(٧٤) الخیرات الحسان......علامہ احمد بن حجر ہیتمی مکی علیہ الرحمۃ

(٧٥) اشرف الوسائل......علامہ احمد بن حجر ہیتمی مکی علیہ الرحمۃ

(٧٦) سیرۃ النبویۃ علی ہامش الروض الانف......

(٧٧) فتح الباری شرح بخاری لابن حجر......الحافظ ابن حجر العسقلانی علیہ الرحمۃ

(٧٨) الکامل فی التاریخ......امام عزالدین ابوالحسن علی بن محمد بن عبدالکریم شیبانی

(٧٩) البدایہ والنہایہ......ابوالفداء اسماعیل بن کثیر الدمشقی علیہ الرحمۃ

(٨٠) کتاب المغازی......امام واقدی

(٨١) جامع الاصول......ابن اثیر جذری

(٨٢) کتاب الدعاء......امام طبرانی

(٨٣) التاریخ الکبیر......امام المحدثین حضرت امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری علیہ الرحمۃ

(٨٤) اسد الغابہ فی تمییز الصحابہ......الحافظ ابن حجر العسقلانی علیہ الرحمۃ

(٨٥) کتاب ابن ابی الدنیا......امام ابوبکر عبداللہ بن محمد القرشی علیہ الرحمۃ

(٨٦) آداب الشافعی ومناقبہ......

(۸۷) خصائص الکبریٰ......امام جلال الدین سیوطی

(۸۸) جلاء الافہام......شمس الدین محمد بن ابی بکر

(۸۹) زہر الفردوس......

(۹۰) الکامل لابن عدی......حافظ عبداللہ بن عدی علیہ الرحمۃ

(۹۱) نوادر الاصول......امام حکیم ترمذی

(۹۲) نزہۃ الناظرین......مرعی بن یوسف المقدسی المصری

(۹۳) ریاض النضرۃ......محبّ الدین طبری

(۹۴) انسان العیون......امام علی بن برہان الدین الشافعی

(۹۵) مشکل الاثار......امام ابوجعفر محمد بن سلامہ بن سلمہ الطحاوی الازدی علیہ الرحمۃ

(۹۶) مدارج النبوۃ......حضرت شیخ عبدالحق محدث الدہلوی علیہ الرحمۃ

(۹۷) سبل الہدی والرشاد......امام محمد بن یوسف الصالحی الشامی علیہ الرحمۃ

(۹۸) شمائل الرسول لابن کثیر......حافظ عماد الدین ابن کثیر علیہ الرحمۃ

(۹۹) الضعفاء للعقیلی......حافظ ابوجعفر محمد بن عمرو بن موسی بن حماد العقیلی علیہ الرحمۃ

(۱۰۰) اکمال العلم بفوائد المسلم......قاضی عیاض بن موسیٰ مالکی علیہ الرحمۃ

(۱۰۱) الاستیعاب علی ہامش الاصابہ......ابوعمر یوسف بن عبداللہ بن محمد بن عبدالبر علیہ الرحمۃ

(۱۰۲) سیدنا محمد رسول اللہ......شیخ عبداللہ سراج الدین

(۱۰۳) رسائل ابن ابی الدنیا......امام ابوبکر عبداللہ بن محمد القرشی علیہ الرحمۃ

(۱۰۴) تنزیہ الشریعۃ......علامہ ابوالحسن علی بن محمد الکنانی علیہ الرحمۃ

(۱۰۵) الکشف والبیان......ابواسحاق احمد الثعلبی

(۱۰۶) المواہب اللدنیہ......احمد بن ابی بکر خطیب قسطلانی

(۱۰۷) وفاء الوفاء......نور الدین ابوالحسن السمہودی

(۱۰۸) الاذکار......امام نووی

(١٠٩) کشف الاستار عن زوائد البزار.....علی بن ابی بکر ھیثمی

(١١٠) الکامل فی ضعفاء الرجال......ابو احمد عبداللہ بن عدی الجرجانی علیہ الرحمۃ

(١١١) السیرۃ لابن کثیر......حافظ عماد الدین ابن کثیر علیہ الرحمۃ

(١١٢) المنتظم لابن جوزی......عبدالرحمٰن ابن علی الجوزی علیہ الرحمۃ

(١١٣) شفاء السقام......ابوالحسن تقی الدین علی بن عبدالکافی السبکی

(١١٤) اعلاء السنن......ظفر احمد عثمانی

(١١٥) المقاصد الحسنہ ......امام شمس الدین سخاوی علیہ الرحمۃ

(١١٦) فتاوٰی بزازیہ علی ہامش الہندیۃ......علامہ ابن بزاز کردری

(١١٧) سعادۃ الدارین......امام محمد بن محمد بن محمد الغزالی علیہ الرحمۃ

(١١٨) المولد الروی فی المولد النبوی......امام احمد بن حجر ہیتمی مکی علیہ الرحمۃ

(١١٩) درمختار......علامۃ الدہر علاء الدین حصکفی علیہ الرحمۃ

(١٢٠) لطائف الاشارات......امام عبدالرحمٰن بن علی الجوزی علیہ الرحمۃ